

ردِّ قادیانیت

رسائل

• مولانا شوکت اللہ میری رحمۃ اللہ علیہ

احتساب قادیانیت

جلد ۵

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضورى باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

ردقادیانیت

رسائل

احیاء قادیانیت

۵۷

● مولانا شوکت اللہ میرٹھی

دارالحدیث لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

- نام کتاب : اقباب قادیانیت جلد ستاون (۵۷)
- مصنف : مولانا شوکت اللہ میرٹھی
- صفحات : ۷۶۸
- قیمت : ۳۵۰ روپے
- مطبع : نامرزین پریس لاہور
- طبع اول : ستمبر ۲۰۱۳ء
- ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضورِ باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

فہرست

- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۲ ۸ جون ۱۹۰۱ء
- ۱ پنجابی رسول کی امت کا انکار ۲۳
- ۲ مقابلہ چند اوصاف ۲۹
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۴ ۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء
- ۱ تصویر پرستی ۳۶
- ۲ الہام بے معنی ۳۸
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۵ یکم فروری ۱۹۰۲ء
- ۱ بقیہ بے معنی الہام ۴۱
- ۲ منارۃ الاح ۴۴
- ۳ مرزا قادیانی اور ان کے چیلوں کی لیاقت ۴۵
- ۴ اسلامی علماء سے ضروری التجا ۴۶
- ۵ مرزائی الہام ۴۸
- ۶ خونی مہدی ۴۹
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۶ ۸ فروری ۱۹۰۲ء
- ۱ مولوی نور احمد ساکن لکھو کھا کے رو برو غلام حسن صاحب، سب رجسٹرار پشاور حواری ۵۱
- ۲ مرزا قادیانی کا مقابلہ پر نہ آتا ایک محقق! ۵۱
- ۳ مرزائیوں کی بے ایمانی اور دھوکے بازی ایک محقق! ۵۲
- ۴ سختی اور نرمی اپنے اپنے محل پر عین مصلحت دہندہ ہے ج، ن، ۵۲
- ۵ توجہ طلب گورنمنٹ اور قادیان کے مرزا صاحب امام دین ازلا ہورا! ۵۳
- ۶ نرالی عزت اور انوکھی ذلت اد، گجراتی! ۵۹
- ۷ استثناء سید محمد عمر، ایک فوجی، گجرات! ۶۲
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۷، ۸، ۹ ۲۳ فروری ۱۹۰۲ء
- ۱ استعمال الامداد بحجاب رقیمۃ الوداد ۶۲

- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۰ ۸ مارچ ۱۹۰۲ء
- ۹۷ ۱ لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا اد گجراتی!
- ۱۰۰ ۲ افشاء راز قادیانی ع.ع. سیا لکوٹ!
- ۱۰۳ ۳ قادیانی کے شیطانی الہامات
- ۱۰۵ ۴ غلطی کا ازالہ ابوالحسن غلام مصطفیٰ امرتسری!
- ۱۰۶ ۵ مرزا قادیانی سے فیصلہ مولا ناشوکت اللہ!
- ۱۰۶ ۶ بے معنی الہام مولا ناشوکت اللہ!
- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۱ ۱۳ مارچ ۱۹۰۲ء
- ۱۰۷ ۱ الشہادۃ الجلی فی الہات لوازم النبی محقق گجراتی!
- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۲ ۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء
- ۱۱۷ ۱ خدا پر قادیانی بہتان اد گجراتی!
- ۱۲۳ ۲ ایں گل دیگر شکفت امام دین ازلا ہورا
- ۱۲۳ ۳ ہم مرزا قادیانی کے خدا کا الہام بند کر دیں گے مولا ناشوکت اللہ!
- ۱۲۶ ۴ نکان آسانی
- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ یکم تا ۱۵ اپریل ۱۹۰۲ء
- ۱۲۸ ۱ عصائے موسیٰ کا جواب
- ۱۳۳ ۲ ایک مرزائی اخبار کی اہل
- ۱۳۹ ۳ تصویر پرستی محمد عبداللہ ازلمتان!
- ۱۴۰ ۴ چڑیاں دام سے نکل گئیں مولا ناشوکت اللہ!
- ۱۴۱ ۵ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے رقابت مولا ناشوکت اللہ!
- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۶ ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء
- ۱۴۳ ۱ مرزا اور طاعون
- ۱۴۵ ۲ ایک لطیفہ

- ۱۳۶ ۳ تصویر پرستی
مولانا شوکت اللہ!
- ۱۳۹ ۴ مسلمانوں کو وہابی کہنا حریل حیثیت ہے
مولانا شوکت اللہ!
- ۱۵۱ ۵ عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا مجز
ایک محقق!
ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۷ یکم مئی ۱۹۰۲ء
- ۱۵۴ ۱ ٹاپا خانی کرو
مولانا شوکت اللہ!
- ۱۵۵ ۲ مسک علیہ السلام کو دشنام
مولانا شوکت اللہ!
- ۱۵۷ ۳ بقیہ عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا مجز۔
ایک محقق!
ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۱۸، ۱۹ ۱۵ تا ۱۵ مئی ۱۹۰۲ء
- ۱۶۳ ۱ ٹکلی اور مذہب مرزائیوں کی تسلی اور آخری فیصلہ کے لئے خود مرزا کا اشتہار
۱۶۴ ۲ بقیہ عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا مجز
ایک محقق!
- ۱۶۸ ۳ لیجے مرزا خود اقبال کرتا ہے کہ میں شیطان مجسم ہوں
پ. ل. ش
- ۱۷۰ ۴ بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا مجز امام دین ازلا ہورا!
- ۱۷۳ ۵ اخبار الحکم کی ایمانداری
مولانا شوکت اللہ!
ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۲۰ ۲۳ مئی ۱۹۰۲ء
- ۱۷۵ ۱ فاعصرو یا اولی الابصار
ایک سائل!
- ۱۷۶ ۲ قادیانی اور اس کے چیلوں کے اخلاق حیدہ
ادوا مقام گ!
- ۱۷۸ ۳ وزیر آبادی نامہ نگار کی بربادی
ادو گجراتی!
- ۱۸۱ ۴ مرزا قادیانی اب وہ معجزات دکھائیں گے
مالیری!
- ۱۸۲ ۵ پنجابی رسول کی مالیری امت
مالیری!
- ۱۸۲ ۶ بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا مجز ایک محقق!
ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۲۱ یکم جون ۱۹۰۲ء
- ۱۸۵ ۱ بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا مجز ایک محقق!
- ۱۹۲ ۲ اصلی اور نقلی کشتی میں تمیز
مولانا شوکت اللہ!

	ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۲ ۸ جون ۱۹۰۲ء	
۱۹۷	بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا معجزہ ایک محقق!۱
۲۰۱	لطم، بھوجاب شعر مندرج لوح اخبار الحکم مولوی محمد حسین گجراتی!۲
۲۰۲	قصیدہ یا سید درود حقیقہ مرزا سید مولانا عبدالعزیز!۳
۲۰۳	جعلی بیعت ایس ایم!۴
۲۰۵	الہام کاشوت مولانا شوکت اللہ!۵
	ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۳ ۱۶ جون ۱۹۰۲ء	
۲۰۶	مرزائی الہام کے منہ پر قدرت الہی کا تہنیز مولانا شوکت اللہ!۱
۲۱۱	جعلی مشن کے بارے میں پیرا اخبار کی خدمت میں التماس رقم: گھر کا پھیدی!۲
۲۱۳	نہایت ناقصہ و کاملہ مولانا شوکت اللہ!۳
	ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۴، ۲۵ ۲۳ جون ۱۹۰۲ء	
۲۱۶	مجموعات کا انکار مولانا شوکت اللہ!۱
۲۱۸	بغوات مرزا مولانا شاہ اللہ امرتسری!۲
۲۱۹	مرزا قادیانی کی قرآن دانی ایک مسلمان!۳
۲۲۰	قادیان میں طاعون مولانا شوکت اللہ!۴
	ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۶ ۸ جولائی ۱۹۰۲ء	
۲۲۲	حضرت محمد مرعلی شاہ کے ہاتھ پر دو مرزائیوں کا مسلمان ہونا۱
۲۲۳	قادیان میں طاعون۲
۲۲۵	قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام اذاز مقام گم!۳
۲۳۰	تعبیر طلب خواب فیروز دین امرتسری!۴
۲۳۱	خداوند آزادی بخش آزادی پسند مولانا شوکت اللہ!۵
	ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۷ ۱۶ جولائی ۱۹۰۲ء	
۲۳۳	بقیہ بغوات مرزا مولانا شاہ اللہ امرتسری!۱
۲۳۳	ایک مرزائی کا نکاح حج کبیر احمد از سرادہ!۲

۲۳۳	ادراز مقام گ!	بقیر قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام	۳
۲۳۰	کبیر احمد از سر اودہ!	التنبیہ	۴
۲۳۰	۲۳ جولائی ۱۹۰۲ء	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۲۸	
۲۳۰	ادراز مقام گ!	بقیر قادیانی کا انوکھا علم کلام	۱
۲۳۳	گزار ہندلا ہورا	قادیان میں طاعون	۲
۲۳۶	راقم: ج. ۱	الہوی والصلال لمن یسقی یاخیال مرزا قادیانی الہدی والتصرہ لمن	۳
۲۳۸		دجال	۴
۲۵۰	مولانا شوکت اللہ!	عز سے بے ٹوٹ گئے	۵
۲۵۱	کیمبر اگست ۱۹۰۲ء	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۲۹	
۲۵۱		مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال وافعال میں مخالف	۱
۲۵۳		قاموس الاحمدی یا دشمنی احمدیہ	۲
۲۵۳	مولانا شوکت اللہ!	مرزا قادیانی کے خیالات کا لکچر	۳
۲۵۷	مولانا شوکت اللہ!	سیف پشیمانی یعنی حجة الله البالغة علی لشمس الہازغہ والاصلاح	۴
۲۵۹	مولانا شوکت اللہ!	الفصحیح لاعجاز المسیح	۵
۲۶۰	۸ اگست ۱۹۰۲ء	بعض بد معاش مرزائی	
۲۶۱	مولانا شوکت اللہ!	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۳۰	
۲۶۵	عبدالحی حدادی از کپور تھلہ!	مختصر نوٹ	۱
۲۶۷		بقیر مرزا قادیانی کے خیالات کا لکچر	۲
۲۶۷		ایک مسلمان اور ایک مرزائی کی گفتگو	۳
۲۶۷		بقیر مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال وافعال میں مخالف	۴
۲۷۱	۱۶ اگست ۱۹۰۲ء	ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۳۱	
۲۸۰	مولانا شوکت اللہ!	بقیر مرزا قادیانی کے خیالات کا لکچر	۱
۲۸۰		بقیر خواب	۲

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۲ ۲۳ اگست ۱۹۰۲ء

- ۲۸۱ بقیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و افعال میں مخالف از مردان!
- ۲۸۶ حیات و ممات سک مولانا شوکت اللہ!
- ۲۸۸ کتاب عصائے موسیٰ کا جواب مولانا شوکت اللہ!
- ۲۸۹ امریکا میں مرزا قادیانی کا شن مولانا شوکت اللہ!
- ۲۹۰ ہذا شی عجاب مولانا شوکت اللہ!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۳ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء

- ۲۹۲ بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا پیکر مولانا شوکت اللہ!
- ۳۰۱ بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا پیکر مولانا شوکت اللہ!
- ۳۰۵ مرزائی کجکول میں پیش اور دھیلا اعمینو یا رجال الغیب خادم: م. د. لاہوری!
- ۳۰۸ لندن اور قادیان مولانا شوکت اللہ!
- ۳۰۹ الحکم میں جعلی فہرست بیعت ج. ن.!
- ۳۱۰ استثناء ج. ن.!
- ۳۱۰ رسالہ اشاعت السنۃ اور مرزا قادیانی ج. ن.!
- ۳۱۱ ملا فضل قادر صاحب اور مرزا ج. د.!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۵ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۲ء

- ۳۱۲ کاغذی سک کی ناسمجھت کے طوفان میں شاکر از قلعہ ارجرات! ۳۱۲
- ۳۱۳ وہی ممات سک مولانا شوکت اللہ!
- ۳۱۶ بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا پیکر مولانا شوکت اللہ!
- ۳۲۰ مذہب مرزائی ہے آزادی مذہب کا نام ج. ن.!
- ۳۲۰ اس لئے مرزائی ہوجاتے ہیں اکثر خاص و عام ج. ن.!

ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شمارہ ۳۶ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۲ء

- ۳۲۳ دعا میں اثر مولانا شوکت اللہ!

- ۳۲۵ ۲ وہی مہمات کج
- ۳۲۷ ۳ بے معنی الہام
- ۳۲۸ ۴ مرزا قادیانی سے آخری دو ہاتھ
- ۳۲۹ ۵ اسباب پرستی
- ۳۳۰ ۶ مرزا اور اس کی امت ہی عاقبت کے پورے سینے کی
- ۳۳۱ ۷ خصو القرون قونی
- ۳۳۳ ۸ حدیث سے بغض
- ۳۳۵ ۱ ضمیمہ شہنہ ہند میرٹھ شمارہ ۳۷ یکم اکتوبر ۱۹۰۲ء
- ۳۳۷ ۲ جہلم میں قادیانی جماعت کی شکست
- ۳۳۷ ۲ بے معنی الہام
- ۳۳۸ ۳ کج البند اور النار
- ۳۴۰ ۴ مرزائی مذہب ہے آزادی مذہب کا نام، اس لئے مرزائی ہو جاتے ہیں اکثر خاص
- ۳۴۲ ۵ دعاء
- ۳۴۲ ۵ مرزا قادیانی کا مامون اور گورنمنٹ کا بیٹا
- ۳۴۶ ۶ ان! ان!
- ۳۴۶ ۶ انجمن حمایت الاسلام اور ندوۃ العلماء پر مرزا قادیانی
- ۳۴۸ ۱ ضمیمہ شہنہ ہند میرٹھ شمارہ ۲۱ یکم، ۸ جنوری ۱۹۰۳ء
- ۳۴۸ ۱ مرزا قادیانی کے رسائل اعجاز الحک و اعجاز احمدی پر نقد
- ۳۵۰ ۲ ایک گزشتہ مرزائی کی فریاد۔
- ۳۵۲ ۳ مجدد کی پیش گوئی اور ذیابہ صادقہ (مقدمہ بازی) پر ایڈیٹر مولانا شوکت اللہ صاحب کا مختصر نوٹ ہے۔
- ۳۵۳ ۴ مرزا قادیانی کے خیالات کے یکجہری تردید۔
- ۵ بے معنی الہامات کو دو ٹوکنا۔

-۵ ترکی ہتری جواب۔ نصیر احمد انبالا! ۳۸۴
-۶ مرزا قادیانی کے الہامات۔ مولانا شوکت علی میرٹھی! ۳۸۶
-۷ قادیانی نبی کی اولاد کا کیا حشر ہوگا۔ یہ مضمون نامکمل ہے۔ اس لئے کہ اس شمارہ کا سطر آخری نزل سکا۔ ۳۸۸
- ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ شمارہ ۷ ۱۶ فروری ۱۹۰۳ء
- اس شمارہ کا پہلا صفحہ نقاب ہے۔ مجبوراً اس کے مضمون کو فہرست میں ایک نمبر دیا ہے۔
-۱ قادیانی کا بے معنی الہام یا اضغاث احلام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۸۸
-۲ مرزا قادیانی کا لوکھا میوریل۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۰
-۳ تازہ بے معنی الہام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۴
-۴ مرزائیوں میں تقیہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۵
-۵ مرزائی حوادث۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۶
- ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ شمارہ ۸ ۲۴ فروری ۱۹۰۳ء
-۱ مجدد پر الہامات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۷
-۲ استروں کی مالا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۸
-۳ اشارہ برس کا خواب آج دیکھ رہے ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۳۹۹
-۴ قادیانی کے عربی قصیدہ پر مصری ادیبوں کی رائے۔ گلزار ہند سے اقتباس ۴۰۰
-۵ روایا صادقہ۔ مکتوب اٹادہ ۴۰۱
-۶ ضمیمہ کی ترقی۔ مرزا کا بیخ نقول۔ اعجاز احمدی کا جواب مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۲
-۷ وہی مرزا قادیانی کا جہاد۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۳
-۸ الہام کیا ہے ٹھیکے کی گت ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۵
-۹ جعلی نبی پر ایمان۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۶
-۱۰ سورا کا شکار۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۷
-۱۱ لڑکے کی جگہ لڑکی مانتے تو ہوتی مئی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۸
- ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ شمارہ ۹ یکم مارچ ۱۹۰۳ء
-۱ ہاس کڑھی میں اُنبال۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۰۸

- ۲ مجدد پر الہامات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۱۲
- ۳ بد معاشوں سے سابقہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۱۲
- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۰ ۸ مارچ ۱۹۰۳ء
- ۱ مرزا نیوں کا ایک تازہ جمل۔ عبدالمکریم ہلدھی صاحب پشاور! ۴۱۳
- ۲ مہدیوں اور مسیحیوں کا ڈرہا کھل گیا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۱۷
- نوٹ اس شمارہ میں ایک کھلی چٹھی واحد علی صاحب ملتان بابت ”دفع البلاء“ کتاب مرزا کے شائع ہوئی، ہم نے وہ خارج کر دی اس لئے کہ وہ احتساب ج ۵۳ میں شائع ہو چکی ہے۔
- ۴۱۸
- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۱ ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء
- ۱ مرزا قادیانی کا گل میں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۲۰
- ۲ مرزا قادیانی کے وہی ایک لاکھ سے اوپر واٹنیز۔ امام الدین لاہوری! ۴۲۱
- ۳ شیعہ اور عیسائی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۲۶
- ۴ ترجمہ اور الہامات مجدد۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۲۷
- ۵ رسول بننے کا شوق۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۲۹
- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۲ ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء
- ۱ بطالت قادیانی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۳۰
- ۲ چراکارے کندھ عاقل کہ ہاڑا پد پشیمانی ج۔ ن ۴۳۲
- ۳ کونے جاناں سے خاک لائیں گے اپنا کہہ چھلنائیں گے۔ ج۔ ن ۴۳۲
- ۴ وہی مرزا جی کا جہاد۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۳۳
- ۵ مرزا قادیانی کی ارو شاہری۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۳۶
- ۶ سب گنوں پورے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۴۰
- ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۱۳، ۱۴ یکم، ۸ اپریل ۱۹۰۳ء
- ۱ مرزا قادیانی اور چوڑے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۴۱
- ۲ وہی حیات و ممات ج۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۴۳
- ۳ مرزا قادیانی اور مولود۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۴۴۵

-۴ میری کتابیں دیکھو۔
 ۴۴۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۵ مرزا نیوں کی تعداد۔
 ۴۴۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۶ مرزا نیوں سے سوال و جواب۔
 ۴۴۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
 ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۱۵ ۱۶/۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء
-۱ مرزا قادیانی کا انہی قصیدہ اہل ان کے مخالفین کے اعتراضات۔
 ۴۵۱ ڈاکٹر جمال الدین پشاوری!
-۲ عیسیٰ موعود اور اجراع کتاب و سنت۔
 ۴۵۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۳ وہی بے معنی الہام۔
 ۴۵۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۴ ایمان کو چھپاؤ۔
 ۴۵۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۵ مرزا قادیانی کے عیسیٰ کا بھڑا سب کی قبر سری نگر کشمیر میں۔
 ۴۵۹ مسیحی نامہ نگار رسالہ ترقی لاہور!
 ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۱۶ ۲۲/۲۳ اپریل ۱۹۰۳ء
-۱ ہندوستان میں حدیثوں سے جہاد کا نام نشان نہیں
 ۴۶۱ ازک: اگجرات!
-۲ مرزا قادیانی ترقی کریں۔
 ۴۶۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۳ اخبار الحکم اور البدر قادیان
 ۴۶۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۴ وما یسوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور
 ۴۶۷ از لدھیانہ!
-۵ مادہ تاریخ
 ۴۷۲ از لدھیانہ!
 ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۱۷ یکم مئی ۱۹۰۳ء
-۱ لفظی رزق
 ۴۷۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۲ قلعہ صوابا سیکھ تحصیل پسرور میں مباحثہ ما بین اہل سنت و الجماعت و مرزا نیوں۔
 ۴۷۵
 ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۱۸ ۱۸ مئی ۱۹۰۳ء
-۱ قادیانی نبی کا کلمہ۔
 ۴۷۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۲ عقائد مرزا اور حضرت عیسیٰ کی قبر کا افتراء۔
 ۴۸۰ مولانا حکیم محمد الدین امرتسار!
-۳ مرزا قادیانی کے مقدمات۔
 ۴۸۶ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-۴ مجرہ کے کہتے ہیں؟
 ۴۸۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
 ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۱۹ ۱۶ مئی ۱۹۰۳ء
-۱ بیعت سے انکار۔
 ۴۸۹ تنقل حسین انادہ!

- ۲ طبر ابا بکر اور منارہ۔
 ۳۹۰ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳ طاہر عونی نبوت۔
 ۳۹۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴ چورٹی ملی اور چلیوں کی رکھوالی۔
 ۳۹۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵ حدیثیں کشنی طور پر صحیح ہو جاتی ہیں۔
 ۳۹۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۶ دین مرزائی۔
 ۳۹۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۰ ۲۳ مئی ۱۹۰۳ء
- ۱ کلام کی تاویل سے حکم کی توہین ہوتی ہے۔
 ۳۹۹ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲ قادیانی گنڈ گھر۔
 ۵۰۱ ج، ن، پ، شاور!
- ۳ مرزائیوں کا نصب۔
 ۵۰۲ محمد ظہور خان مہاراجا جہاں پور
- ۴ کشتر مردم شماری کا غضب ناک فقرہ
 ۵۰۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵ اہودی صاحب سنت رسول کی بظاہر کیوں حمایت کرتے ہیں؟
 ۵۰۴ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۶ مرزا قادیانی کے فتوے۔
 ۵۰۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۷ لندن کی مساجد اور قادیانی۔
 ۵۰۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۱ یکم جون ۱۹۰۳ء
- ۱ الہام اور پیشنگوئی۔
 ۵۰۸ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۲ عیسیٰ مسیح کے حجرات سے الکار بھی اور اقرار بھی۔
 ۵۱۱ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۳ وہی منارہ مرزائیوں کا شاگردوارہ۔
 ۵۱۳ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴ نیما ہے یا قہر الہی۔
 ۵۱۵ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۵ الہام کی تعریف۔
 ۵۱۷ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۲۲ یکم جون ۱۹۰۳ء
- ۱ حضرت مجدد الف ثانی پر مرزائیوں کا بہتان۔
 ۵۱۹ ولی محمد لدھیانوی!
- ۲ مرزائی اشعار کا ترکی بہ ترکی جواب۔
 ۵۲۰ حکیم محمد ناصر خان لدھیانوی!
- ۳ پیشنگوئیاں پیشانی کا دھابن گئیں۔
 ۵۲۲ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
- ۴ تحریف لفظی و معنوی۔
 ۵۲۵ محمد احسن اتادہ!

- ۵..... اعجاز احمدی کا جواب۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۲۶
- ۶..... ضمیر کا اثر۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۲۶
- ۷..... نچریت، مرزائیت، عیسائیت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۲۸
- ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۲۳ ۱۶/ جون ۱۹۰۳ء
- ۱..... مرزا قادیانی کے دعاوی۔ نامہ نگار از کرزن گزٹ! ۵۲۹
- ۲..... مرزائی دیانت۔ نامہ نگار از کپور تھلہ! ۵۳۲
- ۳..... وہی جعلی بیعت اور فرضی فہرست۔ محمد احسن پشتر پولیس! ۵۳۳
- ۴..... نبی بننے کا ارمان۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۳۵
- ۵..... جعلی بیعت۔ مکتوب مولانا بخش! ۵۳۷
- ۶..... ایضاً از جانب کلوجام۔ کلوجام گدا مل ٹولہ اٹاوا! ۵۳۷
- ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۲۳ ۲۳/ جون ۱۹۰۳ء
- ۱..... انجیل مقدس کی عجیب پیشین گوئی۔ کسی اخبار طیبہ عامہ بنامہ! ۵۳۸
- ۲..... پشاور میں مرزائیت کا دھڑلٹ گیا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۳۹
- ۳..... وہی ستارہ مرزائیوں کا ٹھا کر دوارہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۴۰
- ۴..... نبی اور محمد میں فرق۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۴۳
- ۵..... ایک مجیدی نے لٹکا ڈھا دی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۴۶
- ۶..... مرزائیوں کی کارستانیاں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۴۷
- ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۲۵ یکم جولائی ۱۹۰۳ء
- ۱..... ایک طویل مراسلت نور الدین قادیانی کی اپنا استاذ مولانا الہی بخش سے طویل مراسلت ۵۴۹
- ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۲۶ ۱۸/ جولائی ۱۹۰۳ء
- ۱..... ”مصومالی مہدی اور مرزا قادیانی کے دو لاکھ وائٹیر“ از مولانا شوکت اللہ میرٹھی ہاتی ۵۶۸
- رہ جاتا ہے جو یہ ہے۔

ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۲۷ ۱۶ جولائی ۱۹۰۳ء

- ۱..... تکیٹ اور جنیت، مسیحت اور مہدویت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۷۰
- ۲..... قرآن مجید پر عمل۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۷۳
- ۳..... مرزا انجمن کو مرزا قادیانی کی ڈانٹ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۷۴
- ۴..... نبیوں کی قسمیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۷۶
- ۵..... تین زبانیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۷۷

ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۲۸، ۲۹ ۲۳ جولائی و یکم اگست ۱۹۰۳ء

- ۱..... مرزا قادیانی کا آسمانی نشان۔ عبدالحق سرہندی! ۵۷۸
- ۲..... تحریف اور مجاز۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۸۱
- ۳..... مرزا قادیانی کے مختلف چندے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۸۲
- ۴..... معجزات کا انکار۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۸۳
- ۵..... فتح بیعت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۸۴
- ۶..... مرزائیوں کے مکائد۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۸۵
- ۷..... مرزائی لوگ پادریوں کے سفوں سے نکالے جاتے ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۸۶
- ۸..... مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۸۸

ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۳۰ ۱۸ اگست ۱۹۰۳ء

- ۱..... دعویٰ نبوت نے مرزا قادیانی کا کسر شان کر دیا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۸۹
- ۲..... خصوصاً بطلان شہزاد عبدالحمید مرزائی سبھی لدھیانوی ہو کر۔ ۳۰۰ لدھیانوی! ۵۹۱
- ۳..... وہی حیات و ممات مسیح۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۹۴
- ۴..... مرزائی مردہ زعمہ ہو گیا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۵۹۶

ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۳۱ ۱۶ اگست ۱۹۰۳ء

- ۱..... مرزا قادیانی کا مکافہ یا تریاچلتر۔ مولانا عبدالحق کوٹلہ سرہندی! ۵۹۷

- ۲ وہی حیات و ممات تک۔
 ۳ بہت بڑا کتبہ فرمایا۔
 ۳ الحاد کی تعلیم۔
 ۵ بے معنی الہام۔
 ۶ مسک موعود کے زمانے میں عمریں بڑھ جائیں گی۔
 ۷ اسلام سے ارتداد کی وجہ۔
 ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۳۲ ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء
 ۱ مسک اور مہدی کیوں پیدا ہوئے ہیں۔
 ۲ قادیانی مرزا اور امیر کابل۔
 ۳ کفر بھی اور اشاعت اسلام بھی۔
 ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۳۳ یکم ستمبر ۱۹۰۳ء
 ۱ مسک موعود ڈاکٹر ڈوئی کے پاس کئی کروڑ ڈالر۔
 ۲ مکتوب اتادہ۔
 ۳ تازہ بے معنی الہام۔
 ۴ قادیان کے مقدمات۔
 ۵ مرزا قادیانی نے تمام مرزائیوں کو غیر مقلد بنا دیا۔
 ۶ مرزائی طلسم کا تارو پود کھل رہا ہے۔
 ۷ دم دار ستارہ۔
 ۸ مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار خواب ہے۔
 ضمیمہ ششم: ہند میرٹھ شمارہ ۳۳ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۳ء
 ۱ شیطان اور رحمانی رنگ۔
 ۲ ضمیمہ میں گم نام اور فیروں کے نام سے مضامین۔
 ۳ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب پر حملہ۔
 ۴ درازی عمر کا لٹکا۔

-۵ مرزا قادیانی کے وقیب بلائے بے درماں ہیں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۲۷
-۶ مرزائی علماء۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۲۹
-۱ کلام مجیدی کی آیات میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی کرنا کفر ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۳۱
-۲ قادیانی امروہی کے کلام میں تناقض۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۳۳
-۳ کیا مرزا قادیانی حرمین شریفین کی زیارت کریں گے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۳۳
-۴ مرزا قادیانی کا الہامی قصیدہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۳۵
-۵ مرزا قادیانی نے اپنی سہ سالہ بعثت میں کیا کارروائی کی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۳۹
-۶ الحیاء شعبۃ من الایمان مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۴۱
-۷ نبی اور خلیفہ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۴۲
-۱ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۳۶ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۳ء ۶۴۳
-۲ آرا آزاد حزمیم۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۴۳
-۳ نبی اور مجدد۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۴۳
-۴ تردید رد اقتحید۔ ایم ڈی ایل شاہجہان پوری! ۶۴۶
-۱ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۳۷ یکم اکتوبر ۱۹۰۳ء ۶۵۳
-۲ کپورتھلہ کی ایک مسجد پر مرزائیوں کا دعویٰ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۵۳
-۱ احمدت اور اہل قرآن اور مرزا قادیانی کا ڈل دہ مقولات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۶۵۶
-۲ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۳۸ ۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء
-۱ ضمیر شحنہ ہند کے شمارہ ۳۸ میں رفعت اللہ خان مسلمان اور شرافت خان قادیانی کے درمیان شاہجہان پور میں ہونے والے مباحثہ کی رپورٹ شائع ہوئی۔ اس کا بقیہ ۱۶ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۹ اور ۲۳ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۴۰ میں بھی شائع ہوا۔ ۶۶۳
-۲ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ شمارہ ۳۹ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء
-۱ اس شمارہ میں مباحثہ شاہجہان پور کی رپورٹ تھی جو شمارہ نمبر ۳۸ کے ساتھ شامل کردی۔ اس شمارہ ۳۹ کا ایک مضمون ہائی بجا۔ ”مدعیان نبوت“ جو مولانا شوکت اللہ میرٹھی کا مرتب کردہ ہے۔ پیش خدمت ہے۔ ۶۸۷

- ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۳۰ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء
- ۱ پیشگوئی اور نشان۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۶۹۰
- ۲ وہی تصویر پرستی۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۶۹۱
- ۳ مرزا قادیانی کی نسبت پیشگوئی۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۶۹۲
- ۴ یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۶۹۲
- ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۳۱ یکم نومبر ۱۹۰۳ء
- اس شمارہ میں ایک مسلمان اور مرزائی کے درمیان طویل مراسلت تھی جو کئی شماروں میں شائع ہوئی۔ اسے آگے یکجا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مضمون امرزا قادیانی کا اسم اعظم۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی اور مرزائیوں کے گوروا سپور کے مقدمات نامہ نگار پیرا اخبار لاہور کے حوالے سے پیش کئے گئے۔ ۶۹۴
- ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۳۱ یکم نومبر ۱۹۰۳ء
- اس شمارہ سے جناب رفعت اللہ صاحب کی اپنے چچا جو قادیانی تھے ان سے مراسلت کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا جو شمارہ ۳۲، پھر شمارہ ۳۳، پھر ۳۴ تک جاری رہا۔ ۳۱ سے ۳۵ تک ماسوائے ۳۳ کے ان تمام اقساط کو یہاں یکجا کر دیا ہے۔ ۶۹۷
- ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۳۲ ۸ نومبر ۱۹۰۳ء
- ۱ دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کے ہیں۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۷۲۱
- ۲ گورنمنٹ کی خیر خواہی۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۷۲۲
- ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۳۳ ۱۶ نومبر ۱۹۰۳ء
- ۱ دجالی دعوت کا جواب۔ ۲۰۰ راز لدھیانوی! ۷۲۳
- ۲ فرانسیسی سچ ڈاکٹر ڈوئی اور اس کی دعا کرنے کی کل۔ مولا ناشوکت اللہ میرٹھی! ۷۳۱
- ضمیمہ ششم، ہند میرٹھ شمارہ ۳۴ ۲۳ نومبر ۱۹۰۳ء
- ۱ ایک پنجابی نبی۔ نامہ نگار کرن گزٹ! ۷۳۳
- ۲ عام آسانی باپ کے لے پالک کا شکار کیوں بننے ہیں؟ رف. ہ. شاہجہان پوری! ۷۳۸

- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شماره ۳۵ یکم دسمبر ۱۹۰۳ء
- ۱..... مرزا قادیانی عدالت میں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۴۰
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شماره ۳۶ ۸ دسمبر ۱۹۰۳ء
- ۱..... دروغ گوراحافظہ نباشد۔ ابوالمنظور محمد عبدالحق! ۷۴۳
- ۲..... تقلید و افش۔ ابوالمنظور محمد عبدالحق! ۷۴۳
- ۳..... غلط الہام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۴۳
- ۴..... مرزا قادیانی کی نبوت پر خود مرزائیوں میں مباحثہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۴۵
- ۵..... مرزا قادیانی کی غلط کاری۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۴۷
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شماره ۳۷ ۱۶ دسمبر ۱۹۰۳ء
- ۱..... مرزائی مقدمات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۴۹
- ۲..... دینی مہمت مسیح۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۵۰
- ۳..... مرزا قادیانی کا مسئلہ شفاعت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۵۲
- ۴..... من احب شیفاً اکثر نکرہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۵۵
- ۵..... مسئلہ ختم رسالت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۵۶
- ضمیمہ ششم ہند میرٹھ شماره ۳۸ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۳ء
- ۱..... حدیث ابو العواد الاعظم پر امر دینی صاحب۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۵۸
- ۲..... لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۶۱
- ۳..... امر دینی صاحب کو اضافہ تنخواہ مبارک۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۶۳
- ۴..... ۱۹۰۳ء کا اختتام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۶۴
- ۵..... مرزائی جماعت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ۷۶۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مرتب

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى . امابعد!

۱۹۰۱ء مرزا قادیانی کے کفر بواح کے عروج کا دور ہے۔ اسی سال کذاب قادیان نے

نبوت کا دعویٰ کیا۔ کذاب قادیان کے دعویٰ نبوت کے دور میں جن لوگوں نے مرزا قادیانی کی

تردید کا بیڑا اٹھایا تھا وہ امت کی طرف سے شکر یہ کے مستحق ہیں۔ انہیں خوش نصیب حضرات میں

سے ایک مولانا شوکت اللہ میرٹھی تھے۔ (ان کا اصل نام مولانا محمد احسن میرٹھی تھا) مولانا شوکت

اللہ اپنے آپ کو مرزا قادیانی کے مقابلہ میں مجددِ عالمہ مشرقیہ بھی کہتے ہیں۔ موصوف میرٹھ سے ہفتہ

دارِ محدثہ ہند“ شائع کیا کرتے تھے۔ آپ نے چار سال ابتداء ۱۹۰۱ء سے دسمبر ۱۹۰۳ء تک ہفتہ

دارِ محدثہ ہند کا ہفتہ وار ضمیرہ شائع کرنا شروع کیا جو عموماً آٹھ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا۔ یہ مسلسل شائع

ہوا اور چار سال قادیانی رسائل کے جواب میں اپنی مثال آپ تھا۔

..... ہمیں اس کے سال اوّل یعنی ۱۹۰۱ء کا صرف ایک شمارہ مل سکا جو ۸ جون ۱۹۰۱ء کا پرچہ

ہے اور شمارہ نمبر اس کا بائیس ۲۲ ہے۔ یہ شمارہ اسی میل کے ذریعہ مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے

دارالعلوم دیوبند سے ارسال فرمایا۔

..... ۲ ۱۹۰۲ء کے شمارہ جات کے ایڈیٹر صاحب صفحات کے نمبر مسلسل استعمال کرتے ہیں۔

ہم انہیں مسلسل نمبرات کو سامنے رکھیں تو ۱۹۰۲ء کی فائل کا ص ۱ سے ص ۵۶ پر موجود نہیں۔ گویا

(شمارہ نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴،

تک شائع ہوئے۔ البتہ ص ۱۲۵ سے ۱۲۸ صفحات موجود نہیں۔ لیکن یہ سہو ہے۔ ورنہ شمارہ نمبر ۱۳ ص ۱۲۹ پر موجود ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کوئی شمارہ شارٹ ہیں۔ البتہ صفحات پر سہو ہوا۔ شمارہ نمبر ۱۳ ص ۱۲۹ سے شروع ہو کر ص ۱۴۰ چلا گیا ہے۔ پھر ص ۱۴۱ پر شمارہ نمبر ۱۲ درج ہے۔ گویا کوئی صفحہ شارٹ نہیں۔ البتہ شمارہ نمبر ۱۳، ۱۴، ۱۵ ایک ساتھ ص ۱۲۹ سے ص ۱۳۰ پر مشتمل ہیں۔ پھر ص ۱۴۱ سے ص ۳۰۸ تک شمارہ نمبر ۱۶ سے ۳۷ تمام شمارہ جات اس جلد میں موجود ہیں۔

خلاصہ یہ کہ سن ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ سے ص ۵۶ تک شارٹ ہیں اور پھر ص ۳۰۹ سے آخر تک۔ گویا شمارہ نمبر ۳۸ سے آخر جلد تک موجود نہیں۔ یعنی ہمیں دستیاب نہ ہوئے۔ جس بندہ خدا کو ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶ پھر شمارہ ۳۸ سے آخر تک مل جائیں تو وہ اس فائل کو مکمل کر سکتا ہے۔

۳..... الحمد للہ اضمیرہ فحونہ ہند ۱۹۰۳ء کی مکمل فائل یہاں پر موجود ہے۔ کہیں سے ایک آدھ صفحہ شارٹ ہے۔ تو وہیں نوٹ دے دیا، ورنہ مکمل ہے۔

۴..... اسی طرح ہفتہ وار اضمیرہ فحونہ ہند کی سن ۱۹۰۴ء کی بھی مکمل فائل احتساب قادیانیت کی جلد ۵۸ پر شائع ہوگی۔

گویا احتساب کی ان دونوں جلدوں ۵۷، ۵۸ اضمیرہ فحونہ ہند کے چار سالوں ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۴ء کے جو شمارہ میسر آئے۔ یعنی ۱۹۰۱ء کا صرف ایک شمارہ اور ۱۹۰۲ء کا مکمل اور ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۴ء کے مکمل فائل ان جلدوں میں آگئے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

فللحمد للہ!

محتاج دعاء: فقیر اللہ و سایا!

۲۵ مئی ۲۰۱۴ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَوْلَانَا شَوَكْتُ اللَّهِ مِيرْهُی

ضمیمہ شجرہ ہند میرٹھ

۱۹۰۱ء



مولانا شوکت اللہ میرٹھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

۸ جون ۱۹۰۱ء کے شمارہ نمبر ۲۲ کے مضامین

.....۱	پنجابی رسول کی امت کا انکار	ادو!
.....۲	مقابلہ چند اوصاف	عبدالکریم!

..... پنجابی رسول کی امت کا انکار

سال اڈل معارب آمد سال دیگر خوبہ شد
غلہ گرازوں شود امسال سیدی شود

مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے حتمی ممبر جو بمصدق ”ؤمنون بالغیب“ بلا سوچے سمجھے ایمان لائے ہیں۔ ہر چند ان کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے اور حضرت موصوف کی خاص تحریریں ان کو دکھائی جاتی ہیں کہ مرزا قادیانی نے صاف صاف نبوت کا اسی طرح دعویٰ کیا ہے جس طرح پہلے بھی بہت سے اشخاص کر چکے ہیں۔ مگر وہ بیچارے ابھی تک پیر و پیغمبر میں تمیز نہیں کر سکتے اور انٹایہ جواب دیتے ہیں کہ ہم راستی پر ہیں اور موعود مسیح کے بارے میں تمہیں مغالطہ ہوا ہے۔

پس ہم علماء اسلام زمانہ حال کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کرتے ہیں کہ چند منٹ کے لئے ہماری ان ناچیز سطور پر توجہ فرمادیں۔ مگر بغرض محال ہم غلطی پر ہیں اور شتم نبوت کے بعد بھی سلسلہ نبوت جاری ہے تو کوئی بزرگ اسلام ہماری غلطی رفع فرما کر خداوند تعالیٰ کی پاک درگاہ سے اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

کیا ان علامات اور عادی کے سوا جو نیچے عرض کئے جاتے ہیں (معاذ اللہ) پیغمبروں کے سرخاب کا پر لگا ہوتا ہے۔ جس سے وہ شناخت کئے جاتے ہیں۔ روحانیت اور فیوض الہی جو انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کی ذات والاصفات سے فواروں کی طرح جوش زن ہوا کرتے ہیں ان کو مرزا قادیانی کی ذات میں سمجھنا اور ان سے برکات حاصل کرنے کی توقع رکھنا ہمارا فاسد علی الفاسد ہے۔ مگر دعویٰ نبوت کے لئے تفصیل ذیل علامات جو مرزا قادیانی اپنی نسبت تحریر فرماتے

ہیں کیا ان سے بڑھ کر کوئی علامت بیان کی جاسکتی ہے اگرچہ اس دعویٰ کے دروغ بے فروغ ہونے میں کچھ بھی کلام نہ ہو۔

اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ مرزا قادیانی کو قرآن شریف کے مطالعہ میں تو غفل ہے اور چونکہ ان کو رسول بننے کا خیال از حد دامگم ہے۔ اس لئے ہر ایک آیت پر اسی پہلو سے تدبر کرتے ہیں اور کیا تعجب ہے کہ اپنے منامات اور اضغاث میں بھی اپنی ذات کو رسول اور نبی دیکھتے ہوں۔

..... و تصدیقات مریدین وغیرہ کو پبلک کے سامنے نمبر وار پیش کرتے ہیں۔

۱..... مرزا قادیانی کے معراج نبوة کی سیرگی کا پہلا پایہ یہ ہے کہ انہوں نے مجتہد اور مجدد کا دعویٰ کیا۔

۲..... جب کتاب ”براہین احمدیہ“ کی چوتھی جلد تک پہنچے تو لہم ربانی کہلانا شروع کیا۔

۳..... ”فتح الاسلام و توضیح مرام“ میں اپنے تئیں منذر و نذیر لکھا۔ حالانکہ یہ الفاظ قرآنی محاورات میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں بولے جاتے ہیں۔ مثلاً: ”انت مندر و لکل قوم ہاد۔ ان من امة الا خلا فیہا نذیر“ انہیں دونوں کتابوں میں صاف صاف لکھ دیا کہ موعود مسیح بھی عاجز ہے اور کہا: ”دنیا میں ایک نذیر آیا کسی نے اس کو نہ مانا۔ مگر خدا اس کو قبول کرے گا۔“

مرزا قادیانی کے یہ الہامات سب سے بڑھ کر ہیں۔ یعنی:

۴..... ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین“ (براہین احمدیہ ص ۵۰۶)

جو خاص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک کے لئے خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔

مگر مرزا قادیانی اس کو اپنی شان میں الہام ہونا فرماتے ہیں اور:

۵..... ”اعمل ما شئت فانى قد غفرت لک“ (براہین احمدیہ ص ۵۶۰)

ترجمہ..... ”(اے مرزا قادیانی) جو آپ کی مرضی ہو کر میری طرف سے آپ بخشے گئے۔“ مرزا کا یہ الہام ایسا ہے کہ کسی سچے رسول کو کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اس الہام سے مرزا قادیانی کو بالکل چھٹی ہو گئی ہے جو چاہیں سو کریں۔ شاید اس وسعت اخلاق سے جو بحق انام دنیا حضرت اقدس نے درفشائیاں کی ہیں جن کی ردیف وار ”دُشمنیاں“ بن رہی ہیں وہ اسی الہام ”اعمل ما شئت فانى قد غفرت لک“ کی بدولت ہوں۔

۶..... ”سیدنا“ جو حضرت رسول کریم ﷺ اور ان کی آل پاک کے لئے ہے اور ”علیہ الصلوٰۃ

والسلام“ جو انبیاء علیہم السلام کے لئے محفوظ تھا مرزا قادیانی کے مریدان باصفا اپنی بول چال خط و کتابت اور اخباروں وغیرہ میں بے دھڑک مرزا قادیانی کے مناقب میں لکھتے پڑھتے ہیں۔

.....۷ یہ دو قرآنی آیتیں ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“

”مبشراً برسول یاتى من بعدی اسمه احمد فلما جاء هم بالبینات قالوا هذا سحر مبین“
(ازالہ اوہام ص ۶۷۵، ۶۷۳)
ترجمہ..... ”وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ دنیا کے کل ادیان پر اس کو غالب کہے۔“

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے) ”میں ایک پیغمبر کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آنے والا ہے جس کا نام احمد ہے۔ پھر جب کہ وہ آیات کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریح جادو ہے۔“ جو خاص حضرت رسول مقبول ﷺ کی شان میں اتری ہیں اور جن میں سے دوسری آیت آنحضرت ﷺ کے حق میں پیشین گوئی ہے۔ مرزا قادیانی الہاماً بیان فرماتے ہیں کہ خاص میری شان میں ہیں۔

.....۸ ”فیصلہ آسمانی اور نشان آسمانی“ وغیرہ کتابوں کے سرورقوں پر جو مرزا قادیانی کے افکار کا نتیجہ ہیں۔ سوائے ان کتابوں کے الہامی لکھا جائے کہ یہ آیات بھی مرزا قادیانی کی شان میں درج ہیں۔ ”ما حصرہ علی العباد ما ہاتھم من رسول الا کانوا بہ مستهزؤن“ (اے انیسوس بندوں پر ان کی طرف کوئی ایسا رسول نہ آیا جس پر انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو)

.....۹ مرزا قادیانی بااواز بلند پکارتے ہیں کہ میرا رتبہ اور میرے مناقب (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق) سے کہیں بڑھ کر ہیں جن کی شان میں کئی آیات قرآنی وارد ہیں اور جن میں سے آخر الذکر کی بابت رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ ناظرین! غور فرمادیں کہ مذکورہ بالا خلفاء سے سوائے حضرت رسول کریم ﷺ کے کون بڑھ کر ہو سکتا ہے۔

.....۱۰ مرزا قادیانی بااواز بلند کہتے ہیں کہ مجھ کو اپنے الہاموں پر ایسا ہی یقین اور ان پر میرا ایسا ہی ایمان ہے جیسا قرآن شریف پر۔ (دیکھو مرزا قادیانی کی کتاب اربعین) گویا مرزا قادیانی کو اپنے زعم میں قرآن شریف اور ان کے تراشیدہ الہاموں میں کچھ بھی تمیز نہیں۔

.....۱۱ اے مرزا قادیانی آپ اور آپ کے مرید ہم کو کیسے ہی برے خطابوں سے یاد کریں۔ مگر آپ کی ہنس کی ہاتھیں سن کر ہمارے دل کو سخت صدمہ ہوتا ہے۔

.....۱۱ مرزا قادیانی اور ان کے غلیظہ اول یا دوم (کیونکہ ابھی ان میں فیصلہ نہیں ہوا) بااواز

بلند پکارتے ہیں کہ براہین احمدیہ کے الہامات اور قرآن شریف کی کمی سورتوں میں کچھ بھی ماہہ
الافتیاء نہیں۔ یعنی ان میں مساوات کا درجہ ہے۔ (اخبار الحکم مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء)

۱۲..... عبدالکریم بر ملا لکھتا ہے کہ: ”جب خادم یعنی مرزا قادیانی اور محمد دم یعنی حضرت محمد ﷺ
دونوں ایک سے حربے اور ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دی
جاوے۔“ (اخبار الحکم مورخہ اگست ۱۹۰۰ء)

۱۳..... مرزا قادیانی کے مرید قلص رسول شاہ نامی قادیان سے ایک کے جواب لکھتے ہیں:
”مرزا قادیانی پر ایمان لانا ایسا ہے جیسا رسول کریم ﷺ پر۔“ (اخبار الحکم ماہ ستمبر ۱۹۰۰ء)

۱۴..... مرزا قادیانی کا جرنیلی آرڈر مریدوں کے نام ہے کہ: ”میری ازواج مطہرات آپ کی
مائیں ہیں۔“ چنانچہ مریدان باصفاء ان کو بمنزلہ حضرت عائشہ صدیقہ سلیم کر کے ام المؤمنین سے
ملقب کرتے ہیں۔

۱۵..... مرزا قادیانی کے مرید یا دزیر اعظم عبدالکریم صاف صاف لکھتے ہیں کہ: ”یا تو ابتداء
اسلام میں آنحضرت ﷺ نے دین کی اشاعت میں کوشش کی یا آخر میں مرزا قادیانی نے خاتم
الخطباء کا خطاب (مولوی صاحب مذکور سے) حاصل کیا اور ان دونوں زمانوں کے بیچ میں کچھ بھی
نہیں۔“ (اخبار الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۱ء)

۱۶..... ”ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک ورفعنا لک
ذکرک“ (اور رکھ لیا ہم نے بوجھ تجھ سے وہ بوجھ جس سے تیری پیٹھ بھاری تھی اور تیرے لئے
ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا) یہ آیت بھی جو خاص آنحضرت ﷺ کی ذات پاک کے لئے خدانے
وحی کی ہے مرزا قادیانی اپنی ذات کو اس کا مورد عمل بتاتے ہیں۔

۱۷..... عبدالکریم مذکور مرزا قادیانی کو کل انبیاء علیہم السلام کا لب لباب اور بالخصوص
آنحضرت ﷺ کے دونوں بروز یعنی محمد واحد بتاتے ہیں۔ (اخبار الحکم مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

۱۸..... ”اذکر نعمتی النسی العمت علیک انی فضلک علی العالمین“
(اے مرزا قادیانی) ان نعمتوں کو یاد کرو۔ جو تجھے دی گئیں۔ میں نے سب جہانوں پر تجھے فضیلت
دی۔

راقم..... اے ناظرین اخبار ان غور فرمائیے کہ سب جہانوں پر بزرگی اور برگزیدگی سوا انبیاء علیہم
السلام کے کس کو ہو سکتی ہے؟ کیا مرزا قادیانی کو جو اکمل گیس وغیرہ سے بچنے کے لئے حیلے تراشتے ہیں
اور جب پیشین گوئیاں غلط ہوتی ہیں تو قرآن شریف پر الزام لگاتے ہیں۔

۱۹..... ”یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فكبر“ قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کی شان میں ہے۔ مرزا قادیانی زبردستی اپنی طرف لگاتے ہیں۔

۲۰..... خداوند تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو فرماتا ہے: ”قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحبکم الله“ کہہ دے اے محمد کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنا چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو تاکہ خداوند تعالیٰ تم سے محبت کرے۔ مگر مرزا قادیانی اس آیت کا شان نزول بھی اپنی ہی طرف فرماتے ہیں۔ اب برخلاف حکم خدا و رسول، رسول کی اتباع سے لوگوں کو ہٹا کر یہ کہنا کہ میرا اتباع کرو۔ شرک فی النبوة نہیں تو کیا ہے۔ شرک فی النبوة کے سر میں کیا سینگ ہوا کرتے ہیں؟

۲۱..... مرزا قادیانی نے ان دونوں آیات میں اپنے پروردگار نازل ہونا بتایا ہے۔

۱..... ”واتل ما اوحی الیک من ربک ولا تصغر حدک للناس“

۲..... ”قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی“ حالانکہ ”الیوم اکملت لکم دینکم“ کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور نبوة ختم ہو چکی۔ گو اس کا فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

۲۲..... ”وما ارسلنک الا کافۃ للناس“

۲۳..... ”یا ایہا الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً“ جس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: ”انسی رسولاً من الله“ یہ دونوں الہام مرزا قادیانی کے (جو اصل میں قرآن شریف کی آیات ہیں) ایسے ہیں کہ سوا آنحضرت ﷺ کے کسی نبی اور رسول کو ان کی عزت حاصل نہیں ہوئی۔ ان الہاموں کا مورد و محل مرزا قادیانی اپنے کو بتاتے ہیں۔ سچ ہے۔

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

بالآخر ہماری گزارش ہے کہ ارباب فہم و فراست ان سب آیات کو بہت مجموعی دل میں جمع کر کے اپنے کانٹنسنس سے فیصلہ لیں کہ یہ دعویٰ نبوت ہے یا نہیں؟ اور جو نتائج اس سے نکل سکتے ہیں۔ ارشاد فرما کر ہماری غلطی کو رفع کریں۔

راقم: ادا!

ایڈیٹر..... سبحان اللہ سبحان اللہ! مولانا اوس خلوص اور سچی ہمدردی سے اسلام کی تائید اور ایک طبع کے ہفتوات و باطل کی تردید فرما رہے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے علماء کرام ناظرین ضمیمہ اخبار دمفتیان محسنہ ہند مولانا ممدوح کا ہاتھ نصرت اسلام میں بٹائیں گے۔ مولانا جس تحقیق و تدقیق سے جعلی مہدی اور نبی کا ذب کے دعاوی کا استیصال فرما رہے ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کے حواری کے پاس ان کا جواب ہی کیا ہے اور جواب دینے کا کیا منہ رکھتے ہیں۔ کیوں شہروں کی طرح

کونوں کھدروں میں چھپے بیٹھے ہیں۔ کیوں مقابلے پر نہیں آتے یا تو یہ لے لے دعویٰ تھے کہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی بات کا کوئی جواب نہیں دیتا۔ یا اب یہ کیفیت ہوگئی کہ ضمیمہ ہند اور اس کے رجال الغیب نے چند ہی روز میں کاذب مہمدیت اور جعلی مسیحیت اور لٹھ بنانے کی مشین کے کیل پرزے توڑ ڈالے۔ عصائے موسیٰ، قطع الوتین وغیرہ کتابوں کا جواب تو کیا دیں گے ضمیمہ کے مختصر سے آرٹکلوں کا جواب بھی نہیں بن پڑتا اور نہ بن پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

مرزا قادیانی کے تمام دعاوی سے معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی بعثت درسات بالکل فضول اور عبث ٹھہرتی ہے اور درحقیقت مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک کوئی وقعت کسی نبی کی مرزا قادیانی کے مقابلے میں نہیں۔ بھلا غضب خدا کا چند خود غرض الو کے پٹھوں کے سوا کون مسلمان تسلیم کر سکتا ہے کہ قرآن بجائے آنحضرت ﷺ کے مرزا قادیانی پر نازل ہوا ہے۔ دعویٰ تو یہ کہ میں عیسائیت وغیرہ کا رد کرنے کو دنیا میں اترا ہوں۔ مگر افعال سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ مذہب اسلام کے مٹانے کو آیا ہوں۔ ایسے لٹھ کا اثر غیر مذہب پر بھی نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ مذہب غیر دالے خوب جانتے ہیں کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ ہیں اور دوسرا شخص جو نبی بننے کا دعویٰ کرے یا تو فریبی اور مکار ہے یا جنونی اور خطہ الحواس۔ اس لئے گولڑہ ضلع راولپنڈی میں جناب پیر مہر علی شاہ صاحب نے بذریعہ اسلامی انجمن اس امر کا قطعی فیصلہ فرمایا ہے کہ مرزا قادیانی جو کچھ مذہب غیر کے مقابلے میں لکھتا اور روایتیاں کرتا ہے وہ اسلام کی طرف سے نہ سمجھی جائیں۔ کیونکہ ان سے مقدس مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے اور جو شخص اسلام اور بانی اسلام کی توہین کرے وہ اہل اسلام سے نہیں۔

معلوم نہیں ہمارے ہم عصر اسلامی اخبارات اب تک کیوں خاموش ہیں۔ کیا انہوں نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود اور نبی برحق تسلیم کر لیا ہے۔ اگر درحقیقت تسلیم کر لیا ہے تو بذریعہ اخبارات تصدیق و تائید کریں اور تسلیم نہیں کیا تو تردید کریں ورنہ در صورت ساکت رہنے کے ان پر یہ الزام وارد ہوگا کہ ”الساکت عن الحق شیطان اخوس“ یعنی حق الامر کے اظہار سے چپ رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ اب چاہو شیطان بنو چاہو نیکی کے فرشتے بنو۔ تعجب ہے کہ ہندو اخبارات تو قادیانی کے اقاویل باطلہ کی تردید کریں اور اسلامی اخبارات اس دشمن اسلام کی تردید نہ کریں۔

۲..... مقابلہ چند اوصاف

موعود مسیح کہتا ہے کہ مجھ پر یہ الہام ہوا کہ: ”انت اشد مناسبتہ“ پس ارباب فضل

(۹) اصلی مسج نے نقلی یا موعود مسج کے بارے میں کچھ نہیں کیا۔	موعود مسج نے اصلی مسج کو ملاحظہ گالیوں سے پکارا اور (معاذ اللہ) لپٹا اور بد معاش وغیرہ کہا۔ (تور القرآن حصہ دوم)
(۱۰) اصلی مسج چونکہ اولوالعزم رسول تھے۔ ان کی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔	مخبر یا اصلی مسج کی کوئی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔
(۱۱) اصلی مسج نے توریت کی تصدیق کی۔	نقلی مسج نے قرآن شریف کی آیات کو توڑ کر اپنے مطلب کے مطابق بنایا۔
(۱۲) اصلی مسج انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ خاندان سے ہے۔	مخبر یا اصلی مسج مغلوں کے خاندان سے ہے۔
(۱۳) اصلی مسج نے اپنی سکونت یا رہائش کے لئے کوئی مکان نہیں بنایا۔	نقلی مسج نے محل بنائے اور اب مینارۃ المسج تیار ہونے لگا ہے۔
(۱۴) اصلی مسج نے کوئی حقیقت میں (ارضی وغیرہ) پیدا نہیں کی۔	نقلی مسج حادث اور خاص ہیں اور ارضی و باغ کے مالک۔
(۱۵) اصلی مسج نے کہا۔ اگر کوئی تمہارے دائیں گال پر طمانچہ مارے تو بائیں بھی رکھ دو۔	نقلی مسج ناحق بے موجب نیک اور پاک لوگوں کو ستاتا اور گالیاں دیتا ہے۔
(۱۶) اصلی مسج نے کہا۔ اگر کھانے کے لئے کالا نمک اور پوشاک کے لئے ٹائٹل جائے تو اسی پر قناعت کرو۔	نقلی مسج کے یہاں سیروں کستوری اور بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ اور یا قوتیاں استعمال میں لائی جاتی ہیں اور اسباب عشرت کا ایک شورج ہوتا ہے۔
(۱۷) اصلی مسج ابن مریم علیہ السلام کے نام سے مشہور ہیں۔	نقلی مسج کو لوگ ابن..... کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔
(۱۸) اصلی مسج نے باوجود رسول ہونے کے کسی سے بیعت نہیں لی۔	نقلی مسج روہروئے حاکمان وقت لوگوں سے بیعت لیتا ہے۔
(۱۹) اصلی مسج مردوں کو زندہ کرتے تھے۔	نقلی مسج زندوں کو مارنے کی آرزو میں ہے۔

علماء وقت نقلی مسج کو منع کرتے ہیں کہ الحاد سے باز آؤ۔ وہ ان کو بدذات اور گوہ کے کیزے وغیرہ کہہ کر اپنا غصہ نکالتا ہے جس کا فیصلہ قیامت کو ہوگا۔
 راقم: ادا!

کابل میں ”امام الزمان“ کا مشن

ایک صاحب براہ خلوص واردات مجھے تحریر فرماتے ہیں کہ اگر آپ کے امام الزمان ایک روز کے لئے بھی کابل ہوا آئیں اور اپنے دعویٰ کی منادی کریں تو راقم تین لاکھ روپیہ سلسلہ کی امداد میں دینے کو تیار ہیں اور امیر صاحب افغانستان جو کچھ نذر کریں وہ علیحدہ ہیں۔ جب کہ امام الزمان پر الہام ہوا ہے کہ ان کی حفاظت خدا کے ہاتھ میں ہے تو اب کس بات کا خوف ہے اور یہ کس طرح یقین نہیں کہ ہندوستان میں تو امام الزمان کا خدا سا تھر رہے اور کابل میں ان کا ساتھ

چھوڑ دے۔ ایسا خدا کس کام کا؟ انگلش علمداری میں تو مرزا قادیانی کا خزانہ فضول ہے۔ کیونکہ یہاں کسی کا ہال تک بیکانہیں ہوتا۔ جس قدر انبیاء علیہم السلام دنیا میں آئے ہیں انہوں نے مخالفوں ہی میں اپنا بعثت کا اظہار کیا ہے اور جب کہ ”اصحیح المسیح“ دشمنوں کے ہاتھوں صلیب پر کھینچے گئے۔ اگر ”مصلیٰ المسیح“ بھی کابل میں پھانسی دیئے جائیں تو زہے قسمت۔ ممالکت تامہ ہو جائے گی۔ ورنہ مثل مسیح ہونے کا دعویٰ غلط ہوگا۔ مرزا قادیانی کا تو فرض عین ہے کہ کابل جائیں اور سر کے ختنہ ہو جانے کی بالکل پروا نہ کریں۔ یقین ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ دل گردہ دیکھ کر پبلک ان کو ضرور امام الزمان تسلیم کر لے گی۔

راقم: مرزا قادیانی کا پہلا معتقد!

مرزائیوں کا عجز

ناظرین صمیمہ کو مژدہ ہو کہ اس نے اپنا وہ فوری اثر دکھایا کہ مرزائیوں کے پاؤں اکٹڑ گئے۔ آج کل ان کو قادیان میں اپنے حواری کے سنبالنے کی فکر کے سوا دوسرا مشغلہ نہیں۔ چنانچہ گزشتہ اخبار الحکم میں یہ عبارت درج ہے۔ ”اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے دل میں پاک صحابہ کی سی پاک تاثیر ڈالے۔ امام کی دعاؤں اور تاثیر میں کوئی قصور نہیں۔ ہم کو اپنے اپنے طرف کے موافق اس سے پانی لیتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا ایسا کرے کہ اب اس کشتی سے نہ اتارے۔ اس دنیا میں ذلت، بد عہدی، عہد شکنی کا کلک نہ لگے۔ کیونکہ ساری توفیقوں کا مخزن خدا ہی ہے۔“

راقم: عبد الکریم!

اور مرزا قادیانی کا فرمان الحکم میں یہ ہے۔ ”جو انعامات اور طاقتیں بزرگ نبیوں کو ملی تھیں وہ سب میں لے کر آیا ہوں اور جس جگہ میں بیٹھا ہوں اگر آج اسی جگہ حضرت موسیٰ یا حضرت مسیح ہوتے تو وہ بھی اسی نظر سے دیکھے جاتے۔ جس نظر سے میں دیکھا جاتا ہوں اور کوئی گالی نہیں جو ہم کو نہیں دی گئی۔ کوئی صورت ایذا رسانی کی نہیں جو ہمارے لئے نہیں نکالی گئی۔ مگر ہم ان ساری بد زبانوں کو سہتے ہیں اور ان ساری تکلیفوں کی برواشت کرنے کو ہر وقت آمادہ ہیں۔“

اس پر ہماری التماس

اجی مرزا قادیانی آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ میں بھی آپ کی پارٹی میں ہوں۔ مگر آپ کے روزمرہ نئے نئے دعوے دیکھ کر حیران ہوں۔ میں ہی نہیں بلکہ آپ کے بہت سے مریدوں میں قطعاً آپ سے متنفر اور بیزار ہیں۔ آپ کے اس ارشاد کی مطلق تکمیل نہیں کرتے کہ دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمام مرید مسجدوں میں آ کر برابر دوسرے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ البتہ بعض جہلاء ہٹ کرتے ہیں۔ یہ جھوٹیل شاید اس لئے ہے کہ آپ

پر اور آپ کی جماعت پر تمام عالموں اور اماموں نے طہار کافر ہونے کا فتویٰ لگا دیا ہے۔ مرید اس لئے اور بھی بد دل ہو رہے ہیں کہ آپ سے تصویر پرستی، مریدوں کی تعداد، علمی غلطیوں، بدزبانی، جھڑنی پیشین گوئیوں کے الزامات کا کچھ جواب نہیں بن سکا وہ دوسرے مسلمانوں کے سامنے شرمندہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ صاف صاف معاملات میں آپ کی طرح تاویل کرنا نہیں جانتے۔
راقم: پہلا مرزائی!

مرزا قادیانی کا ایک چیلہ

ضمیمہ کے دھواں دھار اور لا جواب مضامین سے مرزائیوں کے پیڑوں میں ہاؤ گولے چھوٹ رہے ہیں۔ ریاست بھنڈا سے ایک چیلے نے بڑے شوق سے دو تین کارڈ بھیج کر ضمیمہ منگوا یا۔ ہم نے حسب قاعدہ ۸ ضمیمے بھیج دیئے اور لکھ دیا کہ چار روپے بھیج دیجئے تاکہ آپ کا نام درج رجسٹر ہو کر ضمیمہ جاری ہو جائے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عالی مرزائی ہیں۔ صرف تاؤ دیکھنے کو ضمیمہ منگوا یا ہے۔ ہم نے ایک خط لکھا کہ آپ کس خط میں پڑے ہیں۔ مرزا قادیانی تو دین اسلام کو مٹانا اور تصویر پرستی وغیرہ ممنوعات و محرمات شرعیہ کو رواج دینا چاہتے ہیں اور آپ کو محمدی بننا چاہئے نہ کہ مرزائی۔ یہ شرک فی الرسالت ہے۔ ہمارے خط کا جواب کوئی دد ہفتے کے بعد آیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب حاصل کرنے کو قادیان بھیجا گیا تھا۔ مگر جواب کیا نور علی نور آیا ہے کہ اسکول کے بچے بھی اس پر قہقہہ اڑا سکتے ہیں کہ کتب طیبہ میں تصویریں موجود ہیں اور ندوة العلماء نے فتویٰ دے دیا ہے کہ ایسی تصویروں کا ہونا اور رکھنا جائز ہے۔ کیا خوب! یہ ابھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی ٹریکل رفا ر اور سرجن جنرل بھی ہیں۔ مگر معلوم نہیں ڈپلوما کون سے طبی کالج سے حاصل کیا ہے۔ ندوة العلماء پر بالکل اتہام ہے۔ وہ تصویر پرستی کو ہرگز جائز نہیں کر سکتا۔ کیا طبی کتابوں میں جو تصویریں ہیں ان کی ایسی ہی عظمت کی جانی ہے۔ جیسی مرزا قادیانی کی تصویر کی، اور کیا وہ علیحدہ علیحدہ اسی طرح فروخت ہوتی ہیں۔ جس طرح مرزا قادیانی کی تصویریں، طبی کتابوں میں تو برہنہ تصویریں ہوتی ہیں۔ جن میں واشکاف طور پر عضو مخصوص اور ان کا پیمانہ وغیرہ دکھایا جاتا ہے۔ کیا ان تصویروں کو بھی کوئی اسی طرح بوسے دیتا ہے۔ جس طرح مرید اور مرید نیاں مرزا قادیانی کی تصویر کو بوسہ دیتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی کی تصویر بھی برہنہ ہوتی ہے۔ لیکن نا امید نہ ہونا چاہئے۔ جس طرح ہنود اور ان کی عورتیں مہادیو جی کی نگلی تصویر اور ان کے عضو خاص کی پوجا کرتی ہیں۔ اسی طرح جس قدر عقیدت بڑھتی جائے گی چند روز میں مرزا قادیانی کی برہنہ تصویر کی بھی تمام مرید اور مرید نیاں پوجا کرنے لگیں گی۔ پھر طبی تصویریں بنانے کا اسلامی شریعت نے

کہاں حکم دیا ہے۔ مگر اب تو مرزائی شریعت پر عمل ہے۔ اسلامی شریعت ہے۔ کیا چیز؟ ایڈیٹر!

طویلہ کی بلا بندر کے سر
غریب اپاج عبدالکریم ہی کو سب نے مہرے پر رکھ دیا ہے اور مثل المسح نے بھی اسی کو
اپنی بد عملیوں کے کفارے میں چڑھا دیا ہے۔ یہی مسلمانوں کو گالیاں دینا اور گالیاں کھاتا ہے اور
اس فخر و مہابت پر ناز کرتا ہے۔ جس طرح کبوتر بازوں میں کئی کبوتر ہوتا ہے کہ کبوتر باز اس کی دم اور
پرنوچ کر اچھالتے ہیں اور یہ غریب پھڑ پھڑا کر زمین پر گر جاتا ہے۔ اس سے کبوتر بازوں کا یہ
مطلب ہوتا ہے کہ دوسرے کبوتر اس کو دیکھ کر آئیں۔ یہی گت سب نے مل کر پچھارے عبدالکریم
کی کر رکھی ہے۔ تعجب ہے کہ امام الزمان کی جو خدمت یہ عطائی کر رہا ہے اور ثواب اور نجات کے
بورے سمیٹ رہا ہے دوسرے حواریوں کا دل کیوں نہیں لچھاتا اور وہ کیوں یہ سعادت اور فخر حاصل
کرنا نہیں چاہتے۔ حکیم نور الدین، مولوی محمد یعقوب، پیر جی سراج الحق وغیرہ بھی تو اس نعمت کے
حصہ دار تھے۔ جس کو صرف عبدالکریم نے محض تاخوری سے سب کی آنکھوں میں خاک جھونک کر
چھین لیا اور ہڑپ کر بیٹھا۔ ایڈیٹر!

مرزا قادیانی کی دھونس

شروع بعثت میں تو مسیح موعود نے وہ تہرہ غضب کی تلوار میان سے نکالی کہ الہی توبہ۔ جو
فحش مجھ پر ایمان نہ لائے گا۔ مارا جائے گا۔ دھرا جائے گا۔ فلاں فحش جس نے میری آسانی جو رو
چھین لی ہے۔ اتنے دلوں میں ہلاک ہوگا اور فلاں فحش جس نے میری توہین کی ہے۔ اتنے عرصہ
میں زندہ درگور ہوگا۔ یہ بھنک گورنمنٹ کے کان میں بھی جا پہنچی۔ تخیف مجرمانہ کے شکنجے میں کھینچے
گئے۔ مسیح موعود اور اس کا خدا دونوں مارے خوف کے کانپ گئے۔ پھر کیا تھا ملکہ معظمہ کی دہائی اور
بڑے لاکھ صاحب کی تہائی اور چھوٹے لاکھ صاحب اور حکام وقت کی چوتھائی۔ مگی ہونے، خطا
ہوئی۔ قصور ہوا۔ گناہ ہوا۔ اللہ معاف کیجئے۔ جوں توں کر کے قانونی آڈر گزے سے نکلے۔ اب
دھونس اور تخیف تو آسانی باپ کے پاس تشریف لے گئے کہ عطاء تو بقاء تو۔ صرف گالیاں اور
کوسنے ہاتی رہ گئے۔ یہ بھی چند روز میں ولایت تشریف لے جائیں گے۔ بھلا اصل اسح نے بھی
کبھی کسی پر دھونس ڈالی ہے۔ اس نے تو یہ حکم دیا کہ دشمنوں کو بھی پیار کرو۔ یہ آسانی باپ کا علاقائی بیٹا
مثیل اسح کیسا ہے کہ سب کو ایک ہی کند چھری سے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے زندوں کے قتل کو یہ مسح الزمان ہونے

ایڈیٹر!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَوْلَانَا شَوْكَتُ اللَّهِ مِيرْٹھی

ضمیمہ شجرہ ہند میرٹھ

۱۹۰۲ء



مولانا شوکت اللہ میرٹھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۴ کے مضامین

.....۱	تصویر پرستی	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	الہام بے معنی	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱..... تصویر پرستی

مجدد کا پیدا ہونا کم از کم ہر صدی کے بعد ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے تاکہ جو لوگ دین کے اوامر و نواہی کو بھول گئے ہیں یا احکام دین کی بجا آوری میں سستی کرتے ہیں ان کو یاد دلایا جائے اور شانے پکڑ کر ان کو جھڑ جھڑایا جائے اور خواب غفلت سے بیدار کیا جائے۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام میں مجدد پیدا ہوئے اور انشاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر کسی مجدد کا یہ کام نہیں کہ اوامر و نواہی کو منسوخ کر دے یا دین میں کوئی نئی بات نکالے جس سے حدیث شریف ”من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہورد“ کی مخالفت لازم آئے۔ یعنی امور شرکیہ و بدعیہ جاری کرے۔ بس اسلامی شریعت کا یہی ناموس اعظم ہے اور اس ناموس کا توڑنے والا نہ صرف شریعت اسلامی بلکہ خدا اور رسول کی توہین اور ہتک کرنے والا ہے۔ مذہب اسلام میں تو حیدر اس الطاعات ہے اور تمام انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اس لئے معجوث ہوئے اور جب امتوں میں شرک اور بت پرستی اور ہوائے نفس کا طوفان برپا ہوا تو اس کو توفیق الہی اور جاؤ بہ ہدایت نامتناہی سے دور کیا۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب میں بت پرستی کی جو کچھ کیفیت تھی اور خاص خانہ کعبہ میں جس قدر اصنام موجود تھے اہل تحقیق پر ظاہر ہے۔ مگر ہمارے نبی امی ﷺ نے سب کی بیخ و بنیا دستاصل کر دی اور شرک و بت پرستی کے دعائم اور آلات تک کو مٹا دیا۔ منجملہ ان کے تصویر کا بنانا یا ہونا یا گھروں میں رکھنا یا فروخت کرنا یا ان کے بنانے اور رواج دینے میں مدد کرنا تک قطعی حرام اور ممنوع کر دیا اور فرما دیا کہ ”لعن اللہ المصور والمصور لہ“ یعنی تصویر بنانے والے اور بنوانے والے پر خدا تعالیٰ لعنت کرے۔ یہ ہمارے نبی امی خاتم المرسلین ﷺ کی بددعا ہے۔ بھلا جس شخص کے حق میں نبی بددعا کرے وہ دین و دنیا میں کیونکر

فلاح و بہبود پاسکتا ہے اور جس پر خدا تعالیٰ لعنت کرے اور اس سے بیزار و متنفر ہو وہ کیونکر بھلائی کا پھل پاسکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ نئے نئی مرزا قادیانی جو تمام انبیاء کے حلوں میں جلوہ افروز ہوئے ہیں تصویر پرستی کو رواج دے کر خدا تعالیٰ کے لعنتی بننے ہیں۔

اب تو کھلم کھلا اخبار الحکم میں اپنے اور اپنے حواری کی تصویروں کی فروخت کا اعلان ہو رہا ہے اور اس حرام اور ناپاک تجارت سے خوب نفع اٹھا رہے ہیں۔ بت تراشی، بت فروشی، بت پرستی کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔ دھاتوں کے بت اور کاغذی بت باعتبار تصویر ہونے کے برابر ہیں۔ کیونکہ شریعت محمدیہ میں ہر قسم کی تصویر حرام ہے۔ اسلام نے جس شے کو توحید کا نخل اور برہمن قرار دیا وہی مرزا کی نبوت و بعثت کا اصل اصول اور بدرتہ بلکہ علت غائی ہے۔ آپ کی دلیل کتنی زبردست ہے کہ یورپ والے چونکہ کسی شخص کی تصویر دیکھنے سے اس کے خوارق و عادات اور خصائل معلوم کر لیتے ہیں اور مجھے یورپ میں اپنی بعثت کا اعلان مد نظر ہے۔ لہذا میں نے تصویر کو رواج دیا۔ کیا سوڈان کے جھوٹے مہدی جو یکے بعد دیگرے حشرات الارض کی طرح پیدا ہو کر نیست و نابود ہو گئے۔ ان میں سے کسی نے اپنی اپنی تصویریں بنوائیں اور شائع کرائی ہیں؟ لیکن وہ شیطان کی طرح شرق سے غرب تک مشہور ہو گئے۔ مرزا قادیانی کا علاقہ بھائی یوگنڈا کا مہدی جو ابھی داخل جہنم ہوا ہے۔ کیا اس نے دنیا میں اپنی تصویریں بھیجی تھیں۔ علیٰ ہذا یورپ اور ایشیاء کے بڑے بڑے مدبر اور وزراء بغیر تصویر کے ساری خدائی میں مشہور ہو گئے۔ پھر جب آپ کا یہ عذر لنگ صرف یورپ کے لئے ہے تو ہندوستان میں تصویر پرستی کو کیوں رواج دیا جاتا ہے۔ آپ کے حواری اور چیلے چاڑ جو آپ کو بسا اوقات دیکھتے ہیں اور باری باری قادیان آ کر دیدارِ نحوست آثار سے مستفید ہوتے ہیں وہ کیوں تصویریں خرید کر اپنے گھروں میں رکھتے اور نہ صرف مرزا قادیانی کی بلکہ ان کے ساتھ چند مشنڈوں کی تصویریں دکھا کر اپنی جوڑوں کو رجھاتے اور دیوٹ بننے ہیں۔ سچ ہے: ”الحیاء من الایمان“ اس سے پہلے تو مرزائیوں کے گھروں میں صرف مرزا قادیانی بذریعہ تصویر تشریف لے جاتے تھے۔ اب تو خاص الخواص حواری بھی ان کے گھروں میں وارد ہوتے ہیں اور اسی طرح ہر نیا حواری برابر داخل ہوتا رہے گا۔ ”کل

جدیلندیز۔“

ہوائے نفس کے لئے تاویلات کا گھڑنا کچھ مشکل نہیں۔ ہر امر کی تاویل ممکن ہے مگر امر حق دوسری شے ہے۔ تاویل حق کو ناحق اور ناحق کو حق ہرگز نہیں بنا سکتی۔ پس تصویر پرستی کے جواز میں جو لچر اور پوچ دلائل پیش کئے جاتے ہیں ضمیمہ میں چند مرتبہ ان کو کاغذی تصویر کی طرح ہوا میں

اڑا دیا گیا ہے۔ مولانا عبداللہ ملتانی کا مضمون شائع ہو چکا ہے۔ جس کو خود مولانا نے قبل از طبع قادیان بھیجا تھا مگر تمام مرزائی مہموت ہو کر بت اور تصویر بن گئے اور کسی کے پوٹے منہ سے جواب میں ایک حرف بھی نہ نکلا اب اس کا بقیہ حصہ بھی جلد شائع ہوگا۔ انشاء اللہ! امید کہ مولوی صاحب مدوح بہت جلد روانہ فرمائیں گے۔ ایڈیٹر!

۲..... الہام بے معنی

آج تک ایڈیٹر اہلکم نے ہماری کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ خود مرزا قادیانی نے اپنی الہامی کتاب ”اعجاز المسح“ میں لسان کو مؤنث لانے میں منہ کی کھائی۔ ہم نے قرآن کی سند پیش کی۔ مگر تسلیم نہ کی اور کیوں تسلیم کرتے۔ قرآن اور حدیث پورانے ہو گئے۔ اب تو نئے نبی اور اس کی نئی شریعت کا دور دورہ ہے۔ بلکہ خدا بھی پورا نا ہو گیا۔ اب تو حسب نحوائے والا ”الہرایت من اتخذ الہہ ہواہ“ ہوائے نفس کی جدت کو مجبود بنایا گیا ہے۔

بیزارم ازاں کہنہ خدائے کہ تو داری ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرے ہست مسلمانوں کے قدیم اور ازاں ابدی خدائے تو نبی امی خاتم المرسلین ﷺ پر نزول وحی ختم کر دی۔ مگر مرزا قادیانی کا نیا خدائے نئے بے سرو پا الہام کرتا ہے۔

ہم نے لکھا تھا کہ مرزا قادیانی کا الہام ”جبری اللہ فی حلال الانبیاء“ بالکل بے معنی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا زبان عرب سے محض نابلد ہے۔ یہ ہم نے اس لئے لکھا کہ مرزا قادیانی کا خدا تو پنجابی ہونا چاہئے جو پنجابی زبان میں الہام کے ڈو دگرے برسائے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا بظاہر قرآن مجید کی اس آیت پر ایمان ہے کہ ”ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ“ یعنی ہم نے ہر نبی کو اسی کی قومی زبان کے ساتھ بھیجا ہے۔ پھر معلوم نہیں مرزا قادیانی پر زبان عرب میں کیوں الہام ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کا خدا مسلمانوں کے خدا کی تقلید نہیں کرتا۔ اسی لئے قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے۔

جو کی تقلید خسرو کی تو کار کو بکن بگڑا۔ چلا جب چال کو انہں کی اس کا چین بگڑا بلکہ مرزا قادیانی تو اپنے کو چینی الاصل مغل بتاتے ہیں۔ پس چینی زبان میں الہام ہونا چاہئے تھا۔ پنجابی مادری زبان اور چینی خاندانی مغربی زبان کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کا زبان عرب کے سنگلاخ میدان میں ٹھوکریں کھانا بد قسمتی ہے یا نہیں۔ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کی جانب بھاگتا ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کے خدائے زبان عرب کی تعلیم نہیں پائی۔ لہذا بیچارہ غلطیاں نہ کرے تو کیا کرے۔ مگر چونکہ اپنے نبی کے خوارق پر لٹو ہو رہا ہے اور اس کی

خاطر اور فرمائش منظور ہے۔ لہذا اپنے نبی کے ساتھ رسوا ہونے کو برا نہیں سمجھتا۔

ہر نبی پر کتابیں یا صحیفے ایک ہی زبان میں نازل ہوئے۔ یعنی ہر نبی جو کچھ کہتا تھا ایک ہی زبان میں کہتا تھا۔ قرآن کی زبان بھی وہی عربی ہے اور حدیث کی بھی عربی۔ یہ نہیں کہ خاص الہام تو عربی زبان میں ہو اور عام الہام اردو زبان میں۔ جوئی حد ذاتہ کوئی مستقل زبان نہیں اور بعض سلاطین مغلیہ کے لشکری لوگوں کی زبان ہے اور سہل ان کاروں کا ایجاد کیا ہوا لٹکا ہے۔ نئے نبی کو جو نئے خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ ایسی حقیر اور ذلیل زبان میں تکلم اور مخاطب کرنے سے شرم کرنی چاہئے جس کو چمار اور ڈھیڈ اور حلال خور تک بولتے ہیں اور جو ترکوں، انگریزوں، فرانسیسیوں، جرمنوں وغیرہ تک کا ادش ہے۔ چھی چھی۔ کسم ہے منارے دی این دین گندی گل ہے۔ اگر پنجابی یا گورکھی میں الہام ہوتا تب بھی ہم کو صبر آ جاتا۔

اس تمہید کے بعد سنئے کہ ”جبری اللہ فی حلال الانبیاء“ کے بے معنی ہونے کے جس قدر ثبوت ہم نے دیئے تھے ایڈیٹر الحکم سب کو شربت کے گھونٹ سمجھ کر پی گیا۔ صرف لفظ جری پر بحث کی جس کو ہم نے جرات سے ماخوذ بتایا تھا۔ ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مہوز نہیں بلکہ معتل اللام ہے۔ یعنی جریا و جریانا سے ہے۔ اچھا صاحب یہی سہی کہ جری بروزن فعل جرت سے بھی آتا ہے اور جریان سے بھی اور جری کے معنی دلیر اور شجاع کے بھی ہیں اور رسول اور وکیل اور اجیر کے بھی۔ جیسا کہ قاموس میں ہے۔ ”والجری کفنی والوکیل والرسول والضامن والاجیر“ لیکن اب تو اور بھی یہ الہام بد سے بدتر ہو گیا۔ اولاً آپ کے خدا نے ایسا لفظ کیوں الہام کیا۔ جس کے پانچ معنی ہیں اور کیوں اپنے نبی کی امت کو پریشانی میں ڈالا۔ ممکن ہے کہ جری کے معنی کوئی شخص اجیر کے یا جرہ باز کے سمجھے جو چڑیوں وغیرہ غریب جانوروں پر چھٹا مار کر ان کو شکار کرتا ہے اور یہ دونوں مرزا قادیانی پر منطبق بھی ہیں۔ کیونکہ وہ مرزائیوں سے معقول اجرت (دکھانا اور نذرانہ) اینٹھ رہے ہیں اور روغن بادام اور زعفران اور مشک کے دم کئے ہوئے پلاؤ اور تورے چکھ رہے ہیں اور تر مال کھا کھا کر مرزا قادیانی اور تمام مرزائی ساٹھے پاٹھے بن کر سنڈیا رہے ہیں اور چڑیاں کیا معنی دن دھاڑے والوں کا شکار کر رہے ہیں اور ہمیشہ جال بچھا رہتا ہے۔

دوم! مرزا قادیانی کا خدا منطبق سے تو بالکل ہی بے بہرہ ہے۔ جو بات ہم کہیں گے مرزا قادیانی اور ان کے حواری تو کیا خود ان سب کا خدا بھی یقیناً نہ سمجھ سکے گا۔ سنئے! جب آپ جری کے معنی رسول کے لیتے ہیں تو اس سے اہل میزان و منطق کے قواعد کے موافق ایک تو مجموعیت

ذاتیہ لازم آتی ہے جو محالات سے ہے۔ دوم تحصیل حاصل۔ اب ہم سمجھاتے ہیں کہ مجموعیت ذاتیہ اور تحصیل حاصل کس جانور کا نام ہے۔ اس کی مثال یوں ہے۔ ”جعل الانسان حیوانا ناطقاً“ یعنی کیا گیا انسان حیوان ناطق۔ ماہیت میں جعل واقع ہوا۔ انسان کی ماہیت تو خود حیوان ناطق ہے تو یہ معنی ہونے کہ حیوان ناطق حیوان ناطق کیا گیا۔ جب جبری کے معنی رسول کے ہیں تو الہامی فقرے کی یہ ترکیب ہوئی۔ ”رسول فی حلال الانبیاء“ رسول اور نبی دونوں ایک ہیں۔ کلام مجید میں ہے۔ ”کان رسولاً نبیاً“ یا یہ ترکیب ہوئی کہ ”نبی فی حلال الانبیاء یا رسول فی حلال الرسل“ بھلا مستقل رسول کو رسولوں کے لباس میں آنے کی کیا ضرورت۔ پھر حقانی علماء اور فضلاء اور محدثین اور صادقین سب ہدایت کرنے کے اعتبار سے رسولوں کے لباس یعنی لباس التقویٰ میں آتے ہیں۔ آپ کی کچھ تخصیص نہ رہی۔ الغرض جس ترکیب سے آپ اس بے معنی فقرے کو معنی پہنائیں گے خدا نے چاہا تو معنی کا لباس نہ پہننے کا اور ننگا ڈھرنکا ہی رہے گا۔ غرقی لنگوٹی بھی نصیب نہ ہوگی۔

تمام آسمانی کتابوں خصوصاً قرآن مجید کو غور سے پڑھ جاؤ کوئی آیت یا جملہ ایسا نہ پایا جائے گا کہ اجزاء جملہ محذوف ہوں۔ اب مرزا قادیانی کے ”جبری اللہ فی حلال الانبیاء“ پر نظر ڈالو۔ فقرہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ اس صفت کا موصوف زید ہے یا عمر ہے یا خالد ہے یا سوڈان کا مہدی یا یوگنڈا کا مہدی یا قادیانی مہدی ہے۔ بہر حال جزء جملہ محذوف ماننا پڑے گا کہ ”انست جبری اللہ“ یا غلام احمد بیک جبری اللہ یا قتل انا جبری اللہ۔ پس یہ فقرہ ناقص اور غیر تام ہے۔ گویا خبر ہے جس کی مبتداء نہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ فی حلال الانبیاء جبری شبہ فعل کے متعلق ہے تو یہ معنی ہونے کہ بھیجا گیا ہے نبیوں کے حلوں میں علاوہ ناقص اور غیر تام ہونے کے۔ یہ خرابی ہے جبری اور رسول کا صلہ نہیں آتا۔ بلکہ الی آتا ہے۔ کلام مجید میں ہے: ”انسی رسول اللہ الیکم“ اور اگر آپ یہ کہیں کہ فی حلال انبیاء جبری اللہ کی صفت ہے۔ یعنی ”جبری اللہ السکائن فی حلال الانبیاء“ تو اب بھی کلام ناقص ہے۔ بہر حال آپ اس کی مبتداء محذوف مانیں گے۔ یعنی انت وغیرہ مگر اس صورت میں حصر لازم آئے گا کہ مرزا قادیانی کے سوانہیوں کے لباس میں آنے والا دوسرا رسول نہیں۔ حالانکہ دیگر انبیاء کے مبعوث ہونے اور دنیا میں آنے کے خود بدولت بھی قائل ہیں۔ اب ہم کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہوئی کہ حصر کیوں لازم آئے گا۔ سنئے! مبتداء ہمیشہ معرفہ اور خبر ہمیشہ نکرہ ہوتی ہے اور جب دونوں معرفہ ہوں گی تو حصر ہوگا۔ اب انت مبتداء محذوف بھی معرفہ اور جبری اللہ بھی مہدائے معرفہ کے معرفہ۔ تو حصر لازم آیا اور اگر آپ تقدیر الہامیوں کریں

گے کہ: ”جری اللہ الذی جاء فی حلال الانبیاء یا نزل فی حلال الانبیاء“ تو علاوہ اس قدر محدود فائدے ماننے کے پھر بھی مبتداء اور خبر معروضہ ہی رہیں گے اور حصر لازم۔

ہم تو جب جانیں کہ ایڈیٹر صاحب احکم ہمارے تمام ایرادات کو اٹھائیں۔ یہ نہیں کہ مرزا قادیانی کے حلقہ کے خوش کرنے کو دو چار سطریں لکھ دیں اور کہہ دیا کہ بس جواب ہو گیا۔ خوب یاد رکھئے کہ ہم مجدد السنہ مشرقیہ ہیں۔ ہمارے سامنے کسی کی پیری نہیں چل سکتی۔ انشاء اللہ! آپ نے اب تک مائیاں موٹھی ہیں باؤ نہیں موٹھا۔ قادیانی ادنیٰ منارے کے نیچے کھڑا کھڑا اینگلیاں کر رہا تھا۔ پہاڑ کے نیچے سے نکلا تو قدر عافیت معلوم ہوئی۔ باقی آئندہ، ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ

یکم فروری ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۵ کے مضامین

.....۱	بقیہ بے معنی الہام	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	منارۃ الاح	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی اور ان کے چیلوں کی لیاقت	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	اسلامی علماء سے ضروری التجاء	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزائی الہام	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	خونی مہدی	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

.....۱ بقیہ بے معنی الہام

احکم کا یہ کہنا کہ جری بمعنی رسول اللہ یا وکیل اللہ، یائی ہے مہوز نہیں۔ محض لچر و پوچ اور غیر مفید ہے۔ اس سے الہام جو بے معنی ہے با معنی نہیں ہو سکتا۔ ہماری مراد بے معنی ہونے سے یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے واسطے یہ الفاظ صحیح المعنی نہیں۔ نہ یہ کہ خود جری اللہ بے معنی ہے۔ جری اگر مہوز ہوگا جب بھی مہمل نہیں۔ آخر جرأت کتندہ کے معنی رکھتا ہے۔ ہمارا مطلب یہ تھا کہ جری اللہ کی اضافت لفظی ہے جو اپنے معمول کی طرف ہوتی ہے۔ اگر لفظ جری کا اللہ معمول ہوگا تو وہی

معانی پیدا ہوں گے جو ہم نے پہلے بیان کئے اور صورت یائی ہونے کے بھی جری اضافی لفظی ہے۔ لفظ جری کا بمعنی رسول ہونا مسلم ہے۔ مگر جری اللہ کے معنی رسول من عند اللہ کس طرح ہوں گے؟۔ کیونکہ اضافت لفظی میں حرف من کا مقدر کرنا خلاف قاعدہ ہے اور جری اللہ ترکیب اضافی کسی لغت عرب میں موجود نہیں۔ ہماری بحث ترکیب اضافی پر تھی نہ کہ صرف لفظ جری پر۔ پس ”لسان العرب“ میں جری کا بمعنی رسول ہونا صاحب الہام کے واسطے مفید نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ اور جری اللہ کی اضافت میں فرق ہے۔ بے شک رسول اللہ بمعنی من عند اللہ صحیح ہے۔ مگر اضافت جری اللہ بمعنی من اللہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ لفظ جری صفت ہے اور لفظ رسول صفت نہیں۔

بہ میں تفاوت رہ از کجا است تا کجا

الغرض الحکم نے محکمًا محض جہالت سے بے معنی کو با معنی کرنا چاہا۔ مگر جو علمی تحقیق مطلوب تھی اس کو بالائے طاق رکھا۔ کیونکہ اس غریب الطائی کو علمی بحث سے کیاسر و کار اور جب ہم نے جری کو بمعنی جرأت کنندہ لکھا ہے تو اس کو مہمل کس طرح کہتا ہے؟۔ بے معنی سے یہ مراد ہے کہ یہ الہام مرزا قادیانی کے حق میں بے معنی اور غیر صحیح ہے۔ لفظ جری کو اگر یائی کہیں گے اور بمعنی رسول عند اللہ قرار دیں گے تب بھی اس کا صحیح ہونا محال ہے۔ اس واسطے کہ جب آیت قرآنی ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ سے آنحضرت ﷺ کا نبی خاتم الزمان ہونا تمام اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہے اور یہ عقیدہ دین اسلام کا رکن ہے تو بعد نبی آخر الزمان کے دوسرے کا رسول من عند اللہ ہونا کب صحیح ہو سکتا ہے؟۔ نعوذ باللہ! یہ دین میں رخنہ اندازی اور زندقہ ہے۔ کوئی مسلمان اس کو صحیح اور با معنی نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ با معنی سے مراد یہی ہے کہ جو معنی لئے جائیں وہ اپنے محل پر صادق آسکیں۔ ورنہ وہ کلام مہمل ہے۔ پھر یہ لفظ معانی محدودہ پر محمول ہو سکتا ہے۔ جری بیائے مشدودہ بمعنی جرأت کنندہ بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی اللہ پر اور اللہ کے دینی احکام پر جرأت اور بے باکی کرنے والا۔ کیونکہ جری جو ہمزہ ہے جری بیائے مشدودہ حسب قاعدہ صرف ہو سکتا ہے۔ جیسا فیس کا فیس تو اس کے لئے ایک دوسرا الہام چاہئے۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ لفظ جری ہمزہ نہیں بلکہ یائی ہے۔ اس میں لسان العرب کا حوالہ کافی نہیں بلکہ لسان الحق درکار ہے اور اہل باطل کے واسطے لسان الحق کا ہونا محال ہے اور جب ایک لفظ میں دو احتمال موجود ہیں تو بحکم ”اذا جساء الاحتمال بطل الاستدلال“ قابل احتجاج و اعتبار نہ رہا۔

علیٰ ہذا یہ کہنا کہ رسالت سے ہماری مراد رسالت ظلی اور بروزی ہے نہ کہ اصلی رسالت۔ محض لغو اور اپنی امت کو دھوکا دینا ہے۔ سب علمائے دین یہی منصب رکھتے ہیں۔ کیونکہ

احکام دین محمدی کی اشاعت اور اعلاء کلمتہ اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی کچھ خصوصیت نہیں اور الہام کا حجت قطعی ہونا کس کے نزدیک ہے۔ الہام سب پر ہوتا ہے اور سب کے الفاظ ہی ہوتے ہیں۔ الہام میں غلطی کا ہونا ممکن ہے۔ اگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں میں کچھ بھی ایمان ہے تو وہ اقرار کریں گے کہ ان کی الہامی پیشین گوئیاں غلط ہوئی ہیں اور تادیلوں سے کچھ کام نہیں چلا۔ شیطان مختلف لباس میں ملیس ہو کر انسانوں کو دھوکے دیتا ہے۔ فسق اور فجور کا طبائع میں پیدا ہونا بھی الہام ہے۔ جیسا کہ خود کلام مجید میں موجود ہے۔ "و نفس و ما سواها لہا مہما فجورہا و تقوہا (الشمس)" یعنی ہم نے نفس انسان کو بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام کیا۔ خدا تعالیٰ نے نفس کی قسم کھائی ہے جس پر فجور اور تقویٰ دونوں کا الہام ہوتا ہے۔ پس ممکن بلکہ یقینی ہے کہ مرزا قادیانی کے دل میں شیطان نے "جرى الله فى حلال الانبياء" کا دوسرہ ڈالا ہو۔ "اللهم احفظنا منه ومن شرور انفسنا واهدنا الصراط المستقيم"

اسی نمبر کے الحکم میں ایڈیٹر صاحب انہیں ردی اور لغو اوراق (اعجاز المسح) پر جو بروزی کے اغلاط اور استقام کا مبرز ہے اور نہ صرف ضمیرِ حق نہ ہند بلکہ مصری اخبار المنار نے بھی ہر طرح اس کی قطع و برید کی ہے۔ ڈیٹیکٹس مارتا ہوا لکھتا ہے کہ: "اعجاز المسح کے اشتہار کی اشاعت کے بعد ۱۳ جنوری ۱۹۰۱ء کو مرزا قادیانی پر یہ الہام ہوا۔ "منعه مانع من السماء" یعنی اس تفسیر نوہی میں کوئی تیرا مقابلہ نہ کر سکے گا۔" (تذکرہ ص ۴۰۴)

"اگرچہ ضمیر واحد مذکر غائب ایک شخص یعنی پیر مہر علی شاہ کی طرف ہے۔ لیکن خدا نے ہمیں سمجھایا ہے کہ اس شخص کے وجود میں تمام مخالفین کا وجود شامل کر کے ایک ہی کا حکم رکھا ہے۔ تاکہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اعظم سے اعظم معجزہ ثابت ہو۔" (تذکرہ ص ۴۰۴)

مرزا قادیانی کے خدا نے پھر غلطی کی اور پھر غلط الہام کیا اور جھوٹ بھی بولا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ تو دور ہی سے مرزا اور مرزائیوں کی چھاتی پر موگ دلتے ہوئے لاہور تشریف لائے اور ہر طرح کی تحدی کا دروازہ کھٹکھٹایا اور مرزا کو بلایا اور منتظر رہے مگر خفتہ بختی سے مرزا کے پاؤں سو گئے اور قادیان سے لاہور آتے ہوئے سوسون کے ہو گئے۔ بھلا باطلن کے بھی کہیں پاؤں ہوتے ہیں۔ بیعت حق اسی کا نام ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا بھی پیر صاحب سے ڈر گیا اور الہام کر دیا کہ خبردار اے برادر شغال۔ اسی شیر حق کے مقابلہ پر نہ آنا۔ اب مرزا قادیانی کے خدا نے جو "منعه مانع من السماء" میں جھک مارا ہے اس کی حقیقت سنئے۔ جب مرزا قادیانی کے مقابلہ میں بہت سے لوگ ہیں تو اس کے خدا نے "منعہم" کیوں نہ کہا۔ کیا زبان گھس جاتی؟

دوم..... اس بے معنی الہام کا ترجمہ یہ ہوا کہ روکنے والے نے آسمان سے روک دیا۔ یعنی مقابلہ کرنے کی طاقت تو تھی مگر روک دیا۔ تاکہ مرزا قادیانی جو تاب مقاومت نہیں رکھتا ذلیل نہ ہو۔ یہ تو مرزا قادیانی کے خدا نے مرزا قادیانی پر بڑا احسان کیا کہ رسوائی اور ہلاکت سے بچالیا۔ مگر مرزا قادیانی تو حد درجہ کافر نعمت ہے۔ کیوں شکر یہ ادا کرنے لگا۔

سوم..... اعجاز کا مقابلہ اعجاز سے ہوتا ہے اور تم خود اس کے قائل ہو گئے کہ توحید کے لئے پیر صاحب کو روکنے والے نے روک دیا ورنہ وہ اپنے اعجاز سے ساری ماما سختیاں اور روغن بادام میں دم کئے ہوئے اور زعفران اور مشک میں کپکپے ہوئے پلاؤ اور قورے اسفل و اعلیٰ سے اگلوادیتے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اعجاز یعنی معجزات کا وقوع ممکن ہے۔ حالانکہ معجزہ خارق فطرت ہے اور خارق فطرت ہرگز ممکنات میں داخل نہیں۔ ورنہ معجزہ معجزہ نہ رہے گا۔

لیجئے! آپ ہی کی زبان سے ثابت ہو گیا کہ اعجاز مسیح، اعجاز مسیح نہیں بلکہ ایک عامیاناہ یا مجذوبانہ بڑ ہے۔ نہ قائل توحید ہے۔ سمجھے بھی ہم نے کیا کہا۔ آپ کی پلید الطبعی سے تو سمجھنے کی امید نہیں۔ بس ایسے کوڑ مغزوں سے خدا ہی سمجھے۔

چہارم..... مانع نکرہ ہے مرزا قادیانی کو اس کا علم نہیں کہ شیاطین میں سے کون سا شیطان تھا و سوا اس تھا یا خناس۔ الکناس تھا یا خبز تھا۔ خدائے تعالیٰ تو قرآن مجید میں ضمیر مشکلم کے ساتھ مخاطب کرتا ہے۔ مثلاً بعلناہ یا خلقناہ! پس تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا نے معنا ہم کا الہام نہ کیا۔ اصل یہ ہے کہ اس کو یہ لفظ نہ ملا اور نہ روکنے والے کا علم ہوا اور یوں اپنے نبی کو تارکی میں رکھا۔ ایڈیٹر!

۲..... منارۃ مسیح

مرزائی اخبار الحکم کی لوح گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہی ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ ”یکسر الصلیب ویقتل الخنازیر“ والی حدیث جس کو مرزا قادیانی نے اپنی مہدویت و عیسائیت کا تمغہ گردانا تھا جھیل ڈالی گئی اور اب اس کی جگہ قطب صاحب کی لاٹھ اور حریموں اور لالچیوں کے طول اہل سے بھی لمبا ایک منارہ یعنی مرزائیوں کا ٹھا کر دوارہ کھڑا کیا گیا ہے۔ بھلا خردجال کو اتنی لمبی کوتھیاں اور خود و جال کو اتنی لمبی ناک کیوں نصیب ہونے لگی۔ یہ تو ہمارے مرزا قادیانی ہی کی شان ہے۔ پھر خیر سے منارے کے کنگرے کے کلس کی چوٹی پر صلیب بھی کھڑی کی ہے جو سوڈان اور یوگنڈا کے مہدیوں کی قبر کو دور بین لگائے تک رہی ہے۔ ”کسم ہے کا دیان دے مر جادی وڈنجاہ (نظارہ) ہے۔“ منارہ تو اس لئے تعمیر ہوا کہ تیس سال کی بعثت کے بعد اب مسیح موعود آسمان سے اس پر نزول کریں گے اور صلیب اٹھائے کہ خود مرزا قادیانی مرزائیوں کے

گناہوں کا کفارہ بن کر اس پر پھینچے جائیں گے اور پھر جہنم میں داخل ہوں گے۔ عیسیٰ مسیح تو عیسائیوں کے اعتقاد کے موافق دوزخ میں تھوڑی ہی دیر ہے۔ مثیل اسحٰب ابدلاً باد تک رہیں گے۔ کیونکہ اصلی مسیح پر فوق لے جانا ضروری ہے۔ اصلی مسیح کا تو دوزخ میں کسی نے ساتھ نہ دیا۔ مگر مرزائی اپنے امام کا وہاں بھی ساتھ دیں گے۔ کیونکہ وہ اس کے عشق میں ہر دم سرشار اور ان کی زبان پر ہر لحظہ اس شعر کی تکرار ہے۔

ساتھ تیرے ہم بھی چون سایہ مقرر جائینگے
آگے جائیں پیچھے جائیں جائینگے پر جائینگے
مرنے کے بعد مرزا قادیانی کے قول کے موافق کشمیر میں عیسیٰ مسیح تو قبر میں مدفون ہیں۔ مگر جب مثیل اسحٰب مرین گے تو منارے کے مندر میں ان کا بت رکھا جائے گا۔ تاکہ تمام مرزائی اور ان کی نسلیں پوجا کرتی رہیں اور بت کا نصب کرنا موجودہ مہذب زمانے کی تہذیب کا بڑا بھاری اقتضاء ہے اور مرزا قادیانی کی تو بہت ہی بڑی یادگار ہوگی۔ کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں تصویر پرستی کو رواج دیا ہے اور تمام مرزائیوں کے گھروں میں ان کی ایک ایک تصویر موجود ہے۔ پھر بھگوان کی کرپا سے مہاد یوجی کی روح تو بت ہی آئندہ ہوگی کہ میرا اکلوتا پوت میرے چرنوں پر چلا اور مندر میں اپنی مورتی رکھوائی اور پھر مرزائی اور مرزائینین اس کے سبھی اعضاء کی پرستش کریں گے۔ آریوں نے تو عقلمند بن کر ان سوانگوں کو چھوڑ دیا۔ مگر مرزا قادیانی اور مرزائی ہنود کے مذہب کو زندہ کریں گے۔ کیا لغویات و دو اہیات اور کیا حماقت آمیز خرافات ہے۔ مرزائیوں کو ذرا شرم نہیں آتی کہ ایک دنیا دار مکار عیار اپنی خود غرضی کی چالوں سے ان کو کیسا ناچ نچا رہا ہے۔ تمام مرزائیوں پر شیطان نے ایسا سریزم دم کیا ہے کہ سرتک نہیں ہلا سکتے۔ ”اللہم احفظنا من فتنة الشيطان والدجال“

مرزا قادیانی (الحکم مطبوعہ ۲۳ جنوری ص ۳۲ کالم اول) میں لکھتے ہیں: ”اب وقت آ گیا ہے کہ یہ طلسم (عیسیٰ مذہب) ٹوٹ جائے اور وہ بت جو صلیب کا بنایا گیا ہے گر پڑے۔“ حق بزبان جاری۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ منارہ صلیب کا بت نہیں تو کیا ہے جس پر صلیب یوں سوار ہے جیسے مرزا اور مرزائیوں کے سروں پر شیطان۔ منارہ کی صورت ایسی موافق بے ہنگم اور بے ڈول ہے۔ گویا عوج بن عنق کا سالا ہے۔ ایڈیٹر!

۳..... مرزا قادیانی اور ان کے چیلوں کی لیاقت

اس میں شک نہیں کہ دارالطغیان قادیان حقیقہ اور اسماء اور جہلاء کان بردا ہے۔ منطق، فلسفہ، کلام، علم معانی و بیان، بلاغت و بدیع ان کو چھوا بھی نہیں گیا۔ عربیت کی قلمی کھل گئی۔

یہ بھی خبر نہیں کہ لسان مذکر ہے یا مؤنث۔ صلوات اور متعلقات افعال میں سیکڑوں غلطیاں۔ من کی جگہ الی اور نی کی جگہ علی۔ ناظرین ضمیمہ پر یہ بات اچھی طرح روشن ہے۔ جری اللہ اور قل اور بروز میں کیسی پٹھنیاں کھائیں۔ مرزا قادیانی جو لفظ بطور علم یا صفت اپنے لئے تراشتے ہیں۔ خود اس کے معنی سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اچھا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ پھر لہجے اور بتائیے کہ آپ جو ظلی ظلی اور بروزی بروزی کی ڈونڈی پیٹ رہے ہیں تو بتائیے کہ یہ دونوں لفظ یا ان میں سے کوئی ایک لغوی مفرد مطلق ہے یا لغوی مفرد بالمرکب یا لغوی مرکب بالمفرد۔

اور ظاہر ہے کہ اصلی لغوی معنی مراد نہیں۔ پس ضرور استعارہ ہوگا۔ لیکن استعارہ ترشحیہ ہے یا تخلیہ یا بالکنایہ یا مجاز بالحقیقت یا حقیقت بالجواز۔ پھر ظل اور بروز کے معنی باعتبار دلالتہ النص، اشارۃ النص، عبارۃ النص ہیں یا باعتبار اقتضاء النص یا باعتبار کلیت۔ پھر کلیت مرتبہ بشرطے میں ہے یا بشرط لاشے یا لا بشرطے یا لا لا بشرطے میں یا نوع الانواع کے اعتبار سے یا عام العام کے تعلق سے۔ مرزا قادیانی اور تمام ہالی، موالی اور چیلوں چاڑوں کی خدمت کے درمیان کے بچوں بیچ میں عرض ہے کہ آپ مراتب مذکورہ بالا میں سے جس مرتبہ یا معنی کو اپنی ذات پر منطبق کریں اس کی تصریح مع البرہان فرمائیں۔ بینوا تو جو رو!

خدا نے چاہا تو مخالف ہوا کے جھوکوں سے ڈھاک کے تین پات ہی منارے کی چوٹی پر پھر پھاڑتے نظر آئیں گے۔ چار ہفتہ کی مہلت ہے۔ ایڈیٹر!

۴..... اسلامی علماء سے ضروری التجاء

مرزا قادیانی کو اپنی بیہودہ اور لاطال کتاب اعجاز مسیح پر بڑا گھمنڈ ہے۔ حالانکہ وہ سورۃ الحمد کی تفسیر نہیں بلکہ خانگی خوارق اور ذاتی افعال کا کچا چٹھا اور اپنی مہدویت و عیسائیت و نبوت کا دکھڑا اور

چومیرد جتلا میرد چوخیزو جتلا خیزد

کا آئینہ ہے۔ بالاسمہ مرزا بار بار اعلان دیتا ہے کہ میری نبوت کا یہی کرشمہ اور یہی اعلیٰ نشان ہے اور کوئی شخص اس کی نظیر نہیں لاسکتا اور نہ لانا ممکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حماسہ، حسنیٰ خاقانی، نظامی، فردوسی، سواطع الالہام یعنی بے نقط تفسیر فیض کی نظیر بھی کوئی نہیں لاسکتا۔ علیٰ ہذا! بہت سے باکمال علماء ایسے گزرے ہیں جن کی تصنیفات اور تفسیرات کے سمجھنے کی بھی مرزا اور مرزائی لیاقت نہیں رکھتے۔ ائمہ اربعہ، امام غزالی، امام رازی، سحان اللہ و بجمہ! جن کو حجۃ الاسلام کہنا بجا ہے۔ کیا ان کی تصنیفات کا کوئی شخص جواب دے سکتا ہے ہرگز نہیں۔ یہ علماء اور فضلاء اور ائمہ

جامع کمالات و متبحر علوم و فنون تھے۔ ہر فن اور ہر مسئلے میں قلم توڑ گئے ہیں۔ مخالفین اسلام کو عاجز کر گئے ہیں۔ مگر یہ کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ ہمارے کلام کا جواب دینا طاقت بشری سے خارج ہے اور ہم نبی اور رسول ہیں۔ یہ لوگ علوم و فنون کے نہنگ بجز آ شام تھے۔ کبھی انہوں نے اپنے علم و فضل کا دعویٰ نہیں کیا اور کیونکر کرتے کہ ”و فوق کل ذی علم علیم“ یہ تو مرزا قادیانی کی گندے حوض کی مچھلی ہیں کہ شامت جو آتی ہے تو کنارہ حوض سے سر نکال بیٹھے۔

ہمارے زمانہ میں بھی بڑے بڑے علماء و فضلاء ”کثر ہم اللہ و ایدہم اللہ تعالیٰ“ موجود ہیں۔ مثلاً ابوالوفاء، مولانا ثناء اللہ صاحب، مولانا عبدالجبار صاحب امرتسری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، حضرت پیر مرہ علی شاہ صاحب گولڑ دی، مولانا محمد عبدالمنان صاحب محدث دزیر آبادی، مولانا حافظ محمد عبدالجبار صاحب عمر پوری حال وارد کلکتہ، مجتہد مطلق مولانا شمس الحق صاحب رئیس ڈیانوان، مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری، مولانا محمد مشاق صاحب اٹھوی ہیڈ مولوی ہائی سکول لدھیانہ، مولانا محمد حسن صاحب رئیس اعظم لدھیانہ، مولانا محمد سعید صاحب بنارس، مولانا ابوالکارم محمد علی صاحب، مولانا ابوالمنظور محمد عبدالحق صاحب سرہندی، علی ہذا صدہا فنون علماء ایسے موجود ہیں جو مرزا قادیانی کو ہر علم و فن میں دس دس سال پڑھائیں۔ زبان عرب میں سورہ الحمد کی تفسیر لکھ کر مرزا اور مرزائیوں کے غرے ڈبے کا دھڑکیوں نہیں توڑ ڈالتے۔ غالباً وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ علماء سلف بہت کچھ لکھ گئے ہیں اور کوئی بات نہیں چھوڑ گئے ہیں۔ مگر ایک مدعی کذاب کا ٹھونک ڈالنا بھی تو ان کا فرض ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم پانچ جزء کی تفسیر ایک جدید طرز پر لکھی جائے اور اس میں مرزا قادیانی کے ان الحادات و امرازا کا بھی سدباب ہو جو اعجاز مسیح میں مندرج ہیں۔ ہم یہ فرض اپنے ذمے لے سکتے تھے۔ مگر ناظرین جانتے ہیں کہ تین صحیفوں یعنی اخبارِ رحمن، ہند و طوطی، ہند، ضمیر، حجت، ہند، شوکت التجدید یعنی رسالہ پر دانہ مع مرتع حل کلام شعراء فارس و عرب کی اشاعت اور ان کا اہتمام ہمارے ذمے ہے۔ ایک سر و ہزار سو دا کا مضمون ہے۔

ہمارے شاگردوں میں بھی ہتایت الہی بعض تبحر علماء میں مثلاً مولانا ابو یوسف حسین صاحب صابر پیش امام اہل حدیث گنور ضلع بدایون، مولانا حکیم محمد عبدالحق صاحب حسان اسحاق پٹنی۔ اگر عزم بالجزم کیا جائے تو یہ جوابی تفسیر دو ماہ میں تیار ہو سکتی ہے۔ ہم اپنی استطاعت کے موافق مفسر کو نذرانہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ علی ہذا! ہمارے معاونین ہمت کریں تو کم از کم پانچ سو روپیہ کا چندہ ہو سکتا ہے۔ اسی میں سے مفسر کا حق الخدمت دیا جائے اور اسی میں چھپ بھی جائے۔ یہ سرمایہ فراہم ہو جائے تو تفسیر کا تیار ہو کر چھپ جانا کچھ مشکل نہیں۔ امید کہ ہمارے معاونین

دست کرم کشادہ کریں گے اور چندے کی فہرست شائع ہونے لگے گی۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ (ایڈیٹر)

۵..... مرزائی الہام

کردوڑوں آدمی مرزا قادیانی کو جانتے بھی نہیں کہ یہ کس جانور کا نام ہے اور اس بے دال کے بودم کا گھونٹلا کہاں ہے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی جو مرزا قادیانی کے ہتھکنڈوں سے واقف ہیں۔ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان میں سے باوصف منکر ہونے کے نہ تو کسی کی نسبت ہادیہ میں آئے جانے کی کبھی پیشین گوئی ہوئی ہے نہ کسی قسم کے عذاب کی، نہ ہلاکت کی۔ آخر منکر تو سبھی ہیں اور اب تو دو سال سے الہام کا بالکل ڈر باہی پھک گیا۔ گکزوں کوں کی بھی آواز نہیں آئی۔ اس کی کئی وجوہ ہیں۔ اول تعزیرات کی دفعہ تخویف نے مرزا قادیانی کو خوف کے پھلجے میں کچھ ایسا کھینچا کہ اس کا خدا بھی بوکھلا گیا۔ سہم گیا۔ سستی میں خطا ہو گیا۔ کھلکھی بندھ گئی۔ پس الہام کے نام چون بھی نہیں نکلتی۔ اسے اندیشہ ہوا کہ تخویفی الہام کے ارتکاب میں کہیں میں بھی مرزا قادیانی کے ساتھ نہ دھرا جاؤں کیونکہ برٹش گورنمنٹ بڑی سطوت و حیرت والی جبار و قہار گورنمنٹ ہے۔

دوم..... جب کوئی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی اور تیر نکون کی وہ بھر مار ہوئی کہ ترکش خالی ہو گئے اور ایک بھی نشانہ پر نہ لگا تو مرزا جھوٹے میں آ کر خود اپنے خدا کو چھوڑ بیٹھا اور الہام کی ڈیوٹی سے مستعفی ہو گیا کہ چندیں مدت خدائی کر دی۔ گاؤ خراں شناختی اور بقول غالب۔

زندگی اپنی اسی طور جو گزری مرزا ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے سوم..... مرزا قادیانی کا خدا کچھ ایسا پوچ۔ بزدلا۔ ہول دلا نکلا کہ جو ساوہ لوح مسلمان موت کی پیشین گوئی کی دھمکی میں آ گئے۔ ان کو تو چھاتی سے لگا لیا اور جو دھمکی کی اکڑفوں میں نہ آئے اور اٹھا ہواں بچکانہ ہاتھ میں لے کر کھوپڑی کی چندیا کے سر ہو گئے۔ مرزا قادیانی کا خدا ان کے خوف سے چوہے کے منکے میں جاو بکا۔ چنانچہ وہ لوگ جو مرزا قادیانی کے سبز باغ پر فریفتہ ہو کر گانٹھ کٹوا بیٹھے تھے اور پھر ہوش میں آ گئے۔ اب مرزا قادیانی کے کئے حریف میں مگر مرزا قادیانی کا خدا بے کس بے بس ہو کر گونگے کا گڑ کھائے بیٹھا ہے اور ان کا روان بھی نہیں اکھاڑ سکتا۔

چہارم..... مرزا قادیانی کی نبوت کا معیار صرف لوگوں کو اس کی تخویف کی دھمکی میں آ جانا ہے۔ چنانچہ جب آتھم والی پیشین گوئی پٹ پڑی تو مرزا قادیانی نے یہ عذر لنگ پیش کیا کہ اس کے دل میں خوف پیدا ہوا۔ مگر مرزائی نہ بنا۔ بدستور عیسائی ہی رہا۔ تخویف کا لٹکا تو بہت خاصہ تھا۔ مگر افسوس

ہے کہ گورنمنٹ سدراہ ہوگئی اور لوگوں کو مرزائی ہونے سے بچا دیا۔ اب مرزا قادیانی اور اس کا خدا دونوں پانی پی پی کر گورنمنٹ کو کوس رہے ہیں کہ منہ سے شکار اور ترلقہ پھین لیا۔ مگر گورنمنٹ کا کچھ نہیں کر سکتے۔ بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی کا خدا حسب دستور مرزا قادیانی پر یہ الہام کرتا کہ اس کی نسبت خوفناک پیشین گوئی کرے۔ گورنمنٹ کی فضول اور لغو لٹو چٹو کرنے اور اس کو چبیتے کی طرح پھیلانے کا الہام کر رہا ہے۔ بھلا ایسے ڈرپوک خدا کو مرزا قادیانی کیا چولہے میں جھونکے۔ چونکہ ہم مرزا اور مرزائیوں کے خیر خواہ ہیں۔ لہذا اصلاح دیتے ہیں کہ دوسرا خدا تلاش کریں۔ خدا سابق کی حقیقت تو کھل گئی۔ جس نے تخویف کی حکمت عملی پر جھاڑو پھیر دی اور کسی گھر کا نہ رکھا۔ اب ترمال کیونکر ہاتھ آئے گا۔ ہم کو مرزا قادیانی کی اس حسرت پر حسرت و افسوس ہے کہ دعویٰ نبوت جس کا مدار صرف تخویفی الہام پر تھا اس کی یوں مٹی خراب ہوگئی۔

پنجاب میں زمال اور نجومی کثرت سے ہیں جو ضعیف الاعتقاد ان سے کچھ پوچھتا ہے یا قرعہ پھکواتا ہے تو وہ نہایت خوفناک پیشین گوئی کرتے ہیں کہ تم پر فلاں ستارہ بہت سخت ہے۔ ضرور مارے جاؤ گے۔ لیکن اگر دو گز سرخ کپڑا اور سوادیر اناج اور ساڑھے دو پیسے اور ہلدی کی سات گرہیں لا دو تو میں ستارے کا اثر زائل کر سکتا ہوں۔ مرزا قادیانی بھی چونکہ خاندانی زمال ہیں۔ لہذا ملی کی خواب میں جھجھڑے ہی نظر آئیں گے اور وہ تخویف ہی میں اپنی رونیاں نکالنا چاہیں گے۔ (ایڈیٹر)

۶..... خونی مہدی

اخبارِ احکم میں گورنمنٹ کو مخاطب کر کے بڑے زور شور سے دوہرایا اور تہرایا جاتا ہے کہ تمام مسلمان خونی مہدی کے آنے کے منتظر ہیں۔ گویا وہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں انقلاب ہو اور مہدی کے آنے تک دنیا کی سلطنتیں جو فتنہ اور فساد اور بد امنی پھیلا رہی ہیں اور رعایا پر ظلم کر رہی ہیں۔ خونی مہدی ان مظالم سے ان کو خلاصی دے۔

اس شررا نگیز فقرے سے دو باتیں نکلیں۔ ایک یہ کہ ہر سلطنت کی مسلمان رعایا اپنی اپنی گورنمنٹ سے ناراض ہے اور اس کا قلع قمع کرنا چاہتی ہے۔ گویا بغاوت پر آمادہ اور اپنی اپنی گورنمنٹ کی بداندیش ہے۔

دوم..... یہ کہ تمام سلطنتیں ظالم اور جاہل اور خواب غفلت میں مخمور ہیں۔ مرزا قادیانی ان کی بالین پر کھڑے چلا رہے اور بد مستی سے جگا رہے ہیں کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ مسلمان تمہارے سخت دشمن ہیں اور دنیا سے تمہارے نکلنے کے لئے خونی مہدی کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں۔ اس فقرے کے

پہلوؤں پر مسلمان غور فرمائیں گے تو ان کو اپنے حق میں پورا اہل نظر آئے گا۔

مرزا قادیانی نے اگرچہ اس فقرے سے مسلمانوں کے حق میں کانٹے بوئے ہیں۔ لیکن درحقیقت اپنے پاؤں پر کلبھاری ماری ہے۔ اس کی توضیح سنئے۔ کیا خونی مہدی وہی نہیں جس کی شان میں ”یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر“ حدیث شریف وارد ہے اور کیا اس حدیث کو آپ نے اخبار الحکم کی لوح پر اپنی مہدویت کا تمغہ نہیں بنایا۔ اگرچہ اب یہ حدیث چیک کر کے لوح پر اس کی جگہ منارۃ المسیح قائم کیا گیا ہے۔ مگر نوٹ: تقدیر مٹ نہیں سکتا وہ تو مستہزہ ہو چکا۔

پردہ ہو لاکھ خنجر شمر و یزید کا ہر گز چھپے گا نہ خون تمہارے شہید کا تو خونی مہدی خود مرزا قادیانی ٹھہرے اور اگر مرزا قادیانی وہ مہدی نہیں ہیں جو صلیب کے کلڑے کلڑے اور سوروں کو قتل کرے گا تو اپنے ہی قول سے مہدی کذاب و بطل ثابت ہوئے۔ کیونکہ حدیث میں تو اسی مہدی کے آنے کی پیشین گوئی ہے جو قاطع صلیب اور قاتل خنازیر ہوگا اور وہی سچا مہدی ہے نہ کہ وہ جو اپنے منارے پر صلیب لگائے اور سوروں (بے دینوں) کو اپنے جھونپڑے میں پناہ دے اور جھونپڑے کا نام دارالامان رکھے اور اگر آپ اپنی معمولی ہتھکنڈوں کے موافق حدیث شریف کی تاویل کریں گے اور اصل معنی مراد نہ لیں گے اور تاویل کے بعد اس حدیث کو اپنے اوپر منطبق کریں گے تو کوئی خونی مہدی نہ ہوگا جس کے آنے کے مسلمان منتظر ہیں۔ آپ کا قول پھر بھی باطل ہوگا اور ہم پھر یہی کہیں گے کہ جھوٹے کے منہ میں وہ..... اور لعنة الله على الكاذبين!

عجیب بات ہے کہ مسلمان جس مہدی کے منتظر ہیں مرزا اس کو خونی بھی بتاتا ہے اور خود بھی وہی مہدی بنتا ہے۔ بات بات میں تناقض ہے۔ حدیث رسول اللہ سے انکار بھی ہے اور اقرار بھی۔ جدھر کی ہوا دیکھی اوھر ہی کو گندی اڑادی اور اپنے کو پبلک میں کذاب کا گڈا بنایا۔ اصلی مہدی موعود علیہ السلام کے واسطے خونی مہدی کا لقب تراشا اور جب گورنمنٹ کے خوف سے اس میں پانی مرتا دیکھا تو کئی و باکر صاف نکل گیا کہ میں وہ مہدی نہیں ہوں بلکہ قادیانی مہدی ہوں۔ (جیسا کہ سوڈانی مہدی تھا) سچ ہے دروٹلو کا حافظہ جبروت الہی سلب کر لیتا ہے اور اس کو پس و پیش کی کچھ خبر نہیں رہتی۔ ہم تو جب جانیں کہ تیمور لنگ کا سالہا ہمارے اعتراضات کا جواب دے۔ (ایڈیٹر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

۸ فروری ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۶ کے مضامین

.....۱	مولوی نور احمد ساکن لکھوکھا کے روبرو غلام حسن صاحب، سب رجسٹرار پشاور حواری مرزا قادیانی کا مقابلہ پر نہ آنا ایک محقق!
.....۲	مرزائیوں کی بے ایمانی اور دھوکے بازی ایک محقق!
.....۳	سختی اور نرمی اپنے اپنے محل پر عین مصلحت و تہذیب ہے ج، ن،!
.....۴	توجہ طلب گورنمنٹ اور قادیان کے مرزا صاحب امام دین ازلا ہور!
.....۵	نزالی عزت اور انوکھی ذلت او۔ گجراتی!
.....۶	استثناء سید محمد عمر، ایک فوجی، گجرات!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

.....۱ مولوی نور احمد ساکن لکھوکھا کے روبرو غلام حسن صاحب،

سب رجسٹرار پشاور حواری مرزا قادیانی کا مقابلہ پر نہ آنا

کچھ عرصہ ہوا مولوی صاحب موصوف کشمیر کے مرزائیوں کو کھست دے کر پشاور تشریف لائے تو بنام غلام حسن صاحب بعض رؤساء کی معرفت ایک تحریر بھیجی مگر انہوں نے مولوی صاحب کا نام ہی سن کر مقابلہ پر آنے سے انکار کیا۔ لہذا ایک محضر نامہ ان لوگوں نے مولوی صاحب کو لکھ کر دستخط کر کے حوالہ کر دیا۔ جن کے سامنے سب رجسٹرار صاحب نے انکار کر دیا تھا۔ اس سے پہلے آپ قادیان تشریف لے گئے تھے جہاں خود مرزا قادیانی اور حکیم نور الدین کو مقابلہ کے واسطے بلایا۔ مگر دونوں صاحب گھر میں چھپ رہے، باہر نکلنے تک کی تاب نہ لاسکے۔ لہذا کئی روز مولوی صاحب قادیان میں رہے و عظ کہا۔ چھ مرزائیوں نے توبہ کی اور توبہ نامہ لکھ کر مولوی صاحب کے حوالہ کیا جو بطور ایک رسالہ کے طبع ہو چکا ہے۔ اب تو جہاں دیکھو مرزائیوں کی مٹی پلید ہو رہی ہے۔

راقم: ایک محقق

۲..... مرزائیوں کی بے ایمانی اور دھوکے بازی

ہر ہفتہ اخبار الحکم میں کسی نہ کسی کا نام نومریدوں میں درج کر دیا جاتا ہے اور ہر جاہل مرید کو مولوی کا خطاب مل جاتا ہے۔ چاہے وہ جاہل ہی ہو۔ تاکہ مولویوں کی تعداد بڑھ جاوے۔ گویا قادیان جاہلوں کو مولوی بنانے کی ککسال ہے۔ مگر جب تحقیقات کی جاتی ہے تو طرہ باز خان کا خدمت گار رسمی نھو اور مرزا نور سجن بیک کا سائیس میان کلوا اور فلاں کی خالا اور فلاں کی ثانی وغیرہ پر زور ڈالا جاتا ہے کہ مرزائی فہرست میں نام لکھو اور۔ ورنہ نوکری سے برخاست۔ بہت سے ایسے لوگوں کے نام ہیں جو مرزا اور اس کے مذہب سے محض ناواقف ہیں۔ اس پر بھی بس نہیں۔ پرانے پرانے گڑے بے مردوں کے نام بھی درج کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ زندہ ہوں گے نہ مرزائیوں کی قلعی کھولیں گے۔ چنانچہ الحکم مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۱ء میں ایک نام ”محمد الدین امام مسجد فیروز پور پنجاب میگزین دروازہ کا معہ اہل بیت واولاد“ لکھا ہے۔ حالانکہ خود محمد الدین لکھتا ہے کہ تخمیناً ایک سال اس کی بی بی کوفت ہوئے گزرے اور ۲ سال لڑکے کو مرے ہوئے گزرے۔ ہم کو ایسے واقعات سے افسوس ہوتا ہے۔ معلوم نہیں مرزائیوں کی حیا جو شعبہ ایمان ہے کہاں گئی۔ ان کے جعل اور دھوکے بازی کی کچھ انتہاء بھی ہے۔ محمد الدین مدت دراز سے مرزائی مذہب کو باطل و ضلالت جانتے ہیں۔ ڈیڑھ سال سے زیادہ ہوا کہ وہ انارکلی لاہور کی مسجد میں امام اور پکے سنت جماعت مسلمان ہیں۔

راقم: ایک محقق

۳..... سختی اور نرمی اپنے اپنے محل پر عین مصلحت و تہذیب ہے

ایک کے مقام پر دوسرے کا استعمال ناموزوں ہے۔ اس کلیہ پر تمام مذاہب اور روئے زمین کے عقلاء متفق ہیں۔ بعض صلح کل نبی روشنی کی دلدادہ یا بعض نادان صوفی جو اس کلیہ کی مخالفت کر کے مداعت کے درجہ تک پہنچ گئی ہیں وہ قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے وہ مقامات دیکھیں جہاں سختی کا برتاؤ کیا گیا ہے۔ مثلاً: ”یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم..... الخ یا اشداء علی الکفار..... الخ یا ودو الوتدھن فیدھنون وغیرہم“ آخر ان احکام کی تعمیل کا بھی تو کوئی محل ہو گا یا احکام فضول ہیں؟۔ معاذ اللہ! جو حضرات سخت کلامی کو ہر جگہ ناجائز جانتے ہیں مہربانی کر کے پیغمبر خدا ﷺ کے اس قول کو بغور پڑھیں۔ ”تعزی بعزاء الجاہلیۃ فاعنوا بہن ابیہ ولا تکنوا“ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس قول کو ملاحظہ کریں جو عروہ بن مسعود ثقفی سفیر مشرکین مکہ کو رو بردار رسول اللہ ﷺ کے کہا تھا۔ ”امصص بظر اللات“ جو صاحب قائل ہیں کہ جو کرنا کسی جگہ بھی جائز نہیں وہ آنحضرت ﷺ

کے اس قول کو دیکھیں جو آپ نے حسان بن ثابت کو فرمایا: ”اھجھم وروح القدس معک“ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کارروائیاں سختی کا محل ہیں یا نہیں۔ اس نے دعویٰ پیغمبری کیا تمام پیغمبروں کی توہین کی۔ خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کوئی فحش کلمہ اٹھا نہیں رکھا۔ علماء و مشائخ صحابہ و ائمہ دین۔ الغرض اس کے زبان و قلم سے کوئی فحش دگالی نہیں پہنچی جو اس نے بزرگان دین کی نسبت استعمال نہ کی ہو۔ منشی الہی بخش صاحب کو خود ہی تو قسمیں دے کر کتاب ”عصاء موسیٰ“ لکھوائی۔ اب ان کو مغفلات گالیاں سناتا ہے۔ عبدالعزیز بن مالوی کو بھی گالیوں سے ڈراتا ہے۔ یہ گالیاں اس واسطے دیتا ہے کہ کوئی اس کی تردید گالیوں سے ڈر کر نہ کرے اور یہ شتر بے مہار ہو کر جو چاہے سو کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے جواب میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا جاتا۔ ہر شخص اپنی عزت و آبرو کو اس سے بچاتا ہے۔ پس ایسے مجسم شیطان مدعی نبوت..... انبیاء و اولیاء کی نسبت بھی کسی قسم کی سختی نہ کی جاوے اور زبرد تو بخ خلاف تہذیب متصور ہو تو پھر ہم کو بتلایا جاوے کہ سختی کا کون سا محل ہے۔

مرزائی جب کہ کسی مسلمان کو مخاطب کرے گالیاں دے اور وہ حسب آبیہ ”جزاء سینئہ سینئہ بمثلھا“ بطور تادیب کچھ ایسے الفاظ لکھے کہ آئندہ شوخی و شرارت مرزائیوں کی جاتی رہے تو اس فتنہ کے اسناد کے شکر یہ میں ایسے شخص کی مدح کریں یا الٹا اس پر ناراض ہو کر اپنے کو بناوٹی مہذب ثابت کریں؟ افسوس ہے کہ ہمارے بڑھے ہوئے صوفی اتنی سختی بھی سننا گوارا نہیں کر سکتے۔ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرے کو پھیر دینے کی تعلیم سے دنیا میں امن نہیں رہ سکتا۔ ہمارے صوفیوں کو ”خیر الامور اوسطھا“ پر نظر چاہیے۔ نہ کہ بداعت اختیار کرنا اور نہ بد زبان اور بد لگام بننا۔ کون کہتا ہے کہ آپ زبردستی سختی کریں۔ مگر جو جائز طور پر سختی کے ساتھ مرزا سے بدلے اس پر کیوں خفا ہوں؟ آپ چاہتے ہیں کہ ضمیمہ شحذہ ہند کا خوف جو مرزا قادیانی کے دل میں ہر وقت رہتا ہے زائل ہو جاوے اور مرزا قادیانی پھر پہلی سی شوخیاں کرنے لگے۔ آپ الحکم کے طرز کو دیکھ لیں کہ ضمیمہ کی بدولت کس قدر راہ پر آ چلا ہے۔

حمیت اسلامی و غیرت ایمانی صحابہ طہیں تھی۔ حضرت عمرؓ جنہوں نے ایک شخص کو صرف رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے بعد حضرتؓ سے فیصلہ چاہا تھا تہ تیغ کر دیا اور خلیفہ اول نے ذرہ سی بات پر عروہ بن مسعود ثقفی کو سخت فحش گالی دی۔ ایک ہم ہیں کہ انبیاء، اولیاء، مشائخ، ائمہ دین، صحابہؓ سب کی توہین و مذمت سنتے ہیں۔ مگر بجز مرزا قادیانی، حضور، آپ جناب کے زبان سے نہیں نکال سکتے۔ بلکہ کوئی غیرت اسلامی سے کچھ لکھ تو وہ بھی نہیں سن سکتے۔ ”مہین نقادات از رہ کجاست

تابہ کیا۔“ حضرت عمرؓ کی خلافت میں مرزا قادیانی ایسے دعوے کرتے اور ایسا کفر جکتے تو کیا حضرت عمرؓ اسی طرح پہلو بہ پہلو بیٹھ کر تحریری مناظرہ کرتے یا اور طرح خبر لیتے۔ ہم میں سے اگر کسی کو ماں باپ، پیر استاد کی کوئی گالی دے تو اسی طرح تہذیب سے پیش آدیں گے یا مارنے مرنے عدالت و پولیس میں جانے کو تیار ہوں گے۔ کیا غیرت اسلامی پر غیرت خاندانی کو ترجیح دینا تقویٰ و ذہد ہو سکتا ہے۔ ضمیمہ شہدہ ہند میں کوئی سخت لفظ ہو تو اس کا سننا گوارا نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ ہرگز نہیں۔ بازاروں میں اکثر فحش و گالی و گلوچ بھی ہوتا ہے۔ ہم میں سے کون سا زاہد بازار جانا چھوڑ دیتا ہے یا کانوں میں انگلیاں دے دیتا ہے۔ ضمیمہ ایک مجموعہ ہے۔ مختلف آدمیوں کے خیالات کا ایک ہی شخص کے خیال کے مطابق ہونا غیر ممکن ہے۔ ایسا حکم بیجا دنا روا ہے۔ ہاں خلاف شرع کوئی بات ضمیمہ میں نہ ہونی چاہئے۔

راقم ج ۱

۴..... توجہ طلب گورنمنٹ اور قادیان کے مرزا صاحب

مفصلہ ذیل فقرات جن کو ایک لائق راقم مضمون نے بہ عنوان ”توجہ طلب گورنمنٹ اور قادیان کے مرزا صاحب“ مرزا قادیانی کے اشتہار ”النار“ کا لب لباب بحوالہ احکم مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء پیسہ اخبار مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۱ء ص ۱۱ کالم سوئم میں درج فرمائے ہیں۔

اصل اشتہار النار تو ہماری نظر سے گزرا نہیں۔ مگر اس کا لب لباب جس کو لائق مضمون نویس پیسہ اخبار لاہور نے لکھا ہے یہ ہے۔ ”آج کل پھر مرزا قادیانی نے ایک تازہ مفسدانہ اور فتنہ انگیز اشتہار شائع کیا اور اپنے اخبار احکم مطبوعہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۲۵) میں بھی یہ سرفنی ”النار“ چھپوایا ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ میں اور میری جماعت گورنمنٹ کی خیر خواہ اور وفا دار رعایا ہے۔ باقی کل ملک یا کم از کم کل مسلمان گورنمنٹ کے بدخواہ اور باغی رعایا ہیں۔ میری اور مسلمانوں کی مخالفت کی اصل بناء جہاد ہے۔ میری تعلیم جہاد کے خلاف ہے۔ اس لئے سرگودھان اسلام نے ناراض ہو کر میرے کفر اور قتل کے فتوے دیئے۔ میری جدید تصنیف اعجاز المسیح میں بھی جہاد کی مخالفت تھی۔ اسی وجہ سے کل اخبارات نے اس کی مخالفت کی۔ حالانکہ غیر ممالک کے لوگوں نے میری بات تسلیم کی اور جہاد سے باز آگئے۔ الغرض مخالفت جہاد کی وجہ سے مسلمان میرے برخلاف ہیں۔ ورنہ سینکڑوں دوسرے فرق موجود ہیں۔ انہیں کوئی کچھ نہیں کہتا۔ بارہا بے اختیار دل میں یہ گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے۔ اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ وغیرہ!“

اس کا ذب سے کوئی پوچھے کہ تمہارے کذب کی کوئی حد بھی ہے اور تو اور گورنمنٹ عالیہ کو بھی یہ کا ذب مخالف دینے سے نہیں ملتا۔ معلوم نہیں اس نے گورنمنٹ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ گورنمنٹ بڑی دانا اور مدبر ہے۔ کیا وہ مرزا کا یہ کلام نہیں سمجھتی کہ ”اس گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔“ عاقل گورنمنٹ اپنی رعایا کے حال سے باخوبی واقف ہے اور اس کو معلوم ہے کہ کون کس مطلب کے لئے نرالی چال چل رہا ہے اور خود غرضی اور طبع نفسی کا جال بچھا رہا ہے۔ اس کا ذب نے مسلمانوں پر بڑا بھاری افتراء باندھا ہے۔ مخالفت کی اور ہی بناء ہے۔ جس کو مرزا قادیانی نے پوشیدہ رکھا ہے۔ نہ کہ جہاد۔ مگر ہم بھی مرزا قادیانی کے کوشی کھلنے سے خوب واقف ہیں۔ کچا چٹھا کھولے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگرچہ گورنمنٹ سب کچھ جانتی ہے۔ مگر چونکہ پبلک کی غلط فہمی کا اندیشہ ہے۔ لہذا اس کا رفع کرنا اور گورنمنٹ کو توجہ دلا نا ضرور ہے۔

مرزا قادیانی نے کفر کے فتوؤں کو جو علماء اسلام عرب و عجم نے اس پر لگائے ہیں تعلیم جہاد کی مخالفت قرار دیا ہے۔ لیکن کیا وہ اپنے دعویٰ کو کفر کے فتوؤں میں دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مرزا بخوبی جانتا ہے کہ بناء مخالفت کی وجوہ کچھ اور ہیں جن کے باعث مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد قرار دیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک وجوہ تو ہیں انبیاء ہے۔ مرزا قادیانی نے بڑے بڑے اولوالعزم رسولوں اور نبیوں کی شان میں سخت گستاخی اور بے ادبی کی ہے اور بڑی حقارت آمیز تحریریں شائع کی ہیں۔ جس سے گورنمنٹ کی وقادار رعایا اہل اسلام کو سخت سے سخت رنج اور عظیم صدمہ پہنچا ہے۔ سر دست ہم حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کو اہل اسلام خدا کا پاک رسول اور نبی مانتے ہیں اور قرآن شریف میں خود خداوند تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعریف اور آپ کی والدہ ماجدہ کو علاوہ اور توصیف اور تعریف کے بار بار صدیقہ فرماتا ہے۔ الغرض ہر مسلمان کو ان کا مرتبہ معلوم ہے اور بچہ بچہ کو خبر ہے کہ یہ کیسے اولوالعزم رسول اور خدا کے پیارے نبی اور مقربین میں سے ہیں اور ایسا ہی کر دڑھا عیسائی آپ کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور آپ کی توقیر کرتے ہیں اور اپنا پیشوا مانتے ہیں اور عیسائیوں کو جو محبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے وہ بھی اظہر من الشمس ہے۔ خاص کر ہماری گورنمنٹ عالیہ جس کے زیر سایہ ہم ہر طرح آرام سے بسر کرتے ہیں اور خود مرزا قادیانی بھی اس امر سے خوب واقف ہے اور ظاہر ہے کہ ہماری گورنمنٹ ایک عیسائی گورنمنٹ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتی ہے۔ صرف اتنا تقادت ہے کہ اہل اسلام ان کو خدا کا پاک رسول سمجھتے اور مانتے ہیں اور عیسائی ان کو خدا کا بیٹا مگر عیسیٰ علیہ السلام کی نکو کاری، راست بازی، محصومیت، پاک و انہی میں عیسائی اور مسلمان بدل و جان متفق ہیں۔ مگر اسی مسیح علیہ

پناہ بخدا محاذ اللہ! خدا کے پاک رسول اور شیطان کی پیردی۔ افسوس ہزار افسوس! کیا مرزا قادیانی کی ایسی تحریریں اسلام کے خلاف نہیں۔ کیا یہ صریح قرآن شریف کی تکذیب نہیں۔ پس ایسی طحانہ تجاریر کے باعث علماء اسلام نے مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا ہے اور یہی اصل بناء مخالفت ہے۔ پھر گورنمنٹ کو یہ ملاحظہ دینا کہ میری اور اہل اسلام کی مخالفت کی بناء جہاد ہے۔ مرزا کا سفید جھوٹ ہے۔ حضرت مسیح کی نسبت مذکورہ بالا حقارت آمیز کلمات ہی پر اکتفاء نہیں کیا۔ بلکہ کمال خیرہ چشمی اور بیباکی سے دوسری جگہ اسی کتاب (ضمیر انجام آتھم حاشیہ ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰) پر اس سے بھی بڑھ کر یوں ابراز کیا ہے: ”آپ کو (حضرت مسیح کو) اپنی زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔ آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی سخت ناراض رہتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو۔ شاید خدا تعالیٰ شفا بخشنے۔“

اس پیرا گراف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو لکھا ہے وہ پبلک اور گورنمنٹ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ گویا ان پر شیطانی الہام بھی ہوئے کہ وہ خدا سے منکر ہونے کو تیار ہو گئے اور توبہ ہزار بار توبہ نقل کفر کفر باشد! آپ پاگل بھی تھے اور پھر حضرت مسیح کے حقیقی بھائی بھی تھے جس کی نذر قرآن میں خبر نہ کسی حدیث رسول کریم میں ذکر ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ پھر بھی مرزا قادیانی اپنے کو مسلمان بتاتا ہے۔ یہ ہے مخالفت کی وجہ نہ کہ..... اور لیجئے۔ آپ کے (عیسیٰ مسیح کے) ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا۔ دیکھو (ضمیر انجام آتھم حاشیہ ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) کیا مرزا قادیانی کی ایسی کافرانہ تجاریر دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کا اعتقاد قرآن شریف پر ہے۔ بس یہی اس کی تکفیر کے باعث ہیں۔ اصل بناء مخالفت کو پوشیدہ کرنے کی غرض سے جہاد کو بناء مخالفت قرار دینا کون عقلمند تسلیم کرے گا اور لیجئے دیکھو (ضمیر انجام آتھم حاشیہ ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) پیرا گراف دوم: ”آپ کی تین دادیاں اور تانیاں زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کر جدی مناسبت درمیان ہے۔“

(ضمیر انجام آتھم حاشیہ ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳) پھر حضرت مسیح کی نسبت لکھتا ہے: ”پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔“ (مرزا قادیانی کی اس عبارت کا مفہوم ایسے اولوالعزم

رسول اور نبی کی نسبت قائل توجہ گورنمنٹ ہے) مرزا قادیانی کی ایسی تحریریں ہر دو مذہب کے پیروؤں کی دلکھن ہیں اور ان سے گورنمنٹ کو بھی سخت رنج پہنچے گا۔ مذہب اسلام اپنی محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا۔ بلکہ وہ توحشی اور وحشی گورنمنٹ کی اطاعت بھی لازم بتاتا ہے۔ کیا روئے زمین کے ۴۰ کروڑ مسلمانوں میں سے مرزا ہی نے اسلامی عقائد کو سمجھا ہے۔ کیا گورنمنٹ نادان ہے کہ مرزا قادیانی کی جتنوں بات کو نہیں سمجھ سکتی۔ کیا ایسی تحریریں سے گورنمنٹ کی کروڑوں رعایا کو صدمہ پہنچانا گورنمنٹ کی خیر خواہی میں داخل ہے۔ کیا مرزا قادیانی کا ایک عیسائی کو مخاطب کر کے عیسیٰ مسیح کو چور، پاگل، کم عقل، شیطان کا پیرو کہنا اور اس کی دادیوں اور نانیوں کو کبھی عورتیں کہنا اور پھر ان کے وجود سے مسیح کا ظہور پذیر ہونا بیان کرنا اور پھر متکبر اور راست بازوں کا دشمن کہنا خدا کی اطاعت اور گورنمنٹ کی خوشنودی میں داخل ہے؟۔ پھر حضرت مسیح کے علاوہ بہت سے دلیوں، نبیوں اور رسولوں کی بھی توہین کی ہے اور بہت جگہ قرآن شریف کی آیات کو اپنے حق میں تفسیر تبدیل کر کے لکھا ہے اور انہیں دنوں ایک اشتہار یہ عنوان ”ایک غلطی کا ازالہ“ شائع کیا ہے جس میں دعویٰ کیا ہے کہ میں ہی محمد اور احمد بن کر دنیا میں پیدا ہوا ہوں۔“ اور ازالہ میں قرآن شریف کی تکذیب کر کے قادیان کو ہی مکہ قرار دیا ہے اور اس میں قرآن شریف کا نزول لکھ دیا ہے۔ غرضیکہ اس کذاب نے پیشویان دین کی سخت توہین کی ہے۔ جس کا ایک شہہ حضرت مسیح کی نسبت معرض تحریر میں آیا۔ ادھر کتابوں میں یہ درافشانی کہ خاص ایک عیسائی کو مخاطب کر کے حضرت مسیح کو بے نقط گالیاں دینا سب عیسائیوں کے دل کو صدمہ پہنچانا ادھر گورنمنٹ کی رعایا کی دل شکنی کر کے اس کی خیر خواہی کا دم بھرتا۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارو

پس مرزا قادیانی کو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ایسا لکھنے سے جیسا کہ اوپر بیان ہوا علماء عرب و عجم نے کافر اور مرتد قرار دیا ہے اور یہی بنا مخالفت ہے نہ کہ جہاد۔ اب ہم گورنمنٹ اور پبلک کی خدمت میں امور ذیل پیش کرتے ہیں۔

۱..... کروڑ ہا اہل اسلام جو رعایا گورنمنٹ ہیں جن میں لاکھوں گورنمنٹ کے ملازم ہیں اور کروڑ ہا سوداگر پیشہ کی مرزا قادیانی کی ایسی تحریر سے جو حضرت مسیح کی نسبت لکھی ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا سخت دل شکنی ہوئی ہے۔

۲..... ایسا ہی کروڑ ہا عیسائیوں کو جو رعایا سرکار انگلشیہ ہیں جن میں ہماری عادل گورنمنٹ بھی بہ باعث عیسائی ہونے کے شامل ہے۔ سخت صدمہ پہنچا ہے۔

- ۳..... مرزا قادیانی نے کس لئے اور کیوں اور کس وجہ سے ایسی دل شکن تحریریں شائع کیں۔
- ۴..... مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کی نسبت جو کچھ تحریر کیا ہے کیا وہ نے الواقع سچ ہے اور عیسائی دنیا اور اسلامی دنیا کے عقائد کے موافق ہے۔
- ۵..... کیا مسلمان اور عیسائی حضرت مسیح کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔
- ۶..... کیا جو شخص اپنے کو مذہب اسلام کا پیرو بیان کرے اور پھر حضرت مسیح کی توہین کرے۔ وہ اسلامی اصول کے مطابق مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔

خاکسار امام الدین ازلاہور محلہ پیر گیلانیاں، مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۲ء

۵..... نزالی عزت اور انوکھی ذلت

- یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون
- ۱..... اگر کوئی مسلمان ایک جذبہ بھی اپنے مسلمان بھائی کا مار کھائے تو اس کی ابدی ذلت اور اگر قادیانی مسلمانوں کے ہزاروں روپے براہین احمدیہ کی آڑ میں ہڑپ کر جائے تو اس کی عزت؟
- ۲..... اگر کسی بزرگ با خدا کو کوئی مسلمان بن مانگے للہنی اللہ کچھ نقد یا جنس دے دے تو مرزا کے نزدیک اس کی حماقت اور دوسرے کی مکاری اور دونوں کی ذلت اور اگر مرزا قادیانی دعا کرنے کے بہانہ لوگوں سے پانچ سو روپیہ ڈکار جاویں تو ان کے لئے ہنسنا مسرینا اور لطف یہ کہ سال کا سا پورا بیٹا کیسا معنی تنکے جیسی بیٹی بھی نہ ہو۔
- ۳..... اگر کوئی شخص ختم نبوت کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو ایسا ذلیل و خوار ہو کہ ازان طور اندھ وازین سوور ماندہ، اور اگر مرزا قادیانی شرک فی النبوت کے مرتکب ہوں اور بر ملا یا رسول اللہ یا نبی اللہ کی آواز اپنے لئے سنیں تو ان کی عزت؟

- ۴..... اگر مرزا قادیانی نے پاک اور مقدس مسلمانوں اور اسلام کے عاشقوں پر پیش باد کہہ کر لعنتیں سنیں اور علماء اسلام کو مغفلت گالیاں لکھیں جن کی ڈکٹریاں بن رہی ہیں تو یہ تبلیغ رسالت کا تمغہ اور اگر کوئی مسلمان جس کا ایسی خرافات سنتے سنتے جگر کباب ہو گیا ہو مرزا قادیانی کو سخت الفاظ سے جواب دینا چاہے تو مرزا قادیانی کے نزدیک اس کی ذلت؟

- ۵..... پیر مر علی شاہ صاحب جو قادیانی کے بلانے پر احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے لاہور تشریف لائے۔ جہاں چھ ہزار مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا اور قادیانی کو رجسٹری شدہ خطوط میدان میں بلانے کے لئے بھیجے وغیرہ تو مرزا قادیانی کے نزدیک ان کی شکست، اور مرزا قادیانی جو مارے خوف کے دم سے چھاج باندھ کر چوہے کے بل میں گھس جائیں اور قادیان سے باہر

ایک قدم نہ نکالیں تو ان کی فتح؟

۶..... مرزا قادیانی جو ایک خاندانی حارث ہیں اور کچھ اراضی رکھتے ہیں تو یہ ان کی عزت میں داخل۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا جو سرکار دولت مدار انگلشیہ نے چار مربع زمین کے عطاء فرمائے تو یہ بزم مرزا ان کی ذلت؟

۷..... مرزا قادیانی کی کفریات اور الحاد و ارتداد کا تجربہ و مشاہدہ کر کے علماء اسلام نے جو کفر کے فتاوے لگائے تو مرزا قادیانی کی عزت اور مرزا قادیانی نے جو بذریعہ اپنے مرید اسماعیل ڈاکٹر کے محض مکرو فریب سے جعلی استفتاء لکھا اور اس کو جعلی مسائل بنایا تاکہ علماء سے کفر کے فتاوے پر دستخط کرائے تو اس میں مولوی محمد حسین بٹالوی کی ذلت؟

۸..... اگر کوئی شخص خلاف قرآن و حدیث ذوی الارحام کو اپنی جائیداد سے محروم الارث کرنا چاہے تو وہ دوزخ کا بندھن اور سانپوں اور بچھوؤں کے کاٹنے کا نشانہ۔ لیکن اگر مرزا قادیانی نے ایک کنواری کے چھیننے کے لئے ایسا کیا تو ان کی عزت کا نشانہ؟

۹..... اگر کسی مسلمان کی جو رو کسی کے ساتھ رہے تو اس کی ذلت کا موجب۔ مگر الہامی زوجہ اگر اپنے خاندکے پاس آباورہ کر صاحب اولاد ہو اور زوجہ کا کھانا والا الہام غت رہو ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

۱۰..... اگر کوئی مسلمان خلاف حکم خدا اور رسول اپنی جو رو کو ناحق بے موجب طلاق دے تو اس کو دکھ کی مار اور اس کا دونوں جہانوں میں منہ کالا۔ مگر مرزا قادیانی کے لئے موجب فخر؟

۱۱..... اگر کوئی شخص انبیاء علیہم السلام کے حق میں بھول کر بھی ناجائز کلمہ کہہ بیٹھے تو اس کی ذلت اور اگر قادیانی کھلے طور پر معصوم اور سچے نبی صبح علیہ السلام کو گالیاں دے تو اس میں قادیانی کی عزت؟

۱۲..... اگر کسی مسلمان اہل علم سے کوئی صرفی نحوی غلطی ہونے کا احتمال ہو تو مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک اس کی سخت ذلت اور مرزا قادیانی کی ہزاروں موٹی اور بھدی غلطیاں جو پبلک کے سامنے پیش کی گئیں اور ہمارے مولانا شوکت کئی ماہ تک قادیانی کے کلام فارسی اور عربی کی مرمت کرتے رہے اور اس کے سرمایہ علمی کی قلعی کھولتے رہے تو ان کی ذلت؟

۱۳..... اگر کوئی مسلمان بطور الہام صحیح طور پر قرآن کی آیات پیش کرے تو مرزا قادیانی کے نزدیک شیطانی الہام اور اگر مرزا قادیانی قرآن شریف کی آیات کو توڑے اور اپنے شیطانی الہامات بنا کر پیش کرے تو وہ رحمانی الہام؟

۱۴..... اگر نو مسلم حافظ نابینا نے جو مسجد چیمپاں لاہور میں رہتا تھا بذریعہ الہام کے آتھم کے پندرہ

ماہ مقررہ میں بیچ رہنے کا اشتهار دیا اور اس کی یہ پیش گوئی ایک جہان کے روبرو سچ نکلی تو اس کی ذلت۔ مگر جب مرزا قادیانی کی بڑی بڑی پیشین گوئیوں کا جن پر اس نے اپنے صدق و کذب کا مدار رکھا تھا۔ سب کے سامنے بیزار غرق ہوا تو مرزا قادیانی نے اس کو اپنی عزت کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈال لیا۔

۱۵..... ابھی تھوڑے دنوں کا عرصہ گزرا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی بذریعہ سکن یا وارنٹ طلب کئے گئے اور ان سے ضمانت نامہ لیا گیا کہ پھر کبھی کسی شخص کے حق میں خونی الہام اور مہلک پیشین گوئیاں نہ کروں گا۔ بٹالوی کو حروف ”ط“ سے نہ لکھوں گا وغیرہ۔ تو اس میں قادیانی کی کمال درجہ کی عزت مگر مذکورۃ الصدرا عدالت میں مولوی محمد حسین صاحب سے بھی جو بطور گواہ طلب کئے گئے تھے یہ اقرار نامہ لیا گیا کہ قادیان کو کاف سے نہ لکھا کروں گا تو اس میں مولوی صاحب کی ذلت؟

۱۶..... سرسید مرحوم و مغفور نے جو قومی ہمدردی کے ہزاروں کاموں کے ساتھ ایک ایسا عظیم الشان اسلامی کالج علی گڑھ میں قائم کیا جس کی نظیر ہندوستان بھر میں نہیں تو اس میں بقول مرزا قادیانی اس کی ذلت۔ مگر مرزا قادیانی جو منارے یا گھنٹہ گھر کی آڑ میں جماعت حتماء سے چندہ بٹور رہا ہے اور ایسی تجارت سے خمسہ دنیا و الآخروہ بن رہا ہے اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ یہ روپیہ پھر مریدوں کو کبھی واپس نہ دیا جاوے گا۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کی بدولت وصول کیا اور کسی کو ایک جو تک بھی واپس نہ دیا تو اس میں قادیانی کی عزت۔

۱۷..... خداوند تعالیٰ تو قرآن شریف میں یوں فرماوے: ”تکاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا وما ينبغي للرحمن ان يتخذ ولدا“ اور مرزا قادیانی اس شیطانی الہام پر لٹو کہ ”انت منى بمنزلة ولدى • انت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى“ (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم)

۱۸..... آنحضرت ﷺ سے لے کر اونٹنی سے اونٹنی امتی پر تو قرآن شریف کی پابندی فرض ہو اور مرزا قادیانی کو یہ الہام شیطانی ہو ”اعمل ما شئت فانى قد غفرت لك“

(تذکرہ ص ۱۰۷، طبع سوم)

یعنی اے مرزا جو تیری مرضی ہو کیا کرتو ہماری طرف سے بخشا گیا۔ کیوں نہ ہو آخر خدا کا بیٹا جو ٹھہرا (اور با ایں ہمہ عیسائیوں پر اعتراض) بے شک مرزا قادیانی کو رخصت ہے کہ بازاری سائڈوں کی طرح پھریں اور جس کی مولیٰ گا جراثا دال دیکھیں چٹ کریں۔

۱۹..... اگر مرزا قادیانی کسی کی بہو بیٹی پر وند ان آرتیز کریں اور زو جنا کھا والے الہاموں

کے دام کسیں تو اس میں ان کا سر اسر تقدس، اور اگر ملا محمد بخش کو اس قسم کا الہام ہو تو تسخر میں نالا جاوے۔ کیوں مولوی محمد احسن صاحب امروہوی! ”سَلِّکْ اِذَا قَسَمْتَ ضَمِیْزِی“ کا مطلب درست آیا نہیں؟ ہم ان باتوں کا فیصلہ پبلک پر چھوڑتے ہیں اور مرزا قادیانی کو ناصحانہ طور پر سمجھاتے ہیں کہ عزیز من! یہ سراسر جھوٹی عزت دین و مذہب کی خانہ برانداز ہے۔ ہوش میں آؤ! اور عقل کے ناخن لو۔ والسلام علی من اتبع الهدی! راقم: ا۔ دگر جراتی

استفتاء: مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ) مطبوعہ الحکم (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۹) میں کہا ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کا اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی اور اس دعوے کے ثبوت میں امیر خسرو دہلوی کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس گگوید بعد از من دیکرم تو دگیری

اس میں گزارش یہ ہے کہ شعر مذکور کون سی آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے اور توریت، زبور، انجیل، فرقان میں کون سے نبی نے فرمایا ہے؟ کیونکہ جملہ انبیاء کی نسبت لفظ بروز منسوب کیا گیا ہے۔ خود حضور اقدس کے مریدوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ میں یہ سوال ضمیمہ شحنہ ہند میں شائع کراؤں ورنہ مجھے استفتاء کی ضرورت نہ تھی۔ سید محمد عمر ایک فوجی سپاہی، از گجرات پنجاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

۲۴ فروری ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۷، ۸، ۹ کے مضامین

.....	استیصال الالحاد بجواب رقیمۃ الوداد
-------	------------------------------------

..... استیصال الالحاد بجواب رقیمۃ الوداد

”یقولون بافواہم مالیس فی قلوبہم واللہ اعلم بما یکتومون“

(یہ لوگ اپنے منہوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور جو کچھ وہ

چھپاتے ہیں۔ اللہ خوب جانتا ہے)

مرزا قادیانی بڑی جسارت سے اپنی نبوت و رسالت کے اشتہارات دیتا ہے۔ اخبار میں

اعلان کرتا ہے۔ چنانچہ اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں لکھا ہے: ”خدائے تعالیٰ کی پاک وحی جو میرے پر

نازل ہوتی ہے۔ اس میں لفظ نبی و رسول موجود ہیں نہ کہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله“ (براہین احمدیہ ص ۳۹۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا۔ پھر یہ وحی اللہ ہے: ”جوری اللہ فی حلال الانبياء“ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔ (براہین احمدیہ ص ۵۰۳) پھر اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے: ”محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم“ اس وحی اللہ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

پھر وحی اللہ جو (براہین احمدیہ ص ۵۵۷) میں ہے۔ دنیا میں ایک نذر آیا۔ اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا اسی طرح اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا..... سیرت صدیقی کی کھڑکی یعنی فتاویٰ الرسول کی رو سے ظلی طور پر نبوت محمدی کی چادر مجھ کو پہنائی گئی..... میرا نام آسمان پر محمد واحد ہے۔ میری نبوت در سالہ باعتبار محمد واحد ہونے کے ہے۔ نہ میرے نفس کے رو سے اور بروزی طور پر یہ نام بحیثیت فتاویٰ الرسول مجھے ملا۔ لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ لیکن عیسیٰ کے اترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ نبی کے معنی لغت کے رو سے خدا کی طرف سے اطلاع پا کر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ جب کہ قریب ڈیڑھ سو پیش گوئی صاف طور پر میری پوری ہو گئی تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے میرے یہ نام رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں۔ مجھ کو اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے صحیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے۔ جس نے حضرت موسیٰ و عیسیٰ و حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا۔ میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ ضرور خدا میری تائید کرے گا۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا آیا ہے۔ ”میں قسم رسول و نیاوردہ ام کتاب“ کے صرف اس قدر معنی ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے کو طوطا رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد واحد سے مٹے ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی یعنی بھیجا گیا اور غیب کی خبریں پانے والا۔ میں بموجب آیت ”وآخرین منهم لما یلحقوا بہم“ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد

واحمد رکھا اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا۔ میں ظلی طور پر محمد ﷺ ہوں۔ میں بردوزی طور پر محمد ﷺ ہوں اور بردوزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوة محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔

پھر کون سا الگ انسان ہو جس نے علیحدہ طور پر نبوة کا دعویٰ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے خواب میں مجھے فرمایا۔ ”سلمان منا اهل البيت على مشرب الحسين“ میرا نام سلمان رکھا۔ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی مراد ہوں۔ ورنہ اس سلمان پر دوح کی پیشین گوئی صادق نہیں آتی۔ حضرت موسیٰ کا یثو عابرو ز تھا۔ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بردوزی رنگ میں آجائیں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوة کا بھی اظہار کریں۔ مجھے بردوزی صورت نے نبی و رسول بنایا ہے۔ اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ و رسول اللہ رکھا۔ مگر بردوزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد و احمد ہوا۔ پس نبوة در رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد ہی کے پاس رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ۔“

پاس زور شور سے تو مرزا قادیانی نے اپنی نبوة در رسالت کا دعویٰ چھ صفحہ کلاں کے اشتہار میں کیا پھر اس کو ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء کے اخبار الحکم میں شائع کیا۔ لیکن آفرین ہے امر وہی کے دین و ایمان و ہم پر کہ وہ اپنے پراز الحاد و عناد بنام نہاد رقیمة الوداد میں اڈل تو بظاہر مرزا قادیانی کے ان تمام دعادی سے انکار کرتا ہے اور جو کوئی کہے کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت در رسالت کیا ہے۔ اس کو بیجا الزام لگانا جہالت و تقویٰ اللہ کے خلاف بتایا ہے اور بعد میں وہی مرزا قادیانی کے ظلی و بردوزی نبی و رسول ہونے کی حمایت میں اپنے علم و فضل کا نمونہ دکھایا ہے اور جس طرح مدار یوں تا تک و سریزم والوں کے معمول بہ ویسی ہی بولی بولتے ہیں جیسی ان کے عامل۔ اسی طرح امر وہی وہی مرزا والی بولی بولا ہے۔ حافظ محمد یوسف کے ساتھ اس قدر عرصہ کی ملاقات و محبت کا مقتضاء تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ ان کے کارڈ کا جواب نری صبر و تحمل سے بھیجے۔ لیکن مرزائی سلسلہ میں صبر و تحمل و انسانیت کہاں؟ اسی لئے امر وہی نے اپنے امام و مرشد بلکہ روحانی باپ مرزا کے تکبر و شیخی و شہرۃ طلبی میں رنگین ہو کر اپنے اظہار فضیلت کے اور بڑے فخر و شیخی سے اپنے خط کو اخبار الحکم ۲۳ نومبر ۱۹۰۱ء میں ص ۹ سے ۱۳ تک شائع کیا۔ اس میں چند فقرات مرزا قادیانی کے انکار نبوة مستقل کے اور اپنی طرف سے تین مقدمات در بارہ الہامات و معنی نبی و لفظ رسول اور الہامات براہین احمدیہ کے درج کر کے لکھا ہے۔

..... حافظ صاحب خدا آپ کا حافظ ہو۔

جواب..... آمین ثم آمین! حافظ صاحب کا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ حافظ و ناصر رہا۔ ان کو ابتداء عمر میں ہی بتا سید الہی قرآن مجید کے حفظ کی نعمت میسر ہوئی۔ بعد میں اپنے اور اپنے عیال و اطفال کے لئے دیانت و امانت سے ملازمت کرتے رہے۔ کسی کے دست نگر نہ ہوئے اور نہ کبھی کسی سے چندے و قیمت کتاب وغیرہ کے بہانے سے روپیہ ایٹھا۔ بلکہ خود سائلوں اور مانگنے والوں کی خدمت کرتے اور روپیہ دیتے رہے۔ بعد ملازمت کے باعزت و آبرو پنشن لے کر خانہ نشین اور یاد الہی میں مصروف ہو گئے اور جو مومن مسلمان مطیع اللہ و قبیح رسول و سائلک سبیل المؤمنین متوکل علی اللہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی ویسی ہی حفاظت فرماتا ہے۔

۲..... امر وہی لکھتا ہے کہ حافظ صاحب یا تو مرزا اور ہماری طرف سے مبالغہ کرنے کو تیار تھے یا اب ہماری ملاقات تک پسند نہیں فرماتے۔ حالانکہ مخالفین اسلام عیسائی و آریہ وغیرہ ہم سے برعزت تمام ملتے ہیں۔

جواب..... جو شخص خود صادق و راست باز ہوتا ہے و غا و فریب کا نام نہیں جانتا وہ دوسرے شخص پر بھی خصوصاً جب کہ وہ بہ لباس اسلام و ظاہر کلمہ گو ہو ایسا ہی خیال کرتا ہے۔ اسی لئے ایک حافظ محمد یوسف صاحب کیا بہت سے مسلمان اس وقت مرزا قادیانی کے حمایتی و طرفدار تھے۔ جب کہ مرزا قادیانی دین اسلام و قرآن مجید کی محبت و خدمت کا دعویٰ کر کے مخالفین اسلام سے بحث و مباحثہ کا دم مارتا تھا۔ کسی کو کیا معلوم تھا کہ مرزا قادیانی منافقانہ اس بہانہ سے آمدنی و خوش گزارنی کے لئے اپنی دوکان بنا رہا ہے اور کام چل نکلنے پر بعد میں دین اسلام کا دشمن بن کر اس کے مسلمہ و حقہ مسائل کو خود غرضی سے ترمیم و تنسیخ کر کے خود مورد و مخاطب آیات قرآنی بن کر نبی و رسول بن بیٹھے گا۔ اب جب مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے یہ لٹھن ظاہر ہوئے تو قدیمی اسلام کے دلدادہ سچے اور پکے مسلمان فوراً مرزا قادیانی سے متنفر و بیزار ہو کر علیحدہ ہو گئے اور یہی عین ایمان و اسلام کا تقاضا تھا۔ کیونکہ مومنین مسلمین تو ”الحب لله والبغض لله“ کی جہت سے مرزا قادیانی کے حمایتی اور اس سے موافق تھے۔ جب وہ جہت باقی نہ رہی تو پھر ملاقات و اتفاق کیا؟ رہا مخالفین اسلام سے ملنا سوائے میں اسلام و مسلمانوں کا کچھ نقصان نہیں۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ہمارا ان کا طریق و دین الگ الگ ہے۔ حسن معاشرت و خوش اخلاقی کا اسلام میں حکم و تاکید ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اور مرتدین بہ لباس و صورتہ اسلام زبان سے ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ مسلمانوں کو سنا کر پھر اپنے لٹھانہ نچر یا نہ فلسفیانہ خیالات و مسائل سے قرآن مجید کی تفسیر بالرائے

فاسد کر کے احادیث صحیحہ رسول اللہ ﷺ کی توہین و تحقیر کر کے فریب اور دھوکے سے مسائل مسلمہ اسلام پر لٹوار چلا رہے ہیں اور اپنے زعم فاسد سے اس کی بیخ کنی کے ورپے ہیں۔ اپنے ادہام باطلہ سے تراش ہوئی ظلی و بروزی نبوة کا دھوکا دے کر مرزا قادیانی جیسے مستغرق دنیا و بندہ نفس کو مخاطب آیات قرآن مجید و مرد فرمان رب حمید بنا کر اس کو بروزی محمد و احمد و رسول بنا رہے ہیں۔ جس پر بعض نہایت محتاط خشیت اللہ و تقوی اللہ والے علماء جو مرزا قادیانی کے زہانی دعویٰ اسلام و کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ پڑھنے کے سبب مرزا قادیانی کے کفر و ارتداد میں متامل تھے۔ اب مرزا قادیانی کا یہ اشتہار نبوة و رسالت و ولادہ کلمہ کران علماء کا بھی سارا تامل و تردد جاتا رہا اور جو فتوے مرزا قادیانی پر علمائے اسلام کا ہو چکا ہے اس فتوے کے وہ محتاط علمائے اسلام ہی بغیر کسی تامل کے بالکل مصدق و موافق ہو گئے۔ چونکہ مرزا قادیانی و مرتدین کو بد عقیدتی کو تاہ نظری انہماک دنیا دے مذاقی و بد نصیبی کے سبب قدیمی و پرانے احکام اسلامی و عبادات سے کچھ مذاق باطنی نور و برکات اسلام حاصل نہ ہوئی۔ بعد اسلامی فیضان سے بنگلی محروم رہ کر سوائے قیل و قال و زہانی لاف و گزاف کے کچھ حصہ نہ ملا۔ اس لئے مرزا قادیانی و مریدین اسلامی قدیمی مسائل کو الٹ پلٹ کر کے اپنے نئے تراشیدہ خلاف سلف و خلف مسائل گھڑ کر شائع کرتے رہتے ہیں تو پھر اس صورت میں بموجودگی احکام قرآن مجید ”لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شی الا ان تغوا منہم تفتنہ • ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسوله ولا المؤمنین ولیجہ • یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانہ من دونکم لا یاتونکم خیالاً و ذوا ما عنتم قد بدت البغضاء من الفواہم و ما تخفی صدورہم اکبر قد بینا لکم الایات ان کنتم تعقلون“ کے مسلمان مؤمنین مقبجان قرآن مجید ان سب احکام الہی کے خلاف ایسی پر حذر و خطر میل و ملاقات کیونکر پسند کر سکتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ حافظ جی اب مرزا قادیانی و مریدین کی ملاقات پسند نہیں کرتے۔

۳..... امر وہی لکھتا ہے کہ: ”حافظ محمد یوسف صاحب نے تحذیر المؤمنین کو بڑی کوشش سے طبع کرایا تھا۔“

جواب..... اصل و صحیح حال نہیں لکھتے کہ ان دنوں بھی جنگی خرچ و معیشت کے سبب لوگوں سے نکلے وصول کرنے اور چندہ حاصل کرنے کے لئے تحذیر المؤمنین لکھنے اور شائع کرنے کا۔ اپنی گزران کے لئے حیلہ بنا لیا تھا اور بقیہ کتابیں بھی روپیہ وصول کرنے کی خاطر لے لی تھیں۔

۴..... امر وہی لکھتا ہے کہ: ”حافظ محمد یوسف صاحب کو روایا میں مرزا قادیانی کی صداقت

ثابت ہو چکی تھی۔ حافظ صاحب چونکہ عبد اللہ صاحب مرحوم کی روحانی و معنوی اولاد ہیں۔ لہذا عبد اللہ صاحب کے نور دیکھنے والے کشف کے مطابق ممکن ہے کہ حافظ صاحب کی محرومی شاید اسی وجہ سے ہو۔“

جواب..... یہ ڈھکوسلا اور افتراء ہے۔ حافظ صاحب کو روڈیا میں مرزا قادیانی کی صداقت ثابت ہونے، سید عبد اللہ صاحب مرحومؒ کے کشف میں نور نازل ہوا دیکھنے وغیرہ کی نسبت جو یہودیانہ تحریف و تراش خراش کر کے مرزا قادیانی اپنے ہاتھ زبان و قلم سے عبارت بنا کر شائع کر کے اپنے مریدین کو خوش کر رہا ہے۔ ان کا اصلی حال اور حافظ محمد یوسف صاحب کے عرصہ دراز کے تجربہ واقفیت حالات و معاملات مرزا دہلا خراہام سے مرزا قادیانی کی گمراہی سے آگاہ ہو کر جس طرح حافظ جی مرزا سے علیحدہ و بیزار ہوئے یہ سب واقعات صحیح صحیح انشاء اللہ العزیز بعد میں ایک علیحدہ تحریر میں شائع ہوں گے۔ جس سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ ان امور میں کیا کیا کارستانیاں و بہتان مرزا قادیانی نے مریدین کو فراہم رکھنے کے لئے بنائے ہیں۔ سردست ان کو اتنا معلوم رہنا چاہئے کہ یہ سید عبد اللہ کی ہی صحبت بابرکت کا اثر تھا کہ باوجود مرزا قادیانی کے حکیم اور مردہی وغیرہ کے طرح طرح کے حیلہ حوالہ چالپوسی خوشامد اور اصرار کرنے کے حافظ صاحب اور ان کے احباب مریدین سید عبد اللہؒ، مرزا کے دام تزدیر میں نہ پھنسے اور سید صاحب موصوفؒ سے ایسا رشتہ اخوت اسلامی محکم و مضبوط رکھا کہ ان کے قدم بقدم اطاعت اللہ تعالیٰ اطاعت رسول اللہ ﷺ و اتباع سبیل المؤمنین سلف و خلف صالحین کے پابند رہ کر مرزا قادیانی کے محدثہ طریق و دجالانہ منہاج کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر بیزار ہو کر کلیتاً علیحدہ ہو گئے۔

۵..... امر وہی لکھتا ہے کہ: ”وجہ دوم گستاخی معاف ہو کہ تمام عمر جناب کی سرکاری کاموں کی انجام دہی میں گزری۔ دینی کاموں کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اس لئے روحانی حالت صحتہ اللہ کے رنگ کے ساتھ مصعج نہیں ہوئی تو اب پیرانہ سالی میں ضعیف القوی ہو کر معارف و حقائق کی طرف کیونکر متوجہ ہو سکتے ہیں۔ یہ فضل الہی تو اس عاجز کے شامل حال ہے کہ باوجود شدت ضعف و پیری کے کشف حقائق دینیہ میں مشغول و مصروف ہے اور رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔“

جواب..... حافظ صاحب سرکاری ملازمت میں رہ کر ہی تو آپ جیسے اور مرزا قادیانی جیسے حاجت مند ان گندم نما و جو فروش و راصل عاشقان مال و دولت دنیا و بظاہر زبانی دعویداران خدمت اسلام کی صد ہا روپیہ سے خدمت کرتے رہے۔ اگر حافظ جی حق حلال کی ملازمت نہ کرتے اور ان کی بھی آپ کی طرح ادھر ادھر کے چندوں پر ہی معاش و گزاران ہوتی تو وہ دوسرے سالوں کی خدمت

کس طرح کرتے؟ حافظ جی نے انہی حالات اور خالص اتباع سنت رسول اللہ ﷺ سے تو کچھ اپنی جائیداد نہ بنائی۔ زیور نہ بنایا۔ تمام عمر رہنے کو ایک جھونپڑا بھی تعمیر نہ کیا۔ اب تک کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں۔

ترک دنیا بود سنت مصطفیٰ عاشقان کردند این سنت ادا
 کے عامل و تبع تو حافظ جی ہی بمقابلہ آپ کے مرشد و امام مرزا قادیانی کے کئی درجہ بڑھ کر رہے۔ فضل الہی شامل ہونا تو اس کو کہتے ہیں نہ کہ اسکو کہ محتاجی و حاجت مندی کے سبب جماعت مرزا قادیانی سے چندہ ماہوار لے کر اوقات بسری ہو اور اس چندہ کے عوض ایک کاذب و جال کی ہاں میں ہاں ملا کر اس کے بروزی و ظلی نبوۃ و رسالت کی آپ حمایت کریں اور پھر اس کا نام کشف حقائق دینیہ میں مصروف ہونا رکھ کر الٹا اپنا فخر و شجی بکھاریں۔ نحوذ باللہ منہا! یہ تو حسف حقائق دینیہ ہوانہ کہ کشف حقائق اور پھر فضل الہی شامل حال ہونے کی یہ علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مطیع بندہ کو اس کے اخلاص ا ثابت و متحمل و توکل کے سبب خود اس کے لئے کافی ہو کر اس کو مخلوق سے غنی کر دے نہ یہ کہ اس بندہ کو دردر کا گلو گدا اور دوسروں کا دست نگر اور چندہ پر بسر کرنے والا رہنے دے۔ لیکن آپ شاید اپنے مبلغ علم سے لوگوں سے کچھ معاش کے لئے چندہ وصول ہو جانے کو ہی فضل الہی شامل حال ہونا جانتے اور سمجھتے ہیں؟ آپ ایک طرح سے معذور ہیں۔ آپ تھے تو غیر مقلد لیکن۔

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج احتیاج است احتیاج است احتیاج
 کے گرداب میں پھنس گئے۔ اگر ایسا نہ کریں تو کیا کریں۔ علم بے نفع کے سبب تصوف سے آپ کو خیر نہیں۔ رزاق ورب العالمین پر آپ کو توکل نہیں۔ اگر چندہ لے کر اس قدر کام بھی نہ کریں تو مرزا قادیانی اور اس کی جماعت آپ کو چندہ کس بات کا دے؟ تعجب ہے کہ اب تک تو آپ حافظ جی کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے رہے کہ محبت و بکریم لکھتے اور یوسف ایہا الصدیق کہہ کر پکارتے رہے اور اب ایسا تنزل اختیار کیا کہ ان کو نور سے محروم و بی کاموں سے غیر متوجہ خوف خدا اور تقویٰ اللہ سے عاری وغیرہ بنانے لگے اور زیادہ تر تعجب یہ کہ آپ کا امام و مرشد مرزا قادیانی تو حافظ صاحب کو مرد صالح بے ریاضتی اور تبع سنت وغیرہ اپنی کتابوں میں لکھ چکا ہے۔ بلکہ ان کو طہیم و اہل کشف اور مستجاب الدعوات مان کر لدھیانہ میں اپنی ایک حاجت و مدد میں شامل کیا تھا۔ یعنی مرزا قادیانی جب کچھ روپیہ لے کر ایک شخص کے واسطے دعا و عنت میں مصروف تھا تو حافظ جی سے بھی اس امر میں دعا کرنے کا تہی ہوا تھا۔ جس پر حافظ صاحب نے کہا تھا کہ مجھ کو تو یہ معلوم ہوا ہے

کہ ایسے مجاہدات و دعا شریک ہیں۔ پس جب آپ کا مرشد و امام خود حافظ جی کو فہم و اہل کشف مان چکا ہے تو پھر آپ کس طرح حافظ صاحب کو صیغۃ اللہ کے ساتھ مصغ نہیں مانتے اور برخلاف اپنے مرشد کے حقائق و معارف کی طرف غیر متوجہ کہہ سکتے ہیں؟ کیا آپ کا فہم و عقل اپنے مرشد و امام سے بڑھ کر ہے؟ یا مرزا قادیانی نے یہ سب کچھ جھوٹ اور خلاف لکھا ہے؟ پھر آپ کا صیغۃ اللہ کے رنگ کے ساتھ مصغ اور شدۃ ضعف و پیری میں کشف حقائق دینیہ میں مشغول و مصروف ہونا تو یہی ہے کہ آپ ماہوار کچھ چندہ ملنے کی خاطر ایسے مصغ و رنگین ہوئے ہیں کہ اس کے رنگ میں مرزا قادیانی کو بروزی و ظلی نبی و رسول بنا کر اپنی عاقبت تباہ کر رہے ہیں جو کوئی مسلمان ہرگز نہیں کر سکتا اور اس پر طرہ یہ کہ بایں دعویٰ علم حدیث و کشف حقائق دینیہ مرزا قادیانی کی بروزی و ظلی نبوت کے دلائل و ثبوت میں۔

امت احمد دو ضد دارد نہان اندر وجود
میواند شد مسیحا میواند شد یہود
اور مولوی جامیؒ کی عاشقانہ نعت کے ایات۔

زہجوری برآمد جان عالم ترم یا نبی اللہ ترم
زخاک اے لالہ سیراب برخیز چون گس خواب چند از خواب برخیز
وغیرہ اور بھاشا میں قول۔

آمنہ پوت عبداللہ جائے نکل دبا محمد آئے
وغیرہ پیش کر رہے ہیں۔ سبحان اللہ! یہ مسئلہ نبوت و رسالت اور یہ ثبوت و دلائل اور یہ آپ کا کشف حقائق و علم حدیث۔ اس طرح تو اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اگر مرزا قادیانی نے فرعون کی طرح ”یا ایہا الملاء ما علمت لکم من الہ غیری، وانا ربکم الا علی“ کسی دن کہہ کر اپنے لئے سجدہ کرانے کا خواہاں ہو کر یا اشتہار دے کر اپنے لئے سجدہ جائز قرار دیا تو آپ بایں علم و فہم و دعویٰ کشف حقائق دینیہ فوراً

گر نبودی ذات حق اندر وجود
آپ و گل را کے ملک کر دے سجود

دلیل میں پیش کر کے مرزا قادیانی کے لئے سجدہ جائز و مباح کرویں گے۔ ”نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سفینات اعمالنا“ آپ ذرا اپنی کبر سنی و عقل و فہم و علم پر غور و فکر کر کے فرمادیں کہ یہ صیغۃ اللہ کا رنگ ہو یا صیغۃ الدجال الکذاب ہوا؟ آپ کے نقل کردہ شعر۔

امت احمد دو ضد وارد نہان اندر وجود

متو اندشد مسجا متو اند شد یہود

پرمرزاقادیانی نے عملدرآمد تو خوب کیا ہے۔ جس طرح یہود عزیر ابن اللہ اور یہود
دنصاری سخن انبوء اللہ واحباء کہتے تھے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی اپنے لئے اہیت جائز کر کے
یہودی بنتا ہے اور ساتھ ہی تثلیث تراش کر مسیحیت کا بھی دعویٰ دے رہے اور بقول جیسی روح دیے
فرشتے۔ مرزا قادیانی کے حامی و مصدق مولوی جامی کی زندگی کے وقت کی فریاد کو اب ان کی رحلت
اور پانچ سو تیس برس کے بعد مرزا قادیانی کے آنے سے سنا جانا لکھ کر کہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ نقل کفر
کفرناشد) کہ ”مرزا قادیانی نے محمد و احمد بن کر ظلی نبوة پا کر بردز کیا ہے۔ کیونکہ اس قرن کے
ہزاروں فتن و جالیہ بغیر آنحضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے آئے ہوئے دفع نہیں
ہو سکتے۔ اس دباہ عالمگیر فتن و جالیہ کے دفع کے لئے زمانہ یہ تقاضا کر رہا ہے کہ یوں کہا جاوے۔

آمنہ پوت عبداللہ جائے نکل دبا محمد آئے

معاذ اللہ و نعوذ باللہ الخلف یہ کہ مرزا قادیانی تو اپنی تصانیف میں اس قرن کو بڑا ہابارکت
واسن و امان و عدل و انصاف و انوار و تجلیات و مشاہدات والا لکھتا ہے اور امر وہی اس کو ہزاروں فتن
دجالیہ و ہار عالمگیر کا قرن قرار دے کر مرزا قادیانی کو بروز خاتم النبیین ﷺ بنا کر یہ ثبوت و دلائل
پیش کر رہے ہیں۔ گویا مرزا قادیانی اور ہزاروں فتن و جالیہ و دباہ عالمگیر والا قرن ہر دو دوش بدوش یا
زانو بزانو ہیں۔

۶..... امر وہی صاحب حافظ محمد یوسف صاحب کی خبر لیتے ہوئے کتاب لا جواب عصاء موسیٰ
کے جواب لکھنے کی بھی شغی کے اظہار سے رک نہیں سکے۔ لکھا ہے کہ: ”اتمام حجت کے لئے جواب
لکھ رہا ہوں۔ قریب آپ کو معلوم ہوگا۔“

جواب..... آپ کی تصانیف کا حال تو معلوم ہے۔ طہرانہ خیالات و ناشائستہ تاویلات اور ابھر
اوسر کر کے نال دیا کرتے ہیں یا بایں بھری و کیرنی اور زبانی لب گور بیٹھنے اور قریب قریب اللہ تعالیٰ
کی رو بکاری میں بہت جلد جھپٹنے کا خوف بیان کرنے کے جیسا کہ اس خط میں بھی لکھا ہے۔ تمسخر اور
نسی سے ہانڈ نہیں رہ سکتے۔ آپ نے شمس الہدیۃ کا جواب ابھی لکھا تھا۔ اس کی نسبت جو اعلیٰ علم کی
رائے ہے وہ بھی غور سے ملاحظہ کریں۔ ماسٹر غلام حیدر صاحب ہیڈ ماسٹر بگڈ سکول کھوال جن
کے ساتھ مولوی نور الدین و عبدالکریم تحریریں و ترغیب کی خط و کتابت کرتے رہے۔ انہوں نے
مراسلہ بجواب و عوت منہاج مرزا قادیانی اپنے عشرہ کاملہ کے ص ۲۸ پر لکھا ہے کہ ”شمس الہدیۃ کا

جواب جو امر وہی صاحب نے دیا ہے اس میں شانگلی کو بالائے طاق رکھ کر کام لیا ہے اور بے تہذیب جواب کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کرتے۔ وغیرہ۔“

یہ آپ کی تصانیف کا حال ہے جس پر باشرم و باحیا اہل علم خیال و غور کر کے دوسری مرتبہ ایسی نامستقول و بے تہذیب تحریر و تصنیف کا ہرگز نام نہیں لیتے۔ سوا اگر ایسا ہی جواب عصاء موسیٰ جیسی مدلل و پر تہذیب کتاب کا آپ نے لکھ کر اپنا یا مرزا اور مریدین کا دل خوش کر لیا تو کیا بات ہوئی ایسی دل خوش کن تھاریر تو آپ کی جماعت اڈل ہی سے شائع کرتی رہتی ہے۔ بات تب ہے کہ پابندی ان شرائط کے جو صاحب عصاء موسیٰ کے جواب کے لئے کتاب کے سرورق کے اخیر صفحہ ۴ پر لکھی ہیں کہ: ”کتاب کی پوری عبارت لکھ کر پھر تہذیب سے مستند مدلل جواب تحریر کریں۔“ آپ جواب عصاء موسیٰ تحریر کریں تاکہ لوگ آپ کے علم امانت و دیانت کا اندازہ کر سکیں۔ جس کی بظاہر آپ جیسی طبیعت سے امید کم ہے۔ بہر حال لوگ منتظر ہیں کہ آپ واقعات مندرجہ عصائے موسیٰ کا جواب کیا دیتے ہیں اور مرزا قادیانی کے سب و شتم لعن و طعن مؤمنین مسلمین وغیرہ عملدرآمد و مسائل خلاف شریعت اسلامی کی کن دلائل و وجوہ سے حمایت کر کے ان کا صحیح و جائز ہونا ثابت کرتے ہیں۔

۷..... امر وہی صاحب ”بحر لہون الکلم عن مواضعہ“ والوں کی طرح مرزا قادیانی کے اشتہار اول چند فقرات انکار نبوت تشریحی و جدید شریعت لانے کے لکھ کر پھر مرزا قادیانی کا فتانی الرسول ہو کر بروزی طور کا اور غیر مستقل نبی و رسول ہونا بیان کر کے لکھتے ہیں کہ اس کثرت سے انکار دعویٰ نبوت مستقل موجود ہونے پر کون عاقل بالغ کہہ سکتا ہے کہ اس فتانی الرسول نے اس نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے جس کا انکار اجماع امت کر رہا ہے۔

جواب..... یہ ایک شتر مرغی چال ہے کہ نبوت مستقل کا دبی زبان سے انکار اور غیر مستقل بروزی و ظلی نبوت و رسالت کا زور سے اقرار کیا ہے۔ آپ کی دیانت و امانت دیکھئے کہ زور و شور سے دعویٰ والے فقرات کو قطعاً چھوڑ کر جزوی انکار والے فقرات لکھ کر مسلمانوں پر مرزا قادیانی کا انکار نبوت ثابت کیا ہے اور بیچ دار عبارت سے مرزا قادیانی کا فتانی الرسول ہو کر بروزی و ظلی نبی و رسول ہونے کی پٹری جمائی ہے۔ نقدان بصیرت یا حرم چندہ سے آپ کو یہ بھی نظر نہیں آیا کہ:

اول..... اگر اسلام میں بعد ختم نبوت خاتم النبیین ﷺ کے کسی بروزی و ظلی و غیر مستقل نبوت و رسالت کا سلسلہ قائم رکھنا منظور الہی تھا تو قرآن مجید میں جیسے کہ دوسرے مسائل و عقائد و بارہ توحید و رسالت وغیرہ امور ضروری کے کھلے کھلے درج ہیں۔ اسی طرح ظاہر طور پر یہ مسئلہ بروزی

ظلی غیر مستقل نبوة بغیر جدید شریعت کا بھی قرآن مجید میں مفصل درج ہوتا اور اس وقت سے بعد ختم نبوت کے افراد کا خیر القرون کے جو بقول امروہی فتاویٰ الرسول اور فیوض خاتم النبیین سے بھر پور تھے وہ علانیہ طور پر اس کے دعویدار ہوتے اور چونکہ بقول مرزا قادیانی اور مریدین کے اس قسم کی بروزی ظلی نبوة و رسالت سے مسئلہ ختم نبوت میں کچھ حرج واقع نہیں ہوتا اور ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ لہذا کوئی مسلمان انکار بھی نہیں کرتا۔

دوم..... صحابہ کرامؓ حاشیہ نھیمان و ہم مجلس رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے سید الانبیاء و الرسل ﷺ کی صحبت و تعلق کے لئے تمام دنیا سے منتخب کیا۔ ان کے سامنے نزول وحی ہوتا رہا۔ قرآن مجید ان کے رو برو تارتا رہا۔ وہ ملائکہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے اور ان فیوض و برکات صحبت سید ولد آدم ﷺ سے ایسے مالا مال و سرشار ہوئے اور ایسے فتاویٰ اللہ ہوئے کہ اپنی جان و مال عزت و آبرو وطن ملک الملاک خویش و اقارب غرضیکہ ہر چیز کو اسلام و رضاء الہی و اطاعت احکام شریعت پناہی ﷺ پر انہوں نے قربان کر دیا تھا۔ پس ان پیشوایان اسلام کی فہم قرآن مجید و فہم حقائق معارف اسلام و فہم مقصد و مدعا خیر الانام ﷺ میں کون برابری کر سکتا ہے اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے اور زبانی سیرت صدیقی کی کھڑکی سے داخل ہو کر یا زبانی فتاویٰ الرسول بن کر ان اکابر کے خلاف بروزی ظلی و غیر مستقل نبوة و رسالت تراش کر نبی و رسول بنے اور ان کبراء امت سے بڑھ کر بول بولے وہ بے شک کذاب و جال ہے۔

سوم..... صدیق و خلیفہ اڈل رسول اللہ ﷺ جس کی سیرت کی کھڑکی کے راہ سے طفیلی ہو کر مرزا نبوة محمدی کی چادر پہننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس صدیق باوجودیکہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے سامنے ان کو لوگوں کا امام بنایا۔ فرمایا کہ ابو بکرؓ کے ہوتے کسی کو لائق نہیں کہ قوم میں امام بنے۔ ایک عورت سے فرمایا کہ ہم نہ ہوں تو ابو بکرؓ سے پوچھ لیتا۔ وغیرہ۔ لیکن وہ کبھی چادر نبوة پہننے کے دعویدار نہ ہوئے۔ بلکہ یہاں تک اس لقب نبوة و منصب کی تعظیم و تکریم و غیرت کی کہ اس وقت بعینہ مرزا قادیانی کی طرح زبانی توحید الہی و رسالت رسول اللہ ﷺ کا اقرار کر کے میلہ کذاب نے جب اپنے لئے نبی کہلانا اور رکھا تو صدیق اڈل نے اس کے ساتھ تدارک کا جو معاملہ کیا وہ اظہر من الشمس ہے اور بعد ختم نبوت ہرگز روانہ رکھا کہ کوئی کاذب جھوٹا دعا باز اس لقب و خطاب سے پکارا جاوے۔ جب یہ حال ہے تو اب کوئی مکار آئے دن طرح طرح کے دعوے کرنے والا حیلہ و تدابیر سے چندہ و روپیہ فراہم کر کے اپنی جائیداد اور زیور بنانے والا کس منہ سے سیرت صدیقی سے ہو کر چادر پہننے کا دعویٰ کر کے نبی و رسول کہلا سکتا ہے۔

چہارم..... صدیق خلیفہ اولؑ کے بعد امیر المؤمنین خلیفہ ثانیؑ کی شان دیکھئے جن کی موافقت میں قرآن مجید نازل ہوتا رہا۔ جن کو نجر صادق ﷺ نے ملہم محدث الامتہ فرمایا۔ فرمایا شیطان، عمرؓ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عمر کے دل و زبان پر حق جاری و ظاہر فرمایا ہے۔ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کا اقتداء کرو۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کان اور آنکھ ہیں۔ فرمایا ہر نبی کے لئے دو وزیر اہل السماء سے دو وزیر اہل الارض سے ہوتے ہیں۔ میرے وزیر اہل السماء سے جبرائیل و میکائیل ہیں اور اہل الارض سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ وغیرہ۔ یہ خلیفہ دوم باوجود اس شان و مرتبہ فی الدین مع عظیم الشان ظاہری سلطنت اسلامی کے، فرماتے کہ عہد رسول اللہ ﷺ میں لوگوں کا حال وحی سے معلوم ہو جاتا تھا۔ اب وحی منقطع ہو چکی ہے۔ اب ہم ظاہر اعمال سے لیتے ہیں جو ہم کو بظاہر اچھا معلوم ہو اس کا اعتبار کرتے ہیں۔

ایسا ہی خلیفہ اولؑ نے فرمایا تھا۔ جب بعد رسول اللہ ﷺ عرب نے مرتد ہو کر ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا تو خلیفہ اولؑ نے کہا کہ اگر ایک رسی اونٹ باندھنے والی سے بھی یہ انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اس پر جب عمرؓ نے کہا کہ یا خلیفہ رسول ﷺ آپ لوگوں سے تالیف و رفق کریں تو جواب میں فرمایا کہ تو جاہلیت میں ایسا جبار اور اسلام میں ایسا ضعیف؟ وحی منقطع ہوگئی اور دین کامل ہو چکا میں اپنی حیات میں اس کا نقصان کیونکر گوارا کر سکتا ہوں؟ اسی طرح بعد رسول اللہ ﷺ کے جب سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ ام ایمنؓ کی زیارت کو گئے اور ان کے رونے کا سبب پوچھا تو ام ایمنؓ نے کہا کہ میں اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی منقطع ہوگئی۔ (مسلم)

پس اب غور طلب یہ ہے کہ جو لوگ حاضران وحی الہی و مصائب رسول اللہ ﷺ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ سے ایسے ماہر و واقف تھے اور جن کے یہ اوصاف نجر صادق نے خود فرمائے۔ وہ کبرائے امت و پیشوایان دین تو فرمائیں کہ وحی منقطع ہو چکی اور اب چنگیز خانی مغل مرزا مستغرق دنیا کی شیخی و بلند پروازی دیکھئے کہ کس جسارت سے ان سب کے مخالف اپنے اوپر بایں اوصاف سلفیہ نزول وحی کا دعویٰ دیا ہے اور اپنی وحی پر مثل آیات قرآن مجید ایمان رکھتا ہے۔ قرآنی آیات کو اپنے حق میں نازل ہونا مانتا ہے اور پھر امر وہی صاحب آنکھیں بند کر کے صم حکم عسی ہو کر مرزا قادیانی کی حمایت میں کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اس نبوت و رسالت کا کہاں دعویٰ کیا ہے۔ جس کا انکار اجماع امت کر رہا ہے۔ افسوس ایسی سمجھ و نظر پر بیج اور بالکل صحیح ہے۔

”فانہا لا تعمی الابصار ولكن تعمی القلوب التي فی الصدور“

چشم..... بعد میں امیر المؤمنین سیدنا سیدنا مسلمین علی مرتضیٰؑ کو بوقت غزوہ تبوک رسول اللہ ﷺ

نے مدینہ میں اپنا خلیفہ کر کے فرمایا: ”انہت منسی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انہ لانی بعدی“ جب علی مرتضیٰ نے عرض کی کہ آپ مجھ کو مستورات اور بچوں پر خلیفہ کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ تم میرے ساتھ اسی طرح جیسا کہ ہارون موسیٰ کے ساتھ تھے۔ یعنی جب موسیٰ کوہ طور پر گئے تھے تو ہارون علیہ السلام کو اپنی قوم پر اپنا خلیفہ کر گئے تھے۔ اصلاح قوم کے لئے۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ نے ابن مکتوم کو بھی امامتہ الناس کے لئے خلیفہ کیا تھا۔ پھر علی مرتضیٰ کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں عیسیٰ والی مثال ہے۔ یہود نے تو یہاں تک بغض کیا کہ ان کی والدہ صدیقہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے یہاں تک محبت کی کہ ان کو ایسی منزل پر پہنچایا جو ان کی نہ تھی۔ اسی طرح ابوذر کو بھی رسول اللہ ﷺ نے اصدق اور اشرہ عیسیٰ ابن مریم فرمایا تھا۔ اب امر وہی صاحب ہارون علیہ السلام والی منزلت کو شاید خلاف مدعا سمجھ کر اس سے سکوت کر کے دوسری عیسیٰ والی مثال سے خود کہتے ہیں کہ جناب علی مرتضیٰ کو بھی مسیح کا بر دوز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

خیر کچھ ہی ہوا دیکھنا تو یہ ہے کہ باوجود ان عالی اوصاف و عظمت شان کے علی مرتضیٰ اور ابوذر نہ کبھی بروزی و ظلی ہارون علیہ السلام بنے اور نہ کبھی عیسیٰ علیہ السلام و مثیل عیسیٰ علیہ السلام بنے اور نہ ابن مکتوم وغیرہ جن کو خود رسول اللہ ﷺ نے امام بنایا تھا کبھی امامت کے وعویدار ہوئے۔ عمرؓ نے کبھی نزول وحی کا دعویٰ نہ کیا۔ پس اگر بروزی ظلی غیر مستقل نبی و رسول ہونے سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹی تھی تو ان کا برو کیا کہلانے سے کون مانع تھا؟

ششم..... یہ اکابر صدر امتہ و ائمتہ فانی الرسول بلکہ فانی اللہ تھے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ختم نبوت و رسالت کے بارے میں ”لا ہسی بعدی“ فرمایا تھا اور لفظ نبی و رسول کا کسی کے لئے علانیہ مقرر و جائز کرنا تو درکنار اپنے زعم و خیال میں بھی نبی و رسول کا لقب لانے والے یا کہنے والے کو ”کلہم یزعم انہ رسول اللہ“ فرما کر ”دجالون کذابون“ میں داخل فرمایا تھا۔ لہذا ان اکابر امت نے باوجود رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اپنے یہ اوصاف و القاب سن کر پھر بھی قرآن مجید کی آیت ختم نبوت اور رسول اللہ ﷺ کا اس بارہ میں ارشاد مد نظر رکھ کر کسی نے نبی و رسول کا لقب و خطاب نہ بروزی نہ ظلی نہ جزوی، غیر مستقل، مثیل وغیرہ اپنے لئے کبھی جائز نہیں رکھا۔ پھر بعد خیر القرون کے ہزاروں اولیاء اللہ فانی الرسول و فانی اللہ اس امت مرحومہ میں ہوئے۔ انہوں نے بھی ان خطابات کو اپنے لئے یا بغیر از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کسی دوسرے کے لئے بولنا یا اطلاق کرنا ہرگز گوارا نہیں کیا۔ اس طرح اب بھی فقہاء اہل کشف خواہ ان کو کیسے

نبی الفاظ والقاب الہام روایہ کشف وغیرہ میں آویں۔ کبھی اپنے آپ پر خطاب نبی ورسول وغیرہ ہرگز جائز اور ردوائی نہیں رکھتے اور اہل علم واقف تصوف ایک ذرہ برابر بھی اطاعت اللہ واطاعت الرسول واحکام شرعیہ واتباع سبیل المؤمنین سے ہرگز قدم باہر نہیں رکھتے۔ گویا اس پر آج تک اجماع امت مرحومہ چلا آیا ہے۔ جس کے لئے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اس امت کا کبھی ضلالت وگمراہی پر ہرگز اجماع نہ ہوگا۔

ہفتم..... ”بموجب حکم وارشاد شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا هذا“ کے اسلام کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ مروین اسلام میں جو کوئی بدعت نبی چال وطرز نکالے جس کا اثر و عمل درآمد خیر القرون میں ثابت نہ ہو تو وہ ضلالت وگمراہی ہے جس کی پاداش جہنم ہے۔ اب چونکہ قرآن مجید کے رو سے نبوة درسات ختم ہو چکی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں ”لا یسی بعدی“ فرمایا بلکہ جو کوئی اپنے آپ کو نبی اللہ کہے یا اس کو خیال کرے اسے ”دجالون کذابون“ میں داخل فرمایا۔ صحابہ کرام صدر اسلام نے بہ وجودگی فضائل وکمالات اور رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اوصاف والقاب سننے کے بھی نبی ورسول بروزی ظلی غیر مستقل جدید شریعت لانے والا جزئی ومثیل وغیرہ کسی نے کبھی نہ کہلایا نہ کسی کے لئے جائز رکھا بلکہ جس نے نبی ورسول خطاب اپنے لئے گھڑے یا مقرر کئے وہ ”دجالون کذابون“ میں شمار ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچا غرض خیر القرون میں اس کا کہیں اہل اسلام میں نام و نشان نہیں۔ اگر ہے تو یہی کہ جو نبی ورسول کہلایا وہ ذلیل وخورا ہوا۔ نظر بریں وجوہ اب ہرگز کسی مسلمان کو لائق و جائز نہیں کہ خلاف قرآن مجید خلاف رسول اللہ ﷺ خلاف سلف و خلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین لقب نبی ورسول خواہ بروزی خواہ ظلی وغیر مستقل وجزئی وغیرہ اپنے لئے تراش کر جائز و مباح کرے۔ بناء علی ہذا مرزا قادیانی کے یہ عام دعاوی و مسائل نبی ورسول کہلانے اپنی وجہ کو ام المرزائین بنانے وغیرہ کے سراسر باطل الحاد و زندقہ ہیں اور جو کوئی ان امور و مسائل میں اس کا حامی و مصدق ہو خواہ امر وہی خواہ اور کوئی عہدہ ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الہدیٰ ویجتمع ہمہ منہیل المؤمنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جہنم ومات مصیرا“ کا ظاہر مصداق اور دائرہ اسلام سے بالکل خارج ہے اور ای لئے سب واقف اور دیدار مسلمان اب مرزا قادیانی وجماعت مرزا سے متنفر ویزار ہو کر ”بہما لا یخرج قلوبنا بعد اذ ہدینا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب“ پڑھتے ہیں۔

امروہی کے مرزا کو فتانی الرسول بلکہ بروزی آنحضرت ﷺ بنانے سے تو بے اختیار

ہی آتی ہے اور تعجب ہوتا ہے کہ کجاوہ ذات مطہر و مبارک سید الاولیٰین والا خیرین علیہ السلام اور کجا مرزا اسفل السافلین کجاوہ ہر وقت مصروف ذکر اللہ و رحمۃ اللعالمین علیہ السلام اور کجا مرزا ہر وقت مصروف سب و شتم و حاسد مؤمنین بدخواہ و دشمن مخلوق رب العالمین۔ کجاوہ مصداق و مخاطب ”الک لعلیٰ خلق عظیم“ اور کجا مرزا فوارۃ لعن طعن..... لئیم۔ کجاوہ و اخفض جناحک للمؤمنین کا عامل و بالمؤمنین رؤف رحیم علیہ السلام نرمی سے درگزر و عفو کرنے والا اور کجا مرزا لفظاً غلیظ القلب بات بات پر بھڑک کر مؤمنین سے دست و گریبان ہو کر ان کو صلواتیں سنانے والا۔ کجاوہ شیریں زبانی و مہذب البیانی سے مخالف اور دشمنوں کو اپنا فرمانبردار بنانے والا اور کجا مرزا سخت درشت آلامی سے مسلمانوں کو متنفر و بیزار کرنے والا۔ کجاوہ منبع جو دو کرم و معدن سخا اور کجا مرزا اپنی خوش گزارنی، زیور بنانے، جائیداد ملک املاک بڑھانے کے لئے ہر ایک سے حیلہ و حوالہ سے چندہ روپیہ لینے میں یکتا۔ کجاوہ سید الزاہدین دنیا کو بجن المؤمنین و جنت الکافرین سمجھنے اور فرمانے والا اور کجاوہ مرزا مشک و عنبر ڈال کر قوتہ پاہ و اعصاب کے نسخے استعمال کر کے بید مشک کیوڑا، خس کی ٹٹی پر بسر کرنے والا۔ کجاوہ ہر امر و ہر حال میں متوکل علی اللہ اور کجا مرزا ذرا سے مقدمہ پر متوکل علی الوکلاء۔ کجاوہ سر پر شمشیر برہنہ و کشیدہ دیکھ کر مصائب کے وقت خیر الحافضین کو حافظ و ناصر جان کر و لاحول و لا قوت الا باللہ پڑھنے والا اور کجا مرزا ذرا سے شک و وہم پر خوشامد و لجاجت اہل دنیا و حکام کی منافقانہ مدح و ثناء کر کے ہاتھ جوڑنے اور پاؤں پڑنے والا اور اس مضمون کے پیچدار اشتہارات و رسائل اردو و انگریزی میں نکالنے والا۔ کجاوہ شرم و حیا پر وہ کی تعلیم دینے والا اور کجا مرزا عارنگ و ناموس مستورات کو غیر محرم کے ساتھ ہوا کھلانے والا وغیرہ۔

سید الاولیٰین والا خیرین علیہ السلام کو دینی بادشاہت کے ساتھ ظاہری و دنیاوی سلطنت بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی عطا فرمائی تھی کہ کسی کو نصیب کہاں اور مال و دولت وغیرہ بھی بجد و حساب آتا رہا۔ لیکن آپ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں کہ آنحضرت علیہ السلام نے بھی کبھی بی بی عائشہ یا اپنی نخت جگر فاطمہ الزہراء کو مرزا قادیانی کی طرح ہزار ہا روپیہ کا طلائی زیور بنا دیا تھا یا وہ کبھی عمارات فراوانی و آرائشی و سفیدی مکانات میں مصروف ہوئے تھے؟ سید الزاہدین و استغنین کے زہد فی الدنیا و تقویٰ اللہ کے حال سے کتب سیر معمر ہیں۔ جن کا کچھ حصہ عصاء موسیٰ میں بھی درج ہے کہ تین تین چاند دیکھے جاتے اور گھر میں کچھ نہ پکتا۔ چراغ نہ جلتا جو روپیہ و مال آتا اس وقت صدقہ اللہ خرچ فرمادیتے۔ کل کے واسطے کچھ ذخیرہ نہ رکھتے۔

ترک دنیا بودست مصطفیٰ عاشقان کردند این سنت ادا
 آنحضرت ﷺ بالکل روبرو جن اور مرزا ہمہ تن روبرو نیائے وزارت فراہمی چندہ کے در
 پے رسول اللہ ﷺ کسی دوسرے کا اونچا بلند مکان بنا ہوا دیکھ کر ناراض ہو کر اس سے اعراض
 فرماویں۔ سلام کا جواب نہ دیں۔ اپنے گھر میں ایک دینار دو روہم بھی نہ رکھیں اور مرزا قادیانی ہزار ہا
 روپے کا زیور جائیداد رکھ کر غیروں کے مال سے دس ہزار روپیہ کی لاگت کا اپنا یادگاری بلند مینار
 دیکھتے گھر بنانے کی آرزو دھگر میں رہے اور ہر موجودگی ان حالات رویہ کے امر وہی صاحب اس کو
 اپنے فہم و دین و ایمان میں فغانی الرسول اور بروز محمدی بنا کر اس کی تصدیق و حمایت کر رہے ہیں۔ کیا
 یہی علم و حدیث دانی کا نتیجہ ہے یا حدیث شریف: "اذا لم تستحی فاصنع ما شئت" پر عمل ہے؟
 نہم..... صدیق و فاروق کا حال بھی ظاہر ہے کہ اول جو مال و متاع تھا وہ رضاء الہی و اسلام پر
 قربان کر دیا تھا۔ کچھ پاس نہ رکھا جب اللہ تعالیٰ نے عظیم الشان سلطنت عطاء فرمائی پھر بھی اسی
 طرح قدم بقدم رسول اللہ ﷺ زاہدانہ فقیرانہ درویشانہ تمام عمر بسر کی مرزا قادیانی کی طرح کبھی کوئی
 مال و اسباب زیور جائیداد نہ بنائی۔ پس جب ان کا یہ حال تھا تو مرزا قادیانی بایں فراہمی مال
 و جائیداد و حیلہ حوالہ کس طرح ان کی سیرۃ حاصل کرنے اور پھر ان سے بھی بڑھ کر نبوت و رسالت
 کی چادر پہننے کا استحقاق و دعویٰ دار ہو سکتا ہے۔ قدر!

دہم..... رہا لفظ بروز سواس کے معنی لغت کے رو سے باہر آنا، نکلنا، ظاہر ہونا اور قرآن مجید میں
 بھی یہ لفظ "ولما برز والجالوت وجنودہ (البقرة: ۲۵۰) فاذا برزوا من عندک
 (نساء: ۸۱) وبرزوا لله جمیعا (ابراہیم: ۲۱) وبرزوا لله الواحد القہار (الحجر: ۳۸)
 قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز اللدین کتب علیہم القتل (آل عمران: ۱۵۳) وبرزت
 الجحیم للغوین (الشعراء: ۹۱) وبرزت الجحیم لمن یری (النزعات: ۳۶) یوم ہم
 بازون (المؤمن: ۱۶) وتری الارض بارزۃ وحشرنہم (الحجر: ۳۸)" ان آیات
 کریمہ میں انہی معنی میں آیا ہے کہ خاص وہی اشخاص بذات خود نکلے یا ظاہر ہوئے یا دوزخ ظاہر
 کی جائے گی یا زمین صاف نکلے گی۔

لیکن جیسے معنی بروز کے مرزا لیتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بجائے وہ مرزا قادیانی ظاہر
 ہوا یہ معنی ہرگز صحیح نہیں نہ لغت کے رو سے نہ بول چال و محاورہ کے رو سے۔ بروز محمد ﷺ کے معنی تو
 یہ ہیں کہ محمد ﷺ خود ظاہر ہوئے اور تشریف لائے۔ چونکہ یہ صاف کھلا تنازع ہے۔ جس کا

مرزا قادیانی نے مخالف ہو کر دو تباہ شائع کر چکا ہے اور امر وہی صاحب بھی اس کی نفی کرتے ہیں کہ یہ سنت اللہ نہ تھی کہ خود آنحضرت ﷺ قبر مبارک سے خروج کر کے اس دنیا میں رونق افروز ہوں۔ نظریں حالت، لفظ بروز کا دھوکا دے کر مرزا قادیانی کا آنحضرت ﷺ بننا اور امر وہی کا اس کی تصدیق و حمایت کرنا سراسر غلط بلکہ الحاد و زندقہ ہے۔

یازدہم..... لفظ ظل و عکس بھی غلط ہیں۔ ظل تو اصل کی ظاہری حسی موجودگی میں موجود ہوتا ہے۔ اصل کی غیبت و ادھمیل میں ظل کا وجود کہاں۔ پھر اسلامی مسئلہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ ہی نہ تھا۔ ایسا ہی عکس یا تو آئینہ میں یا پانی وغیرہ۔ شفاف اجسام میں پڑتا ہے۔ مرزا ظاہری باطنی مجہوم کا جسم بایں موجود اوصاف ظاہری و باطنی اس لائق کہاں کہ ذات مقدس سید الاولین والاخرین ﷺ کا عکس اس میں ظاہر ہو؟ بالآخر ظل میں جو بے حقیقت اور محض ایک نظری و مرئی جسم ہے جس کا فی الحقیقت کچھ وجود نہیں اور اسی طرح عکس کہ جب ایک جسم کسی عکس پذیر جسم کے مقابل ہو تو وہی نظر آتا ہے۔ ورنہ کچھ حقیقت وجود نہیں رکھتا تو پھر ظل و عکس میں کل کمالات پورے اصل کے حقیقتاً کیونکر محقق ہو سکتے ہیں؟ بنا علیٰ ہذا سب الفاظ بروز ظل عکس وغیرہ مرزا کی خود غرضی کے تراشیدہ سراسر باطل اذہام اردی و نافر جام خیالات ہیں اور ہرگز قابلِ سماعت نہیں۔

۸..... امر وہی صاحب لکھتے ہیں کہ: ”نبی کے معنی خدا کی طرف سے اطلاع پا کر خبر دینے والا رسول کے معنی خدا کی طرف سے بھیجا ہوا۔ جب آپ نے مرزا قادیانی کو مجدد مان لیا تو مبعوث من جانب اللہ بھی مان لیا اور جب مبعوث تسلیم کر لیا تو ظلی رسول بھی مان لیا۔ براہین جو آپ کو مسلم ہے اس میں اس قسم کے الہام موجود ہیں۔ مولوی محمد حسین بھی ان تمام الہاموں کو تسلیم کر چکے تھے۔ بلکہ تقریباً لکھی تھی۔“

جواب..... کذاب و جال کی صحبت کے اثر یا چندہ کے لالچ سے آپ کے فہم و اعتقاد کو بھی جڈام لگ گیا ہے۔ نبی رسول کے معنی لغت میں خبر دینے والا بھیجا ہوا کسی لیکن بحث تو اس میں ہے کہ بموجب آیت قرآن مجید ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب: ۴۰)“ اور حدیث شریف ”لا نبی بعدی“ کے جو شخص بعد خاتم النبیین ﷺ کے یہ خطابات و القاب اپنے لئے مقرر یا جائز کرے وہ بموجب فیصلہ رسول اللہ ﷺ ”مکملہم یزعم انه رسول اللہ یا نبی اللہ (سرمدی ج ۲ ص ۴۵)“ کے وجالیں کذابین میں داخل ہے یا نہیں؟ اور یہ ثابت ہے کہ ایسا منہ پھٹ گستاخ ضرور و جال و کذاب ہے۔ کیونکہ سوا حیرہ سو برس میں کسی نے بھی رسول نہیں

کہلایا غلطی، نہ بروزی نہ عکسی وغیرہ۔ حافظ محمد یوسف یا اور شریف انفس مسلمان جو مرزا قادیانی کے ابتداء میں دین اسلام کی طرف سے بحث و مباحثہ کرنے کے دعوے پر اس کے ممدوحامی رہے یا کبھی اس کے اپنے آپ کو محمد و اشارہ کہنے پر خاموش رہے تو آپ اس کو مان لیتا قبول کر لیتا کہتے ہیں۔ کیا آپ کو اس قدر سمجھ بھی نہیں کہ اگر یہ مسلمان حقیقتاً مرزا قادیانی کو سچا مان لیتے تو وہ مرزا قادیانی کے مریدوں میں کیوں داخل نہ ہوتے۔ چونکہ ان کا مرزا قادیانی سے کلیتاً اتفاق نہ ہوا تو پھر انہوں نے مرزا قادیانی کو خاک مانا؟ علاوہ بریں حافظ جی اور ان کے رفیق تو مرزا قادیانی کو صدقات خیرات دینے والے تھے۔ آپ کی طرح محتاج و حاجت مند نہ تھے کہ گھیل چندے پر اس کی خیراتی دجالی دسترخوان کی مکھی بن کر اس کے ہر کفر و زندقہ کے مصدق و حامی ہو جاتے۔ پھر الہامات کا براہین میں موجود ہونا یا ان کو تسلیم کرنا۔

اذل..... براہین میں مرزا قادیانی نے کہیں کسی جگہ الہامات کی بناء پر دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ آیت ”هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ“ کو کہا کہ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ہے۔ جن کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے پر دین اسلام جمع اقطار میں پھیل جائے گا اور اسی طرح آیت ”عمسی ربکم ان یرحمکم“ کو مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ کہا اور الہام ”جوری اللہ فی حلال الانبیاء“ کی نسبت لکھا کہ امت محمدیہ کے بعض افراد کو حلالہ انبیاء پھلور مستعار ملتا ہے۔ یہ لوگ نبی نہیں ہوتے وغیرہ۔ یہ تو امر وہی و سیا لکھوئی جیسے ناعاقبت اندیش دین فروش اپنا بیچ مرزا کو مل گئے کہ متاع الدنیا قلیل و گزران کی خاطر اس کے ہر کفر و الحاد کی ہاں میں ہاں ملا کر اس کو بانس پر چڑھاتے ہیں اور وہ بھی بدبختی سے ایسا دلیر ہوا ہے کہ آیات قرآنی کا موروث بن کر نبی و رسول بننے لگا ہے۔ جس کو دین سے واقف لوگ کیونکر گوارا کر سکتے ہیں۔

دوم..... مرزا و مریدین جو اکثر مولوی محمد حسین صاحب کا براہین پر ریویو یا تقریظ لکھنا و الہامات کا تسلیم کرنا فخر سے لکھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اس کا حال سنئے۔ مولوی محمد حسین صاحب ماشاء اللہ ذہین و فطین محدث ہیں۔ کچھ آپ کی طرح نیم ملاں مسئلہ الہام سے ناواقف و کورے نہیں پھر بفضلہ تعالیٰ و تقدس سید عبداللہ صاحب مرحوم کی محبت بابرکت دیکھ چکے ہیں۔

سوم..... مولوی محمد حسین صاحب نے ریویو اس وقت لکھا تھا جب وہ مرزا قادیانی کو واللہ حسبیہ کہہ کر شریعت محمدی پر قائم و پرہیزگار جانتے تھے اور ساتھ ہی کہتے تھے کہ ہم کو ذاتی تجربہ نہیں۔ دیکھو

جب مرزا قادیانی اپنے آپ کو ادنیٰ امتی سمجھتا تھا۔ (۲۷۰، ۲۶۹) جب مرزا قادیانی مذہب اسلام کی دعوت کرتا تھا اور مذہب احمدی یا مرزائی نہ بنایا تھا۔ نبوة کا دعویٰ نہ تھا۔ (۲۷۸) جب مرزا قادیانی کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ تھا۔ (۲۹۱) پیغمبری کا دعویٰ نہ تھا۔ جب مرزا قادیانی اپنے الہامات کو دوسروں پر حجت قطعی نہ ٹھہراتا۔ علماء اسلام کا خلاف نہ کرتا۔ الہام کو دلیل شرعی نہ جانتا تھا۔ (۲۹۸، ۲۹۹) جب مرزا قادیانی کو مہبط وحی رسالت مورد نزول قرآن مجید ہونے کا دعویٰ نہ تھا۔ جب مرزا قرآن مجید کی آیات کا مورد نزول و مخاطب انہی انبیاء علیہم السلام کو مانتا تھا۔ جن کے حق میں وہ آیات ہیں اور معتق بھی ویسے ہی کرتا تھا اور کمالات انبیاء کا دعویٰ نہ تھا۔ (۲۱۸، ۲۱۹، ۲۵۸) جب مرزا قادیانی کو نزول قرآن مجید و حصول کمالات انبیاء کا اپنے میں دعویٰ تھا۔ اب آنکھیں کھول کر مرزا قادیانی کے ان حالات کو خواہ منافقانہ تھے حال کے موجودہ حالات سے موازنہ کرو کہ کس قدر زمین و آسمان و کفر و اسلام کا فرق ہے اور اب مرزا قادیانی نبی و رسول مع کمالات و مورد نزول و مخاطب آیات قرآن مجید بن کر کہاں کا کہاں نکل گیا اور کہاں جاگرا ہے؟

چہارم... مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کے فہم کی غلطی بیان کی ہے۔ (۲۹۱) مولوی صاحب انہی الہامات کے قائل ہیں جو کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں۔ بلکہ مؤید و موافق ہوں اور پھر بھی ان کو دلیل شرعی نہیں جانتے۔ (۳۰۳) پھر لکھا ہے کہ تلمیس ابلیس سے وہی الہامات محفوظ ہیں جو کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں۔ بلکہ مؤید و موافق ہوں۔ (۳۰۳) پھر کہا کہ جو ہمیشہ دوسوہ میں رہے اور دوسوہ شیطانی کو الہام رحمانی سمجھے وہ شیطان کا بھائی کہلانے کا مستحق ہے۔ جیسا کہ آج کل مرزا قادیانی کا ظاہر حال ہے۔ (۳۰۳) فرمایا کہ نبی کا الہام شرع اور دلیل ہے۔ ولی کا الہام شرعی دلیل نہیں۔ (۳۲۳) ولی کو اپنے الہام پر یقین و عمل کرنے کی شرط موافقت کتاب اللہ و شریعت محمدیہ ہے۔ (۳۲۵) صریح دلیل کتاب و سنت کے ہوتے کشف وغیرہ کو دلیل ٹھہرانے کی حاجت نہیں۔ (۳۳۷) فرمایا کہ ہم الہام غیر نبی کو حجت نہیں جانتے۔ ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہیں۔ کسی کشفی الہامی غیر نبی کے قبح و مقلد نہیں وغیرہ۔ غرض مسئلہ الہام میں مولوی محمد حسین سلف و خلف صالحین کے بالکل موافق ہیں۔ ائمہ شریعت و طریقت مثل سید پیر عبدالقادر جیلانی، امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ ابوالحسن شاذلی، شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کے بھی مسئلہ الہام میں اسی کے موافق اقوال ہیں۔ سب اہل اللہ ملہم اہل کشف اس امر میں متفق ہیں اور آج تک کلہم اتباع فخر الاولین و فلاخرین ﷺ کو ہی اپنا فخر جانتے رہے اور جانتے ہیں۔ کبھی کوئی نبی

درسول نہیں بنا اور نہ کہلایا۔ یہ تو مرزا قادیانی پر جا ہی آئی کہ بے مرشد ہونے کے سبب الہامات ظلیات کی سند پر نبی درسول بن کر خسرو الدنیا و الآخروہ کا مصداق بن رہا ہے اور آپ کے فہم و عمل پر پتھر پڑے کہ اس مسئلہ سے جاہل و بے مذاق ہونے کے سبب خش شد و بود سے مجرد مرزا قادیانی کے کہنے پر یا چندہ کی خاطر مرزا کے ردی و خلاف شریعت تراشیدہ الہامات و ادہام پر مرزا قادیانی کو بروزی ظلی وغیرہ نبی درسول معہ کمالات مان کر اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ ”نعوذ باللہ من ضرور انفسنا ومن سیات اعمالنا“

چشم بالآخر مولوی صاحب نے ریویو میں لکھا ہے کہ یہ الہامات اور ان کی تاویلات حد امکان و تجویز عقل سے خارج نہیں۔ ثبوت و محقق الہامات کی ہم نے شہادۃ نہیں دی۔ ہم نے بالفعل اسی قدر امکانی اور تجویزی رائے دی ہے۔ ہم کو ذاتی تجربہ و مشاہدہ نہیں اور اس امکانی رائے سے بھی ہمارا مقصود الہامات انبیاء کی تائید متصور ہے۔ براہین احمدیہ کے الہامات کی تائید ہمارا اصلی مقصود نہیں ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے براہین احمدیہ کے نقائص بیان کرنے میں مرزا قادیانی کی بے علمی سخت کلامی و بد تہذیبی بیان کی ہے اور آخر کو مولوی صاحب مرزا قادیانی کے حالات و دیکھ کر مرزا قادیانی سے بالکل منقطع علیحدہ و بیزار ہو گئے اور اس کے حالات فتویٰ میں شائع کر دیئے جو عالمان متبعان کی شان تھی۔ پس اب آپ بعد غور بتلاویں کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کی تقریظ یا ریویو کس حوصلہ و عقل سے اپنی حمایت میں آپ پیش کرتے ہیں اور اس سے آپ کو کیا فائدہ؟

ششم رہا حافظ محمد یوسف صاحب کا الہامات کو ماننا سو اس کا جواب نمبر ۲ کے جواب میں آچکا ہے۔ مزید براں حافظ جی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم جو خود ملہم و اہل کشف ہیں۔ لیکن اپنے شیخ کے قدم بقدم ہمیشہ مسکنت ان پر غالب رہتی ہے۔ کبھی اپنے الہامات و حالات کی سنجی نہیں بگھارتے۔ کسی سے ظاہر نہیں کرتے اور ہر امر میں کتاب اللہ و سنت کے متبع و پابند ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی ان کا الہام و کشف غلط و خطا نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ ایک رئیس نے بڑی الحاح سے اپنی اولاد کے لئے حافظ جی سے دعا کرائی اور ان کے دعا کرنے پر ان کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ دو فرزند اس رئیس کو دے گا۔ یہ بات حافظ جی نے اس کو کہہ دی۔ اس امر کو چند برس گزر گئے۔ جس پر حافظ جی تعجب کیا کرتے کہ ہم سے تو ایسا معاملہ کبھی نہیں ہوا اور اس قدر دیر بھی کبھی نہیں ہوئی۔ آخر چند برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو فرزند اس شخص کے گھر عطاء کئے۔ موضع چاہل ضلع امرتسر میں جا کر دریافت کر لو۔ اب تک دو فرزند اس کے موجود ہیں۔ اوھر مرزا قادیانی کا ایک بھی ایسا الہام

حافظ جی نے پورا سچا ہوتا نہیں دیکھا تو پھر حافظ جی مرزا قادیانی کے گاؤں خورد الہامات کی کیا وقعت کر سکتے ہیں؟

ہشتم پہلے پہل اگر حافظ جی یا ان کے رفقاء نے حسن ظن سے مرزا قادیانی کا ملہم ہونا بھی مان لیا تو کیا مضائقہ؟ مدار کار تو انجام پر ہے۔ اللہ تعالیٰ جو اد کریم و شکور عظیم ہے۔ کسی کی انابت و محنت ضائع نہیں فرماتا۔ عجب نہیں کہ مرزا قادیانی ابتداء میں فیض ہو اور اس انابت کے سبب اس پر کچھ واردات و حالات بھی آئے ہوں۔ چونکہ بے مرشد و بے رہبر تھا۔ اس لئے ان کو سنبھال نہ سکا اور لوگوں کی محبت و تعظیم سے تکبر تعلی و شیخی میں آن کر سبیل المؤمنین سے علیحدہ و متوجہ دنیا ہو کر حقہ و مسلمہ مسائل اسلامی کو الٹ پلٹ کرنے سے بموجب ارشاد ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا، من کان یرید حرث الآخرة نذلدہ فی حرثہ و من کان یرید الدنیا نونہ منها و ما لہ فی الآخرة من نصیب“ وغیرہ کے ارشاد ”ولا کنہ اخلد الی الارض و اتبع ہواہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تتر کہ یلہث ذالک مثل القوم اللدین کذبوا بایتنا قافص القصص لعلہم یتفکرون“ کا مصداق ہو گیا۔ دیکھ لو مال و دولت آنے پر کسی قدر زور و جانیاد مرزا نے بنالی ہے اور کہاں کا کہاں چلا گیا ہے کہ تمام دنیا میں کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا۔ محاذ اللہ!

ہشتم آپ اگر الہامات و کشف کے بہت قدر دان و شائق ہیں تو الہامات مندرجہ عشاء موسیٰ کو غور سے دیکھیں۔ کیونکہ وہ ایسے بے ریا ملہمین کے الہامات ہیں جو مرزا قادیانی کی طرح ہرگز تعلیٰ شیخی و شہرہ پسند نہ تھے اور نہ مرزا قادیانی کی طرح ان متقین ملہمین نے الہامات و کشف کی کبھی تمام عمر دوکان کھولی تھی اور ان میں ایسے بھی ہیں جن کو مرزا قادیانی سے کچھ غرض واسطہ نہ تھا۔ بلکہ کچھ پہلے حسن ظن رکھتے تھے اور آج کل بھی ایک فقیر کو مرزا قادیانی کی نسبت اکثر الہامات ہوتے ہیں۔ ان میں سے روز عید الفطر گوشہ کو جو الہامات ہوئے وہ یہ ہیں۔ ”کما بلونسا اصحاب السبت جزاء لمن کان کفر“ آپ ان الہامات کو کہیں لکھ رکھیں اور دیکھیں۔ انشاء اللہ العزیز و حکیم جل شانہ و عم نوالہ کی قدرت کاملہ سے بغیر کسی مخلوق کی مداخلت کے ان کا کیسا صحیح ظہور ہوتا ہے۔ ”لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“

۹ امر وہی صاحب لکھتے ہیں کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نزول کے عقیدہ سے صد ہائے نقصان صد ہائے مفاسد اسلام کو ضرر شدید پہنچانے والے کے ایک مفسدہ عظیم

الشان یہ لازم آتا ہے کہ آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ اور حدیث ”لا نبی بعدی“ سب غلط ہو جاتی ہیں۔ افسوس آپ کو ایسے عقیدہ والوں پر کچھ اشتعال پیدا نہ ہوا۔“
 جواب..... افسوس مرزائیوں کی کج فہمی و بودے عقیدہ پر کہ صدر اسلام صحابہ کرامؓ جو بموجب استدلال آیت قرآن مجید ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء: ۱۵۹)“ کے اور متعدد صحیح احادیث رسول اللہ ﷺ سے نزول مسیح پر عقیدہ رکھنے والے تھے۔ ان کے بعد تابعین، تبع تابعین پھر صد ہا اہل اللہ، اولیاء اللہ، ائمہ شریعت و طریقت، صوفیاء عظام وغیرہ مسلمین مؤمنین جو اسی عقیدہ پر پہلے آئے اور برکات و فیوض اسلام سے مالا مال ہو کر معرفت و تقرب الہی کے اس قدر درجات حاصل کئے کہ ان کی نظیر کہیں دوسری طرف مل نہیں سکتی۔ ان اکابران و پیشوایان کے نزدیک تو اس عقیدہ سے کوئی ضرر خفیف بھی اسلام کو نہیں پہنچا اور نہ کوئی مفسدہ لازم آیا اور نہ خاتم النبیین والی آیت اور ”لا نبی بعدی“ والی حدیث غلط ہوئی۔ لیکن اس بد بخت و بے نصیب مرزائی جماعت کا براہو۔ عقیدہ فلسفیانہ و نمبریانہ خیالات کے، محرومی و تہویری برکات اسلام کے سبب اپنا تراشیدہ اسلام ایسا ہوا کہ اس کو عقاید سلف و خلف صالحین سے ضرر شدید پہنچتا ہے اور ان کے خیالات و ادہام باطلہ ذرا سی بات پر آیات قرآن مجید و حدیث شریف کی تکذیب اور ان کو فوراً باطل کرنے پر مستعد و تیار ہو جاتے ہیں۔ ”فویل للمکذبین“

افسوس آپ ایسے حواس باختہ ہوئے ہیں کہ یہ موٹی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح تو خاتم النبیین ﷺ کے بعد کے نبی نہیں۔ جو کہ ان کے دوسری دفعہ آنے پر آیت خاتم النبیین و حدیث ”لا نبی بعدی“ صحیح نہ رہے۔ وہ تو بعثت خاتم النبیین ﷺ سے چھ سو سے کچھ سال پہلے ہی اول منصب نبوت پر مبعوث ہو کر اپنا منصب بلاغ و خدمت الہی بجلا چکے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرۃ کاملہ کا نشان دکھلانے کے لئے بنی اسرائیل کو ان کی ایذاء سے روک کر ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ جیسا کہ ہر شخص زمین پر پیدا ہونے والا آرز زمین پر ہی فوت ہو کر وہیں دفن ہوتا ہے۔ ایسا ہی مسیح علیہ السلام بھی قرب قیامت میں ہو جب ارشاد الہی کے ”لیؤمنن بہ قبل موتہ (نساء: ۱۵۹)“ کا مضمون پورا کرنے کو نزول فرمادیں گے اور چونکہ ان کی حالت رفع الی اللہ میں بعثت خاتم النبیین ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی۔ لہذا مسیح علیہ السلام اسی خاتم النبیین ﷺ کی نبوت و شریعت کے موافق بقیہ عمر بسر کر کے حسب قانون الہی زمین پر فوت ہو کر قریب رسول اللہ ﷺ کے دفن ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ چونکہ شریعت خاتم النبیین ﷺ کے ہونے کسی کے شریعت نہیں ہے۔ جو ہے سب اسی کے تابع ہے۔ جیسا کہ خاتم النبیین ﷺ نے خود فرمایا:

”لو كان موسى حيا لما وسعه الا اتباعي“ اور قاعدہ مشاہدہ مسلمہ بھی یہی ہے کہ آفتاب کے روبرو کسی ستارے و چاند کی کوئی روشنی دہستی نہیں ہے۔ نظر بریں نزول مسیح کے اعتقاد وان کے عملدرآمد ہو جب شریعت محمدی علی صلیبہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ اسلام کو کچھ ضرر ہے اور نہ کچھ منصفہ لازم آتا ہے اور نہ مسیح علیہ السلام کی نبوت میں کچھ نقصان آتا ہے اور نہ خاتم النبیین و ولا نبی بعدی میں کچھ فرق۔ یہ سراسر دجالیت ہے کہ مرزا قادیانی کو نبی و رسول بنانے کی خاطر طرح طرح کے بے بنیاد ابلیسی و دجالی دوسے مریدین مرزا امت خیرالورئی کے دلوں میں ڈالتے ہیں اور قرآن مجید جل اللہ التین و عرودۃ الوحی کی آیات حکمت و حدیث رسول اللہ ﷺ میں شکوک پیدا کر کے خود خسر الدنیا و الآخرة کے مصداق بن رہے ہیں۔ نعوذ باللہ! مرزائی جماعت بد عقیدتی کے باعث اسلام سے بہت دور جا پڑی ہے اور قرآن مجید کی آیات کی مخالفت و تکذیب کے اکثر درپے رہتی ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ”وما قتلوه وما صلبوه (نساء: ۱۵۵)“ میں مسیح علیہ السلام کے قتل و صلیب کی قطعاً نفی فرماتا ہے اور ایسا ہی ”واذ کففت بنی اسرائیل عنک“ میں فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو مسیح علیہ السلام کی تکلیف دہی سے بند کر رکھا تھا۔ لیکن مرزائی جماعت بڑے زور سے ان آیات کی تکذیب کر کے کہتی ہے کہ یہودیوں نے مسیح علیہ السلام کو پکڑ کر صلیب پر چڑھا کر میخیں لگا کر ان کو زخمی اور وہ زخم بعد مرہم لگانے کے اچھے ہوئے۔ وغیرہ! یہ ان کا قرآن مجید پر ایمان ہے؟ معاذ اللہ! اور پھر زبان سے مسلمان بنتے اور مسلمانوں سے میل د ملاقات کے خواہاں ہوتے ہیں۔

۱۰..... امر دہی نے اول ”اهدنا الصراط المستقیم صراط اللین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (فاتحہ: ۷، ۶)“ کو حصول جزئی و ظلی رسالت کے لئے دلیل پیش کر کے اس سوال کا کہ جب جزئی نبوت و ظلی رسالت افراد امت مرحومہ کو بھی حاصل ہو سکتی تو پھر خلفاء اربعہ اور تابعین خیر القردن نے لفظ نبی و رسول کا اطلاق اپنے اوپر کیوں نہیں کیا۔ خود ہی یہ جواب دیا ہے کہ خیر القردن کی توجہ مسئلہ خاتم النبیین کے استقرار کی طرف رہی اور ان کی مساعی جیلہ سے کاذب مدعیان نبوت کی سرکوبی ہوئی۔ لہذا بجز یہ احتیاط کمال افراد و خیر القردن کو ایسا کوئی الہام الہی نہ ہوا کہ وہ اپنے اوپر لفظ نبی یا رسول کا بطور ظلیت کے اطلاق کرتے۔ باوجودیکہ فیوض خاتم النبیین سے جس کو ظلی نبوت کہتے ہیں سب بھر پور تھے اور بغیر الہام اعلام الہی کے خیر القردن ہوں یا آخرین ملہم یا دعویٰ ظلی نبوت کا کیونکر کر سکتے ہیں اور یہاں پر (مرزا قادیانی کا) تو کوئی ایسا دعویٰ ہے ہی نہیں جو بغیر الہام اور امر الہی کے ہو۔“

جواب..... افسوس صد افسوس ایسی کج فہمی اور ضلالت پر دیکھو۔ اس بیہودہ تحریر میں کس قدر نقص و مخالفت مسائل اسلام ہے۔

اول..... اس دعا تعلیم فرمودہ رحمان و رحیم سے جو طلب ہدایت صراط مستقیم کے لئے ہے۔ اس سے جزئی وظلی رسالت کا حاصل ہونا سمجھنا سراسر غلط و بیہودہ وہم ہے۔ ایسی تفسیر خلاف سلف و خلف کوئی مسلمان قبول نہیں کرتا۔ پھر بخاری و مسلم کی حدیث شریف ”من احدث فی امرنا هذا“ اور حدیث ”شر الامور محدثا تھا وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار“ والے مسلمہ مسئلہ اسلام کو کہ دین اسلام میں جو کوئی نئی چیز نکالے یا نئی چال چلے جس کا اثر عملدرآمد خیر القرون میں ثابت نہ ہو تو وہ بدعت و گمراہی و مردود ہے۔ آپ نے اس کو بالکل نیست و نابود کر کے برخلاف عملدرآمد خلفاء اربعہ و تابعین خیر القرون کے اب لفظ نبی و رسول کا اطلاق مرزا قادیانی کے لئے جائز کیا ہے۔

دوم..... خدمات دینی اسلامی و استحقاق مناصب و مراتب خلفاء اربعہ و تابعین خیر القرون کا اول خود اعتراف کیا ہے کہ وہ مسئلہ خاتم النبیین کے استقرار کی طرف متوجہ رہے اور ان کی مساعی جمیلہ سے کاذب مدعیان نبوت کی سرکوبی ہوئی۔ وغیرہ! پھر باوجود ان خدمات و مساعی جمیلہ کے نیز فیوض خاتم النبیین سے بھر پور ہونے کے آپ ان اکابر کو ان عالی القاب نبی و رسول کہلانے کے استحقاق سے محروم کر کے مرزا قادیانی کو ان صدر اسلام کی مخالفت پر ان عالیشان القاب کا مستحق قرار دیتے ہیں۔ جس کا یہ مطلب ہوا کہ کام و خدمات تو ان اکابر نے کیں۔ لیکن اس کا صلہ انعام و سرفرازی و خطاب و القاب مرزا کو ملے۔ اگرچہ مرزا قادیانی نے اکثر مسائل اسلام میں خصوصاً اہم مسئلہ خاتم النبیین کے استقرار میں ان پیشوایان اسلام کی مخالفت دل کھول کر کی۔ سبحان اللہ! کیا سمجھ و فہم ہے۔

سوم..... آپ کا یہ کہنا کہ ان اکابر کو نبی و رسول کہلانے کا الہام نہ ہوا۔ لیکن مرزا قادیانی کو ہوا ہے۔ کیسی جہالت ہے جس سے ذات مبارک شکور علیم پر محاذ اللہ تا انصافی و ناقدر روانی کا الزام و اعتراض وارد کیا ہے کہ جو اکابر ظلی نبوت کے مستحق اور فیوض سے بھر پور تھے۔ ان پر یہ انعام و اکرام نہیں کیا۔ لیکن ان کے مخالف مرزا قادیانی پر کیا۔ استغفر اللہ العظیم! آپ کو یہ بھی نہیں سوچا کہ جن کو سید الصادقین خاتم النبیین فخر الادلین و الاخرین ﷺ نے خود اپنے سامنے مسلمانوں کا امام بنایا۔ اپنی زبان صدق بیان سے محدث ملہم فرمایا۔ فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو یہ ہوتا۔ خود جن کو بمنزلہ ہارون علیہ السلام فرمایا۔ جن کو شبہ و مثیل عیسیٰ علیہ السلام فرمایا وغیرہ تو اس ذات

بابرکات کے فرمان سے جس کی شان میں ”ما یسطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی“ موجود ہے۔ جس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت فرمائے جس کی تابعداری اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا باعث ہو۔ اس کے اپنے فرمان کے مقابل کسی امتی کا الہام وغیرہ کیا حقیقت و حیثیت رکھتا ہے؟

چہارم..... الہام کے مسئلہ سے تو مرزا قادیانی کے مرید معاً اپنے بے مرشدے مرشد کے بالکل ہی ناواقف ہیں۔ شریعت اسلام میں اکابر اسلام اہل الہام و کشف کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ الہامات ظنی ہیں دلیل شرعی نہیں اور مخالف کتاب، سنت ہوں تو بالکل ہی ردی مردود بلکہ الحاد زندہ ہیں۔ لیکن انہوں نے کہ آپ مرزا کے بے شرم و خسران و خذلان والے الہام و آتھم والے و نکاح آسمانی وغیرہ والے آنکھوں سے دیکھ کر بھی پھر ان کی سند پر مرزا قادیانی کو نبی و رسول بنا رہے ہیں۔ کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام اہل بیتؑ عمرؓ بعد خاتم النبیینؑ کے الہامات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب بھی نہ کرتے اور اسی طرح بعد میں سلف صالحین الہامات کو حق مان کر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے آگے الہامات وغیرہ کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے رہے۔ شیخ ابوالحسن شاذلیؒ فرماتے ہیں کہ عصمت کتاب و سنت میں ہے۔ نہ کسی کے کشف الہام و مشاہدہ میں، لہذا کشف الہام و مشاہدے پر ہرگز عمل جائز نہیں۔ مگر بعد عرض علی الکتاب والسنت۔

اسی کے موافق اقوال دوسرے ائمہ طریقت و شریعت کے ہیں جن کا ذکر صاحب عصاء موسیٰ نے کیا ہے۔ اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ ”قول محمد عربی علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام در کار است نہ کلام محی الدین عربی و صدر الدین قونوی و عبدالرزاق کاشی مار ابنص کار بست نہ بقص فتوحات مدینہ از فتوحات مکہ مستغنی ساخته است“ یہ تو اہل بیت و اہل کشف کے اقوال ہیں جن سے جہالت و نادانگی سے ویا کسی حرص و لالچ کے سبب آپ مرزا قادیانی کے ردی تراشیدہ ناکام الہاموں کو مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت میں دلیل و سند پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے!

..... امر وہی کہتے ہیں کہ: ”منعم علیہم سے مراد انبیاء صدیقین شہداء و صالحین ہیں۔ اگر ان کے صراط مستقیم پر چلنے سے وہ انعام الہی جو ان پر ہوئے تمجیح کو حسب استعداد حاصل نہ ہوں تو پھر اس اتباع سے کیا فائدہ۔“

جواب..... یہی فائدہ کہ اس تمجیح نے مراعات ادب عبودیت و تعظیم حق ربوبیت مد نظر رکھ کر اپنے رب خالق و مالک کے احکام کی تعمیل کر کے اس کی رضامندی حاصل کی جو غایت مدعا تھا و بس۔ یہ

ہرگز صحیح نہیں کہ جس منصب سلطنت بادشاہت کو وہ مالک اپنے حکم سے ختم و بند کر چکا ہے اور اس عالی عبد و بندہ کو اس منصب کے واسطے اور اس کے لائق نہیں بنایا۔ یہ قبیح بندہ ناقص الفطرۃ ناقص القوی غیر معصوم آلودہ حرص و ہوانے بایں ریش و نش اس منصب سلطنت و بادشاہت کا خواہاں و دعویدار ہوا۔ دیکھو دنیا میں بھی یہی قاعدہ و قانون ہے کہ کوئی شخص عوام میں سرکاری احکام کی بجا آوری سے سلطان بادشاہ و یا دیرائے کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بعد ختم نبوت و رسالت کے کوئی امتی خواہ کیسی ہی فرمانبرداری و اتباع کرے۔ لیکن وہ کبھی نبی و رسول ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ یہ معزز القاب و خطاب کسی حالت میں اپنے لئے جائز کر سکتا ہے اور اگر کوئی احمق نادان ایسا کرے گا و دھنیا، بھٹیارا، موچی، چمار، بھنگی، ہلال خور ہو کر اپنے آپ کو سلطان بادشاہ یا بادشاہزادہ و پرنس وغیرہ کہے یا کہلانے گا تو وہ بے ادب گستاخ اپنی حد سے باہر نکلنے والا آپ ہی باغی بن کر سزا پائے گا۔

۱۲..... امر وہی صاحب کہتے ہیں کہ: ”فیوض رسالت و برکات ختم نبوت قیامت تک جاری رہیں گے۔“

جواب..... یہ بالکل صحیح ہے۔ اس میں کبھی مسلمان مومن کو انکار نہیں۔ لیکن آپ فیوض و برکات و منصب نبوت و رسالت کو خلط ملط کر کے ایک نہ بنا دیں۔ فیوض و برکات الگ ہیں اور منصب نبوت و رسالت علیحدہ ہے۔ علاوہ ازیں بحث تو اس میں ہے کہ آیا بعد ختم نبوت کے کوئی نبی و رسول ہو سکتا ہے یا کہلا سکتا؟ سو یہ ثابت و فیصلہ شدہ امر ہے کہ بعد ختم نبوت و رسالت کے خواہ کیسے ہی انعام و اکرام فیوض و برکات کسی امتی کو حاصل ہوں۔ لیکن وہ کسی طرح نبی و رسول نہیں بن سکتا اور نہ کہلا سکتا ہے اور ابتدائے اسلام سے آج تک اسی پر عملدرآمد رہا اور آئندہ بھی قیامت تک رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز!

۱۳..... امر وہی کہتے ہیں کہ: ”اللہ تعالیٰ نے جو نام آنحضرت ﷺ کا قرآن مجید میں سراج منیر رکھا ہے اس سے کیا یہی مراد ہے کہ اس سے کوئی دوسرا چراغ روشن نہ ہونے پاوے؟ کلا وحاشا!“

جواب..... آنحضرت ﷺ سے ہزاروں بلکہ لاکھوں چراغ روشن ہوئے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ لیکن ان چراغوں کی نسبت اس آفتاب عالمتاب سے ایسی ہے کہ جیسے شاہی فانوس یا بیش بہاء برقی لمپ سے ایک ادنیٰ غریب عاجز نوکر مزدور یا کسی بھنگی خاکروب چمار کے مٹی کے چراغ کو ہوتی ہے۔ کوئی ادنیٰ ملازم اپنے کم قیمت مٹی کے چراغ کو کسی عالی شان شاہی فانوس یا بیش بہا برقی لمپ سے روشن کر کے ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرا ناچیز میلا کچھلا چراغ بھی شاہی

فانوس ولسپ کے برابر ہو گیا ہے اور اگر کوئی احمق نامعقول ایسا کرے گا تو رسوا اور ذلیل ہوگا۔ ظاہر ہے کہ عالی شان بیش قیمت شاہی فانوس ویاء بے بہا نفیس لپ ہمیشہ عالی شان شاہی محلات ویا مصفاہ و نفیس مکانات ہی کے لائق ہوتے ہیں اور ایسی ہی جگہ روشن ہوتے ورکھے جاتے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ یہ عالی شان عمدہ و بیش بہا فانوس و بیش قیمت لپ کسی وقت ٹوٹے پھوٹے اجڑے ہوئے خس و خاشاک والے میلے کچیلے چھوٹے ٹیڑوں ویا پانخانوں میں رکھے جاویں ویا روشن کئے جاویں۔ کیونکہ ان کی ان کے باہم کوئی نسبت نہیں اور ”الطیبات للطیبین و الطیبون للطیبات“ قرآن مجید کا بھی مسلمہ قاعدہ و حکم ہے۔ اسی طرح نور نبوت و منصب رسالت بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طرف عالی و اجسام مطہر و مقدس کے شایان و لائق ہوتا ہے نہ کسی غیر معصوم عام امتی کے بقول۔

در نکتائے معنی صورت چگونہ گنجید

در کلب گدایان سلطان چہ کاردار

پس اگر کوئی ادنیٰ ملازم یا بھنگی چہار بواہوسی سے سلطانی و شاہی عالی شان فانوس ولسپ کو اپنی ناپاک پرا زخس و خاشاک ٹوٹے پھوٹے چھوٹے ٹیڑوں میں رکھنے کا خواہش مند و دعویٰ دار ہوگا تو خود ہی گستاخی سے مستوجب سزا ہوگا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خلقت و جبلت و معصومیت دوسری عام مخلوق سے بالکل علیحدہ ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے۔ عام میں سے جو کوئی فیوض و برکات و انعام حاصل کرتا ہے اول تو بہ طفیل اتباع انبیاء علیہم السلام کے اس کو کچھ حاصل ہوتا ہے جس کی نسبت ذرہ و آفتاب کی ویا ایک برگ کی درخت سے ہوتی ہے۔ بمقابلہ انبیاء علیہم السلام کے پھر چونکہ اس عامی امتی کو وہ تقدس و معصومیت حاصل نہیں اور نہ ہی اس کا ظرف اس لائق ہے اور نہ ہی اس کی جبلت و خلقت اس عالی شان برگزیدہ رحمان کی جماعت پیشوایان کا فدا نام کے برابر ہے۔ لہذا وہ عامی امتی کسی امر میں انبیاء علیہم السلام کی برابری تو کہاں ان کی فرمانبرداری و اتباع سے کبھی باہر نہیں لکل سکتا اور جو کوئی مرزا قادیانی کی طرح از خود رفتہ ہو کر ان پیشوایان کی برابری کا دم مارے ویا گستاخی سے ان کے خاص خطاب و القاب اپنے لئے تجویز کرے وہ آپ ہی اپنی بربادی کا سامان کرے گا اور ذلیل و خوار ہو کر عذاب الہی کا مستحق بنے گا۔

۱۴..... امر وہی کہتے ہیں کہ: ”جس طرح پر تقاسیر پر از معارف و حقائق حسب ضرورت از منہ بدعت نہیں باوجودیکہ صحابہ کرامؓ سے ماثور و منقول ہیں۔ اسی طرح پر اشاعت فیوض خاتم النبیین ﷺ جو بروز محمدیہ میں موجود ہوتے ہیں ضروری و واجب ہے۔“

جواب..... ہر دو امر غلط در غلط ہیں۔ تفاسیر قرآن مجید جو آنحضرت ﷺ و صحابہ کرام سے مروی ہے۔ اس تفسیر کے مخالف اگر کوئی خود غرض اپنی تفسیر کے مسائل مسلمہ کو رد و بدل کرے وہ تفسیر ہرگز قبول نہیں۔ کیونکہ جن اکابر کے رد و برقرآن مجید نازل ہوا ان سے بڑھ کر قرآن مجید کا کون واقف و مفسر ہو سکتا ہے اور ان سے زیادہ کسی کی تفسیر قابل قبول ہو سکتی ہے؟ ”ایاکم والقیاس فی القرآن والذین“ خیرۃ الخیرہ میں بھی اکابر سلف کا قول لکھا ہے: ”اسلم التفسیر ما کان مرویا عن السلف وانکرہ ما فتح بہ علی القلوب فی کل عصر ولولا محرک یحرک قلوبنا لما انطقت الایما ورد عن السلف“ فیوض خاتم النبیین سے جو بقول آپ کے بھر پور تھے۔ جب ان میں سے کسی نے آج تک نبی و رسول کہلانے کی جرأت نہیں کی تو اب دوسرے کسی خود غرض مال مردم خورد و غابا ز عہد شکن خائن خدا کو کوب جائز ہے کہ نبی و رسول کہلا دے۔

۱۵..... امر وہی صاحب: ”ظلی نبوت کے لئے حدیث علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل پیش کرتے ہیں۔“

جواب..... افسوس صد افسوس۔ بلکہ ہزار افسوس آپ بایں دعویٰ علم کے ایک موضوع حدیث پیش کرتے ہیں۔ جس کی نسبت ملا علی قاری ہروی نے لکھا ہے: ”لا اصل له کما قال الدمیرمہ والنزر کشی والعسقلانی“ پھر امام شوکانی نے اپنے موضوعات میں اس کی نسبت لکھا ہے۔ ”قال ابن حجر والنزر کشی لا اصل له“ آپ کے علم و شیخی و مرزائی دلائل کی یہ حقیقت دکائات ہے۔ ”انا لله وانا الیہ راجعون“ مرزا قادیانی اور مرزا کے حمایتیوں کے علم و دلائل کا یہ حال ہے۔ ”نسأل الله السلامة لنا ولاخواننا المسلمين فی الدنيا والآخرة“

۱۶..... امر وہی: ”بروز کے دعویٰ و دلیل میں بایزید بسطامی کا قول کہ میں ہی آدم ہوں۔ میں ہی شیث، میں ہی نوح، میں ہی ابراہیم، میں ہی موسیٰ، میں ہی عیسیٰ، میں ہی محمد ہوں۔ پیش کر کے اپنی طرف سے نکتہ بیان کرتے ہیں کہ بایزید بسطامی نے خود بروز کا دعویٰ کیا ہے۔ مخبر صادق کی طرف سے خاص ان کی نسبت کوئی بشارت نہیں۔ لیکن یہاں پر خود آنحضرت ﷺ نے اس مہدی موعود کا نام محمد و احمد رکھا ہے۔ ”یواطی اسمہ اسمی“ وغیرہ۔

جواب..... آپ کا صدق و علم تو ادھر حدیث موضوع پیش کرنے سے معلوم ہو چکا ہے۔ جس سے راقم آپ کو مرفوع القلم دیا کچھ اور سمجھ کر قابل خطاب نہیں جانتا۔ بلکہ آپ کی تحریر کے رد میں اس قدر لکھ کر اپنی توضیح اوقات پر افسوس کرتا ہے۔ لیکن بنظر اظہار حق و نفع مخلوق الہی کے اپنی تحریر کو ختم کرنے کے لئے کچھ اور لکھتا ہے کہ:

اول تو اہل علم و عقل کی یہ شان نہیں کہ دینیات اور خصوصاً اہم مسائل شرعیہ میں ایسے بے ثبوت و بے سند اقوال پیش کریں۔ کیونکہ اسلام جیسے صادق مدلل و دین قیم میں ایسے بے سند اقوال کون سنتا ہے۔ دیکھو نمبر ۱۰ کا جواب ضمن چہارم۔

دوم بموجب حدیث شریف رفع القلم عن الثلثہ کے یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ دیوانہ اہل سکر و حالات دیوانگی و سکر کے کلمات ہرگز قابل سند نہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔ منصور اگر انا الحق گوید و بسطامی سبحانی معذور اند و مغلوب اند در غلبات احوال اما این قسم کلام منی براحوال آنست تعلق بعلم دارو و مستند بتاویل عبدالرحمنی شاید ویچ تاویل درین مقام مقبول نیست "فان کلام السکاری یحمل ویصرف عن الظاهر لا غیر" یہ قول امام ربانی کا گویا مرزا ہی کی ایسی لغو تاویلات کے جواب میں تھا۔ کیونکہ مرزا قادیانی یہی اپنی شد و بود بے نفع علم کے زور سے ایسی بیہودہ تاویلات دن رات کرتا رہتا ہے اور اس کو صحبت و مجلس میں جہاں زہد و ریاضت و ذکر اللہ کا نام و نشان نہیں۔ بلکہ خوش گزرائی کے سبب خشک فلسفی و نیچر یا نہ خیالات قیل و قال لا طائل بحث و مباحثات غیبت و گالی گلوچ کا دن رات مشغلہ ہو۔ وہاں سکر و غلبہ حالات کہاں؟

سوم اول تو بہت اکابر سلف جن میں سے شیخ الاسلام ابو اسماعیل انصاری ہر وہی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بائزید پر بہت جھوٹ لوگوں نے باندھے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے آسمان پر جا کر عرش پر خیمہ لگایا۔ ابو علی جو رجائی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بائزید پر رحم کرے۔ ہم ان کے حالی کو تسلیم کرتے ہیں۔ شاید انہوں نے ایسا کلام حد غلبہ یا حال سکر میں کیا ہوگا۔

چہارم تذکرۃ الاولیاء میں یہ امر وہی والے الفاظ تو ذکر بائزید بسطامی میں نہیں ہیں اور اگر ایسا مضمون ہو بھی تب بھی غلبہ حال و بے اختیاری کا ہے اور ہرگز قابل ذکر و سند نہیں۔ اسی کتاب میں کہہ رہے کہ ایک دفعہ خلوت میں ان کی زبان سے نکل گیا۔ "سبحانی ما اعظم شانی" جب ہوش میں آئے مریدیں ان نے کہا کہ تم نے ایسے الفاظ بولے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارا دشمن ہو۔ اگر ایک بار ایسا سنو اور مجھ کو کھڑے کھڑے نہ کرو۔ ادھر مرید کا رو کیا کہ اگر وہی الفاظ پھر دوسرے وقت وہ سنے تو کھڑے کھڑے کر دے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان الفاظ کی خود بائزید بسطامی کو خبر نہ تھی اور ان کو پسند بھی نہ کرتے تھے۔ لیکن حالت سکر و بے خبری میں انسان معذور و مرفوع القلم ہے۔

پنجم اسی کتاب میں ہے کہ حج کو جاتے مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز پڑھتے۔ فرماتے کہ یہ دہلیز بادشاہان دنیا کی نہیں ہے کہ یکبارگی وہاں پہنچ سکیں۔ اس سال حج کر کے مدینہ منورہ نہ گئے۔ کہا

ہمت نہیں۔ دوسرے سال مدینہ منورہ گئے۔ راستہ میں ایک شہر میں انبوه خلقت پیچھے ہو لیا پھر کر دیکھا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ آپ کی مجلس چاہتے ہیں۔ اسی وقت متوجہ ہو کر کہا یا الہی خلقت کو میرے سبب اپنے سے محب نہ کرنا۔ پھر اپنی محبت ان کے دلوں سے نکالنے کے لئے بعد نماز صبح ان کی طرف دیکھ کر کہا: ”انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون“ لوگوں نے کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور سب نے پیچھا چھوڑ دیا۔ مصنف فرماتے ہیں کہ شیخ نے اس جگہ یہ آیت بزبان خدائے عزوجل پڑھی تھی جس طرح منبر پر چڑھ کر پڑھتے ہیں۔ حکایت عن رب، اسی طرح ایک مرتبہ لوگ ان کے استقبال کو آئے تو رمضان شریف میں سفر میں لوگوں کے رو برو ایک دوکان سے روٹی لے کر کھانے لگے۔ یہ دیکھ کر سب لوگ واپس ہو گئے۔ بایزید احکام شرعی کے ایسے عامل اور لوگوں سے ایسے متنفر تھے۔ اب مرزا قادیانی کا حال دیکھئے کہ حج و مدینہ منورہ کو باوجود استطاعت نہ خود جائیں نہ ان کا اہل وسعت کوئی مرید جائے اور خود بلا بلا کر اشتہارات دے کر لوگوں کو اپنے پاس جمع کریں اور حیلہ و حوالہ سے ان کے دلوں میں اپنی تعظیم و تکریم ڈال کر خود کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی بیوی کو ام الرزائین کہلائیں۔

ششم..... بایزید شریعت کا اس قدر ادب و تعظیم کرتے کہ ایک مرتبہ ایک شیخ کو ملنے گئے۔ اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ یہ اسی وقت واپس آ گئے اور کہا کہ اگر طریقہ میں اس کا کوئی قدم ہوتا تو شریعت کا خلاف اتنا بھی نہ کرتا۔ آپ دروازہ مسجد پر پہنچ کر ٹھہر جاتے اور روتے۔ کوئی پوچھتا تو کہتے کہ میں عورت مستحاضہ کی طرح ڈرتا ہوں کہ اندر مسجد کے جا کر اس کو آلودہ نہ کروں۔ ان کی زبانی ہے کہ ایک رات صحراء میں سرپلیٹ کر پڑے ہوئے احتلام ہو گیا۔ رات نہایت سرد تھی۔ غسل کرنا چاہا نفس نے کاہلی کی اور کہا کہ صبر کر آفتاب نکلنے کے بعد غسل کرنا۔ اس کاہلی نفس سے میں نے جانا نماز قضا ہوگی۔ پس اسی طرح مع لباس رخ توڑ کر میں نے غسل کر لیا کہاں مرزا قادیانی کی ذرا سے غسل و بہانہ پر کئی دن نماز روزہ بالائے طاق۔

ہفتم..... رسول اللہ ﷺ کا ادب و تعظیم اس قدر بایزید کو تھا۔ فرماتے ہیں کہ ایک شب ماہتاب میں جب کہ تمام جہان آرام میں تھا۔ مجھ پر ایک حالت غالب ہوئی۔ میں نے عرض کی یا الہی تیری درگاہ بایں عظمت و خالی و کارخانہ بایں عجائبات و پنہاں۔ اس پر آواز آئی کہ درگاہ اس لئے خالی ہے کہ کوئی آتا نہیں اور ہر ناشستہ رولائق اس درگاہ کے نہیں۔ اس پر میں نے نیت کی کہ تمام خلائق کے لئے دعا کروں۔ پھر دل میں آیا کہ مقام شفاعت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ اس ادب کے نگاہ رکھنے پر مجھ کو خطاب سلطان العارفین بایزید کا ملا چار ہزار واوی قطع کر کے میں نہایت درجہ

اولیاء پر پہنچا۔ نگاہ کی تو اپنے کو ابتدائی (قدم آئے) درجہ انبیاء علیہم السلام میں دیکھا۔ اس لئے تہائی میں میں نے کہا کہ کوئی اس درجہ پر نہیں پہنچا اور اس سے بالاتر مقام نہ ہوگا۔ لیکن بنظر غور نگاہ کی تو اپنا سرا یک نبی کے کف پائے پر دیکھا۔ معلوم ہوا کہ نہایت حال اولیاء کا، بدایت حال انبیاء کا ہے اور انبیاء کے نہایت کو نہایت نہیں۔ پس میری روح تمام ملکوت سے گزری۔ بہشت دوزخ دکھائی گئی۔ کسی طرف التفات نہ کی۔ ہر پیغمبر کی جان پر سلام کیا۔ جب بجان مصطفیٰ پہنچا تو صد ہزار سال کا دریائے آتشی بے نہایت و ہزار حجاب نور کا دیکھا کہ اگر اڈل دریا میں ایک قدم رکھتا تو جل جاتا و برباد ہو جاتا۔ لاچار ہیبت و دہشت سے ایسا مدہوش ہوا کہ کچھ ہوش نہ رہا۔ ہر چند میں چاہتا کہ خیمہ محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھ سکوں۔ لیکن محمد ﷺ تک پہنچنے کی تاب نہ رہتی۔ باوجودیکہ میں حق تعالیٰ تک پہنچ گیا۔ یعنی ہر شخص بقدر خود اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کے ساتھ ہے۔ لیکن محمد ﷺ ایک صدر خاص میں ہے۔ لا جرم تا وادی لا الہ الا اللہ تو قطع نہ کرے۔ وادی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ نہیں سکتا۔ الہی جو کچھ میں نے دیکھا وہ سب میں تھا۔ میری خودی کے ہوتے مجھ کو تیری طرف راہ نہیں ہے اور میری خودی سے مجھ کو عبور نہیں۔ میں کیا کروں؟ فرمان آیا کہ خودی سے مخلصی ہمارے دوست محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں ہے۔ اس کے خاک قدم کو سرمہ بنا اور ہمیشہ اس کی متابعت میں رہ۔

مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ جس شخص کو تعظیم نبوۃ اس قدر ہو اس کی نسبت تعجب ہے کہ لوگ اس کے خلاف باتیں کریں اور اس کے قول کے معنی نہ سمجھیں۔ آپ ذرا ان حالات کو بھی تذکرۃ الاولیاء میں دیکھتے اور امانت و دیانت سے ان کو بھی اپنے رقیبۃ الوداد میں درج کرتے اور غور بھی کرتے کہ بایزید بسطامی کا تو رسول اللہ ﷺ سے یہ ادب اور یہ تعظیم، اور مرزا کا یہ حال کہ لیلۃ القدر، یا جوج ماجوج و لبتۃ الارض و دجال و خرد جال کا حقیقت شناس اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ جانتا ہے۔ کتابوں میں خود لکھ کر شائع کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حرام کی ہوئی تصویر کو دلیری سے کھچواتا مباح کرتا اور اس کی تعظیم و تکریم کرتا اور دیکھتا ہے وغیرہ۔ نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ الباطلۃ۔

ہشتم بایزید کا ذکر ہے کہ ایک شب ذوق عبادۃ کا ہوا خادم سے کہا کہ دیکھو گھر میں کیا چیز ہے۔ جب دیکھا تو خوشہ انگوٹھا ملا۔ فرمایا کہ کسی کو دید و ہمارا گھر بقال کی دکان نہیں ہے۔

مولوی امر دہی ذرا سوچیں اور دیکھیں کہ آپ کا مرشد و امام کس قدر انبار کنجیوں (کلید ہا) کا ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے اور مرہ اجار وغیرہ کھانے کی چیزیں بھی کس طرح نقل بند

اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ بایزیدؒ کے ہاتھ پر ان کے حالات دیکھ کر کئی گہر وغیرہ مسلمان ہوئے۔ ادھر مرزا عبداللہ آتھم و سراج الدین عیسائیوں و دیگر ہندوؤں ہم مجلس و ہمایگان کو مسلمان کرنا تو درکنار، اپنی بیوی کے قریبی بھائی سعید اور اپنے مرید یوسف خان کو بھی عیسائی ہونے سے نہ روک سکا۔ بایزیدؒ نے ایک حالت میں ایک بوڑھی عورت کا بوجھ اشارت کر کے ایک شیر پر رکھ دیا جب عورت سے پوچھا کہ تو شہر پہنچ کر کیا کہے گی تو اس عورت نے کہا تو ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیر کو اس کام کے لئے مکلف نہیں بنایا تو نے اس کو تکلیف دی اور پھر یہ چاہتا ہے کہ اہل شہر اس بات کو جان کر کہ شیر تیرا مطیع ہے۔ تجھ کو صاحب کرامت جانیں۔ اس بات پر بایزیدؒ نے توبہ کی اور اس بوڑھیہ کو اپنا پیر مانا۔ ادھر مرزا کو دیکھ کر خرق عادت وغیرہ کی طرف سے تو پہلے میں خاک بھی نہیں۔ مگر دعاوی کرامات و شہنی سے کبھی باز نہیں آتا۔ اگرچہ ہر موقعہ پر جمل و خوار ہی ہوتا ہے اور دنیا میں پیر بھی کسی کو نہیں مانتا بلکہ اپنے تئیں اپنی زبانی تمام جہان کا پیر و امام بلکہ بعض انبیاء سے افضل بیان کر کے محمد و احمد علیہ السلام بنتا ہے۔ معاذ اللہ! بایزیدؒ فرماتے ہیں۔ مجھ کو کریم چاہئے۔ میں کرامت نہیں چاہتا۔ ادھر مرزا جھوٹ موٹ فرضی کرامات بنا کر مشہور کرتا اور لوگوں کو دن رات کرامت نمائی کا دھوکا دے کر اپنی طرف کھینچنے میں مصروف ہے۔ بایزیدؒ کو کہتے ہیں کہ تم برسراپ چلتے ہو تو جواب دیتے کہ لکڑی بھی پانی پر چلتی ہے۔ جب کہتے کہ تم ہوا میں اڑتے ہو تو فرماتے کہ مرغ بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔ کہا کہ ایک رات میں تم کعبہ جاتے ہو کہا جاوگر ایک رات میں ہند سے داماند جاتے ہیں۔ کہتے کہ پھر کار مردان کیا ہے؟ تو کہا کہ دل سوائے اللہ عزوجل کے کراسے نہ لگائے اور مرزا جھوٹ موٹ ہوائی باتیں کرتا ہے کہ لومردہ زندہ ہو گیا۔ فلاں مخالف ذلیل ہوا۔ فلاں مر گیا اور ایسے واہیات بے سرو پا لغویات مشتہر کرتا ہے اور دل گنجینہ مکر و مغلطات ہر وقت مستغرق خیالات بدخواہی و تباہی مخلوق الہی، دشنام و بددعا بحق ناموافقین۔ تدبیر دست اندازی و رکیسہ ہائے موافقین و معتقدیں۔ منصوبے جنگ و جدال باویان روئے زمین۔ منافقانہ خوشامدوم بازی حکام ذہین فطین۔ بایزیدؒ کہتے کہ اگر فرعون گرسنہ ہوتا تو انارکم الاعلیٰ ہرگز ہرگز نہ کہتا۔ ادھر مرزا ہر وقت پلاؤ و زردہ و روغن بادام مشک و عنبر وغیرہ مقوی باہ و اعصاب کے نسخہ بنانے و استعمال کرنے کے شغل میں اور یہی سبب ہے کہ اب اس حالت میں نبوۃ و رسالت و آنحضرت علیہ السلام بننے کے دعاوی دن رات سوچتے ہیں۔ پہلی شکل دستی و کتابی کی حالت میں جب ادھر ادھر سے قرضہ لے کر بسر کرتے تھے۔ اس وقت یہ بلند پروازی و گستاخی کبھی نہ سوچھی اور نہ کبھی کوئی دعوے زبان پر لائے۔ سچ کہا ہے۔

مولانا رومؒ نے۔

بیچ جاویدی گدائے بے نوا روگرداند چو فرعون از خدا
 بازیڈ سے کسی نے پوچھا سنت و فرض کیا ہے۔ کہا سنت ترک دنیا تمامہا اور فرض صحبت
 مع اللہ۔ ادھر مرزا کو دیکھ لو کہ کس فرض و سنت میں مشغول ہے۔ فراہمی دنیا تمامہا کے لئے دن
 رات چندہ طلبی تیاری زیورات و ملک املاک۔ بازیڈ کو ایک شخص نے دروازہ گھر پر آواز دی۔ آپ
 نے پوچھا کس کو بلاتے ہو۔ اس نے کہا کہ بازیڈ کو۔ آپ نے جواب دیا کہ تیس سال ہوئے کہ
 میں بیچارہ بازیڈ کو تلاش کرتا ہوں۔ لیکن اس کا نام و نشان نہیں پاتا۔ ادھر مرزا ایسا عاشق شہرت کہ دن
 رات اشتہار بازی و رسالہ بازی ولایت تک انگریزی میں ترجمہ کرا کر پہنچاتا ہے۔ بازیڈ فرماتے
 ہیں کہ بعد ریاضات چہل سال ایک رات حجاب دور ہوا۔ میں نے زاری کی کہ مجھے راہ ملے۔
 خطاب ہوا کہ کوزہ شکستہ و پوسٹین کا تجھ کو بوجھ نہیں۔ اس پر میں نے کوزہ و پوسٹین پھینک دی۔ ندا سنی
 کہ بازیڈ ان مدعیان کو کہہ دے کہ بازیڈ نے چہل سال مجاہدہ و ریاضت با کوزہ شکستہ اور پوسٹین پارہ
 پارہ کی جب تک ان کو نہیں پھینکا۔ اس کو راہ نہیں ملا۔ پس تم پانچندیں علاقہ جن میں اپنے آپ کو
 جکڑا ہوا ہے اور طریقہ کو دام و دانہ ہوائے نفس بنایا ہوا ہے۔ کلا و حاشا ہرگز راہ نہ پاؤ گے۔ ادھر مرزا
 بلا ریاضت و بائین علاقہ زمینداری باغات جائیداد زیور اسباب و مال وغیرہ کے سب سے بڑھ کر
 اپنے منہ سے خدا رسیدہ۔ بازیڈ سے لوگ دعا چاہتے تو وہ مناجات کرتے۔ خداوند ایہ خلقت تیری
 ہے تو ان کا خالق ہے۔ میں کون کہ تیرے اور تیرے خلق میں واسطہ ہوں۔ پھر اپنے آپ کو کہتے کہ
 وہ دانائے اسرار ہے۔ مجھ کو اس فضولی سے کیا کام؟ ادھر مرزا کو دیکھئے کہ وعادوں و کرامتوں
 والہاموں و کشفوں کی دوکان کھولی ہوئی ہے۔ لوگوں سے بیٹگی پانچ پانچ سو روپیہ لے کر وعدے
 اقرار کرتے ہیں۔ جھوٹے ہوتے ہیں۔ لیکن باز نہیں آتے۔ بازیڈ نے ایک امام کے پیچھے نماز
 پڑھی۔ بعد نماز امام نے ان سے پوچھا کہ تم کوئی کسب نہیں کرتے اور نہ کسی سے سوال کرتے ہو تم
 کہاں سے کھاتے ہو؟ بازیڈ نے کہا کہ ذرا ٹھہرو۔ مجھے نماز قضا پڑھ لینے دو۔ کیونکہ جو شخص روزی
 دہندہ کو نجانے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ ادھر مرزا قادیانی کا رزاق پر ایسا اعتماد ہے کہ اوّل
 محرری کرتے رہے۔ قانونی و کالت کے امتحان میں فیل ہونے پر سلسلہ کتاب فروشی شروع کیا
 ہزاروں روپیہ طرح طرح کے وعدے و اقرار کر کے لے کے کرہضم کیا۔ اب امامت، مجددیت،
 مسیحیت اور آخربوۃ و رسالت کی گدی بنا کر دن رات اشتہارات دے کر مخلوق الہی کی جیب خالی کر
 کے اپنی جائیداد بنا رہے ہیں۔ بازیڈ کے حالات میں ہے کہ وہ تمام خلائق کے لئے رحمت طلب
 کرتے۔ حتیٰ کہ ابلیس کے لئے بھی رحمت کی درخواست کی۔ جس پر جواب ملا کہ وہ آگ سے بنا

ہے۔ لہذا آتشی کے لئے آتش چاہئے۔ ادھر مرزا کو دیکھتے تمام مخلوق کو معہ مسلمین مؤمنین جہنمی دوزخی بنا کر خوش ہوتا ہے۔ بائیزید فرماتے کہ آدمی تب متواضع ہوتا ہے کہ اپنے نفس کا کوئی مقام و حال نہ دیکھے اور اعتقاد کرے کہ خلق میں اس سے کوئی زیادہ برا نہیں۔ ادھر مرزا اسکے بالکل برعکس تمام مخلوق میں کسی کو اپنے برابر نہیں جانتا۔

آپ اگر ان حالات بائیزید کو تذکرۃ الاولیاء میں غور سے دیکھتے اور مرزا کے حالات سے بھی مقابلہ کرتے تو ضرور ان کو بائیزید کا قول مرزا کی بروزی نبوت کی دلیل و سند میں پیش کرتے ہوئے کچھ تو شرم آتی۔ لیکن ماہوار راتب و چندہ کے سبب وہ بیچارے معذور ہیں۔

نہم..... بلا آخر آپ اپنے اس نکتہ کی نسبت کہ: ”بائیزید نے دعوے بروز خود کیا۔ لیکن یہاں پر خود آنحضرت ﷺ نے اس مہدی موعود کا نام محمد و احمد رکھا ہے۔“

کان آنکھ کھول کر دیکھیں اور سنیں کہ جن اکابر کو آنحضرت ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں اپنے رو برو اپنی زبان صدق بیان سے بمنزلہ ہارون شہ عیسیٰ و امام وغیرہ بنایا تھا۔ جن کا ذکر پہلے نمبر کے جواب میں ہوا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔ جب انہوں نے نبی و رسول نہ کہلایا تو اب مرزا بایں اوصاف کیونکر ایسا ہو گیا کہ بلا کسی خدمت و محنت و لیاقت کے ان سب اکابر سے بڑھ جائے؟

دہم..... احادیث کا مصداق مہدی موعود قریش میں سے ہے۔ نہ کہ چنگیز خانی مغلوں میں سے جب آوے گا وہ بھی نبی و رسول ہرگز نہ کہلاوے گا۔ ہاں امام پیشک ہوگا۔ جس کا مرزا بالکل و ہرگز لائق و مستحق نہیں۔ مسیح کی نسبت خود ہی مرزا کہہ چکا ہے کہ: ”ممکن ہے کہ کوئی ایسا مسیح بھی آ جاوے جس پر احادیث کے الفاظ مطابق ہوں۔“ (ازالہ ادہام) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث کے الفاظ والا مسیح و مہدی اب تک نہیں آیا۔ الہامات کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کی حقیقت و غلام احمد مرزا کے امام کی بحث عصاء موسیٰ میں مفصل ہے۔ وہاں غور سے پڑھو۔

۱۷..... امر وہی صاحب: ”محمی الدین بن العربی کے فتوحات میں خواب میں ابن حزم کا آنحضرت ﷺ سے معانقہ کر کے غائب ہو جانا اور سوائے آنحضرت ﷺ کے دوسرا نظر نہ آنے کا حال بھی ثبوت و دلیل بروز میں پیش کر کے کہتے ہیں کہ اس کو مولوی محمد حسین تصدیق کر چکے ہیں۔“ جواب..... مولوی محمد حسین صاحب کی تصدیق و حمایت مرزا کا حال اور بیان ہو چکا ہے۔ انہوں نے ہے کہ مرزائی جماعت کے دلائل و ثبوت خواب و خیال و رطب و یابس اقوال رہ گئے ہیں۔ آپ یہ مولیٰ و عام بات بھی نہیں سمجھ سکے کہ جس طرح آفتاب کے سامنے ستارگان کا وجود غائب ہو جاتا

ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے وجود مسعود و مطہر و مقدس کے اگر ابن حزم کا وجود کیونکر غائب نہ ہو جاتا اور پھر مسند کے آگے قطرہ کی اور درخت کے آگے ایک برگ یا پتی کی کیا حقیقت و ہستی ہے؟

۱۸..... اخیر پر امر وہی صاحب تھوڑے چندہ ماہ اور پراپے از خورد رفتہ ہوئے ہیں کہ اپنے رقیبہ پراز عناد والی داکو ختم کرتے کرتے بھی ایک قدیمی اسلامی مسلمہ مسئلہ کو نیست و نابود کرنا چاہا ہے۔ اس طرح کہ حسب نوائے حدیث شریف متفق علیہ ”ما بین بیستی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ و منبری علی حوضی“ کو جو ایک قطعہ زمین کا مسجد مبارک نبوی ﷺ میں نشان لگا کر ممیز کیا ہوا ہے اور عام و خاص مسلمان مؤمن حصول ثواب و برکات کے لئے اس جگہ پر غمہ آوار ارادۃ نماز پڑھتے ہیں اور مؤمنین صالحین عابدین سے وہ جگہ کسی وقت بھی خالی نہیں ہوتی ہے۔ گویا کہ سوا تیرہ سو برس سے مسلمانوں کا اس قطعہ زمین کی فضیلت پر اتفاق و اجماع چلا آتا ہے۔ اب امر وہی صاحب اس اتفاق و اجماع سلف و خلف کے مقابل و مخالف بڑی دلیری و شجاعت سے اس حدیث شریف کی لحدانہ تفسیر کر کے اس قطعہ زمین مبارک کی فضیلت کو اڑاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ:

”آنحضرت ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پر ایک تخم سے صد ہا اشجار و بار پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر مجھ سے احمد و محمد پیدا ہوں گے۔ خصوصاً آخری زمانہ میں تو ایک مہدی ایسا احمد و محمد پیدا ہوگا جو مجھ میں اور اس میں کچھ بھی فرق نہ ہوگا۔ جیسا کہ تخم کے پیدا شدہ پھلوں میں اصل تخم سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور جو لوگ اس روضہ جنت میں سے دنیا میں تمت حاصل کریں گے وہی روضہ جنت میں داخل ہوں گے۔“

اس لحدانہ تفسیر پر بڑا فخر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے۔ مرزائی جماعت کا دین و ایمان ایسا فخر و اہوا ہے کہ آیت قرآن مجید ”اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ“ تو ان کو بالکل فراموش ہی ہو گئی اور اس امر کی حس ہی نہیں رہی کہ یشاقق الرسول و غیر سبیل المؤمنین پر چلنے کی پا دوش جنم ہے۔ یہ سب ایسے بیخوف و گستاخ ہوئے ہیں کہ ہر قدیمی مسلمہ مسئلہ اسلامی کو خواہ مخواہ بے ضرورت ضرور ہی زور لگا کر الٹ پلٹ کر کے اپنا نفسانی ناقص و ردی مسئلہ اس قدیمی مسئلہ کی جا بجا قائم کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ! امر وہی یہ تو خیال کریں کہ جب احادیث شریف رسول اللہ ﷺ کے تخم پاک سے جب مہدی موعود بنی فاطمہ سے آوے گا تو وہ ضرور احادیث ”یواطی اسمہ اسمی“ کے موافق محمد و احمد ہوگا۔ لیکن مرزا چنگیز خانی تخم کا ہے وہ بایں اوصاف کیونکر محمد و احمد بن سکتا ہے؟ امر وہی بیچارے مجبور ہیں یا چندہ دامداد اور خرچ مجبور کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم و کرم فرماوے۔ ۲۱ جنوری ۱۹۰۲ء رقم ایک مسلمان واقف حالات۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

۸ مارچ ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۱۰ کے مضامین

.....۱	لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا	اد جگرانی!
.....۲	افشاء راز قادیانی	ع.ع سیا لکوٹ!
.....۳	قادیانی کے شیطانی الہامات	
.....۴	غلطی کا ازالہ	ابوالحسن غلام مصطفیٰ امرتسری!
.....۵	مرزا جی سے فیصلہ	مولانا شوکت اللہ!
.....۶	بے معنی الہام	مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱..... لات کا بھوت بات سے نہیں مانتا

ہاں سمند آہستہ ران اے اعرج ناہوشمند

مخرف مے تازی دستی وتاریک است راہ

ہمیں تو عبدالکریم کی لیاقت متانت اور تہذیب نفسی کا جس قدر خیال تھا کب کے اس

کو خیر باد کہہ چکے تھے اور اسلامی پبلک کو اس کی کرتوتوں سے واقف کر چکے تھے۔ مگر وہ ایسا صاحب

شرم ہے کہ اگر سو پڑیں تو ایک سمجھتا ہے اور ان کو پیٹھ پیچھے کی باتیں یقین کرتا ہے۔ اس کی

ایمانداری کا یہی مبلغ ہے کہ ہماری سیکڑوں اصلاحوں کو شیر مادر کی طرح پی گیا اور ڈکار تک نہ لی۔

ہمارے چودھویں صدی اخبار والے اعتراضات سے باوجود ان کو پڑھنے اور دیکھنے کے بھی ایسی

خاموشی اختیار کی کہ گویا اس کے منہ سے زبان ہی جاتی رہی ہے۔ ضمیمہ شحنہ ہند الموسوم بہ نامہ اعمال

قادیانی میں تو آپ پر اتنی پڑیں اور پڑ رہی ہیں کہ گنج کے کیڑے جھڑ گئے ہوں گے۔ مگر واہ رے

بے حیائی اخبار الحکم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۲ء میں پھر اپنے اوصاف ثلاثہ کا کامل ثبوت دیا ہے جو

قسام ازل نے آپ کی طبیعت میں گوندھے ہیں۔

ہاں دست باید کہ یزدان بکشت

چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ”اے خدا سے لڑنے والے۔ (ادھر جاتی) کب تک یہ جیتھڑا تیری ناپا کیوں سے آلودہ ہو کر خدا کے ملائکہ مقررین کے مشام کو ایذا دیتا رہے گا۔ یاد رکھو والعاقبة عند ربک للمتقین“

اے ذات شریف معلوم نہیں آپ کو کیوں اپنی طینت کی پاکی اور تہذیب نفسی کا بار بار ثبوت دیتے ہیں۔ بھلا آپ کی معذوری اور درویشیاں اور پاؤ بھر گوشت پر ایمان فروشی میں کسکو شک ہے۔ پھر مہکلو بازی سے معلوم نہیں آپ کے ہاتھ کیا آتا ہے۔ ذرا خیال تو کرو جری اللہ والے ناپاک شیطانی الہام کی دھجیاں مولانا شوکت نے اڑائیں اور پبلک پر عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کر دیا کہ ایسا لغو اور بے معنی الہام قادیانی کو خاص اہلبیس علیہ اللعنة کی طرف سے ہوا ہے۔ آپ کو لازم تھا کہ پہلے مولانا موصوف کے روشن دلائل کو سمجھنے کی کوشش کرتے اور پھر جواب دینے پر قلم اٹھاتے۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ سوائے بکواس کے آپ میں اس قدر مغز ہی نہیں۔ آپ تو صرف جھوٹی مداحی سے روٹیوں کے بنجارو ہیں۔ آپ تو بجائے خود اگر مرزا کی سات پستیں بھی چل کر آویں تو انشاء اللہ معقول جواب نہ دے سکیں گے۔ البتہ گالیاں دینا اور افتراء اور بہتان سے کام لینا دجال اور خرد جال کی قسمت میں لکھا ہوا ہے۔ اس میں آپ کے ناپاک فقرود کا جواب دیتا ہوں۔ ذرا کان لگا کر سنئے۔

..... راقم ایک مسلمان ہے اور اپنے عقائد رسالہ ”راست بیانی برہکت قادیانی“ میں مفصل بیان کر چکا ہے۔ میں نے اپنے والدین کی گود میں ارکان اسلام سیکھے اور ساری عمر خداوند تعالیٰ کو ایک ماننے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو رسول برحق جاننے میں گزاری اور گزر رہی ہے۔ میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہوں اور ان سے برابری کرنے والوں کو پکا ملحد اور پورا مرتد یقین کرتا ہوں۔ پھر آپ دین و ایمان سے فارغ خطلی حاصل کر کے کیوں مجھ پر بہتان باندھتے ہیں۔ جب آپ نے ایسا ناپاک فقرہ اپنے بد باطن اور سیاہ دل سے نکلاتے وقت کوئی دلیل پیش نہیں کی تو یاد رکھو کہ یہ گندہ اور مکروہ فقرہ مجذوب کی بڑا اور گزشتہ سے زیادہ نہیں۔ اگر آپ کو کوئی روشن دلیل مل نہ سکتی تھی تو کوئی کانی، گنجی، لنگڑی دلیل ہی پیش کرتے۔

سنو! اگر آپ کی طرح ہمارا دل ناپاک ہوتا اور خداوند تعالیٰ سے (معاذ اللہ) لڑنے کا ارادہ ہوتا تو آپ کے مرشد اور اس کے چند بے ایمان مشیروں کی طرح ہم بھی جیتھڑا قائم کر کے دعا اور فریب سے سیدھے سادھے مسلمانوں کو درغلانے اور حقائق سے بٹورنے اور پاک اور مفسد میں مسلمانوں بالخصوص انبیاء علیہم السلام کی تضحیک کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے۔ ماشاء اللہ کہ خداوند

پاک جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہم بندوں پر بے شمار انعام و احسان کئے ہیں اور جو ہمارا حقیقی خالق اور مالک ہے۔ اس کے حضور سوائے ادبی کا خیال ہمارے دل میں پیدا ہو۔

برخلاف اس کے ہماری لڑائی تو ایسے شخص سے ہے جو شیطان سے بھی زیادہ خبیث اور اجنب ہے۔ قرآن شریف کی آیات کو اپنے کے مطابق بناتا ہے۔ پہلے تو انبیاء علیہم السلام کی شان میں ہتک آمیز الفاظ بکتا ہے۔ پھر ان کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کی افتراء پردازی اور بہتان بازی کا یہ عالم ہے کہ باوجود خود علیحدہ مرتد ہونے کے اسلامی دنیا کو دائرہ اسلام سے باہر بتاتا ہے۔ حالانکہ علماء اسلام نے اس کو خود دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ اس کی شخی تکبر تعلقی اور غرور کی یہ حد ہے کہ معاذ اللہ اپنی ذات کو خدا کا بھی مدوح اور معبود ثابت کرتا ہے اور کذاب اور مفتری علی اللہ ہے اور جن پیشگوئیوں پر اس کا ناز تھا وہ روز روشن میں علیٰ رؤس الشہداء غلط نکلیں اور ایک جہاں کے روبرو اس کا منہ کالا ہوا۔ مگر کیا مجال ہے کہ بے شرمی و رو سیاہی آنکھ بھی نیچی کی ہو۔

سنو! ہماری لڑائی ایسے شیطان سے ہے جو ختم نبوت کے بعد اپنی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور غیر سید ہو کر اپنی ذات کو خاندان سادات سے ظاہر کر کے صریح جھوٹ بولتا ہے اور "لعنة الله على داخل النسب و على خارج النسب" حدیث کا مصداق بنتا ہے۔ پس ایسے آدمی کے کرتوتوں سے پبلک کو واقف کرنا نہ صرف ہمارا بلکہ کل نیک دل مسلمانوں کا کام ہے اور باوجودیکہ مسیح کا ذب یا دجال اور اس کے لنگڑے گدھے کی پشت پر لٹھ پر لٹھ برس رہا ہے۔ پھر بھی دولتیاں جھاڑنے سے باز نہیں آتا۔ پس وہ کس عقل کا اندھا اور گانٹھ کا پورا ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم خدا سے لڑ رہے ہیں۔ بلکہ ہم تو ابلیس خبیث کے سکروں سے پبلک اسلامی کو آگاہ کر رہے ہیں۔

۲..... رہا جیتھڑے والا معاملہ سو یہ آپ ہی کے خیالات کی شائستگی کا مبلغ ہے کہ گئی گزری اور پرانی چیزوں کو از سر نو تازہ کرانا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کو وہ معاملہ یاد نہیں رہا جو مشن سکول کی لوئر ٹیچری سے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت ہوتے وقت آپ کو پیش آیا تھا۔ غالباً یہ وہی پرانا جیتھڑا ہوگا جو ناپاکیوں سے آلودہ ہو کر آپ کے دل میں جا گزریں ہے اور "المز یقیس علی نفسہ" کے موافق اپنے کرتوتوں کو اوروں کے ساتھ آپ نسبت کرنا چاہتے ہیں سو یہ آپ کی سخت غلطی ہے۔

۳..... ملائکہ مقررین کی بھی ایک ہی کمی۔ جماعت جمہاء کو قابو میں لا کر ان کے مالوں سے قوت باہ کے نسخے بنانا اور یا قوتیاں اور بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤاڑا کر شہوت رانی کا جہاز چلانا مغلوب النصب ہو کر ذی الارحام کو عاق کرنا اور اپنی بیبیوں کو ناحق بے موجب طلاق دینا وغیرہ۔ کیا ملائکہ مقررین کا یہی کام ہے۔

کار شیطان میکند نامش ولی
گردلی این است لعنت برولی

یاد رکھو ملانکہ مقررین کا یہ کام نہیں بلکہ اندھیرے کے بھوتوں اور یوٹوں کا کام ہے۔

۴..... ان العاقبة للمتقين! سراسر حق ہے۔ پس ایسا ناپاک مشن جو عین تقویٰ اور ورع کے برخلاف ہے۔ چونکہ ایک ہوائی قلعہ ہے۔ اس لئے اس کو زک پر زک پہنچ رہی ہے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بن رہی اور عوام میں اس کی مٹی خراب اور پرلے درجے کی رسوائی ہو رہی ہے اور اس دروغ کو خداوند پاک کبھی فروغ نہ دے گا اور عقرب ہی یہ مشن بھی مثل دیگر جھوٹے مشنوں کے صفحہ ہستی سے نیست نابود ہوگا اور العاقبة عند ربك للمتقين نئے طور پر جلوہ دکھاوے گا۔

اگر میرے مخالف کو تہذیب اور متانت سے کچھ بھی بہرہ ہوتا تو میں نے چودھویں صدی اخبار میں جس تہذیب متانت اور ادب سے کام لیا تھا وہ اس کی قدر کرتا۔ مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتم۔ اس لئے جیسا مخاطب کا نیچر ہے ایسا ہی جواب عرض کیا گیا اور مقولہ جیسا منہ ویسی چیخ کو مد نظر رکھا اور اب پھر کہا جاتا ہے کہ اگر مخاطب میں کچھ بھی شرم ہے تو ہمارے سینکڑوں اعتراضوں کے جن کی بدولت اس جھوٹے مشن کی بنیاد بنی و بن سے کٹ رہی ہے کسی معقول دلیل سے جواب دے۔ مگر واقعات کا جواب کہاں۔ اس لئے میاں عبدالکریم ہم کو گالیاں نکال کر اپنی اصلیت ظاہر کر رہے ہیں اور یہی قسم ازل نے ان کو نصیب کیا ہے۔ ا۔ د۔ گجراتی

۲..... افشاء را از قادیانی

مولانا شوکت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، راقم یکے از معتقدین مرزا صاحب ہے۔ مگر خداوند تعالیٰ نے بندہ کو طبیعت کچھ ایسی عطا فرمائی ہے کہ جو بات اچھی طرح محقق نہ ہو جاوے اس کے تسلیم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ میرے دل میں مرزا قادیانی کے اکثر الہامات کی بابت کچھ ایسے شک و اعتراض پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جن کے مطالب ہرگز سمجھ میں نہیں آتے۔ میں نے ان اعتراضات کو مرزائی جماعت کے لیڈنگ ممبروں کے سامنے اکثر پیش کیا۔ مگر نہایت انفسوس سے کہتا ہوں کہ مجھے کوئی قابل اطمینان جواب نہیں ملا۔ میں نے اسی امید پر ایڈیٹر اخبار الحکم کو بھی لکھا کہ میرے سوالات کو خواہ مرزا قادیانی کی تائید میں ہوں یا تردید میں، شائع کر دیا کرے اور مجھ سے ان کی اجرت وصول کر لیا کرے۔ مگر باوجود بندہ اخبار مذکور کا خریدار بھی ہے۔ مگر جناب ایڈیٹر صاحب نے عالم تکبر تعلق غرور اور شیخی میں آ کر بائیں الفاظ راقم کو جواب لکھا کہ ایسے مضامین کو میں روایات کے ٹوکے میں پھینک دوں گا۔ پس اس طرح وہاں سے بھی مجھے پوری

پوری مایوسی ہوئی۔ مگر اپنے رفح شکوک کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

میں آپ کے ضمیرہ شکنہ ہند میں مرزا قادیانی کی اکثر غلطیوں کی اصلاحیں دیکھتا ہوں اور وہ ایسی عمدہ اعلیٰ اور معقول ہوتی ہیں کہ بے اختیار طبیعت مان جاتی ہے۔ پس مجھے یقین ہے کہ فی الحال میرے مندرجہ ذیل دوا اعتراض جو مرزا قادیانی کے دو الہاموں کی نسبت ہیں آپ اپنے ہر واعرز صفحے میں شائع فرمادیں گے تو میں مشکور و ممنون ہوں گا۔

۱..... "انت منی بمنزلہ ولدی" (تذکرہ طبع سوم ص ۵۲۶) اس الہام کو مولوی عبدالعزیز پٹالوی نے بھی اپنی مصنفہ کتاب حقیقت الہندی میں درج کیا ہے۔ دیکھو ص ۱۲ کتاب مذکور۔

۲..... دوسرا اعتراض اس الہام پر ہے۔ "اصح زوجتی" (تذکرہ طبع سوم ص ۲۰۳) "یاصح زوجتی"

(الحکم ج ۵ نمبر ۲ ص ۵۵، کالم نمبر ۳، مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء، الحکم ج ۶ نمبر ۳ ص ۱۱، کالم نمبر ۱، ۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء) واضح ہو کہ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک رحمانی و شیطانی کلام کی شناخت کا حقیقی معیار قرآن مجید کو رکھا ہے اور مرزا قادیانی کا بھی اسی پر بظاہر اعتقاد ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح ستہ کو ہم اس وقت مانتے ہیں کہ قرآن کریم ان کی تائید کرے اور اگر کوئی حدیث قرآن کریم کے مخالف ہو تو اس کو ہرگز نہ مانیں گے اور اپنے اس اصول مسلمہ کی تائید میں یہ آیت پیش کرتے ہیں "ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً" پس ہم بھی مرزا قادیانی کے ساتھ اتفاق رائے کر کے اسی آیت کو ہر الہام کا معیار صداقت رکھتے ہیں اور سب سے اول الہام "انت منی بمنزلہ ولدی" (تذکرہ طبع سوم ص ۵۲۶) کو لیتے ہیں جس کا ترجمہ ہے: "اے مرزا قادیانی تو میرے لئے بجائے بیٹے کے ہے۔" حضرت کو لازم تھا کہ پہلے خدا کے لئے کوئی حقیقی بیٹا مانتے۔ پھر اپنی ذات کو اس کا بمنزلہ بناتے۔ جس طرح ایک اصلی مسیح دنیا میں مگر چکا ہے تو اس کا مثل آپ نے اپنے تئیں بنانا چاہا ہے۔ گو اس سے پاک لوگ مرزا قادیانی کو نہایت نفرت اور حقارت کی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بمنزلہ ہارون فرمایا ہے کہ "یا علی انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ" اور یہ کلام آنحضرت ﷺ کا بالکل راست ہے۔ پس بمصداق ثبت العرش ثم انقش جب تک آپ بھی خدا کے لئے کوئی بیٹا مقرر نہ فرمادیں بمنزلہ ولد خدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ جہاں تک قرآن شریف پر تدبر کیا جاتا ہے اور اس پاک و بے عیب کتاب سے تذکرہ حاصل کیا جاتا ہے سراسر اس کے خلاف ہی لکھتا ہے۔

.....۱ ”قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد“
۲ ”انسی یکون له ولد ولم تكن له صاحبة“ البتہ کفار مشرکین کے اکثر مقولے
 حکایت قرآن مجید میں درج ہو کر ان کے جوابات دیئے گئے ہیں جن کے یہ عقائد تھے کہ فرشتے
 مجاز اللہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ عزیز اور سچ اس کے بیٹے ہیں۔ جیسا کہ آیات ذیل سے پایا جاتا ہے۔
۱ ”وقالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانه بل عباد مكرمون لا يسبقونه
 بالقول وهم بامرہ يعملون (الانباء: ۲۶، ۲۷)“

.....۲ ”وقالوا اتخذ الرحمن ولداً لقد جنتهم شيئاً ادا تكاد السموات
 يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هذا ان دعوا للرحمن ولدا وما ينبغي
 للرحمن ان يتخذ ولداً (مریم: ۹۲، ۹۳)“
۳ ”وقالت اليهود عزيز ابن الله وقالت النصارى المسيح ابن الله
 (توبہ: ۳۰)“

پس اگر مرزا قادیانی نے کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ کے توج سے اپنی ذات کو بمنزلہ
 ولدی کا لقب دیا ہو تو کچھ عجیب نہیں۔ مگر اس میں ایک اور مشکل مرزا قادیانی کو پیش آوے گی یعنی
 ان کو مشرکین کفار وغیرہ کا ساتھی اور ہم خیال بننا پڑے گا اور مرزائی ان کی تردید کا جو دعویٰ کر رہے
 ہیں وہ سراسر عیب اور فضول گنا جاوے گا۔

دوسرا الہام مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میری بی بی بیمار تھی۔ اس پر مجھے الہام ہوا کہ
 ”میری بی بی تندرست ہوگئی۔“ اس سے کئی احتمالات پیدا ہوتے ہیں۔

.....۱ خداوند تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے زوجہ کا خیال کرنا صریح شرک ہے۔ کیونکہ قرآن
 مجید کی آیت جو تمہید میں بیان کی گئی ہے۔ صاف صاف روکتی ہیں۔ پس تعجب پر تعجب ہے کہ الہام
 نمبر ۱ میں تو خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو اپنا مہتممی (منہ یولا بیٹا) قرار دے اور الہام نمبر ۲ میں
 مرزا قادیانی کی زوجہ کو اپنی زوجہ کہہ کر پکارے۔ یعنی اپنی بہو کو زوجہ کہے ”تعالیٰ شانہ کبرت
 کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذباً (الکہف: ۵)“

.....۲ خداوند تعالیٰ کے کلام پاک میں تناقض ہونا محال اور غیر ممکن ہے۔ حالانکہ ان دونوں
 الہاموں میں پایا جاتا ہے اور اگر مرزا قادیانی زوجتی سے اپنی زوجہ مراد لیں تو صیح زوجہ الہام ہونا
 چاہئے تھا۔ کیونکہ ملہم خدا ہے نہ کہ مرزا قادیانی اور اگر مرزا قادیانی ہی ملہم اور ملہم ہیں تو یہ الہام نہیں
 بلکہ اضافات احلام ہے۔ ایڈیٹر!

- ۳..... یہ الہامات آیات قرآنی کے صریح مخالف ہیں۔ جیسا کہ تمہید میں بیان کیا گیا۔
- ۴..... جب کہ بدامتن ثابت ہے کہ یہ الہامات مثل دیگر مرزا قادیانی کے الہاموں کے خدا کا کلام نہیں تو اس بات کے ماننے میں ذرہ بھی تاثر نہیں کہ یہ الہامات سراسر شیطانی ہیں۔
- ۵..... اگر بفرض محال مرزا قادیانی کو خدا کا بیٹا کہا جاوے (حسب قرار داد الہام) تو مرزا قادیانی کی بی بی اس طرح خدا پر (معاذ اللہ) حلال ہو سکتی ہے۔ جیسے سورہ احزاب میں منہ بولے بیٹے کی بی بی کو پیغمبر خدا ﷺ پر خدا نے حلال کیا اور شاید حلال ہونے کی یہ وجہ بتادیں کہ چودھویں صدی میں خدا کے ہاں بیٹا (مرزا غلام احمد قادیانی) ہوگا اور اس کی بی بی سے یعنی بہو سے خدا نکاح کرے گا اور اس کو زوجتی کہے گا۔

مگر سورہ احزاب والا معاملہ تو بعد طلاق صاف ہوا۔ یہاں مرزا قادیانی نے جب تک اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی تو خدا اس کو کیونکر زوجتی کہہ سکتا ہے؟ نتیجہ پر ظاہر ہے کہ یہ الہامات شیطانی ہیں۔ میں نے یہ دوسرا الہام صبح زوجتی والا ایک مولوی صاحب کے آگے پیش کیا۔ انہوں نے جو جواب دیا وہ بھی اس مقام پر درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ مرزا قادیانی اس پر بھی غور فرما کر جواب تحریر فرمادیں گے۔

راقم: ع.ع. ازسیا کلوت

۳..... قادیانی کے شیطانی الہامات

جناب خان صاحب، علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نے الحکم اخبار کی دونوں تحریروں کو بغور قلم ویکھا۔ ۲۳ جنوری ۱۹۰۱ء میں تو اصح زوجتی (تذکرہ طبع سوم ص ۴۰۳) مرقوم ہے اور ۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء میں صبح زوجتی۔ دونوں الہاموں میں لفظاً اور معناً اختلاف ہے۔ اول میں ۱۷ منزہ استفہام ہے۔ دوسرے میں نہیں اور معنوں میں تو ایک عجیب و غریب تخیل عاقلی پایا جاتا ہے۔ پہلے الہام کے یہ معنی ہیں کہ کیا میری زوجہ تندرست ہوگئی۔ دوسرے الہام کے یہ معنی ہوئے۔ ”میری زوجہ تندرست ہوگئی۔“ گویا پہلا جملہ انشائیہ ہوا اور دوسرا خبریہ مگر دونوں صورتوں میں ملہم کا کفر لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر الہام کتندہ خدا کو فرض کیا جاوے تو ظاہر ہے کہ وہ زوج اور ابن یعنی جو رو اور بیٹے کے عیب سے بری اور منزہ ہے۔ چنانچہ وہ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے:

۱..... ”والله تعالى جدد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدأ (جن: ۳)“

۲..... ”انہی یکون له ولد ولم تکن له صاحبة (انعام: ۱۰۱)“

اولی الابصار غور فرما سکتے ہیں کہ یہ نرا شرک اور الوہیت باری تعالیٰ کا انکار نہیں تو کیا ہے؟ اور اس پر ملہم (الہام کتندہ) کی بے خبری اور بے عملی کا یہ عالم ہے کہ اپنی زوجہ اور صاحبہ

مفروضہ کی صحت کا استفسار کرتا ہے۔ معلوم نہیں۔ استفسار قادیانی کے زعم میں خود بذاتہ قادیانی سے ہو یا کسی اور سے۔ کیا عجب ہے کہ قادیانی نے اپنے آپ کو قائم مہلاشا کا ایک اقوم تصور کر کے اپنے سے یہ استفسار سمجھا ہو۔ جیسا کہ اس شیطانی الہام کو بھی اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ ”انسنت بمنزلہ ولدی“ یا کسی غیر سے استفسار کیا ہو جو علماء اعلیٰ پر وزارت کی کرسی پر بیٹھ کر مثل خوانی کا حق رکھتا ہے۔ جس کی طرف سے مرزا قادیانی کے واریٹ گرفتاری آرہے ہیں۔ غیر استفہامی یعنی اختیاری صورت میں زوجہ کے عیب سے باوصف انکار کے الہام کنندہ نے اقرار کیا ہے اور یہ عجیب کیفیت ہے کہ الہام دادہ (قادیانی) تو اپنی زوجہ مریشہ کی صحت سے خوش ہوا اور الہام کنندہ (قادیانی) کا خدا اس کو اپنی زوجہ تصور فرما کر اس کی صحت کی قادیانی کو خبر دے۔ عجیب مغالطہ مناقشہ اور طرفہ معجون مرکب ہے جس کی کیفیت اور مزاج سے مطلع ہونا محال ہے۔ اگر قادیانی اور اس کا کوئی پیرو اپنی تاویل لاطائل اور لنگڑے بازوؤں سے ہاتھ پاؤں مار کر کچھ بیان کرے تو ہم ایسی تاویل کے سننے کے بڑے مشتاق ہیں۔ گو وہ تاویل سنجھی یا کانی یا لنجھی ہی کیوں نہ ہو۔ علاوہ بریں الہام کنندہ (قادیانی کا خدا) زبان عربی سے بھی پرلے درجہ کا نابلدہ ہے اور اس کے محاورات اور قواعد صرف و نحو، بدیع و معانی سے نرا کورا اور مزہ اور محض جاہل ہے جس کو اب تک یہ خبر بھی نہیں کہ یہ الہام یا اعتبار محاورہ عربی درست ہے یا غلط اور ملہم (قادیانی) بھی علیٰ ہذا القیاس بالکل ہی کودن اور ناواقف ہے جو الہام مذکور کی صحت و قسم میں تمیز نہ کر کے اپنے اخبار مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء اور ۲۳ جنوری ۱۹۰۲ء میں اس لغو اور غلط الہام کو شائع کر کے خاص و عام میں رسوا اور ذلیل ہو رہا ہے اور اپنے مقرب حواریوں وغیرہ کی علیت اور لیاقت کی قلعی کھلوارا ہے۔ کیونکہ یہ بات تو مشن اور بورڈ سکولوں کے طلبہ پر بھی مخفی نہیں کہ (زبان عربی میں) فاعل مونث حقیقی لفظی ہو تو جب اس کی طرف فعل منسوب کیا جاوے تو اس فعل کا مونث ہونا لازم و واجب ہوتا ہے۔ نہ کہ مذکر جیسے کہ دونوں اصح و صح والے مخدوش الہاموں میں منقول ہے۔ ”جس صورت میں فاعل مونث حقیقی ہو تو فعل کو ہمیشہ بیضہ مونث لانا چاہئے۔“ (دیکھو کتاب مفتاح الادب حصہ سوم نمبر ۱۸)

جب کہ زوجتی فاعل مونث حقیقی ہے تو چاہئے تھا کہ اس کا فعل مونث یعنی صحت زوجتی ہوتا۔ مگر چونکہ یہ ایک شیطانی الہام ہے۔ پس ان فاش اور فحش غلطیوں سے اس کا مملو اور مشغون ہونا ضروری تھا۔ دوسرے پہلو پر اگر قادیانی یا اس کا کوئی معاون یہ کہے کہ دونوں الہاموں میں ضمیر ملہم (الہام کنندہ) کی جانب راجح ہے اور زوجہ مفعول ہے نہ کہ فاعل اور اعتراض مذکورہ سے کسی باطل حیلہ سے بچنا چاہے تو پھر بھی کبھی نجات اور مخلصی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس صورت میں استفہام

آنحضرت ﷺ جیسا نہیں۔ رہا یہ کہ وہ باعتبار اوصاف مدعی عینیت ہے۔ یہ بھی مستحکم طفلان سے کم نہیں۔ کیونکہ ایک شخص کے عوارض باجماع دوسرے شخص میں ہرگز نہیں پائے جاتے۔ کہا ”لا یسحفی علی العاقل“ باقی آئندہ۔
الراقم: ابوالحسن غلام مصطفیٰ الجھمی القاسمی الامرتسری

۵..... مرزا قادیانی سے فیصلہ

بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ جب مرزا قادیانی ہر طرح عاجز ہو جاتے ہیں تو مہابہ کا اشتہار دیتے ہیں۔ مگر میدان میں نہیں آتے۔ الہام پارہ پارہ ہو گیا۔ جھوٹی نبوت کے پر نچے اڑ گئے۔ اب شخہ ہند سے فیصلہ کرنے کا اعلان دیا ہے۔ اس معاملہ میں معاہدان ضمیمہ کی عام رائے حسب ذیل موصول ہوئی ہے۔

اولاً..... مرزا قادیانی ضمیمے کے تمام اعتراضات کا معقول جواب دیں۔

دوم..... جب کہ تمام علمائے اسلام مرزا قادیانی کو بالاجماع کافر قرار دے چکے ہیں تو کیا ابھی فیصلہ ہو جانے میں کچھ شک ہے؟

سوم..... حضرت حاجی مولوی صوفی محمد عبدالحق صاحب سے مہابہ کر کے جو کچھ مزہ چکھا اور اس کا جو کچھ مزید اثر ظہور میں آرہا ہے کیا وہ عبرت کے لئے کافی نہیں؟

چہارم..... ملہمان متبعان کتاب دست نے جو آپ کے الہامات کو شیطانی قرار دیا تو ان کا کیا بجز اجواب شخہ ہند پر مہابہ کی دھونس ڈالی جاتی ہے۔

پنجم..... مولوی فضل حق صاحب ایبٹ آبادی نے ہر طرح کا فیصلہ کرنے کا جو ڈنکے کی چوٹ تمام مرزائی شرائط قبول کر کے اعلان دیا ہے پہلے ان سے مہابہ کیجئے۔ کچھی کیوں چڑھ گئی؟

ششم..... جب کہ ازالہ اوہام ص ۵۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۲۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی درخواست مہابہ کو مرزا قادیانی سخت خطا قرار دے کر مہابہ سے گریز کر چکے ہیں تو اب مہابہ کی درخواست

کیسی ہے یا تو پہلے جھوٹ بولا یا اب جھوٹ بولتا ہے۔ (عصاء موسیٰ ص ۱۳۸) پھر تعزیرات کی دفعہ خلاف بیانی شخہ کے اجلاس میں کیوں قائم نہ ہو۔ آج مثل پیش ہو کر حکم ہوا کہ وارنٹ گرفتاری بلا

ضمانت جاری کیا جائے۔ (ایڈیٹر)

۶..... بے معنی الہام

جس طرح ضمیمے نے مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں بند کر دیں اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ الہام بھی بند کیا جائے گا اور پھر نہ ہانس رہے گا نہ بانسری اور پھنک ایک پھنک دو کو بھی شخہ پھانک جائے گا۔ بس ٹرون ٹون مداری اور اس کی ڈگڈگی باقی رہ جائے گا۔ بے معنی الہامات کے جیسے

کچھ پرزے اڑے۔ نبی حلال الانبیاء کی جو کچھ چٹھاڑ ہوئی۔ ”اصح زوجتی“ اور ”انت بمنزلہ ولدی“ کی جو کچھ قلمی آج کے ضمیمے میں کھلی اس سے مرزا اور مرزا بیوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ مرزا قادیانی کے خدا نے انت ولدی نہیں کہا۔ کیونکہ اس کا ایک اکلوتا بیٹا (بزعم نصاری) پہلے ہی موجود تھا۔ بلکہ بمنزلہ ولدی کہا ظاہر ہے کہ اس سے اپنے پچھلے اکلوتے بیٹے کو بڑھایا اور لے پالک بیٹے (مرزا) کو گھٹایا۔ کیونکہ نقل سے اصل ہمیشہ بڑھی رہتی ہے۔ حالانکہ مرزا اپنے کو اکلوتے بیٹے سے بڑھاتا ہے اور اس کی ہر طرح توہین کرتا ہے۔ گویا پ بیٹوں میں تقاض ہے۔ ”ہذا شمس عجاب“ اگر مرزا کا خدا مرزا کو ولدی کہہ دیتا تو خرابی میں کون سا شہتیر ہو جاتا۔ جب خدا کے ایک بیٹا ہو چکا ہے تو وہ دوسرے بیٹے کا ہونا کون سا خرقِ نیچر ہے۔ ایک بیٹا جن کر یا جنوا کر مرزا اور عیسائیوں کے خدا کا عین ہو جانا قیاس میں نہیں آتا۔ بمنزلہ ولدی سے مرزا قادیانی نے اپنے کو عیسائیوں کے عقیدے سے بچانا چاہا ہے۔ مگر ولدی اور بمنزلہ ولدی میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں ایک ہی نکسال کی گھڑت ہیں۔ پھر دونوں فقرے کتنے بے جوڑ ہیں۔ ”انت بمنزلہ ولدی“ کے قضیہ حلیہ میں تو حمل صفت پر اور انت تو حیدی و تفریدی میں حمل مصدر کا ذات پر ہے جو بالکل بے معنی ہے۔ (ایڈیٹر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

۱۲/ مارچ ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۱۱ کے مضامین

.....	الشہادۃ الجلی فی اثبات لوازم النبی	محقق گجراتی!
-------	------------------------------------	--------------

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

..... الشہادۃ الجلی فی اثبات لوازم النبی

نبوت اور اس کے لوازم

نبی کا لفظ نباء سے مشتق ہے۔ نباء کے معنی خبر اور آگاہی کے ہیں۔ قرآن مجید میں نباء کا اطلاق غیب کے متعلق ہوا ہے اور غیب سے کبھی تو حالات ماضیہ مراد لئے گئے ہیں اور کبھی مستقبلہ۔ اللہ تعالیٰ کا مقصود انباء غیب سے یہ ہے کہ اس کے احکام کی عدم تعمیل کے جو نتائج پہلے لوگوں پر عائد ہوئے ہیں ان کو موجودہ اور آئندہ نسلوں کے واسطے کھول کر بیان کیا جائے تاکہ یہ

حالات انہیں صراطِ مستقیم پر چلنے میں مدد و معاون ہوں اور اس وجہ سے مرنے کے بعد قیامت کے دن جو حالت ان کی ہونے والی ہے۔ اس سے آگاہ اور خبردار ہو جائیں۔

آیات جن میں نبا کا اطلاق حالاتِ ماضیہ پر ہوا ہے:

”كذالك نقص عليك من انباء ما قد سبق وقد اتينك من لدنا ذكراً، من اعرض عنه فانه يحمل يوم القيامة وزراً، خالدین فیہ وساء لهم یوم القيامة حملاً (طہ)“ ﴿اسی طرح ہم واقعات گزشتہ تم کو سناتے ہیں اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے قرآن عطاء فرمایا جن لوگوں نے اس سے منہ پھیرا۔ قیامت کے دن وہ ایک بوجھ لادے ہوں گے۔ اسی حال میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے دن ان کو بہت ہی گراں ہوگا۔﴾

”الم یاتکم نباء اللدین کفروا من قبل فداقو وبال امرهم ولهم عذاب الیم (تغابن: ۵)“ ﴿کیا تم کو ان لوگوں کا حال نہیں پہنچا جنہوں نے پہلے کفر کیا۔ پھر اپنے اعمال کا مزہ چکھا اور ان کو عذاب دردناک ہوتا ہے۔﴾

آیات جن میں نبا کا اطلاق حالاتِ مستقبلہ پر ہوا ہے: ”فقد کذبوا بالحق لما جاءهم فسوف یاتیهم انباء ما كانوا به یتسهزؤن الم یروا کم اهلکننا من قبلهم من قرن مکنتهم فی الارض مالم نمکن لکم وارسلنا السماء علیهم مدراراً وجعلنا الانهر تجری من تحتهم فاهلکنناهم بذنوبهم وانسانا من بعدهم قرناً آخرین (الانعام)“ ﴿چنانچہ جب حق ان کے پاس آیا اس کو بھی جھٹلا ہی دیا۔ یہ لوگ جس چیز کی ہنسی اڑا رہے ہیں اس کی حقیقت ان کو معلوم ہو جائے گی۔ کیا ان لوگوں نے نظر نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کیا جن کی ہم نے ملک میں ایسی (مضبوط) بڑ باندھ دی تھی کہ ابھی تک تمہاری ایسی جڑ نہیں باندھی اور ہم نے ان پر موسلا دھار مینہ برسایا اور ان کے نیچے سے نہریں رواں کر دیں۔ پھر ہم نے ان کے گناہوں کی سزا میں ان کو ہلاک کیا اور ان کے پیچھے اور امت نکال کھڑی کی۔﴾

”قل ما اسئلكم علیه من اجر وما انا من المتکلفین ان هو الا ذکر للعلمین ولتلعنن نباء بعد حین (ص: ۸۸۷۸۶)“ ﴿کہو کہ اس پر میں تم سے کچھ مزدوری تو مانگتا نہیں اور نہ مجھ کو تکلف کرنا آتا ہے۔ یہ دنیا جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور بس اور کچھ دنوں پیچھے تم کو اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔﴾

قرآن کریم نے نبوت اور رسالت کے لوازم صاف صاف بتلا دیئے ہیں اور مثال

کے واسطے انبیاء کرام کے نام اور ان کے مختصر حالات بھی ظاہر کر دیئے ہیں۔ اس موقعہ پر ان لوازم میں سے چند کے بیان پر اکتفاء کیا جائے گا۔

اول مدعی نبوت و رسالت پر وحی کا ہونا۔ یہ وحی اسی قسم کی ہونی چاہئے جیسی انبیاء سابقین پر ہوتی رہی ہے۔ دیکھو آیت ذیل ”انا او حینا الیک کما او حینا الی نوح والنبیین من بعدہ و او حینا الی ابراہیم واسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط و عیسیٰ و ایوب و یونس و ہرون و سلیمان و آتینا داؤد زبوراً و سلاً قد قصصناہم علیک من قبل و رسالہم نقصصہم علیک و کلم اللہ موسیٰ تکلیماً (النساء: ۱۶۳، ۱۶۴)“ ﴿پیشک ہم نے وحی کی تجھ کو جیسے کہ وحی کی ہم نے نوح کو اور نبیوں کو اس کے بعد اور وحی کی ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو اور وحی ہم نے داؤد کو زبور اور رسول ہیں کہ ہم نے ان کا حال اس سے پہلے تجھ پر بیان کیا اور رسول ہیں کہ ان کا حال ہم نے تجھ پر بیان نہیں کیا اور بات کی اللہ نے موسیٰ سے ایک طرح کی باتیں کرنا۔﴾

اس آیت میں جناب سید المرسلین کی وحی کی مثل وحی انبیاء سابقین اس واسطے کہا گیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ محض وحی کا ہونا نبوت اور رسالت کے واسطے کافی نہیں۔ کیونکہ وحی کبھی شیطان کی طرف سے اس کے دوستوں کو بھی ہوتی ہے۔ جس کی اطاعت انسان کو مشرک بنا دیتی ہے۔ دیکھو آیت ذیل: ”وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءہم لیجادلوکم وان اطعتموہم انکم لمشرکون (الانعام)“ ﴿اور شیاطین تو اپنے ڈھب کے لوگوں کے دلوں میں دوسوڑا لتے ہی رہتے ہیں تاکہ تمہارے ساتھ کج بھنٹی کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مان لیا تو بلاشک تم (بھی) مشرک ہو۔﴾

کبھی وحی نیک عورتوں کو بھی ہوتی ہے اور وہ واقعی مکالمہ الہی تک پہنچ جاتی ہے تو بھی وہ نبی نہیں ہو جاتیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے ساتھ جو مکالمہ الہی ہوا اس کا ذکر آیت ذیل میں ہے۔ ”واو حینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انارادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین (القصص: ۷)“ ﴿اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کی طرف وحی بھیجی کہ ان کو دودھ پلاؤ۔ پھر جب ان کی نسبت تم کو خوف ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا اور خوف نہ کرنا اور نہ رنج کرنا۔ ہم ان کو پھر تمہارے پاس پہنچا دیں گے اور ان کو پیغمبروں میں سے بنائیں گے۔﴾

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے ساتھ مکالمہ الہی کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ دیکھو آیت ذیل: ”فارسلنا البہار ورحنا فتمثل لها بشراً سوياً (مریم: ۱۷)“ ﴿پس ہم نے اپنے روح (القدس یعنی جبرائیل) کو ان کی طرف بھیجا تو وہ اچھے خاصے آدمی کی شکل بن کر ان کے رو برو آکھڑے ہوئے۔﴾

”فسادھا من لحنھا آلا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریاً وھزی الیک بجدع النخلۃ تساقط علیک رطباً جنیاً (مریم: ۲۳، ۲۴)“ ﴿پھر جبریل نے (چشمہ) کے تلے سے ان (مریم) کو آوازی کہ آرزوہ خاطر مت ہو۔ تمہارے پروردگار نے تمہارے تلے ایک چشمہ بہا دیا ہے اور کھجور کی جڑ کو اپنی طرف ہلاؤ۔ تم پر پکی پکی کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔﴾

بایں ہمہ مکالمات الہیہ یہ معزز خواتین کبھی انبیاء کی فہرست میں شمار نہیں ہوئیں۔ باوجودیکہ کتاب اللہ نے ان مکالمات کی کلمے الفاظ میں تصدیق کی ہے۔

دوم یہ وحی نبی رسول کی قومی زبان میں ہونی چاہئے۔ کیونکہ ضرور ہے کہ نبی وحی کو خود سمجھ سکے۔ دیکھو آیت ذیل: ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم (ابراہیم)“ ﴿اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اسی قوم کی زبان میں تاکہ ان کو سمجھائے۔﴾

اس التزام میں یہ ایک لطیف حکمت ہے کہ اگر وحی غیر زبان میں جس کو نبی یہ تکلف سمجھے یا بالکل نہ سمجھ سکے تو قطع نظر اس سے کہ یہ امر سراسر اغراض نبوت (ہدایت خلق) کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کمال پر اعتراض لازم آتا ہے۔ جس کا ذکر آیات ذیل میں ہے۔ ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (العام: ۱۲۳)“ ﴿اللہ خوب جانتا ہے کہ کس جگہ رکھے اپنی پیغمبری کو۔﴾

”اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلاً ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر (حج: ۷۵)“ ﴿اللہ فرشتوں میں سے پہنچانے کے لئے انتخاب فرماتا ہے اور آدمیوں میں سے (بھی) اللہ سنتا دیکھتا ہے۔﴾

سوم مدعی نبوت یا رسالت کو اپنا دعویٰ صراحتاً وحی الہی سے پیش کرنا چاہئے اور اسی نبی کی وحی میں مخاطبین نبوت کو اس پر ایمان لانے کا حکم ہونا چاہئے اور ایمان لانے کا نتیجہ ظاہر ہونا چاہئے۔ کیونکہ جس حالت میں افضل الرسل کے واسطے یہ شرائط ضروری ہیں تو اور کون ان کو لازم سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے؟ اس کی تائید میں دیکھو آیات ذیل۔

آیت جس میں سرور عالم ﷺ نے رسالت کا دعویٰ کیا: ”قل یا ایہا الناس انی

رسول الله اليكم جميعاً الذي له ملك السموات والارض لا اله الا هو يحيى ويميت فآمنوا بالله ورسوله النبي الامى الذى يؤمن بالله وكلماته واتبعوه لعلكم تهتدون (الاعراف: ۱۵۸) ﴿﴾ کہہ دے (اے پیغمبر) کہ اے لوگو بے شک میں تم سب کے پاس اللہ کا پیغام لانے والا ہوں۔ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ کوئی معبود نہیں بجز اس کے جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ پھر ایمان لاؤ اس پر اور اس کے کلام پر اور اس کی تابعداری کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ ﴿﴾

آیت جس میں انکار نبوت پر سزا تجویز کی گئی ہے: ”قل يا ايها الناس انما انا لكم نذير مبين فالذين امنوا وعملوا الصالحات لهم مغفرة ورزق كريم والذين سعوا في آياتنا معاجزين اولئك اصحاب الجحيم (الحج: ۵۱ تا ۵۹)“ ﴿﴾ (اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ لوگو! میں تو تم کو کھلم کھلا (عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہوں اور بس پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے (اس کے صلے میں) ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی اور جو لوگ ہماری آیتوں کی ہرانی جتانی کرتے رہتے ہیں وہی دوزخی ہیں۔ ﴿﴾

چہارم..... اس وحی میں مدعی نبوت و رسالت کا نام اور درجہ بالصراحت ہونا چاہئے۔ اس ضرورت کو اس حد تک تسلیم کیا گیا ہے کہ وحی مسلمہ (قرآن کریم) میں اس جامع کمالات انسانی و چشمہ فیوض رحمانی کے اسم گرامی کو بھی نہ بالکناہیہ بلکہ بالصراحت بار بار بیان کیا گیا ہے۔ دیکھو آیات ذیل:

”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ۱۳۳)“

﴿﴾ اور محمد اور کچھ نہیں مگر ایک پیغمبر ہے۔ بیشک اس سے پہلے بھی پیغمبر گزرے ہیں۔ ﴿﴾

”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰)“ ﴿﴾ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور (سب) پیغمبروں کے آخر میں ہیں۔ ﴿﴾

”والذين امنوا وعملوا الصالحات و آمنوا بما نزل على محمد وهو الحق من ربهم كفر عنهم سيئاتهم واصلح بالهم (محمد: ۲)“ ﴿﴾ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے اور جو محمد پر نازل ہوا ہے اس پر (بھی ایمان لائے) اور وہ برحق ہے ان کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ خدا نے ان کے گناہ ان سے اتار دیئے اور ان کی حالت (بھی) درست کر دی۔ ﴿﴾

پنجم..... ایسے نبی یا رسول کے پاس ایک کتاب منزل من اللہ ہونی چاہئے جو مخاطبین کے

اختلافات کا فیصلہ کرنے والی ہو اور انسانی جماعت کو اس پر عمل کرنے کی صورت میں عدل پر قائم رکھنے والی ہو۔ دیکھو آیات ذیل۔

آیت جس میں نبی کے ساتھ کتاب کا ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے: ”مکان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه (البقرہ: ۲۱۳)“ ﴿سب آدمی ایک گروہ تھے۔ پھر بھیجا اللہ نے نبیوں کو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ برحق کتاب اتاری تاکہ لوگوں میں اس بات میں جس میں وہ مختلف ہو گئے ہیں حکم دیں۔﴾

آیت جس میں رسول کے ساتھ کتاب کا ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے: ”لقد ارسلنا رسلنا بالبينات وانزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط (الحديد: ۲۵)“ ﴿ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے معجزے دے کر بھیجا اور ان کی معرفت کتابیں اتاریں اور پیمانہ (حق و باطل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔﴾

ان آیات میں جو کتاب کا لفظ ہے۔ اس کی نسبت کئی مفسروں نے صاف لکھ دیا ہے کہ اس سے ہر نبی کے واسطے کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ اس موقع پر صرف ایک مفسر کی رائے کا لکھ دینا کافی ہوگا۔ وہ ہے: ”قال القناضي ظاهر هذه الآية يدل على انه لا نبى الا معه كتاب منزل فيه بيان الحق طال ذلك الكتاب ام قصر ودون ذلك ام لم يدون وكان ذلك الكتاب معجزا اولم يكن كذلك لان كون الكتاب منزلا معهم لا يقتضى شيئاً من ذلك (تفسیر کبیر ج ۲ آیت ۲۰۹)“

ششم..... وہ کتاب منزل من اللہ اختلافات سے پاک ہو اور وحی انبیاء سابقین کی مصدق ہوں کہ اس کے برخلاف یہی معیار قرآن کریم کے من جانب اللہ ہونے کا زمان رسالت سرور عالم ﷺ میں پیش کیا گیا تھا۔ دیکھو آیات ذیل: ”الاولا يتدبرون القرآن ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً (النساء: ۸۲)“ ﴿پھر کیا وہ نہیں سمجھتے قرآن کو اور اگر خدا کے سوا اور کسی کے پاس سے ہوتا تو وہ بیشک اس میں بہت اختلاف پاتے۔﴾

”وانزلنا اليك الكتاب بالحق مصدقاً لما بين يديه من الكتاب ومهيماً عليه (المائدة: ۴۸)“ ﴿اور بھیجی ہے۔ ہم نے تیرے پاس کتاب برحق۔ سچا بتاتی ہے۔ اس کو جو اس کے آگے ہے کتاب سے (یعنی تورات و انجیل سے) اور اس کی محافظ ہے۔﴾

ہفتم..... نبی یا رسول کو لازم ہے کہ وحی الہی کو بلا کم و کاست لوگوں کو پہنچا دے۔ اگر ایسا نہ کرے تو

اپنے درجے سے گر جاتا ہے۔ دیکھو آیت ذیل جس میں رسول اکرم ﷺ مخاطب ہیں۔

”یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس (المائدہ: ۶۷)“ ﴿اے پیغمبر پہنچا دے (لوگوں میں) جو کچھ کہ بھیجا گیا ہے تیرے پاس تیرے پروردگار سے اور اگر تو نہ کرے تو تو نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور اللہ بچائے گا تجھ کو آدمیوں سے۔﴾

”وما کان لنبی ان یغلل ومن یغلل یات بما غل یوم القیمة ثم توفی کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمون (آل عمران: ۱۶۱)“ ﴿اور کسی نبی کے لائق نہیں کہ ٹھین کرے گا آئے گا اس چیز سمیت جس کو ٹھین کیا ہے۔ قیامت کے دن پھر پوری دی جائے گی (سزا) ہر ایک شخص کو اس کی جو اس نے کمایا ہے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔﴾
ہشتم..... (الف) نبی کی عملی زندگی قوم کے واسطے ایک مثال قابل اتباع ہونی چاہئے۔
(ب) اس کا قول اور فعل مطابق ہونا چاہئے۔
(ج) اس کو خود احکام الہی کا سب سے اوّل پابند ہونا چاہئے۔
دیکھو ان تینوں امور کے متعلق آیات ذیل:

الف..... ”قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم والله غفور رحیم (آل عمران: ۳۱)“ ﴿کہہ دے (اے پیغمبر) کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والے ہے بڑا مہربان۔﴾

ب..... ”یا ایہا الدین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عند الله ان تقولوا مالا تفعلون (الصف: ۲، ۳)“ ﴿مسلمانو! تم ایسی بات کیوں کہہ بیٹھا کرتے ہو جو تم کر کے نہیں دکھاتے۔ اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ کہو اور نہ کرو نہیں۔﴾

ج..... ”ثم جعلناک علی شریعة من الامر فاتبعها ولا تتبع احواء الدین لا یعلمون (الحجّاثہ: ۱۸)“ ﴿پھر ہم نے تم کو دین کی شریعت سے لگا دیا ہے۔ تو تم اسی پر چلے جاؤ اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو علم نہیں۔﴾

”قل انی امرت ان اعبد الله مخلصا له الدین وامرت لان اکون اول المسلمین قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (الزمر: ۱۱)“ ﴿کہو کہ مجھ کو حکم ملا ہے کہ میں خالص خدا کی فرمانبرداری کو مد نظر رکھ کر اسی کی عبادت کیا کروں اور

(نیز) مجھ کو یہ حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ کہو کہ میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ ﴿

نہم..... نبی کے لئے اپنی زندگی کے ہر حصہ میں صادق ہونا شرط ہے۔ جناب اصدق الصادقین علیہ السلام نے اپنی نبوت و رسالت کی حقانیت کا مدار علیہ یہ نشانِ عظیم بھی قرار دیا ہے۔ دیکھو آیات ذیل: "قل لو شاء الله مالتوہ علیکم ولا ادراکم بہ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ الفلا تعقلون فمن اظلم ممن الفتری علی الله کذبا او کذب بائانہ انه لا یفلح المجرمون (یونس: ۱۶، ۱۷)" ﴿کہہ دے (اے پیغمبر) اگر چاہتا اللہ تو میں نہ پڑھتا تمہارے سامنے اور (خدا) تم کو اس سے خبردار نہ کرتا۔ پھر بے شک میں رہا تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا تم نہیں سمجھتے۔ پھر کون بڑا ظالم ہے۔ اس شخص سے جو باندھ لیوے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلاوے اس کی نشانیوں کو ٹھیک بات یہ ہے کہ نہیں فلاح پائیں گے گنہگار۔ ﴿

وہم..... نبی یا رسول کی دعوت و حکمت اور مواظبت نہ ہونی چاہئے نہ کہ سختی پر اور اگر جدال کی صورت پیش آجائے تو مستحسن طریق اختیار کرنا چاہئے۔ دیکھو آیات ذیل: "ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و هو اعلم بالمہتدین (النحل: ۱۲۵)" ﴿بلا اپنے پروردگار کی راہ کی طرف حکمت اور نیک نصیحت کے ساتھ اور بحث کران سے اس طریق میں کہ وہی سب سے اچھا ہے۔ بیشک تیرا پروردگار وہ خوب جاننے والا ہے۔ اس کو جو گمراہ ہو اور وہ خوب جاننے والا ہے راہ پانے والوں کو۔ ﴿

"ولا تسبوا الذین یدعون من دون الله فیسبوا الله عدواً بغير علم (الانعام)" ﴿اور مت گالی دو ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں (اور کسی کو) اللہ کے سوا پھر وہ اللہ کو گالی دیں گے بے سمجھے۔ ﴿

"اذہبا الی فرعون انه طغی فقولالہ قولاً لینا لعلہ یتذکر او یخشی (طہ: ۴۳، ۴۴)" ﴿دو لوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت سرائٹھا رکھا ہے۔ پھر اس سے نرمی سے بات کرو شاید وہ سمجھ جائے یا (ہمارے عتاب سے) ڈرے۔ ﴿

یازدہم..... احکامِ الہی کی تبلیغ کرنے اور وحیِ الہی کو سنا دینے سے نبی یا رسول کا فرض پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے منصبِ عالی کو قوم کے تسلیم کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔

"فہل علی الرسل الا البلاغ المبین (النحل: ۳۵)" ﴿پھر رسولوں پر کچھ ذمہ

نہیں بجز صاف صاف (حکم) پہنچانے کے۔ ﴿

”فلعلک باخع نفسک علی آثارہم ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفاً
 انا جعلنا ما علی الارض زینة لها لنبلوہم ایہم احسن عملاً (الکہف: ۷۰)۔“
 ﴿(اے پیغمبر) اگر (یہ لوگ) اس بات کو نہ مانیں تو شاید تم مارے افسوس کے ان کے پیچھے اپنی
 جان ہلاک کر ڈالو گے جو (کچھ) زمین پر ہم نے اس کو زمین کی رونق (کا موجب) بنایا ہے۔
 تاکہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔﴾

”انا انزلنا علیک الکتاب للناس بالحق فمن اھتدیٰ فلنفسہ ومن ضلّ
 فانھا یضل علیہا وما انت علیہم بوکیل (الزمر: ۴)۔“ ﴿(بیشک (یہ) کتاب ہم نے
 لوگوں کے (فائدے کے) لئے تم پر اتاری ہے (اور) اس میں (دین) حق (کی تعلیم) ہے جو
 رو بہ راہ ہوا وہ اپنے خاص (بھلے کے) لئے اور جو بھٹکا تو اس کے بھٹکنے کا وبال (بھی) اسی پر
 (پڑے گا) اور تم کچھ ان کے وکیل تو نہیں۔﴾

دوازوہم تبلیغ کے بعد نبی یارسول کا کام یہ ہے کہ صبر کے ساتھ (بغیر کسی قسم کے مضطربانہ
 جوش کے) مخالفین اور موافقین کے افعال و اعمال حسنہ کے نتیجے دیکھے۔ کیونکہ قانون الہی
 یہ ہے کہ اس کے فرمانبرداروں کی عزت ہوتی ہے اور نافرمانوں کو ذلت ملتی ہے۔ دیکھو آیات
 ذیل: ”واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق مما
 یمکرون ان اللہ مع الدین اتقوا والدین ہم محسنون (النحل: ۱۲۷، ۱۲۸)۔“ ﴿اور
 صبر کرو اور نہیں تیرا صبر مگر اللہ کی مدد سے اور مت غم کھا ان پر اور مت ہونگے دل اس سے جو وہ مکر
 کرتے ہیں۔ بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہے
 جو نیکی کرنے والے ہیں۔﴾

”فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لہم کانہم یوم
 یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعة من نهار بلغ فهل یهلك الا القوم الفاسقون
 (الاحقاف: ۳۵)۔“ ﴿(اے پیغمبر) جس طرح (اور) اہمیت والے پیغمبروں نے (ایذاؤں پر)
 صبر کیا تم بھی صبر کرو اور ان کے لئے (عذاب کی) جلدی نہ مچاؤ جس دن (قیامت کو) دیکھ لیں
 گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا وہ (دنیا میں) بہت رہے
 ہوں گے تو (سارے) دن میں سے ایک گھڑی بھر (لوگوں کو حکم خدا کا) پہنچانا تھا سو پہنچا دیا گیا۔ سو
 (اب اس کے بعد جو) لوگ نافرمان ہوں گے وہی ہلاک ہوں گے۔﴾

”وَاللّٰهُ الْعَزِيزُ وَالرَّسُوْلُ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِالْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
(المنافقون: ۸)“ ﴿ حالانکہ (اصلی) عزت اللہ کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی ہے مگر
منافق (اس بات سے) واقف نہیں۔ ﴿

قرآن کریم نے آئندہ نبوت اور صحف آسمانی کی ضرورت کو اعلان عام کے ذریعے
سے رفع کر دیا ہے۔ آئندہ نبی کی ضرورت تو اس طرح پر اٹھا دی گئی ہے کہ جناب
سرور کائنات ﷺ کی رسالت کے مقاصد کسی خاص قوم میں محدود نہیں رکھے۔ بلکہ وہ تمام
انسانوں کے واسطے ہیں اور آئندہ صحف آسمانی کی ضرورت کو اس طرح رفع کیا ہے کہ وہ کتاب جو
اس ہادی عالم ﷺ پر اتاری گئی ہے۔ انسان کی جسمانی اور روحانی فلاح کے واسطے کافی و دانی
ہے۔ اس کی موجودگی میں کسی اور صحیفہ کا خواہشمند ہونا ایک خطرناک اور قابل ملامت خواہش ہے۔
آیات جن میں آئندہ نبی کی ضرورت کو رفع کیا گیا ہے:

”وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بِشِيْرٍ اَوْ نَذِيْرًا وَّلٰكِن اَكْثَر النَّاسِ لَا
يعلمون (النبأ: ۲۸)“ ﴿ اور (اے پیغمبر) ہم نے تم کو تمام (دنیا کے) لوگوں کی طرف (پیغمبر بنا
کر) بھیجا ہے کہ (ان کو ایمان لانے پر ہماری خوشنودی کی) خوشخبری سنا دو اور (کفر کرنے پر
ہمارے عذاب سے) ڈرا دو مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ ﴿

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَّلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٰيْنَ
(الاحزاب: ۴۰)“ ﴿ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ تو اللہ کے رسول
ہیں اور سب پیغمبروں کے آخر میں ہیں۔ ﴿

آیات جن میں آئندہ صحف آسمانی کی خواہش کو ایک خطرناک خواہش بتلایا گیا ہے۔
”فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذٰكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ كَانَهُمْ كَانُمْرًا مُّسْتَفْرِطَةً فَرَّتْ مِّنْ قَسْوَرَةٍ
بَلْ يَرِيْدُ كُلُّ اَمْرٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّوْتٰى صَحْفًا مِّنْشَرَةٍ كَلَّا بَل لَا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ كَلَّا
اِنَّهٗ تَذٰكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ (المدثر: ۵۵ تا ۵۹)“ ﴿ (مگر) ان لوگوں کو کیا (بلا باری) ہے
کہ نصیحت سے اس طرح روگردانی کرتے ہیں کہ گویا وہ (جنگلی) گدھے ہیں (اور) شیر (کی
صورت) سے بدک کر بھاگتے ہیں۔ بلکہ ان کے تو یہ حوصلے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کو کھلے
ہوئے آسمانی صحیفے دیئے جائیں سو یہ تو ہونا نہیں بلکہ (بات یہ ہے کہ یہ لوگ) آخرت ہی سے نہیں
ڈرتے۔ سو یہ جھک مارنے کی بات ہے۔ کیونکہ یہی قرآن (سراسر) نصیحت ہے تو جو چاہے اس کو
سوچے (سمجھے)۔ ﴿

محقق مگرانی!

ایڈیٹر..... سبحان اللہ! مولانا محقق گجراتی نے کس تحقیق اور ترتیب و تہذیب سے کلام مجید کی آیات کا انتخاب پیش کیا ہے اور کیسا صاف و شفاف جھلکا ہوا آئینہ مرزا اور مرزائیوں کو دکھایا ہے کہ صل علی، مگر وہاں تو خدا کی عنایت سے ہنے کی پھوٹے ہوؤں چوہٹ اندھوں کی محفل ہے۔ وہ جب خود نبی امی خاتم المرسلین ﷺ کو نہیں مانتے تو جو قرآن ان پر نازل ہوا ہے اسے کیوں ماننے لگے۔ ہاں! ان آیات کو مانیں گے جن کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کے باب میں نازل نہیں ہوئیں۔ بلکہ میرے باب میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ منہ اور گرم مسالا۔ یہ گھسنی اور روغن بادام میں دم کئے ہوئے پولاؤ کا منہا منہ بھرا ہوا تو برا۔ چند گدھے رات ب اور آرزو قہ نہ دیں تو بے گھاس دانے ٹاتے پھریں اور طوطے کے عراقیوں میں کنوتیاں دبا دبا کر وہ لتیاج ہو کہ گھٹنوں مزہ آ جائے اور وہ فراموشی دولتیاں اور پشتگینن جھاڑی جائیں کہ گاڑی پچھاڑی تھامنی دو بھر ہو جائے۔ پھر کاناٹو اور بدھونفر ہی رہ جائے اور سب اڑ چھو ہو جائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۱۲ کے مضامین

.....۱	خدا پر قادیانی بہتان	اد گجراتی!
.....۲	ایں گل دیگر شگفت	امام دین ازلا ہورا!
.....۳	ہم مرزا قادیانی کے خدا کا الہام بند کر دیں گے	مولانا شوکت اللہ!
.....۴	نشان آسانی	

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

.....۱ خدا پر قادیانی بہتان

عبدالکریم نے ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء کے اخبار الحکم میں پورے نوکالم مندرجہ عنوان مضمون کے جواب میں لکھے ہیں۔ یہ مکالمہ سید محمد عمر صاحب گجراتی اور برہان الدین مرزائی کے مابین ہوا تھا اور ہمیں اور مولانا شوکت مجدد السنہ مشرقیہ کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ مگر عبدالکریم ہم کو برا بھلا کہنے کے لئے اسے ہماری طرف منسوب کرتا ہے۔ جواب یوں تو شیطان کی آنت کی طرح بہت طویل ہے۔ مگر پڑھ کر دیکھو تو کوہ کندن دکاہ برآوردن والی مثل صادق آتی ہے۔

از برون چون گور کافر پر ظلل
وز اندرون قہر خدائے عزوجل
عبدالکریم کے اس جواب کی فہرست حسب ذیل ہے۔

..... ۱ گالیاں اور برے الفاظ سے خطاب جو قسام ازل نے مرزائیوں کو نصیب کیا ہے، پورے تین کالم۔

..... ۲ مرزا کے شیطانی الہامات، ۲ کالم۔

..... ۳ مولویوں اور مرزائیوں کے ناموں کی فہرست، ۳ کالم۔

..... ۴ مہابلہ کی درخواست اور المنار و لسان العرب کی عبارت، ۲ کالم۔

یہ تحریر ہم نے اس بزرگ کو پڑھ کر سنا دی جس نے میاں برہان الدین چہلمی (قادیانی) سے مکالمہ کیا تھا۔ جس میں برہان الدین مذکور کو منہ کی کھانی پڑی۔ اس بزرگ نے صاف کہہ دیا کہ عبدالکریم نے پینک وہاں تک کا زور لگایا مگر بھساک سے دلدل میں بیٹھ گیا اور نہ نکل سکا۔ اعتراض یہ تھا کہ لفظ حمد کا اطلاق خداوند تعالیٰ کی پاک ذات کے سوا قرآن مجید میں کسی اور پر بھی ہوا ہے یا نہیں اور پھر اس حالت میں کہ خاص خدائے تعالیٰ (معاذ اللہ) کسی کی حمد گاتا ہو۔

..... ۱ عبدالکریم لکھتا ہے کہ ”محمد صیغہ مبالغہ کا ہے (یہ کون سے جو نیوری قاضی کی لال کتاب میں لکھا ہے۔ ایڈیٹر) جس کے معنی ستودہ شدہ کے ہیں۔“ سبحان اللہ کیا کہنا! آپ اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ یہ مبارک اسم (محمد) قرآن مجید میں گرامر کے صیغے چھانٹنے کے لئے نہیں دیا گیا۔ بلکہ اسم معرفہ کی حیثیت سے وارد ہوا ہے اور قرآن مجید میں چار جگہ یہ پیارا نام موجود ہے۔

..... ۱ ”وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ۱۴۴)“

..... ۲ ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب: ۴۰)“

..... ۳ ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار (الفتح: ۲۹)“

..... ۴ ”والذین آمنوا وعملوا الصلحٰت وامنوا بما نزل علی محمد وهو الحق من ربہم (محمد: ۲)“

ان چاروں آیات میں لفظ محمد صاف صاف اسم معرفہ ہے اور وہی مبارک اور مقدس اسم ہے جو آنحضرت ﷺ کے والدین نے تولد کے وقت رکھا تھا۔ جیسے دیگر انبیاء علیہم السلام کے نام قرآن شریف میں موجود ہیں۔ یعنی آدم، موسیٰ، عیسیٰ، نوح، یوسف، یعقوب، یونس، ایوب،

ابراہیم، اسماعیل، اسحاق (علیہم السلام) وغیرہ اور جیسے کل دنیا اپنی اولاد کے نام دوسروں سے تمیز کرنے کے لئے رکھ دیتی ہے اور یہ نہیں جانتی کہ یہ بچے آخر کو اولیاء ہوں گے یا انبیاء یا سلاطین و امراء۔ پس ان اسماء معرفہ کی گرامر چھانٹنا اور ان کے صیغے نکالنا خداوند تعالیٰ کا مطلب ہے۔ نہ ان ناموں کے رکھنے والوں کا۔ کیا عبدالکریم ان چاروں آیتوں میں سے کسی آیت کے معنی اپنے مدعا کے موافق کر سکتے ہیں۔ مثلاً پہلی آیت کو ہی لو جس کے یہ معنی ہوں گے۔ ”سو اس کے نہیں کہ محمد ایک رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔“ یا بقول عبدالکریم یہ معنی (سو اس کے نہیں کہ ستودہ شدہ ایک رسول ہے اور اس کے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں) ایسا ہی باقی تین آیتوں کی نسبت قیاس کر لو۔ مرزائے قادیانی جو چند مشربوں کے نتیجے سے ناموں کی فلسفی اور گرامر چھانٹتے ہیں تو یہ سراسر بے محل ہے۔ علی ہذا سورۃ صف میں بھی لفظ احمد اسم معرفہ ہے۔ مرزا قادیانی کہہ دیں گے کہ سورہ صف خاص میری نسبت نازل ہوئی ہے اور وہ اسم معرفہ احمد نہیں غلام احمد بیک میں ہوں۔ عبدالکریم اور اس کا مرشد کیا ایسے اسماء کے پیش کرنے سے بری الذمہ ہو سکتے ہیں کہ فی الحقیقت خداوند تعالیٰ (معاذ اللہ) عرش بریں پر ہر وقت مرزا کی تعریف و توصیف اور حمد گانے میں رطب اللسان اور عذاب البیان ہے۔ ”کبرت کلمۃ تخرج من الفواہم“

ہم ان سب آیات کو جن میں حمد کا لفظ خاص خدا کے واسطے ہے آگے چل کر ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ عبدالکریم کو مناسب ہے کہ قرآن شریف سے ہی کوئی ایسی آیت پیش کرے جس سے یہ پایا جاتا ہو کہ خداوند تعالیٰ مرزا یا کسی اور کی حمد کرتا ہے۔ (جب مرزا اور مرزائیوں کا اپنے اصول پر ایمان ہے کہ قرآن کے مقابلہ میں کوئی حدیث یا کسی کا قول نہ مانا جائے گا تو اب لفظ حمد کے بارہ میں کوئی حدیث یا کوئی قول پیش کرنا آپ اپنے کان اٹھنا ہے۔ ایڈیٹر) وہ آیات قرآنی جن میں حمد کا لفظ صرف خدا کے لئے ہے۔

۱..... ”الحمد لله رب العالمين (الفاتحة: ۱)“

۲..... ”الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور (الاعمام: ۱)“

۳..... ”وقالو الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله“

(الاعراف: ۴۳)“

۴..... ”وآخر دعواهم ان الحمد لله رب العالمين (يونس: ۱۰)“

۵..... ”الحمد لله الذي وهب لي على الكبر اسماعيل واسحاق (ابراهيم: ۳۹)“

۶..... ”الحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون (النحل: ۷۵)“

-٧ "وقل الحمد لله الذى لم يتخذ ولداً ولم يكن له شريك فى الملك الآيه (بنى اسرائيل: ١١١)"
-٨ "الحمد لله الذى انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجاً (الكهف: ١)"
-٩ "فقل الحمد لله الذى نجنا من القوم الظالمين (المؤمنون: ٢٩)"
-١٠ "ولقد اتينا داؤد وسليمان علما وقالوا الحمد لله الذى فضلنا على كثير من عباده المومنين (النمل: ١٥)"
-١١ "قل الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى (النمل: ٥٩)"
-١٢ "وقل الحمد لله الآيه (النمل: ٩٣)"
-١٣ "وهو الله لا اله الا هو له الحمد فى الاولى والآخرة (القصص: ٤٠)"
-١٣ "قل الحمد لله بل اكثرهم لا يعقلون (العنكبوت: ٦٣)"
-١٥ "وله الحمد فى السموات والارض وعشيا وحين تظهرون (الروم: ١٨)"
-١٦ "قل الحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون (لقمان: ٢٥)"
-١٧ "الحمد لله الذى له ما فى السموات وما فى الارض وله الحمد فى الآخرة وهو الحكيم الخبير (سبا: ١)"
-١٨ "الحمد لله فاطر السموات والارض (فاطر: ١)"
-١٩ "وقالوا الحمد لله الذى اذهب عنا الحزن (فاطر: ٣٣)"
-٢٥ "الحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون (الزمر: ٢٩)"
-٢١ "وقالوا الحمد لله الذى صدقنا وعده (الزمر: ٤٣)"
-٢٢ "يسبحون بحمد ربهم وقضى بينهم بالحق وقيل الحمد لله رب العالمين (الزمر: ٤٥)"
-٢٣ "الحمد رب العالمين (المؤمنون: ٦٥)"
-٢٣ "فليله الحمد رب السموات ورب الارض ورب العالمين (الجالية: ٣٦)"
-٢٥ "له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير (التضائين: ١)"

-۲۶ ”قطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمن (الانعام: ۴۵)“
-۲۷ ”والحمد لله رب العالمين (الصّفت: ۱۸۲)“
-۲۸ ”فسبح بحمد ربك وكن من الساجدين (الحجر: ۹۸)“
-۲۹ ”فاصبر على ما يقولون وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها (طه: ۱۳۰)“
-۳۰ ”انما يؤمن بآياتنا الذين اذا ذكروا بها خروا سجداً وسبحوا بحمد ربهم وهم لا يستكبرون (السجدة: ۱۵)“
-۳۱ ”الذين يحملون العرش ومن حوله يسبحون بحمد ربهم ويؤمنون به (المؤمن: ۷)“
-۳۲ ”فاصبر ان وعد الله حق واستغفر لذنبك وسبح بحمد ربك بالعشي والابكار (المؤمن: ۵۵)“
-۳۳ ”والملائكة يسبحون بحمد ربهم ويستغفرون لمن فى الارض (الشورى: ۳)“
-۳۴ ”وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب (ق: ۳۹)“
-۳۵ ”واصبر لحكم ربك فانك باعيننا وسبح بحمد ربك حين تقوم (الطور: ۴۸)“
-۳۶ ”فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا (النصر: ۳)“
-۳۷ ”ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك (البقره: ۳۰)“
-۳۸ ”وسبح الرعد بحمده (الرعد: ۱۳)“
-۳۹ ”وان من شئ الا يسبح بحمده (بنى اسرائيل: ۴۴)“
-۴۰ ”يوم يدعوكم فتستجيبون بحمده وتظنون ان لبثتم الا قليلاً (بنى اسرائيل: ۵۲)“
-۴۱ ”وتوكل على الحى الذى لا يموت وسبح بحمده (الفرقان: ۵۸)“

باقی رہا جری اللہ والا شیطانی الہام اس کی قطع کھولنے اور درجیاں اڑانے میں مولانا شوکت نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور ہر ایک پہلو سے اس کو لچر اور پوچ ثابت کر دیا ہے۔ اس کی نسبت کچھ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

قادیانی جو اپنی مزخرفات پر ایمان رکھتا ہے تو اختیار ہے کہ اپنی دجی کو قرآن جانے یا اس سے بڑھ کر مانے۔ مگر قرآنی آیات تو ایسی شیطانی دجی پر لعنت بھیجتی ہیں۔

اگر مولوی محمد حسین بٹالوی نے دھوکا اور فریب کھا کر براہین احمدیہ جیسی لغو اور بیہودہ کتاب کا ریویو کیا تو اس کے کفارہ میں قادیانی مشن کا بھی سرے سے بھانڈا چھوڑا اور ایسی گندی اور پرازالہ کتاب پر سینکڑوں دفعہ تھوکا اور جھوٹے کو گھڑ تک پہنچا کر چھوڑا۔ علاوہ بریں مولوی محمد حسین جو معمولی مولویوں میں سے ہے ہم اس کی اتنی ہی مدح کر سکتے ہیں کہ قادیانی گورکھ دھندے سے سستا چھوٹا اور اس کا ایمان سلامت رہا۔

عبدالکریم ہم کو مہبلہ کے لئے طلب کرتا ہے۔ ہم صاف کہتے ہیں کہ جس نے ”یحمدک اللہ من عرشہ“ والے شیطانی الہام پر ضمیمہ میں جرح کی تھی وہ ایک سید آل رسول ہے اور پہلے ہی سے ہم کو مرزا کے کوڑھی ہونے کی خبریں دور دور سے پہنچ رہی ہیں۔ اگر سید آل رسول سے آپ نے مہبلہ کی شہانی تو رہی سہی جماعت کا بھی یہی حال ہوگا اور ہم کو تو قادیانی کی مکاری اور افتراء علی اللہ کا پورا یقین ہو چکا ہے۔ پس جس کو آپ کے مشن پر حسن ظن ہے یا جو آپ کی طرح کوڑھی ہو اس سے مہبلہ کر دو۔ عبدالکریم نے ناحق اتنے مرزائیوں کے نام لکھ کر اپنے اخبار کا منہ کالا کیا۔ اگر اتنے مولوی تمہارے قبضہ میں ہیں تو آج تک اس قصیدہ کی غلطیاں کیوں کسی نے نہ نکالیں۔ ویسا لکھنا تو آپ لوگوں سے کہاں ہو سکتا ہے۔ وہ قصیدہ ہمارے مولانا شوکت نے بطور تحدی ضمیمہ میں دیا تھا اور قادیانی کی عربی، فارسی اور اردو نظموں کی جو درگت مولانا موصوف نے اخبار شہنہ ہند میں کئی ماہ تک کی اور قادیانی کو ایک کوون اور طفل کتب ثابت کیا وہ جہاں میں مشہور ہو گیا۔

عبدالکریم نے ہم کو یہ بھی دھمکی دی ہے کہ مولوی اسماعیل علی گڑھی، مولوی غلام رسول دیکھ کر قصوری، مولوی محمد حسن ابوالفیض فیضی اس لئے فوت ہوئے کہ عبدالکریم کے مرشد کو مفتری کہتے تھے۔ اگر احمیاء اور امانت قادیانی کے اختیار میں ہے تو سب سے اوّل وہ الہامی زوجہ کے خاندان کو ہی مارتا جو قادیانی کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے۔ پھر مرزا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، ابوالحسن تبتی، ملا محمد بخش کو ہلاک کرتا جو کھلم کھلا اس کے مشن کے پر نچے اڑا رہے ہیں۔ پھر ان ۱۲۰ کتابوں کے مصنفوں بالخصوص مصنف عصاء مویٰ اور صاحب قطع الوتین کو شہید کرتا جنہوں نے اس مشن کے پنہانی رازوں کو اپنی کتابوں میں طشت از بام کیا ہے اور پھر ضمیمہ شہنہ ہند کے ایڈیٹر اور اس کے نامہ نگاروں کا ہی کچھ اکھاڑتا۔

عبدالکریم! یاد رکھے کہ جب تک قادیانی مشن کو زندہ درگور نہ کر لیں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ پہچانہ چھوڑیں گے۔

دست از طلب ندارم تا کام من برآید
یا جان رسد بجانان یا جان زتن برآید

اد. گجراتی!

۲..... این گل دیگر شگفت

جب ضمیمہ شحہ ہند کی دھواں دھار زبردست اور مؤثر تحریروں سے مرزا کے بہت سے مرید بیعت پر تہرا کہہ کر کھکنے شروع ہوئے اور وکان پھسکی پڑنے لگی۔ یایوں کہنے کہ ٹوٹ گئی تو اس غم و الم میں ہزار ہا تداہیر سوچیں۔ مگر ضمیمہ کی صداقت کے سامنے کچھ بھی پیش نہ چلی۔ ناچار میاں جی کے خانہ ساز پر چڑا اخبار الحکم نے دھڑا دھڑ بیعت کنندوں کی زیادہ تعداد دکھانے کے لئے ادھر ادھر تاک جھانک کر یہ چال اختیار کی کہ انہیں محدودے چند مریدوں کے نام جو ابھی تک اپنی ناوانی جہالت اور ہٹ دھرمی سے وام تزویر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ نوبت بہ نوبت دنوں کی ہیرا پھیری سے مکر سہ کر بلکہ چوکر پبلک کو مغالطہ دینے کے لئے شائع کئے جاتے ہیں۔ تاکہ یہ ظاہر ہو کہ بیعت کنندوں کی تعداد ہفتہ وار رو بہ ترقی ہے کیا یہ صریح کذب بیانی اور بے ایمانی نہیں۔ دیکھئے مفصلہ ذیل اشخاص کے نام الحکم مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۰۲ء میں بیعت کنندوں کی فہرست میں شائع کر کے چھ ہی دن کے بعد الحکم مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء میں وہی نام پھر شائع کئے گئے۔ یعنی مولوی محمد صاحب ساکن چیل، شیخ ڈومن، محبوب عالم رنگ محل لاہور، امام بخش، عبدالکریم، میاں ماہیا ساکنان ڈھولن ضلع سیالکوٹ، مولوی برہان الدین ساکن بورا ضلع گجرات، امام الدین افریقہ، شیخ فرزند علی شاہ جہانپور، عبداللہ ساکن کنگنہ ضلع ہوشیار پور، وہی نام نہایت چالاک سے الحکم ۱۳ فروری میں اس طرح لکھے گئے کہ اول و آخر چند اور نام لکھ کر بیچ میں مذکورہ بالا دس نام متواتر ایک دوسرے کے بعد درج کئے گئے اور پھر الحکم مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء میں ابتداء انہیں دس ناموں سے شروع کی گئی۔ مگر نو نام متواتر لکھ کر دو اور نام درج کر کے پھر وہ دسواں نام بارہویں نمبر پر لکھا ہے تاکہ مرزا کی اس بے ایمانی کو کوئی پہچان نہ سکے۔ مگر آپ جانتے ہیں۔ پہچاننے والے تو چیل کی نگاہ رکھتے ہیں۔

مرزا قادیانی اسی کرتوت پر فخر یہ کہتا ہے کہ میرے مریدوں کی تعداد ہزار در ہزار ہے اور پیشین گوئی کرتا ہے کہ آئندہ سال اس قدر مرید بڑھ جاویں گے۔ بیشک بڑھ جائیں گے۔

کیونکہ تیلی کے تیل کی طرح ہیرا پھیری کا حساب پہلے ہی لگا لیا ہے۔ جس سے سال بھر میں لاکھوں مریدوں کی قطار محض کا غنڈ پر صرف باندھ کر کھڑی ہو سکتی ہے۔ مگر کاغذی ناؤ دنیا کے سمندر میں کب تک چل سکتی ہے۔ اگر اس تعداد کے ساتھ مرزا قادیانی الہامی قوت سے فقط ایک صفر بڑھا دیں جو آپ کی شان سے بعید نہیں تو چند روز میں پو بارہ ہو جائیں۔ خدا کے لئے مرزا ٹیو غور کرو اور اس کذاب سے بچو اور الحکم کے مذکورہ بالا دونوں پر پے سامنے رکھو اور دھوکہ بازی کو تو لو اور کہو لعنت اللہ علیٰ الکاذبین! امام الدین از بلا ہور محلہ پیر گیلانیاں، مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۲ء

۳..... ہم مرزا قادیانی کے خدا کا الہام بند کر دیں گے

مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشین گوئیاں ضرور پوری ہوں گی اور ہو رہی ہیں۔ انشاء اللہ! یہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں نباشد کہ ایک بھی پوری نہ ہو اور سب کی سب ہوا میں اڑ جائیں۔ ہم نے جس سبجیکٹ کا سلسلہ بعنوان (بے معنی الہام) جاری کر رکھا ہے وہ برابر جاری رہے گا۔ جب تک مرزا قادیانی پر الہامات کی بوچھاڑ بند نہ ہو جائے۔ ابر تو ہٹ گیا ہے بادل بھی رانی کائی ہو گئے ہیں۔ کچھ کچھ پھواری پڑ رہی ہے۔ معادین ضمیرہ کے قدسی انفاس کی ہوا ان کو ابھی ابھی گھڑی کی چوتھائی میں اڑائے دیتی ہے۔ خود مرزا قادیانی کی ٹھنڈی ٹھنڈی سانس ہی الہام کی گرجو شیوں کی سرد کر دیں گی۔ انشاء اللہ!

فاضل گجراتی نے ”انت بمنزلہ ولدی“ والے الہام کی ہر پہلو سے خوب خوب چھٹاڑی کی ہے۔ اب ہم ان چیتھڑوں کے چھینچرے کر کے منارہ کی چوٹی پر لٹکائے دیتے ہیں تاکہ زائرین کو دور سے نظر آئیں۔

اگر ”انت بمنزلہ ولدی“ کی جگہ صرف ”انت ولدی“ کا الہام ہوتا تو معاملہ صاف تھا۔ مرزا قادیانی ابن اللہ بن جاتے اور تمام مرزائی عیسائی اور پھر جدید مشن کے قائم کرنے اور خاص یورپ میں آسمانی باپ کی بادشاہی کی منادی کے پاپڑ بیٹنے اور مرزا قادیانی کو اپنی تصویر کے بیچے کی مطلق ضرورت نہ پڑتی اور اگر یہ کہو کہ خدا کا ایک بیٹا (عیسیٰ مسیح) تو پہلے ہی موجود ہے تو اس کا جواب یوں ہے کہ کیا ایک باپ کے دو یا زیادہ بیٹے نہیں ہوتے۔ کیا ایک بیٹا جنوا کر باپ (خدا) عین ہو گیا ہے۔ اہی حضرت جب سلسلہ ہی جاری ہو گیا ہے اور خدا کی اولاد کی ہم پھوٹ گئی ہے تو بیٹوں کی کیا کمی اور ابھی کیا ہے۔ دیکھئے مرزا قادیانی کے بعد کتنے بیٹے ہوتے ہیں۔ عیسائیوں کا یہ محض خبط ہے کہ اکلوتا بیٹا صرف عیسیٰ مسیح ہے اور مرزا قادیانی کا خبط عیسائیوں سے بھی

بڑھ کر ہے کہ ان کے بعد خدا دوسرا بیٹا پیدا نہ کر سکے گا۔ جب ایک ایک انسان کے بیس بیس اور تیس تیس اولادیں ہوتی ہیں تو کیا مرزا قادیانی کا خدا انسانوں بلکہ حیوانوں، حشرات الارض اور دریائی جانوروں سے بھی گیا گزرا۔ ہر مچھلی ایک جھول میں سینکڑوں انڈے دیتی ہے جن سے ہزاروں بچے نکلتے ہیں۔ مگر اب چونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک ان کا خدا ایک بیٹا نکلا کر عنین اور عقیم ہو گیا ہے تو مرزا قادیانی کو اس نے مجبوراً بمنزلہ یعنی لے پا لک بیٹا بنایا ہے۔ اگرچہ ایک حقیقی اور صلیبی بیٹا (عیسیٰ مسیح) پہلے ہی موجود تھا مگر مرزا قادیانی کے خدا کی ہوس اور بڑبکس انسانوں اور حیوانوں کو دیکھ کر بڑھی کہ ان کے تو اتنے بیٹے اور میرے ایک ہی۔ پس غریب خدا کو بیسیوں صدی میں ایک لے پا لک بنانے کی ضرورت پڑی اور یہ ضرورت مرزا قادیانی کے دعویٰ سے معلوم ہوئی کہ پہلا بیٹا ناخلف تھا۔ کذاب تھا۔ ایسا تھا اور ویسا تھا۔ اسی لئے مجھے خدا نے لے پا لک بنایا۔ پس میں ہی خلف ارجمند ہوں اور مجھی سے خدا کی نسل جاری ہوگی اور یہودی بھی یہی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح نے اسی لئے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا کہ وہ عنین تھا اور عصمت بی بی از بیچادری کا مضمون تھا۔ (معاذ اللہ)

الہام کا پہلا فقرہ تو ”انت بمنزلہ ولدی“ اور دوسرا فقرہ ”انت توحیدی و تفریدی“ ہے۔ چونکہ پہلے فقرے پر یہ اعتراض پڑتا تھا کہ جب خدا کے صلیبی یا لے پا لک بیٹا ہوا تو توحید و تفرید کہاں رہی اور چونکہ مسلمانوں کے خدا نے قرآن میں اپنی صفت ”لم یلد ولم یولد“ بتائی ہے اور مرزا قادیانی بھی اپنے کو بظاہر مسلمان ہی کہتے ہیں۔ لہذا ان کو خوف ہوا کہ مسلمانوں سے پیچھا چھوڑنا مشکل پڑ جائے گا۔ لہذا اپنے الہام کے ساتھ بطور دفع و خل ”انت توحیدی و تفریدی“ کا دم چھلا لگا تا پڑا۔ حالانکہ اب وہ بھی بد سے بدتر اور اجتماع نقیضین ہو گیا کہ بمنزلہ کی تولید بھی اور پھر توحید و تفرید بھی۔

اب ذرا دونوں فقروں کا تسلسل اور تال میل اور تیل با تر بوز ایجاد بندہ ملاحظہ فرمائیے۔ یعنی جب آپ بمنزلہ ہیں تو توحید و تفرید بمنزلہ کیوں نہیں۔ بیٹا تو بمنزلہ یعنی مجازی اور توحید و تفرید حقیقی اور اصلی۔ یا تو دوسرے فقرہ میں بمنزلہ لگائیے یا پہلے فقرہ سے بمنزلہ کو اڑائیے اور اپنے کو خدا کا صلیبی بیٹا بنائیے تاکہ تعارض و تناقض اٹھ جائے۔ پھر فقرہ اولیٰ میں تو ولد صفت اور فقرہ ثانیہ میں توحید و تفرید مصدر۔ اگر مبالغہ پر محمول کیا جائے کہ تو میری جسم توحید و تفرید ہے تو فقرہ اولیٰ میں بھی لفظ تولید آنا چاہئے۔ یعنی تو میری جسم تولید ہے۔ اس صورت میں دونوں سچے چاروں چول برابر

ہو کر تقابل اور وزن کے کانٹے میں تل جائیں گے۔ یعنی "انت تولیدی • انت تو حیدی و تفریدی" یہ ہے۔ مرزا قادیانی کے خدا کا الہام جس کی اصلاح مجددانہ مشرقیہ کر رہا ہے۔ مجدد تو نہ مرزا قادیانی کا بدخواہ ہے نہ مرزا قادیانی کے خدا کا۔ وہ تو صرف اپنی تجدید کا کرشمہ دکھا رہا ہے۔ اب بھی مرزا اور ان کا خدا مجدد پر ایمان نہ لائے تو اس سے زیادہ نہ کوئی نا انصافی اور ظلم ہے نہ کوئی تعصب اور اندھیر ہے۔

واضح ہو کہ شخہ ہند اور پروانہ مشرقی لٹریچر کی یونیورسٹیاں ہیں۔ جب تک کوئی ناظم و ناشر اس میں پاس نہ ہو لے کیا طاقت ہے کہ منہ کھول سکے۔ پس مرزا قادیانی اور ان کے حواری کو اس یونیورسٹی کی سند حاصل کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ نکسالی ناظم و ناشر نہ کہلائیں گے۔ بلکہ کھوٹے پیسے بن کر نکسال باہر سمجھے جائیں گے۔ ایڈیٹر!

۴..... نشان آسمانی

ظاہر ہے کہ مرزائی مذہب انیسویں صدی کے فلاسفہ سے تراشا گیا ہے جو خود آسمان ہی کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا پر چھایا ہوا جو نیلگوں جن پر ہم کو نظر آ رہا ہے۔ اس کا کوئی واقعی وجود نہیں۔ یہ محض انتہاء نظر ہے۔ پھر ہم حیران ہیں کہ جب خود آسمان کا وجود نہیں تو آسمانی نشان کیسا۔ بات یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی آسمانوں کے وجود کا کھلم کھلا انکار کریں تو جو حقاء دام میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ موقع پا کر پھر سے اڑ جائیں اور لاسا اور پنجرہ اور پھندا سب دھرے رہ جائیں۔

مرزا اور مرزائیوں کا یہ نکتیہ کلام ہو گیا ہے کہ نیا نبی آسمانی نشان لے کر آیا ہے۔ بہت سے نشانات ظاہر ہو چکے ہیں اور بہت سے ظاہر ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ سب نشانات مرزائیوں ہی کو نظر آتے ہیں۔ مخالفوں کو نظر نہیں آتے۔ حالانکہ انبیاء نے اپنے معجزات صرف مخالفوں کو دکھائے ہیں۔ کیونکہ مخالفوں کو کسی آسمانی نشان یا معجزات دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ کلام مجید میں تو سچے مومنوں کی صفت "یؤمنون بالغیب" ہے۔ معجزہ طلب کرنا یا معجزات دیکھ کر کسی نبی پر ایمان لانا ضعف ارادت و عقیدت کی علامت ہے۔ اگر معجزہ ایمان لانے کی قوی دلیل اور ذریعہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے ابو جہل ہی ایمان لاتا۔

گر چگا ہے از پے بو جہل جہلان لازم است ماہ راجوز نمودن سنگ رازر داشتن
از کر امت عار آید مردرا کالصاف نیست دیدہ از معشوق بر بستن بزبور داشتن

چرخ اگر گرد بفرمانت بر آن ہم دل بند
خود کرامت شو کرامت چند جوئی زان و این
شہد جو یا شہد شو خوشتر کدام انصاف ده
چیت با اعجاز کارت گر تو بکی شیداے ذات

اے برادر کار طفلان است فر فر داشتن
تا توانی برگ بے برگی میسر داشتن
طمع شکر داشتن یا طمع شکر داشتن
زشت باشد نوعرود سے رادوشوہر داشتن

ہم کو مندرجہ بالا اشعار کا مطلب سمجھانا بھی ضروری ہوا۔ کیونکہ سخن فہمی مرزا دمرا میاں معلوم۔ مطلب یہ ہے کہ ”اگرچہ کبھی کبھی“ بوجہل جیسے لوگوں کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کر ڈالنا اور پتھر کو سونا بنانا لازم ہے۔ لیکن مردان الہی کو کرامت اور معجزہ طلب کرنے سے عار آنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ معشوق کے اصلی اور ذاتی حسن پر تو نظر نہیں۔ صرف زیور پر نظر ہے۔ اگر آسمان بھی تیرے حکم پر پھرنے لگے تو فریفتہ نہ ہو کیونکہ بچے چڑے کی بہت سی پھر کیاں پھراتے رہتے ہیں۔ اسی و آن زید و عمرو سے کب تک کرامت ڈھونڈتا پھرے گا تو بے سرو سامانی ہی کو اپنا سامان بنا بھلا دیکھ تو سہی وہ شخص اچھا ہے جو شہد کا طالب ہے یا وہ اچھا ہے جو خود شہد بن گیا ہے۔ اگر تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حسن ذات کا شیدا ہے تو تجھے معجزے سے کیا کام۔ نوعروس کے لئے دو خاندوں کا ہونا نہایت مکروہ ہے۔“ مگر یہاں تو آسمانی نشان صرف پیشین گوئیاں ہیں۔ حالانکہ ایک بھی پوری نہ ہوئی۔ فلاں مارا جائے گا فلاں دھرا جائے گا اور فلاں شخص جو مر گیا تو مرزا قادیانی سے سوء عقیدت رکھتا تھا۔ کیا یہ نبی کا کام ہے۔ یہ تو مداری کے پھنک ایک پھنک دو سے بھی گیا گزرا۔ رمضان میں کسوف و خسوف ہوا۔ یہ مسج موعود کا آسمانی نشان ہے۔ شب کو جو شہاب ثاقب ٹوٹنے رہتے ہیں تو یہ بھی مسج موعود کے آسمانی نشان ہیں۔ پچھلے جاڑوں میں راتیں بڑی ہونگی تھیں اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اب گرمیوں میں راتیں چھوٹی ہوں گی تو یہ مسج موعود کے مقدم کی نشانیاں ہیں۔ طاعون ملعون پھیلا یہ بھی مسج موعود کے ظہور کی برکات ہیں۔ ہم کو مرزا جی بتائیں کہ یہ مسج موعود کے قدم کا تشائم ہے یا تقاؤل اور جب بمبئی وغیرہ میں طاعون پھیلا تھا تو مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی کہ تمام ہندوستان میں پھیلاے گا اور جب ممالک مغربی و شمالی میں ریل کی پٹری پکھی تھی تو مرزا قادیانی نے کہہ دیا تھا کہ پنجاب میں بھی ضرور بچھے گی۔ پس یہ آسمانی نشانات ہیں۔ دریں چہ شک۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
یکم تا ۱۵ اپریل ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۱۳، ۱۲، ۱۵ کے مضامین

.....۱	عصائے موسیٰ کا جواب
.....۲	ایک مرزائی اخبار کی اپیل
.....۳	تصویر پرستی محمد عبداللہ از ملتان!
.....۴	چڑیاں دام سے نکل گئیں مولانا شوکت اللہ!
.....۵	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے رقابت مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... عصائے موسیٰ کا جواب

یہ امر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ مرزائی کارخانہ کو تہ وبالا اور برباد کرنے کے لئے ”عصائے موسیٰ“ جیسی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی۔ یہ کتاب ضرور تائید غیبی سے لکھی اور شائع کی گئی ہے۔ اس کتاب کو شائع ہونے تقریباً ڈیڑھ سال گزر گیا باوجود اس کے کہ مرزا قادیانی کو اس کی نسبت فی الفور الہام ہوا تھا کہ گیارہ منٹ یا گیارہ گھنٹہ یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ ماہ (پیشین گوئی کیا ہے تشکیل کی خالہ اور تذبذب کی تانی ہے۔ جیسی تو یہ علامہ قطامہ اپنے لگون لگون سمیت جہنم واصل ہو گئے۔ اب حواری بعد از جنگ اپنے منہ پر تھپڑ مارنے کو تے ہیں۔ مٹھکوک پیشین گوئیاں تو دم دہا کر کے بعد دیکرے کذاب کا منہ کالا کر گئیں۔ اب دیکھیں عصائے موسیٰ کے جواب کی منارے کے گنبد سے کیا صدا نکلتی ہے۔ ان انکر الاصوات لاصوات الحمیر۔ ایڈیٹر) میں اس کے مصنف کو ذلت و عذاب ہوگا اور کتاب نے جو آگ لگائی ہے وہ بجھ جاوے گی۔ مصنف عصائے موسیٰ تو بفضلہ تعالیٰ بدستور عزت اور آرام کی زندگی بسر کر رہا ہے اور ہر وقت ارحم الراحمین کے رحم کا طلبگار ہے۔ دنیاوی عزت جس کے لئے مرزا دیوانہ رہتا ہے اور شاید اسی کو کامیابی ہی کا معیار قرار دیتا ہے وہ بھی مصنف عصائے موسیٰ کو اس طرح نصیب ہوئی کہ بغیر کوشش کے ان کی ملازمت میں توسیع ہوگئی۔ اس کے مقابلے میں مرزائی کارخانہ کو جو نقصان اور ذلت نصیب ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس کے شیوع بعد سینکڑوں مرزائی مرزا سے متنفر ہو گئے۔ ہزاروں مذہب طبیعت

والوں کی تفسی ہوئی اور سب نے کتاب کو پسند اور لاجواب تسلیم کیا۔ مرزا کے برخلاف بہ نسبت سابق رسالے بھی زیادہ شائع ہوئے۔ ضمیرہ شحہ ہند ہفتہ وار ڈبل شائع ہونے لگا۔ بمصداق ہر فریبان راموسی۔ کئی حضرات نے مرزا قادیانی کو مقابلہ کے لئے بلایا مگر چوہے کے بل میں دم ایسی الجھنی کی نکل نہ سکا۔ مرزا قادیانی اس ڈیرہ سال میں باوجود بار بار اشتہار دینے کے ایک کتاب بھی شائع نہ کر سکا۔ سوائے تفسیر فاتحہ کے جو بقول ایڈیٹر المنارے گھنٹہ کا کام بھی نہیں۔ اس عرصہ میں الہام اور پیشین گوئیوں کی کل بھی ہم شخص ہوئی نہ کئی پچھلا الہام پورا ہو سکا۔ پیسہ اخبار جیسے پبلک اور پیشین اخبار نے خاطر خواہ قلمی کھولی۔ اخبار دارالعلوم نے نہایت معقولیت سے مرزا قادیانی کے عقائد اور خیالات کی تردید کا بیڑا اٹھایا۔ اس عرصہ میں مرزا قادیانی کے جو ہوش و حواس باختہ رہے اور اس نے نئے شگوفے چھوڑے وہ ہم بعد میں بعنوان ”انتخاب الحکم“ پیش کرتے رہیں گے فی الحال عصائے موسیٰ کے جواب کے متعلق ایک بزرگ اور مصنف عصائے موسیٰ کے خطوط کا انتخاب پیش کرتے ہیں۔ ہاں ہم اتنا پوچھنا بھول گئے کہ کیوں بھی مرزا یسعائے موسیٰ کی نسبت مرزا اپنے الہام کے تحت ربو ہو جانے کا کیا جواب دیتا ہے۔ وہی رجوع الی الحق جو عبد اللہ آختم عیسائی اور دار ثمان مسماہ محمدی نے کیا تھا یا کچھ اور؟ مہربانی فرما کر اس الہام کی تاویل مرزا سے ضرور شائع کرائیے۔ کیونکہ گیارہ مہینہ بھی عرصہ معینہ سے گزر چکے۔ اگر مرزا کے الہام کی تلاش ہو تو الحکم اور اربعین میں ملاحظہ کر لیں۔ بزرگ اور مصنف صاحب کے خطوط حسب ذیل ہیں۔

بزرگ کا خط

مرزا قادیانی کے اصرار و تاکید پر جب عصائے موسیٰ زیر طبع تھا تو مرزا قادیانی کے مرید شیخی بگھارا کرتے تھے کہ عصائے موسیٰ کے نکلنے کی دیر ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر اس کا جواب شائع کیا جاوے گا۔ جب عصائے موسیٰ بحول اللہ قوتہ مرزا اور مریدین کے رو برو ہوا اور سب نے دیکھا تو گورزا قادیانی اور اس کے خیراتی دسترخوان کی کافی ملی نے محض قائد البصیرتی سے عصائے موسیٰ کو بے ضرورت، فضول، بے حیثیت، گندی و ناشدنی ناقابل التفات کتاب کہہ کر اپنے مچھرے لوگوں کو عصائے موسیٰ کے مطالعہ سے سخت ممانعت کی۔ لیکن حق کبھی مغلوب نہیں ہوتا اور نور آفتاب ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس لئے باوجود ممانعت کے بہت سے سعید النظرہ پورانے اور قدیمی دین اسلام کے گردیدوں نے مسائل مندرجہ عصائے موسیٰ کو مدلل بقرآن مجید و حدیث شریف دیکھ کر اس سے موثر و مستفیض ہو کر مرزا قادیانی کے عقائد و مسائل باطلہ سے بیزاری و علیحدگی اختیار کی جن کی تفصیل ضمیرہ شحہ ہند میں ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا اپنا اشتہار

مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء جو الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا ہے اس میں تقویٰ اللہ کو بالائے طاق رکھ کر نہایت جسارت و دلیری سے غم ٹھوک کر نبی و رسول بلکہ بروزی طور پر معہ جملہ کمالات محمد و احمد آنحضرت سید الاولین و الاخرین علیہ السلام بنا ہے۔ اس اشتہار کو دیکھ کر کوئی بد بخت اور ازلی شقی ہوگا جو آنکھیں نہ کھولے اور توبہ توبہ نہ کرے اور اس کا ذب مدعی نبوت سے بیزار و علیحدہ نہ ہو۔

تعب تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دام افتادہ کس عقل و ہوش و بصیرت کے لوگ ہیں اور دن و ہاڑے ان کی آنکھیں پٹم ہو گئی ہیں کہ مرزا قادیانی کی کھلی چال بازی اور دھوکا دہی کو نہیں سمجھتے۔ دیکھتے نہیں کہ یا تو بحالت لا جواب ہونے کے کتاب عصائے موسیٰ بے حیثیت ناقابل ملاحظہ و التفات تھی یا اب مریدین کا پھسلنا اور اپنی دوکان کی بے رونق و سرد بازاری دیکھ کر چلا چلا کر دن رات عصائے موسیٰ کے جواب شائع ہونے کے لئے فراہمی چندہ کے اشتہار جاری ہو رہے ہیں۔ پہلے ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کے اشتہار میں مرزا قادیانی نے خود لکھا کہ: ”عصائے موسیٰ کے رو میں مگر می مولوی سید محمد احسن صاحب نے قابل قدر کتاب لکھی ہے۔ چھپنے کے لئے اس طرح سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک خریدار ایک روپیہ بطور پیشگی روانہ کرے۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳۲ فص) (کیونکہ چندہ دینے والے مرید فرٹ اور فراز ہو رہے ہیں) یہ خواہش ہے کہ جلد تر کتاب چھپ جائے۔“

پھر یہی اشتہار الحکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء میں نکلا۔ پھر الحکم ۲۳ نومبر ۱۹۰۱ء کے ص ۹ پر ایڈیٹر نے تاکید و تحریک کی کہ اس کا جلد شائع ہونا ضروری ہے۔ نہ ہمارے نزدیک بلکہ حضرت اقدس کے نزدیک حضرت اقدس کی عین آرزو ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو یہ کتاب شائع ہو جائے۔ پھر ص ۱۰ پر امر دہوی بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میں آیات الرحمن جواب عصائے موسیٰ لکھ رہا ہوں۔

پھر ص ۱۶ میں لکھا ہے کہ: ”یہ فشی الہی بخش لاہوری کی کتاب عصائے موسیٰ کا ایک لطیف دلا جواب جواب ہے۔ حضرت اقدس کا منشاء ہے کہ بہت جلد طبع ہو۔ ہر شخص کو اس لا جواب کتاب کا خریدار ہونا چاہئے اور فی الفور ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر مولوی سید محمد احسن صاحب کو بمقام قادیان روانہ کرے۔“

کوئی مرید نہیں پوچھتا کہ عصائے موسیٰ جب بے حیثیت بے ضرورت ناقابل التفات ہے اور مرزا قادیانی اور اراکین مریدین دحوارین نے بھی اس کو بے حیثیت سمجھ کر اب تک جواب نہیں لکھا تو اب کیا بلا نازل ہوئی اور کیا مصیبت پڑی کہ اس کے جواب کا یہ اہتمام ہو رہا ہے اور وہ جواب اپنے گھر میں لا جواب لطیف اور قابل قدر شمار کیا جاتا ہے؟ اور کسی کو تو ضرورت نہیں لیکن

جس کا کارخانہ برباد ہو رہا ہے چندہ دینے والے بھاگ رہے ہیں۔ اس کے دل سے آپ ضرور پوچھیں کہ کیسی اشد ضرورت ہے۔

اب جواب لکھنے والے کا حال سنئے کہ یہ حضرت اپنے قلم سے اپنے آپ کو سید تو ضرور لکھتے ہیں۔ لیکن طبیعت و حاجات و نبوی سے معذور و بیخود ہیں۔ عربی کچھ پڑھی ہے لیکن۔

نہ محقق شود نہ دانشمند چار پایہ برو کتابی چند
والا معاملہ ہے۔ اہل اللہ فقراء غلبہ عبودیت و خشیت اللہ والوں کی صحبت سے محرومی۔

اعراض و غفلت ذکر اللہ کے باعث باوجود کبرئی و پیرانہ سالی کے اب تک تسخرفہی ہزل مذاق سے باز نہیں آتے۔ ان کی ہر تصنیف سے یہ امر بخوبی ثابت ہے۔ پھر ابتداء سے آپ کا یہی حال رہا ہے کہ جہاں سے کچھ وصول ہوتا نظر آتا اور معاش کی صورت ہوئی وہاں ناخواندہ آن کو دے اور وہیں کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کی خدمت میں ایک رسالہ رد مقلدین میں لکھ کر پیش کیا وہاں ریاست میں ملازم ہو گئے۔ شیخ عبید اللہ صاحب مرحوم سے اپنے رسالہ پر کچھ تقریظ لکھوائی اس میں آپ نے حسب مدعا تراش و خراش کر کے اپنے مصنفہ رسالہ کے ساتھ طبع کرایا۔ نواب صاحب مرحوم کا انتقال ہو گیا۔ ادھر مرزا قادیانی کی دکانداری روز بروز چمکتی دیکھی۔ ریاست سے برطرف ہونے پر مرزا قادیانی سے ملے۔ بیچارے عیال دار ہیں۔ دو اولیہ اور بال بچے ہیں۔ معاش کی کوئی صورت نہیں۔ مرزا و مریدین سے ماہوار چندہ ملتا ہے۔ جب چندہ میں کچھ دیر والا ہوتا ہے تو کشیدہ و درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ قادیان خود چلے آتے ہیں۔ اپنا حساب و کتاب جس طرح ہو سکے پورا کر لیتے ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی خود مریدین کے چندہ پر ہی ہائیں عیش و عشرت و آسودگی بسر کر رہے ہیں۔ کبھی ان کے چندہ دینے میں تنگ بھی ہوتے ہیں۔ لیکن لا چاری و مجبوری سے ہمارے ہیں اور جب ضرورت پڑتی ہے تو بعض چندہ ایسی خدمت بھی ان سے لے لیتے ہیں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کے شمس الہدایہ کا جواب بھی انہی سے لکھوایا تھا۔ جس کی نسبت ماسٹر غلام حیدر صاحب نے اپنے عشرہ کاملہ میں لکھا ہے کہ وہ جواب ناشائستہ روکھا اور بے تہذیب و بدنتیجہ تھا۔ ایک معجز مرید مرزا قادیانی کی زبانی ہے کہ کتاب عصائے موسیٰ جب طبع ہو کر قادیان پہنچی تو مرزا قادیانی نے اڈل چند روز دیکھ کر محمد احسن کو واسطے جواب کے دے دی۔ اس وقت سے مولوی صاحب اس پر مصروف ہیں۔ لیکن اپنا فقر و شحی جملانے کو ایک خط میں فرماتے ہیں کہ اب جواب لکھنا شروع کیا ہے۔ پیٹ اور حاجت کیسی شے ہے۔ سب کچھ کراتا ہے۔ دیکھ لیجئے مرزا قادیانی کے دست گرا پاچھ اس کے دسترخوان پر بسر کرنے

والے یا اس سے نقد چندہ لینے والے ہی اس کو خواہ نخواہ کچھ کا کچھ بناتے۔ اس کی ہاں میں ہاں ملاتے اور اس کے عقائد و مسائل باطلہ و تراشیدہ کی حمایت میں کتابیں لکھ کر شائع کرتے ہیں۔ لیکن جو مرزا قادیانی کے دست نگر اور اس کے محتاج نہیں۔ وہ ایسی ضمیر و ایمان فروری پر آمادہ نہیں ہوتے۔ نظر بریں حالات جو اب عصائے موسیٰ کا کچھ پتہ و حال تو معلوم و ظاہر ہو رہا ہے۔ تاہم طبع ہو کر نکلنے پر مصنف کی خصوصاً اور مرزا و مریدین کی ادعا یہ راست بازی دیانت و امانت کا حال زیادہ معلوم ہو جائے گا۔ جس طرح منشی الہی بخش صاحب نے مرزا قادیانی کی ”ضرورۃ الامام“ کی پوری عہارت بلا کم و کاست لکھ کر متانت سے بدلائل قرآن مجید و حدیث شریف اس کے تراشیدہ عقائد و مسائل کا رد کیا ہے۔ اگر اسی طرح عصاء موسیٰ کی پوری عہارت لکھ کر مقتول طور پر ویسی ہی متانت سے عصاء موسیٰ کی جملہ عہارات کا حرف بحرف جواب ہوا۔ جس کا مطالبہ خود صاحب عصائے موسیٰ نے کیا ہے تو خود بخود ہی لوگوں کو مصنف جواب کا حال معلوم ہو جائے گا۔ لوگ منظر ہیں کہ امر وہی صاحب بدعوئی سیادت و علم حدیث مرزا کے عملدرآمد مسائل مخالف اسلام و حدیث رسول اللہ ﷺ جیسا کہ اپنی اور مریدین کی طرح طرح کی تصاویر کھینچ کر عام مریدین میں شائع کرنا۔ جبرائیل علیہ السلام کا ہیڈ کوارٹر آفتاب مقرر کرنا زمین پر طائفہ کے اترنے اور ان کی رویت سے انکار کرنا۔ اول خود ہی مسئلہ نزول مسیح عند المنارہ کو لٹوکھتا اور پھر بصر مال کثیر اپنا یادگاری بیٹا بنام منارۃ المسیح بنوانا۔ شرعی و جائز داروں کو محروم الارث کرنے کے لئے برائے نام اپنی بیوی کے پاس تیس برس تک جائیداد رہن رکھ کر رجسٹری کر دینا۔ خلاف حال و قال رسول اللہ ﷺ ہزار ہا روپیہ کا زیور و جائیداد بنوانا زہد فی الدنیا اور حکم رسول اللہ ﷺ ”ایساکم و التعم“ وغیرہ کی کچھ پروانہ کرنا بلکہ منگ عزیر مقوی باہ اشیاء کیوڑا و بید منگ وغیرہ کے استعمال کے بغیر نہ رہنا اور پھر بعض انبیاء علیہم السلام سے اپنے کو افضل جاننا۔ اپنے کو لیلۃ القدر یا جوج ماجوج و جال و ابنت الارض وغیرہ کا حقیقت شناس۔ سید الاولین و الاخرین ﷺ سے زیادہ کہنا۔ مسیح علیہ السلام کو معاذ اللہ شمش گالیاں دینا۔ اکابر صحابہ و جملہ مسلمین و مؤمنین کی توہین اور لعن و طعن اور سب و شتم کرنا سوائے اپنے گروہ کے دیگر تمام ”لا الہ الا اللہ“ کہنے والوں کو حج کرنے والوں کو زکوٰۃ دینے والوں کو صوم و صلوات کے پابندوں الغرض تمام مسلمین و مؤمنین کو کافر جاننا۔ امانت میں خیانت، عہد کا خلاف، خصوصیت میں گالی گلوچ، بات میں ہمیشہ چال وغیرہ جن سے مرزا قادیانی کی تصانیف لہالب ہیں۔ دیکھئے امر وہی صاحب کس امانت و دیانت و صداقت و راستی سے ان سب امور کی حمایت و تائید کرتے اور جواب لکھتے ہیں۔ اگرچہ مرزا قادیانی کے دعویٰ بروزی نبوت و رسالت کی

حمایت سے لوگوں کو مولوی امر وہی کے علم و فہم کا حال بخوبی معلوم ہو چکا ہے۔ لیکن اس کا انتظار ہے کہ اخیر دم تک بھی وہ آنکھیں کھول کر ہوش سنبھالتے ہیں یا نہیں اور اپنے اوعا یہ علم معرفت حدیث کا کس طرح استعمال و اظہار کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ سب مؤمنین کا ہادی و حافظ و ناصر رہے۔ بالآخر عصائے موسیٰ کے جواب لکھے جانے کی خبر سن کر صاحب عصاء موسیٰ نے اپنے ایک دوست کو جو کچھ لکھا ہے وہ بھی ہدیہ ناظرین ہے۔ باقی آئندہ!

۲..... ایک مرزائی اخبار کی اوپیل

ایک جدید مرزائی اخبار اپنے کو شیخ مشہور کرتا ہے۔ حالانکہ اس میں شیخ ہونے کی کوئی بات نہیں اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اس کو درحقیقت شیخ کی ماہیت ہی معلوم نہیں کہ شیخ کے لئے جامعیت علوم و فنون درکار ہے اور ظرافت دراصل حکماء اور فلاسفوں کا کام ہے نہ کہ عوام کا۔ یورپ خصوصاً لندن کے شیخ اخبارات لندن شیخ اور فن وغیرہ اور ہندوستان کے شیخ اخبارات پاریس شیخ اور جری وری کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شیخ کے لئے کیا کیا قابلیت اور معلومات درکار ہے۔ اولیٰ یہ ہے کہ وہ ملک کے درنیکو اور فصیح و بلیغ شخصیت لہجہ پر قادر ہو۔ اچھے اچھے جدیدہ ناظموں اور ناظروں کا ناٹھہ بند کر سکے۔ اس کے لطائف و ظرائف اور کارٹون کا ظاہری پیرایہ اگرچہ ظرافت و مذاق ہو۔ مگر درحقیقت عبرت دلانے والا۔ سوتوں کو چگانے والا۔ ہنسوں کو رولانے والا اور روتوں کو ہسانے والا ہو۔ جو ہاتھیں رات دن ہماری نظر سے گزرتی ہیں اور جن کو ہم خفیف اور سبک سمجھتے ہیں جب ایک دانا اور حکیم شیخ ان کی تصویر اپنے آئینے میں دکھائے گا تو بہت ہی سنگین نظر آئے گی۔ بتائیے ہندوستان میں ان صفات کا کون سا شیخ اخبار ہے۔ یہاں کے شیخ اخبارات تو یورپین بچوں کے پورے نقال بھی نہیں۔ کیونکہ نقل کو بھی آخر کچھ تو عقل چاہئے۔ شیخ کے لئے جیسے اعلیٰ درجے کے کسالی لٹریچر کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مہذب مذاق کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ پختل شکل اور سوشل بدعنوانیوں کی اصلاح کر سکے اور ایک صاف و شفاف مجلے آئینہ دکھاسکے۔ جس میں دلربا محظ و خال یا چہرے مہرے کی بدنام سولیاں اور بھوڑے مستے نظر آجائیں۔

مذکورہ بالا نوزاد پرچے کو جب کامیابی نہ ہوئی تو اس نے اپنا فروغ شہنہ ہند کو مد مقابل بنانے میں سبھا اور ۲۳ مارچ کے پرچے میں اپنے مرزائی بھائیوں کے حضور زارتانی اور دوہائی اور تھائی چائی کے لہجہ دوڑ پھیلو۔ ہنیرہ شہنہ ہند نے حضرت اقدس کے طلسم کا تارو پود توڑ پھوڑ کر کھڑکی کا جالا بنا دیا۔ اب میں دوسرا جالا تازہ تازہ تو بنو پورتا ہوں۔ بس جہاں تک ممکن ہو مجھے بدود۔ اچھا صاحب یہ بھی کر دیکھو۔ مگر یاد رہے کہ شہنہ ہند کا مقابلہ کرنے والے مر گئے، مٹ گئے۔ شہنہ ہند کو

ہتایت الہی اپنی تجدید پر پورا بھروسا ہے۔ شخہ ہند اگر چاہے تو مذاق کے پیرایہ میں فلسفہ اور منطق اور کلام اور علم معانی و بیان کے حکما و شراوہ وہ نکات دکھا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے تمام حواری چکر میں نہ آجائیں تو جیسی کہتا۔ ہاں ہاں کچھ منہ سے بولنے سے کھلے۔ اگر پنجون کو کائی کا سرہ لیس ہے تو شخہ بھی اس حیض بیض کے لئے ہر طرح لیس ہے۔ شخہ ہند سے اس قسم کے نوزاد پرچوں کا مقابلہ ایسا ہی ہے جیسے میل ٹئیرین سے اونٹ گاڑیوں اور حکمہ جات صفائی کے کوڑا کرکٹ لے جانے والے بھنسے اپنی رفتار کا مقابلہ یا ٹئیرین کی مزاحمت کریں کہ ہڈی پہلی چر مر ہو جائے اور پھر چار طرف چلیں اور گدگد منڈلا کر اپنی لمبی لمبی نوکدار اور خمدار چونچوں سے بوٹیاں نوح نوح کرنا پنجر اور ڈھانچا ہی باقی چھوڑیں اور ہڈیوں کا گودا اور فاسفورس تک چٹ کر جائیں اور ڈاکٹر لوگوں کو اپنے فاسفورین بنانے کے بھی لالے پڑ جائیں۔ کسم ہے منارے دی بس یہی ٹھیک ٹھیک گل ہے۔

ایڈیٹر صاحب الحکم جنہوں نے ہر مذہب کے پیشواؤں اور اپنے مخالفوں کو مغلظات دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا اور کالے سر کا کوئی نہیں چھوڑا۔ اب بھلے مانس بنتے ہیں اور شخہ ہند کو غیر مہذب بتاتے ہیں۔ چہ خوش و خشکا۔ ستر چہ ہے کھا کے ملی میاؤں میاؤں کرتی حج کو چلی۔ اصل یہ ہے کہ وہ شخہ ہند کا لوہا مانگتے ہیں۔ نوزاد بیج کو ابھی تجربہ نہیں ہوا۔ ہماری رائے میں نوزاد بیج کے ایڈیٹر کو حسب الحکم حضرت قدس نکا سا جواب مل چکا ہے کہ شخہ ہند اور ضمیر والے قابل خطاب نہیں۔ اب دیکھیں نوزاد پر چہ اپنے جدید نبی کی نافرمانی کر کے عاق بنتا ہے یا مطیع اور فرمانبردار ثابت ہوتا ہے۔

اسی نوزاد اخبار نے اپنے گزشتہ پرچے میں لکھا کہ شوکت مجددانہ مشرقیہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ بے شک اس دعویٰ کو بیس سال کے عرصہ میں کوئی نہیں توڑ سکا۔ مجدد کو موجودہ شعراء کی قابلیت کا بخوبی علم ہو گیا ہے۔ مجدد تمام شعراء سلف و خلف کے کلام کو پرکھتا ہے۔ ناقص کے نقص اور کامل کے کمال کو جانچتا ہے۔ فساد شعری اصلاح کرتا ہے۔ حالانکہ موجودہ شعراء اشعار کا نقص مطلب بھی نہیں سمجھ سکتے۔ مجدد فارس یا عرب کے کسی شاعر کے کلام پر جو اعتراض یا جرح کرتا اس کو کوئی اٹھا نہیں سکتا۔ حال کو حجت نہیں۔ لیجئے ہمتی اپنے ایک قصیدے کی تعویب میں مرموم معشوقہ تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

نہ کہ کسی دنیوی لالچ فضیلت نمائی و خود فروشی کی خاطر کتاب عصا لکھی اور جس کو جواد کریم نے بری خواہشوں سے محفوظ رکھ کر یہ علیا عطاء فرمایا۔ آپ نے چندوں خیرات و تحصیل ناجائز پر اس کی گزران نہیں تو اس کو کسی خود غرض حاجت مند کی تعریف پر کیوں درد ہونے لگا؟ کیا

کتاب فروشی کی آمدنی میں خسارہ ہوگا۔ مرید پھسل جاویں گے۔ چندہ اور خیرات صدقات نہ دیں گے؟ الحمد للہ والسنہ کسان میں سے ایک بات بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسی کمائی پر عاجز کا مدار کار ہوتا تو مرزا قادیانی ایسا قاسد خیال کر سکتے تھے۔ پھر مرزائی جماعت کتاب امر وہوی کی تعریف میں یہ بھی کہتے ہیں۔ (دروغ برگردن راوی) کہ اجیر صاحب نے الہامات مندرجہ کتاب عصائے موسیٰ کی ترتیب تفہیم ومعانی میں اپنی خوش فہمی کے موافق تراش و خراش کی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو اس کتاب کے شروع میں جب تک مرزا قادیانی اپنا اس مضمون کا کوئی اشتہار نہ دیں کہ ”اجیر مولوی کا فہم و فراست و فن تمسخر و استہزاء ہماری فہم و فراست و فن الہام سے زیادہ معتبر۔ مرتج و قابل سند ہے اور اس لئے ہم اس کو اپنا مکرم مولوی و سید کہتے ہیں اور اس کی تحریر کو سند مانتے ہیں۔“

تب تک وہ کتاب مریدوں میں کسی قدر وقعت کی نہ ہونی چاہئے اور اشتہار مرزا کے نیچے اجیر مصنف صاحب بھی جلی قلم سے یہ اعلان دیں کہ مرزا قادیانی نے جو تشریح و فہم والہامات کے بارہ میں اپنے اشتہار بے راگت ۱۹۸۷ء میں لکھا ہے کہ: ”الہام کے وہ معنی ٹھیک ہوتے ہیں جو ہم اپنے بیان کرے اور ہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح و تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی وغیرہ۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۳۲)

(جس کا حوالہ عصائے موسیٰ کے ص ۸۸ پر ہے) یہ قرار دادم مرزا قادیانی بالکل غلط اور ردی اور دیوانوں کی بڑا اور پاگلوں کی بکو اس سے زیادہ نہیں نری جھک جھک اور بک بک ہے۔ اس کو ہرگز لائق التفات نہ سمجھو۔ وغیرہ! کیونکہ جب تک ایسا نہ کریں وہ کیونکر دوسرے فہم کے الہامات کی تفسیر ومعانی اپنی رائے و فہم سے کر کے اپنی کتاب کو معتبر و صحیح کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی سنا ہے کہ اس میں عاجز کے ایسے مخطوط تقویم پارینہ کا حوالہ ہوگا جن میں عاجز نے اپنی عقل ناقص کے مطابق مرزا قادیانی کی اس پہلی حالت کی تعریف کی تھی جب کہ وہ مسلمانوں کی طرف سے مخالفین اسلام کے ساتھ حقیقت اسلام و قرآن مجید ثابت کرنے کے وعود ار تھے۔ یہ عجیب استدلال ہے اور ایسی طفل تسلی سے بڑھ کر نہیں جیسی مرزا قادیانی نے اپنے الہامی پسر بشیر کے مرنے پر کی تھی۔ چنانچہ اب تک بیدل اور مذہب مریدین کو ایسی ہی تقریروں سے تسلی دی جاتی ہے۔ کاش یہ عقل کے پتکے یہ تو دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے تو خود براہین میں ہار ہار زور دیا ہے کہ عقل کچھ چیز نہیں۔ فقط الہام ہی آفتاب نور نما ہے۔ اس کے بغیر عقل اندھیرے میں ٹھوکتی ہے۔ معاملات و حالات کی صحت الہام سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ پس اگر عاجز نے بھی اس مرزا قادیانی کے قاعدہ و قرار داد

کے موافق اسی مرزا قادیانی والی اندھیاری میں ٹولنے کی حالت میں مرزا قادیانی کی اس وقت کی ظاہر داری اچھی دیکھ کر گھوٹائے۔

ہر کہ راجا پارسا بنی
پارسا دان و نیک مرد انکار

بلحاظ دعویٰ خدمت اسلامی کے بلا کسی الہام کے مرزا قادیانی کو ایک ولی یا مجدد جس کا وجود افراد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحمیۃ میں ممکنات سے ہے۔ محض عقین و حسن ظن سے ہانتظار نظیر حق خیال کر لیا اور اس حسن ظنی میں ان کی صفات بھیمہ و خصائل ذمیرہ نفس پروری و سٹ پوجا سے بے خبر ہو کر (کیونکہ علم غیب غلام الشیوب کا ہی خاصہ ہے) اور ان کو حاجت مند محل خیرات و صدقات سمجھ کر صد ہاروپہ دیا جو شامت ناسپاسی سے اب ان کو یاد ہی نہیں تو کیا مضائقہ؟ اور بعد میں حسب قاعدہ مرزا قادیانی جب الہام کی روشنی سے مرزا قادیانی کی اصلیت و حقیقت پر اطلاع ہوئی تو محض لوجہ اللہ و خوف مواخذہ جاقت فوراً ان سے علیحدگی و بریت کر لی تو کیا حرج؟

”الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله (الاعراف: ۴۳)“
امید کامل ہے کہ حکور عظیم ان خدمات کا اجر بھی ضائع نہ فرماوے گا۔ کیونکہ ”انما الاعمال بالنیات (الحديث)“ چنانچہ اس بارہ میں بھی الہامی جواب کتاب کے صفحہ ۸۲ میں موجود ہے۔ یعنی ”سيقول السفهاء من الناس ماو لهم عن قبلتهم التي كانوا عليها قل لله المشرق والمغرب، اينما تولوا فثم وجه الله“ اور الحمد لله کہ مرزا قادیانی کے سچ یا پیغمبر ہونے کا خطرہ دوسرہ تو کبھی دل میں گزرا ہی نہیں اور نہ ان کے دعویٰ الہام کے قطعی ہونے سے اتفاق کیا اور اسی لئے عاجز و رنقاء نے ان سے بیعت نہ کی۔ حسن ظنی تو اخلاق حمیدہ میں سے ہے۔ لیکن بیچارے مریدین بوجہ نادانیت یہاں تک پہنچے اور گئے گزرے کہ پیغمبر ماننا تو درکنار آیت کریمہ ”اتخذوا احبارهم و رهبانهم ارباباً من دون الله“ کے پورے صدق بن گئے۔ نعوذ باللہ اور نہ فقط ان کی تحلیل حرام و حرم حلال کو ماننے ہیں۔ بلکہ ان کو اپنا روحانی پروردگار رکھ گاہ۔ کفیل حاجات اور مرفی کا سا پجہ بنانے والا یقین کرتے ہیں جس کا ذکر عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۷۵ پر ہے۔ حالانکہ دراصل مرزا قادیانی اپنی حاجتیں مریدوں سے پوری کرواتے ہیں۔ ہادی الصلین اس گمراہی و ضلالت سے بچاوے۔

علاوہ ازیں اگر کوئی مجرد عقل و سمجھ سے ہی کسی کی ظاہر داری اچھی دیکھ کر اس کو خاصہ نیک مسلمان خیال کرے اور بعد میں اس کے اندرونی خباثت:

کہ نجس نفس گروہ بسالہا معلوم

ظاہر ہونے پر اور اس کے علاوہ ارتداد اور مخالفت شریعت اسلامی کے سبب اس سے بریت و نفرت ظاہر کرے۔ تب بھی کچھ محل اعتراض نہیں۔ اعتراض و نظرن کا محل تو وہ ہے کہ اپنے الہام کو قطعی وحی اور یقینی مثل قرآن مجید کے سمجھے۔ نبوت و رسالت و غیب دانی کا دعویٰ کرے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کرتے ہیں اور پھر ہر بات اس کے قرار داد کی مخالف واقعہ ہو کر اس کے دجال کذاب ہونے پر دلیل و شاہد صادق ہو جاوے اور اس کو اپنی پہلی بات و قرار داد سے رجوع کرنا اور بچھٹانا پڑے۔ جس طرح مرزا قادیانی نے اپنی ضرورت الامام ص ۲۱، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۷ میں عاجز کو بے شر انسان۔ نیک بخت، متقی، پرہیزگار اور کلمات الہیہ سے مشرف قبول کیا اور جب اسی مرزا قادیانی کے ممدوح نے باصرار مرزا قادیانی ضرورت الامام کا جواب نکالا تو مرزا قادیانی کو بڑی حسرت و پشیمانی سے اپنی تحریر پر عداوت اٹھانا اور درد انگیز عذاب خذلان محسوس کرنا پڑا۔ ارحم الراحمین مرزا قادیانی کو ہدایت فرماوے اور اس عذاب میں سے بچاوے۔ آمین!

گو الہامات "لہمت و هو کافر و دت الیہ لعانہ" مندرجہ ص ۱۵۲ حصائے موسیٰ کی رو سے تو امید نہیں کہ ان کو توفیق توبہ و ہدایت نصیب ہو جس پر ان کی روز افزوں سرتابی و اہتری حالت گواہ ہے۔ لیکن عاجز بجا بعت سنت خیر خواہ دشمنان، اعمیٰ انبیاء الرحمان علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کے لئے دعا ہی کرتا ہے۔ اگرچہ جواب مایوسی کے ملتے ہیں۔ جیسے ماہ رمضان المبارک میں یہ الہام ہوا۔ "هل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون" کیونکہ خالق رحیم نے اپنے فضل و کرم سے عاجز کی سرشت ایسی نہیں بنائی کہ مرزا قادیانی کی طرح اپنے الہام کی تصدیق کی خاطر مخلوق الہی کی بدخواہی و گرفتاری عذاب میں راضی و خوش ہوں۔ فالحمد لله علیٰ ذلک!

پھر یہ بھی سنا ہے کہ خط و کتابت کے بہم پہنچانے والے عاجز کے ایک ایسے دوست ہیں جو موقعہ موافقت سے پہلے مرزا قادیانی کے حالات خانگی سے بوجہ ہمسائیگی دیوار بد دیوار ہونے کے واقف و مطلع ہو کر عاجز کو مرزا قادیانی کی نسبت ہمیشہ یہی لکھا کرتے تھے (اگر یزی) ترجمہ وہ (مرزا قادیانی) شیطان کا بیٹا ہے یا اس کا (مرزا قادیانی کا) شیطان رہنما ہے اور عاجز ان کو اس جزا ہازی سے منع کہتا تھا فرمیکہ وہ مرزا قادیانی سے بوجہ واقفیت حالات اندرونی ایسے بیزار تھے کہ مرزا قادیانی کے نام پر لامل پڑتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس دوست کے ہاتھی تلامذہ ہمزاد و جہانی یا مالٹ (کالہ مالٹ) کے وقت مرزا قادیانی بھی وہاں جا پہنچے اور دوران مقدمہ میں مرزا قادیانی نے بحالقت دیگر علماء اس دوست کی طرف فداری کو کئی بھیر خیال کرنے کے ان کی

موافقت کا دم ناراجس سے وہ دوست ایسے رام ہوئے کہ اسی خود خواندہ چیلہ شیطان پر قربان ہونے اور مرید کا دم بھرنے لگے۔ خیر اس خط و کتابت کے شائع ہونے میں تو کچھ مضا لفقہ نہیں۔ مگر جن دیا ننداروں کے سپرد ہوئی ہے۔ انہوں نے اخبار میں مشتمل کیا ہے کہ مناسب صورت میں شائع ہوگی۔ جس کے بظاہر یہی معنی ہیں کہ تراش خراش و تحریف سے کام لیا جاوے گا۔ مثلاً اغلب ہے کہ مرزا قادیانی کی نسبت اس دوست کا مذکورہ بالا قول جو میرے اکثر خطوط میں ہے ہضم کر جائیں یا بعض خطوط مطلق نہ چھاپیں۔ جیسے ۱۸۹۲ء کا وہ خط جس میں میں نے بحالت موافقت خود دونوں صاحبوں کو خیر خواہانہ لکھا تھا کہ مرزا قادیانی کے سالانہ جلسہ میں شرکت سے حذر کریں۔ کیونکہ ان کی صحبت میں سوائے غیبت شنی و محاصرت کوئی روحانی فیض نہیں۔ یا میرا مفصل خط مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۱ء نظر انداز کر دیں۔ جس میں ان کو ان کے اپنے تجربہ کردہ حالات و نظائر سے متنبہ کیا گیا تھا۔ یعنی جب وہ اثناء سفر ریل میں ایک لجنہ کو دیکھ کر بموجب بیان خود فریفتہ ہو گئے اور خیال فاسد دل میں پیدا ہوا کہ امرتسر (جہاں دونوں کو اترا تھا) پہنچ کر اور اول مولوی حیات گل صاحب سے نسخہ و رسد (جس کے لئے سفر اختیار کیا تھا) لا کر دل کے ارمان نکال لیں گے۔ تو سید عبداللہ غزنویؒ کی مسجد کے دروازے میں داخل ہوتے ہی اس خیال فاسد کا ایسا قلع و قمع ہوا اور حالت ایسی دکھوں ہوئی کہ آہ و زاری طاری اور کلمہ یا ارحم الراحمین ارحم زبان پر جاری ہوا۔ یا اب مرزا قادیانی کے تعلق اور مریدی میں یہ فیضان ہوا کہ ایک شوہر پور پور بی گھسیارن (جس کو زوجہ دوم و سوم کی طرح علیحدہ کر چکے ہیں) سے جو دو چار ہو گئے تو اس کے حصول میں کیا کیا ناگفتہ بہ افعال عمل میں آئے۔ خدا کرے میرا یہ خط بعینہ تمام و کمال شائع ہوتا کہ ولی الرحمان و ولی الشیطان کی صحبت کی تاثیرات کے موازنہ کا ناظرین کو موقع ملے اور ان کو تفریق میں اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان کی تمیز و اصل ہو۔

بلاخرہ یہ بات قابل اظہار ہے کہ اگر وہ اس خط و کتابت میں خیانت و تحریف کریں تو ہم پر لازم ہوگا کہ ان کا مفصل حال معہ نظم لطیف مصنفہ میر ناصر نواب صاحب جس میں مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے حالات کا پورا صحیح فوٹو ہے شائع کریں۔ وہ نظم بہت ہی لطیف ہے۔ چنانچہ اس دوست کی تعریف میں پہلا شعر اس طرز کا ہے۔

نت نئی بیوی کی ہے اس کو تلاش

ہے وہ ایسا باحیا و خوش معاش

ہادی المصلحین اس دوست کی دھگیری کرے۔ آمین!

پہلے تو یہ غریب مزاج سیدھے سادھے خلوت پسند تھے اور اردو ترجمہ کی کیا سعادت کا پڑھ کر اطمینان دل حاصل کرتے تھے۔ لیکن اب مرزا کی نسبت انا نیت شوخی پند اور سرکشی و دیگر خصائل قبیحہ ان میں سرایت کر گئے ہیں۔ حتیٰ کہ اب اپنے سین اہل بصیرت لکھتے ہیں۔ اگرچہ بصارت و بصیرت کے معنی نہیں جانتے اور نہ الف و یاء میں تیز کر سکتے ہیں اور خلوت سے تو ایسے بیزار ہوئے ہیں کہ خواہ خواہ بے ضرورت غیر مذاہب اہل ثروت و حکومت کی چالپوسی سے متنی اور ان سے اشاؤں کی معرفت اسلام (یا تو دوست کا مطلب سلام ہے یا بعد میں لفظ اختیار محذوف رہ گیا ہے) کرنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ ارحم الراحمین اس مہلک نسبت و زحمت سے مخلصی بخشے۔ آمین!

۳..... تصویر پرستی

قولہ..... ”جناب عائشہ صدیقہ کی تصویر پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حضرت جبرائیل لائے تھے۔“

اقول..... حضرت قدوس کا وہ فعل مبارک پیغمبر علیہ السلام کی پیشین گوئی کا صادق نشان تھا۔ ہم کو اپنے ہاتھوں کی کر تو توں سے سوائے خذلان کے کیا مل سکتا ہے۔

قولہ..... ”حضرت عائشہ صدیقہ سیدنا کے گھر گڑیوں سے کھیلیں تھیں۔“

اقول..... وہ گڑیاں حیوان یا انسان کی صورتیں نہ تھیں۔ گھوڑے کی روایت موضوع اور باطل ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کے گھر میں انسان و حیوان کی صورتیں ہوتیں تو روح القدس ہرگز نازل نہ ہوتے۔ اپنے وجود کی خباثت سے بزرگوں کو تم نہ کرو۔

قولہ..... ”تصویر پرستش کے واسطے بنانی منع ہے۔“

اقول..... ذی روح کی صورت بنانی مطلق حرام ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ کے واسطے

ایک تصویر دا کپڑا خرید لیا تھا۔ آپ ﷺ نے نکر وہ جانا اور منظور نہ کیا۔ ”اشتریت هذا الثوب

لتقعہ علیہا“ نص موجود ہے۔ محض پرستش کے واسطے حرام سمجھنا قول فاسد اور مردود ہے۔ ضمیمہ

مقامات مظہری میں حضرت شاہ غلام علیؒ کے حالات بابرکات میں مرقوم ہے کہ سید اسماعیل مدنی از

مدینہ منورہ بنگم حضرت ﷺ حاضر شدہ بودند۔ بنگم حضرت ایسان آثار نبویہ کہ در جامع مسجد نہادہ

اند رھند آمدہ عرض نمودند۔ اگرچہ برکات حضرت رسالت محسوس میشوند لیکن حکمت کفر نیز در اینجا

موجود است۔ تحقیق شد کہ تصاویر بعض اکابر در اینجا بودند۔ درین مقدمہ بہ بہادر شاہ نوشہد تصاویر

بر آوردند۔ اولیاء الشیطان اور اولیاء الرحمان میں ضرور فرق ہونا چاہئے۔

قولہ..... ”آجناب نے اپنی تصویر شاہ روم کے پاس بھجوائی تھی۔“ (الحکم)
 اقول..... یہ کذب صریح آپ ﷺ پر مرزا قادیانی کے چیلوں نے باندھا ہے۔ ”ہو مقعدہم
 فی النار“ ہاں شاہ قیصر کے پاس نبیوں کی تصویریں موجود تھیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت
 جبرائیل علیہ السلام، آدم علیہ السلام کے پاس لائے تھے۔ یہ باحکمت فعل صدق نبوت پر نص قطعی
 ہے۔ ہزار ہا سال قبل پیدائش کے نشان صداقت موجود تھے۔ ہم کو اپنے منکرات سے کیا فائدہ
 ہے؟

قولہ..... ”آئینہ میں منہ دیکھتے ہو۔ عکسی تصویر ہر گھر میں موجود ہے۔“
 اقول..... انبیاء اصفیاء خاص و عام آئینہ میں منہ دیکھتے ہیں۔ بلکہ تمام اشیاء مصفا سے بالمقابل
 چیزیں نظر آتی ہیں۔ آئینہ کو آئینہ، تلوار کو تلوار پانی کو پانی کہتے ہیں۔ یہ بھی قدرتی نظارہ ہے کسی کے
 ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویر نہیں۔
 قولہ..... ”ملہمین مجبور ہیں۔ ان پر مواخذہ نہیں ہوتا۔“
 اقول..... صادقوں کے الہامات سچے ہیں۔

قولہ..... ”مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”ہم نے تصویر یورپین کے واسطے بنائی ہے۔“
 اقول..... کیا انبیاء اور صلحاء نے اپنی صورتوں سے اسلام پھیلایا تھا۔ انوار تجلیات حضرت قدوس
 ذوالجلال مقدسوں کے مبارک چہروں پر تابان تھے۔ جن سے اب تک تمام عالم پر نور ہے۔ اب
 بھی غلامان سیدنا پر انوار الہی جلوہ گر ہیں۔ خدا کے قہر شدید سے ڈرو اور شرک پھیلانے سے باز
 آؤ۔

قولہ..... ”قرآن سے تصویر کی حرمت ثابت نہیں۔“
 اقول..... فرمان عالیشان جناب پیغمبر علیہ السلام مثل قرآن کے ہے۔ ”وما یسطق عن
 الہوی“ اور ”الا انسی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الحدیث“ شاہد ناطق ہے۔ ہر امر کو نص
 کتاب اللہ سے ثابت کرنا مشکلات میں پھنس جانا ہے۔ مرزا قادیانی کا نام و نشان قرآن و حدیث
 میں کہیں نہیں۔ نہ صحابہ، اہل بیت اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔ محمد عبداللہ، ازملتان!

۴..... چڑھیاں دام سے نکل گئیں

پیر جی سراچ الحق صاحب جو اس سے پہلے جمالی تھے اور اب مرزائی ہو گئے ہیں۔
 اپنے وطن مالوہ قصبہ سرسادہ ضلع سہارنپور میں تشریف لائے اور مرزا قادیانی کی بعثت اور رسالت
 و نبوت کی منادی بہت زور شور سے کی اور خوب ہی روغن قاز اور مسالے دار اب پیاز مل کر لوگوں کو

کاٹھنا چاہا۔ قریب تھا کہ بعض ضعیف الاعتقاد جہلاء نئے نبی کے کلمہ گو اور امتی ہو جائیں۔ مگر مسلمانوں کی خوش قسمتی سے پیر جی صاحب کے بہنوئی اور ہمارے شاگرد رشید حافظ محمد جان صاحب رامپوری آن پہنچے۔ عشرہ محرم کے ایام تھے۔ حافظ صاحب نے حسب دستور شہیدان دشت کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر پڑھا۔ لوگ بکثرت جمع ہوئے۔ پیر جی بھی آدھمکے اور ذکر شہادت پڑھنے اور لوگوں کو اس کے سننے سے بڑی زجر و توبخ کے ساتھ روکا مگر حافظ صاحب حسب فحوائے۔

جہاں کے آپ ہیں صاحب وہیں کے ہم بھی ہیں عجیب چال چلے کہ پیر جی کو اپنی فرزاگی سے فرزین کی ایک ہی چال میں مات دے دی۔ یعنی اسی مجمع میں پیر جی سے سوال کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا مرتبہ بڑا ہے یا جناب اقدس میرزا غلام احمد بیگ چینی الاصل حال وارد قادیان کا؟ پیر جی جواب میں فرماتے کیا ہیں کہ ہمارے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا مرتبہ بڑا ہے۔ عوام کا یہ سننا تھا کہ ان تکوں تیل ہی نہ رہا اور پھر کیا تھا۔ سب کے سب لاجول پڑھتے ہوئے اڑنچھو ہو گئے اور پیر جی ایسے کھوئے گئے جیسے کسی عاشق کا دل معشوق کے چاہ غضب میں۔ ہر چند غل مچایا، ہوا باندھتی مگر سب کا رستانی ہوا ہو گئی اور اب پیر جی سے لوگوں کو ایسی نفرت ہے جیسے انگریزوں کو بوئروں کے کروگر سے۔ ایڈیٹر!

۵..... انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے رقابت

واقعات شہادت دے رہے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی جعلی نبوت سے تمام انبیاء و رسل کے خوفناک رقیب رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے ان کی عظمت کو گھٹانا اور اپنی جھوٹی عظمت کا بڑھانا چاہتے ہیں۔ آپ مثیل مسیح ہیں۔ مگر مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ اگرچہ پرائی بدشگونی میں اپنی ہی ناک پر کلہاڑا چلاتے ہیں۔ کیا معنی کہ جب اصل مسیح جھوٹا اور لائق سب لعن ہے تو اس کی نقل یا اس کا مثیل بدرجہ اولیٰ لائق سب لعن ہوگا۔

اگر عیسائیوں نے عیسیٰ مسیح کو ابن اللہ ٹھہرا لیا تو اس میں عیسیٰ مسیح کا کیا قصور۔ مگر مرزا قادیانی نے محض خود غرضی کی حماقت سے اپنے چیلے چانٹوں کے خوش کرنے کے لئے عیسیٰ مسیح پر طرح طرح کے اتہام لگائے اور یہ سمجھا کہ تمام اہل اسلام بھی خوش ہوں گے۔ کیونکہ میں عیسائیوں سے معارضہ کر رہا ہوں۔ مگر استغفر اللہ بھلا کوئی سچا مسلمان کسی نبی کی توہین کیونکر سن سکتا ہے اور اس کا ایمان کیونکر گوارا کر سکتا ہے؟ پس مرزا قادیانی نے تمام مسلمانوں پر اپنا مرتد اور طرد اور ملعون ہونا اچھی طرح ثابت کر دیا۔

اب آنحضرت ﷺ پر بھی حملہ شروع ہو گئے ہیں۔ احکم میں بار بار یہ گواہ اچھالا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال میرے اور میری امت کے لئے واجب العمل نہیں۔ جب تک وہ قرآن سے ثابت نہ ہو جائیں۔ کوئی پوچھے کہ قرآن آخر کس پر اترا ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ قرآن کے خلاف کوئی فعل کر سکتے تھے؟ مرزا قادیانی کہہ دیں گے کہ قرآن مجھ پر اترا ہے اور میرے ہی اقوال و افعال قرآن کے موافق ہیں۔ پس جو کچھ میں کہوں اس پر عمل کرو۔ حدیث رسول اللہ ﷺ میں تو (معاذ اللہ) بہت کچھ خرافات و لغویات بھری ہیں۔ مثلاً تصویر پرستی اور تصویر بنانے کی ممانعت۔ جو میری بھشت و خروج کا بڑا بھاری آلہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا مرزا قادیانی قرآن پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن میں تو ہر ذی استطاعت مسلمان پر حج فرض ہے۔ کیا آپ یہ فرض ادا کر چکے ہیں؟ مرزا قادیانی کہہ دیں گے کہ میں جدید رسول ہوں۔ مجھ پر حج خانہ کعبہ فرض نہیں۔ میری جدید آزاد شریعت نے اسلام کے پرانے احکام منسوخ کر دیئے۔ میں مذہب اسلام کی ترمیم اور تنسیخ کے لئے آیا ہوں۔ میرا جھوٹا دیا ناپا یا مسکن (قادیان) مکہ اور مدینہ سے بڑھ کر ہے اور میرا تعمیر منارہ تمام مقدس مقامات کا قبلہ گاہ ہے۔ پس لوگ میری زیارت اور میرے منارے کا طواف کریں۔ دقیانوسی وحشی مسلمانوں کے لئے پرانا کعبہ اور میرے جدید مہذب مرزائیوں کے لئے تازہ بتازہ نیا گھڑا ہوا منارہ ہے۔ (منارہ یا جہنم کا شرارہ) قرآن نے عیسیٰ مسیح کو کلمتہ اللہ اور روح اللہ قرار دیا۔ میں اس کو معاذ اللہ طوائف زادہ اور کذاب قرار دیتا ہوں۔ یہ مرزا قادیانی کا قرآن پر بمقابلہ حدیث رسول اللہ ﷺ عمل ہے۔ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں کچھ اور ہی شان لے کر آئے تھے جو دوسرے انبیاء کی عظمت کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی عجیب رحیمی شان تھی کہ تمام انبیاء کی یکساں عظمت کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا۔ وہ آپ ہی کا نفس مطمئنہ تھا کہ سخت تہدید کے ساتھ فرمایا: ”لا تغیبروا فی النبیاء اللہ“ یعنی خدا کے نبیوں میں تغیر نہ کرو۔ (ایک کو دوسرے پر ترجیح اور فضیلت نہ دو) اور فرمایا: ”لا تفضلونی علی یونس بن مثنی“ یعنی مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر بھی فضیلت نہ دو۔ کیا نبی بنتا کسی دنیا دار کا کام ہے جو لوگوں کے دلوں میں اپنی دھاک بٹھانے کو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو گالیوں دیتا ہے۔ خوارق وہ، اخلاق وہ، عادات وہ کہ ایک ادنیٰ صفات کا آدمی بھی ان سے عار کرے۔

مرزا قادیانی کے کلمہ گو تو لے دے کر ہزار پانچ سو ہی ہوں گے۔ ۱۳ سو برس میں تو ایسے ایسے مکار عیار مہدیان کذاب پیدا ہو چکے ہیں جن کے ساتھ لاکھوں حتماء ہوئے ہیں۔ مگر وہ

برسات کے اولاد لڑنا (حشرات الارض) کی طرح جہاں سے نکلے تھے وہیں گھس گئے۔ چند روز میں مرزا قادیانی اور اس کے گروہ کا بھی یہی حال ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

واقعات شاہد ہیں کہ کیسے کیسے مقدس اور خالص باخدا لوگ مرزا قادیانی سے علیحدہ ہو گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر مرزا قادیانی میں کچھ بھی للہیت اور خلوص پاتے تو غیر ممکن تھا کہ اس سے یوں علیحدہ اور بیزار ہوتے کہ اب اس کے نام کا کتاب بھی نہیں پالتے اور جس طرح وہ اب اپنے سینکڑوں روپیہ کے اکارت اور فضول جانے پر افسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگ گرفتار بھی چند روز میں افسوس کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

مرزا قادیانی نے اپنے خوارق سے صاف ثابت کر دیا ہے کہ وہ مذہب اسلام کا ایک خوفناک حریف اور آنحضرت ﷺ کا کٹار قیب ہے اور ظاہر ہے کہ جب کوئی عیار اور سادھو باوصف ختم نبوت درسالت کے نبی اور رسول بننے کا مدعی ہوگا تو ممکن نہیں کہ اس کے دل میں انبیاء سابقین کی عظمت باقی رہے وہ تو ہر طرح اپنے ہی کو سب سے لوہا تھم لے گا۔ پھر غلام گردش اور خود غرض گرد گھمے اس کو اور بھی چیتے کی طرح پھلائیں گے اور نبی اور رسول بنانے کے لئے آسمان سر پر اٹھائیں گے۔ دیکھ لو مرزا قادیانی کی رقیبانہ تعلیم و تلقین کے موافق مرزائیوں کو محمدی بننے سے عار ہے اور انہوں نے احمدی (مرزائی) بننا پسند کیا ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ سے رقابت نہیں بلکہ سخت عداوت ہے اور جس طرح آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ: ”لو کان موسیٰ حیالما وسعہ الاتباعی“ اسی طرح چند روز میں مرزا کہے گا: ”لو کان محمد حیالما یمكنہ الا القعدانی“ کیونکہ مرزا قادیانی نے قرآن وحدیث کے الفاظ بدلنے یا یوں کہو کہ ان میں تحریف کر کے اپنی جانب منسوب کرنے ہی کا نام الہام رکھا ہے اور اس کا برابر تجربہ ہو رہا ہے۔ ہر عالم جو زبان عرب سے کچھ بھی مس رکھتا ہے۔ مرزا قادیانی کے جملوں سے کہیں بہتر جملے گھڑ سکتا ہے جو اس نے اپنے جعلی الہامات میں گھڑے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ابھی مرزا قادیانی نے پورا دعویٰ ظاہر نہیں کیا۔ مگر اطمینان رکھنا چاہئے کہ چند روز میں ظاہر کرے گا اور اپنے کو خاتم النبیین بنائے گا اور جس طرح خود مثیل اس نے عیسیٰ مسیح کو مار کر کشمیر میں دفن کیا ہے اور مہدی موعود کو خودی مہدی بنا کر خود ان کا جانشین ہوا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ میں عبوب اور نقص نکال کر خود خاتم النبیین بنے گا قرآن کی آیتوں کا اپنی جانب منسوب کرنا اسی امر کی تمہید اور توطیہ ہے۔ ذرا دیکھتے جائیے کیا کیا ہوتا ہے۔ ابھی چوٹی کے پراگھی طرح نہیں نکلے چند روز میں نکلنے والے ہیں۔ ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیرہ محمد ہند میرٹھ
۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۱۶ کے مضامین

.....۱	مرزا الذر طاعون
.....۲	ایک لطیفہ
.....۳	تصویر پرستی
.....۴	مولانا شوکت اللہ! مولانا شوکت اللہ!
.....۵	مسلمانوں کو وہابی کہنا جریل حیثیت ہے مولانا شوکت اللہ! ایک محقق!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

.....۱ مرزا اور طاعون

مرزا قادیانی کے طحا نے عقائد کا زہریلا اثر وہاں روحانی ہے اور وہاں طاعون کا اثر جسمانی۔ یہ دنیا تک محدود اور وہ عاقبت تک بھی چھپا چھوڑنے والا نہیں۔ دیکھئے دونوں میں کتنا تفاوت ہے۔

پہلے سے نامہ نگار نے لکھا کہ علاوہ ضمیرہ اور اس کے معاونوں کی قوت قدسیہ کے خداوند کریم نے عالم غیب سے کچھ ایسے سامان مہیا کر دیئے ہیں کہ مرزائی عقائد کا اثر روز بروز زندہ درگور ہو رہا ہے۔ مولانا محمد علی صاحب واعظ پنجاب کے وعظ نے برکات اور ہدایات عامہ کے وہ انوار پھیلائے ہیں کہ الحاد اور شرک و بدعت چمکاؤڑوں کی طرح کونوں کھدروں میں چھپتے پھرتے ہیں۔ جو لوگ اب تک مذہب اور گوگوشے اور گھبوں کی طرح ادھر ادھر بھنبھناتے پھرتے تھے اور مرزائی عقائد کے عکسوت نے ان پر اچھی طرح لعاب اور جالانہ تپا تھا۔ وہ مولانا ممدوح کے اثر و وعظ سے شہباز بن کر اور تزویر کا تار پود توڑتاڑ کر مرزا قادیانی کے دام فریب سے نکل گئے اور دین اسلام کی وسعت آباد فضاء میں آ گئے۔ علاوہ ان کے اور لوگ بھی جورات دن بدعات میں مستغرق رہتے تھے ہدایت پا کر قریح سنت خیر الوری ﷺ ہو گئے۔ القرض مولانا محتشم الیہ کا وعظ زور شور سے جاری رہا اور لوگ جوق در جوق ”مدخلون فی دین اللہ الواجبا“ کے مصداق ہوئے۔ حمدا و شکر! ہر وعظ کے بعد طاعون ملعون کے دفعیہ کی دعا ہوتی رہی۔ یقیناً یہ مولوی صاحب ہی کی

برکت اور دعا کا اثر ہے کہ خاص پشمالہ میں طاعون مدخلت نہیں کر سکا۔ حالانکہ پشمالہ کے اردگرد موجود رہا۔ مولوی صاحب کے وعظ نے روحانی طبیب بن کر وجدانی بیماریوں کو بالکل دفع کر دیا۔ اگر مریضوں نے بے اعتمادی نہ کی اور طبیب کی ہدایتوں پر کاربند رہے تو پشمالہ میں نہ روحانی (مرزائی) طاعون کا دورہ ہوگا نہ پلگ (جسمانی) طاعون کا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

۲..... ایک لطیفہ

نامہ نگار نے لکھا کہ محکمہ نہر اٹاوہ کے ایڈکارنشی عبدالرحیم صاحب کا لڑکا فوت ہو گیا۔ آپ جانتے ہیں فرزند کا داغ بہت سخت ہوتا ہے۔ نشی صاحب نے سخت اضطراب اور رنج کی حالت میں مرزا قادیانی کو لکھا کہ آپ عمل کشف قبور کے عامل ہیں۔ براہ عنایت از روئے عمل کشف میرے فرزند کا حال معلوم کر کے تشفی فرمائیے کہ اس سے جناب باری نے کیا معاملہ کیا اور آپ اس کی روح راحت میں ہے یا تکلیف میں۔ اس کا جواب مرزا قادیانی کے جبرائیل میاں عبدالکریم نے یہ دیا کہ تم صبر کرو۔ حضرت کے اسیچے فوت ہوئے۔ اس عبارت میں علیہ السلام کے بعد جو (کے) تھا وہ سہو کتابت سے رہ گیا اور اسیچے کی (بچ) کے نقطے نثار ہوئے۔ صرف ایک نقطہ پڑھا گیا۔ الغرض یہ عبارت یوں پڑھی گئی کہ حضرت (مرزا قادیانی) اسیچے فوت ہوئے۔ نشی صاحب کو حیرت ہوئی کہ مرزا قادیانی کی بیماری کی خبر نہ الحکم نے لکھی نہ کسی اور اخبار نے نہ کوئی خط اس بارہ میں آیا۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ پھر خیال ہوا کہ پنجاب میں طاعون پھیلا ہوا ہے۔ کیا عجب ہے کہ مرزا قادیانی اس کی بیخونٹ چڑھ گئے ہوں اور تمام مرزائیوں کے گناہوں کا کفارہ بن گئے ہوں۔ کیونکہ وہ مثیل مسیح ہیں۔ عیسیٰ مسیح بھی تو صلیب پر چڑھ کر آسمانی باپ کی تمام اولاد کے گناہوں کا از ازل تا ابد کفارہ بن گئے ہیں۔ ورنہ مماثلت ہونے لگتی۔ بہر حال میاں عبدالکریم کے نام ایک تعزیت نامہ بھیجا گیا جس میں مرزا قادیانی کی وفات پر بہت کچھ انوس کیا گیا۔ پھر کیا تھا۔ دیوانہ رہا ہوئے بس است۔ گالیوں کا منہ منہ بھرا جواب آیا کہ ہمارے حاسدین مردود ہیں۔ مطرود ہیں۔ آتش حسد کے زہر آلود دود ہیں۔ بے بیہود ہیں۔ ناقص الوجود ہیں۔ وغیرہ! ہماری رائے میں مرزا قادیانی کے جبرائیل سے یہ ایسی غلطی ہوئی ہے کہ کسی طرح قابل معافی نہیں۔ مرزائیوں کے خدا کا کام ہے کہ اسے فوراً معزول کرے۔ ورنہ یہ کبھی نہ کبھی اپنے خدا کو ضرور مردا کر رہے گا اور کشف قبر کے معاملہ میں مرزا قادیانی نے جو جو چاہتا، پھر کتا جواب بھیجا وہ تو سوال از آسمان جواب از ریسماں ہو کر چار طرف تہتہ اور مضحکہ کا گڈا بن گیا اور نشی صاحب کا اچھی طرح اطمینان ہو گیا کہ مرزائیوں کا خدا کتنے پانی میں ہے۔

۳..... تصویر پرستی

نوزاد مرزائی اخبار نے ایک مضمون بعنوان (تصویر کے فوائد) شائع کیا ہے اور وہی لہجہ اور لغو دلائل خلاف مذہب اسلام لکھے ہیں جن کا الہام مرزا قادیانی اور مرزائیوں پر ان کے خدا کی طرف سے ہو چکا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ: ”تصویر اور فن تصویر کشی کی نسبت علماء کی مختلف رائیں ہیں۔“ علماء اسلام کی رائیں تو ہرگز مختلف نہیں۔ تصویر کا کھینچنا اور کھنچوانا اور گھروں میں رکھنا اور اپنی عورتوں کو نامحرم کی تصویر دکھانا علماء سلف و خلف کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے اور یہ کام اور اسکے فاعل خدا اور رسول کے نزدیک قطعی ملعون (دوزخی) ہیں۔ شاید مرزائی اخبار کی مراد علماء سے علماء یہود و مجوس و نصاریٰ یا علماء ہنود پنڈت وغیرہ ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ نیک نیتی سے تصویر کھینچنا یا کھنچوانا ناجائز نہیں محرمات میں، اور نیت کوئی چوری یا رہزنی اس نیت سے کرے کہ میں لوگوں کو لوٹ کر مسجد بناؤں گا۔ یا یتیم خانہ یا مدرسہ جاری کروں گا تو ایسی نیت سے چوری اور رہزنی کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟ مرزا قادیانی کی تو یہ نیت ہے کہ مرزائی اور مرزائیتیں مجھ سے محبت رکھیں۔ مجھے پہچانیں۔ میرے چہرے مہرے خط و خال کو گھوریں۔ میری مورتی کی ڈنڈوت کریں۔ میری عظمت کریں جو درحقیقت پرستش ہے۔

بہت سے مسلمان تصویریں بناتے اور بنواتے ہیں اور اپنے گھروں میں رکھتے اور ان سے مکانات کو سجاتے ہیں۔ لیکن ان سے ایمانا پوچھ دیکھو وہ کبھی اس کو مستحسن اور جائز نہ بتائیں گے۔ بلکہ حرام مطلق کہیں گے اور اپنے گناہ کے معترف ہوں گے۔ خوفناک یہ امر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر امور خلاف اسلام کو جائز اور مباح بلکہ ایک صورت میں واجب اور فرض بتاتا ہے اور حتیٰ الوسع یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مذہب اسلام نے ان کو جائز اور بعض صورتوں میں واجب اور فرض قرار دیا ہے۔

ان جہلاء کی بڑی دلیلیں دو ہیں۔ اولاً خدائے تعالیٰ خود مصور ہے۔ دوم تصویر دار سکہ ہر وقت لوگ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اب ذرا غور سے دونوں دلیلیوں کی وجہیاں اڑنی ہوئی دیکھئے۔ اگرچہ یہ تو کسی طرح یقین نہیں کہ آپ اپنے دعویٰ سے باز آئیں۔ خدائے تعالیٰ کی صفت تو صرف ”المصور“ ہے۔ بلکہ اس کے تو قیفی اسماء صفات ۹۹ ہیں۔ کیا مرزا قادیانی اور مرزائی سب خدائے تعالیٰ کی صفات میں مشارکت چاہتے ہیں۔ وہ خالق السموات والارض ہے۔ وہ جاعل الظلمات والنور ہے۔ وہ ازل سے ابد تک جی اور قہوم ہے۔ اس کی صفت گچی ہے۔ اس کی صفت نمرود جیسے سرکش خدائی کا دعویٰ کرنے والے (مرزائے تو ابھی نبوت ہی کا دعویٰ کیا ہے) کے سامنے حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے یہ بیان فرمائی۔ ”فان الله يأتي بالشمس من المشرق فات بها من المغرب فبهت الذي كفرو (البقرہ: ۳۵۸)“ یعنی میرا خدا وہ ہے جو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تو کچھ قدرت رکھتا ہے تو مغرب سے آفتاب نکال۔ یہ سن کر نمرود حیرت زدہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ دیکھئے نمرود تک کو ایسی مسکت دلیل نے بت بنا دیا۔ مگر مرزا قادیانی کی گردن تو اپنے منارے کی طرح نمرود سے بھی کئی منزل اونچی ہے۔ کیوں مہبوت ہونے لگی۔ کس قدر احمقانہ اور طفلانہ تو ہم ہے کہ انسان کی آنکھ میں آئینے میں پانی میں عکس پڑتا ہے اور انسان خود تصویر ہے۔ اس لئے تصویر بنانا جائز ہے۔ کوئی پوچھے تو تم نے قدرتی مصنوعات پر اپنے ہاتھ کی بنائی مصنوعات کو قیاس کیا جو شیطان کی صفت ہے۔

چھوڑ قیاس کی تو تلمیس
اول من قاس ابلیس

کیا مذہب اسلام نے ایسا حکم دیا ہے کہ چونکہ آئینے اور پانی وغیرہ تمام شفاف چیزوں میں عکس پڑتا ہے۔ لہذا تم بھی تصویریں بناؤ۔ انسان بے شک صالح مطلق کی بنائی ہوئی تصویر ہے۔ پتھر یا سونے چاندی تانبے وغیرہ دھاتوں کی بنائی یا کاغذ پر کھینچی ہوئی تصویر نہیں وہ ایسی تصویر ہے جو رحم مادر میں بنتی ہے۔ جس کی تعریف میں حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے ایسا شعر لکھا ہے کہ
دوسرا شاعر نہیں لکھ سکتا:

دہد نطقہ را چوں صورت پری
کہ کراست برآپ صورت گری

انسان کی تصویر صالح نفع مطلق نے پانی پر کھینچی ہے۔ بھلا مرزا اور تمام مرزائی فراہم ہو کر ایک حرف تو پانی پر کھینچ دیں۔ ”الحق بصور فی الارحام کیف یشاء“ خدا نے تصویر بنانے کا تو معاذ اللہ حکم دیا۔ مگر حج کرنے کا حکم نہیں دیا۔ آنحضرت ﷺ کا مفرد پیارا نام محمد اور احمد ہے اور مرزا قادیانی کا نام غلام احمد بیگ۔ پس اگر مرزا قادیانی کے خدا کو کچھ بھی عقل ہوتی تو مرزائیوں کو بجائے احمدی بنانے کے غلامی بنانا جو نام کا جزاء اول ہے۔ جیسے موسائی، عیسائی، محمدی وغیرہ اور قدرت الہی کا یہی التزام ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے قدرت الہی کا تعامل چھوڑ دیا اور اس میں بے معنی جعل کیا۔

اب رہا تصویر دار سکہ۔ مذہب اسلام میں کہاں حکم ہے کہ تصویر دار سکہ گھروں میں صندوقوں اور ہمایونیوں اور خزانوں میں محفوظ رکھو جس طرح مرزا طرح طرح کے حیلے سے کثیر رقم

اپنے فنڈ میں جمع رکھتا ہے نہج کو جاتا ہے نہزکوۃ نکالتا ہے۔ شارع اسلام نے تو یہ حکم دیا ہے کہ ”الکنز کی من النار“ یعنی خزانہ آگ کا داغ ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”یوم یحییٰ علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہم و جنوبہم و ظہورہم ہذا ما کنزتم لا نفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (سورہ: ۳۵)“ ﴿جبکہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں تپائے جائیں گے اور پیشانیوں اور پسلیوں اور پشتوں پر ان سے داغ دیئے جائیں گے اور کہا جاوے گا کہ یہ ہے وہ جس کو تم اپنے نفسوں کے واسطے جمع کرتے تھے۔ پس جو کچھ جمع کرتے تھے اس کا عذاب چکھو۔﴾ مگر دوسرے احکام شریعت کی طرح اس زبرد توخ اور وعید کو بھی مرزا اور مرزائی کیوں ماننے لگے وہ توجہ یدالہام اور جدید نبی کو مانیں گے جو شریعت محمدی کی ترمیم و تنسیخ کر رہا ہے۔

کوئی سچا مسلمان تصویر دار سکھ کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور محتاط اور متقی لوگ ہرگز سکھ اپنے پاس نہیں رکھتے۔ چونکہ تمام مسلمان ایک غیر مذہب یا یوں کہو کہ باعتبار حکمرانی کے ایک لاندہب گورنمنٹ کے تابع ہیں۔ لہذا اس کا حکم مانتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو اپنی اور مرزائیوں مقرب کی تصویر اور اس کی پرستش کرانے پر کس نے مجبور کیا ہے؟ صرف ہوائے نفس اور تکبر اور نمود اور دنیا طلبی نے شراب ام الخبائث ہے؟ حالت مرض میں بھی جو ایک مجبورانہ حالت ہے آنحضرت ﷺ نے اس کے استعمال کی ممانعت فرمائی کہ ”بل ہوداء“ یعنی شراب دوا نہیں۔ بلکہ خود مرض ہے۔ پس احکام شریعت کے مقابلہ میں کوئی مجبوری کیونکر چل سکتی ہے۔ مرزا قادیانی یہ جواب دیں گے کہ میں چونکہ نیانہبی اور مذہب اسلام کا مجدد اور رفارمر اور مریم اور ناسخ ہوں۔ لہذا میرے خدائے جو تصویر بنوانے اور شائع کرانے کا مجھے حکم دیا ہے میں اس کی تبلیغ و ترویج کے لئے مجبور اور مقہور ہوں۔ بیشک مرزا قادیانی کا خدا ایسا حکم دے سکتا ہے۔ مگر خدائے اسلام اور اس کا نبی ایسا حکم نہیں دے سکتا اور یہ تعارض اس کی شان کے خلاف ہے۔ کہ پہلے تو تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجے اور اب اس کو جائز کر دے۔

پھر کیا مسلمان تصویر دار سکھ کی کچھ عظمت کرتے ہیں وہ تو اس میں سولہ آنے کی چاندی دیکھ کر بیچ و تراکے کام میں لاتے ہیں۔ روپیہ پیسے کی عظمت کوئی شخص تصویر دار سکھ ہونے کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ کاروبار تمدن و معاشرت کا اس کو آ لہ سمجھتا ہے۔ مرزا قادیانی نے تو تصویروں کی اشاعت کو اپنی نبوت کا جزء اعظم قرار دیا ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں کہ میں نے یورپ میں مرزائی مذہب کی اشاعت کے لئے تصویروں کو رواج دیا ہے۔ چونکہ نبوت کے لئے اشاعت اور ابلاغ و تبلیغ

لازم ہے۔ لہذا تصویر پرستی مرزائی مذہب کا بزرگن ٹھہری۔

ہم حیران ہیں کہ جب مرزائی مذہب میں تصویر اک نعمت عظمیٰ ہے تو محض کاغذ پر کیوں کھجوائی جاتی ہے۔ دھات کی مور تیں تیار کرا کر مرزائیوں اور مرزائیوں کے گھروں میں کیوں نہیں بھیجی جاتیں۔ کیا کاغذی تصویر اور دھات کی تصویر میں کچھ فرق ہے۔ اگر مرزا قادیانی کے خدا نے صرف عکسی تصویر کی اشاعت کا حکم دیا ہے تو بڑی غلطی کی ہے۔ کیونکہ کاغذی تصویر تو چند روز میں گل سڑ جاتی ہے کرم خوردہ ہو جاتی ہے۔ دھات کی تصویر کو ہر طرح استحکام ہے۔ ایک ایک مور تہ ہزاروں سال تک قائم رہ سکتی ہے اور کاغذی تصویر کے مقابلے میں اس کی قیمت بھی زیادہ اٹھے گی۔ ادھر تصویر کو استحکام ادھر فنڈ بھر پور۔ دود اور چڑی، بات یہ ہے کہ ابھی مرزا قادیانی اپنے مذہب کی پوری اشاعت کرتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ کیونکہ کہے ہیں۔ پختہ مغز ہو کر سبھی کچھ کرنے لگیں گے۔ دھات کی تصویریں بھی چند روز میں شائع ہونے لگیں گی۔ ذرا تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ ایڈیٹر!

۴..... مسلمانوں کو وہابی کہنا مزیل حیثیت ہے

مرزائی بیچ مطبوعہ یکم مارچ ۱۹۰۲ء میں علماء راولپنڈی مولانا ہدایت اللہ امام مسجد صدر بازار اور مولانا عبدالاحد کی نسبت علاوہ دوسرے دل شکن الفاظ اور سب و شتم کے لفظ وہابی کا استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی ان کو وہابی اور رئیس الوہابین بنایا گیا ہے اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کو بھی جی بھر کے گالیاں دی گئی ہیں۔ جیسا کہ مرزائیوں کا دستور ہے۔ حالانکہ مسلمانوں میں کوئی گروہ وہابی نہیں۔ سنی مسلمان تو یہی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہیں جو چاروں اماموں کے مقلد ہیں۔ ایک گروہ شعبین کتاب و سنت ہے۔ جو اہل حدیث کے لقب سے ملقب ہے۔ ہم نہیں جانتے وہابی کون سا گروہ ہے؟ غالباً وہ ہوگا جو نہ قرآن و حدیث کو مانتا ہے نہ کسی نبی اور ولی کو۔ بلکہ انبیاء خصوصاً حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیتا ہے۔ ان کو جھوٹا اور کسی زادہ بتاتا ہے۔ یعنی عیسیٰ مسیح کی نانوں اور وادیوں کو کنسیاں قرار دیتا ہے۔ خلاف کتاب و سنت نیا مذہب اور نیا نبی قائم کرتا ہے اور اپنے گروہ کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کو جہنمی اور گردن زونی قرار دیتا ہے۔ حرمین شریفین سے بڑھ کر اپنے مسکن اور منارہ کو مطاف ٹھہراتا ہے۔

وہاب خدائے تعالیٰ کا نام ہے۔ اس لحاظ سے تو ہر مسلمان وہابی کہلانے کو فخر سمجھے گا۔ لیکن مسلمانوں کو اس لقب سے ملقب کرنے والوں کی نیت کچھ اور ہے۔ جس کی تفصیل ہم آگے چل کر کریں گے اور اگر یہ لفظ ایک شخص عبدالوہاب نامی کے نام سے منسوب ہے تو وہ نہ کوئی امام

تھا، نہ مجتہد، بلکہ جنابلی مقلد تھا۔ پس اس کی جانب نہ کوئی مسلمان آج تک منسوب ہوا نہ منسوب ہونے کو پسند کرے گا۔ ورنہ اگر وہ امام و مجتہد ہوتا تو خانہ کعبہ میں ایک پانچواں مصلیٰ اس کے نام کا بھی ضرور قائم کیا جاتا۔

پس معلوم ہوا کہ یہ لفظ ویسا ہی موہن اور دلشکن ہے جیسا شیخہ کے لئے رافضی اور سنیوں کے لئے خارجی۔ صرف اتنا فرق ہے کہ گورنمنٹ ہند نے مذکورہ بالا القاب سے ملقب کرنے کی ممانعت نہیں فرمائی اور لفظ وہابی کے استعمال کی از روئے سرکلر ممانعت کر دی ہے۔ کیونکہ مخالفوں کی مراد لفظ وہابی سے باغی و بدخواہ سرکار ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں نہ صرف مسلمانوں کا بلکہ دیگر اقوام کا کوئی گروہ بھی برٹش گورنمنٹ کا باغی اور بدخواہ نہیں۔ سب کے سب اس کے سایہ عاطفت میں آزادی اور امن سے بسر کرنے کے باعث آزاد اور عادل گورنمنٹ کے ممنون ہیں۔ چونکہ ایسے لفظ کا زبان پر لانا بھی قرین مصلحت نہیں۔ لہذا گورنمنٹ نے اس کی نسبت مندرجہ ذیل کارروائی فرمائی ہے۔

نمبر ۶۷۷۰..... آف ۱۸۸۸ء..... پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ

ممالک مغربی شمالی وادوہ۔ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء، مقام نئی تال

آفس میمورینڈم

عرضی مرسلہ مولوی ابوسعید محمد حسین لاہوری، مورخہ ۲۶ مئی گزشتہ پیش ہوئی۔ مشعر اس کے کہ استعمال لفظ وہابی کا ان ممالک میں کاغذات سرکاری میں ممنوع فرما دیا جائے۔

حکم

سائل کو اطلاع دی جائے کہ حضور نواب لیفٹیننٹ گورنر و چیف کمشنر نے ہدایتیں نافذ فرمادی ہیں کہ کاغذات سرکاری میں لفظ وہابی کا استعمال ترک کر دیا جائے۔

دستخط: انڈر سیکرٹری گورنمنٹ، مغربی شمالی وادوہ

اب ہم مرزائی بیچ سے پوچھتے ہیں کہ اگر راولپنڈی کے علماء اس لائل کی چارہ جوئی عدالت سے کریں تو کتنے گھروں میں کیا ہو۔ پس جو لوگ بے تحاشا مسلمانوں کو وہابی کہہ دیا کرتے ہیں ان کو متنبہ ہونا اور ایسے دلشکن لفظ کے استعمال سے بچنا چاہئے۔ ملک متوسط اور بنگال میں لفظ وہابی کا استعمال کرنے والوں کو سزائیں مل چکی ہیں۔ عادل گورنمنٹ دوسرے موہن القاب کا چنداں خیال نہیں کرتی۔ مگر لفظ وہابی جس کے استعمال کا اثر گورنمنٹ تک پہنچتا ہے اس کا ضرور خیال کرے گی۔ ایڈیٹر!

۵..... عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

طبع اور باطل ظاہر بینوں کی آنکھ کو اپنی چمک دمک سے چند روز کے لئے دھوکا دے کر اصل اور حق کے مقابل کھڑا ہونے کی کبھی ہی کوشش کرے۔ لیکن آخر الامر بمصداق آیہ کریمہ ”قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (بنی اسرائیل: ۸۱)“ اس کا طبع کا فور ہو جاتا ہے۔ یہی حال مرزا کے دعادی باطلہ کا ہو رہا ہے۔ صاحب عصائے موسیٰ نے قرآن مجید اور احادیث شریف اور اقوال و معتقدات کبراء سلف صالحین کے موافق دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے مرزا کے خانہ زاد عقائد کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ صاحب ”قطع الوثمن باظہار کید المفتیین“ نے مرزا اور اس کے مریدوں کو مہوت کر دیا۔ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب ”پشتی کے مقابلہ پر لاہور میں نہ آنے سے جو ذلت و شکست جماعت قادیانی کو ہوئی ضمیمہ شعبہ ہند نے جو کچھ دھوئیں بکھیرے ان سب کے مقابلہ میں مرزا قادیانی سے کچھ بھی بن نہ پڑا اور نہ کبھی بن سکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ واقعات اور دلائل پینہ شرعیہ کا جواب ہی کیا؟ پس بقول شخصے مرتا کیا نہ کرتا۔ شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر اور بے حیائی کا لباس پہن کر ”فاذا لم تستحی فاصنع ما شئت“ ہر عشرہ یا پندرہ روزہ گزرنے پر مرزا اور اس کے مریدین کی طرف سے کوئی نہ کوئی تحریر یا اشتہار حسب عادت مستمرہ گالیوں سے بھرا ہوا نکل ہی آتا ہے۔ جس میں پیر مہر علی شاہ، فشی الہی بخش صاحب اور دیگر بزرگان دین کو دل کھول کر کوسا جاتا ہے اور بمصداق ”واذا خلوا عضوا علیکم الا نامل من الغیض“ اپنے ہاتھ کاٹتے ہیں۔ کتاب عصائے موسیٰ کو بے حیثیت نا شدنی مرزائی سلسلہ کو نقصان پہنچانے والی وغیرہ بتا کر اپنا جوش ٹھنڈا اور مریدین کو اس کے مطالعہ سے ممانعت کرتے ہیں۔ بات تو جب تھی کہ شریفانہ اور منصفانہ اور محققانہ مسلک پر کسی ایک ہی اعتراض کا جواب دیتے۔ مگر جن فلاکت زووں اور اپاہجوں کی وجہ معاش اسی سلسلہ پر ہو وہ ایسا نہ کریں تو کیا کریں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کے نام کا اشتہار راقم کی نظر سے نہیں گزرا۔ ہاں عبدالکریم کا اشتہار بحریہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۱ء جو اخیر ماہ مئی ۱۹۰۱ء کو لاہور میں شائع ہوا نظر سے گزرا۔ مبلغ ایمانداری یہ کہ مکتوب الیہ کے پاس حسب معمول پہنچا ہی نہیں۔ بلکہ کسی دوست نے دکھایا جس کے لغو اور نکلے اعتراضات کی مفصلہ ذیل چتھاڑ ہدیہ ناظرین ہے۔ سہولت کے واسطے عبدالکریم کے اشتہار کی عبارت کو بلنظ اعتراض اور اپنے دلائل کو تردید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ”والله المستعان وعلیہ التکلان“

اعتراض..... ”دونوں نام مہدی و مسیح جو اپنا کام کر رہے ہیں۔ ایک عالم عملی طور پر ان کی

کارروائیوں کے صدق کی نسبت گواہی دے اٹھا ہے۔“

تردید..... مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا اور ”الذین فرقوا دینہم“ کا مصداق بنانا انبیاء علیہم السلام کی توہین، خلاف شریعت اسلامی کرنا خانہ زاد الحاد کو رواج دینا۔ ذوی الارحام یعنی شرعی وارثوں کو محروم الارث کرنے کے لئے جعلی طور پر اپنی جائیداد کو بی بی کے نام رہن کی رجسٹری کرانا۔ یادگاری مینار گھنٹہ گھر کیلئے جماعت حقاء سے چندہ بٹورنا۔ اپنی تصاویر کھنچوا کر فدائیوں کے ہاتھ بیچنا۔ اہل قبلہ اور پابند صوم و صلوة، حج، زکوٰۃ، خادمان قرآن مجید و احادیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کو لعن و طعن کرنا اور غیر مذاہب والوں کی منافقانہ طور پر مدح سرائی کرنا جس کا ذکر کتاب عصائے موسیٰ میں درج ہے۔

خونی پیش گوئیوں سے حکام اور غیر مذاہب والوں کو مسلمانوں پر بدظن کرنا، وغیرہ۔ یہ سب خوبیاں جو آپ کے مذاق اور جبلت کے موافق ہیں بیشک ایک عالم نے عملی طور پر دیکھ لی ہیں۔ ورنہ دوسرے مسلمان تو ایسے کاموں کا نام لینا بھی کفر سمجھتے ہیں۔ پس آپ لوگ جو ان دونوں ناموں مہدی مسیح کی تضحیک اور توہین کر رہے ہیں اگر خداوند تعالیٰ نے چاہا تو آپ اس کی مکافات کو پہنچیں گے۔

اعتراض..... ”ہزاروں نام کے مسلمان جو دجال کی خدائی طاقتوں کے قائل تھے اور حضرت مسیح کو خالق، محی، شافی، عالم الغیب اور زندہ جاوید مانتے تھے اور اس مشرکانہ اعتقاد سے قرآن کریم کا ابطال کرنے سے مشرکین نصاریٰ کو قوت دینے اور رسول کریم ﷺ کی توہین میں نصاریٰ کے دست بازو بنے ہوئے تھے۔ اب اس مہدی موعود کے ارشاد و ہدایت سے مہتدین میں داخل ہو گئے ہیں۔“

تردید..... مرزا اور اس کی جماعت کا اعتقاد اور ایمان ایسا ہوگا تمام مسلمان تو اڈل ہی سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو خالق، محی، شافی، عالم الغیب زندہ جاوید وحی قیوم نہیں جانتے۔ بلکہ ان صفات الہی میں کسی کو شریک کرنا کفر و بے ایمانی سمجھتے ہیں اور ایسا ہی جو شخص رسول کریم سید الاولین و الآخین ﷺ کی توہین کرے۔ اپنے کو یا جوج ماجوج، دجال اور خرد جال کا حقیقت شناس رسول ﷺ سے زیادہ جانے اور غیر مذاہب کے معبودان و اعیان کو خلاف تعلیم اسلام برا بھلا کہہ کر رسول ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرائے۔ جیسا کہ مرزا اور اس کی جماعت کا عمل در آمد ہے۔ ایسے امور کو بھی مسلمان خلاف تعلیم اسلام کفر و زندقہ و الحاد اور پرلے درجہ کی بے ایمانی جانتے ہیں۔ مشتہر جو مرزا کا عالی مداح ہے اپنے پیر طریقت کی تعلیم پر فکرو تہرر کے سوچے

کہ خود مرزا اور اس کی جماعت کے لوگ قرآن مجید کا ابطال کر کے مشرکین کا دست باز و بن رہے ہیں یا معاذ اللہ دیگر مسلمان؟

اعتراف ”خداے تعالیٰ کے نئے نئے اقتداری نشانوں کو دیکھ کر جو حضرت موعود کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے خدا تعالیٰ پر ان کو نیا ایمان حاصل ہوا۔“

تردید جن کے پاس پہلے ایمان نہ تھا ان کو نیا ایمان حاصل ہوا ہوگا اور جو لوگ اس اذعائی نبوت کے تلے (ختم نبوت کے بعد) آگئے۔ ان کے رہے ہے ایمان بھی غارت گئے۔ جن کا سارا وبال اور نکال مرزا اور اس کے مشیروں کی گردن پر ہے۔ اگر بطور تنزل مرزائیوں کو نیا ایمان حاصل ہونا مان بھی لیا جائے تو ان کو بموجب ان کے اپنے اعتقادات کے کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ ”قال رسول اللہ ﷺ ثلث اذا خرجن لا ينفع نفساً ايمانها • لم تكن آمنت من قبل او كسبت في ايمانها خيرا • طلوع الشمس من مغربها • والدجال ودابة الارض“ یعنی جب آفتاب مغرب سے طلوع ہو۔ دجال اور دابۃ الارض نکل آویں اس وقت کسی کا ایمان نفع نہ دے گا۔ مرزا اور اس کے مریدوں کے نزدیک یہ تینوں علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ فرنگستان یورپ میں اسلام کا چرچا ہو رہا ہے اور یہی آفتاب کا مغرب سے نکلنا ہے۔ دجال پادری لوگ ہیں اور دابۃ الارض علماء دور، ایسا ہی دیگر علامات قیامت یا جوج اور ماجوج کسوف و خسوف وغیرہ کی نسبت کہتے ہیں کہ یہ ظاہر ہو چکے۔ پس جب کہ ان کے اعتقادات کے موافق یہ سب واقعات ہو چکے تو اب ان کو بموجب حدیث شریف ایمان کا ذرہ بھر بھی نفع نہیں۔ لہذا صریح طور پر یہ لوگ خسار دنیا و الاخرۃ ہو گئے۔ اس پر غور و فکر کریں اور نشانوں کے دکھانے کی تو آپ نے ایک ہی کبی؟ ذرا عصائے موسیٰ میں تفصیل دیکھئے۔ تعجب پر تعجب ہے کہ خود مرزا تو اقتداری نشانوں سے مباحثہ امر تر الموموم بہ جنگ مقدس میں انکار کرتا ہے۔ بلکہ اپنی بے بضاعتی کے خیال پر معجزات سیدنا مسیح علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی مسمریزم اور عقلی چالاکئی میں داخل کرتا ہے۔ لیکن مرزا کو دانہ کوغالی مشہر بانس پر چڑھاتا ہے۔ مرزا احمد بیک کے داماد کی موت کی پیش گوئی جو مرزا کا خاص رقیب بن کر اس کی چھاتی پر مویگ دل رہا ہے۔ عبداللہ آتھم کی موت کا نشان جو باوجود بوڑھا ہونے کے میعاد مقررہ مرزا سے ڈیڑھ برس بعد اپنی موت سے مراد علی ہذا مولوی محمد حسین بٹالوی، ملا محمد بخش، ابوالحسن تہتی وغیرہ والی پیشین گوئیوں پر غالی مشہر کی نگاہ کیوں نہیں پڑی۔ ضرور پڑی ہے۔ گر روٹیوں اور بوٹیوں کی چربی آنکھوں پر چھا گئی ہے۔ (باقی آئندہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
یکم مئی ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۱ کے مضامین

.....۱	ٹاپا خالی کرو	مولانا شوکت اللہ!
.....۲	صبح علیہ السلام کو دشنام	مولانا شوکت اللہ!
.....۳	بقیہ عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز۔ ایک محقق!	

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱..... ٹاپا خالی کرو

بازید بسطامی کے حالات میں لکھا ہے جو خود حضرت مرحوم کی زبانی ہے کہ میری روح ایک مرتبہ دوزخ میں چلی گئی تو اس کو بالکل سرد پایا۔ میں نے تعجب سے پوچھا کہ اے دوزخ تیری آگ کا یہ شہرہ ہے کسا گردنیا میں اس کی ایک بھی چنگاری آجائے تو تمام طبقات الارض اور افلاک جل کر بھسم ہو جائیں اور یہاں یہ کیفیت۔ یا تو وہ شورا شوری یا یہ بے نمکی۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ دوزخ نے جواب دیا کہ اے نادان مجھ میں آگ کہاں۔ جو آئے گا اپنی آگ ساتھ لائے گا۔ یہی کیفیت مرزا قادیانی کی ہور ہی ہے کہ جو شخص آپ کا چیلہ ہو کر کان چھدواتا اور کوڑیا غلام بنتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ لنگر خانہ کے لئے آرزو پیدا کرو۔ ورنہ ٹاپا خالی کرو۔ حال میں مرزا قادیانی نے ایسا ہی اشتہار دیا ہے کہ جو چیلے چا پر لنگر خانہ کی جھولی میں کوڑی پیمانہ ڈالیں گے مریدی سے عاق اور مرزائیوں کے دفتر سے ان کا نام خارج ہوگا۔ ہات بھی ٹھیک ہے۔ آخر آدے کس باوا کے گھر سے۔ چند پانچ جو اصطل میں کھڑے دانہ چکھ رہے ہیں۔ جن کی کمروں میں بوجھ کھینچتے کھینچتے غار پڑ گئے ہیں۔ سم گر گئے ہیں۔ دم جھڑ گئی ہے۔ آخر وہ کس کے ماتھے جائیں۔ پھر چند ساٹھے پاٹھے جو یا قوتیاں اور قوت باہ کی مجونیں جن میں منگ اور عنبر اور ریگ ماہی اور ستھقور کا بیجھا ڈالا جاتا ہے اور روغن بادام اور زعفران میں دم کئے ہوئے پلاؤ اور بریانی کھا کھا کر بھنھنا رہے ہیں۔ ان کا جوش کیونکر نکلے۔ پھر خاص مرزا قادیانی جو آسمانی جو رو کے طنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور بقول۔

ہر یکہ دم ز عشق زند بس غنیمت ہست، قوت باہ کے نسخے اور ترتر مرغن اور چچر حلو بے اور موہن
بھوگ ڈکار کر کیل کاٹنے سے چست اور نوک پلک سے درست بنے بیٹھے ہیں۔ یہ سب مذکورہ بالا

مسالے ہی کی بدولت تو ہے۔ وہ طرح طرح کے چند دن سے اپنے جلیوں کی چند یا گنجی کر رہے ہیں اور ان کے گاڑھے خون سے اپنا خون پتلا کر کے اس میں حوانی اور شہوانی جوش و خروش بڑھا رہے ہیں۔ اگر چندہ نہ آئے تو سب کے سب سوکھ ساکھ کراچور بن جائیں اور لنگور کی سی زقندیں لگانی بھول جائیں۔ حیوانی حرارتیں کا فور ہو جائیں۔ اچھی کہی۔ ہونہ۔ تمہیں سب نے تو متفق ہو کر مجھے مسیح موعود اور مہدی مسعود اور فرماؤں نبی اور رسول بنایا اور اب تمہیں چپاتی شکم بن گئے اور لنگر خانے کا نام سن کر لگے پیٹ پتلانے۔ میں نے تو یہ شکرہ تمہارے ہی بھروسے پالا ہے۔ اب جو جیل چاڑھا تو قارون کے سنگے بن کر خالی خولی دم ہلاتے ہیں اور دینے کے نام گھر کے کیواڑ بھی نہیں دیتے۔ وہ درحقیقت بڑے ظالم ہیں۔ ان سے زیادہ کون ظالم ہوگا کہ وقت پر دعا دیتے ہیں۔

سنو سنو جب کہ میں ہر طرح بانس پر چڑھ گیا ہوں۔ (کیونکہ اصل مسیح سولی پر چڑھے تھے) اور مجھے تمہیں نے بانس پر چڑھایا ہے۔ ورنہ میں تو خس سے زیادہ خیس بلکہ اخس تھا اور جب کہ تم نے اپنے گلے میں منادی کی ڈھولکی ڈال کر میری مہدویت اور عیسویت کی ڈونڈی پیٹ دی ہے اور جب کہ تم میری خاطر دنیا سے لڑ رہے ہو اور جب کہ تم میرے کارن خدا اور رسول اور خود مذہب اسلام کو خیر باد کہہ چکے ہو تو اب لنگر خانے کے نام سے خرنگ کی طرح پڑاوے کی تہٹی میں کیوں بیٹھے جاتے ہو۔ مرزا قادیانی ایسے اور مرزا قادیانی ویسے۔ مرزا جی الہامی نبی۔ مرزا قادیانی ظلی اور بروزی رسول۔ مگر گرہ سے نکالنا خرچ کرتے۔ تمہارے بڑوں اور ہمایوں کی چٹنیں سکڑ کر اندر دھنس جاتی اور غائب ہو جاتی ہیں۔ میں تمہارے عطا کئے ہوئے خالی خولی خطابوں کو کیا بھاڑ میں جھونکوں۔ میں اس دم چھلے سے دو گزرا۔ لندرا ہی بھلا۔ عطاء تو بقاء تو، مگر تم چندہ دو اور اگر مجھے اپنی توہین کا چنداں خیال نہ ہوتا تو یوں کہتا۔

مراتان بدہ کنش بر سر زسن

سنو سنو اور پوہ نیچر کی بڑی کرامات ہے۔ یہ نہ ہو تو مہدویت و مسیحیت سب ٹھین ٹھین۔ یاد رکھو اگر تم فی الفور سے بھی پہلے لنگر خانہ کی تھیلیاں کھا کھن اور چھتا چھن نہ بھرو گے تو کانوں کے درمیان کے بچوں سچ میں سر کر کے سب کو بارہ پتھر باہر نکال دوں گا اور منہ پر ایسی جھاڑو ماروں گا کہ میرے بھائی لال گرو نے بھی نہ ماری ہوگی۔ ایڈیٹر!

۲..... مسیح علیہ السلام کو دشنام

الحکم مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء میں مرزا قادیانی عیسائیوں خصوصاً لاہور کے لارڈ بشپ پر غضبناک ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی توہین کی ان کو غیر معصوم وغیرہ بتایا۔ بیشک

عیسائیوں کی یہ حرکت خلاف انسانیت اور خلاف تعلیم عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہے۔ لیکن کیا یہ اسلام اور اہل اسلام کی شان ہے کہ ہم اس کے پاداش میں عیسیٰ مسیح کو برا کہیں۔ کوئی آگ کھائے انگارے اگلے۔ ہم کو کیا۔ ہمارا کام ہے کہ تمام انبیاء کی یکساں تعظیم کریں اور مخالفوں کے اتہاموں اور بہتانوں کو خدا پر چھوڑیں۔ یہ نہیں کہ مرزا قادیانی کی طرح عیسیٰ مسیح کو گالیاں دیں اور قرآن و حدیث کی مخالفت کر کے اپنی گورا نگاروں سے بھریں۔ مرزا قادیانی تو تمام انبیاء کے رقیب ہیں۔ ان کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے مطلق ہمدردی نہیں۔ نہ ان کو آنحضرت ﷺ سے محبت۔ ان کا مقصد تو عیسیٰ مسیح کی توہین کرنا اور مخلوق کے دلوں سے ان کی عظمت گھٹانا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود مثیل مسیح اور چودھویں صدی کے نبی اور رسول بنے ہیں اور اس لئے نہ صرف مسیح بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ان کے دل میں کھکتی ہے۔ عیسیٰ مسیح کی معصومیت اور نبوت کی قرآن تصدیق کرے۔ حدیث تصدیق کرے اور ایک لحد ان کو گالیاں دے کر قرآن و حدیث دونوں کو جھٹلائے۔

کیا آنحضرت ﷺ نے کبھی نہ صرف عیسیٰ مسیح بلکہ کسی نبی کی شان میں کوئی لفظ خلاف داب ادب منہ سے نکالا ہے یا اپنے کو کسی کا رقیب بنایا ہے؟ وہاں تو محض خلوص اور صداقت اور للہیت سے کام تھا جو ایک سچے نبی کی نبوت کی شان ہے۔

لارڈ بشپ نے جو ناہنجار حرکت کی۔ مرزا قادیانی بتائیں کہ آخر مسلمان اس کے مقابلے میں کیا کرتے۔ مرزا قادیانی کا غالباً یہ منشاء ہے کہ ان سے لڑتے کشت خون کرتے۔ کیا مرزا قادیانی کے قبضے میں ہزار پانچ سو آدمی نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنا عندیہ کیوں پورا نہ کیا اور اپنی فوج کو ان کے مقابلے پر کیوں نہ بھیجا۔ فدائیوں میں اپنی دھاک بٹھانے کو چھو ہڑ عورت کی طرح یوں جھوٹا نکانی کہ عیسیٰ مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا غلط ہے۔ یہ تو مرزا قادیانی نے آپ اپنی ناک کاٹی اور اپنے کو وارثہ اسلام سے خارج کیا۔

دہریے بھی یہی تاویل کرتے ہیں کہ احیاء سے ولوں کو زندہ کرنا یعنی قوم کی اصلاح مراد ہے اور معجزہ خارق فطرت ہے۔ جس کا ظہور محال ہے۔ ہم کہتے ہیں اصلاح تو علماء بھی کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ لیکن علماء اور انبیاء میں کیا فرق رہا۔ عیسیٰ مسیح کا تو قرآن مجید میں یہ قول ہے: ”واحیی الموتیٰ باذن اللہ“ یعنی میں خدا کے حکم سے مردے کو زندہ کرتا ہوں نہ کہ اپنی طاقت اور حکم سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک خدائے تعالیٰ بھی مردوں کو زندہ نہیں کر سکتا۔ یہ الحاد وار تہ ادا اور دہریت نہیں تو کیا ہے؟ مرزا قادیانی جو تاویل میں کر رہے ہیں وہ عام

جہلاء کے ناخنوں میں پڑی ہیں۔ آریا اور دہریے تو مرزا قادیانی سے کہیں بڑھ کر تاویل کرتے ہیں۔ ایڈیٹر!

۳..... بقیہ عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

اعتراض..... ”صبح کی موت قبر، اور مرہم عیسیٰ، کے زہرہ گداز حربہ نے نصرانیت کو زخم کاری لگائے ہیں۔ ابھی تین ہفتوں کا ذکر ہے کہ لاہور مشن کالج کے تین پادری قادیان میں آئے۔ حضرت نے بڑی قوت و تھمدی سے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ سب انعامات اور طاقتیں لے کر آیا ہوں جو پہلے بزرگ نبیوں کو ملی ہیں اور صبح کی موت بڑی شد و مد سے بروئے قرآن و انجیل ثابت کی۔ آخر میں آپ کی قبر کی نسبت گفتگو کی جو کشمیر میں واقع ہے۔“

تردید..... زبانی مجمع خرچ پورا کرنا اور تنکے کو پہاڑ بنا کر دکھانا تو مرزا قادیانی کا نیچر ہے۔ اگر وہ پہلے بزرگ نبیوں کے اقتداری نشانات اور لازوال طاقتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں تو یہ کیا عمدہ موقع تھا کہ ان عیسائی مشنریوں کے سامنے ان نبیوں یا کم از کم صرف ایک نبی صبح علیہ السلام کے انعامات اور اقتداری طاقتوں کو استعمال میں لاتے جن کا ذکر قرآن مجید سورہ مائدہ پارہ ہفتم رکوع پنجم میں اس طرح ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے ان کو روح القدس سے مدد دی تھی۔ وہ مہد و کھیل کی حالت میں لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خود کتاب و حکمت و تورات و انجیل سکھائی تھی۔ وہ اذن الہی کی مدد کے ساتھ کھیٹنے الطیر جانور بنا کر اس میں روح پھونکتے تھے۔ مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو باذن ربی تندرست اور مرووں کو زندہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کی ایذا دہی سے روک رکھا تھا۔“ ایک مرزا قادیانی ہیں جنہوں نے اس کا انکار اور مقابلہ کر کے یہ کہا ہے کہ ان کو یہود نے پکڑ کر صلیب پر چڑھایا اور زخم لگائے۔ معاذ اللہ! ”کسرت کلمۃ تخرج من الفواہم ان یقولون الا کذبا“ پھر جب کہ صبح علیہ السلام ان کے ساتھ آئے تو نہ ماننے والے کافروں نے کہا کہ یہ تو ایک کھلا جاو ہے۔ اسی طرح مرزا صبح علیہ السلام کے معجزات باہرات کو مسریم اور شعبہ وغیرہ بتا کر اپنی عاقبت خوار کر رہا ہے۔ اب مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ والی طاقت و برکت کا ہی کچھ اثر دکھاتے۔ جیسا ایک آنکھوں کے ڈھیلے باہر نکلے ہوئے۔ کا دست مبارک سے درست ہو جانے کا ذکر خود مرزا قادیانی نے کیا ہے اور ایسا ہی تین آدمیوں کی ٹانگ اور پنڈلی وغیرہ ٹوٹی ہوئی کو صرف دست مبارک لگانے اور پھونکنے سے صحت کامل ہو جانے کا حال مفصل معجزات و کرامات ”عصاء موسیٰ“ میں وضاحت سے ہوا ہے۔ اگر بالفرض مرزا قادیانی کے پاس اس وقت کوئی مادرزاد اندھا، برص والا، ٹوٹی ہوئی پنڈلی یا ٹانگ والا

موجود نہ تھا تو کیا عاجز عبدالکریم بھی موجود نہ تھا۔ جس کی ایک آنکھ، سر کا گنچہ پن، پھوڑے پھنسیاں اور ایک ٹانگ علاج طلب ہے۔ اگر مرزا قادیانی یہ کہہ کر اپنا پنڈ چھوڑا تا چاہیں کہ۔

زیک چشمی جمالت رازیان نیست

کہ زیبا تر بود تصویر یک چشم

تو مخالفین کا اس سے اطمینان نہیں ہو سکتا۔ ادھر عاجز عبدالکریم صحیح و سالم، عینک لگانے

اور لٹھی اٹھانے کی زحمت سے بری ہو جاتا ہے۔ ادھر مرزا قادیانی کے عقائد کے سبب گو مسلمان ان کو کچھ بھی کہتے۔ ادھر مشنری عیسائیوں پر بھی کچھ اثر پڑ کر جب نہ تھا کہ ان کی ہدایت کا باعث ہوتا اور

ادھر مرزا قادیانی کے مرید یوسف خان اور مرزا قادیانی کی بی بی کا قریبی رشتہ دار بھائی سعید جو امرتسر والے مباحثہ کے بعد عیسائی ہو گئے تھے۔ ان کے عوض ایک دو عیسائی مسلمان ہو کر کچھ تو مکافات ہو

جاتی اور کچھ نہیں تو مرزا قادیانی کو مستجاب الدعوات ہو گزرا جس کا کچھ نام و نشان ظاہر نہیں ہوا۔ اس موقع پر شیخی بھگوانے کا موقع دیتا۔ گو مسلمان جب بھی کہتے کہ وہ عجیب الدعوات خالق و مالک

رؤف رحیم، بلا لحاظ ملت و مذہب کے ہر مضطر اور در ماندہ عاجز مخلوق کی دعا ہو جب ارشاد باری تعالیٰ "ام من یجیب المضطر اذا دعاه" اور "ادعونی استجب لکم" سنتا اور قبول کرتا

ہے۔ لیکن انفس کہ بجز ربانی تقریروں اور شیخی اور جنیس چٹاں کے نہ آج تک مرزا سے کچھ ہوانہ آئندہ کچھ ہونے کی امید۔ انشاء اللہ! مرزا قادیانی برخلاف عقائد سلف و خلف کے مسیح علیہ السلام

کی قبر کشمیر میں مقرر کرنے پر محض خود غرضی سے جان کنی اور محنت تو بہت کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان جب دلائل قرآنی اور واقعات پیش کرتے ہیں تو مرزا قادیانی سے بجز معمولی بد زبانی سب و شتم،

موت کی دھمکیوں وغیرہ کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ رہا قبر کا حال۔ اول تو آپ نے اس کو بیت المقدس میں مقرر کیا ہے۔ پھر (ازالہ اہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳) میں کہا: "یہ توجہ ہے کہ مسیح اپنے وطن

گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ اب حکیم نور الدین کی حمایت سے مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر محلہ یارخان میں مقرر کرتے ہیں اور ابھی قبر مذکورہ والا سلسلہ خیال جو کسور عشریہ کی کسر متوالی یا شیطان کی آنت

سے کم نہیں۔ دیکھئے کہاں تک پہنچے۔ کیونکہ ابھی تک یہ خود غرضانہ اور مجنونانہ تحقیقات در پیش ہے۔

محرری کی آسانی سے چل کر درجہ بدرجہ رسالت تک ہاتھ پاؤں مارے۔ اب دعویٰ خدائی باقی ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا اسی (قبر کی) تحقیقات دسراغ لگانے کے بہانے چندہ ہو کر دو تین سادہ لوح مرید برائے نام تیار ہو کر گریہ و زاری اور آہ و بکا سے ایک دوسرے کے گلے مل کر قادیان سے بظاہر

رخصت ہوئے تھے۔ مگر اٹک شوی اور چندہ مذکورہ ہضم ہونے پر یہ بات گاؤں خورد ہو گئی۔"

مرہم عیسیٰ بھی جس پر اس قدر ناز کیا جاتا ہے۔ ایک ڈھکوسلا ہے۔ مسیح علیہ السلام چونکہ انسان تھے اور ہو جب آیت کریمہ ”کانا یا کلان الطعام“ کھاتے پیتے تھے اور لوازم بشری سے علیحدہ نہ تھے۔ لہذا اگر کسی پھوڑے پھنسی کے لئے اس مرہم کا انہیں کے لئے تیار ہونا اور اس کا استعمال کر کے شفا یاب ہو جانا ثابت بھی ہو جاوے۔ تو اس سے ان کی صحت و سلامتی ثابت ہوتی ہے نہ کہ موت۔ دیکھو مرزا قادیانی خود جو سو سو روپیہ تولہ والا عنبر و مشک خالص کا ست ولایت کا تیار کیا ہوا اپنی بیماری اور ضعف اعصاب اور باہ کے سنخوں میں استعمال کر کے فائدہ اٹھاتا ہے تو اس سے اس کی حیات ثابت ہوتی ہے یا ممات۔ یہ زالی منطق اور اچھپنے کی فلاسفی ہے کہ کسی درد اور بیماری کے دور کرنے والی اشیاء سے استعمال کنندہ کی موت پر دلیل قائم کی جاوے۔ واہ کیا کہنا۔ اول تو اسی مرہم کا استعمال مسیح علیہ السلام کے لئے ثابت نہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو رسول ﷺ نے جس طرح کلو نجی، حنا، عسل وغیرہ بیشار ادویہ کی تعریف اور ان کے استعمال کی ترغیب فرمائی۔ اس طرح آپ اس مرہم کا ذکر بھی ضرور فرماتے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ایک اولوالعزم نبی اس کو استعمال کر کے شفا یاب بھی ہو چکے ہوں۔ لیکن چونکہ اس کا نام و نشان بھی کتب سیر و طب نبوی میں نہیں ملتا۔ لہذا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عیار طبیب نے اس کا کچھ تجربہ کر کے تعریف و شہرت کے لئے ایسا نام رکھ دیا۔ جیسے آج کل کے اشتہار طبیب اپنی ادویات کے لمبے چوڑے نام رکھ کر ان کی تعریفوں کے پل اشتہاروں میں باندھ دیتے ہیں اور خود مرزا قادیانی نے بھی اس عنبر والی دوا کا نام تریاق الہی رکھا ہے۔ بالآخر مرزا قادیانی اور اس کی جماعت پتہ و نشان بتاویں کہ کس ولایت کے کس مقام پر اس زہرہ گدازمرہ کے حربہ کے اثر سے لہر انیت کو کیا کیا نقصان پہنچے ہیں اور کس قدر عیسائی مسلمان ہوئے ہیں۔

اعتراض ”(اشتہار ص ۳) غرض یہ خدا کا موعود صحف انبیاء کا موعود قرآن کا موعود رسول کریم ﷺ کا موعود تو ٹھیک وقت پر آیا اور کام مفوضہ تابوت توڑ بڑی خوبی سے کر رہا ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ میاں الہی بخش صاحب جنہوں نے اپنا نام موسیٰ رکھا ہے کیا کام کر رہے ہیں اور خدا تعالیٰ انبیاء قرآن و حدیث کی کس کس نص و خبر و اثر کے موعود ہیں؟“

تروید زبانی موعود بننے والے تو پہلے بھی بہت گزرے ہیں جن کا ذکر معتبر اسلامی تواریخوں سے کتاب عصائے موسیٰ اور رسالہ قطع الوتین میں ہو چکا ہے اور مرزا قادیانی کے تابوت توڑ بڑی خوبی سے کام کرنے کا کہیسی جان کنی مشقت و بے خونی سے اشتہاریوں کی طرح اشتہا و دے دے کر اپنی دکان چند روزہ گزران کو بنایا اور چلایا ہے۔ اسکا بھی صحیح حال عصائے موسیٰ میں ملاحظہ کیجئے۔

رہا میاں الہی بخش کی نسبت سوان کو کسی قسم کا دعویٰ نہیں۔ الہامی خطاب موسیٰ کے بارے میں خوب تشریح سے انہوں نے کتاب میں لکھا ہے کہ ایسے خطابوں اور ناموں کے الہام میں آجانے سے ہرگز کوئی امتیہم نبی اور پیغمبر نہیں بن جاتا اور مرزا قادیانی کا چونکہ سلوک میں کوئی پیر و مرشد نہ تھا۔ لہذا اس نے ٹھوکھائی۔ اگر سہواً اور نادانستہ کیا اور اگر عمدہ آیا دعویٰ کیا تو اس کا بھی وہی حال ہے جو دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کا ہوا۔ مٹھی الہی بخش نے تو موسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام کی کسی وصف کی برابری کرنے سے بھی توبہ و استغفار کر کے اپنی کتاب میں خوب اپنی بریت کی ہے اور اگر ایسا نہ کرتے اور وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح مسند نبوت پر تکیہ لگانا چاہتا یا نبوت کا ملکہ و ناقصہ کا اچھوٹا لگا کر کچھ بھی دعویٰ دینے کی ٹھانسا تو اہل اسلام اور علماء اسلام اس کی بھی ویسی ہی خبر لیتے جیسی مرزا قادیانی کی لی ہے اور اب تو علماء اسلام نے کتاب دیکھ کر لکھ دیا ہے کہ: ”جو تشریحات و بارہ الہامات مٹھی الہی بخش نے اپنی کتاب میں لکھ دی ہیں ان سے مصنف کا کوئی دعویٰ نہیں پایا جاتا اور اس لئے اس پر کسی قسم کا شرعی مواخذہ نہیں۔“

خدا سے مدد پا کر مٹھی الہی بخش نے جو کام کیا ہے وہ ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے ملحدانہ خلاف شرع مسائل کو بدلائل قرآن مجید و حدیث شریف ایسا نیست و نابود کیا ہے کہ اب تک اس کے جواب میں مرزائیوں سے کچھ نہیں بن آیا اور نہ بن آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ! چونکہ اللہ تعالیٰ غنی و جواد نے اپنے فضل و کرم سے مٹھی الہی بخش کو معاش میں غنی و آسودہ حال رکھا ہے اور وہ مرزا قادیانی کی طرح کبھی تنگدست اور تنگ گزارا نہیں ہوئے اور نہ وہ مستہر کی طرح فلاکت زدہ اور محتاج ہوئے تو پھر وہ جھوٹ موٹ مرزا قادیانی کی طرح تقویٰ اللہ و خشیت اللہ کو خیر باد کہہ کر خواہ مخواہ دھینگا مٹھی اور بغیر کسی لیاقت و بضاعت کے بدبختی سے امت سے نکل کر اللہ تعالیٰ انبیاء قرآن و حدیث شریف کی کسی نص و خبر و اثر کے موعود کیوں بنتے۔ یہ تو پیٹ پالنے کے دھندے ہیں جو بیچارے محتاج حاجت مند یا بندگان نفس دین و دنیا کے مواخذہ سے بے خوف ہو کر کرتے ہیں۔ بالآخر یہ تو ظاہر ہے کہ مٹھی الہی بخش کسی نص و خبر کے موعود نہیں۔ لیکن ”لکل فرعون موسیٰ“ کے مصداق پیشک ہیں۔

اعتراف ”میاں الہی بخش کس ضرورت کے وقت آپ تشریف لائے ہیں اور اس ضرورت کے پورا ہونے کا کون سا سامان اور مواد ساتھ لائے ہیں۔“

تروید ظاہر ہے کہ فتنہ قادیانی کے شر سے جو فی الحقیقت خناس کا اثر ہے لوگوں کو متنبہ و مطلع کرنے کو تشریف لائے ہیں اور اس ضرورت کو ایسا پورا کیا کہ باوجود عادت خاموشی و خلوت نشینی کے محض الہی بخش اور اس کے فضل و توفیق سے ایسی کتاب پرا سامان دلائل قرآن مجید و حدیث

شریف شائع کی کہ بہت سے مرزائیوں کے لئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کے لئے عموماً ہدایت کا باعث ہوئی اور اس کتاب کا جواب اب تک مرزائیوں سے خاک بھی بن نہیں آیا اور نہ بن پڑے گا اشاء اللہ! کیونکہ واقعات اور صداقت کا جواب ہی کیا ہو سکتا ہے۔ معلوم نہیں اس سے بڑھ کر مواد ساتھ لانا اور ضرورت کو پورا کرنا اور کیا ہوتا ہے۔

اعتراض ”انہوں (الہی بخش) نے اپنی کتاب میں اعتراف کیا ہے کہ اسلام میں کوئی فتنہ نہیں نہ کسی اصلاح کی ضرورت ہے۔ جس طرح بات مخلوط اور گوگلو چلی آتی ہے۔ سرسردست ہے۔ اسلام کو نہ کسی بیرونی حملہ کا خوف ہے نہ اس کے دفاع کی ضرورت ہے۔ اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ میاں الہی بخش کا وجود بے ضرورت اور بے مصرف محض ہے۔“

تردید ششی الہی بخش اسلام کو سچا اور کامل دین اور قرآن مجید کو مکمل کلام الہی اور قانون ربانی مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ قیامت تک اس میں کسی نئی اصلاح کی ہرگز ضرورت نہیں۔ (ہاں اگر کوئی شخص دین اسلام کا سچا اور وفادار خادم بن کر سلف صالحین کی روش و طریق کا پابند ہو کر بموجب احکام کتاب اللہ و ارشاد حدیث رسول اللہ ﷺ اپنی بہتری و بہبودی کے لئے اسلام کی خدمت کرے تو یہ اس کی اپنی سعادت ہے) کوئی نادان دنیا پرست حملہ آور جو اپنی کوڑ مغزی اور ناقص فطرت کو روک نہیں سکتا۔ خواہ کیسے ہی بیہودہ اور بے بنیاد حملے کرے۔ اسلام کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا اور کیونکر بگاڑ سکے۔ جب کہ اس مالک حقیقی نے صاف صاف بیان فرما دیا ہے۔ ”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لِحَافِظُوْنَ“ پس افسوس ہے ایسے شخص کے حال پر جو اپنی کمزوری، نادانی اور بد اعتقادی سے اسلام کو مخلوط اور گوگلو یا کسی اور طرح سے ناقص اور نامکمل سمجھ کر اس کے مسلمہ و محکمہ مسائل کو قابل ترمیم و تنسیخ وغیرہ قرار دے اور ایسا سمجھنے اور قرار دینے سے اپنی دنیا و آخرت کو برباد و تباہ کرے۔ یہ کچھ آج کل ہی کی بات نہیں ہے۔ مفتزیوں اور نا عاقبت اندیشوں کا ذخیرہ پہلے سے ہی چلا آتا ہے۔ جب کبھی کسی خود غرض مفتزی نے اسلام میں کچھ فتنہ اور فساد برپا کیا تو فوراً اسی وقت بندگان الہی اور امت رسالت پناہی میں سے خادمانہ طور پر بعون اللہ تعالیٰ اس فتنہ و فساد کی ایسی قلعی کھولی کہ سب کو معلوم ہو گیا کہ دین اسلام سب عیوب سے بری اور صحیح و سالم ہے۔ اسی طرح آج کل بعض شکی طینت بندگان نفس اور دل وادگان ہوا و ہوس نے جن کی طہالغ میں بد عقیدگی اور الحاد اپنا عمل دخل کر گیا ہے۔ جب اسلامی روشن و مضبوط و حقانی معتقدات و مسائل کی نسبت خود غرضی سے اپنے ملحدانہ اور نامعقول خیالات ظاہر اور شائع کئے تو ششی الہی بخش نے باوجود کم فرصتی کے ان ردی اور مخالف اسلام خیالات کا خداوند تعالیٰ سے مدد پا کر ایسا قلع اور قمع کیا

کہ وہ کمزور و بد عقیدہ لوگ حیران سرگردان اور پرلے درجہ کے مبہوت ہو گئے اور کئی ایک ان میں کے بہ توفیق ربانی آنکھیں کھول کر راہ راست پر آ گئے ہیں اور مذہبین اور بے خبر لوگوں کو ان مسائل کی نسبت احکام قرآن مجید و ہدایات رسول ﷺ کے معلوم ہو گئے ہیں۔ **فَللّٰهُ الْحَمْدُ۔**

اے خدا قربان احسانت شوم
ایں چہ احسانت قربانت شوم

اور خدا کی درگاہ سے امید واثق اور یقین کامل ہے کہ اسی طرح وہ آئندہ کے فتنہ سے بھی بچ کر مامون ہو جاویں گے۔ پس جب کہ یہ حال ہے تو ماشی الہی بخش جو بفضل الہی بالکل صحیح و سالم ہیں اور تندرست اور خدا نخواستہ وہ کانے، لنگڑے اور سنبھے نہیں۔ نہ انہوں نے کوئی مشن سکول میں فتور برپا کیا یا کسی کے کاغذات زرچرا۔ نے تک نوبت پہنچی جو اپنا بچ بن کر کسی کی خیراتی روٹیوں کے منتظر رہے۔ پھر کوئی بتا سکتا ہے کہ ان کا وجود بے ضرورت بے مصرف محض ہے؟ اگر کوئی ناقص الفطرۃ، کور چشم، بے مغز، کسی اپنی ذاتی غرض و علت کے سبب ان کے حق میں ایسا کہے اور خیال کرے تو اس میں منشی صاحب کا کیا تصور ہے۔ سعدی۔

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ
راست خواہی ہزار چشم چناں کور بہتر کہ آفتاب سیاہ
(باقی آئندہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ
۱۵/۸ مئی ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۱۸، ۱۹ کے مضامین

.....۱	شکی اور مذہب مرزائیوں کی نسلی اور آخری فیصلہ کے لئے خود مرزا کا اشتہار
.....۲	بقیہ عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا مجزہ ایک محقق!
.....۳	لیجے مرزا خود اقبال کرتا ہے کہ میں شیطان مجسم ہوں۔ پ. ل. ش
.....۴	بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا مجزہ امام دین ازلا ہورا!
.....۵	اخبار الحکم کی ایمانداری مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

.....شکی اور مذہب مرزائیوں کی تسلی اور آخری فیصلہ کیلئے خود مرزا کا اشتہار قبل اس کے کہ ہم الحکم کا انتخاب ناظرین کے پیش کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ایک اشتہار کی نقل پیش کی جاوے۔ جب مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں عام طور پر جھوٹی ثابت ہوئیں۔ نہ صرف مخالفین بلکہ مرزا قادیانی کے اپنی مریدین بھی برملا چلا اٹھے کہ آختم کی نسبت پیش گوئی غلط نکلی۔ آسانی منکوہ بیوی کا الہام پورا نہ ہوا۔ مولوی محمد حسین اور جعفر زٹلی وغیرہ مخالفین کی نسبت بھی مرزا قادیانی کی دعا نامقبول اور الہام جھوٹا نکلا تو مرزا قادیانی سخت حیران و پریشان ہوئے اور عجب مصیبت پیش آئی۔ ندامت مٹانے اور برگشتہ مریدوں کو روکنے اور ان کو تسلی دینے کے لئے جھٹ سے ایک تازہ پیش گوئی کا اشتہار شائع کر دیا۔ اگرچہ ابھی اس اشتہار کی میعاد معینہ کے چھ سات ماہ باقی ہیں۔ مگر مرزا قادیانی سب کام بھول کر ہر وقت اسی تنگ دود میں رہتے ہیں کہ اس اشتہار کے سچا ہونے کے لئے کئی حجت یا تاویل تراشی جاوے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جہاں ڈھائی برس اس پیش گوئی کو گذر گئے۔ بقیہ چھ ماہ بھی گزر جاویں گے مگر یہ بھی یقین ہے کہ مرزا قادیانی اپنی اقرار کے بموجب ہرگز اپنے کو جھوٹا نہ سمجھے گا اور اپنے دعویٰ سے ہرگز دست بردار نہ ہوگا۔

مرزا آج کل طاعون کو بار بار اپنا نشان قرار دے رہا ہے۔ ممکن ہے کہ آخر کار طاعون کو ہی اس اشتہار کی پیش گوئی کا نشان قرار دے کر اپنا پیچھا چھوڑا دے۔ مگر طاعون کو اپنا نشان قرار دینا اور بھی حماقت ہوگی۔ ہم طاعون کی نسبت مفصل بحث علیحدہ کریں گے۔ اپنے ہم عصر اخبارات سے بعد اصرار استدعا کرتے ہیں کہ وہ یہ نوٹ اور مرزا کے اشتہار کی نقل اپنے اپنے اخبار میں ضرور درج فرمائیں۔ تاکہ عام طور پر مرزا قادیانی کے کذب کا حال معلوم ہو جاوے اور متعصب اور ضدی مرزائیوں سے ہر شخص اس پیش گوئی کا مطالبہ کرنے اور یہ اشتہار لفظ بلفظ سنا کر مرزا اور مرزائیوں سے کہے کہ جھوٹے کے منہ میں وہ..... ہم پھر قومی اور غیر قومی اخبارات سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس اشتہار کو ضرور اپنے اپنے اخبار میں شائع کریں۔ تاکہ مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کا حال ہر ایک کو معلوم ہو جاوے اور مرزا قادیانی کو جھوٹا خیال کرنے میں کسی فرد بشر کو شک نہ رہے۔ وہ اشتہار یہ ہے:

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۴ تا ۱۷۹ پر دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں سے ہم نے

حذف کر دیا ہے۔ مرتب)

۲..... بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزا یسویں کا بجز
اعتراض..... ”(اشتمار ص ۴) یا یوں کہو کہ زمانہ کی کوئی ضرورت نہ انہیں (الہی بخش کو) بلاتی ہے نہ
کسی مسند پر جگہ دیتی ہے۔ وہ اس بے بہار بادل کی طرح ہیں جس میں مفسدہ اور خرابی کے سواء
کچھ نہیں۔“

تردید..... ضرورت کا جواب گذر چکا ہے۔ بے شک منشی الہی بخش اسلام کو مکمل یقین کر کے
آنحضرت ﷺ کے بعد کسی ضرورت و اصلاح کے رد و بدل کے قائل اور معتقد نہیں اور نہ وہ کسی
حاجت مند عاشق دنیا کی طرح نفسانی اعتراض کے لئے مسند شنی ”انسا خیر منہ“ پر بیٹھنے کے
خواہاں ہیں۔ وہ تو ہر حالت و وضع میں مطیع احکام شریعت رہ کر ”ربنا ظلمنا انفسنا وان لم
تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین“ پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ معترض کی معرفت علوم
قرآنی ملاحظہ ہو کہ خوبی قسمت سے اس کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بے بہار بادلوں وغیرہ میں مفسدہ
وخرابی کے سواء کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ اپنی اپنی قسمت ہے۔ لیکن اگر وہ فیہ مسلمانوں کی طرح تدبر
و تفکر کرتا اور تذکر لیتا تو اسکو معلوم ہوتا کہ عقائد اسلام کے موافق اس حکیم علی الاطلاق نے کوئی چیز
عبث اور باطل اور محض شر خلاق پیدا نہیں کی۔ چنانچہ آیات قرآنی شاہد حال ہیں۔

۱..... ”الذین یدکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلی جنوبہم ویتفکرون فی خلق
السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار (آل
عمران: ۱۸۸)“

۲..... ”ما خلقتنا السماء والارض وما بینہما باطلا ذالک ظن الذین کفروا
فویل للذین کفروا من النار“

۳..... ”وما خلقتنا السموات والارض وما بینہما لا عبین“
اور ہر شے کی پیدائش میں اس حکیم قدر کے لائحہ و لاقعد فائدے اور حکمتیں بھری
پڑی ہیں جن کو انسان بے بنیان کی کیا ہستی و طاقت ہے کہ بہ تمامہ سمجھ سکے۔ لا ماشاء اللہ! دیکھو
بادل اور آندھیاں جب آتی ہیں تو ان میں ہزار ہا فوائد و منافع بھی ہوتے ہیں۔ تعفن و بدبو دور
ہوتی ہے۔ ہوا صاف ہو جاتی ہے۔ کئی قسم کی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ وغیرہ اور ایسا ہی بادل اور
بارش کا حال ہے۔ پس بڑی بھاری بے ادبی اور پرلے ورجہ کی کورچشی اور ناحق پرستی ہے کہ متکبر
وجاہل انسان تصور نظر اور ناقص فہم سے کام لے کر بادلوں اور انسانوں اور دیگر مخلوقات الہی کے
وجود کو مفسدہ خرابی اور لاطال سمجھے اور مذکورہ بالا آیات قرآنی کی کچھ بھی تعظیم و تکریم نہ کرے۔ یہ

دین اسلام کا پاک اور سچا مسئلہ ہے کہ اس حکیم عزیز و قدیر جل جلالہ نے کوئی شے شرمخص پیدا نہیں فرمائی۔ دیکھو مخلوق الہی میں کئی اندھے، کانے، لنگڑے، گنجنے وغیرہ امراض والے موجود ہیں اور کئی بد لگام و بد زبان ہیں جو غریب مسلمانوں کو دن رات برا بھلا کہتے ہیں۔ اگرچہ ایسے تکلیف دہ مردم آزار لوگوں کا نہ ہونا بظاہر ہونے سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ان کا وجود بھی محض شرمخص بلکہ ان سے بھی دوسری مخلوق کے لئے کئی طرح کے فائدے ہیں۔ ان کے حال و چال کو دیکھ کر عقلمند لوگ عبرت پکڑتے ہیں۔ ڈرتے اور توبہ کرتے ہیں۔ غیب ہو کر اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کا شکر بجالاتے ہیں۔ وغیرہ!

جو بشنوی سخن اہل دل گو کہ خطاست
سخن شناس نہ لنگڑیا خطا انجاست

اعتراض..... ”پھر انہوں نے آپ سے آپ خدا کے بلائے اور ماموریت کے بغیر کام کیا اور ایک عرصہ سے جب سے آپ کو خواب نبی کا دعویٰ ہے۔ قوم اور اسلام کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ اس کا جواب ہمارے نزدیک اور اسلام کے ہر سچے ہمدرد کے نزدیک اس کے سوا کچھ نہیں کہ آپ کا وجود محض بے سود ہے اور آپ نے اب تک کچھ نہیں کیا۔“

تردید..... آپ کی یہ تقریر جیسی غلط بیہودہ اور لغو ہے ویسی ہی افتراء اور بہتان سے خالی نہیں اور ارشاد الہی: ”ولا تقف ما لیس لک بہ علم“ کے برخلاف ہے۔ منشی الہی بخش نے آپ سے آپ کچھ نہیں کیا دنیا جاتی ہے کہ وہ ایسا چپ چاپ، کم گو اور خلوت پسند آدمی ہے کہ ہرگز فضول کام کو ہاتھ لگانے والا نہیں۔ کتاب عصائے موسیٰ کی تالیف اور اشاعت میں بھی جو کچھ اس نے کیا یہ سب مشیت تقدیر اور ارادہ و تحریک ربانی سے ہوا اور مرزائے قادیانی خود اس کا محرک اور باعث اشاعت ہوا۔ حتیٰ کہ اس نے اللہ جل جلالہ کی قسمیں دلانے پر بھی بہت اصرار کیا اور منشی صاحب کے گلے کا ہار ہو گیا کہ مخالف الہامات کو ضرور ہی شائع کرو۔ سو یہی باعث تھا کتاب مذکور کے شائع ہونے کا۔ پھر منشی الہی بخش کا اس میں کیا تصور ہے۔ چونکہ آپ کو ایک طرف سے نظر آتا ہے تو دوسری طرف کی آپ کو کیا خبر۔ اسی طرح الہامات کے بارے میں بھی منشی الہی بخش کی ہرگز ہرگز کچھ اپنی تراش خراش اور بناوٹ نہیں۔ وہ مرزا قادیانی کی طرح اس مزاج اور جوڑ توڑ کا آدمی نہیں۔ آپ جو خوف خدا کو چھوڑ کر ہٹ دھرمی سے ان کے الہامات کو خواب نبی کا دعویٰ کہتے ہیں۔ یہ نہایت حیرت انگیز اور تعجب نیز ہے۔ آپ کا بیرومرشد مرزا قادیانی تو خود منشی الہی بخش کا کمالات الہیہ سے مشرف ہونا تسلیم کر کے ضرورۃ الامام میں ان کو نیک بخت، بے شر انسان، متقی، پرہیزگار

وغیرہ لکھ چکا ہے۔ پس آپ اپنے گریبان میں منڈال کر سوچیں کہ مرزا قادیانی نے جو منشی الہی بخش کی نسبت یہ تعریف لکھی ہے وہ حق اور راست ہے یا آپ اپنے مرشد و امام کی اس تحریر کو لغو جھوٹ اور بیہودہ سمجھ کر منشی صاحب اور ان کے الہامات کی تحقیر و تنقیص کر رہے ہیں۔

افسوس ہے آپ کی عقل پر۔ منشی الہی بخش کی اس قوی و اسلامی خدمت یعنی اشاعت کتاب عصائے موسیٰ سے جو بیچارہ فائدے مسلمانوں کو ہوئے اور ان فوائد سے جو علماء اہل سنت و الجماعت و ہمدردان قوم واقف ہیں ان کی تحریریں ابھی تک گم نہیں ہوئیں۔ البتہ کسی بے مذاق رنجور دل اور ٹھانڈے خیالات والے کو جو نقص بصارت اور فقدان بصیرت یا پیٹ پالنے کی خاطر کسی خود غرض عیار کو سب انبیاء کا مثل و لب لباب اوڑا کر ختم نبوت کا منکر ہو ایسے اندھے کو اگر یہ امور و فوائد نظر نہ آویں تو دوسری بات ہے۔

بالآخر آپ کے پیر و مرشد (قادیانی) نے جو نام نہاد قیمت براہین، وطبع رسالہ سراج منیر اور ترجمہ رسالہ امریکہ وغیرہ صد ہار روپیہ کا منشی الہی بخش صاحب سے فائدہ اٹھایا جس کا اقبال و ذکر مرزا قادیانی نے خود کوئی اشخاص سے کیا ہے۔ آپ اس فائدہ کو بھی احسان فراموشوں کی طرح فراموش نہ کریں۔

اعتراض..... ”دوستو! یہ کتاب محض لغو اور کلہی اور ایسی بیہودہ باتوں کا مجموعہ ہے جنہیں سچی تہذیب اور اصلاح خلق سے کوئی تعلق نہیں۔“

تروید.....

چشم بداندیش کہ برکنده باد عیب نماید ہنرش در نظر
تعب پر تعب ہے کہ عصائے موسیٰ کا ہر مسئلہ بدلائل قرآن و حدیث رسول اللہ ﷺ
واقوال کبراء امت سلف و خلف صالحین مدلل ہے اور آپ اس کو لغو اور بیہودہ باتوں کا مجموعہ بتلاتے
ہیں۔ معلوم نہیں آپ کا دل پتھر ہے یا قساوت میں اس سے بھی اشد۔ ورنہ مسلمانوں کا تو یہ زہرہ
ہرگز نہیں کہ جو کلام قرآنی شہادات اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تطبیق و تائید سے
لکھا جاوے۔ اس کو لغو اور بیہودہ کہا جاوے۔ سو یہ آپ ہی کے مشن کی خوبی ہے۔ حالانکہ سب دنیا
حتیٰ کہ غیر مذہب والے بھی بعد غور و تفحص اس امر کے قائل ہو گئے ہیں کہ قرآن مجید اور رسول ﷺ
سے ہی دنیا میں اصلاح خلق اور سچی تہذیب قائم اور اس کی اشاعت ہوئی۔ افسوس ہے، ایسے
ایمان اور عقل پر کہ جس کتاب میں جا بجا آیات قرآن مجید و احادیث شارح اسلام درج ہوں اور
جس کی نسبت وہ بدعوئی اسلام ایسے الفاظ توہین و حقارت کے بولے۔ مگر ایسے آدمی پر جس کی شکم

پروری اور مراہبہ داری میں فرق آتا ہوا اور جس کے جعلی اور مصنوعی خود غرضانہ اور خود تراشیدہ مشن و خیالات کی قلمی کھلتی اور پرچے اڑتے ہوں اور جس نے موجودہ اسلام سے پہلے ہی علیحدگی اختیار کر لی ہو وہ عصائے موسیٰ جیسی پر از متانت و تہذیب کتاب کو لغو اور بیہودہ کہے تو اس پر کیا افسوس ہے۔ جب قرآن مجید جیسی پاک اور بے عیب کتاب کی آیات توڑ کر اپنے مطلب کے مطابق بناتے اور اس کی پرلے ورجہ کی توہین کرتے ہو تو عصائے موسیٰ آپ کے نزدیک کس شمار و قطار میں ہے۔

اعتراض ”بہت سا حصہ اس کا حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ذات کی نکتہ چینی پر وقف کیا گیا ہے اور ان ہی باتوں کو اختیار کیا گیا ہے جو یہودیوں، نصرانیوں، آریوں اور دیگر مشرکین نے اولوالعزم نبیوں کی ذات پاک پر نکتہ چینی کرتے وقت اختیار کیں۔ اس کے سوا قرآن کریم کے کوئی حقائق و معارف اور نکات بیان نہیں کئے جو ایک طالب حق کے دل کو سیراب کر سکیں۔“

تردید مرزا قادیانی کے تکبر و تعلیٰ اور مخالفت مسائل مسلمہ شریعت اور اس کی بد تہذیبی اور زبان درازی سے سب کو سب و شتم کرنے کے باعث جو نکتہ چینی و اعتراضات ہوئے ان کو انبیاء علیہم السلام والی نکتہ چینی و اعتراضوں سے نسبت کرنا بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور یک چشمی و دجالیت کا مبلغ علم۔ سنو! یہ وہ اعتراضات اور نکتہ چینیوں ہیں جو علماء اسلام اور فضلاء عظام و مقبوعین انبیاء علیہم السلام نے جھوٹے اور کاذب مدعیان نبوت مثلاً مسیلمہ کذاب، اسود غنسی وغیرہ دجالین کذابین پر کئے تھے۔ جن کا جواب ابھی تک ان مفتریوں کے حمایتی اور مے پرانند والے فدائی کچھ نہ دے سکے اور نہ آئندہ قیامت تک دے سکیں گے۔ برخلاف اس کے نقص بصارت و بصیرت والے جاہلوں اور نادانوں نے وہ اعتراض اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کی ذات والاصفات پر کئے۔ ان کے جواب میں اہل حق اہل اسلام نے جو توفیق الہی ثابت و ظاہر کر دیا کہ وہ اعتراض محض بے بنیاد اور لغو تھے۔ بلکہ جن کو وہ ضعیف نظری اور بے سمجھی سے عیب و اعتراض سمجھتے تھے۔ ان کی خوبی و دلائل بینہ سے ثابت کر دی۔ پس آپ بھی اسی طرح اعتراضات مندرجہ عصائے موسیٰ و دیگر کتب و رسائل مسلمین کو کسی دلیل سے رد کر کے دکھلاتے تو معلوم ہوتا۔ لیکن آپ پر مصیبت تو یہ پڑی کہ باعث واقعات ہونے کے ان اعتراضات کا جواب آپ کے پاس کچھ بھی نہیں۔ بلکہ آپ ان واقعی اعتراضوں سے انکار نہیں کر سکتے اور بغیر معقول و مدلل رد و جواب کے آپ کی بیہودہ بکواس کی کوئی سچا مسلمان پر گس کی برابر بھی وقعت نہیں کر سکتا۔ ہاں! آپ کو اختیار ہے کہ گھر میں بیٹھ کر مجذوبانہ بڑ بانکا کرو اور اپنے چند دام افتادہ فدائیوں کو فراموش رکھنے اور ان کی اشک شونی کرنے کے

لئے ان کے دل خوش کیا کرو۔ اب رہے قرآن مجید کے حقائق و معارف اور نکات۔ سو وہ جیسے اور جس طرح رسول ﷺ، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور سلف و خلف صالحین نے بیان فرمائے ان سے سب مسلمانوں اور سچے مومنوں کے دل سیراب ہیں اور مسلمان ان کو کافی دوانی سمجھتے ہیں۔ ان کے مخالف آج کل جو دھوکے باز خود غرضانہ، ملحدانہ، قرآن مجید کے برائے نام حقائق و معارف و نکات بیان کرے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت دنیا و دین میں اپنی رسوائی اور سیاہ روئی خرید رہی ہے۔ مسلمان ان سے بصد نفرت بیزار ہیں اور معترض نادان مسلمانوں کے گھر پیدا ہو کر اور اس قدر عرصہ مسلمانوں میں رہ کر بد نصیبی سے اب تک ناقص فطرتی کے سبب ان سے سیراب نہیں ہوا اور بیچارہ اب تک طالب حق ہے۔ مرزائی ملحدانہ بیخ کن دین و ایمان برائے نام حقائق و معارف و نکات۔ جس میں مرزا الیہ القدر کو ظلمت کا زمانہ کہتا ہے اور آفتاب کو جبریل علیہ السلام کا ہیڈ کوارٹر مقرر کرتا ہے۔ اپنی طرف سے تثلیث گھڑ کر انتہا بمنزلہ ولدی والے الہام سے جو سراسر شیطانی وہم ہے اپنی ذات کو ابن اللہ بناتا ہے۔ دجال، یا جوج ماجوج و ابنت الارض وغیرہ کی لاطائل تاویلیں کرتا ہے۔ اپنے تئیں، رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تر حق شناس جاتا ہے۔ معجزات مسیح علیہ السلام کو مسمریزم کہتا ہے۔ اس معصوم رسول کی جو ایک اولوالعزم سفیر ہے۔ تحقیر کر کے اس کے حق میں تہر ابازی کرتا ہو وغیرہ۔ سو ایسے حقائق و معارف و نکات برعکس نہند نام زدگی کا فور گو ہمارے معترض جیسے اندھے اور رنجور دلوں کو سیراب کرنے والے ہوں۔ مگر سچے مسلمانوں کو تو یہ ہرگز ہرگز مطلوب و مرغوب نہیں۔ (باقی آئندہ)

۳..... لیجئے! مرزا قادیانی خود اقبال کرتا ہے کہ میں شیطان مجسم ہوں

ہماری نظروں سے مرزا قادیانی کی ایک فضول سی بکواس گندی، جس کو آپ نے ”دافع البلاء و معیار اہل الاصفاء“ کے نام سے منسوب کر کے ۲۴ صفحہ پر ختم کیا ہے۔ اس میں بھی وہی حسب معمول لمبے چوڑے دعوے بندھے گئے ہیں۔ مگر خیر نال پورا ہوتا ایک بھی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ جب بنیاد ہی محض ریت پر قائم ہے تو عمارت کیا ٹھہرے۔ چنانچہ آپ بڑے زور کے ساتھ پیشین گوئی کرتے ہیں کہ نہ تو قادیان میں طاعون آئی اور نہ آئے گی اور یہی اس کے دارالامان ہونے اور میرے مسخ موعود ہونے کا پکا ثبوت ہے۔ خیر ہمیں اس سے کیا ایسے دعویٰ نہ تو کبھی پورے ہوئے نہ انشاء اللہ پورے ہوں گے۔ لیکن رسالہ مذکور کے دیباچہ میں آپ فرماتے ہیں: ”ہم مسخ ابن مریم کو پیشک ایک راست باز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم!“

اس کے ساتھ حاشیہ بھی جو اس پر چڑھایا گیا ہے۔ آخر میں ملاحظہ ہو: ”لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بچی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا۔“ (خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۹)

اس کے ساتھ وہ ناظرین جن کے پاس ضمیرہ انجام آتھم ہے۔ اس کے ص کے کو خود دیکھ لیں۔ جس میں مرزا قادیانی نے حضرت مسیح کی شان مبارک میں اس سے بھی بڑھ بڑھ کر گندے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ لیکن چونکہ ایسے فضول اور گندے الفاظ کا جواب کتاب (کلمہ فضل رحمانی بحواب ادہام غلام قادیانی ص ۶۱ تا ۶۳) میں کافی طور پر دے دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم اس سے دوسرے پہلو پر غور کریں گے۔ بالفرض مرزا صاحب واقعی مسیح موعود، مثیل مسیح، مسیح الزمان اور خاتم النبیین وغیرہ ہیں تو اس میں بہادری کیا ہوئی۔ جب کہ آپ کے نزدیک مسیح کے ہاتھ میں سوائے کمر دریب کے کچھ بھی نہ تھا اور جن کا خاندان بقول مرزا قادیانی شروع سے گندہ اور نجس چلا آیا ہے۔ یعنی ان کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسی (توبہ توبہ) تھیں اور جن کا میلان اور صحبت کجیروں سے محض اسی بنا پر تھا کہ جدی مناسبت قائم رہے۔

اب ذرا عقل کو کام میں لا کر غور فرمائیں کہ جب ایک شخص بہت ہی مکار، زانی اور فریبی وغیرہ ہے اور انہیں کاموں سے زمانہ میں اپنا نام رکھتا ہے اور اکثر انہیں کو مایہ ناز تصور کرتا ہے۔ تو بھلا مجھے کیا غرض پڑی ہے کہ میں سب سے فرداً فرداً کہتا پھروں کہ وہ شخص جو ان کاموں سے اپنا نام کیا چاہتا ہے۔ وہ وہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو میں ہوں۔ لیکن وہ صرف اپنی ناموری کی خاطر میرے نام کو چھوڑ کر اپنا نام لیتا ہے اور یہ اس کی بھول ہے۔

بس یہی حال مرزا قادیانی کا ہے کہ آپ مسیح کو گنہگار سے گنہگار قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ وہ تو نقل تھا یا ایک نمونہ اور میں ہوں اصل مسیح۔ یعنی اگر مسیح ہیں پاؤرتی کھوٹ تھا تو مجھ میں چالیس من ہے۔ گویا آپ صاف طور پر ظاہر کرتے ہوئے کچھ شرماتے ہیں۔ لیکن پھر بھی کسی نہ کسی طرح سے جتلا ہی دیتے ہیں کہ: ”میں ایک مکار سے مکار، فریبی کا فریبی، زانیوں کا زانی یا زانیوں کا نانا اور کبھیوں کے خاندان سے ہوں۔“ جس کو ہم دوسرے الفاظ میں ولد الحرام بھی کہہ سکتے ہیں۔ اب مرزا کی چوٹی میں کوئی سرخاب کا پرتو لگا نہیں کہ کوئی خواہ مخواہ اس کے پیچھے

لگ کر اپنے سر پر عذاب لے۔ کیونکہ وہ خود ہی اقبال کرتا ہے کہ اس کا خاندان گھناؤنا اور عادات لکے ہیں۔

بھی مرزا ایو! خدا لگتی کہنا کہ جو شخص خود اقبال کرتا ہے کہ میں مجسم شیطان ہوں تو وہ تمہارا وسیلہ کیونکر ظہر سکتا ہے اور کس طریق پر تمہاری دین کی راہ میں مدد کر سکتا ہے۔ لو اب بھی کہنا مان جاؤ اور اپنا نام اس شیطانی لشکر سے جس میں تم اندھے ہو کر شامل ہوئے ہو کٹواؤ الو۔ نہیں تو بارگاہ ایزدی میں ناک کٹوانی ہوگی۔ کیونکہ اگر کوئی آدمی دلدل میں پھنسا ہو اور کسی ذریعہ سے باہر نکل آئے تو شرم کی بات نہیں۔ شرم تو جب ہے کہ دلدل سے نکلنے کی کوشش نہ کرے۔ ہم ذمہ اٹھاتے ہیں کہ کوئی کچھ نہ کہے گا۔ بلکہ چاروں طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوں گے۔ اچھا کڈہائی! انشاء اللہ آئندہ ہفتے پھر ملاقات ہوگی۔

راقم: پ. ل. ش

۴..... بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزا ایوں کا معجز

اعتراض..... ”(اشتراک ۵) اپنی طرف سے نئی بات اور مخصوص بات کچھ الہامات پیش کئے ہیں جو اپنے الفاظ میں صامت اور اخرس ہیں۔ مگر ان کی تفسیر کے وقت ملہم صاحب زور سے اعتراف کرتے ہیں کہ مجھے ان کی تفسیر پر کوئی وثوق نہیں۔ یوں اپنے ہاتھ سے اپنی ساری کارروائی کی مٹی پلید اور اپنا ساختہ پر داختہ بر باد کرتے ہیں۔“

تردید..... دروغلور حافظہ نباشد۔ کیوں صاحب!؟ ابھی تو آپ منشی الہی بخش صاحب کو خواب میں بتا رہے تھے اور اب ان کو ملہم کہہ کر ان کے الہامات کے قائل ہوتے ہو۔ الہامات کا مسئلہ قدیم سے اسلام میں یہی چلا آتا ہے کہ سوا انبیاء علیہم السلام کے الہام کی باقی سب کے سب ظنی ہونے کے سبب کسی پر حجت و دلیل شرعی نہیں ہیں۔ ہر چند کہ فیہ مسلمان متقیان غلبہ عبودیت و مسکنت والوں کے الہامات سچے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ منشی الہی بخش صاحب کے الہامات کہ کیسے اصلی اور صحیح حالات مرزا قادیانی کے ان سے ظاہر ہوئے۔ لیکن پھر بھی وہ الہامات سے شئی تعلیٰ و تقاخر میں نہیں آتے اور ان پر غرہ نہیں ہوتے اور سوائے احکامات و اتباع شریعت و سبیل المؤمنین کے دوسری طرف التفات نہیں کرتے اور یہی تعلیم و روش سید الاولین و الاخرین و سلف صالحین کی تھی کہ باوجود انعامات بیکران و وعدہ ہائے رحمت فراوان اللہ تعالیٰ عزوجل کے اور سرداری دنیا و دین کے ہمیشہ مسکنت و عبودیت میں رہ کر ”اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذک من شر ما صنعت ابولک بنعمتک علی و ابوء بذہنی فاغفر لی فانہ لا ینفخ الذنوب الا انت“ کا ورد

فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیسی اعلیٰ و ارفع و اولیٰ تعلیم و نسبت ہے۔ اپنے ذرا سے حالات کشف و الہامات پر نازاں وغیرہ بنا جامہ سے باہر ہو کر کم حوصلہ کینوں کی طرح دوسری مخلوق الہی کو برا بھلا کہتا۔ یہ سب ناواقفان تصوف کم ظرف اور اوجھوں کا طریق ہے۔ اہل اللہ کا طریق ہرگز نہیں۔ لہذا مؤمنین اس کو پسند نہیں کرتے۔ فحشی الہی بخش بھی اپنے کو کچھ نہیں بناتے اور نہ بننا چاہتے ہیں۔ ان کا آنحضرت ﷺ کی پاک اور مبارک تعلیم کی پیروی میں اسی طریق عبودیت و مسکنت و اعتراف قصور نفس پر عمل در آمد ہے۔ برخلاف اس کے جو کوئی اس مسئلہ و طریقہ مسلمہ اسلامی کے مخالف ہو کر اپنے الہامات کو قطعی یقینی کہہ کر خلاف ہدایات اسلام وغیر سمیل المؤمنین چلتا اور کچھ بننا اور باجاء ہوا۔ وہوس و نفس امارہ کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ وہ خود اپنی مٹی پلید اور اپنا سب ساختہ پرداختہ بر پا کر تا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اور اس کے فدائی معترض کا حال ہوا۔ کاش معترض کی بصیرت ظاہری و باطنی درست ہوتی اور اس مسئلہ کو سوچتا اور سمجھتا کہ مرزا قادیانی کا غیر سمیل المؤمنین چلنے سے کیسا برا حال ہوا کہ جس چیز کو مقابلہ پر اپنے صدق و کذب کا معیار مقرر کیا وہی اس کے مخالف ظاہر ہو کر اس کے کاذب ہونے پر دلیل ہو گئی۔ لیکن جو اپنی ضد اور جہالت پر اصرار سے جما رہے وہ وعید ”فمن لم يجعل الله له نوراً فما له نور“ اور ”نوله ماتوا“ کے نیچے ہے تا وقتیکہ اپنی سرکشی سے رجوع اور توبہ نہ کرے۔ بالآخر فحشی الہی بخش صاحب ہرگز اپنے الہامات کسی سے بیان و ظاہر کرنے والے نہیں۔ یہ سب کچھ مرزا قادیانی نے قسمیں وے کر اصرار سے کر دیا ہے۔ فحشی صاحب موصوف کا اس میں کچھ واسطہ نہیں۔

اعتراض..... ”اگر اس کی کچھ قبولیت ہوتی اور قلوب میں اس کا کوئی وزن ہوتا۔ مگر تجربہ بتا رہا ہے کہ یہ کتاب ایک بے حیثیت محض ثابت ہوئی ہے اس لئے اس کا عدم وجود برابر ہے۔“

تردید..... استغفر اللہ! اتنا بڑا سفید جھوٹ۔ بھلا آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟ چلنے پھرنے سے آپ معذور، پر خوری اور حکم پروری کا یہ حال کہ مرزا قادیانی کے دسترخوان سے آپ ہلتے ہی نہیں، نظر کا یہ حال کہ عینک لگائے بغیر راستہ بھی نہیں سوچتا اور موتے ہوئے دھار بھی نظر نہیں آتی۔ پھر آپ کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ کتاب عصائے موسیٰ بے حیثیت ثابت ہوئی ہے؟ اور اگر بقرض محال یہی بات ہے تو پھر آپ کو کیا مصیبت پڑی کہ ہر وقت واویلا و مصیبتا پکارتے اور عصائے موسیٰ کا اثر دور کرنے کے لئے اس جان کنی اور محنت سے مضامین و اشتہارات آئے دن شائع کرتے رہتے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ مسیح الدجال سے ایسے موثر و نگین ہو گئے ہیں کہ دروغ گوئی بہتان بندی بے باکانہ و دشنام دہی سے کچھ بھی پرہیز نہیں۔ سنو! اہل قلوب کی خداوند تعالیٰ کی

عنایت سے یہاں تک دنیا میں قبولیت ہوئی ہے کہ چھ سو سے زیادہ نئے ممالک دور دراز تک شائع ہو چکے ہیں اور روخواتیں آرہی ہیں اور غالباً چند ماہ کے اندر ہی اس کا دوسرا ایڈیشن نکلے گا۔ ذرہ ضمیرہ اخبار شخہ ہند میرٹھ ہی کو دیکھئے۔ کس قدر لوگ حقیقت حال اور دجالی سلسلہ مرزائیہ سے واقف ہو کر اپنی بیزاری اور نفرت کے اعلان دے رہے ہیں۔ یہی وہی کتاب ہے جس کے ملکی اخبارات میں ہمارے ملک کے اہل علم اور منصف مزاج اہل اسلام نہایت خوبی اور متانت سے تبصرے اور رپو بکھ رہے ہیں اور باوجودیکہ آپ نے بھی اپنے اشتہار کے ۶ میں خود اقرار و اعتراف کیا ہے۔ پھر بھی آپ کی رگ دجالیت جوش میں آگئی ہے اور اس کتاب کو بے حیثیت بنا کر اس کا عدم وجود برابر کہتے ہو۔ افسوس ہے کہ فضلہ خوری پر ایمان کو بچ دیا۔

اعتراض ”اسلام اور قوم کو اس سے یہ نقصان پہنچا ہے کہ عظیم الشان طریق کے خلاف چلتی اور اس حق کی نسبت کفر بکتی ہے جو خدا نے صدیوں کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے لئے تیار کیا جس پر آج ان کے دین و ایمان کی فلاح و صلاح موقوف ہے اور پھر اس طریق کا انکار کر کے خود اپنی طرف سے کوئی راہ ان کے لئے تیار نہیں کرتی۔“

تردید..... ابھی تو آپ نے کہا ہے (اعتراض ۱۳) کہ اس کتاب کی کچھ قبولیت اور قلوب میں کوئی وزن نہیں اور یہ کتاب بے حیثیت محض اور اس کا عدم وجود برابر ہے۔ تو پھر اس نے نقصان کس طرح پہنچایا۔ کچھ تو حواس درست رکھ کر اور آنکھ کھول کر لکھا کرو کیا بالکل کسان من الکافرین ہی ہو گئے۔ ایک آنکھ ٹم ہوتے ہی ایمان کی آنکھ بھی چوٹ ہو گئی۔ قادیانی جماعت کا بد اعتقادی اور نادقی کے باعث ایسا کچا ایمان ہے کہ ذرا سی بات میں ان کے خود تراشیدہ مذہب کو نقصان پہنچتا ہے اور پاش پاش ہو جاتا ہے اور چونکہ ان کو بد قسمتی سے اس قدر عرصہ تک حق اور اسلام کا پیہ نہیں لگا۔ اسلئے بے بصیرتہ معترض کہتا ہے کہ یہ حق صدیوں کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے لئے تیار ہوا۔ افسوس ہے کہ پچھارہ ہر طرح معذور ہے۔ ادھر مسلمان بھی سچے اور بالکل حق پر ہیں کہ اسلام کو ابتداء ہی سے سراسر حق، کامل مکمل اور مضبوط مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اگر کوئی خود غرض بندہ نفس اسلامی مسائل و طریق کو الٹ پلٹ کرنے میں کیسا ہی کفر بکے اور کیسے ہی حیلے حوالے کرے۔ مگر دین اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ اپنی ہی خرابی و بربادی کرے گا۔

مہ نور میفشا ند سگ باگک میزند

دین و دنیا کی صلاح و فلاح ابتداء ہی سے اسلامی تعلیم اسلام میں موجود ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں نے دین اسلام کو بالائے طاق رکھ کر حیلہ و حوالہ، دعا و فریب سے

نادائق لوگوں سے روپیہ بٹور کر اپنا دین برباد کر کے دینیوی فلاح کا البتہ ایسا سامان بنالیا ہے کہ چند پانچ محنت و مشقت سے بھاگ کر قادیان میں دھونی رمائے خوش گذران کر رہے ہیں اور ایسے ہی چند آزاد خیال والے (جنہوں نے دین سے فارغ خطی حاصل کر لی ہے) جن کو طریق اسلام پردہ مستورات وغیرہ بد مذاتی و قلت عصمت و عفت کے سبب ناگوار تھا۔ ان کے لئے یہ سامان فلاح و سرور ہوا ہے کہ اسلامی پردہ وستر کو خیر باد کہہ کر خوب آزادی سے صبح و شام سیر باغ وغیرہ حاصل ہے۔ جس کا کچھ ذکر پیسہ اخبار مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۶ء ص ۱۰ پر مذکور ہوا ہے اور جو کوئی خیر خواہی اور نصیحت سے ان کے طریق عمل کے مخالف کوئی مسئلہ قرآن و حدیث کا ان کو بتا دے تو اس کا ناٹھی سے مخالف نفس جان کو۔ ناصح مذکور کی طرف گھورتے غراتے اور اس کو دانت دکھاتے ہیں۔

چونکہ فانی اور چند روزہ فلاح اور عیش و نیوی کبھی نقصان اور مصائب سے خالی نہیں۔ پس یہ چند روزہ فلاح یا خوش گذرانی مرزا اور اس کے چند عام مریدوں کو مبارک رہے اور مسلمانوں کو خدا تعالیٰ ایسے حیلے حوالوں کے ساتھ لقمہ حاصل کرنے سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ (باقی آئندہ)

۵..... اخبار الحکم کی ایمانداری

الحکم کے ایڈیٹر صاحب اکثر اوقات لمبی چوڑی مصنوعی فہرست چھاپتے رہتے ہیں کہ آج اس قدر اشخاص نے مرزا قادیانی سے بیعت کی اور کل اتنے حضرات نے۔

اول..... تو اس شیطان کی آنت کی حقیقت ہمارے لاہوری نامہ نگار نے طیمے میں اچھی طرح کھول دی ہے کہ وہی نام چالاکی سے رو بددل کر کے کمرسہ کر چھاپ دیئے جاتے ہیں۔

دوم..... اگر ایڈیٹر صاحب سچے ہیں تو جو لوگ مرزا اور مرزائیوں کے دام فریب میں آ کر چند روز کے بعد بیعت کو طلاق دے دیتے ہیں۔ ان کے اسماء الحکم میں کیوں نہیں چھاپتے۔ ابھی ابھی لاہوری اخبار میں ایک شخص کا حال چھپا ہے جو چند روز مرزا قادیانی کا سبز باغ دیکھ کر قادیان میں ہری ہری دود چرتا رہا اور پھر کان دبا کر اور دم اٹھا کر خران و جال کے طویلے سے پتا توڑ آگے دوڑ پیچھے چھوڑ بھاگ نکلا اور خود کہا کہ مرزا اور مرزائیوں کے لئے صرف لید چھوڑ گیا۔ الحکم کے ایڈیٹر نے اس کا حال شائع نہ کیا۔ کیوں شائع کرتا۔ بڑ پیڑ سے ناک کٹی ہے۔ ہاں جو الٹو دام میں پھنستے ہیں۔ ان کا نام شائع کرنے سے ناک منارے سے بھی کٹی بانس اوچی ہو جاتی ہے اور یہ خبر نہیں کہ وہ بعد میں کندا سترے سے ریتی جاتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو اس کی کیا شرم اور کیا خوف۔ برسات

میں گیاہ خورد رو کی طرح ناک پھراگ آتی ہے۔ یوں سمجھئے کہ مرزائی تھیڑ کا تماشا دیکھنے کو ہمیشہ لوگ آتے ہیں۔ ٹکٹ کے دام دیئے تماشا دیکھا اور رخصت ہو گئے۔ بس یہی تانتا بندھا رہتا ہے۔ پھر اس پر مرزا قادیانی کا وہ فخر اور مرزائیوں کی وہ بکر کو دکھ نہ پوچھئے۔ جو لوگ چند روز کے بعد قادیان سے چمپت ہو جاتے ہیں اور پھر مرزائی طلسم کا تارو پودا اخباروں میں کھولتے ہیں تو الحکم اس کلوس کو مرزا قادیانی کے چہرہ سے یوں مٹاتا ہے کہ ان میں کوئی شیطانی رگ ہوتی ہے۔ اس کی حقیقت ہمارے شفیق مکر ممولوی عبدالعزیز صاحب نمبر داروریکس ہٹالے نے نہ صرف ضمیمے میں بلکہ بعض دوسرے اخباروں میں بھی ایسی طرح کھولی ہے کہ مرزا اور مرزائیوں کا جی ہی جانتا ہوگا۔ مگر شرم کی کتیا تو قادیان میں کاسک کے دنوں میں بھی نہیں آتی اور نہ وہ اس کو پالتے ہیں۔ ذرا دیکھتے جائیے چند روز میں کیا ہوتا ہے۔

الحکم مطبوعہ ۳ اپریل میں لکھا ہے کہ ضمیمہ شخہ ہند کے شائع ہونے سے ہماری جماعت کو اور بھی ترقی ہو رہی ہے۔ جی بجا ہے یہ منہ اور گرم مسالا۔ گزشتہ معتقدین و مریدین تو تھامے نہیں تھمتے اور نئے چیلے وارد ہو رہے ہیں۔ آخر ان کو کس کتے نے کاٹا تھا کہ بلا وجہ یوں فخر ہو جاتے۔ چند چغذوں کے جو دن بھر آنکھیں مانگتے اور شب کو چڑیوں کا شکار کرتے ہیں جو شخص مرزاجی سے بیعت کرتا ہے۔ وہ ضرور طالب حق ہو کر آتا ہے پھر چند روز کے بعد اس کا انحراف کیا۔ اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ اس پر مرزا قادیانی کے کیس کا تارو پود کھل جاتا ہے اور کھوٹا اکھاڑ کر گریز پاہو جاتا ہے۔ اولاً کیسے کیسے خدا پرست خالص لوگ معتقد ہوئے۔ اگر مرزا قادیانی میں خلوص و حقانیت کا کچھ بھی کرشمہ ہوتا تو ایسے لوگوں کا ان سے تمہریہ ظاہر کرنا غیر ممکن تھا۔ الحکم نے کبھی ہمارے اس اعتراض کا معقول جواب نہیں دیا اور نہ وہ سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ! ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ شخہ ہند میرٹھ

۲۳ مئی ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۰ کے مضامین

..... ۱	فاعتبروا یا اولی الابصار	ایک ساکل!
..... ۲	قادیانی اور اس کے چیلوں کے اخلاق حمیدہ	اد. از مقام گ!
..... ۳	وزیر آبادی نامہ نگاری برہادی	اد. گجراتی!

.....۴	مرزا قادیانی اب وہ معجزات دکھائیں گے مایری!
.....۵	پنجابی رسول کی مایری امت مایری!
.....۶	بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز ایک محقق!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

..... فاعتبروا یا اولی الابصار

ایک شہر میں جو وزیر آباد سے بہت دور نہیں اور جس کا نام اس وقت مصلحت کے باعث ظاہر نہیں کیا جاتا گزشتہ انگریزی مہینے میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک خدائی مرید کو طاعون نے آیا۔ پیار ہوتے ہی مرزائی مذکور نے پیشین گوئی کی کہ میں طاعون سے نہیں مروں گا اور اگر مر گیا تو سمجھ لیما کہ میں مرزا قادیانی کا اخلاص مند مرید نہ تھا اور کوئی شخص میرا جنازہ بھی نہ پڑھے۔ چنانچہ دو تین دن کے اندر ہی عدم آباد کو چلتا ہوا اور بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کیا گیا۔ مرگے مردود، فاتحہ نہ درود!

ایک مقدس بزرگوار کے پوسٹ کارڈ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

کرم فرمائے من جناب مولوی صاحب، السلام علیکم! میں آج جالبند ہر پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آج قبل دوپہر مولوی احمد جان صاحب پنشن مدرس مرض طاعون سے فوت ہوئے۔ آپ نے چند روز ہوئے آنکھیں بنوائی تھیں۔ پرسوں خزانہ سے پنشن لے کر گئے۔ کل بیمار ہوئے۔ آج داخل بہشت بڑے متقی، دائم الوضو مرزائے (قادیانی) کے حواری میرے قدیم دوست اور غالباً آپ کے بھی دوست ہوں گے۔ نہایت افسوس ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! راقم نوٹ..... بیشک میں ان کو اپنا بزرگوار جانتا تھا اور مجھ پر بڑے مہربان تھے۔ مگر جب سے وہ مرزا قادیانی کے مرید ہوئے باہمی خط و کتابت بند ہوگئی۔ خداوند تعالیٰ ان کو اور بس ماندوں کو صبر جلیل عطا فرمادے۔ راقم

جناب مولانا صاحب دام فیوضکم! مرزا قادیانی کا اجتہاد ہے کہ انگریز دجال ہیں اور ریلیں ان کے گد ہیں۔ اس پر ہمارے ایک دوست پوچھتے ہیں کہ جس وقت اس گدھے پر خود بذات مرزا قادیانی یا ان کے مرید سوار ہوتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان کو اس وقت دجال نہ کہیں۔ پھر کبھی تو مرزا قادیانی انگریزوں کی نسبت ایسے حقارت آمیز الفاظ (دجالے) استعمال کریں اور کبھی ان کی ایسی تعریف کریں کہ خدائی کے مرتبہ تک پہنچادیں۔ اگر ایسے کاموں کو نفاق سے تعبیر

کیا جاوے تو کیا ہرج ہے۔ آپ سے اس کا جواب طلب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ سے زیادہ اس وقت مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا کوئی نبض شاس نہیں۔
راقم: ایک سائل!

۲..... قادیانی اور اس کے چیلوں کے اخلاق حمیدہ

۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء کے قادیانی اخبار میں عبدالکریم نے اہل اسلام کے ہر فرقہ اور جماعت اور ان کے پیشواؤں کو پانی پی پی کرکوسا ہے۔ بالخصوص پیسہ اخبار کو تو ایسی بے نقطہ سنانی ہیں کہ تو بہ ہی بھلی۔ دیکھئے کہ تو یہ تحریر شیطان کی آنت ہے۔ مگر پڑھ کر دیکھو تو وہی مغلط گالیاں جو قادیانی کی تعلیم کا مبلغ ہے۔ باوجودیکہ مرض طاعون کا دورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے اب تک چلا آتا ہے اور کل دنیا نے اس غضب الہی سے خداوند تعالیٰ سے امان مانگی ہے۔ مگر مرزائی پارٹی اور اس کے لکڑے امام اس کو ہندوستان میں پھیلنے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ ارے بے حیاء، بے شرمو! اگر کل ملک میں یہ بیماری اپنا عمل دخل کر رہی ہے تو کیا تم خدا کی بادشاہی سے پرے ہو۔ یاد رکھو یہ تمہارے ہی جیسے لوگوں کی کرتوتوں کا عکس ہے جو فریب دے کر ظلم و زور سے سیدھے سادے ناواقف مسلمانوں کو اسلام سے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے برگشتہ کر کے شیطانی جھنڈے کے نیچے لے جانے کی کوشش کرتے ہو۔

کانی ملی نے ”فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین“ کا حوالہ دیا ہے ہم پوچھتے ہیں۔ اگر ”ملکوت السموات و الارض“ تمہارے ہاں ہی رہن ہو چکے ہیں تو پھر جموں اور سیالکوٹ میں سب سے بڑھ کر کیوں اموات ہوئیں۔ حالانکہ ان دونوں شہروں میں بھی زیادہ سے زیادہ مرزائی رہتے ہیں۔ اگر آپ کا مذکورہ بالا آیت پر یقین و ایمان ہے تو کیا لاہور اور امرتسر کے سب مرزائی اصل میں بے ایمان ہیں جن کا کچھ بھی لحاظ نہ ہوگا اور بیماری پھیل جاوے گی۔

ہم نے پیسہ اخبار اور الحکم کی تحریروں کو بالا استیعاب پڑھا۔ مرزائے قادیانی نے سوائے اپنی جماعت کے باقی کل مسلمانوں کو (ناحق و بے موجب) گورنمنٹ انگلشیہ کا باغی اور نمک حرام قرار دیا ہے۔ تاریکی کے فرزند نے تصدیق و تائید میں ناخوں تک کا زور لگایا ہے۔ مگر خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ایسی رحیم، عادل اور جرس گورنمنٹ کا سایہ ہم رعایا پر مبسوط کیا ہے کہ ہر معاملہ میں بھال کی کھال نکالتی ہے۔ اگر معاذ اللہ گورنمنٹ انگلشیہ سکھوں یا محمد شاہ رینگیلے جیسی گورنمنٹ ہوتی تو ہندوستان کے مسلمانوں کا کہاں گزارا تھا۔ وہ خوب جانتی ہے کہ قادیانی کن وجوہ سے وفادار اور نمک حلال رعایا کی طرف سے اس کو بدن کرنا چاہتا ہے۔ پیسہ اخبار نے جو

ایک راست باز اور ایماندار اخبار ہے۔ اپنے فرضی منصبی کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور صاف صاف لکھ دیا کہ مرزائے قادیانی کی اصلی غرض مسلمانوں کو جہاد کا ملزم بنانے کی یہ ہے کہ خود اس کو گورنمنٹ سے خطاب ملے۔ ہمارے اکثر ہندوستانی اور پنجابی بھائیوں کا یہ ایک بنا بنایا قاعدہ ہے کہ اپنے نفع میں دوسروں کا نقصان چاہتے ہیں۔

پس مرزا قادیانی کو بھی اپنی جماعت بنانے اور خود اس کا سلطان بننے میں عرصہ دراز سے یہی شوق ہے وہ اپنے الہامات میں بتاتے ہیں کہ جو شخص میری جماعت سے دور رہے گا وہ جہنمی اور قابل قتل ہوگا۔ گورنمنٹ سے تو یہ کہتا ہے کہ میں جہاد کے خلاف ہوں اور خود نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ امام الزمان بن کر ساری دنیا کو گردن زدنی بتاتا ہے۔ یعنی جو شخص مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے وہ جہنمی اور گردن زدنی ہے۔ کیا گورنمنٹ ایسی چالیں نہیں سمجھتی۔ مرزا قادیانی اپنی پالیسی کو چھپانے کے لئے کبھی کبھی گورنمنٹ کی تعریف بھی کر دیتے ہیں۔ مگر ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔ بابا ناک صاحب نے جو صوفیانہ خیالات اپنے وقت میں لوگوں کے دلوں میں جمائے تھے ان کو کون نہیں جانتا۔ مگر بمرد زمانہ ان کی پولیٹیکل طاقت کا جوش میں آجانا کس پر ظاہر نہیں۔ مرزائی جماعت کے بہت کم ممبر ایسے ہوں گے جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں نہ آئے ہوں جن سے سابقہ پڑا وہ جہل مرکب میں مبتلا پائے گئے۔ گالیاں دینے اور لڑنے جھگڑنے میں ایسے مشاق اور بہادر کہ گویا زال کے فرزند ہیں۔ روحانی برکتوں اور خدا ترسی سے تو یہ گروہ بالکل نابلد ہیں۔ کوئی نہ بتا سکے گا کہ قومی ہمدردی یا انسانی بہبودی کا ادنیٰ سے ادنیٰ کام بھی ان سے ظاہر ہوا ہو۔ اردو علم ادب جس کو مصلحان قوم یا مخصوص سرسید مرحوم نے اپنے نفوس قدسیہ کی برکت سے پاکیزہ فقروں، مہذب لفظوں اور شستہ و رنگین عبارات، معنی خیز جملوں سے آراستہ و دہراستہ کر دکھایا ہے۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے اس میں ایسی گندی اور مغلظ گالیاں بھر دی ہیں کہ الامان (دیکھو تعینفات قادیانی) ہم پہلے بھی بارہا لکھ چکے ہیں کہ اگر دشنام دہی کی سند لینا ہو تو مرزا قادیانی کی کتابوں سے لے۔ کوئی فرشتہ سیرت صوفی مسلمان کوئی نیک بخت عالم ہا عمل مومن، کوئی پارسا زاہد، کوئی عیسائی، یہودی، برہمن، آریا، سکھ وغیرہ صفحہ زمین پر شاید ایسا رہ گیا ہو جس پر گالیوں کے ریلے مرزائی گروہ کے ہانی مہانی نے نہ چلائے ہوں۔ ظاہر ہے کہ جن مریدوں کو اپنے مرشد کے ساتھ زیادہ تر تقرب ہوتا ہے وہ اس کے خصائل سے زیادہ سے زیادہ بہر یاب ہوتے ہیں۔ پس اگر مہاں عبدالکریم قادیانی جن کا ہم کئی دفعہ پبلک سے انٹرویو کر چکے ہیں۔ پیسہ اخبار جیسے فرشتہ خصال اور نیک بخت مسلمان کو گالیاں

دے اور دیگر مسلمانوں کو تاریکی کے فرزند لکھے تو اس پر کیا افسوس۔ پس پیسہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کو ایسے لوگوں سے جن کے خصائل اوپر بیان ہوئے اور جو رات بے داروں اور ملی کتوں کی طرح اپنے مالک کی رکھوالی کا کام دیتے ہیں۔ روشن دلائل کی امید رکھنا ایک خیال خام ہے۔ ہاں اس کا یہ فرض ہے کہ اپنی قدیمی شائستگی اور متانت کے ساتھ اس گروہ کی مکاریوں سے پلک کو آگاہ کرتا رہے اور اس کا اجر نیک خدا پر چھوڑے۔

راقم: ا.د. از مقام گ

۳..... وزیر آبادی نامہ نگار کی بربادی

”لعنت الله على الكاذبين“

۱۰ مئی ۱۹۰۲ء کے قادیانی اخبار میں وزیر آبادی نامہ نگار کی ایک تحریر دیکھنے میں آئی۔ یہ غالباً وہی صاحب ہیں جن پر ضمیمہ ششم ہند مطبوعہ ۸ نومبر ۱۹۰۱ء میں چند ایک جمانی گئی تھیں۔ (ضمیمہ ص ۱۷۷) اب آپ نے چھ ماہ کے بعد پھر سراٹھایا ہے اور دروغ بے فروغ کو اپنا قبلہ و کعبہ بنا کر ہم پر افتراء اور بہتان باندھا ہے اور خود علی رؤس الاشهاد رو سیاہ بنا چاہا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ گالیاں بکنا اور بہتان باندھنا ان لوگوں کا دستور العمل ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی مراد علی صاحب ایک بزرگ اہل اللہ گوجرانوالہ، جالندھر وغیرہ میں اوّل مدرس عربی فارسی رہ چکے ہیں جن کو پنجاب و ہندوستان کے اکثر احباب بخوبی جانتے ہیں۔ ایک ہی سرشتہ (سرشتہ تعلیم) میں ملازم ہونے کے باعث ہمارے پرانے مہربان ہیں۔ پنشن لے کر اپنے وطن مالوہ موضع بیگو وال (ریاست کپورتھلہ) میں رہتے ہیں۔ ایک فقیر صاحب مرحوم کرم شاہ نانی سے جو اکثر اوقات وزیر آباد گوجرانوالہ وغیرہ شہروں میں پھرتے تھے اور اہل اللہ بزرگ تھے۔ مولوی صاحب نے بہت کچھ روحانی فیض پایا۔ مولوی صاحب کا مدت دراز سے یہ دستور العمل سنا گیا ہے کہ وہ اپنے محسن و روحانی تربیت کرنے والے کی یاد میں ہر سال ان کی فاتحہ خوانی کے لئے وزیر آباد تشریف لاتے ہیں اور تقریباً چالیس پچاس جیب خاص سے خرچ کر کے فقراء و مساکین ویتائے کو کھانا کھلاتے ہیں اور شہر وزیر آباد کے علماء کو ایک مسجد میں جو ریلوے اسٹیشن کے عین متصل جانب شرق ہے بلوا کر ختم کلام اللہ کراتے ہیں۔ (شاہ صاحب کا مزار وزیر آباد میں نہیں ہے) یہ ایک عمل ہے جس کے حسن و فتح کو یا تو مولوی صاحب موصوف خوب جانتے ہیں یا اکثر علمائے اسلام اور صوفیاء کرام۔

مگر مجھے جب کبھی وزیر آباد جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو صرف اپنے قدیمی مہربان حضرت مولوی صاحب موصوف کی برسوں کے بعد ملاقات مد نظر ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ عاجز

۳۰ مارچ ۱۹۰۲ء کو بغرض ملاقات مولوی صاحب موصوف مذکورہ بالا مسجد میں حاضر ہوا۔ جو باتیں میں نے عرض کی ہیں ان کو وزیر آباد کے ہزاروں آدمی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔

اس کے متعلق وزیر آبادی نامہ نگار قادیانی کا چشم دید واقعہ (سفید جھوٹ) جس نے الحکم کے کالموں کو گندہ کیا ہے۔ سنئے!

۱..... لکھتا ہے: ”آج میاں امام الدین گجراتی معہ چند دیگر ہم جنسوں کے وزیر آباد واسطے تعظیم ایک کوٹھری شفا خانہ کے تشریف لائے۔“

۲..... ”چونکہ اس سال اسٹنٹ سرجن شفا خانہ نے ان کو یہ بیہودہ حرکت شفا خانہ کے صحن میں کرنے نہ دی۔ اس لئے ایک دوسرے قبرستان میں جو حافظ معنی صاحب کے نام سے مشہور ہے اور شفا خانہ کے قریب ہے میاں امام الدین گجراتی نے معہ اپنے رفقاء کے اپنی رسم عرس کھانا وغیرہ پکا کر ادا کی اور ایسی حرکات مشرکانہ ہیں۔“

پہلے فقرہ کی نسبت ہمارا یہ جواب ہے کہ حضرت یہ آپ کا ایسا سفید جھوٹ ہے کہ وزیر آباد کے کسی فرد بشر کو بھی اس سے انکار نہ ہوگا۔ میں ہرگز کسی شفا خانہ کی کوٹھری کی تعظیم کے لئے نہیں گیا۔ نہ کوئی شخص میرے ہمراہ تھا۔ بلکہ میں تنہا صرف مولوی صاحب کی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ کیسا شفا خانہ اور کیسی کوٹھری کی تعظیم جس قدر آدمی ۳۰ مارچ ۱۹۰۲ء کو رات اور دن مسجد مذکورہ میں رہے۔ نہ کوئی ان میں سے بیمار ہوا نہ کسی کو وہاں سے کسی اور جگہ جانے کی ضرورت پڑی اور اسٹنٹ سرجن کی بھی آپ نے ایک ہی کہی۔ ہم میں سے کسی نے اس کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ نہ ہم کو معلوم ہے کہ وہ انگریز تھے یا ایسی عیسائی یا ہندو یا مسلمان یا سکھ آیا برہمن وغیرہ۔ بلکہ ایسی بہکی باتوں سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ پاگل پن اور جنون نے ہمارے نامہ نگار کا گھر دیکھ لیا ہے۔ آپ کے منہ پر جب وزیر آبادیوں سے راستی اور صداقت کے طمانچے لگیں گے اور ہماری وزیر آباد جانے کی اصلی غرض کی تصدیق ہوگی تو اپنی کرتوتوں کی آرسی یا آئینہ آپ کو خود بخود شرم کے سمندر میں ڈبو دے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اب مرزا گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے اور اس کی قبر کے گنبد (منارہ) کی اینٹیں پک کر تیار ہو رہی ہیں تو وزیر آبادی نامہ نگار کے سینہ میں پہلے سے ہی گور پرستی جوش مار رہی ہے اور جو کر توت مرزا قادیانی کی وفات کے بعد نامہ نگار اور اس کے ہمراہوں سے تقدیر کو کروانی ہیں اور ان کے جھوٹے اور بیجا الزام پہلے سے ہی لوگوں پر وارد کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ نہ مجھے پیشین گوئی کا دعویٰ ہے۔ نہ نجومی کی پوٹھی اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ نہ مرزا قادیانی کی طرح رمال ہوں۔ مگر تمہارے کرتوتوں کو دیکھ کر صاف کہتا ہوں کہ مرزائی

جماعت کے بہت سے ممبر گورپستی کریں گے اور آپ تو عجیب نہیں کہ دن بھر میں کئی دفعہ مرزا قادیانی کی قبر پر سیا پابھی کیا کریں۔ اس لئے گورپستی مذہب مرزا میں مدت سے شروع بھی ہو چکی ہے۔ تصویر پرستی اور گورپستی میں کیا فرق ہے؟ اکثر مرزائی لوگ بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگائیں۔ مگر مرزا قادیانی کی تصویر کو نہ لگائیں۔ علی الصبح: ستر خواب سے اٹھ کر ایک مسندے ساٹھے پاٹھے کی تصویر اپنی بہو بیٹیوں اور عورتوں کو دکھانا کیسا ت پرستی اور دیوثی نہیں؟

۳..... ”فسوس میاں۔ ا.د. گجراتی اور ان کے رفقاء کی قرآن مجید اور سرور عالم خاتم الانبیاء ﷺ کی پاک تعلیم کو پس پشت ڈال کر کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔“

”نامہ نگار صاحب“ آپ سینکڑوں وزیر آبادیوں سے پوچھ کر اپنی تسلی کر لیں۔ حاطب اللیل نہ بنیں کہ مسجد موصوفہ میں نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ نمازیں ہوتی رہیں۔ ”اللہ فی اللہ“ کھانا مساکین فقراء بتای وغیرہ کو تقسیم ہوا تمام دن قرآن مجید کی آیات کے معانی اور مطالب پر تدبر ہوتا رہا۔ عصر کے وقت ختم قرآن مجید ہوا۔ رات کے وقت لوگ علاوہ معمولی نمازوں کے تہجد پڑھتے اور خداوند تعالیٰ کی پاک درگاہ میں گڑگڑا کر دعائیں مانگتے رہے۔ اگر یہ کام آنحضرت ﷺ کے منافی ہے تو اپنی قسمت کو روڈں کیوں۔ جناب! ان کاموں کا نام تو آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو پس پشت پھینکنا ہے۔ مگر جھوٹی پیشین گوئیاں کرنا۔ انبیاء علیہم السلام کی شان میں برے الفاظ بکنا۔ لغو اور بیہودہ الہامات جن کی نہ عبارت درست نہ مضمون قرآن شریف کے مطابق ہے بیان کرنا۔ افتراء اور فریب سے لوگوں کا مال اینٹھنا جس سے اپنی عورتوں کو سونے کے جڑاؤ زیورات پہنانا اور خود بذات یا قوتیوں اور بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ اڑا کر شہوت رانی کرنا۔ مسیح علیہ السلام سے اپنی ذات کو برتر تانا۔ تناخ کے مسئلہ کو ترویج دے کر آنحضرت ﷺ کی تمجیح اور بیروی ہے۔ اگر اسی کا نام اسلام ہے تو ایسے اسلام کو سلام ہے۔

گر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا اودارد

وائے گرد و پس امروز بود فردائے

آپ کے مرشد مرزا قادیانی نے جب سے نیا پتھ نکالا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اتباع سے بیزار ہو کر۔ (بعد ختم نبوت) رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ اپنی جماعت کو دیگر مسلمانوں کے نماز روزہ، جمعہ جماعت، رشتہ ناطہ وغیرہ سے علیحدہ کر دیا ہے۔ بلکہ آپ لوگوں کے نزدیک عیسائی، یہودی، سکھ، آریا برہمن وغیرہ سے بھی تمام مسلمان بدتر ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ تمہاری عملی ہمدردی کا یہ حال ہے کہ برطا اخباروں میں مضامین لکھتے ہیں کہ تمام مسلمان سرکار انگلشیہ کے ساتھ

جہاد کرنا فرض جانتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے مسلمانوں کو باغی قرار دیا جاتا ہے اور اگر تمہارا بس چلے تو ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ تو پھر معلوم نہیں مسلمان مسلمان کیوں پکارتے ہو۔ ہاں قرآن شریف اور اسلام کی آڑ میں احمقوں کے منہ پر اندھیری ڈال کر ان سے نکلے سیدھے کرنا تمہاری مشن کی ڈیوٹی ہے۔

وزیر آبادی نامہ نگار۔ آخر الامر ہم کو ناصحانہ پیرایہ اور واعظانہ طریق سے یوں فرماتے ہیں: ”میاں ابد گھراتی صاحب کیوں آپ خدا کے فرسوں کے مخالفوں کا انجام قرآن شریف کے تدبر سے نہیں دیکھتے۔ اپنے خانہ ساز آبائی دین کو چھوڑ دو اور سچا اسلام جس کو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مسیح موعود و مہدی (مرزا ملعون) میں ہو کر پیش کرتا ہے۔ قبول کرو۔“

ہم وزیر آبادی کی اس نصیحت کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم ان کی آرزو پوری نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک قرآن شریف سے کبھی ثابت نہ ہوگا کہ بہشت برین میں داخل شدہ لوگ دوبارہ اس دنیا میں آویں یا کسی ناپاک شخص کی روح افضل الانبیاء آنحضرت ﷺ کے جسم میں (معاذ اللہ) حلول کر سکے۔ ہمارا وہی دین ہے جو قرآن شریف کی پاک تعلیم محمد رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہم کو ملتا ہے۔ ہمارے باپ دادا بھی اسی مذہب پر تھے۔ اگر ہم بھی آپ کی طرح ایسے ہی جاہل اور کندہ ناتراش ہوتے اور پیر پرستی اور گور پرستی بلکہ تصویر پرستی ہمارے رگ و ریشہ میں آپ کی طرح سمائی ہوتی۔ شیطان اغض اور حضرت اقدس میں تمیز نہ کر سکتے تو آپ کے ہم سفر ہو جاتے۔ ہم تو خداوند تعالیٰ کو واحد برحق اور ہر قسم کے نفع و نقصان کا اسی کو مالک یقین کرتے ہیں۔

خدا ہم کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن پاک چھوڑا کر کسی شیطانی لشکر میں داخل ہونے کی ہدایت نہ کرے اور قرآن شریف کی آیات کو اپنے مطلب کے مطابق بنانے والوں کا رفیق ہم کو ہرگز نہ بناوے۔ پس مرزا قادیانی کا یہ مختصر مدہب آپ کو اور آپ کے ہم خیالوں کو مبارک رہے۔

تو شیطان دا و پاک اسلام
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

(باقی آئندہ) راقم: ابد گھراتی!

۴..... مرزا قادیانی اب اور معجزہ دکھائیں گے

مرزا قادیانی کے تمام الہامات اور پیش گوئیاں پوری ہو گئیں۔ آتھم ٹھیک میعاد کے اندر آسمانی باپ کے پاس پہنچ گیا۔ لکھرام مارا گیا۔ آسمانی نکاح ہو گیا اور آسمان پر الہامی عورت

کے کطن سے درجن بھر بچے بھی پیدا ہو چکے جو آسمانی کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ اب امتحان دے کر زمین پر براہ مینارہ اتریں گے۔ صلیب کو توڑ چکے۔ اب کوئی عیسائی دنیا میں صلیب پرست نہ رہا۔ ہند کے تمام علماء بیعت کر چکے۔ اب یورپ و افریقہ پر دھاوا ہے۔ پھر بھی ایک مجلس میں مرزا قادیانی نے سب کو مخاطب کر کے وعدہ کیا ہے کہ اب میں معجزوں کا نمبر مکر اور سہ کر بلکہ چہار کر سلسلہ وار شروع کرتا ہوں۔ خلقت حیران ہو جاوے گی۔ سارے ہندو، مسلمان، عیسائی، یہودی، پارسی میرے معجزے دیکھ کر ایمان لادیں گے۔ پہلا معجزہ یہ ہوگا کہ یکم اپریل ۱۹۰۲ء کو عبدالکریم سیالکوٹی جو میرافنس ناظمہ اور ایک آنکھ سے کان اور سر سے گنجا اور ایک پیر سے لنگڑا ہے۔ سب عیوب جسمانی سے پاک ہو جاوے گا۔ دوڑ کر چلے گا۔ دور سے ایک کے دو دیکھے گا۔ چند یا کا تانا چاندی ہو جائے گا۔ ایزی تک بال بڑھ جاویں گے۔ اگر یہ معجزہ سچ نہ ہو تو میں جھوٹا اور مکار شمار ہوں گا۔ یہ وعدہ ابھی زبانی ہوا ہے۔ شاید اشتہار بھی شائع ہو۔

راقم: مالیری!

۵..... پنجابی رسول کی مالیری امت

پنجابی رسول قادیانی نے اشتہار دیا تھا کہ میرے مرید اور چیلے اگر لنگر خانہ کے واسطے حسب توفیق ماہوار چندہ داخل نہ کریں گے تو میں ان کا نام اپنی لوح محفوظ سے کاٹ دوں گا اور وہ مردود بارگاہ ایں جناب شمار ہوں گے۔ چنانچہ دو چار امتوں نے تو ہاں، ہوں، کی اور دو چار نے غصہ میں آ کر کہہ دیا کہ اچھا صاحب لو ہمارا کاٹ لو اور کہا کہ یہ بازی گر پہلے تو تماشا دکھاتا ہے اور پھر ذلتی ہاتھ میں لے کر پیسہ کوڑی مانگتا ہے۔ شرم، شرم! پرانے کھیل (الہامات) تو غت رבוד ہو گئے۔ اب ڈگڈگی بجا کر پھنک ایک پھنک دو نئے کھیل نئے تماشے شروع ہوں گے اور جھولی بھری جائے گی۔

راقم: مالیری!

۶..... بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزا سیوں کا عجز

اعتراض..... ”بلکہ اسی مشرکانہ اور متبدعانہ راہ کی طرف بلاتی ہے۔ جسے درمیانی زمانہ میں سلف صالحین کے خلاف فحیح اجموح نے تیار کیا۔ یعنی دجال کو خدائی طاقتیں دینا، خونخونی مہدی یا جوج ماجوج کے متعلق علم صحیح اور تجربہ حقا اور کلام اللہ کے خلاف تمام بے سرو پا قصوں اور فسانوں پر ایمان لانا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر ماننا اور ان کو خالق جی شافی عالم الغیب ماننا اور اس طرح ظلم عظیم۔ یعنی نصرانیت کو مدد اور تقویت دینا اور ثابت کرنا کہ اسلام میں کوئی قوت قدسی نہیں اور دوسرے مذاہب میں اور اس میں کوئی ماہہ الاتیاز نہیں اور کوئی مقتدر ہاتھ اس کا محافظ نہیں، وغیرہ۔“

ہاں سمندر آہستہ ران ای اعرج ناہوشمند بوالہوس سے تازی دستی و تاریک است راہ
 ”نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات“ آپ نے ذرہ بھر بھی خوف خدا نہیں کیا اور
 خرد جال کی جھول پہن کر دھوکا دیا ہے۔ سنو! مشرکانہ اور مبتدعانہ راہ کی طرف تو لوگوں کو
 مرزا قادیانی بلا رہا ہے جو ہر مسئلہ میں خلاف سلف و خلف صالحین قرآن مجید و احادیث کی خود
 غرضانہ دور از کار تاویلین کر کر حرام کے نکلے کھا رہا ہے۔ اسی لئے عصائے موسیٰ میں ہر ایک مسئلہ
 بدلائل قرآن مجید و حدیث شریف مطابق و موافق معتقدات آئمہ دین سلف صالحین رضوان اللہ
 اجمعین بیان ہو کر مرزائی مبتدعانہ محدث مسائل کی قلعی کھولی گئی ہے۔ جس سے آپ مہبوت اور
 لا جواب ہو کر دجالیت اور کج روی سے سراسر خلاف واقعہ نہایت ظلم و زور سے اپنے زعم میں اس عمدہ
 کتاب عصائے موسیٰ کا اثر زائل کرنے کے لئے یہ بیہودہ بکواس کر رہے ہیں۔ کچھ تو شرم اور حیا
 سے کام لو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں روز حساب کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں۔ یاد رکھو سلف صالحین کا ہر
 امر میں خلاف کرنے والے ”فیج اعوج“ کا مجمع آج کل قادیان میں موجود ہے اور معترض منہ
 پھٹ اور زبان دراز خود فیج اعوج کا نمونہ و تصویر ہے۔ جس کی گفتار رفتار سب کج ہے۔ چلے تو کج،
 بیٹھے تو کج اور کھڑا ہو تو کج، دیکھے تو کج۔ غرض ہر امر میں اعوجاج اور کجی ہے۔ بقول مولانا شوکت۔

ابرد بھی کج ہے زلف بھی کج ہے مڑہ بھی کج

سرکار حسن میں عمل راستان نہیں

تعجب ہے کہ شیطان میں تو آپ اعوائے بنی آدم کی بہت سی طاقتیں مانتے اور قبول
 کرتے ہیں۔ لیکن دجال امور میں وہ طاقتیں جن کا ذکر احادیث میں ہے نہیں مانتے۔ اس کا سبب
 یہ ہے کہ اجہل آدمی اپنی طرف نہیں دیکھتا اور جو چیز خود اس کے پاس موجود ہوتی ہے اس کی وہ
 چنداں قدر و پروا نہیں کرتا۔ لہذا وہی شے دوسرے کے پاس موجود ہونے کو اچنچھا نہیں
 جانتا۔ مہدی علیہ السلام کے بارے میں بہت احادیث ہیں جن پر مسلمانوں کا پکا اعتقاد اور یقین
 ہے۔ اسی طرح یا جوج ماجوج کا ذکر قرآن مجید و احادیث میں ہے اور ایسا ہی مسیح علیہ السلام کا رُفِخ
 الی اللہ۔ آیت کریمہ ”وما قتلوه وما صلبوه الی یقینا“ سے ثابت و ظاہر ہے۔ جس پر عمدہ
 و مفصل بحث متعدد کتب رومرزا میں ہو چکی ہے اور قرب قیامت میں نزول مسیح علیہ السلام کے
 بارے میں بہت صحیح احادیث موجود ہیں اور کبراء امت سب ان مسائل کے قائل و معتقد چلے آئے

ہیں۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ نزولِ مسیح علیہ السلام والی حدیث ”لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم“ الحدیث پڑھ کر قرآن مجید کی آیت کریمہ ”وان من اهل الكتاب الا لیؤمنن به قبل موته“ استدلال کر کے نزول ثابت کرتے ہیں۔ جیسا کہ بخاری میں ہے۔ لیکن آفرین ہے مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کے عقل و ایمان پر کہ قرآن مجید و احادیث شریف کا انکار کرتے اور اپنے اغراض نفسانی سے سب کو بے سرو پا قہے اور فسانے بتاتے اور سلف و خلف صالحین مؤمنین و قائلین نصوص کو معاذ اللہ برا بھلا کہتے ہیں۔ رہا مسیح علیہ السلام میں صفات الہی مانتے فترا اور نصرانیہ کو مدد اور تقویت دینے کا بہتان جو مرزا قادیانی اور اس کے مرید دجالی دھوکا دیا کرتے ہیں۔ اس کا جواب اعتراض دوم میں گذر چکا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ماہہ الاتیاز کی نسبت عصائے موسیٰ میں فصل معجزات و کرامات و ذکر اللہ و حالات اولیاء الرحمن جس سے اولیاء الشیطان سے فرق و امتیاز ہوتا ہے ملاحظہ کیجئے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ یہ برکات و قواء قدسی و انابت الی اللہ کسی دوسرے مذہب میں ہرگز نہیں۔ نہ ایسے ثبوت و دلائل ہیں لیکن مرزا قادیانی کے مرید تو کتاب مذکور کو اپنی کمزوری کے باعث دیکھتے ہی نہیں اور ان میں سے جو دیکھتے اور اصل حال حقیقت سے واقف ہوتے ہیں وہ مرزائی دام سے نکل جاتے ہیں۔

اسلام کا محافظ ایسا مقتدر ہاتھ ہے کہ کبھی کوئی معترض و مخالف اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور نہ آئندہ بگاڑ سکے گا اور اگر حیلہ حوالہ سے بظاہر اسلام کا کوئی خیر خواہ بن کر بھی فریب سے اس کی مخالفت کرے تو فوراً اس کے خدام جن کے شان ”اتقوا فراسة المؤمن“ الحدیث ہے۔ فریبی اور دعا باز مخالف کی ایسی گوشائی کرتے ہیں کہ یاد کرے، نظیر کے لئے آپ اپنا اور مرزا قادیانی کا حال ہی دیکھئے کہ اولاً زہانی خیر خواہ اسلام بنے۔ بعد میں کجروی سے بغاوت اختیار کی تو اس کے پاداش میں آپ لوگوں کی کیسی گت بن رہی ہے اور کیا حال ہو رہا ہے۔

اعتراض..... ”اس طرح اس ناشدنی کتاب نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے اور غیر قوموں کو دلیر کیا ہے۔ نصرانیوں کو ان کے کفر میں مدد دی۔ انہیں گستاخی و بدزہانی میں دلیر کیا۔“

تردید..... جب آپ کے نزدیک یہ کتاب بے حیثیت بے وزن اور اس کا عدم وجود برابر ہے تو اس نے نقصان کس طرح پہنچایا۔ کیا کہنا آپ کی سمجھ و درایت پر۔ آپ شے اور لاشے کو کیونکر ایک جگہ جمع کر سکتے ہیں۔ یہ عجب ناقص اور گنہی منطق ہے اور لکھنے وقت شاید آپ کی ہوش و حواس ہوا کھانے گئے تھے یا جنگل کی گھاس چرنے۔ آپ کو خبر ہی نہیں کہ کیا لکھ گئے اور کیا لکھ رہے ہیں۔

سنو! اسلام اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اس کتاب نے تو اپنی خدمت اسلامی سے ناواقفوں کو خبردار اور غافلوں کو ہوشیار کر کے ان کے سامنے مرزا قادیانی کی ہر ایک تاریک بھوت کو دلائل قرآنی اور براہین احادیث نبوی ﷺ سے ایک ایک کر کے توڑ دیا۔ البتہ اس میں ذرا شک نہیں کہ دجالی جماعت کے خود تراشیدہ لغویات و خرافات کو سخت صدمہ پہنچا ہے اور قادیانی جہاز کے تختے ایک سے ایک الگ ہو کر سمندر میں ڈوب رہے ہیں۔ جن کے باعث اب دن رات سینہ کوبی کر کے چیخے چلاتے ہیں۔ آپ کا اس داویلا اور دکھلاوے کا کہ کتاب بے حیثیت ہے، بے وزن ہے، نکلی ہے۔ (باقی آئندہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

یکم جون ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۱ کے مضامین

.....۱	بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز ایک محقق!
.....۲	اصلی اور نقلی کشتی میں تیز مولانا شاکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

.....۱ بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزائیوں کا عجز

نصرانیوں کو کفر میں مدد دیتی ہے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا کر مرہم عیسیٰ سے ان کے صلیبی زخموں کو ثابت کرنے اور محرف انجیل بے سند ان کی نسبت شیطانی الہام ہونے۔ اپنے رسالوں میں کج فہمی و بدبختی سے شائع کر کے آپ ان نصرانی مسائل کو مدد دے رہے ہیں یا دوسرے مسلمان؟ کچھ تو شرم و حیا کرو کہ مسیح علیہ السلام کے شان میں بے ادبی و بدزبانی و تحسبک کر خلاف تہذیب پر از سب و شتم کتابیں اور اشتہارات نصرانیوں کی طرف سے آپ کے پیر مرزا نے نکلوائے ہیں یا کسی اور نے؟ افسوس کہ آپ ایک ہی طرف دیکھتے ہیں۔ یا جان بوجھ کر راستی سے منحرف ہوتے ہیں۔

اعتراض (اشتہار ص ۶) ”ان کے اس اعتقاد کو کہ مسیح زندہ رسول اور زندہ خدا ہے۔ وہ خالق اور شافی عالم الغیب ہے اور یہ سب کچھ قرآن سے ثابت ہے۔ الہی بخش کی کتاب عصائے موسیٰ

نے تقویت دی۔“

تردید..... لعنت اللہ علی الکاذبین! اس کا جواب دفعہ بالا میں مفصل ہو چکا ہے۔ معترض میں اگر کچھ بھی بولے ایمان و انصاف ہے تو ثابت کرے اور پتہ دے کہ مسیح علیہ السلام کا نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد خدا ہونا کہاں قرآن مجید سے ثابت کیا ہے۔ افسوس بہتان! افتراء اور محض جھوٹ اور مسلمانوں کو دھوکا دینا قادیانی کا شعار اور دار و مدار ہو رہا ہے۔

اعتراض..... ”غرض اس کتاب میں یہ کچھ ہے اور یہ فائدہ اس سے قوم کو پہنچا ہے۔ اب اگر یہ بیان حق نہیں تو مصنف صاحب اور ان کے اعموان دلائل سے اس کی تردید کریں اور اس کی خوبیوں کے بیان کرنے میں ایمان اور قلم کے جوہر دکھائیں۔“

تردید..... اذل تو آپ کو نقص بصارت و بصیرت کے سبب فائدہ اور نقصان سو جھتا ہی نہیں۔

دوم..... معذوری کے باعث آپ خوش گزرانی نفس پروری وغیرہ کے سوا دوسرا فائدہ جانتے ہی نہیں۔

سوم..... آپ کو بایں حالت درماندگی اور مرزا قادیانی کے حجرہ میں محصور و بند رہنے کے مسلمانوں کی قوم کا کیا حال معلوم؟ چلنے پھرنے اور سفر کرنے کی آپ کو طاقت نہیں۔ مرزا قادیانی کا دسترخوان چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جانا آپ کو گوارا ہی نہیں۔ آپ اگر حرکت کر سکیں تو ملک میں جا کر دیکھیں کہ قوم کو کیا فائدہ ہوا۔

علاوہ بریں عصائے موسیٰ کے جواب سے عاجز ہو کر کچھ بن نہ آنے کے باعث سوائے داویلا دمبیچنا کہنے، کچکچانے، ہاتھ کاٹنے اور دانت پینے کے آپ نے کیا کیا ہے؟ جس کی دلائل سے تردید کی جاوے۔ کتاب کے فائدہ کا حال اس سے ظاہر ہے کہ اہل اللہ اہل اسلام صوفیاء عظام، علمائے کرام و فضلاء ذوی الافہام و دیگر اہل الرائے نے اس کو پسند فرما کر اس کے مضامین طرز تحریر نرمی و متانت عبارتہ وغیرہ کی تعریف میں خطوط لکھے ہیں جو موجود ہیں۔ چونکہ مصنف کتاب نشی الہی بخش مرزا قادیانی کی طرح ادھما تعلق شیخی و شہرہ پسند نہیں۔ لہذا ان تعریفی خطوط کو اس نے شائع نہیں کیا۔ ہاں اگر آپ ایسے لغو مضامین اور بیہودہ سرائے سے باز نہ آئیں گے تو تعجب نہیں کہ نشی الہی بخش بہ صلاح و اصرار دیگر مسلمانان خادمان و خیر خواہان اسلام کے ان سب تعریفی خطوط کو طبع کرا کر شائع کر دیں۔ لیکن اس وقت آپ اور آپ کی جماعت پر اور مصیبت ہوگی۔

جب مرتب ہو کے وہ چھپ جائیں گے
اب تلک کچھ بن نہیں آیا جواب
زندہ درگور اس گھڑی ہو جاؤ گے
ہے اگر کچھ شرم بولو حق کی بات
کر کے توبہ داخل اسلام ہو
جس سے حاصل ہو رضا اللہ کی
جو ہوا کونین میں فخر الرسل
سید الکونین فخر انبیاء
رحمت للعالمین بدرالدجا

لیکن مشکل یہ ہے کہ معترض کی ایک پھوٹی ہوئی ہے اس پر بھی بغض و حسد کی پٹی بندی ہے۔ باطنی حس نصیب اعداء بباعث نیو فیشن کی دلدادگی، ملحدانہ اور مرتدانہ خیالات کے مفقود ہے۔ اصلی و پرانے فیشن کے اسلام و مسائل سے گنجی پر ہی کو مناسبت نہیں تو پھر اس کو عصائے موسیٰ کا فائدہ جس میں دلائل و مسائل وہی پرانے قرآن مجید و حدیث شریف قدمائے اسلام خیر القرون و السابقون الاولون من المهاجرین و الانصار علیہم رحمۃ اللہ الستار و الغفار درج ہیں۔ معترض کو کیونکر پسند ہو سکتے ہیں؟ قرآن مجید اور حدیث شریف کے مسائل اور وہی پرانی روش تو عاشقان اسلام ہی کو محبوب و مرغوب ہے جو "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ" کے مصداق ہیں اور اگر معترض کو مسلمانوں کے ایمان و قلم کے جوہر دیکھنے کا شوق ہے تو ہفتہ وار ضمیمہ اخبار شخنہ ہند میرٹھ غور سے مطالعہ کرے۔ جس سے معلوم ہو جاوے گا کہ کس قدر مخلوق الہی کو عصائے موسیٰ سے فائدہ پہنچا اور کس قدر لوگ بد عقیدتی سے تائب اور مرزا قادیانی سے متنفر ہو کر داخل اسلام ہوئے اور ضمیمہ کی اشاعت و اجراء کی محرک بھی واحد العین صاحب ہی کی بدگمانی و بدزبانی و دریدہ دہنی ہوتی ہے۔

اعتراض..... "افسوس اس پر فخر کیا جاتا ہے کہ اس کتاب نے خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ سے قائم کئے ہوئے سلسلہ کو نقصان پہنچایا۔"

تروید..... یہ مرزائی جماعت کا علم و معرفت ہے اور انہیں حقائق و معارف پر قادیانی گروہ کو ناز ہے۔ الہی سلسلہ تو دلائل قرآنی و احادیث رسول اللہ ﷺ سے نہایت مضبوط و مستحکم ہے۔ البتہ باطل اور دجالی سلسلہ بیشک اس کے مقابل نہیں ٹھہر سکتا اور یہ معمولی بات ہے کہ توحید و سنت کے مقابل کفر و شرک و بدعت و شیطانی سلسلہ کبھی نہیں ٹھہر سکتا۔ جس طرح آیت الکرسی "لا الہ الا

اللہ“ اور ”لا حول ولا قوة الا باللہ“ سے شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔
 اعتراض..... ”لیکن یہ نہیں بتایا کہ کون سا علمی سلسلہ پیش کیا ہے۔ ضرورت حقہ اور وقت کی مانگ
 پورا کرنے کے لئے کون سے سامان پیش کئے ہیں جن کی خوبصورتی اور کمال کو دیکھ کر لوگ بول
 اٹھے ہیں کہ بیکہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کارگزاری اور خدمات دین سے یہ باتیں
 بڑھ کر ہیں۔“

تردید..... معترض ایسا عقل کا اندھا اور گانٹھ کا پورا ہے کہ ایک ہی بات کو بار بار لکھتا اور پیش کرتا
 ہے۔ یہی حال خود مرزائی تحریر کا ہے کہ تکرار پر تکرار ہوتا ہے اور مجبوری سے مجیب کو بھی اسی طرح
 جواب دینا پڑتا ہے۔ معترض کو دیکھنا چاہئے کہ کتاب عصائے موسیٰ میں تو سب کچھ لکھا ہے اور بتایا
 ہے۔ اگر آپ کو خوبی قسمت سے نظر نہ آوے تو اس میں مصنف عصائے موسیٰ کا کیا قصور۔ سلسلہ
 علمی وہی جو قرآن مجید اور حدیث شریف میں ہے کتاب میں پیش کیا ہے۔ ضرورت حقہ اور کتاب
 کی مانگ بھی سخت تھی کہ خود غرض کا ذب مدعیان نبوۃ و رسالت کی طرح اس وقت ایک مسیح الدجال
 کا ذب مدعی کھڑا ہو کر اسلامی مسلمہ مسائل میں دست اندازی کر کے خلاف شریعت مسائل بیان کر
 کے مخلوق الہی کے ایمان اعتقاد بگاڑ رہا ہے۔ سو اس کے مکر و فریب اور دجالی مسائل کا بعون
 اللہ تعالیٰ و تقدس باحسن و جوہ قلع قمع کر کے قدیمی مسائل اسلامی سے امت کو آگاہ کیا گیا۔ جس کی
 خوبصورتی اور کمال کو دیکھ کر مسلمان بول اٹھے کہ مسیح الدجال کے خود تراشیدہ لغویات کا بہت عمدہ
 جواب ہے اور مسیح کا ذب کی متدعو یہ منافقانہ خدمت اسلام سے بڑھ کر اس میں بدرجہ ہا حقیقی و واقعی
 مخلصانہ خدمت دین اسلام ہے۔ لیکن آپ ناقص البصری سے معذور ہیں۔ بینائی اور بصیرت
 درست ہو تو آپ کو نظر آوے۔

گر نہ بیند بردز شہرہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اعتراض..... ”کوئی خدا ترس، طالب حق، خوب چھان بین کر کے دیکھ لے ایک ہی سب سے
 بڑا مضمون اس میں نکلے گا۔ اس کے سوائے اور کچھ نہیں اور وہ مرسل اللہ مسیح موعود (مرزا قادیانی)
 کی ذاتیات پر نکتہ چینی۔ اس کی نسبت ہم نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب بھی ایک بات لکھتے ہیں جو ہم
 میں اور عصائے موسیٰ کی قوم میں حکم اور قول فیصل ہوگی اور امید کہ اس کے بعد یقیناً ان کی اور ہماری
 نزاع مٹ جائے گی۔“

تردید..... آپ میں خدا ترسی، تقویٰ اللہ اور طلب حق اور نیز چھان بین کا مادہ ہوتا تو اصل

حالات وحق واقعات کے اظہار کو بار بار کلمتہ چینی نہ کہتے۔ کیا اگر کوئی شخص اپنے شامت اعمال اور بد اعتقادی سے ضلالت آمیز طہرانہ طریق اختیار کرے۔ کتاب اللہ اور سنت کے برخلاف خود غرضانہ مسائل شائع کرے۔ دغا و فریب کمزور سے مخلوق الہی کا مال جھوٹے وعدوں اور اقراروں سے لے کر اپنی نفس پروری کرے۔ خلاف ہدایت اسلام تکبر شیخی غرور وغیرہ میں دن رات رہ کر دوسری غریب مخلوق کو ناحق لعن طعن اور توہین و تحقیر کر کے ایذا رسانی کو اپنا شیوہ و شعار بنا دے اور بندہ نفس امارہ بن کر جو چاہے سو کرے تو اس شخص کو اگر کوئی نیک بندہ بندگان الہی میں سے دینی صحیح کرنے کے لئے قرآن مجید حدیث شریف کے احکام و مسائل سنائے تاکہ وہ کسی طرح راہ راست پر آ جاوے تو کیا یہ کلمتہ چینی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ورنہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر وین نصائح خیر خواہی انسانی کا باب ہی بند ہو جائے گا جو ہرگز نشاء الہی نہیں۔ یہ تو آپ کی سمجھ و بصیرت کا قصور ہے کہ آپ کو ہر راستی کچی ہی دکھائی دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ قرآنی دلائل اور حدیث شریف کے مسائل والی کتاب کو بے حیثیت بے وزن و عدم وجود برابر کہتے ہیں۔ سچ ہے۔

بے بصیرتہ چہ شناسد سخن کامل را
تلخ و شیریں بمذاق دل رنجور کیے ست

بھلا فرعون بد نصیب نے عصائے موسیٰ کے مقابل ہو کر کیا کر دکھایا جو آپ اسی فرعون کے تکبر تعلیٰ و شنی کے قدم بقدم بدوش بدوش ہو کر عصائے موسیٰ کا مقابلہ کر سکیں گے جب اصل سے کچھ نہ ہوا تو نقل کیا تیر مارے گی۔ یاد رکھو حق کے مقابل باطل کبھی سرسبز دہار آدر نہیں ہوتا۔ حسد اور بغض سے نزاعوں کا منبع یا سرچشمہ ہونے کا شرف آپ ہی کی جماعت کو حاصل ہے۔ مرزا قادیانی کی کتابیں پر ازلن طعن و سب شتم اس کی گواہ ہیں۔ فشی الہی بخش کو ہرگز کسی سے کوئی نزاع و عداوت نہیں۔ اس نے تو مرزا قادیانی کے اصرار و تاکید پر متقی اور بے شر انسان کی طرح اصل حال راست بے کم و کاست دینی نصائح و اظہار حق کی خاطر ظاہر کر دیا ہے اور زبان حال سے کہہ دیا ہے۔

من آنچه شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواه از خشم پند گیر و خواه ملال

آگے ہدایت ہادی مطلق دیر حق اللہ جل جلالہ کے ہاتھ میں ہے۔ جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے۔ "تو کہ تعالیٰ! انک لا یهدی من اجبت ولكن الله یهدی من یشاء"

اعتراض منشی الہی بخش اور ان کے رفیق حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ذاتیات کی نسبت بڑا اہم اور ناقابل جواب اعتراض انتخاب کریں اور مشتہر کریں۔ ہم خدائے تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہی اعتراض بلا کم و کاست ان معترضوں کی فہرست میں دکھا دیں گے۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ باعزم نبیوں کی ذاتیات پر کتہ چینی کی ہے۔

تردید تف ہے آپ کے اس علم و فہم ایمان فردشی کے عوض روٹی کمانے پر بالفرض اگر آپ نے حیلہ و حوالہ اور دھوکہ بازی سے دکھا دیا کہ سچے اور برحق نبیوں پر بھی وہی اعتراض ہو چکا ہے تو کیا اس سے ایک کاذب جھوٹا دعا باز گھر بیٹھے حیلہ و حوالہ سے روپیہ بٹورنے والا مدعی نبوت سچا ہو جاوے گا؟ ہرگز نہیں۔ دیکھو میلہ کذاب اسود غنسی وغیرہ کذابین دعویٰ اران نبوت کولوگوں نے جھوٹا کہا اور ایسا ہی دوسری طرف کم سمجھ بد بختان، عاشقان دنیا و پرستاران نفس پابندان رسوم جاہلیت نے سید الادین والاخرین علیہ السلام کو لست مرسل، کاہن، ساحر وغیرہ کہہ کر جھٹلایا اور اسی طرح دوسرے اولوالعزم انبیاء و رسل کو منکرین نے ”ان انتم الا بشر مثلکم“ کہہ کر ان کی تکذیب کی تو کیا وہ میلہ وغیرہ کذابین و جاہلین بھی آپ کی اس نامعقول و بیہودی قاعدہ کے موافق سچے ہو گئے جو لوگ لنگڑی کانی گنتی دلیل پر صداقت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بے شک کہہ سکتے ہیں کہ جو اعتراض ہم پر تھا دوسرے انبیاء و رسل پر بھی ہو چکا ہے۔ لہذا ہم بھی سچے ہیں۔ افسوس اس اندھی عقل اور کانی سمجھ پر۔ ان گدھوں کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ انبیاء پر مخالفین نے اعتراض کئے ہیں نہ کہ موافقین نے۔ تم اپنے کو مسلمان کہہ کر حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ کو مغفلات دیتے ہو جن کی عصمت و رسالت کی قرآن مجید شہادت دیتا ہے۔ اگر تم آریا، یہودی وغیرہ بن کر اعتراض کرو تو ہم کچھ مزاحمت نہ کریں۔ اگر دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا اعلان دے دو تو کوئی مسلمان کچھ باز پرس نہ کرے۔

..... آپ پہلے عصائے موسیٰ کے مشتہرہ حالات و واقعات کا تو جواب معقول دیں اس کے بعد پھر دوسرے اعتراض مشتہر کرنے کی درخواست کریں۔ بلا کم و کاست وہی اعتراض انبیاء علیہم السلام پر دکھانے کا صرف زبانی دعویٰ سراسر بطلانی، بیجا شیخی اور جھوٹ اور محض دھوکا ہے۔ بھلا زیورات سے لدی ہوئی اپنی اور مریدوں کی بیسیوں کو غیر محرم کے ساتھ صبح و شام میدان و باغ میں دل بہلانے کو ہوا خوری اور کوڈ کبڈی کھلانا جہاں سے واپسی پر درختوں سے پھل پھول توڑ کر جھولیاں بھر کر خاندنوں کے لئے بھی لاتی ہیں۔

۲..... علمائے اسلام کے سب دشم کی تحریروں میں مصروف ہو کر بہتر (۷۲) بہتر (۷۲) نمازیں جمع کر کے ضائع کر دینا۔

۳..... ہزار ہارو پنے کا زیورہ موجود ہوتے زکوٰۃ نہ دینا۔

۴..... عین فرض حج کو ضروری نہ سمجھنا جس کا ذکر پیسہ اخبار مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۱ء ص ۱۱۰، ۱۱۱ میں ہے۔

۵..... اپنی طرح طرح کی تصویریں کھنچوا کر فروخت کرنا اور اس طرح مریدین سے تصویروں کی تعظیم و تکریم کرنا کہ بت پرستی کی بنیاد پھر قائم کرنا۔

۶..... غریب مخلوق الہی سے چندے لے کر ہزار ہارو پنے کے خرچ سے اپنا ذاتی یادگاری بلند مینار اور گھنٹہ گھر تعمیر کرانا۔

۷..... اپنے کو لیلۃ القدر یا جوج ماجوج، دابۃ الارض و جال وغیرہ کا حقیقت شناس سید الاولین والاخرین، ختم المرسلین ﷺ سے زیادہ کہنا۔

۸..... معجزات مسیح علیہ السلام کو شعبدہ بازی و مسمریزم بتانا۔

۹..... شرعی جائز و وارثوں کو محروم الارث کرنے کے لئے اپنی نئی چہیتی زوجہ کے پاس برائے نام جھوٹ موٹ اپنی جائیداد تیس برس کے واسطے رہن رکھ کر جہشری کر دینا۔

۱۰..... اپنی قوت باہ و ضعف اعصاب کے واسطے مشک و عنبر سو سو روپے تولہ والا انگلستان وغیرہ سے منگوا کر استعمال کرنا۔

۱۱..... موسم گرما میں تفریح نفس کے لئے گاگروں میں عرق کیوٹہ جے پور سے اور بید مشک لاہور سے منگوا کر اور خس کی ٹٹی وروازوں پر لگوا کر امیرانہ ٹھاٹھ سے بسر کرنا، وغیرہ۔ مستغرق دنیا اور

نفس پرستوں کے کام مشتبہ تو کیا اس کا کوئی بڑا امام و مرشد بھی انبیاء علیہم السلام کی نسبت ثابت نہ کر سکے گا۔ دجالی چالیں جو دام افتادہ مریدین کو چکھے دے کر ان کے فراہم و قائم رکھنے کی خاطر دن

رات کی جاتی ہیں۔ مسلمان ان کو خوب سمجھتے ہیں۔ بلا خراپ کے اس قاعدہ کے موافق دوسرے مسلمان اگر یہ کہیں کہ جو اعتراض اور نکتہ چینی مرزا پر ہوئی۔ یہ تو بعینہ ویسی ہی ہے جو میلہ کنڈاب

وغیرہ نبوت کے دعویداروں پر ہوئی۔ اس لئے مرزا قادیانی بھی انہی و جالین کنڈابین کا ہم جنس اور ویسا ہی ہے تو اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟ اپنے تراشیدہ قاعدہ کے موافق تو آپ کو یہ مان

لینا چاہئے کہ مرزا بھی یکے از دجالین ہے۔

اعتراض..... ”اس لئے علی وجہ البصیرت ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود

(مرزا قادیانی) اسی بگزیہ جماعت کے ایک کامل فرد ہیں۔ بناء علیٰ ہذا ضرور ہے کہ ان کی ذات پر بھی ویسی ہی نقطہ چینی اور اعتراض ہوں جیسے ان بگزیہوں پر ہوئے۔ تاکہ سارے خدائی سلسلوں میں پوری مطابقت اور مشابہت ثابت ہو جائے۔“

تردید..... مرزا قادیانی کس منہ سے نبوت کے دعوے سے انکار کرتا ہے اور اس کے مریدین کس منہ سے کہا کرتے ہیں کہ مرزا کو دعوے نبوت نہیں اور وہ ختم نبوت کا اقبالی ہے۔ دیکھ لیجئے یہاں صاف جماعت انبیاء علیہم السلام کا اس کو فرد کامل بنایا ہے۔ اسی اندھی لٹھ اندھ بصیرت کے سبب تو مرزا قادیانی مریدین کو علمائے اسلام نے مردود بنا کر اسلام سے خارج کیا ہے اور اس میں علمائے اسلام کا ہرگز کچھ ذمہ نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود دعویٰ کر کے انبیاء میں سے بنا ہے اور اندھے مرید علی وجہ البصیرت اس کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت کا ایک فرد کامل تسلیم کر کے ایک مسلمہ مسئلہ اسلامی ختم نبوت کا علانیہ انکار کرتے ہیں۔ مشابہت اور مطابقت بھی حسب خواہش متعرض ثابت ہو چکی ہے کہ جیسا پہلے دعویداران نبوت مسلمہ وغیرہ کو لوگوں نے ان کے چلن اور حالات کے سبب اعتراض کر کے دجالین کذابین کہا اسی طرح مرزا قادیانی کے حالات اور واقعات دیکھ کر مرزا قادیانی کو بھی انہی دجالین کذابین میں داخل کیا ہے۔ بس مشابہت و مطابقت کا پورا پورا فیصلہ ہو گیا۔ (باقی آئندہ)

۲..... اصلی اور نقلی کشتی میں تمیز

چہ نم دیوار امت را کہ باشد چہ نوح کشتی بان
چہ پاک از موج کبر آن را کہ باشد نوح کشتی بان

۱۰ مئی ۱۹۰۲ء کے قادیانی اخبار صفحہ اول کالم نمبر ۳ میں شیخ عطاء محمد صاحب سب

اور سیر کوئٹہ، پنجاب کے مسلمانوں کو نوٹس دیتے ہیں کہ طاعون غضب الہی ہے۔ تم اس سے نہیں بچ سکتے۔ جب تک مرزا قادیانی کے جھنڈے تلے نہ آ جاؤ۔ بے شک طاعون غضب الہی ہے جس کی دوا (بجز زاری ہدگرہ ہاری) کسی کے پاس نہیں اور امر الہی کے زیر فرمان تمام دنیا میں ہاں کیا عجب ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کی پاک جماعت (جنہوں نے اپنے زعم میں دعائیں مانگ مانگ کر دور دراز ملکوں سے براہ ہمدردی اس پتھاری کو اپنے پنجابی بھائیوں کے لئے طلب کیا ہے اور اب بغلیں بجاتے اور شور و غل مچاتے ہیں) مستثنیٰ ہوں۔ ہند اور پنجاب میں سوائے جماعت مذکورہ کے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا کہ اس موذی کے دفعیہ کے لئے درگاہ مجیب الدعوات میں رور و کر دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مگر شیخ صاحب کا یہ جملہ کہ مرزا قادیانی کے جھنڈے تلے آئے بغیر نجات نہیں قابل غور ہے۔

مرزا قادیانی نے اس وقت پیش گوئی کی تھی جب یہ بیماری ہوشیار پور وغیرہ شہروں تک پہنچ گئی تھی۔ حالانکہ یہ بیماری حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے وقت کی ہے اور جس کی رفتار یورپ کے ملکوں سے لے کر عرب کے شہروں تک عام ہو گئی تھی اور لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ کبھی نہ کبھی ہندوستان میں بھی اپنا منہوس قدم رکھے گی اور عام طور پر پھیل جائے گی۔ مگر دنیا نمونہ اور مثال مانگتی ہے۔ جب پنجاب کے مصلحات سے قطع نظر کر کے سیالکوٹ اور جموں میں جہاں مرزائیوں کی تعداد بہ نسبت دیگر شہروں کے زیادہ ہے۔ سب سے بڑھ کر اس بیماری کا دورہ ہوا اور کئی مرزائی بھی اس سے بچ نہ سکے اور خاص کردار الامان (قادیان) میں بھی چند مہلک کیس ہوئے۔ ضلع جالندھر میں مولوی احمد جان جو ایک منٹ بھی بلا وضو نہ تھے۔ سال سے مرزا قادیانی کے میدان خاص سے تھے۔ جانیرہ ہو سکے تو خصوصیت کی کیا وجہ ہے۔ امر الہی کا اگر مسلمانوں پر آنا ہے تو کیا مرزائیوں کو اس سے بچ جانا ہے۔ اگر مسلمان طاعون سے مطمئن ہو کر بہشت بریں میں جا دیں گے تو کیا مرزا قادیانی اور ان کی جماعت دنیا میں رہ کر آخرت کے بورے میٹیں گے۔ ہرگز نہیں بلکہ نیچر ہر ایک کو پورا حصہ دے گا۔

اگر بمرورہ جائے شادمانی نیست

کہ زندگانی مانیز جادوانی نیست

پس شیخ صاحب کی یہ دھمکیاں اس وقت بر محل ہو سکتی تھیں کہ مرزا قادیانی میں کوئی وصف مجملہ اوصاف مسیحیت اور رسالت و امامت پایا جاتا۔ مرزا قادیانی ہزار اپنے کو رسول رحمانی اور مرسل یزدانی کہا کریں۔ مگر وہ لوگ جو پاک اور مقدس کتاب (قرآن شریف) میں آیہ ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ پڑھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی رسالت پر کیونکر ایمان لاسکتے ہیں۔ شیخ صاحب کو بخوبی معلوم ہے کہ آج تک مرزا قادیانی کی کوئی پیشین گوئی خداوند تعالیٰ نے پوری نہیں کی۔ ان کے الہاموں کی جو خلاف منشاء ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ“ کے ہیں عربی عبارت بالکل غلط اور بے معنی ہوتی ہے اور مضمون تو ایسا رکیک اور گندہ کہ قرآن شریف نے پہلے ہی اس کی تیغ کٹی کر دی ہے۔ مثلاً ”انت بمنزلہ ولدی، صبح زوجتی، یحمدک الله ویمشی الیک“ وغیرہ کبھی مرزا قادیانی ابن مریم بنتے ہیں، کبھی خود مریم، کبھی موعود صبح بنتے ہیں، کبھی اصلی صبح پھر لطف یہ ہے کہ جب ان کے دل پر کچھ غبار آ جاتا ہے تو بے تحاشا صبح علیہ السلام کو مغلظ اور بے نقط سناٹے ہیں۔ (دیکھو نور القرآن حصہ دوم) کبھی خداوند تعالیٰ کو اپنا مداح اور حامد کہہ کر اپنی ذات کو محمد اور احمد

ظاہر کرتے ہیں۔ غرض کہ ان کی تازگی پسند طبیعت کو قرار نہیں۔ تہذیب نفس کا یہ حال کہ علماء اسلام و صوفیاء کرام کے حق میں جو درفشائیاں کرتے ہیں ان کی ترتیب وار ڈکشنریاں تیار ہو رہی ہیں۔ (عصائے موسیٰ ص ۱۴۳ تا ۱۴۶) تزکیہ نفس کا یہ حال کہ بادان روڈن اور کسیری داس کی دکان کے سوڈا واٹر کے سوا عطش و جوع بچھنے ہی میں نہیں آتی اور مستورات کے لئے سونے کے جڑاؤ اور زیورات ہنائے بغیر گذر ہی نہیں سکتی۔ انکم ٹیکس سے بچنے کو قسم قسم کے حیلے تراشتے ہیں جو لوگ قادیانی جھنڈے تلے آگئے ہیں ان کو بھی ڈانٹ بتائی جاتی ہے کہ اگر تین ماہ تک چندہ نہ آیا تو مریدوں کی لسٹ سے نام خارج ہوگا۔ ذی الارحام عاق اور بعض بلاوجہ مستوجب طلاق ٹھہرتے ہیں۔ کہاں تک عرض کروں۔ کیا شیخ صاحب فرما سکتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور سلف صالحین کا یہی رویہ تھا جن کی نیابت کا مرزا قادیانی کو دعویٰ ہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کی اس کارروائی پر جس کے ذریعہ انجمن والوں نے جملہ مسلمانان پنجاب و ہند کو اتوار کے دن نماز پڑھنے اور خداوند تعالیٰ کی درگاہ میں عجز و زاری کے ساتھ طاعون کے دفعیہ کے لئے دعائیں مانگنے کے لئے اشتہارات دیئے اور جس کی تعمیل مسلمانوں نے بصد آرزوی۔ شیخ صاحب ان پر حسب ذیل مضحکہ خیز اعتراض کرتے ہیں۔ ”انجمن حمایت اسلام نے جو کشتی اس طوفان سے بچنے کے لئے تمہارے واسطے تیار کی ہے اس کے لئے کوئی ملاح نہیں جو علم دریا سے واقف ہو۔ اس لئے وہ خطرناک ہے۔“ شیخ صاحب کو مغالطہ لگا ہے کیونکہ انجمن حمایت اسلام نے کوئی نئی کشتی بعد ختم نبوت تجویز نہیں کی۔ بلکہ اسی کشتی میں سوار ہونے کے لئے لوگوں کو نوٹس دیا۔ جو چودہ سو برس پیشتر خداوند تعالیٰ کے سچے اور پاک رسول حضرت محمد ﷺ نے تیار کی تھی۔ جو بذریعہ آیات قرآنی ”امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء و یجعلکم خلفاء الارض ءالہ مع اللہ قليلاً ماتلذکرون“ چلتی ہے۔ اگر چہ دنیا کے ناپید انکار سمندر میں سینکڑوں بلاخیز سیلاب اور ہزاروں الحاد اور ارتداد کی آندھیاں چلیں۔ مگر اس کشتی کو جس کی حفاظت کا بمصدق آیت کریمہ ”اننا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون“ خود خداوند تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے۔ بال بھر بھی صدمہ نہیں پہنچا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نہ پہنچے گا۔ پس یہ کیسا مشرکانہ اور پاجیانہ خیال ہے کہ ایسی محکم کشتی (اصلی اسلام) سے مسلمان اتر پڑیں اور اوہام و دوساوس کی شکستہ لنگر بھدی اور بد نما کشتی پر چڑھنے کا ارادہ کریں۔ جس کا نہ کوئی مستول ہے نہ بادیاں اور جہاں جیب کتروں اور سمندری چوروں کا سخت زور و شور ہے مسلمانوں کے نزدیک وہ ایک ریگ روال اور سراپے چند کے سوا ذرہ بھر وقعت نہیں رکھتی۔ پس تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ حوصلہ و تحمل و صبر سے کام لیں اور رضائے الہی میں مطلق

چون و چرا نہ کریں۔ مہدیوں کا ڈر باکھل گیا۔ قادیانی مرزا قادیانی غالباً خوب سمجھتے ہوں گے کہ قطب کا درجہ بڑا ہے یا امام اور مہدی کا۔ دونوں صورتوں میں مرزا قادیانی ہی پھسندی اور پست نمبر رہیں گے۔ خواہ ناک کو کھینچ کھانچ کر منارے سے بھی لپی اور اونچی بنا لیں۔ ابھی سوڈان اور افریقہ تک نہ جائے ہندوستان کی ریاست رامپور ہی کو دیکھئے جس میں ایک بڑے بھاری جنگی قطب پیدا ہوئے ہیں وہ کون! شاہ محمد حسن خلف شاہ احمد حسن مصنف کتاب گلزار صابری۔ جنہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ مجھے قطب عالم اور قلندر اول کا مرتبہ عطا ہوا ہے۔ اپنے مذکورہ بالا دعویٰ کے اعلان کے واسطے مرزا قادیانی کی طرح چند آزدہ خواروں کے گلے میں اپنی قطبیت کا پھاڑال کر اطراف ہند میں روانہ کیا ہے۔ انہیں میں ایک جاہل مطلق پنجابی بلند خان ہے جس کا نام نئے قطب صاحب نے مخدوم حسن رکھا ہے اور دس روپے ماہوار مقرر کر دیا ہے۔ حق نمک ادا کرنے کی غرض سے پنجابی مذکور میرٹھ آیا اور سہراب دروازہ کے کاشت کار چند جاہل رائگھڑوں کو کاٹھ گونٹھ کر چیلایا اور اپنی قطب عالم اور قلندر اول کو اس حسن خدمت کی رپورٹ کی جس کے صلے میں فرمان خوشنودی کے ساتھ ہفت اقلیم کی خلافت اور ہدایات عطا ہوئی۔ سندی فرمان میں ہر ولایت کا نام درج ہے جو پنجابی صاحب کے قبض و تصرف میں دی گئی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ صاحب مرزا قادیانی سے بڑے چڑھے رہے۔ مرزا قادیانی نے تو اپنے کسی چیلے کو اب تک کوئی چھوٹا سا گاؤں بلکہ چند بسوا سی اراضی بھی نہ دی اور قطب عالم نے گھر بیٹھے اپنے بالکے کو ولایتیں عطا کر دیں اور حضرت حافظ شیراز کا یہ شعر صحیح نکلا۔

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا بخال ہندوش مختم سمر قند و بخارا را

قطب اول کی تو یہ ارث تھی کیونکہ بقول مصرعہ۔

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

ان کے والد نے کتاب گلزار صابری لکھ کر نہ صرف جمالیوں بلکہ ہر قوم و ملت کو اعتراضات کا موقع دیا مگر مرزا قادیانی کے باپ داوا میں سے تو کوئی امام الزمان یا مہدی دوران نہ تھا۔ پس قطب اول خلف ہوئے اور امام الزمان ناخلف۔ ہاں مرزا قادیانی کہہ سکتے ہیں کہ میں درحقیقت انسانی نسل ہی سے نہیں ہوں بلکہ آسمانی ہوں اور خدا نے مجھے اپنا بہنزلہ ولد (لے پا لک) بنا کر آسمانی وراثت عطا کی ہے۔ پھر مرزا قادیانی اپنی مہدویت اور امامت اور رسالت کی دم میں یہ نمدا بھی باندھیں گے کہ میں بروزی اور ظلی رسول ہوں اور انبیاء کے حلوں میں حلول کر کے آیا ہوں۔ مگر قطب عالم اور قلندر اول یہ جواب دیں گے کہ مرزا قادیانی اپنے ہی قول سے واقعی امام

اور نبی نہیں ہیں۔ بلکہ ظل اور عکس ہیں اور ظاہر کہ کسی شے کا ظل اور عکس شے کے ساتھ ہوتا ہے اور جب شئی عدم ظہور ہے تو ظل اور عکس بھی کافور ہے۔ یہ آج تک نہ دیکھا نہ سنا کہ شے تو موجود نہ ہو اور اس کا سایہ موجود ہو۔ جو ہر نہ ہو اور عرض ہو جس کا خاصہ بالظہیر ہونے کا ہے اور میں واقعی قطب عالم اور قلندر اول ہوں۔ مرزا قادیانی پر الہام ہوتے ہیں تو مجھے عالم رویا و بیداری و دونوں میں بشارت ہوتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی آنکھوں کے اندھے اور نام نین سکھ نہیں ہیں تو راپور میں آ کر دیکھ لیں اور مجھ سے بیعت کریں۔ اب سوڈان کا چکر لگائیے۔ متونی مہدی سوڈانی کی ہڈیاں ابھی تک دریاے نیل میں موجود ہوں گی کہ دوسرا مہدی خم ٹھونک اور لنگر لنگوٹا کس کرم میدان میں آدھمکا۔ اس کا نام عبدالکریم ہے وہ لکھتا ہے کہ پرانے نبی مرگل گئے ان کی شراعیع اور کتابیں کرم خوردہ ہو گئیں۔ اب ان کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ فسق و فجور کوئی شے نہیں ہے انسان آزاد پیدا ہوا ہے وہ جس طرح چاہے حاجت روائی کرے۔ انسان بھی ایک حیوان ہے۔ پس جو دوسرے حیوان کا حال وہی اس کا۔ عبدالکریم کے لکھے نے سوڈان کے وحشیوں پر بڑا اثر کیا ہے اور لوگ جو ق در جو ق اس کے لشکر میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی ابھی خامکار ہیں۔ کیونکہ وہ بظاہر مذہب اسلام کے پیرو ہیں نہ انہوں نے اپنے پاؤں سے اب تک شریعت کی بیڑیاں کٹوائیں نہ اپنی امت کے پاؤں سے سب پرانی لکیر کے فقیر ہیں۔ پس آزادی پسند لوگ مرزا قادیانی کو پسند کریں۔ یا آزادی بخش آزادی پسند مہدی (عبدالکریم) کو۔ اجمی مرزا قادیانی تو ہر طرح بیٹھے ہیں۔

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے

پس ان کو دوسری مہدی اور قطب زک دے کر ضرور دیں نکال دے دیں گے اور نکسال باہر کر دیں گے۔ ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

۸/ جون ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۲ کے مضامین

.....۱	بقیہ کتاب حصائے موسیٰ کے جواب سے مرزا یوں کا عجز ایک محقق!
.....۲	نظم بجواب شعر مندرجہ لوح اخبار الحکم مولوی محمد حسین گجراتی!

.....۳	قصیدہ یاسیہ در رد عقیدہ مرزاسیہ	مولانا عبدالعزیز!
.....۴	جعلی بیعت	ایس ایم!
.....۵	الہام کا ثبوت	مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... بقیہ کتاب عصائے موسیٰ کے جواب سے مرزاسیوں کا عجز

اگر آپ کہیں کہ مرزا قادیانی کو سچا کہنے والے بھی موجود ہیں تو آپ خیال کریں کہ اسی طرح آپ جیسے بصیرت اور سمجھ والے ان پہلے دجالین کذابین، دعویداران نبوتہ کو سچا ماننے والے موجود تھے اور تعداد میں بھی آپ کی جماعت سے کہیں بڑھ کر تھے۔ صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی ایک لاکھ سے زیادہ لوگ شامل تھے اور اول تو اس لغو مشابہت و مطابقت کی دلیل کی غلطی و بیہودگی ابھی بیان ہو چکی ہے۔ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو اس مثل سے سمجھ لیجئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سیالکوٹی پانچ، مرزا قادیانی کا مرید بن کر اس کے خیراتی دسترخوان پر پیٹ کی خاطر دین و ایمان کو بالائے طاق رکھ کر خلاف واقعہ مدح سرائے میں دن رات لغو اور بیہودہ اشتہاروں اور تحریروں میں مصروف رہتا ہے تو بناء علیٰ ہذا کیا یہ بھی ضرور ہے کہ بھیروی بھی مرزا قادیانی کی مریدی کے سبب ایسے ہی ہیں اور ان کو بھی خواہ نخواہ ایسا ہی مانا جاوے۔ تاکہ مشابہت اور مطابقت ہو جاوے۔ حالانکہ یہ کسی طرح درست نہیں۔ چونکہ مختلف المذاہب کے سبب ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ باعث ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی ہم جنسی سے، کوئی فلسفیانہ ہم مذاق اور ہم اعتقادی سے، کوئی کھانے پینے کی حرص سے، کوئی شہوتہ نکاح اور بیوی کے سبب، کوئی مستورات کو سیر باغ کرتے ہوئے، دیکھنے اور خود سیر کرنے کے سبب، کوئی شہرہ مدح و تعریف کاغذات و اشتہارات میں مشتہر کرانے کے لئے کوئی کسی اور لالچ وغیرہ کے واسطے۔ قادیان میں ڈیرہ جمائے اور دھونی رمائے بیٹھا ہے۔ اسی طرح جو اعتراض انبیاء علیہم السلام پر ہوئے یا دوسری طرف کذابین دجالین دعویداران نبوتہ پر ہوئے۔ ان کے اسباب بھی مختلف تھے۔ کذابین پر جو درست اعتراضات ہوئے ان کا درست ہونا تو دنیا نے مان لیا اور کذابین دجالین ہمیشہ کے لئے جھوٹے و کذاب تسلیم کئے گئے۔ چنانچہ اب تک مسلمانوں وغیرہ کو لوگ کذاب ہی کہتے ہیں اور برحق انبیاء علیہم السلام پر جو اعتراضات ہوئے ان کا حال بھی ظاہر ہو چکا کہ محض لغو اور بے بنیاد اور کوتاہ نظری و پست فطرتی سے ہے۔ بہت سے اعتراضوں کا ذکر قرآن مجید میں مع جوابات درج ہے اور پھر خادمان اسلام سلف و خلف رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی ان اعتراضوں پر بحث کر کے انبیاء علیہم السلام کے

صدق، برکات، تاثیرات کے مقابل ان اعتراضوں کا دلائل سے بے بنیاد و بیچ و لاشے ہونا ثابت کر دیا ہے۔ جس کو عقل مان گئی ہے۔ بات تب ہے کہ مرزا قادیانی کے حالات اور چلن حریمانہ دنیا دارانہ پر جو اعتراض ہوئے ان کو کسی معقول دلیل سے آپ اٹھا کر دکھلاتے۔ لیکن واقعات کی تکذیب آپ کیونکر کر سکتے ہیں؟ اور جب مرزا قادیانی میں صدق، برکات و تاثیرات کا نام و نشان ہی نہیں۔ ذکر اللہ، انابت الی اللہ، تقویٰ اللہ وغیرہ مسائل تصوف سے بالکل معزا ہے تو مرزا قادیانی اس برگزیدہ جماعت کا فرد کامل تو کہاں بلکہ اپنی زبانی گندگی درشت مزاجی کینہ دوری حسد بغض، دشمنی مخلوق الہی کذب، دغا، فریب، گالی گلوچ، تعلق، تکبر، حرص دنیا، نفس پروری وغیرہ کے سبب عام مسلمانوں میں بھی شمار نہیں ہو سکتا۔ اہل اللہ فقیر اور صوفی ہونا تو کجا اور نبوت و رسالت کا دروازہ تو بعد خاتم النبیین والمرسلین ﷺ من کل الوجوہ بند ہی ہو چکا اور قیامت تک بند رہے گا۔ کسی دوسرے نبی اور رسول کی حاجت نہ ہوگی۔ آپ مرزا قادیانی کی صحبت میں رہ کر مبالغہ اور کذب میں اس کے ہم رنگ ہو کر وروزہ گزران کی خاطر خواہ خواہ دھیکہ دھینکی سے مرزا قادیانی کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت کا فرد کامل بنا کر اپنی عاقبت تباہ کر رہے ہیں۔

بوقت صبح شووہم چو روز معلومت

کہ باکہ باختہ عشق در شب و بچور

انبیاء علیہم السلام تو مخلوق الہی کے ایسے خیر خواہ اور دردمند تھے کہ ایذا و تکلیف اٹھا کر بھی امت کے لئے دعائیں مانگتے اور نرمی سے خیر خواہی اور نصیحت کرتے تھے۔ بھلا مرزا قادیانی کی طرح ان برگزیدگان الہی نے دفتروں کے دفتر تیز بازی لعن طعن سب و شتم کہاں لکھ کر شائع کئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کا کچھ خوف کرو اور ختم نبوت کے بعد ایک جھوٹے کذاب حیلہ و حوالہ سے گزران کرنے والے اور لوگوں کا مال بے دریغ لے کر اپنی جائیداد زور و غیرہ بنانے والے کو انبیاء و رسل علیہم السلام کی عالی شان جماعت کا فرد کامل نہ بناؤ۔ مرزا قادیانی اور اس کے مریدین کو عالی شان جماعت انبیاء علیہم السلام خصوصاً مسیح علیہ السلام کے ساتھ مشابہت دکھلانے کا بڑا عشق ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک تاریخی واقعہ کی مشابہت کا ذکر کبھی نہیں کیا کہ جس طرح قدرت الہی سے مسیح علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے جد امجد کے باپ کا بھی پتہ اور نشان نثاروہ ہے۔ گو نتیجہ تو اس مشابہت کا بالکل برعکس ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کی تو اس سے بھی بزرگی اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بشہادۃ قرآن مجید کے اور مرزا قادیانی کے حق میں وہی ہے جس کے وہ مستحق ہیں۔ لیکن وہ واقعہ آخر تاریخی تو ہے۔ جیسا کہ سوط الابرار میں

بحوالہ روضۃ الصفاء جلد پنجم و مسالک الابصار اخبار اڈل پر حاشیہ کامل ابن اثیر، خدری لکھا گیا ہے کہ آلآن تواجدہ چنگیز خان نے ایام بیوگی میں ایک نور دیکھا کہ اس کے اندر داخل ہوا اور آلآن تو اس سے حاملہ ہوگئی۔ اقرباء نے اس پر انکار کیا۔ بعد میں اس عمل سے تین بچے تو ام پیدا ہوئے۔ ایک کا نام یونن دوسرے کا تو ناعی اور تیسرے کا نام بوذ حجر خان تھا۔ اس کا بیٹا بو تاجد ہشتم چنگیز خان ہے۔ جس کی نسل تمام مغل اور مرزا قادیانی ہیں نہ معلوم مرزا قادیانی نے اس تاریخی واقعہ کی مشابہت کو کیوں بیان نہیں کیا۔

اعتراض..... ”اور کوئی بھی ایسا اعتراض ہمارے امام کی ذات پر نہیں جو کسی نبی پر نہ کیا گیا ہو۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے اور ہم خدائے حاضر و ناظر کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ ہم ایمان و بصیرت سے اس پر قائم ہیں۔ اب اس ہمارے دعوے کو توڑ دینا گویا ہمارے اعتقاد اور ہمارے سلسلہ کی بنیاد میں پانی پھیر دینا ہے۔“

تردید..... جب کہ ہم اور سب مسلمانان آپ کے الحادی سلسلہ کو سرے سے مانتے ہی نہیں اور ہمارا یقین کامل ہے اور تجربہ و مشاہدہ نہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ سب دھوکے اور فریب کی ٹٹی ہے تو ہم آپ کی قسموں کو کیا جوہے میں جھوٹیں۔ بارہا کہا گیا ہے کہ تمہاری قسمیں مخالف کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ پھر بار بار تم وہی بے وقت کا کھڑا ک گائے جاتے ہو۔

آپ کے ہٹ دھرم و ماغ اور ضدی زبان مرزا قادیانی کو بجز نبی بنانے کے کچھ نہیں نکلتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو آپ حقیقتاً حاضر و ناظر جانتے اور ایمان و بصیرت کا کچھ حصہ اور شہہ رکھتے تو ضرور قرآن مجید و حدیث شریف والے مسئلہ ختم نبوت کا لحاظ کر کے اس بیہودہ غلو و اعتقاد سے فوراً تائب ہوتے۔ لیکن نفس و حاجت بھی آپ کو کچھ کرنے دے۔

آنچه شیران راکند رو بہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

رہا آپ کا دعویٰ سو جس طرح وہ نیست و نابود ہوا اور آپ کے خلاف قرآن مجید و اسلام اعتقاد اور سلسلہ باطلہ کی خام بنیاد میں و لائل قرآنی و براہین حقانی حدیث شریف سے جیسا پانی پھرا اگر آپ آنکھ کو کھول کر انصاف سے دیکھیں اور ضد اور ہٹ کو چھوڑیں تو معلوم ہو کہ کچھ بھی باقی نہیں رہا اور آپ اب بھی اگر نجات عقبی در ضاء رب العالمین کو چند روزہ حائی گزران و مفاد و نیوی پر ترجیح نہ دیں تو آپ کے نصیب اور آپ کے اصرار اور ہٹ کی پاداش ہے۔ مرزا قادیانی کے رو میں جو کتب و رسائل تصنیف ہو کر شائع ہوئے جن کی تفصیل پر چہ ضمیمہ سخنہ ہند سیرٹھ میں

ہوئی ہے۔ اگر آپ تامل سے دیکھیں تو آپ کو پتہ لگے کہ آپ کے سلسلہ و اعتقاد کا کیا قلع و قمع ہوا اور ہو رہا ہے۔ آپ تو اس مدعی نبوت و وحی کی طرح ہیں جسے بھوک اور مفلسی کے سبب کسی صاحب توفیق نے شکم سیری کے لئے اپنے باورچی خانہ میں بھیج دیا تھا اور بعد چند روز ملاقات پر پوچھا کہ اب کیا وحی ہوتی ہے۔ جواب دیا کہ اب تو یہی وحی ہوتی ہے کہ باورچی خانہ سے باہر نکلو۔ اسی طرح آپ مرزا قادیانی کے دسترخوان سے غلیحہ نہیں ہوتے۔ تاکہ آپ کو باہر کا حال بھی کچھ معلوم ہو۔

اعتراض ”یقیناً یاد رکھو کہ حق غالب ہوگا اور سچ موعود جیت جائے گا۔“

تردید حق ضرور غالب ہوگا۔ آمانا و صدقنا اور اب بھی غالب ہے۔ جس روز اس کا پورا ظہور ہوا۔ مرزائی باطل اور تراشیدہ سلسلہ کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ سچا سچ موعود جب نزول فرمائے گا ضرور جیت جائے گا۔ لیکن مرزا کا زب اور جھوٹا چنگیز خانی ہو کر امامت، مسیحیت و نبوت کا دعویٰ کرنے والا کبھی نہ جیتے گا۔ جیسا کہ آج تک کے حالات مباحثات و واقعات سے ثابت و ظاہر ہے۔

اعتراض ”(اشتہار ص ۸) اس کا غیور خدا ہر دم اس کے ساتھ ہے جس نے اسے بھیجا ہے۔“

تردید اللہ تعالیٰ کے رسل ہرگز ایسے نہیں ہوتے کہ دن رات مخلوق الہی کو لعن طعن، سب و دشمنی و تہرابازی کرتے پھریں اور ہزار ہزار لعنتوں والی کتابیں بدتہذیبی سے شائع کریں۔ فخر الاولین والاخرین ﷺ سے اپنے آپ کو زیادہ حقیقت شناس بناویں۔ ہر وقت نفس پروری اور عیش و عشرت میں رہیں۔ ۲۰۷۲ نمازیں ضائع کریں، وغیرہ۔ اگر غیور خدا اس کے ہر دم ساتھ ہے تو وہ اس کو ہر میدان میں شرمندہ و ذلیل کیوں ہونے دیتا ہے؟ پھر مہر علی شاہ کے مقابلہ میں اس کا کیا حال ہوا۔ عصائے موسیٰ کا اس سے کیا جواب بن پڑا؟ اس کی پیش گوئیاں کیوں جھوٹی ہوئیں؟ اور دعائیں اور بددعائیں کیوں اکارت گئیں؟ جس پیش گوئی کو یہ اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیتا ہے جیسے پیشین گوئی داماد احمد بیگ والی، ابوالحسن تہتی والی وغیرہ۔ وہی اس کے مخالف جھوٹی ہو کر اس کے کذب و خذلان پر شاہد گواہ کیوں ہو جاتی ہے؟ وغیرہ کچھ تو انصاف اور فکر و غور کرو۔

اعتراض ”(نوٹ اشتہار) عصائے موسیٰ کے سخت دل مصنف نے جو اعتراضات حضرت اقدس حجۃ اللہ پر کئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں: (۱) یا تو ایسے ہیں کہ اپنی کمی بصیرت اور جہالت کی وجہ سے ان باتوں کو وہ سمجھ ہی نہیں سکا۔ (۲) یا محض افتراء بہتان یا ایسے ذاتی اعتراض ہیں جو پہلے اولوالعزم نبیوں پر کئے گئے ہیں۔“

تردید..... ان سب کا جواب اور ہو چکا ہے۔ یہاں صرف اس امر پر آپ خیال کریں کہ مصنف کو آپ سخت دل بناتے ہیں۔ لیکن آپ کے امام و پیر و مرشد نے کس فہم و فراست سے بے شر انسان، نیک بخت، متقی، پرہیزگار اور شرف مکالمات الہیہ سے مشرف کہہ کر ہمیشہ سے ان پر نیک گمان رکھنا بیان کر کے دعا مانگی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو اور ۱۸، ۱۹ برس کی ملاقات و تجربہ کے بعد کس نور و بصیرت پر نشی الہی بخش کی نسبت یہ اپنی رائے لکھ کر شائع کی تھی۔ اگر نادانگی یا بے سمجھی سے انہوں نے عصائے موسیٰ میں کچھ لکھ دیا ہے تو آپ بایں دعویٰ علم و فضل اس کو سمجھا دیں اور وہ نقص ظاہر کریں تاکہ لوگوں پر آپ کی صدق بیان ظاہر ہو اور جو افتراء و بہتان انہوں نے کیا ہے آپ کو اگر توفیق و حوصلہ ہے تو ثابت کریں۔ کم سے کم ایک امر ہی غلط و خلاف واقعہ ثابت کریں۔ تاکہ حق ظاہر ہو۔ زبانی غپ غمپوڑے اور داویلا سے کچھ حاصل نہیں۔ ذاتی اعتراضوں کا جواب پہلے بخوبی بیان ہو چکا ہے۔

راقم: وہی محقق!

۲..... نظم بجواب شعر مندرجہ لوح اخبار الحکم

طبع زاد مولوی محمد حسین صاحب گجراتی شاگرد مجدد الوقت شوکت اللہ القہار عم فیہ

بیا اے میرزا تا میرزائی راعیان بینی	براہ راستی زود آ کہ از دوزخ امان بینی
امام حق نہ ہرگز توئی مردود حق واللہ	پے تردید خود آیات حق نازل عیان بینی
از ان مہر درخشندہ منم در روشنی دائم	مرادر بارگاہش خسرو و صاحب قرآن بینی
تو در اضملال و گمراہی تو مردود خدا ہستی	تو در افساد و بدخواہی کجا دار الامان بینی
نہ تو در کمون بل خذف پارہ عیان ہستی	بدفع خود کمر بستہ زمین و آسمان بینی
نہ تو ابن مریم بل سراپا ابن غول اتی	چو در آئینہ بینی روئے خود دوزخ عیان بینی
صبح ابن مریم از سما بر ما فرود آید	بہ ملک شام در اقصی بوقت صبح آن بینی
نمے پیغم بہ تصدیقت نشان ز آیات قرآنی	پرغم دوستان خود را بجمع دشمنان بینی
الا اے میرزا خیلے حذرا ز تہر یزدان کن	زبردستے قوی دستے خداوند جہان بینی
خداوندنا بکن معدوم کسید کادیانی را	کہ شیطان نہہائے انسی را بذیل گربان بینی
خداوند توئی حافظ توئی ناصر بدین حق	کہ آن دجال ملعون را فریاد پست خران بینی
نہ احمد توئی از خاکرو بان اے غلام احمد	چو گوئی خویش را عیسیٰ ندامت ہر زمان بینی
ہمیکویم صبح و مہدی دوران نہ ہرگز	دروغ از چہرہ است روشن عیال بر رو نشان بینی
جبین و بیہیت وارد نشان از کبر و خود بینی	کجا شیطان فرشتہ کو تفاوت در میان بینی

زسرتاپا تو کیدستی خودش در کیدیان نبی
 کمر بسته بہ تکذیبیت بے شاہد عیان نبی
 اگر واقف شوی از کید خور ابر کران نبی
 قیامت چون شود زد یک دجالان عیان نبی
 اگر تاب شوی زین فعل خود در امان نبی
 ازین سودا سر خود را چرا آتش نشان نبی
 کہ در روز جزا خود را نہ زینسان سرگران نبی
 محمد حسین صادق از قلعدار ضلع گجرات پنجاب!

نہ مہدی نہ عیسیٰ معاذ اللہ معاذ اللہ
 زمین و چرخ میگوید نشانہا بہر تکذیبیت
 زقرآن مجید حق مگر واقف نہ ہرگز
 کیے راوی خبر ازستہ مشہور میگوید
 ہزاران شاہد آمد بہر تکذیب تو اے مرزا
 اذلہ باطلہ بگذار و از سر کن برون سودا
 زصادق پندرا بشنو کہ این پندت بکار آید

۳..... قصیدہ یاسیہ در رد عقیدہ مرزاسیہ

از مولانا عبدالعزیز صاحب عزیز شاگرد مجددانہ مشرق و خلف الصدق

مولانا غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میمیان سگھ ضلع گوجرانوالہ پنجاب

درود خواندہ بذات رسول یزدانی
 کہ نیست در دل او ذرہ نور ایمانی
 بخویش نطن و گمان مے برونادانی
 نہ رفغ جسم اورا شد بحکم اذعانی
 زہام چرخ بقرب فناے دورانی
 کہ ہست خارق اجماع اہل قرآنی
 حیوت رفغ میسا بحکم انسانی
 بدین وقوعہ گواہست نص فرتانی
 قصور چشمہ خور نیست این اگر دانی
 خلاف گفتہ خیر البشر نادانی
 بقول اوست ظہور قوائے انسانی
 کہ بیچ پاک ندارد زقہر ربانی
 محال گفت بگردون صعود جسمانی
 بسوئے چرخ برون شدز حد امکانی
 چگونہ رفت بگردون جیب ربانی

بنام ایزد بیچون کنم قلمرانی
 برو ملہم کذاب ساکن پنجاب
 مثیل عیسیٰ مرفوع صاحب انجیل
 ہمد عیسیٰ پور عقیفہ مریم
 بقول او نہ میسا دگر فرد آید
 نعوذ باللہ ازین اعتقاد باطل او
 نمود مہر علی شاہ پیر اہل سنن
 اگر شکے ست تراہین بخوان زہل رفغہ
 اگر نہ کور بہ بیند بجانب خورشید
 زمان کفر شب قدر راہمیگوید
 مراد و معنی زلزال ساعہ عند الحشر
 مرا تعجب و افسوس آید از مرزا
 نہ قائل است بمعراج احمدی بحسد
 بقول اہل عقول و فلاسفہ رفتن
 چہ باد جو ساہست مہلک انسان

بجسم اللطف آن ذات سرور کونین
 کمال شعبده بازی بحق عیسیٰ گفت
 نگشت زنده گے مرده باعجازش
 ز معجزات میجا نمود صاف انکار
 بگفت روح امین از خدائے عزوجل
 مگر بخاطر ایشان زکس مے اقلند
 بہ بین کہ سلسلہ ہائے نبوت این گمراہ
 بگفت نیز کہ گاہے حقیقت و جمال
 نشد حقیقت یا جوج ہم اورا معلوم
 جن نمود خدا وند کشف این اسرار
 چو اناشد از نیسان عقیدہ اش باطل
 ہزار لعنت حق باد بر عقائد او
 بہ بین تو فتوئے تکفیر آنمیا نصاحب
 تعجب است ز اتباع این مسلم ہند
 حکیم بھیردی ایمان خویش دلدہ ببادا
 مبارکے کہ بسلکوٹ بود امام الصدر
 ز پیرو اش یکے کفش زمرودہ دل ست
 ہمیکند بیان پیرماست صاحب علم
 در اچو خواند شہ گولڑا بماہ اگست
 چرانیامدہ آن حیلہ گر مقابل او
 کجا حواری او رفت اعمود اعرج
 کجا برفت فدائیس نوردین طیب
 ازین کلام ندانی کہ ہست تبر
 سزائے بیعت و الہام این ہوائی نیست
 برائے دولت دنیا بگسترد داسے
 عیان نشان ضلالت زچہرہ پڑمانش

کثیف گفت زراہ ضاد و طغیانی
 زحمر خلق طیور آمدہ اگر دانی
 نہ ابرہ اکمہ زوشد باذن رحمانی
 چواہل نیچر و یونان بکفر و طغیانی
 گے نیامدہ بر انبیاء حقانی
 چنانچہ عکس در افتد ز خور بتابانی
 چہ کرد در ہم و بر ہم بقول شیطانی
 نہ مکشف شدہ بر آن رسول یزدانی
 چنانکہ بود کما حقہ باسانی
 کہ بندے نشود باب فیض رحمانی
 کہ نیست مرد خدا ہست مرد نفسانی
 کہ کفر کشد امان خواہ زین مسلمانی
 کہ ملک ہند چو مہرست زو برخشانی
 چسان زوست بدادند نور ایمانی
 ضیاء احسن و برہان ہمہ زندانی
 بسب و فحش شب و روز در زبان رانی
 بنور ضم کن احمد کہ ناش آن والی
 کشادہ اند لب خویش در شاخوانی
 برائے بحث بہ لاہوردار سلطانی
 اگر بدست ہمیداشت سیف برہانی
 کجا مبارک و برہان ظالم جانی
 کہ بود مرد دلیر و شجاع میدانی
 بچہل بلکہ چو بوجہل اوست لاکھانی
 مطیع نفس و ہواست از پریشانی
 فقادہ اند درد مرد مان خذلانی
 بسوئے چہرہ او بین کہ نیست نورانی

چو بز بوقت تکلم بریش جنبانی
 چه قول بول ازان بہتر است اگر دانی
 کہ بول نفع دید حسب قول یونانی
 بجز قسات قلبی و نغی کفرانی
 در آن چه گفت زدعوی بحق نصرانی
 ولے نہ غرق عرق گشت از پشیمانی
 کہ بود زوجه سلطان مرد حقانی
 نہ چگونہ باحوال او پریشانی
 صدور فعل ازوے شود بنادانی
 بکن ہر آنچه تو خواہی زراہ عدوانی
 کہ نیست مرد خداہست مرد بہتانی
 مطع نفس شوی بر ملا نہ پنهانی
 کہ گشت غرق بدریا زراہ طفیانی
 چگونہ زیر زمین شد ہامر ربانی
 برائے آنکہ وراہست نور ایمانی

کلام ادست نہ حظل خراب و بدبوتر
 ز صبر تلخ تر آمد کلام آن نایک
 ازین سخن تو مرغ اے امام مستبئی
 ز استماع کلام تو بچ فائدہ نیست
 ذلیل کرد دریا قادر علی الاطلاق
 نہ مرد آتھم خصم بہت معلوم
 چرانہ دختر احمد بہ عقد او آمد
 کنون بخانہ سلطان ہامن آباد است
 دلے چو شرم رود مرد میشود نادان
 بگفت سرور ما چون حیامیداری
 کجا سزا ست چنین کس بہ بیعت و الہام
 چو حرص نفس کند غلبہ میشود ابلہ
 نہ دیدہ سوئے فرعون شنیدہ بارے
 نگر بحال عدو کلیم قارون نام
 عزیزو زر نموشی کہ این قدر کافیت

۴..... جعلی بیعت

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
 پس بہر دستے نباید داد دست

مولانا مجدد الوقت شوکت۔ السلام علیکم در رحمۃ اللہ و برکاتہ! آپ نے اعمال نامہ قادیانی
 میں ثابت کیا تھا کہ اخبار الحکم جو مرزا قادیانی سے جعلی بیعت کرنے والوں کی فہرست کبھی کبھی شائع
 کرتا ہے تو اپنے منہ پر پبلک کے موجد میں کلنک کا ٹیکالگا تا ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ آپ کا وہ
 لکھنا صحیح تھا۔ چنانچہ ۱۷ مئی ۱۹۰۲ء کا احکم میری نظر سے گزرا۔ جعلی بیعت کی فہرست میں سب سے
 پہلے مولوی محمد عبدالرحمن صاحب برادرزادہ مولانا غلام رسول صاحب متوطن قلعہ میہیاں سنگھ ضلع
 گوجرانوالہ درج تھا۔ ”لعنة الله على الجاعل والکيا على محدث الکفر والالحد
 موجد الشرک والارتداد و مبدع السفی والفساد“ اس گندے اخبار کو چونکہ بجز
 مرزائیوں کے کوئی مسلمان نہیں دیکھتا۔ لہذا اس کے ایڈیٹر نے یہ خیال خام پکایا کہ ایک بڑے

مشہور معروف خاندان کے رکن کا نام بیعت کنندوں میں شائع کرنے سے مرزا قادیانی کی وقعت مرزائیوں کے دلوں میں جم گئی اور دوسرے سادہ لوح بھی دام میں پھنسیں گے۔ لیکن اس کا یہ خیال مرزا قادیانی کی سخت ذلت کا باعث ہوا۔ کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں مولانا غلام رسول صاحب مرحوم کی عزت مرزا قادیانی سے کہیں زیادہ ہے۔ پس لوگ اس کے جعل اور فریب پر لعنت اور نفرین بھیج رہے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی میں ذرا بھی حیا اور شرم ہے تو ثابت کرے گا کہ مولوی عبدالرحمن صاحب درحقیقت مولوی صاحب مرحوم کے برادر زادے ہیں۔ یہ تحریر بطور نوٹس کے سمجھیں۔
راقم: ایس۔ ایم!

۵..... الہام کا ثبوت

ہم سے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ جب مرزا قادیانی آریا عقائد کی تردید اور کتاب براہین احمدیہ کی ترتیب میں مصروف تھے تو میں اور مولوی رفیع الدین صاحب مرحوم سابق مہتمم مدرسہ عربیہ دیوبند، مرزا قادیانی سے ملنے کو قادیان گئے۔ ملے جلے باتیں ہوئیں۔ اس زمانے میں مرزا قادیانی صرف الہامی تھے۔ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور نبی اور رسول نہ تھے۔ ایک درخت کے نیچے بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے اور مولوی رفیع الدین صاحب کاٹن کی رنگی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ جس پر سرخی مائل کچھ دھبے تھے۔ مرزا قادیانی کے کپڑوں پر درخت سے خون کی کچھ بوندیں گریں۔ جھٹ سے فرماتے کیا ہیں لیجئے۔ مجھے الہام ہوا ہے کہ دنیا میں بڑی خوریزی ہوگی۔ دیکھئے میرے کپڑوں پر خون کی چھٹیں آسمان سے برسی ہیں۔ مولوی رفیع الدین صاحب اپنی چادر کے دھبے دکھا کر فرمانے لگے کہ چھٹیں تو میری چادر پر بھی ہوئی ہیں۔ مگر مجھے الہام نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی یہ سن کر بہت پھیکے ہوئے۔ اب خون کے چھینٹوں کی اصل حقیقت سنئے۔ مرزا قادیانی کے پڑوس میں ایک شخص نے قربانی کی تھی۔ کتوے ذبیحہ کے گوشت وغیرہ پر گرے اور جب انہیں اوت اوت کر کے لٹکارا گیا تو مرزا قادیانی کے درخت پر آ بیٹھے اور ان کے بچوں سے خون کے قطرے ٹپکے جو مرزا قادیانی کے لئے الہام کی سرخوردگی بن گئے۔ ہم کو اس موقع پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کی نسبت ابو الفیض فیضی فیاضی کے سامنے کسی شخص نے بیان کیا کہ جب انہوں نے یہ شعر لکھا تھا۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر ورق دفتریت معرفت کردگار

تو آسمان سے منہ میں من دسلوی آگرا تھا۔ فیضی نے کہا وہ یہ کیا داہیات شعر ہے۔

میں اس شعر سے ہزار درجے بہتر فصیح و بلیغ معرفت و توحید کا بھرا شعر لکھ سکتا ہوں۔ مخاطب نے کہا پھر دیر کیا ہے۔ بسم اللہ کیجئے۔ فیضی نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔

ہر گیا ہے کہ از زمین زوید

وحدہ لا شریک له گوید

مخاطب نے کہا بے شک اعلیٰ درجہ کا شعر ہے۔ لیکن خدا کے یہاں اس شعر کی مقبولیت جب ثابت ہو کہ اس کو پڑھ کر آپ بھی آسمان کی طرف منہ کریں۔ فیضی نے شعر پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کھولا تو ایک چیل کی بیٹ موت میں تھڑی ہوئی فیضی کے منہ میں چم سے آ پڑی۔ کہتے کیا ہیں بس کن سخن فہمی عالم بالا معلوم شد۔ ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

۱۶ جون ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۳ کے مضامین

.....۱	مرزائی الہام کے منہ پر قدرت الہی کا تھپڑ	مولانا شوکت اللہ!
.....۲	جملی مشن کے بارے میں میرا اخبار کی خدمت میں التماس	راؤم: گھر کا بھیدی!
.....۳	نبوت ناقصہ و کاملہ	مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... مرزائی الہام کے منہ پر قدرت الہی کا تھپڑ

مرزا قادیانی کے الہامات برابر غلط ہو رہے ہیں۔ مگر ان کو الہام اور پیشین گوئی کا کچھ ایسا لیکا پڑا ہے کہ چھوٹا ہی نہیں جو الہام غلط ہوتا ہے۔ گویا منہ پر ایک تھپڑ لگتا ہے۔ اس میں بھی ضرور حکیم علی الاطلاق واحد خالق کی کوئی حکمت ہے کہ چوٹی کے جس قدر پر لگتے ہیں اسی قدر جلد معدوم ہوتی ہے۔ راتب چکنے والے پانچوں کی تو ہم کہتے نہیں مگر اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی کو جو الہام ہوا ہے اور پھر وہ میعاد مقررہ کے بعد غلط ہو گیا ہے۔ دس پانچ چیلے ضرور ان کی مشن سے ففرو ہو گئے ہیں۔ یہی ٹپکا ٹپکی رہی تو چند روز میں اصطلح خالی ہوگا اور مینارے کی چوٹی اور کلس پر آتو بونے لگیں گے اور وہ دن دور نہیں کہ صرف ایک ٹروں ٹوں چڑی مار ہی کا ندھے پر جال یا لالاسا دہرے نظر آئے اور ساری چڑیاں پھر ہو جائیں۔

مرزا قادیانی کے ایسے خوارق پر ہمارا جی تو بہت ہی جلتا ہے۔ مگر کیا کریں دیوار سے کس کا سروئے ماریں اور کس کے دل میں دل ڈالیں۔ ہم تدابیر بتاتے بتاتے راہ دکھاتے دکھاتے تھک گئے کہ یوں چال چلو مگر نقارخانہ میں طوطی کی آواز کوئی نہیں سنتا۔

ہم نے لکھا تھا کہ جب ہندوستان کے وحشی تعلیم و تربیت پا کر انسان بن گئے ہیں اور ڈھپ پرنہیں چڑھتے تو اپنی مشن کو افغانستان اور وہاں سے ترکستان اور پھر فارس کو لے جاؤ۔ وہاں کے وحشی جھٹ بیعت کریں گے اور پھر چڑی اور دو دو والا معاملہ ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی اور ان کے اپاہجوں نے تو ہندوستان اور اس میں سے بھی صرف پنجاب کا گھر دیکھ رکھا ہے۔ قادیان میں پھولی پھولی کھا کھا کر ایسے احدی بن گئے ہیں کہ۔

بلد نہ تلذ نہ جنبدز جائے

اب تو الہاموں کو کیڑا کھا گیا۔ پیشین گوئیاں زمین دوز ہو گئیں۔ پرانے ناکوں کو دہراتے دہراتے پلٹتھن نکل گیا۔ کوئی نیا ڈراما گھر کرا سٹیج پر لائیں تو تما سہو کو دو کچپی ہو۔ لوگ دام میں پھنسیں اور پھر ٹکٹ کے دام بڑھیں۔ آخر قادیان میں بڑے بڑے کھلاڑی اور ایکسٹریج ہیں اور سب کا گرو گھنٹال اور گرگٹ کے سے رنگ بدلنے والا ابوزید سروجی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہی ہای تباہی الہامات۔ وہی پھونڈی لگی۔ پیشین گوئیاں کہ سیر افلاں مخالف استر بستر باندھ بوندھ کر عدم آباد کو چلتا ہوگا اور میر افلاں دشمن ماہ چند بید ستر اور خیار شہزادی ساڑھے تیسویں تاریخ ٹاٹ تو برا گھڑی میں ٹھونس ٹھانس کر اللہ میاں کے گھر کا پاتراب کرے گا۔ ایک ایک دفعہ سنی دو دفعہ دس دفعہ ہیں دفعہ سنی۔ سنتے سنتے کان سیما کی کان ہو گئے۔ پھر ایک خطا دوسری خطا تیسری خطا ماور بخظا۔ الہام اور پیشین گوئی نے مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو کچھ ایسا چلایا ہے کہ برسات میں کیسے ہی چھما چھم اور دام دو گڈے پڑیں۔ مگر خدا نے چاہا تو وہ بوائے بھی نہ جمیں گے اور کھیت ہی رہیں گے۔

گیڈر کی جب شامت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ لگے کہنے کہ آسمانی باپ طاعون بن کر تمام ہندوستانی بچوں کو ڈکا کر جائے گا۔ مگر اپنے بمنزلہ ولد (لے پالک) کے پڑوس میں بھی نہ پھٹکے گا۔ آپ جانتے ہیں بھوک بری بلا ہے اور جب کہ مرزا قادیانی کا آسمانی باپ عارضہ جوع البقر میں مبتلا ہو گیا ہے تو قادیان میں بھی جا دھڑکاء اور لگا اپنے بچوں کچوں کو بھنھوڑنے۔ منہ کو خون لگا تھا نہ۔ کیوں چھوڑنے لگا۔ اب تو سب کا اللہ ہی نیلی ہے۔ شرق سے لے کر غرب تک لے لے دانت اور کلکتہ سے لے کر سرحد پنجاب تک نکلی ہوئی تیز کچلیاں۔ ادھی

میری میا! قادیان جیسی چھوٹی سی آبادی کی تو بساط ہی کیا ہے۔ منہ مارا اور سب کے سب ہڑپ کوہ مالیہ سے بڑی ٹھنی ٹھنی ایک کچلی نکالی اور سب کے سب غرپ۔ چوہے کا بل بھی نہ ملے گا۔ پھر مصیبت یہ ہوگی کہ دم سے چھانچ بندھا ہوگا۔ آگے روک پیچھے ٹھوک، یا الہی کس عذاب کے ٹھکانے میں جان آئی۔ اتنے میں آسمان سے ملائکہ مقرر الہی آواز دیں گے۔ ”ذق انک انت العزیز الکرم“ یعنی اب دوزخ کا عذاب چکھ کیونکہ تو دنیا میں بڑا سردار (نبی اور رسول) بنا ہوا تھا۔

ہمارے ایک نامہ نگار نے بڑے دثوق سے لکھا کہ قادیان سرکاری طور پر حلقہ طاعون میں داخل ہو گیا۔ مگر احکام انکار کرتا ہے اور پیسہ اخبار کو ٹوس دیتا ہے کہ اس نے غلط مشہور کیا اور حکیم نور الدین اس پر لائبل کی تاش داز کریں گے۔ ہماری رائے میں بس مسیح موعود بننے میں یہی کسر تھی کہ جب ہر طرف سے ہمارے توپلے تان پارے۔

نہیں جناب! قادیان تو آسمانی باپ کا دارالامان ہے۔ طاعون طاعون کا کیا منہ ہے کہ ادھر منہ کرے۔ اگر بالفرض دو چار دس پانچ کیس ہو بھی گئے تو اسے طاعون نہ سمجھنا۔ یہ تو آخر الزمان میں خردجال کی سمون اور اس کے ناکندہ پھڑوں کی دموں کا اثر ہے۔ اگر قادیان میں طاعون ہو تو ہمارا ذمہ۔ مرنے کو سارا قادیان مرجائے مگر اینجناب کی تو یہ ڈیوٹی ہے کہ طاعون نہ ہو۔ دوسری بیماریوں کا ہم نے ذمہ نہیں لیا اور نہ یہ ذمہ کہ قادیان میں کوئی مرے گا ہی نہیں۔ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ خواہ مخواہ بھی ادھر ادھر سے گھیر گھاڑ کر طاعون کو قادیان میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی تمام پیشین گوئیاں غلط نکلیں۔ مناسب تھا کہ ان پر نادم ہوتے اور غیب دانی کے دعوے سے توبہ کرتے۔ مگر شامت سے ہر پیشین گوئی کی تاویل کر کے اپنے صغیرہ کو برابر کبیر بناتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہی ہوا کہ از انسور اندہ و از نیسور ماندہ۔ پھر تاویل بھی ایسی لچر اور پوچ اور احمقانہ جس پر تھوڑی سی عقل والے اور شد بد لکھے پڑھے بھی قہقہہ لگا سکتے ہیں۔ خود مرزا قادیانی اور مرزائی اچھی طرح جانتے ہیں کہ فلاں پیشین گوئی غلط ہوئی اور تاویل اس سے بھی بڑھ کر عذر گناہ بدر از گناہ مگر بڑی ڈھٹائی سے پبلک میں مشتہر کجاتی ہے اور اپنے کانسٹنس کا خلاف کرنے میں کبھی شرم نہیں آتی۔ سچی بات کے لئے تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کو دنیا تسلیم کر لیتی ہے۔ نہ قائل کے قول پر حرف آتا ہے نہ سامع کو شک ہوتا ہے۔ تاویل ہمیشہ چھوٹی بات کی کی جاتی ہے۔ خود تاویل کے معنی ہی ایک شے سے دوسرے شے کی جانب رجوع یعنی پھرنا یا اپنے پہلے مرکز سے ہٹ جانا ہے۔ حالانکہ حق الامر کبھی اپنے مرکز سے نہیں ہٹتا۔ لیکن یہ مرزا قادیانی کے لئے عیب نہیں بلکہ فخر کا باعث ہے۔ جب کہ وہ اپنے مدعا کے موافق قرآن

وحدیث کی تاویل کرتے ہیں تو خود اپنے اقوال میں تاویل کرنا کیا بڑی بات ہے۔ بہت سے اسلامی فرقوں نے اپنے مطلب کے موافق قرآن وحدیث میں تاویل کی ہے اور گمراہ ہو گئے ہیں۔ ان کے طلومار اور اسفار اور اعمال نامے موجود ہیں جن کو سنت صحابہ اور سلف وخلف صالحین نے رد کر کے دریا برد کر دیا ہے۔

تاویل ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو خود قائل کی غلطی یا سامع اور مخاطب کی سمجھ کی غلطی اور یہ دونوں محققان ومخاطبان صادق اور سامعان قائل پر آسانی سے کھل جاتی ہیں۔ مرزا قادیانی جب کسی پیشین گوئی یا الہام کا جھلکا تیار کرتے ہیں تو اپنی دانست میں خوب ٹھونک ٹھانک کر اس کی چاروں چولیس ٹھیک کر لیتے ہیں اور ہر پہلو سے دیکھ بھال لیتے ہیں۔ مگر آپ جانتے ہیں جھوٹ کے پاؤں کہاں اور طمع اور تارو پود میں مضبوطی کہاں۔ لہذا جب وہ طمع کھل جاتا ہے تو اس پر دوسرا رنگ چڑھتا ہے اور جب جھلکے کی چولیس مل جاتی ہے تو دوسری پچیس ٹھونکنے چاہتے ہیں۔ مگر جو شے ایک مرتبہ بودی اور چہ مر ہو گئی اور ساری کلیں خراب ہو کر ڈھیلی پڑ گئیں۔ وہ کیونکر اصلی حالت پر آ سکتی ہے۔

عیسائی آتھم اتنے عرصہ میں مر جائے گا۔ مگر جب وہ سخت جانی سے نہ مرا تو مرزائی چیلوں نے کہا کہ حضرت اقدس کی اس پیشین گوئی میں یہ جملہ مخدوف تھا کہ اگر اس کے دل پر قادیانی جبروت سوار ہو گیا تو نہ مرے گا۔ آسمانی منکوحہ میرے نکاح میں آئے گی اور اگر کسی اور سے اس کا نکاح ہوا تو وہ اتنے عرصہ میں مر جائے گا۔ حالانکہ غیر سے نکاح ہو گیا اور پیشین گوئی ہی کے عرصہ مقررہ میں مرزا قادیانی کی وہی آسمانی منکوحہ مرزا قادیانی کے رقیب سے صاحب اولاد بن گئی۔ مگر نہ آسمانی باپ کو شرم آئی نہ اس کے بمنزلہ ولد (لے پالک) کی عرق حمیت جو شمن ہوئی نہ نالہ نیم شمی نہ دعا ہائے سحری نے اثر دکھایا۔

چلایا گھر صدو کا اور نہ کاخ آسمان پھونکا

مجھی کو چپکے چپکے تو نے سوز نہاں پھونکا

اس کی تاویل یوں کی گئی کہ نکاح تو درحقیقت آسمان میں ہو چکا ہے اور وہ منکوحہ حضرت اقدس کے نکاح میں آ چکی ہے۔ اب رہائش وتصرف۔ وہ سواستائیس برس کے عرصہ میں ہو اور پھر ہو۔ لاکھوں میں ہو اور ضرور ہاضر ہو۔ رقیب مرے اور ضرور مرے۔ در نہ منارے کے کلس پر صلیب لگائی جائے اور مرزا قادیانی اس پر مصلوب کئے جائیں۔ حضرت اقدس کی پیشین گوئی میں اتنا بڑا منارے سے بھی لمبا جملہ مخدوف تھا۔

مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی کہ قادیان طاعون سے پاک اور محفوظ رہے گا۔ مگر شخہ ہند میں متواتر خطوط آرہے ہیں کہ اب تک طاعون آسمانی باپ کے کئی بچوں کو چکھ چکا ہے اور مونچھوں پر تاؤ دیتا اور ڈکاریں لیتا پھرتا ہے اور کیا معلوم ہے کتنوں کا سلسلہ کرے۔ پیسہ اخبار میں متواتر خبریں درج ہو رہی ہیں کہ طاعون طعون نے آسمانی باپ کے لے پالک کے دارالامان کا ذرا لحاظ نہ کیا اور ایک طرف سے بچوں کچھوں کے بھنبھوڑنے کا لگا لگا دیا۔ بنالوی نامہ نگار نے لکھا کہ قادیان میں طاعون کے مسلسل اور متصل کیس ہو رہے ہیں اور قادیان سرکاری طور پر زیر حلقہ طاعون آ گیا ہے اور ایک تقریب سے ہم کو بھی یقین ہو گیا۔ یعنی اس عرصہ میں کئی مرزائی ہمارے پاس متواتر آئے۔ جن میں ایک کخال ہے اور پارے کے پیالے بناتا ہے کہ ان میں دودھ بھر کر پینے سے ۸۰ برس کا بوڑھا بھی درجن بھر بچے کھٹا کھٹ نکھوانے لگے اور شام سے گھان جوڑے تو ترکا کروے اور بس کر بس کر بلو اے۔ ہم نے کہا نئے نبی کی تبلیغ کا یہ لٹکا بہت خاصہ ہے اور اس سے سیکڑوں الو جن کی رجولیت پاتال کو کوچ کر گئی ہے۔ دام میں پھنس جائیں گے اور ہزاروں کھنڈے استرے سے سرمنڈا کر اولوں سے بچ جائیں گے اور یہ تمہارے نئے نبی کی سنت ہے۔ قادیان میں بھی۔ از کار رفتہ بوالہوس زعفرانی حلوے میں ریگ مانی اور سقنقور اور عنبر اشہب ملا کر ساٹھے پاشٹے بن رہے ہیں۔ بس اور کیا چاہئے۔ مولیٰ وے اور بندہ لے۔

ان میں ایک حکیم صاحب ضلع میرٹھ کے رہنے والے اور ایک مولوی صاحب عیسائی مشن کے نمک خوار اور دو تین عطائی اور تھے جو غالباً ویسے ہی پکڑے ہوئے تھے۔ تصویر پرستی اور ختم نبوت پر بحث ہوتے ہوتے مرزا قادیانی کی پیشین گوئی اور قادیان میں طاعون صاحب کی تشریف آوری کا ذکر بھی چھڑا۔ حکیم صاحب لگے کہنے کہ حضرت اقدس نے تو اپنی پیشین گوئی میں یہ لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون کی افراط تفریط نہ ہوگی۔ گویا پیشین گوئی کی تاویل میں افراط و تفریط محذوف ہے۔ مرزائیوں کی مذکورہ بالا تاویل سے یہ تو قطعی ثابت ہو گیا کہ قادیان میں طاعون ضرور ہے۔ اب ہم کو مرزا قادیانی کے اشتہار کا انتظار ہے کہ وہ بھی یہی تاویل کرتے ہیں یا کچھ اور۔ بہر حال لنگڑی لولی تاویل تو مرزا قادیانی اور ان کے تیمور لنگ کے حصے میں آگئی ہے۔ لیکن یہ کاغذی ناؤ کب تک چلے گی۔ اس کی قسمت میں تو ڈوبنا ہی لکھا ہے۔ مرزا قادیانی نے جب کہ طاعون کو اپنی مسیحیت اور مہدویت کا مبارک شگون اور تقادل یا یوں کہو کہ تمغہ گردانا ہی تو مرزائیوں کو تو طاعون کو دو یکلم کہنا اور بڑی مسرت کے ساتھ اس کو قبول کرنا اور خود مرزا قادیانی کو بغلیں بجانا اور مارے خوشی کے کووا چھل کر منارے کی چوٹی پر تھکلی لگانا چاہئے۔ طاعون سے انکار

کرنا اپنی مہمدیت کی ناک پر استرا نہیں کھاڑا چلانا ہے۔ قادیان میں طاعون نہ بھی ہوتا بھی ان کو اقرار کرنا چاہئے کہ یہ یہ کیا بڑھتی دولت کو چوکھٹ سے دھکے دیئے جاتے ہیں اور اپنے تمنغے کو آپ ہی برباد کیا جاتا ہے۔ یہ الٹی گنگا کیوں بہنے لگی۔ جو لوگ قادیان میں طاعون بتاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو ان کا مشکور ہونا اور روغن بادام اور زعفران میں دم کیا ہوا پلاؤ اور تر ہتر حلوا کھلانا چاہئے۔ نہ کہ ناک چڑھانا اور سرکہ جین ہونا۔ کم ہے منارے دی یہ تو خیر نال رنگ دے دج بھنگ ہے۔ (رنگ میں بھنگ ہے) ایڈیٹر!

۲..... جعلی مشن کے بارے میں پیسہ اخبار کی خدمت میں التماس

راقم نے قادیانی اخبار الحکم (برعکس نہد نام زنگی کافور) کے کسی نمبر میں پڑھا تھا کہ آپ اس کی بعض تحریروں کو اپنے نامور اور راست باز اخبار کے قیمتی اور لاثانی کالموں میں جگہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ گو اس بات کو طبیعت تسلیم نہیں کر سکتی کہ آپ سائیک نہاد اور عقل کل مسلمان اپنے متین اخبار کو بیہودہ اور گندی تحریروں سے آلودہ کرے۔ مگر کیا عجب ہے کہ آپ نے کوئی مصلحت دیکھ کر ایسا اقرار کر لیا ہو۔

ہندوستان بھر کے ورثیکور اخباروں میں سے جو عزت و اکرام اس وقت گورنمنٹ اور پبلک کی طرف سے آپ کے اخبار کو ہے اور جس امتیازی اور وقعت کی نگاہوں سے اس کے کالم مطالعہ کئے جاتے ہیں کسی اور کے اخبار کو کم نصیب ہوں گے۔ بائیں ہمہ ہر دل عزیزی آپ سے عالی دماغ اور روشن ضمیر جنٹلمین کی رائے زرین پر مخفی نہیں کہ قادیانی اخبار مذکور ایک ایسا کاذب اور بے اعتبار پرچہ ہے جو بلحاظ مذہبی معاملات۔ سوشل تعلقات پولیٹیکل واقعات وغیرہ کے ہر ایک پہلو سے گرا ہوا ہے یہ شریہ پرچہ صرف اس واسطے جاری کیا گیا ہے کہ عام مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر مرزائے قادیانی کے نئے اور نرالے مشن کا دست و بازو ہو۔

ہندوستان کی مسلمان رعایا پر جو پچھلے دنوں مرزا قادیانی نے ناحق اور بے موجب جہاد اور بغاوت کا الزام لگایا وہ اسی نامشہنی پرچہ کے ذریعہ شائع ہوا۔ ہر ایک فرقہ و جماعت کے پاک اور مقدس احباب کو صریح و شام دینے کا یہی پرچہ آ رہا ہے۔ عوام کالانعام کو ہر ایک طریق سے اپنے بس میں لانا اور حتماء سے اپنی مطلب برآری کے لئے نکلے ہوئے اس پرچہ کا اصلی مدعا ہے۔ اس کا ایڈیٹر اگرچہ خود صیب حبشی کا چھوٹا بھائی ہے مگر بر ملا گالیاں دینے میں ایسا شوخ اور بے باک ہے کہ مسلمانوں کو تاریکی کے فرزند وغیرہ لکھتے اس کو شرم نہیں آتی۔

اگر ضمیرہ شخہ ہندالموسوم بہ نامہ اعمال قادیانی جس قدر ان دو برسوں کے عرصہ میں نکل

چکا ہے ایک سرسری نظر سے بھی آپ کی نظر کیسیا اثر سے گذر جاوے تو علاوہ اس نئے پتھ کے سینکڑوں سربستہ رازدوں کے کھلنے کا پآسانی تمام آپ کو یقین ہو جاوے کہ صریح کذب بولنے اور گالیوں کے جہاز چلانے میں یہ شخص کیسا مشاق ہے۔ قادیان سے گذرنے والے جعلی مریدوں کے نام مکرر نہ کر فہرست میں دیے جاتے ہیں اور گومرزائی جماعت کے لیڈنگ ممبروں کا کلیہ قاعدہ ہے کہ خواہ کوئی شخص مسلمانوں میں سے کیسے ہی اعلیٰ رتبہ اور برتر درجہ کا انسان ہو اور ان لوگوں سے سینکڑوں گنا لیاقت و درع ایمان داری میں بڑھ کر ہو اس کو تفحیک اور تحقیر کے طور پر لفظ میاں کر کے لکھتے ہیں۔ مگر کوئی جاہل سے جاہل کندہ تا تراش ان کے مشن میں شامل ہو جاوے تو اس کو حضرت اور مقدس اور مولوی و صاحب وغیرہ بنا کر دکھاتے ہیں۔ الحکم اخبارہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۲ء کے اشوع میں ایک آرنیکل بعنوان وزیر آبادی کا چشم دید واقعہ چھپا ہے۔ وہ ایسا صریح جھوٹ اور ابتداء سے لے کر انجام تک بہتان ہے کہ اس کا ایک فقرہ بھی پایہ صداقت کو نہیں پہنچتا اور وزیر آباد اور اس کے گرد و نواح کے ہزاروں لوگ جانتے ہیں کہ وزیر آبادی نامہ نگار نے علی روس الا شہاد اپنے نامہ اعمال کی طرح الحکم اخبار کے کالموں کو سیاہ اور گندہ کیا ہے جس کی تردید ضمیمہ شخہ ہند میرٹھ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۲ء میں نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے کی گئی ہے۔ اگر الحکم کے ایڈیٹر میں کچھ بھی بوئے ایمان ہوتی تو فوراً اس کی تردید چھاپتا۔ پیسہ اخبار اور ضمیمہ شخہ ہند نے معتبر ذرائع سے ان مرزائیوں کے نام شائع کئے ہیں جو طاعون کی بیماری سے راہی ملک بقاء ہوئے۔ مگر الحکم سچے واقعات پر خاک ڈالنا چاہتا ہے۔ قادیانی مرزا کی یہ عادت مستمرہ ہو رہی ہے کہ پہلے تو اس زور شور سے پیشین گوئی کرتا ہے جس سے درد و یوار بل جاتے ہیں۔ مگر جب میعاد مقررہ سے پہلے ہی پیشین گوئی کا بیڑا غرق ہونے لگتا ہے تو اس میں رخنے نکال کر قسم قسم کی طفل تیلیوں سے مریدوں کے دل بہلاتا ہے۔ عبداللہ آتھم، داماد مرزا احمد بیک، مولوی محمد حسین بنالوی، محمد بخش لاہوری، ابوالحسن متقی وغیرہ والی پیشین گوئیوں سے مرزائی جماعت کو شرم آنی چاہئے تھی۔ مگر آدی القریہ کی سوچھی جو نبی اس کا اعلان دیا گیا دھڑا دھڑا طاعون زدہ مرزائیوں کے نام اخباروں میں نکلنے شروع ہوئے تو کیا بات بنائی گئی ہے کہ ہم نے تو یہ پیشین گوئی کی تھی کہ کثرت سے لوگ قادیان میں نہیں مریں گے۔ اگر دو چار یا دس بیس مرچاویں تو کیا مضائقہ ہے۔ ایسے ہی پیشیر کے تولد کی پیشین گوئی کا واقعہ ہوا تھا۔ جب بجائے بیٹے کے بیٹی پیدا ہوئی اور مخالفین نے اعتراض جمائے تو جواب دیا گیا کہ ہم نے یہ کب کہا تھا کہ اسی جھول میں بیٹا (بشیر) پیدا ہوگا۔ مگر واہ رے مرزائی مرید و تمہارا حسن اعتقاد فی الحقیقت اگنی ہوتی اور مرزا قادیانی کے مریدوں میں سرمونفادت نہیں جو کہتے تھے

کہ اگر ہم اپنے ہادی (اگنی ہوتری) کا اپنی آنکھ سے بھی گناہ اور قصور دیکھ لیں گے تو یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھ کا قصور ہے جس کو وہ معاملہ ایسا دکھائی دیا۔

پس پیسہ اخبار کا فرض ہونا چاہئے کہ ایسے بیہودہ اخبار (الحکم) سے کسی تحریر کو اپنے اخبار میں لینے کے ارادہ کو حرف قلم کی دل سے مٹا دے۔ ورنہ وہی مثل صادق آدے گی۔

ہر چند آزموں ازوے نبو سوم
من جرب الحرج حلت بہ الندامہ

راقم: گھر کا بھیدی

۳..... نبوت ناقصہ و کاملہ

جب مرزائیوں سے کہا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی تو اسی زمانہ میں اچھے خاصے مسلمان تھے جب کہ انہوں نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ اب تو نہ صرف ان کی مسلمانی بلکہ انسانیت بھی مسخ ہو گئی تو مرزائی چراغ پا ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت اقدس تو اپنے کورسول اور نبی نہیں سمجھتے نہ انہوں نے کسی کتاب یا رسالے یا اشتہار میں ایسا دعویٰ مشتہر کیا اس سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت سے مرزائیوں کو بھی انکار ہے اور ان کا کاشنس ہرگز قبول نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے اقرار پر پلمت کرتا ہے اور جب مرزائیوں کو الحکم وغیرہ دکھا کر معقول کیا جاتا ہے تو مجبور ہو کر یہ جواب دیتے ہیں کہ نبوت کاملہ کا سدباب ہوا ہے نہ کہ نبوت ناقصہ کا۔ یہ فیضان تو قیامت تک جاری رہے گا اور حدیث میں آیا ہے کہ روڈیا صالحہ نبوت کا چھمپا لیسواں درجہ ہے اور ظاہر ہے کہ روڈیا صالحہ سے اکثر مؤمنین و متقین و صالحین مشرف ہوتے ہیں۔ بس یہی نبوت ناقصہ ہے۔

ہمارے مکان پر پچھلے دنوں مرزائیوں کا جھگھارہا اور مندرجہ بالا لغو اور لہجہ اور پاؤز ہوا دلائل پیش کئے گئے۔ ہم نے جواب دیا کہ اس صورت میں تو امت محمدیہ میں ہزاروں اور لاکھوں نبی ہوں گے اور ہو گزرے ہیں۔ کیونکہ روڈیا صالحہ تمام اولیاء اور اصفیاء اور اقیاء کو ہوتی ہیں۔ مرزا قادیانی کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔ امت محمدیہ میں تو ایسے ہرگز بڑے صلحاء اور اولیاء اور حقانی مؤمنین گزرے ہیں کہ مرزا قادیانی اگر ستر مرتبہ بھی بروز یا جمع لیں تو ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ ان کے سچے الہامات اور کشف سے کتابیں معمور ہیں مگر کسی نے نبی بننے کا دعویٰ نہیں کیا اور جس مردود اور گمراہ نے ایسا دعویٰ کیا وہ بہت جلد فی النار ہوا۔ کتب تو ارنج دیکھ جاؤ۔

کوئی نبوت ناقص نہیں۔ ہر نبی کو خدائے تعالیٰ نے نبوت کاملہ عطا کر کے دنیا میں بھیجا ہے۔ نبوت ایک عام مفہوم ہے جو تمام انبیاء پر یکساں صادق آتی ہے۔ اس میں تھکیک نہیں کہ

کہیں کم اور کہیں زیادہ نبوت اور رسالت کلی متواہلی ہے۔ جیسی انسانیت کہ تمام انسانوں پر بحیثیت انسان شخص یکساں صادق آتی ہے۔ ہم کو مقدس اسلام نے پہلی تعلیم یہ دی ہے۔ ”امنن بآللہ وملاحکنہ وکتبہ ورسلہ“ دیکھو تمام رسولوں پر یکساں ایمان لانے کا حکم ہے یہ نہیں کہ کسی نبی پر تھوڑا ایمان اور کسی نبی پر بہت ایمان۔ کسی نبی کی نبوت کو ناقص کہنا کفر ہے اور ”نؤمن ببعض ونکفر ببعض“ کا مصداق۔ ہم کو حکم نہیں کہ ایک نبی کو کامل اور دوسرے کو ناقص کہیں یا ایک کو دوسرے پر کسی قسم کی ترجیح اور تفصیل دیں۔ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ”لا تخیر والھی انبیاء اللہ ولا تفضلونی علی یونس بن مثنیٰ“ یعنی خدا کے نبیوں میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دو اور مجھے تو یونس علیہ السلام بن مثنیٰ پر بھی فضیلت نہ دو۔ حالانکہ یونس علیہ السلام سے لغزش ہوئی تھی جس کی وجہ سے پھلی نے ان کو نگل لیا تھا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! حضور ﷺ کا یہ خلق عظیم تھا جس کے جذبے نے شرق سے لے کر غرب تک دنیا کو مسخر کر لیا۔ ایک ہمارے قش کو خرف البیان مزخرف اللسان مرزا قادیانی ہیں جن کی زبان سے نہ صرف انبیاء علیہم السلام بلکہ کسی مذہب کے مستند اور معزز شخص کو پناہ نہیں۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کی شان پاک میں وہ بیہودہ سرائی اور ابراز کیا ہے اور وہ سب وطن برسیا ہے کہ الامان۔ وہ عیسیٰ مسیح جس کے تقدس کو نہ صرف اسلام بلکہ باستانہ یہود تمام مذاہب مانتے ہیں اور جس نے انسانی فروتنی کا گویا معجزہ دکھایا ہے جس کی عصمت پر قرآن وحدیث دونوں گواہ ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق نبی ہوتے۔ لیکن مرزا قادیانی تو اپنا مرتبہ نہ صرف خلفاء راشدین سے بلکہ انبیاء سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ پس وہ احادیث کیوں ماننے لگے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کی نسبت فرمایا: ”انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ آلا انہ لا نبی بعدی“ دیکھو حضور سرور عالم ﷺ نے اپنے کو موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی جو اولوالعزم نبی تھے اور حضرت علی کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی جو نبی نہ تھے اور پھر ”لا نبی بعدی“ فرمایا۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اگر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو علم اصول ومعانی و بیان سے کچھ بھی بہرہ ہے تو اس قاعدہ کو تسلیم کریں گے کہ ”النکرة تحت النفی نعم“ یعنی نکرہ جب نفی کے تحت میں آئے گا تو عموماً سب کی نفی کرے گا۔ جیسے لا اللہ یعنی کوئی معبود موجود نہیں ایسا ہی ”لا نبی بعدی“ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا خطاب ”تخیرن یا حضرت علی کی جانب فی موضع المدح ہے۔ اگر یہ مراد لی جائے

گی کہ میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں بلکہ ناقص نبی ہے تو یہ خطاب فی موضع الذم ہوگا۔ معاذ اللہ! جس کا فصیح العرب و الجمہ کی زبان حق ترجمان سے صادر ہونا محال ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کوئی نبوت درحقیقت ناقص ہوتی ہی نہیں۔ اس سے قدرت الہی پر بھی حرف آتا ہے کہ وہ ناقص انبیاء کو دنیا میں بھیجتا ہے اور کامل انبیاء کے بھیجنے سے عاجز ہے۔ نعوذ باللہ!

مرزا قادیانی اور مرزائی تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کامل نبی نہیں ہیں۔ بلکہ ناقص نبی ہیں تو قدرت الہی کو کیا بھیڑ پڑی کہ اس نے ناقص نبی مرزائیوں کے ماتھے مارا اور جب کہ خدائے تعالیٰ دنیا میں کامل نبی بھیج چکا ہے۔ جس کا مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو اقرار ہے تو اب خدا کو ترقی سے تنزل میں گرنے کی کیا ضرورت ہوئی۔ ناقص سے ناقص شے پیدا ہوتی ہے اور کامل سے کامل۔ پس خدائے اسلام تو ناقص نہیں جو ناقص نبی بھیجے۔ ہاں مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا خدا ضرور ناقص ہے جس نے مرزا قادیانی جیسا ناقص اور بیخ عیب نبی بھیجا۔ ایڈیٹر!

ہمارا رویا صدقہ چند روز سے میرٹھ میں مرزائیوں کے آنے کی بم پھوٹی ہے۔ مقصد صرف مجدد السنہ مشرقیہ شوکت اللہ القہار کی زیارت ہوتی ہے۔ اگر یہ لوگ حسن ارادت و عقیدت سے آتے ہیں تو ضرور نوازے جائیں گے اور نبی مجہول کے ارتداد و الجاد کے پھندے سے نکل جائیں گے۔ اس میں شک نہیں۔ انشاء اللہ!

سہارنپور سے ایک مشہور مولوی صاحب بھی تشریف لائے جو بڑے نالدار اور صاحب جائیداد ہیں۔ قادیان ہو آئے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے باب میں مذہب ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی مکار اور عیار تو نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے کو واقعی نبی اور رسول سمجھتے ہیں اور میری رائے میں دیگر اولیاء اللہ کی طرح مغالطے میں پڑے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ چند روز میں اس غلطی سے نکل جائیں۔ وغیرہ۔

ایڈیٹر شمنہ ہند نے بھی اس معاملہ میں استخارہ مسنون کیا اور جناب باری میں یہ دعا کر کے کہ مجھ پر مرزا قادیانی کا واقعی حال منکشف ہو جائے۔ سو گیا۔ شب کو اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا قاری محمد صابر علی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کو دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم مرزا قادیانی کا حال معلوم کرنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ واقعی۔ فرمایا کہ مرزا قادیانی تمہارے سامنے موجود ہے یہ ایک گھڑیالی آدمی ہے۔ میں نے دیکھا کہ مرزا قادیانی پشت پھیرے ایک حجرے میں بیٹھے ہیں۔ آنکھ کھل گئی تو فوراً ہی تعبیر منکشف ہوئی کہ مرزا قادیانی صرف دکاندار اور شہرت پسند اور دنیوی جاؤ منصب کے طالب ہیں۔ پھر مرزا قادیانی کے باب میں کچھ تردد نہ رہا اور نفرت بدستور

عود کر آئی۔ ہم نے یہ معاملہ مرزائیوں سے بھی بیان کیا اور کہا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے دکھا دیا ہے کہ مرزا قادیانی اتنے پانی میں ہیں۔ ”والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم“ ایلڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیرہ فحجنہ ہند میرٹھ
۲۳ جون ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۳، ۲۵ کے مضامین

.....۱	معجزات کا انکار	مولانا شوکت اللہ!
.....۲	انوات مرزا	مولانا ثناء اللہ امرتسری!
.....۳	مرزا قادیانی کی قرآن دانی	ایک مسلمان!
.....۴	قادیان میں طاعون	مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

.....۱ معجزات کا انکار

مرزا قادیانی کی تو جھوٹی پیشین گوئیاں بھی سچی اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سچے معجزات بھی جو مخصوص قطعہ قرآن وحدیث سے ثابت ہیں جھوٹے۔ پھر معجزہ تو درحقیقت کوئی چیز ہی نہیں اور نہ کسی نبی نے آج تک دکھایا۔ مگر پیشین گوئی اور الہام (اضغاث احلام) معجزے سے بھی بڑھ کر ہیں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں مجھ پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ میں پیشین گوئی کرتا ہوں۔ مجھ پر الہام ہوتا ہے اور اس لئے میں نبی ہوں۔ یہ عجیب اندھیر ہے کہ جو بات دوسرے انبیاء کے لئے ان نیچرل (خلاف فطرت) وہی مرزا قادیانی کے لئے جائز اور مطابق فطرت اور جب مرزا قادیانی کی پیشین گوئی اور الہام غلط ہو جاتا ہے تو اس کے صحیح کرنے کو طرح طرح کی لغو اور بیہودہ تاویلیں گھڑی جاتی ہیں اور اس کے مقابلے میں صحیح اور سچے معجزات انبیاء علیہم السلام کے غلط کرنے کو تاویلیں اور دلائل چھانٹے جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت کی دلیل جز الہام اور پیشین گوئی کے اور کیا ہے۔ بچہ بیمار تھا دو دارو سے اچھا ہو گیا۔ جھٹ الحکم میں مضمون تان دیا کہ لومرودہ زندہ ہو گیا اور اپنے حقیقہ کو خوش کر دیا کہ مرزا قادیانی صاحب معجزہ ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے عقیدے میں معجزہ خارق فطرت ہے اور انسانوں سے اس کا صدور محال ہے۔

ابنی آنکھ کو تو ہمتیر بھی نظر نہیں آتا اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھی مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے۔ مرزا قادیانی کے پاس مہجرے اور کرامات کی جگہ ڈھاک کے تین پات ہیں تو تمام انبیاء کو اپنے جیسا کیوں نہ بتائیں جڑ سے ناک بھی کتنی ہے۔ پھر جب کہ دھرنے، آریا، بودھ وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں تو مرزا قادیانی میں اور ان میں کیا فرق رہا۔ ان کے سروں پر کون سے سینک منارے سے لپے کھڑے ہیں اور مرزا قادیانی کے پیچھے کون سی دم کی پھیا کے باد کی دم سے چار گز لمبی ہے۔ مگر وہ سب کے سب ملحد اور کافر اور مرزا قادیانی نہ صرف سچے مسلمان بلکہ فرامشی اسلامی نبی اور رسول۔

پھر درنگو را حافظہ نباشد مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں تو ہاتھ دھو کر صرف مسج کے پیچھے پڑا ہوں جو معاذ اللہ کذاب اور ولد الزنا وغیرہ تھا۔ چہ جائیکہ رسول اور صاحب معجزہ، دیگر انبیاء سے کچھ تعرض نہیں۔ دوم میری مراد عیسائیوں کا یسوع مسیح ہے نہ کہ اصلی مسیح۔ کوئی اس گدھے الو کی دم فاختہ سے کہے کہ مذہب اسلام میں نبی نبی سب برابر ہیں۔ جس مردود نے ایک مصدقہ نبی کی نبوت سے انکار کیا اس نے سب انبیاء سے انکار کیا اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مردود مطرود ہو گیا۔ اس نے خود آنحضرت ﷺ کو بھی نبی نہیں سمجھا جنہوں نے عیسیٰ مسیح کی عصمت اور رسالت کی تصدیق فرمائی۔ پھر دوسرے یسوع مسیح کا حوالہ دے کر وہ کون تھا اور کس کا بیٹا اور پوتا اور کس خاندان سے تھا۔ یہ مرزا قادیانی نے اپنے اوپر قیاس کیا کہ جس طرح اب تک بہت سے جموٹے مہدی گزرے ہیں جن کا ایک فضلہ خود بدولت بھی ہیں ایسے ہی جموٹے مسیح بھی گزرے ہوں گے۔ پھر مرزا قادیانی جس کو مارتا ہے اور جس کی قبر کشمیر میں بتاتا ہے اور جس کی نسبت ”ہبل دفعہ اللہ الیہ“ کی تاویل کرتا ہے وہ کون سا مسیح تھا اور کون سا مسیح مصلوب اور قتل کیا گیا۔ اگر یہ مرزا قادیانی کا مسیح ہے تو آیت قرآنی کی تاویل کی کیا ضرورت اور اگر اصلی مسیح ہے تو ہمارا مدعا حاصل ہے اور مرزا قادیانی کو بھاگتے راہ نہیں ملتی۔

پھر یہ بھی بتائیے کہ مرزا قادیانی کون سے مسیح کے مثیل ہیں۔ اصلی مسیح کے یا ولد الزنا مسیح موعود کے اصلی مسیح تو وہی ہے جس کا قرآن میں ذکر ہے اور جس کی تصدیق آنحضرت ﷺ نے بھی فرمائی ہے۔ مگر مرزا اس کا انکار کر چکا۔ اب مرزا قادیانی کا ولد الزنا مسیح باقی رہا۔ آپ اسی مسیح کے مثیل ہیں۔ چشم ماروشن ودل ماشاد او اہ پٹھے جیتے رہو اور ریگ ماہی اور جید بدستر کا آمیز کیا ہوا حلوہ کھا کھا کر ساٹھے پاٹھے بنے رہو۔ آتھم اور لیکھ رام تو مر گئے مگر تم وندنا تے اور عاقبت کے بورے سیٹھے رہو۔ ہمارے پاس متواتر خطوط آ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی جا بجا یہی بے نکاراگ

گاتے پھرتے ہیں جس کا اد پر ذکر ہوا اور بعض حتماء، جہاں عوام کا لانعام ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔ مگر اہل اسلام کو مرزائیوں سے یہ بھی پوچھنا چاہئے کہ کس مرگیا یا زندہ ہے۔ اس سے ہم کو قطع نظر ہے۔ مرزا قادیانی کو مسیح یا مہدی موعود یا نبی اور رسول ہونے کا کون سا سٹیکٹس آسانی ہائیکورٹ سے ملا ہے اور اس کے دعوے پر مذکورہ بالا امور کا کیا اثر ہے۔ لے دے کرو ہی پیشین گوئیاں۔ مگر یہ سب یکے بعد دیگرے جھوٹی نکلیں۔ پس مرزا قادیانی کسی گھر کے نہ رہے۔ اگر کہیں کہ بعض انبیاء کی پیشین گوئیاں بھی بعض اوقات غلط ہو گئیں ہیں تو یہ پوچھو کیا کسی نبی نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر فلاں پیشین گوئی غلط نکلی تو میرے گلے میں کتے کی طرح بھنور کلی اور بھنور کلی میں سوز کے بالوں کا بڑا موٹا سا سا ڈال کر قادیان کی گلیوں میں کھینٹے کھینٹے پھرتا۔ پس جب پیشین گوئیاں غلط ہو گئیں جن پر دعوے کے ساتھ مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت وغیرہ کا مدار تھا تو اب دوسرے مباحث کا چھیڑنا بالکل فضول ہے۔ ایڈیٹر!

۲..... ہفتوات مرزا

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری اعظم مشاہیر علماء ہندوستان سے ہیں اور جن کے مقابلہ پر بادصف بارہا ہل من مبارز کہنے اور بار بار بغرض تمدی دمہبلہ کے بلانے کے مرزا قادیانی کبھی گھر دائے سے باہر نہیں نکلے۔ نہ قادیان کے احاطے سے قدم باہر رکھا۔ اکثر مرزائی عقائد کی تردید میں رسالے اور کتابیں بغرض احقاق حق و نصوص دین شائع فرماتے رہتے ہیں جن کا جواب کبھی مرزا قادیانی اور مرزائیوں سے بن نہیں پڑا اور نہ آئندہ بن پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

حال میں مولانا ممدوح نے مندرجہ عنوان رسالہ شائع فرمایا ہے۔ یہ ایسا مسکت اور بدل ہے جس نے مرزا قادیانی کے ہوائی قلعہ کو اپنے گولوں کے گراپ سے سمار کر دیا ہے اور بجز گردوغبار اڑانے اور دھواں نظر آنے کے ان کے قلعہ کا کوئی وجود دکھائی نہیں دیتا۔ یہ ایک جز کا رسالہ ہے اور قیمت بھی کچھ نہیں۔ صرف آدھ آدھ، ایک روپیہ کے خریدار کو ۴۰۰ جز اور دو روپیہ کے خریدار کو سوجز کے حساب سے ملتا ہے۔ گویا مفت ہے۔ مولانا مختتم الہی کو صرف اشاعت حق اور مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو خلوص اور تہذیب کے راہ راست پر لانا مقصود ہے۔ یہ رسالہ اس قابل ہے کہ جو لوگ استطاعت رکھتے ہیں خرید فرما کر عام اہل اسلام میں مفت تقسیم فرمائیں اور جناب باری سے اجر پائیں۔ ہم بالفعل اس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ذی استطاعت لوگ خرید فرما کر غرباء اہل اسلام میں مفت تقسیم فرمادیں تاکہ مرزائی عقائد کا مسموم اثر دور ہو۔

(نوٹ: یہ رسالہ احتساب قادیانیت میں مکمل چھپ چکا ہے۔ لہذا یہاں سے حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)

۳..... مرزا قادیانی کی قرآن دانی

یہ تو جناب کی عادت مستمرہ ہے کہ قرآن شریف کی کسی آیت کا کچھ ابتدائی حصہ اور کسی دوسری آیت کا اخیر حصہ لے کر اس کو اپنے الہاموں سے تاحرذ کیا کرتے ہیں۔ جس کا اجر مناسب خداوند تعالیٰ کی درگاہ سے پاویں گے اور جس پر ہم مفصل ریویو کرنے والے ہیں۔ مگر اب تو مرزا قادیانی نے ۱۴ سو برس کی محفوظ پاک اور بے عیب کتاب (قرآن شریف) کی تحریف کرنے پر مضبوط کمر ہی باندھ لی ہے۔

اخبار الحکم قادیانی مورخہ ۷ مارچ ۱۹۰۲ء میں آپ کے اعرج حواری عبدالکریم نے صفحہ اول پر اپنے نجس اور ناپاک مضمون کے اختتام پر لکھ دیا تھا۔ ”والعاقبة عند ربك للممتقين“ اگرچہ حواری مذکور بھی (بقول شخصے اونٹ چالیس تو بوتاجوالیس) آپ سے کچھ کم ہمہ دان اپنی ذات کو نہیں سمجھتا۔ بلکہ اگر مرزا قادیانی مرزا تینوں کے امام ہیں تو وہ مرزا قادیانی کے پیش امام ہیں۔ مگر چونکہ ہم کو اس کی سفاہت کم علمی، دشنام دہی وغیرہ کا پورا تجربہ اور مشاہدہ ہو چکا ہے۔ لہذا اس کی تحریروں پر کبھی التفات نہیں کیا۔ مگر جب مرزا قادیانی نے بذات خاص اخبار مذکور کے ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۵ کالم نمبر ۲ میں بھی یہی عبارت خداوند تعالیٰ کی طرف منسوب کی ہے اور لکھا ہے: ”خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔“ والعاقبة عند ربك للممتقين“ تو ہم کو فکر دامنگیر ہوئی اور ہم نے مصری حائل شریف کو ہاتھ میں لیا اور الحمد سے لے کر والناس تک دیکھا۔ مگر ”والعاقبة عند ربك للممتقين“ کہیں نظر نہ پڑا ہم آپ کے اور آپ کے حواری اور دیگر مریدوں کے نہایت ممنون ہوں گے۔ اگر کوئی صاحب قرآن کے اس پارہ اور درکوع کا ہم کو پتہ اور نشان دیں جس میں ”والعاقبة عند ربك للممتقين“ لکھا ہو۔“ اگر ہماری اس گزارش کو بھی مرزا قادیانی نے منظور کر کے شافی جواب نہ دیا اور ہمارا یقین ہے کہ ہرگز نہ دیں گے تو برائے خدا قرآن شریف میں تحریف لفظی کر کے مسلمانوں کی دل آزاری سے باز آویں۔ اگرچہ آپ نے اس پاک کتاب میں تحریف لفظی اور معنوی عرصہ سے شروع کر دی ہے۔ مگر اب تک اس کو آپ اپنے الہاموں اور حقائق و معارف سے موسوم کرتے رہے ہیں۔ جن سے سوا آپ کی حماقت کے کسی کو فائدہ نہیں اور جن کی تردید علماء اسلام نہایت خوبی سے کر چکے ہیں۔

کیا یہی آپ کی قرآن دانی ہے کہ قرآن شریف کے الفاظ سے بھی پوزی واقفیت اب

تک نہیں۔ وہ آیات جن میں عاقبت اور متقین کے الفاظ ہیں اور جن میں آپ کو "عند ربک" کا شک و شبہ پڑا ہے یہ ہیں۔

.....۱ "وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (الاعراف: ۱۲۵)"

.....۲ "وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (طہ: ۱۳۲)"

.....۳ "وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (قصص: ۸۳)"

.....۴ "فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ (هود: ۵۱)"

.....۵ "وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ مِّنْ الْأُولَىٰ (زمر: ۳۳)"

پس اہل ایمان کا فرض ہے کہ اپنی صریح غلطی علیٰ رؤس الاشهاد دیکھ کر اس کا اعتراف کریں اور غلطی بتانے والے کا شکریہ ادا کریں۔ ورنہ ایسے لوگ کافر لعنتوں میں شمار کئے جاویں گے۔
راقم: ایک مسلمان!

.....۳ قادیان میں طاعون

ایک مرزائی اخبار لکھتا ہے کہ مرزا قادیانی نے چار سال قبل (جب بمبئی وغیرہ میں طاعون نمودار ہوا تھا) پیشین گوئی کی تھی کہ پنجاب میں بھی ضرور طاعون پھیلے گا۔ چنانچہ اب پھیلا (پس وہ مسخ نمودار اور مہدی مسعود اور امام آخر الزمان اور نبی اور رسول ہیں اور یہی ان پر ایمان لانے کی مسکت دلیل ہے) ہم کہتے ہیں کہ اور لوگوں نے بھی یہی پیشین گوئی کی تھی اور چند جموں نے کھلم کھلا شائع کر دیا تھا کہ آئندہ سال ہندوستان میں ضرور ہماری پھیلے گی۔ کیا یہ سب امام اور نبی اور رسول وغیرہ ہیں۔

جنگ ژن سوال کے بارہ میں تمام اہل الرائ اور اخباریہی کہتے تھے کہ ہلا خرا انگلستان یاب ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ کیا یہ سب نبی ہیں۔ بات یہ ہے کہ کوئی انسان غیب دان نہیں۔ صرف ظاہری علامات و اسباب سے کسی بات کے ظہور ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے۔ تواریخ سے ثابت ہے کہ جب طاعون کسی جگہ نمودار ہوا ہے تو ملکوں میں پھیل گیا ہے اور تین تین سو برس تک دائر سائر رہا ہے۔ پس ہندوستان اور پنجاب میں بھی طاعون کے پھیلنے کا یہی قرینہ تھا یہ تو مرزا قادیانی کی نری عیاری اور ان کے چیلوں کی ضعیف الاعتقادی ہے کہ مرزا قادیانی کے ایسا کہنے سے ان کو نہ صرف نبی اور رسول بلکہ غیب دان (خدا) بنا دیا۔

پھر بھی مرزائی آرگن لکھتا ہے کہ حضرت اقدس نے یہ کب کہا تھا کہ قادیان میں مطلق طاعون نہ ہوگا۔ بلکہ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ طاعون کی افراط تفریط نہ ہوگی اور لوگ کتوں کی طرح نہ

میں گے۔ ہاں یہ کہا تھا کہ لوگ گدھوں کی طرح مر میں گے جن میں کچھ مرزائی بھی ہوں گے۔ اچھا صاحب اپنے خدا سے اوروں کے لئے نہیں تو اپنے چیلوں ہی کے لئے دعا کرتے کہ یہ گدھوں کی طرح نہ مر میں اور طویلہ میں کان دہائے راجب چھینیں اور خوبیہ کھا کھا کر دم اٹھائے لید کیا کریں۔ مرزا قادیانی نے یا تو عمدہ ایسا نہیں کیا یعنی اپنے عوامی کو طاعون کے منہ میں دھکیل دیا اور ذرا ان پر رحم نہ کھایا یا مرزا قادیانی کو یقین تھا کہ ان کا خدا مرزائیوں پر بہت غضبناک ہے۔ میری ہرگز نہ سنے گا۔ دونوں صورتوں میں کس برتے پرتا پانی۔ اب تو یقیناً نہ صرف رسالت و نبوت کی ستیاسی ہوئی۔ بلکہ آسمانی باپ نے اپنے لے پالک کو بھی عاق کر دیا۔ آسمانی باپ نے مرزا قادیانی کے کان میں یہ تو پھونک دیا کہ طاعون خلف اور ناخلف فرزندوں کو ٹڈیوں کی طرح بھون کھائے گا۔ مگر اس سے بچنے کا کوئی لٹکا مرزا قادیانی کو نہ بتایا۔ بھلا ایسے ظالم اور بے رحم باپ کو کیا کوئی چولہے میں جھونکے۔

زندگی اپنی اسی طوڑ پر گزری مرزا
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے

مرزا قادیانی کا خدا بھی عجیب بھلا مانس ہے کہ اپنی لے پالک کی ایک بات بھی سچی نہ ہونے دی۔ پھر کس بھروسے پر اس الہام کا شکرہ پالا تھا کہ ”انت بمنزلہ ولدی“ پھر یہ بھی کہہ دیا کہ ”نحمدک علی عیشی“ یعنی اے مرزا میں اپنے گھونسلے میں بیٹھتیری بھٹی کیا کرتا ہوں۔ ہم حیران ہیں کہ خالی خولی بھٹی اور زبانی جمع خرچ سے کیا کام چل سکتا ہے۔ پہلے تو اپنے لے پالک کا ہاتھ پکڑ اور پھر منجھدار کے عین میں کے اثناء کے درمیان کے بچوں بیچ میں دھکا دے دیا کہ سرا پر اور ٹانگیں نیچے ڈبکوں ڈبکوں کرتے کرتے پاتاں کی تہ میں سیدھے لڑکتے پھرتے چلے جاؤ۔ ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیر محمد ہند میرٹھ

۱۸ جولائی ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۶ کے مضامین

.....۱	حضرت پیر مہر علی شاہ کے ہاتھ پر دو مرزائیوں کا مسلمان ہونا
.....۲	قادیان میں طاعون

.....۳	قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام	اد. از مقام گ!
.....۴	تعبیر طلب خواب	فیروز دین امر تر!
.....۵	خداوند آزادی بخش آزادی پسند	مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

..... حضرت پیر مہر علی شاہ کے ہاتھ پر دو مرزائیوں کا مسلمان ہونا
بذریعہ ایک معتبر و مستند عالم کے مندرجہ ذیل مراسلت ہمارے نام موصول ہوئی جس
میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں۔

دستگیر در ماندگان قبلہ پیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جیسا کہ کل بعد عصر حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ سو یہ کلمات
لکھ دینے میں مجھے عذر نہیں۔ غلام احمد قادیانی کو میں رسول نہیں سمجھتا اور اس کے دعوے مسیح موعود کو
افتراء یقین کرتا ہوں جو اعتقاد سلف صالحین کا ہے وہی میرا اعتقاد ہے۔ وبالله التوفیق!

راقم: محمد حسین الہ آبادی حال معلم فارسی اسلامیہ سکول راولپنڈی!
اور لیجے! ایک اور مرزائی جس کا نام مرزائے فضل حسین احمد آبادی ۳۱۳ مریدوں کی
فہرست نمبر ۱۳۹ (ضمیمہ انجام آقہم ص ۴۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۷) میں بایں لفظ لکھا ہے (شیخ مولوی فضل
حسین صاحب احمد آبادی جہلم) کیہ کبھی اپنا نام محمد حسین لکھتا ہے اور کبھی شیخ حسین۔ گویا اس کے تین
نام ہیں اس کا باپ بھی مرزائی تھا۔ سخت عالی۔ اس کا نام مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آقہم ص ۴۳،
خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۸) نمبر ۲۵۹ میں یوں لکھا ہے۔ (مولوی شیخ قادر بخش صاحب احمد آبادی) وہ
قادیان میں مر گیا اور بیٹا اب ازرنو پیر صاحب گولڑہ والے کی مجلس میں رو بروئے مجمع عظیم مشرف
بہ اسلام ہوا اور مندرجہ بالا تحریر سندا بقلم خود لکھ دی۔

ایڈیٹر!

دوسری مراسلت اسی طرح ہمارے دفتر میں موصول ہوئی ہے جو بالکل صحیح اور واقعی
ہے۔ اگرچہ واضح نہیں اور بے ربطی معلوم ہوتی ہے۔ نامہ نگاروں کا فرض ہے کہ مفصل طور پر صحیح
اور صاف عبارت میں لکھیں۔ اگر مسلمان ہونے والے بھائی خود نہ لکھ سکتے ہوں تو کسی لائق آدمی
سے لکھوائیں تاکہ مخالفوں کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ اس میں شک نہیں کہ معاونین ضمیمہ کے دم
قدم اور قدسی انفس کی برکات سے مرزائی الحاد کا سر ٹوٹ گیا ہے اور بھیجا پھوٹ گیا ہے۔ خدا نے
چاہا تو چند روز میں خس کم اور جہاں پاک۔ ماموں کا دم اور کواڑوں کی جوڑی۔ منارا مرزائیوں کا

ٹھا کر دو اور اس کی چوٹی پر ڈھاک کے تین پات ہی نظر آئیں گے۔ اب خلیل خان فاختہ بھون بھون نہ کھائیں گے۔ بلکہ قادیان کے کھنڈروں پر بھیا تک بولیاں بولتے آؤ نظر آئیں گے۔

مرزا اور مرزائیوں کے منہ پر ادھوری استر کا بھیگا ہوا اٹھارواں بچکانہ

”نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم“

مجدد السنہ مشرقیہ مولانا شوکت اللہ القہار، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، چند روز ہوئے میں نے ایک مضمون جعلی بیعت کے بارہ میں ارسال خدمت بابرکت کیا تھا جو آپ کے قیمتی ضمیمہ مورخہ ۸ جون ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا۔ جس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔ مبتذل اور مفسد پرچہ الحکم میں شائع ہوا تھا کہ مولوی عبدالرحمن صاحب برادرزادہ جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے مرزا قادیانی کی بیعت کا طوق پہنا۔ ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ چونکہ میرے بڑے حقیقی بھائی مولوی شاہ محمد صاحب حقیقی برادرزادہ جناب مولانا صاحب موصوف حکیم نور الدین بھیروی کے بار بار لکھنے پر قادیان تشریف لے گئے تھے۔ اسی واسطے عوام کو گمان ہوا کہ شاید وہ مرزائیوں کے مکرو فریب میں پھنس گئے ہوں گے۔ مگر الحمد للہ! کہ یہ اتہام غلط ثابت ہوا اور میرے مکرم بھائی نے مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے منہ پر بھگو کر مارا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل تحریر سے واضح ہوگا۔ جو ان کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی ہے اور جس پر ان کے دستخط مثبت ہیں۔ انہیں کر تو توں پر مرزا قادیانی کو سچا امام اور مرزائیوں کو اس امام کاذب کے مرید ہونے کا فخر ہے۔ خدا ایسے امام تک اسلام اور اس کے مریدوں کو جلد ہدایت فرماوے۔ ورنہ غارت کرے۔ آمین!

حکیم بھیروی (جس کو اپنے افعال پر بلحاظ اپنے نام کے شرم آنی چاہئے) کو ہمارے خاندان سے قدیمی تعارف ہے۔ یہ ظلمت دین گمراہ کنندہ مسلمانان ہر وقت اسی تاک میں رہتا ہے کہ ہمارے خاندان میں سے کسی کو اس دام میں پھانسنے تاکہ اس کے لئے باعث فخر ہو۔ اس واسطے تقریباً روز مرہ میرے بھائیوں کو مختلف پیرایہ میں خطوط لکھتا رہتا ہے۔ چنانچہ میرے مکرم بھائی مولوی شاہ محمد صاحب کے پاس اس لئے کئی خطوط گئے۔ جن میں اس نے استدعا کی کہ اگر تم قادیان آؤ تو میں تمہیں طہابت پڑھاؤں۔ صرف پرانے خاندانی تعارف کی وجہ سے میرے مکرم بھائی ایک آدھ دفعہ قادیان اس کی ملاقات کے لئے گئے تو الحکم میں شائع کر دیا کہ مولوی عبدالرحمن (جعلی نام) برادرزادہ مولانا مولوی غلام رسول صاحب نے بیعت کی۔ نعوذ باللہ من ذالک! مندرجہ ذیل تحریر سے مرزائیوں اور مرزا قادیانی کو شرم تو کیوں آنے لگی۔ کیونکہ شرم چہ کئی است کہ

پیش مرزائیاں بیابید۔ تحریر مذکورہ بعد کارروائی حسب ضابطہ کے واپس فرمائیے۔ راقم: ایس۔ ایم!
 ”میری نسبت جو لوگوں کو گمان ہوا ہے کہ یہ مرزائی ہو گیا ہے۔ یہ خبر بالکل غلط ہے۔
 کیونکہ بندہ تو مرزا قادیانی کو جیسا کہ مولانا مولوی معاصی سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا
 مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی مرتد اور کافر اور ملعون سمجھتے
 ہیں۔ ویسا ہی بندہ بموجب شرع جناب رسول اکرم ﷺ اس کو کافر اور مرتد سمجھتا ہے اور بندہ
 ہرگز اس کے مریدوں میں داخل نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی بہت مکار اور جھوٹا
 ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے مرید بہت کم ہیں۔ لیکن جعلی مرید اس نے بہت بنا رکھے
 ہیں اور تمام مسلمانوں کو واضح ہو کہ اس کا کچھ اعتبار نہ کریں۔ جب تک اپنی آنکھ سے دیکھ نہ لیں کہ
 کون کون اس کا مرید ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اس نے دنیا کے بدلے ایمان برباد کر دیا ہے۔
 الراقم: شاہ محمد برادرزادہ حقیقی مولانا مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میہان سنگھ ضلع
 گوجرانوالہ! جس کا نام ایڈیٹر الحکم نے عبدالرحمن مشہور کیا ہے۔ حالانکہ ہماری برادری میں کوئی اس
 نام کا نہیں اور نہ کوئی ہمارے خاندان سے ایسا ہے جو مرزا قادیانی کو کافر اور مرتد نہ سمجھتا ہو۔ فقط بقلم
 خود شاہ محمد!“

۲..... قادیان میں طاعون

سبھی ہم عصر سدائے بشیر ہجرات بعنوان (آخر راستی کی فتح) حسب ذیل لکھتا ہے۔
 ”خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنی عزت دوسرے کو نہ لینے دوں گا۔ کچھ عرصہ تک تو قادیانی احمد نے
 مثل مسیح اور الہام ہی پر اکتفا کیا۔ مگر اب کبھی جو آئی تو لشکروں کے خدا کے مقابل کھڑا ہو گیا۔ خدا
 بننے کی ٹھہرائی۔ چنانچہ ان کے حال کے طاعونی اشتہار میں ایک یہ فقرہ بھی مرقوم تھا کہ خدا قادیانی
 سے کہتا ہے کہ: ”تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔“ لا حول ولا ائس کفر کی بھی کچھ حد ہے۔ ابن مریم
 کے مقابلہ پر کھڑا ہونا ایک خاکی ناپاک انسان کا کیا ہوتا ہے۔ اسی شیخی پر کہہ اٹھے کہ خدا کو میری
 رعایت منظور ہے اور قادیان دارالامان مقرر ہوا ہے۔ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ دنیا کو لکار بتائی
 تھی کہ آؤ مقابلہ پر۔ یہ ایک طرح تقدیر الہی کا مقابلہ تھا۔ مگر وہ ٹیور خدا اگر چہ رحمان اور رحیم ہے۔
 مگر ہر حال میں معاف نہیں کرتا۔ اتنا بڑا شہر بمالہ جس کی آبادی ۳۰ ہزار سے زیادہ ہے۔ ہنوز
 دہائے طاعون سے محفوظ ہے۔ مگر قادیان محفوظ نہ رہ سکا۔ بہت موتیں ہو چکی ہیں۔ خود قادیان کے
 جبرائیل بھیرودی کی کوئی عزیزہ بھی جانبر نہ ہو سکی۔ اب وہ مرزا کی لہن ترانیاں کہاں ہیں۔ مرزا یاد
 رکھے کہ آج ایک چٹان ہے جس پر یہ چٹان گرتی ہے اس کو پتیں ڈالتی ہے۔ جو اس چٹان پر گرتا

ہے چور ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کو آپ کی تحزیب منظور تھی۔ اس لئے کسی بدروح نے آپ کو اطلاع دی کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ آپ بد خو ہو کر بڑبڑاٹھے۔ الہی کلام اور شیطانی آواز میں ذرا تمیز نہ کر سکے۔ اس تازہ جھوٹے الہام سے آپ کی رہی سہی عزت بھی خاک میں مل گئی۔ اسی طرح لاہور کے پنڈت اگنی ہوتری نے دعویٰ کیا تھا کہ میں ہائی سیور (اعلیٰ نجات دہندہ) ہوں۔ یہ اس کے دج کی آخری ساعت تھی۔ اس کے بعد ایسا تاریکی میں گنمٹا ہوا کہ سوائے چند چیلے چاڑیوں کے لوگ اس کا نام بھی بھولتے جاتے ہیں۔ یونہی آپ کی حالت بھی نازک ہے۔ خدا نے آپ کو جب تک مہلت اور فرصت دی اور آپ کی بے جا حرکتوں پر نقل کیا آپ ایک عرصہ سے سخت بیمار ہیں۔ بعض کے خیال میں آپ کو جذام بھی ہوا گیا ہے۔ کب تک آپ جنیں گے اس عادل حقیقی کے حضور حاضر ہونا ہے۔ جس کا مقابلہ آپ کرتے رہے ہیں۔ سواب توبہ کریں۔ وہ قبول کرے گا۔ ضرور معاف کرے گا اس کا فرمان ہے کہ جو میرے پاس آتا ہے۔ میں اس کو ہرگز نکال نہ دوں گا۔ فرمان اسحٰ۔

توبہ کر اب بھی تو کہ در توبہ باز ہے“

۳..... قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام

جب یونانی فلسفہ کی بنیاد پڑی اور اس کا دور دورہ ہوا اور مذہب اسلام سے مقابلہ ہونے لگا تو اس زمانہ کے علماء اہل اسلام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اصول علم کلام ایجاد کیا اور اپنا دلوں و دماغ خراج کر کے کتابیں لکھیں جس کے ذریعے سے بعض مسائل کو یونانی فلسفہ سے تطبیق دی اور جو اصول اس فلسفہ کے ریکھ اہل کٹر دور تھے ان کو بذریعہ علم کلام کے مسترد و متروک کر دیا۔ مگر بمرود ہوا ایک نیا فلسفہ جاری ہوا جس کی بناء (برخلاف قیاسات و توہمات) مشاہدہ اور تجربہ پر ہوئی۔ جس کا رخ تیرھویں صدی کے آخر میں ہندوستان اور پنجاب کی طرف ہوا اور کل سرکاری اور قومی سکولوں اور کالجوں میں اس کی شاخوں کی تعلیم ہو رہی ہے اور جس کی بدولت اس نظام عالم پر جس کو نامور حکیم بطیموس نے قائم کیا تھا۔ طلباء ہنسی اڑا رہے ہیں۔ الحاصل جب تجربہ و مشاہدہ کے نظام عالم، زمانہ حال کے سائنس اور فلسفے نے یونانیوں کے اس دہمی اور قیاس فلسفہ کو باطل کر دیا تو وہ پرانا علم کلام بھی بے مصرف رہ گیا۔

ہمارے زمانہ کے علماء اسلام کا حقیقی فرض ہونا چاہئے تھا کہ حال کے سائنس و فلاسفی وغیرہ کے مقابلہ میں کوئی نیا علم کلام تیار کرتے اور جو ابام و شکوک زمانہ حال کے لوگوں کے دلوں میں جاگزین تھے ان کے دور کرنے کی کوشش فرماتے۔ مگر کسی بزرگ نے ادھر توجہ نہ کی۔

ایسے نازک اور پر آشوب زمانہ میں ایک شخص سید احمد (مرحوم) نامی خاک پاک دہلی سے پیدا ہوا جو قدرۃ ہمدردی بنی نوع انسان اور فطرۃ دردمند دل اور ساتھ لایا۔ اس نے قوم کی ایسی ردی حالت دیکھی کہ خدا کسی کو نہ دکھاوے۔ اس نے اسلام کو قابل رحم حالت میں پا کر سینکڑوں دیگر امور کی اصلاح کے ساتھ ہی یہ بھی عاقبت اندیشی کی کہ مروجہ سائنس اور فلاسفی کو جس کا مذہب اسلام سے مقابلہ پڑتا نظر آیا مد نظر رکھ کر ہندوستان کے بزرگ و مقدس مولویوں کی خدمت میں اپیل کی کہ اس طوفان بے تمیزی کے مقابلہ میں آپ مضبوط کمریں باندھیں اور پرانے تیر و تفتنگ کے بجائے کبھی نئی توپ اور سٹائیٹ بندوق سے کام لیں۔ مگر کسی نے نہ سنی اور سب نے اس کو اہل غرض اور دیوانہ بتلایا۔ اس لئے اس مرد میدان نے سب سے مایوس ہو کر خود کمر ہمت باندھی اور بلند حوصلے اور مضبوط دل سے اس کام میں مصروف ہوا کہ خداوند تعالیٰ کی قوی اور فعلی (قرآن اور نیچر) دونوں کتابوں کو جو دراصل ایک ہیں باہم مطابق اور موافق کر دکھایا اور جن لوگوں نے مخالفت کی سب کے سب ہارے تھکے اور ماندے ہو کر جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ علماء وقت اور بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ایسی اعلیٰ اور بے مثل تحقیقات کے ساتھ مرحوم و مغفور نے بعض مقاموں میں ٹھوکریں بھی کھائیں اور کیا عجب ہے کہ ایسا ہوا ہو۔ کیونکہ غلطیوں سے پاک و صاف رہنے کا منصب تو خداوند تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو ہی عطا فرمایا ہے جو فطرۃ ہی معصوم رچے جاتے ہیں۔

سر سید مرحوم کا نہ تو یہ دعویٰ تھا کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کا لب لباب ہوں۔ نہ اپنے تئیں حاشر۔ امام وقت وغیرہ ظاہر کرتا تھا بلکہ وہ انبیاء علیہم السلام سے برابری کرنے والوں کو مشرک فی صفۃ العبودۃ جانتا تھا اور قرآن شریف کو ہر وقت بلکہ ہر آن تمام دنیا کے لئے ہی امام مانتا تھا۔ اس کا یہ مقولہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

”میرمی یہ خواہش نہیں کہ کوئی شخص گودہ میرا کیسا ہی دوست سے دوست ہو۔ میرے خیالات کی پیروی کرے۔ میں رسولوں کے سوا کسی شخص کا ایسا منصب نہیں سمجھتا کہ (ان باتوں میں جو خدا اور بندوں کے درمیان دلی اور روحانی امور سے متعلق ہیں اور جس کو مذہب کہتے ہیں) وہ یہ خواہش کرے کہ لوگ اس کی پیروی کریں۔ یہ منصب تو رسولوں کا تھا اور آخر کو جناب رسول خدا محمد مصطفیٰ ﷺ پر جس کا ازلی مذہب خدا الہ الا با د تک قائم رکھے اور ضرور قائم رکھے گا (کیونکہ جیسا وہ ازلی ہے ابدی بھی ہے) ختم ہو گیا۔“

(دیکھو سفر نامہ پنجاب میں لیکچر اسلام)

الغرض اس ہی خواہ اسلام اور دلی ہمدرد قوم کی پیش رہا اسلامی اور لاطینی خدمات کے حیرت انگیز اور تعجب خیز کارنامے، خطبات الاحمدیہ، تہذیب الاخلاق، تفسیر القرآن وغیرہ کے لباس میں سب دنیا کے سامنے موجود ہیں جس کا جی چاہے دیکھ لے اور اپنی رائے قائم کر کے ”خ۔ب۔د۔م۔اصفا و د۔ع۔ما کدر“ پر عمل کرے۔

ایسے بے مثل نامور فلاسفر اسلام کو بظاہر نفرت کی نگاہوں سے دیکھنا اور خلق خدا کے سامنے اس پر تبرے بھیجنا صرف قادیانی اور اس کی پاک جماعت کا ہی کام ہے جو اس فرض کے ادا کرنے کا کارثواب تصور فرماتے ہیں (دیکھو مرزا قادیانی کا خط مندرجہ آئینہ کمالات ص ۲۲۶ سے ۲۷۷ تک جس میں اپنی نیک باطنی اور طینت کی پاکی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے) اور فخریہ کہتے ہیں کہ سرسید کا ایجاد کردہ علم کلام کسی کام کا نہ تھا اور فقط ہمارا علم کلام دنیا میں عالمگیر ہے۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانی صاحب اس مقولہ میں کہاں تک سچے ہیں۔ ہم نے قادیانی صاحب موصوف کے اس نرالے اور انوکھے علم کلام کو از سر تا پا تو مطالعہ نہیں کیا اور نہ ہمیں محنت مزدوری کے دھندے سے اس قدر فراغت ہوئی نہ ہم اس پر حاوی ہونے کے پورے پورے مدعی ہو سکتے ہیں۔ مگر ان کی تصانیف میں جو اس نئے علم کلام کی جھلک پاتے ہیں اس میں سے بعض شاخوں کا مختصر طور پر ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں اور ارباب بصیرت سے التجار کہتے ہیں کہ ہماری ان ناچیز سطور پر موافق یا مخالف جس قسم کی رائے رکھتے ہوں ظاہر کرنے میں درلیغ نہ فرماویں۔

اول..... معانی اور مطالب وغیرہ سے پہلے ناظرین کے سامنے عبارتوں کے الفاظ ہی اپنا جلوہ اور کرشمہ دکھایا کرتے ہیں۔ پس مرزا قادیانی کی عبارات میں صریح سب و شتم اور مخاطبین کو کرخت الفاظ سے خطاب کرنا بجا پایا جاتا ہے۔ اس میں سوا امریدین مخلص کے باقی کل دنیا عالم اس سے کہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی۔ آپ کی عدل و انصاف کے ایک ہی کانٹے میں تولے گئے ہیں اور ایسا کیونکر نہ کیا جاتا۔ جب کہ آپ کا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص میری جماعت سے الگ رہے گا وہ کاٹے جانے کے قابل اور جہنمی ہے اور بعض اوقات جب کہ فراہمی چندہ بلنگریا زیورات وغیرہ میں فرق آنے لگتا ہے تو خود امریدین کو بھی بے نقط سنائی جاتی ہے۔ (دیکھو آسانی فیصلہ کے اخیر صفحات اور الحکم اخبار کے اوراق) پس جب یہ حال ہے تو کیونکر کوئی فرقہ یا جماعت اس سکھا شاہی اصول موضوعہ سے خارج رہ سکتی تھی۔ سب سے پہلے آریا قوم کو اس شیرینی کی بھاجی دی جس پر ”کلونخ انداز را پیش آمد سنگ است“ کا معاملہ پیش آیا۔ آریا نے ایک ایک کے عوض ہزار ہزار سنا میں اور

نہ صرف قادیانی اور ان کی جماعت پر ہی اکتفاء کی بلکہ پاک اسلام اور اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بھی سخت ہتک آمیز کتابیں لکھیں۔ کوئی اہل دل، خدا ترس مسلمان نہ ہوگا جو تکذیب براہین احمدیہ، خط احمدیہ، تنقیح دماغ اور جہاد وغیرہ کتب مؤلفہ لکھرام مقبول کو دیکھے اور اس کا جگر کباب نہ ہو۔ سینکڑوں گالیاں تو اس آنجہانی نے اشتعال میں آ کر خدا کو دیں اور آنحضرت ﷺ و اصحاب کبار، سلف صالحین کے بارے میں جو کفریات کہے ان کا عدد شمار نہیں اور اس سب ہرزہ سرائی کا ثواب عظیم قادیانی کی روح کو قیامت تک پہنچتا رہے گا۔

مسلمان کہتے ہیں کہ آیت: ”ولا تسبوا الدین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم (العالم: ۱۰۸)“ کو مرزا قادیانی نے کیوں مد نظر نہ رکھا۔ مگر یہ اعتراض مسلمانوں کا عدم واقفیت تصانیف مرزا قادیانی پر مبنی ہے جو شخص خود نبوت اور رسالت کا مدعی ہو اس کو کسی دیگر مقدس اور موصوم پیغمبر سے کیا سروکار اور جو اپنے الہاموں کا مالک ہے اس کو قرآن شریف کے ساتھ کیا ہمدردی ہے؟

ایسا ہی عیسائیوں کے ساتھ ناحق چھیڑ چھاڑ کر کے حضرت مسیح علیہ السلام اولوالعزم رسول کو سخت کوسنے دئے۔ جن کے جواب میں امہات المؤمنین جیسی زہر آلود اور مغلط سب و شتم کتاب کسی عیسائی نے شائع کی اور جب انجمن حمایت اسلام نے بحضور جناب لیفٹیننٹ گورنر بہادر چارہ جوئی کا ارادہ کیا تو مرزا قادیانی نے شور و غل مچایا کہ ہم اس کتاب کا جواب لکھیں گے۔ مگر ابھی تک تو جواب سے صاف جواب ہے۔ یہ تو آپ کے تہذیب کلام کا دیگر مذہب والوں کے ساتھ برتاؤ ہے اور جس طرح آپ نے خاص مذہب اسلام کے عالموں، مفتیوں، مجاہدہ نشینوں، صوفیوں وغیرہ کے ساتھ نیک سلوک کیا ہے ان کی ورفشانی کی ردیف وارڈ کشتریاں سب کے رو برد ہیں۔ (دیکھو کتاب عصائے موسیٰ مصنفہ منشی الہی بخش صاحب اکاؤنٹ لاہوری ص ۱۳۳ تا ۱۳۶) اگر مرزا قادیانی میں کچھ بھی حس اس طاقت کی باقی ہوتی جس کو کائنات کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے تو ایک خدا ماننے والوں۔ آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھنے والوں اہل قبلہ کو ایسی تہذیب کلامی سے خطاب کرتے ہوئے شرماتا ہے۔ غرض کہ مرزا قادیانی کے نئے علم کلام کی یہ ایک ایسی شاخ ہے جن کی نظیر اسلامی تواریخ میں کہیں نہیں ملتی اور آئندہ کسی کو سب و شتم کی سند لینی ہو تو مرزا قادیانی ہی کی تصانیف میں ملے گی۔

دوم..... مرزا قادیانی کے نزاعی علم کلام کی دوسری شاخ خونخوار اور مہلک پیشین گوئیاں تھیں جو بڑی شد و مد کے ساتھ کی گئیں اور افسوس ہے کہ وہ سب بغیر اپنا ظہور دکھائے اور عمل و دخل کئے روز

روشن میں مردہ اور صاحب ڈپٹی کشنر گورداسپور کی عدالت سے مقدوح اور مخدوش ہو کر مقطوع النسل ہو گئیں۔ چونکہ اس بارے میں اکثر اہل علم لوگ مفصل اور شرح لکھ چکے ہیں اس لئے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر طرہ یہ ہے کہ باوجود ایسا ہونے کے قادیانی صاحب اپنی ذات کو سچا قرار دیتے رہے ہیں۔

سوم مختلف جماعات اہل مذاہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کو لٹکار کر اپنے مقابلہ کے لئے بذریعہ اشتہارات وغیرہ بلانا اور جب ان میں سے کوئی مرد میدان کیل کا نئے سے لیس ہو کر مقام مقررہ پر آ جاوے تو قسما قسم کے حیلے تراشنا اور آخر کار اپنے بیت الفکر کی راہ لیتا۔ چنانچہ ایسے کئی واقعات دنیا کے سامنے گذر چکے ہیں جن میں سے چند ایک کا مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

۱..... اوائل مہدویت کے زمانہ میں آپ علی گڑھ جا نکلے اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب سے مقابلہ ہوا اور جب عین سوال و جواب کا موقعہ آیا تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ نہ مباحثہ کرو نہ وعظ۔ چنانچہ معاملہ ڈمس اور مجمع منتشر ہوا۔ مگر قادیان میں آتے ہی رسالہ فتح اسلام میں پچارے مولوی صاحب کی خوب خبر لی۔

۲..... دہلی میں بڑی بھاری اشتہار بازی کے بعد ایک مجلس مباحثہ کا انعقاد ہوا جس میں پولیس وغیرہ کا انتظام خاطر خواہ کیا گیا اور حضرت مقدس مولوی سید نذیر حسین صاحب مدظلہ وہاں بلائے گئے اور سب کے سب میدان مقررہ میں حاضر ہو گئے۔ اب قادیانی صاحب کی طرف قاصد پر قاصد اور ڈپوشیشن پر ڈپوشیشن جانے شروع ہوئے اور لسان غیب سے آواز آنے لگی۔

گوئے توفیق و کرامت در میان افگندہ اند

قادیانی راجہ پیش آمد حماران راجہ شد

مگر مدعی مہدویت کی طرف سے صدائے برنخاست۔ اس واقعہ کے بعد ابھی پورا ہفتہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ پھر وہی اشتہار بازی اور جھوٹے اعلان شروع ہوئے۔ مرزا قادیانی نے میدان حلقس کو بھی مختلف اضلاع پنجاب سے طلب کیا اور جب دہلی کے بازاروں میں دکانداروں کو پنجابی مرزائیوں کی صورتیں دکھائی دیتی تھیں تو انگلیوں سے ان کی طرف اشارے ہوتے تھے کہ دیکھو یہ پنجابی موٹے تازے گدھے کی طرح چل پھر رہے ہیں۔ مگر واحد العین حمار جس کی لنگراہٹ اور گنجائش کا مداوا مسخ موعود سے بھی نہ ہو سکا۔ سیر دہلی سے محروم تھا۔ اس لئے میر ناصر نواب کے طویلہ میں ہی ڈھچوں ڈھچوں لگا کر ”ان انکسز الاصوات لصوت الحمیر“ کی تصدیق کرتا رہا۔ الغرض آخری میدان جامع مسجد دہلی میں پڑا اور جب مرزا قادیانی کو مخاطب

کیا گیا کہ اپنے دعوے موعود مسیح کو بدلائل بیان فرمائیں تو ادھر سے جواب دیا گیا کہ ہم تو مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات کی بابت مسئلہ دریافت کرنا چاہتے ہیں اور ہماری غرض مباحثہ ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی اور ان کے مریدین کے چند اہل پولیس ساتھ کر دیئے گئے کہ بحفاظت تمام ان کو ناصر نواب صاحب کے گھر پہنچا آویں۔

۴..... تعبیر طلب خواب

مولانا ایڈیٹر صاحب السلام علیکم! خاکسار نے ایک سچا خواب دیکھا ہے جو بغرض تعبیر حضور کی خدمت میں مرسل ہے۔ امید ہے کہ آپ یا آپ کے ناظرین میں سے کوئی صاحب تعبیر سے معزز فرمائیں گے۔ ایک روز رات کو جب میں سو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور ایک میرا دوست اسٹیشن کی طرف جاتے ہیں کہ اسٹیشن پر کوئی جلسہ ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو بہت سی مخلوق ایک خیمہ کے نیچے جو بہت بڑا لمبا چوڑا ہے موجود ہے۔ بیخ و غیرہ پتھی ہیں اور لوگ لپکچر دے رہے ہیں۔ ہم نے لپکچر سنے بعد ازاں اسٹیشن کی طرف آگے بڑھے۔ مجھے اس وقت بھوک لگی تھی۔ میرا ہمراہی مجھے کھینچ کر پھر اس خیمہ کی طرف لے آیا۔ میں نے اسے بہت روکا مگر وہ نہ رکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سب لوگ کھانا کھا رہے ہیں۔ میرے دوست نے کہا اُدّٰتھمیں کھانا بھی کھلاؤں اور مرزا قادیانی کو بھی دکھلاؤں۔ جب میں آگے بڑھا تو دو چار لوگ بڑے تپاک سے ملے اور بیخ پر بٹھانے لگے۔ مگر مجھے نفرت آئی۔ میں نے کہا میں تو نہیں کھاؤں گا۔ صرف مرزا قادیانی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب دیکھنے کو مڑا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھوٹے سے کمرہ میں چند اشخاص لنگوٹی باندھے کانون میں بانے ڈالے سر پر لال پگڑی باندھے گھوم رہے ہیں اور بیخ میں اسی بیعت سے ایک شخص ہے جس کی داڑھی بہت کٹی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کیا یہی مرزا قادیانی ہیں اس کی داڑھی تو کٹی ہوئی ہے۔ مرزا قادیانی بیخ میں تھے اور ان کے گرد بہت سے اشخاص لنگوٹی باندھے پھر رہے تھے۔ جیسے باز مگر ڈھول لے کر کھڑے ہوتے ہیں ویسے مرزا قادیانی بھی کھڑے تھے۔ الغرض میں نے مرزا قادیانی کو لکھنؤ کے شہدوں کے حلیہ پر دیکھا۔ میں بیخ کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے جھوٹ بولنے کی خدا کے فضل سے نہ تو عادت ہے نہ ضرورت اور مرزا قادیانی سے میری کوئی عداوت بھی نہیں۔ بلکہ میں نے مرزا قادیانی کی شکل بھی آج تک نہیں دیکھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب! فیروز الدین از امرتسر!

ایڈیٹر..... یہ خواب ہمارے پاس ایک نہایت معتبر اور مستند متورع متقی مقدس عالم کے ذریعے سے پہنچا ہے۔ جن پر کذب کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ تعبیر صاف ہے۔ مرزا قادیانی ایک بداری

کی طرح پھنک ایک پھنک دو کا تماشا دکھا رہے ہیں اور چیلے چاروں پر گرد و پیش ہیں۔ میدان نے پرند میدان سے پرانند کا مضمون ہے۔ داڑھی ترشی ہوئی سے یعنی غیر متشرع بجوی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ”خالفوا محجوس الحدیث“۔ امید کہ دیگر ناظرین بھی تعبیر دیں گے۔

۵..... خداوند آزادی بخش آزادی پسند

انسان کسی نہ کسی شریعت کا پابند اور مکلف ہے اور جو ایسا نہیں وہ دہریہ ہے نہ اس کی کوئی ضمانت ہے نہ ذمہ داری ہے۔ وہ اپنے کو انسان نہیں سمجھتا۔ بلکہ حیوانوں سے بھی بدتر جانتا ہے کہ جو چاہا ہو کرو۔ جس قدر اس نے اپنے زعم میں ترقی کی ہے اسی قدر تنزل میں گرا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
آفتاب اتنا ہوا اونچا کہ تارا ہو گیا

موجودہ زمانہ کے فیلسوف اور بہروپے آزادی آزادی پکار رہے ہیں اور اپنی اس ٹھیک وقت کی راگنی پر جوانان آزادی پر سند کو مائل کر رہے ہیں۔ وہ خداوندان آزادی بخش و آزادی پسند ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مرزا قادیانی بھی ہیں جنہوں نے اپنا آزاد مذہب دہریوں اور ستارہ پرستوں کے مذہب سے تراشا ہے۔ نہیں نہیں دہریے اور ستارہ پرست تو آخر کوئی مذہب رکھتے ہیں وہ مطلق العنان نہیں۔ مرزا قادیانی تو نہ ادھر کے ہیں نہ ادھر کے۔ وہ اپنے کو مسلمان بتاتے ہیں مگر درحقیقت اسلام اور اس کے عقائد کی بنیاد کو ڈھاتے ہیں۔ وہ اسلامی نبی اور رسول ہیں مگر شارع اسلام کے حریف اور رقیب ہیں اور نہ صرف شارع اسلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام و الصلوٰۃ والسلام کا نام صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ وہ گویا دعویٰ کے ساتھ ہنکار رہے ہیں کہ میں خداوند آزادی بخش آزادی پسند ہوں۔ اے میرے چیلے چا پڑو! پچھلے فارمروں نے جو انسانوں کے پاؤں اپنی اپنی شریعت کی کاٹھ میں ٹھوک رکھے تھے میں ان کی بیڑیاں کاٹنے اور ان کو کاٹھ سے نجات دینے آیا ہوں۔ شارع اسلام نے اگر یہ کہا تھا کہ ”بعثت لاتمم مکارم الاخلاق“ تو میں اس کے جواب میں یہ کہتا ہوں۔ ”خلقت لا ختم السب والشتم“ اگر شارع اسلام نے یہ فرمایا تھا کہ ”ما من صورة الاطمته وما من قبر الاسويته“ تو بیسویں صدی کا رسول یہ کہتا ہے۔ ”نزلت لاتخذ الناس تماثلی الہا غیر اللہ الملک العلام وحسبت لاخلق عبدة الاولان والاصنام لعنة اللہ علیہ وعلیٰ حواریہ الی یوم القیام“

برٹش سلطنت آزاد ہے۔ مذاہب سے اس کو کچھ تعلق نہیں۔ پس یہ اسی کی آزادی کے انڈوں بچوں کی جموں ہے جو جموٹے رفاہیوں اور رسولوں اور مہدیوں کی جن میں آکر کلکڑوں کوں کی ہانگ دے رہے ہیں۔ ورنہ کوئی دوسری ایشیا کی شخصی سلطنت ہوتی تو بویے بھی نہ جتے اور جتے بھی تو فی الفور اکھڑا کر پھکوادیے جاتے۔ ذرا افغانستان، ایران، عرب میں تو اپنا مشن بھیجیں تاکہ پھولی پھولی ماما پھتیاں کھانے کی حقیقت معلوم ہو اور چھٹی کے دودھ تک کا گھٹنوں گھٹنوں مزہ آ جائے۔

یہ ایک کھلی بات ہے کہ جو بوالہوا اس دنیا پرست مکار کھلے بندوں دعوے کرتا ہے کہ میں نبی ہوں، رسول ہوں۔ مجھ پر ایمان لاؤ۔ وہ علی الاعلان تمام انبیاء علی مینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرتا ہے اور ان کی جانب سے مخلوق خدا کو پھیر کر اپنی جانب رغبت دلاتا ہے۔ یہ تمام سوسائٹیوں کا عموماً اور اسلامی سوسائٹی کا خصوصاً برہمن ہے اور سوسائٹی بھی وہ جو شرقا غرباً پھیلی ہوئی ہے۔ یہ مسلمانوں کو حرمین شریفین سے نفرت اور قادیان اور اس کے کنارے کی زیارت کی رغبت دلاتا ہے۔ لیکن کیا ایسے طمع کاروں سے اسلام کو کچھ ضرر پہنچ سکتا ہے یا کبھی پہلے پہنچا ہے تو یہ تو بہت بہت سے مہدیوں کا کذاب گذر چکے ہیں اور جب تک مخبر صادق کی پیشین گوئی کے موافق ان کی تعداد ۳۰ پوری نہ ہوگی برابر خراج کرتے رہیں گے۔ پس مسلمانو! "ان هذا لہنوا الیاء المبین" مرزا قادیانی ہے جو کچھ میں کہوں وہ کرو۔ کس کا قرآن اور کس کی حدیث اور اپنے الحق چیلے چاڑوں کے سر پر یہ پوچھا رہا پھیرتا ہے کہ قرآن وحدیث کے معانی سوا میرے آج تک کسی نے سمجھے ہی نہیں اور اصل معنی یہ ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں احمد سے مراد میں ہوں اور آئیہ "بل دفعہ اللہ الیہ" سے مراد مسیح علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا ہرگز نہیں۔ بلکہ رفعت درجات مراد ہے۔ یہ اس لئے کہ جب خود عیسیٰ مسیح دوبارہ دنیا میں آنے والے ہیں تو اس مکار مٹیل مسیح کو کون پوچھے گا۔ لیکن ان آلو کے ٹھوں کو اتنی بھی عقل نہیں کہ "بل دفعہ اللہ الیہ" مضمون سابق سے اضراب کے لئے وارد ہوا ہے۔ یعنی "ما قتلوه وما صلبوه" سے۔ اگر خدائے تعالیٰ کو عیسیٰ مسیح کا زندہ اٹھانا مقصود نہ ہوتا تو "ما قتلوه وما صلبوه" کے فرمانے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔ رفعت درجات یا خدا کی طرف جانے کا مرتبہ تو انبیاء کو پہلے ہی حاصل ہے۔ ہر نبی موت وحیات دونوں میں رفیع الدرجات ہے۔ اس صورت میں "بل دفعہ اللہ الیہ" بالکل لغو اور حشو ٹھہرتا ہے۔ نعوذ باللہ! مرزا قادیانی کی غزل کا قطع یہ ہے کہ میں نے اسلامی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے اور اے میرے چیلو میں خداوند آزادی بخش آزادی پسند ہوں۔ دوزخ اور بہشت کے وجود کا لاکھوں سال

قبل ہونا نچر کے خلاف اور بیکار ہے۔ جس طرح مسیح کا آسمان پر اتنے دنوں زندہ رہنا محال ہے۔ پس تم کوئی خوف دل میں نہ لاؤ۔ ریگ مابھی اور مستفقور زعفرانی طلوے میں ملا کر کھاؤ اور نہ صرف قادیان میں بلکہ چار طرف سرکاری ساٹھ بنے پھرو۔ کس کی نماز، کس کا روزہ، کس کی زکوٰۃ، کس کا حج۔ ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیرہ شحنتہ ہند میرٹھ

۱۶ جولائی ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۷ کے مضامین

.....۱	بقیہ ہفتوات مرزا	مولانا ثناء اللہ امرتسری!
.....۲	ایک مرزائی کا نکاح فتح	کبیر احمد از سراوہ!
.....۳	بقیہ قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام	ادو از مقام گ!
.....۴	التنبیہ	کبیر احمد از سراوہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

.....۱ بقیہ ہفتوات مرزا

(نوٹ: اصل مکمل رسالہ پہلے احتساب قادیانیت میں شائع ہو چکا ہے۔ یہاں سے

حذف کر دیا۔ مرتب!)

.....۲ ایک مرزائی کا نکاح فتح

مولانا صاحب مخدوم و معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہاں سراوہ میں کچھ لوگ

قادیانی مذہب کے ہیں۔ ایک صاحب ۲۰ جون گزشتہ کو روڑکی اپنے لڑکے کا نکاح کرنے گئے۔

روڑکی والے آپس کے ہی لوگ تھے۔ وہاں یہ قصہ ہوا کہ ایک وقت روٹی کھلائی پھر نکاح کی ٹھہرائی

مرزائیوں نے اصرار کیا کہ نکاح ہم ہی لوگوں میں سے ہونا چاہئے۔ چنانچہ روڑکی میں ایک ڈاکٹر

ہنجائی مرزائی مذہب کا ہے۔ وہ نکاح کے واسطے بلایا گیا اور اس نے آ کر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا

اور ایجاب و قبول کرایا تو یہ بات مسلمانان روڑکی پر شاق گذری اور واجب بھی یہی تھا۔ وہاں کے

قاضی نے فتویٰ دے دیا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ نکاح نہیں ہوا۔ لہذا جو کچھ انہوں نے دیا ہے سب

واپس کر دو اور ان کو نکال دو۔ جب یہ مشورہ ہوا تو یہ بیچارے شابشب بھاگ آئے اور یہاں آ کر یہ مشہور کر دیا کہ لڑکی کو جذا م تھا۔ اس لئے ہم اسے نہیں لائے اور خاص لڑکے کا باپ تو ابھی تک سراوہ نہیں آیا۔ سنا گیا ہے کہ وہ باہر باہر کسی اور گاؤں کو چلا گیا کہ اور نکاح کی تجویز کرے۔

کبیر احمد از سراوہ!

۳..... بقیہ قادیانی کا انوکھا اصول علم کلام

۳..... عبداللہ آتھم عیسائی کا امر تسروالامباحہ تھا جو مرزائیوں میں جنگ مقدس کے نام سے مشہور ہے اور چند دنوں کے بعد جس کا فیصلہ مرزا قادیانی کے تیسرے کاغذ کے کھلنے پر موقوف تھا۔ مگر جب کاغذ کھلا تو بجائے اس کے کہ اس میں کوئی قطعی برہان یا روشن دلیل پیش کی جاتی اپنا مفصلہ الذلیل الہام پیش کیا۔

”آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جیسے کہ میں نے بہت تضرع اور اجہال سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سواء کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارات کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہادیہ میں گرا پا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص صبح پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت پیشین گوئی پوری ہوگی۔ بعض اندھے سو جا کھے کئے جاویں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے۔“

(جنگ مقدس ص ۱۸۸، خزائن ج ۶ ص ۲۹۱)

اب ساری دنیا کو معلوم ہے کہ عبداللہ مذکورہ ۱۵ ماہ مقررہ میعاد کے بعد بھی پورے آٹھ ماہ تک زندہ رہا۔ حالانکہ وہ ایک پشتر تھا اور طبعی عمر کو پہنچ چکا تھا۔ اگر مسلمان لوگ قادیانی صاحب کے نئے علم کلام کی اس شاخ کو مان لیتے تو آج (معاذ اللہ) ان سے بڑھ کر کون شرمسار ہوتا وہ کسی کو منہ تک نہ دکھا سکتے۔ یہ تو قادیانی صاحب اور اس کے مریدوں کے ہی حوصلے ہیں کہ ایسی عزت کے بعد بھی ہشاش بشاش پھرتے ہیں اور جہل مرکب میں ایسے جکڑے گئے ہیں کہ ”پچھومن دیکرے نیست“ کے مصداق بن رہے ہیں۔

۳..... سب سے آخری چھیڑ چھاڑ مرزا قادیانی کی سلطان العارفین قدوة السالکین حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو لڑہ والے کے ساتھ تھی۔ جس کو ابھی کچھ بہت دن نہیں گزرے جو دل

فریب نظارہ پیشاٹر مخلوقات نے دیکھا ہے اور جس پر اہل الرائے نے یہاں تک لکھا ہے کہ اس سے زیادہ لکھنا شاید ممکن نہ تھا اور جس کو ہم بد و حروف ختم کرتے ہیں کہ پیر صاحب موصوف مرزا قادیانی کی تمام شرائط کو منظور کر کے دار السلطنت لاہور میں تشریف لائے۔ ایک ہفتہ تک انتظار کرتے رہے۔ قاصد دوڑے رجسٹری شدہ خطوط بھیجے۔ وغیرہ! مگر مرزا قادیانی نے اپنے بیت الحرم سے قدم باہر نہ نکالا اور شاہ صاحب موصوف یکطرفہ ڈگری حاصل کر کے واپس تشریف لے گئے۔ جب مرزا قادیانی کی جماعت کے ممبروں کو یقین ہو گیا کہ وہ چلے گئے تو پھر وہی قابل شرم کارروائی یعنی اشتہارات پر از سب و شتم لاہور کی گلی کوچوں اور درو پوار پر لگانے شروع کئے۔ مگر وہ معاملہ ”مشتے کہ بعد از جنگ، یاد آید بر کلہ خود باید زد“ کا مصداق تھا۔

۵..... مرزا قادیانی نے ان وعادی کے اوائل میں ایک کتاب لکھنی شروع کی جس کی اشاعت کے لئے اکثر احباب سے پیشگی زر کثیر وصول کیا گیا۔ مگر وہ رومات کسی اور فنڈ میں خرچ ہو جانے کے باعث صرف چار حصے کتاب مذکور کے نکلنے پائے تھے کہ اشاعت بند کرنی پڑی۔ جس میں اپنی نبوت اور رسالت کا پودا لگایا گیا۔ اب مرزا قادیانی کے ان وعادی پر جب کوئی بین دلیل مانگی جاتی ہے تو اسی لال کتاب کی لاطائل مزخرفات مخصم کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ جو شخص آپ کے وعادی کو جو سراسر خلاف قرآن و سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ نہیں مانتا تو وہ تمہاری بنائی ہوئی کتاب کی کیا حقیقت سمجھتا ہے۔

۶..... حریف مقابل کے سامنے قسمیں کھانا۔ یہ ایک اندھی منطق اور چپنے کی فلاسفی ہے۔ اگر تمام دنیا کے سامنے آفتاب نصف النار موجود ہو تو کیا کسی کے قسم کھالینے سے یقین آ سکتا ہے کہ اب اندھیری رات ہے۔ پس جب ایک مدت مدید و عرصہ بعید کے تجربہ و مشاہدہ کے بعد ثابت ہو چکا ہے کہ تمہارے وعادی کی بناء فاسد علی الفاسد ہے تو کس برتے پر تم لوگوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے ہو اور مخصم کے رو برو اپنے ہی مسلمات پیش کر کے اپنی جگت ہنسانی کرتے ہو۔ اس بارے میں مفصل لکھا گیا ہے۔ (دیکھو راسٹ بیانی بر فکست قادیانی) اور ضمیرہ شخنہ ہند الموسوم بہ نامہ اعمال نامہ قادیانی۔

۷..... موعود اور مثیل وغیرہ کا دعویٰ کرتے وقت سرسید مرحوم کی تفسیر القرآن سے یہ خیال لے پا لک بتایا کہ مسیح علیہ السلام وفات پا گئے۔ جس پر احادیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی ریکک اور درواز کار تاویلات کر کے یہ بتایا کہ لو جس کو آتا تھا چنانچہ مسی کریم بخش چیلہ گلاب شاہ مجددوب کے اظہارات اس پر شاہد ہیں۔

ایک لحظہ کے لئے مان بھی لیا جاوے کہ مسیح علیہ السلام وفات ہی پا گئے تو جب اصلی کو صاف جواب ملا تو نقلی یا جعلی کے آنے کی کیا ضرورت باقی رہی؟ اور یہ محال ہے کہ ”ہنرمندان بمر ندو بے ہنران جائے ایشان بگیرند۔“

پھر لطف یہ ہے کہ جس بنیاد پر آپ نے موعود ہونے کی دیوار کھڑی کی تھی اس کو خود ہی ڈھا دیا۔ (۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء کے حکم اخبار ص ۲) میں آپ فرماتے ہیں:

..... ”حدیث وہ اقوال رطب ویابس ہیں جو پیچھے جمع ہوئے۔ ان میں وہی قابل اعتبار ہیں اور صحیح ہیں جو کتاب و سنت کے مخالف اور منافی نہیں۔“

رخ..... کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حدیث کے زمانہ تک جو دوسو برس تک کا زمانہ ہے مسلمانوں میں ضروریات دین پر عمل نہ ہوتا تھا اور جب تک بخاری اور مسلم مرتب نہ ہو گئیں مسلمان، مسلمان نہ تھے۔

اور یہ بعینہ وہی مثال ہے۔

کے برس شاخ و بن می برید خداوند بستان گلہ کر دو دید
بفتتا کہ این مرد بد میکند نہ با من کہ با نفس خودی کند

مرزا قادیانی کو سوچنا چاہئے تھا کہ ان کی مشیت اور موعودیت کی ساری بناء ان احادیث پر تھی جن کو وہ رطب ویابس اور دوسو برس بعد کی کھڑی ہوئی بتاتے ہیں۔ ورنہ ہم آج نئے سرے سے مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کو کہتے ہیں کہ ہمارے مقابلہ میں صرف قرآن شریف کو ہی ساتھ لاؤ جو فریقین میں مسلم ہے اور پھر اس سے نکال کر دکھاؤ کہ کہاں سے موعود اور بردوزی اور ظلی وغیرہ نکلتا ہے۔

۸..... مرزا قادیانی کی تہذیب کلامی کو بھی سب نے دیکھ لیا۔ گویا ان کے نزدیک سب دشم ہی ایک قسم کی تردید ہے اور اتنا نہیں سمجھتے کہ جن کو خداوند تعالیٰ نے اپنی خاص عنایات سے نوازا ہے۔ ان کا کسی کی اثر خانی سے کچھ نہیں بگڑتا۔

چراغے را کہ ایزد بر فردزد
کے کو تف زند ریش بسوزد

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

..... ”اود بذات فرقه مولویان۔“ (انجام آتھم ص ۱۱ ج ۱ ص ۲۱)

(یہ بزرگان دہشیوایان مذہب اسلام کی طرف عموماً خطاب ہے)

.....۲ ”اے حقیر گولڑ دی۔“

(حضرت تاج العارفین سید مہر علی شاہ صاحب کو خطاب ہے)

.....۳ ”اے ڈپٹی نذیر احمد۔“

(مولانا حافظ مولوی نذیر احمد صاحب شمس العلماء کی طرف خطاب ہے)

.....۴ ”اے میاں نذیر حسین دہلوی وغیرہ۔“

(شمس العلماء حافظ مولوی نذیر حسین صاحب مجتہد کی طرف خطاب ہے)

.....۹ جب مخالفین نے مرزا قادیانی کا یہاں تک قافیہ ننگ کیا کہ مسیح موعود ہونا تو کجا آپ تو

اس کی جوتیاں اٹھانے کے بھی قابل نہیں تو پھر آپ نے ان کو کونسا اور بر ملا گالیاں دینا شروع کر دیا

اور باوجودیکہ آپ مولوی گل علی شاہ صاحب شیعہ سے تعلیم پاتے رہے۔ پھر بندوبست میں محرمی

کی اور عثماری کے امتحان کے لئے تیار ہوئے اور خدا جانے کس باعث سے پاس نہ ہوئے۔ اپنی

ذات کو امی مشہور کرنا اور خاکش بدھن، آنحضرت ﷺ کی برابری کا دعویٰ کرنا اور اس سڑے گلے

مردود خلاق مسئلہ (تناخ) کو جگانا چاہا۔ جس کی پہلے خود ہی ماسٹر مرلی دھر کے مقابلہ میں تردید کر

چکے تھے۔ (سرمد چشم آریہ ص، خزائن ج ۲ ص ۳۱۹) مگر جب اس پر بھی اعتراضوں کی بوچھاڑ پڑی تو

گول مول الفاظ میں مامور من اللہ اور بروزی رسول اور ظلی نبی امام دقت وغیرہ بنتے ہیں۔

.....۱۰ دسویں شاخ کے نئے علم کلام کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے بدن پر روٹکنے کھڑے

ہوتے ہیں۔ زبان رکتی اور قلم تھمرا تا ہے اور دل کو سخت صدمہ لگتا ہے اور مسلمانوں کے حال پر افسوس

آتا ہے کہ ان کی حمیت کہاں گئی جو مرزا قادیانی کے ان کرتوتوں کو آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں

سے سن کر صدم و کیم ہو رہے ہیں۔ یعنی مرزا۔

چہ ولاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کا مصداق بن کر قرآن شریف کی پاک اور فصیح و بلیغ آیات کو توڑ مروڑ کر باہر جوکل

دنیا کے سامنے بطور معارضہ پیش کی گئیں اور بلند آواز سے پکارا گیا کہ: ”ہاتوا بسورۃ من مثلہ

وا..... من دون اللہ ان کنتم صادقین“ مگر کوئی نہ لاسکا اور نہ قیامت تک لایسکے گا مگر

قادیانی صاحب کسی آیت کا سر، کسی کا دھڑ، کسی کے پاؤں لے کر اور کچھ اپنی طرف سے ملا کر اس کو

اپنے الہاموں سے ناحر ذکر کرتے ہیں۔ ہم بطور نمونہ ایک جدول بتاتے ہیں اور اس میں مرزا قادیانی

کے الہامات ان کے ماخذ اور تحریف لفظی و معنوی قرآن شریف کو جو وہ عمل میں لاتا ہے ناظرین کو

دکھانا چاہتے ہیں۔

<p>ماخذ یعنی جن آیات قرآن کو زہود کر یا الہامات کہے گئے ہیں</p> <p>(۱) خانہ زاد۔ (۲) سورہ الرمن کی شروع آیات۔</p> <p>(۳) سورہ یسین کی آیت نمبر ۵ کا پہلا حصہ۔ (۴) سورہ انعام کی آیت نمبر ۵۵ کا اخیر کلام ہے۔</p>	<p>قرآن قادیانی..... یا الہامات مرزا</p> <p>(۱) ”یا احمد بارک اللہ فیک • الرحمن علم القرآن • لتندر قوما ما اندر آبائهم • ولتسبیتن سبیل المجرمین“</p>
<p>(۱) سورہ زمر کی آیت نمبر ۱۱۲ کا پہلا کلام ہے۔ (۲) اور دوسرے میں جو اقل المسلمین ہے اس کو تحریف کر کے اول المؤمنین لکھ دیا ہے۔</p>	<p>(۲) ”قل انسی امیرت واننا اول المؤمنین“</p>
<p>(۱) پہلا کلام سورہ آل عمران کی آیت ۱۰۳ کا ہے جس میں سے من النار کو مرزا قادیانی شربت کا گھونٹ کر کے پی گئے ہیں۔ کیونکہ اصل میں ہے۔ ”وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها“ (۲) سورہ نساء کی آیت ۴۷ کا آخری کلام ہے۔</p>	<p>(۳) ”وکنتم علی شفا حفرة فانقذکم منها • وکان امر اللہ مفعولاً“</p>
<p>(۱) سورہ انعام کی آیت ۳۳ کا دوسرا کلام ہے۔ مرزا قادیانی واو کو ضم کر گئے ہیں۔ (۲) سورہ حجر کی آیت نمبر ۹۵ ہے۔</p>	<p>(۴) ”لامبدل لکلمات اللہ • اننا کفیناک المستهزئین“</p>
<p>(۱) سورہ کہف کی آیت ۹۷ کا ایک کلام کو چورایا ہے اور اس میں تحریف لفظی کی ہے۔ اصل میں ہے۔ ”ہذا رحمة من ربی“ (۲) تیسرا کلام آیت ۶ سورہ یوسف کا ہے۔ (۳) پانچواں کلام سورہ فتح کی آیت ۲۰ کا ہے۔</p>	<p>(۵) ”ہذا من رحمت ربک یتیم نعمۃ علیک • لتکون آية للمؤمنین“</p>
<p>سورہ آل عمران کی آیت ۳۱ کا پہلا کلام ہے۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو حکم ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہو تو میری (رسول ﷺ) کی پیروی کرو۔ تاکہ خداوند تعالیٰ تم سے محبت کرے۔ اس کو مرزا قادیانی جبرائیلؑ کی طرف منسوب کر کے خود رسول بنتے ہیں۔ ایسی خیانت ”لا توفعوا اصولکم“ کے مصداق نہیں تو کیا ہے؟</p>	<p>(۶) ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبیکم اللہ“</p>
<p>اس الہام کا پہلا کلام من گھڑت ہے اور دوسرا کلام سورہ ہود کی آیت ۱ اور سورہ انبیاء کی آیت ۱۰۸ کا آخری حصہ ہے۔</p>	<p>(۷) ”قل عندی شہادۃ من اللہ فہل انتم مسلمون“</p>

<p>پہلا کھڑا سورۃ زمر کی آیت ۳۹ کو محرف کر کے آدھا حصہ لیا اور جس حصہ آیت پر زور تھا اس کو چھوڑ دیا۔ اصل آیت یہ ہے۔ ”قل یا قوم اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من عدتکم وان جعلنا جہنم للکافرین حصیرا“</p> <p>پس خزیہ و یحل علیہ عذاب مقیم“ اول میں واؤ مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے ایذا کی ہے اور یا قوم کو دور کر دیا ہے۔ گویا قرآن شریف میں اصلاح دے رہے ہیں دوسرا کھڑا سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۸ ہے۔</p>	<p>(۸) ”وقل اعملوا علی مکانتکم • انی عامل فسوف تعلمون • عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتکم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا“</p>
<p>یہ الہام بھی مرزا قادیانی نے نہایت زبردستی سے سورۃ زمر کی آیت ۳۶ میں تحریف کر کے لیا ہے۔ اصل میں یوں ہے: ”ویخوفونک بالذین من دونہ“ مرزا قادیانی نے داؤد بالذین کو (معاذ اللہ) زائد سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔</p>	<p>(۹) ”یخوفونک من دونہ“</p>
<p>پہلا حصہ الہام کا سورۃ الطور کی آیت ۲۸ کا دوسرا کھڑا ہے۔ وہاں پر ہے کہ فلانک ہاعیننا مرزا قادیانی نے ف کو زائد سمجھ کر چھوڑ دیا ہے اور دوسرا حصہ الہام کا خانہ زاد ہے۔ یعنی (بزم مرزا قادیانی) خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔ کیا خوب متوکل کی بھی ایک ہی کہی۔ مرزا قادیانی کے کارنامے اور زندگی کو دیکھ کر کوئی نہ کہہ سکے گا کہ یہ فقرہ الہامی ہے۔ بلکہ میں شیطان علیہ اللعین کی تلقین ہے۔ بادام روغن، پاقوتوں اور کستوری وغیرہ کا بہاؤ گراں کر دینا اور سونے کے بڑا ڈز پورات سے عورتوں کو لا دینا تو خیر لڑکیوں کو اپنے قابو میں لانے کے لئے طرح طرح کے حیلے تراشنا۔ ذومی الارحام کو محروم الارث کرنا اور اس گھبراہٹ میں بے اختیار بے بس ہو کر پیشین گوئی کے پورا کرنے کے لئے لڑکی کے رشتہ داروں کو تشق آ میر مخلوط لکھنا اور زوجہ کا کھالے والے الہام پر خود قانع نہ ہونا منارے کے چندہ کی رقوم کا حساب اپنے پاس رکھنا اور تین ماہ کے اندر چندہ نہ آنے پر بیعت شدہ مردوں کے نام کاٹنے کی دھمکیاں دینا وغیرہ۔</p>	<p>(۱۰) ”انک ہاعیننا • سمیتک المتوکل“</p>

(باقی آئندہ)

۴..... التنبيه

”بايها الناس اتقوا من اهل القاديان • فانهم من حبل الشيطان • العراة من لباس الايمان • لاهم من اهل القرآن • وهم ياولون آيات الفرقان كلاً سيصرفون ثم كلاً سيصرفون • الم تنبئكم ايها المسلمون بفتان • ولم تسمعون من علماء القرآن • الذي يخسرونكم من الحديث والتبيان • اعلموا انهم فى الدنيا ملاحه وفى الاخرة فى خسران • وهم فى الشمائل كالحيون واجتنبوا منهم فى كل الان ولا تصلوا عليهم الجنابة ونبذوها فى الباديان • فيا ايها الناس اتقوا ربكم واخشوا يوماً لا يجزى والد عن ولده ولا مولود عن والده شيئاً ان وعد الله حق فلا تفرنكم الحياة الدنيا ولا يفرنكم بالله الغرور“ كبير احمد از سر اوہ!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیرہ شحہ ہند میرٹھ

۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۸ کے مضامین

.....۱	بقیہ قادیانی کا انوکھا علم کلام	ادوار مقام گ!
.....۲	قادیان میں طاعون	گزار ہندلا ہورا
.....۳	اہوی والضلال امن یسقی یاخیال مرزا قادیانی الہدیٰ والتبصرۃ لمن یری	راقم: م: ح!
.....۴	وجال	
.....۵	غزے ڈبے بٹوٹ گئے	مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱..... بقیہ قادیانی کا انوکھا علم کلام

کیا متوکل لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں آپ کو قسم ہے تو گل شاہ کے سونے کی سچ بتانا۔ پھر مرزا قادیانی کا خدا کچھ ایسی گھاس کھا گیا ہے کہ کبھی تو مرزا قادیانی کو لے پالک بناتا ہے۔ کبھی جری اللہ نام رکھتا ہے۔ کبھی احمد اور اب تو گل شاہ کا چیلہ یا اس کے مزار کا مجاور بنا دیا۔ گویا جواب

دے دیا اور عاق کر دیا۔ لیجئے جناب ترکی تمام شد۔

<p>ماخذ یعنی جن جن آیات قرآن کو زچہ کر یہ الہامات گمڑے گئے ہیں ان دونوں الہاموں کی نسبت ہم مفصل طور پر بتا چکے ہیں کہ یہ ہر اس مرزا قادیانی کا خدا پر بہتان ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں تین جگہ الحمد للہ وارد ہے۔ (ضمیمہ شحہ ہند جلد دوم الموسوم بہ نامہ اعمال قادیانی)</p>	<p>قرآن قادیانی..... یا الہامات مرزا (۱۱) ”یحمدک اللہ من عرشہ • نحمدک ونصلی“</p>
<p>یہ سورہ صف کی آیت ۸ ہے۔ اصل میں یوں ہے: ”یوریدون لیطفوا“ مرزا قادیانی نے لام کو غیر فصیح سمجھ کر حذف کر دیا ہے اور بجائے اس کے اپنی طرف سے ان ایذا کر دیا ہے اور ”یحرفون الکلم“ میں مواضع کے صلہ میں جو انعامات یہودیوں کو خدا کی درگاہ سے ملتے ہیں ان کا مستحق اپنی ذات کو ثابت کیا ہے۔</p>	<p>(۱۲) ”یریدون ان یطفوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون“</p>
<p>اصل آیت یوں ہے: ”سنلقى فی قلوب الذین کفرو والرعب ہما اشر کوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطاناً وما وہم النار (آل عمران: ۱۵۱)“ مرزا قادیانی نے دانت کٹکٹا کر آیت کا پہلا ٹکڑا کاٹ لیا اور دوسرا کڑوا چا کر چھوڑ دیا۔</p>	<p>(۱۳) ”سنلقى فی قلوبہم الرعب“</p>
<p>اس الہام کے تین ٹکڑے ہیں۔ (۱) سورہ نصر آیت ۱۔ (۲) من گھڑت۔ (۳) سورہ احقاف کی آیت ۳۳ کا دوسرا ٹکڑا۔</p>	<p>(۱۳) ”اذا جاء نصر اللہ والفتح • وانتھی امر الزمان الینا الیس هذا مال حق“</p>
<p>(۱) سورہ بقرہ کی آیت ۱۱۵ کا دوسرا جملہ ہے۔ ف کو حضرت اقدس کھا گئے۔ اصل میں ہے: ”فایمنما“ شاید اس روز کسی موٹی چڑیا کا شکار نہ ملا ہوگا اور بھوک نے تنگ کیا ہوگا۔ (۲) سورہ آل عمران کی آیت ۱۱۰ کا پہلا جملہ ہے جس کو (معاذ اللہ) غیر فصیح سمجھ کر اختصار المؤمنین اپنی طرف سے بڑھا دیا۔</p>	<p>(۱۵) ”اینما تولوا فثم وجہ اللہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس والفتح للمؤمنین“</p>
<p>(۱) سورہ ص کی آیت ۷ کا دوسرا ٹکڑا۔ (۲) سورہ انعام کی آیت ۹۱ کا اخیر ٹکڑا۔</p>	<p>(۱۶) ”وقالوا ان هذا الا اختلاق قل اللہ ثم ذرہم فی خودہم یلعبون“</p>

<p>(۱) سورۃ حمود کی آیت ۳۵ کا دوسرا جملہ ہے۔ (۲) سورۃ صف کی آیت نمبر ۷ کا پہلا جملہ ہے۔ صرف اتنی اصلاح (مجاز اللہ) الف لام کو جو کذاب پر ہے حذف کر دیا ہے۔ (۳) سورۃ مؤمن آیت ۷۷ صرف اس قدر تحریف کی کہ کافا کی جگہ اما لکھ دیا اور الہا یوجعون کی جگہ الہی معک فکن معی ابن ماکنت</p>	<p>(۱۷) ”قل ان الفتریتہ فعلی اجرامی • ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً واما نرینک بعض الذی نعدہم اونوفینک انی معک فکن معی اینما کنت“</p>
<p>(۱) سورۃ یوسف آیت ۸۷ کا چوتھا جملہ ہے۔ (۲) سورۃ بقرہ آیت ۲۱۳ الا ان نصر اللہ قریب کو بگاڑ کر دو ٹکڑے بنائے ہیں۔ یعنی دوسرے ٹکڑے میں سے لفظ نصر اللہ کو نکال کر روح اللہ بھرتی کر دیا اور تیسرے ٹکڑے میں سے لفظ ان کو حذف کر دیا۔</p>	<p>(۱۸) ”ولا تیشس من روح اللہ • الا ان روح اللہ قریب • الانصر اللہ قریب“</p>
<p>سورۃ حج کی آیت ۲۷ میں قطع و برید کر کے الہام کے دونوں ٹکڑے تیار کئے گئے ہیں۔ اصل میں آیت یوں ہے: ”واذن فی الناس بالحدج ہاتوک رجلاً • وعلی کل ضامر ہاتین من کل فج عمیق“</p>	<p>(۱۹) ”یاتیک من کل فج عمیق • یاتون من کل فج عمیق“</p>
<p>(۱) پہلا کلمہ سورۃ فتح کی آیت ۳ کا ہے۔ مرزا قادیانی نے دوسرا کلمہ یعنی نصر اعزیزا کو حذف کر کے اس کی جگہ میں عنده اپنی طرف سے لگا دیا۔ (۲) سورۃ نمل کی آیت ۳۵ توڑ کر بنایا ہے۔</p>	<p>(۲۰) ”ینصرک اللہ من عنده • ینصرک رجال نوحی • الیہم من السماء“</p>
<p>(۱) سورۃ یونس کی آیت ۹۲ کو توڑ کر بنایا۔ وہاں لکھا ہے۔ ”فالیوم لننجیک ہدینک“ دوسرا کلمہ سورۃ فرقان کی آیت ۵۳ یعنی اخیر حصہ ہے۔</p>	<p>(۲۱) ”انسی منجیک من الغم • وکان ربک قدیراً“</p>
<p>(۱) سورۃ فتح کی آیت ۱ کا پہلا حصہ۔ (۲) نہ زاد جو بالکل لغو اور بیہودہ ہے۔ (۳) سورۃ مریم کی آیت ۵۲ کا اخیر حصہ ہے۔</p>	<p>(۲۲) ”انا فتحناک فتحاً مبیناً • فتح الولی فتح • وقربناہ نجیاً“</p>

ہم نے تو اپنی عمر میں ایسا چرکم ہی دیکھا ہوگا جس کی بغل میں مشعل بھی ہو۔ واقعی آپ نے قرآن شریف کی ہنک اور تحریف لا جواب کی ہے۔ یہ آپ کے سوا دوسرے کا کام نہیں۔ پیر مہر علی شاہ اور مولوی اسماعیل وغیرہ کے سامنے تو آپ کی بہادری کچھ پیش نہ گئی۔ دہلی سے وہ زک ملی کہ باقی عمر گھر وائے سے قدم باہر نہ نکالا۔ پس ایسا شیخ الناس کون ہوگا۔

ناظرین باہمکین کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں نے (اربعین نمبر ۲ ص ۶۰۵، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۱، ۳۵۲) سے بالترتیب یہ سرقہ بطور نمونہ دکھایا ہے۔ اگر آپ اور مفتیان ضمیمہ کل الہاموں کے ماخذوں کو پسند فرمائیں تو میں ترتیب وارد کھانے پر تیار ہوں۔ یقین ہے کہ آپ مولانا مجدد صاحب کو اس بارے میں تحریر فرمائیں گے۔ خاکسار: ادوار مقام گ! ایڈیٹر..... آپ زور و شور اور جوش و خروش اور ذوق و شوق سے اپنا فرض ادا فرمائیں۔

درکار خیر حاجت بیچ استخارہ نیست

دود اور چڑھی کس کو بری لگی۔ یہ تو آسمانی من وسلوی ہے نہ کہ زعفرانی اور روغن بادام اور ریگ ماہی ملا ہوا۔ مرغن اور مجرب تر ہر طلوا۔ جس کو کھا کر قادیان سے آواز آئے کہ پھر بے ٹٹو یہیں سے۔

۲..... قادیان میں طاعون

مندرجہ بالا عنوان سے پینہ اخبار میں کچھ عرصہ ہوا ایک مضمون چھپا تھا اور اس پر قادیانی اخبار الحکم نے بہت کچھ زور دکھایا تھا اور ایڈیٹر پیسہ اخبار کو تروید کرنے کی رائے دی تھی اور تردید نہ کرنے کی صورت میں عدالت کارروائی کی دھمکیاں بھی دی تھیں۔ جن کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتے کہ کسی نہ کسی پہلو سے مرزا قادیانی کے مریدوں کو بد اعتقاد ہونے سے روکا جاوے۔ حالانکہ انہیں اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ سچے واقعات کو چھپا نہیں سکتے۔

ہم نے اپنے طور پر اس امر کی تحقیق کی ہے کہ آیا پیسہ اخبار کا بیان سچ ہے یا غلط۔ اس کے متعلق جو تحریریں ہمیں پہنچی ہیں ان میں ۴۳ نام ہیں۔ ان کا خلاصہ ہم درج ذیل کرتے ہیں اور باقی مختلف ہیں۔ ایک تحریر سے تو یہ نام ملتے ہیں۔

نمبر	نام موتی	ولدیت	ذات	پیشہ	کیفیت
۱	نتھی لڑکی	گنگارام	کھتری	دکاندار	
۲	دختر	قطب الدین	کھتری	دکاندار	مرزائی ہے۔
۳	لڑکا	امام مسجد	کھتری	دکاندار	اور کوئی تشریح نہیں۔
۴	کانٹھی رام	چھوٹے لعل	برہمن	پنڈتائی، دکاندار	
۵	لڑکا	شرف الدین	کھہار	کھہار	
۶	گیانچند	شکر داس	برہمن	دکاندار	
۷	لڑکی	رامان سنگھ	ترکھان	ترکھان	

ایک اور صاحب کی تحریر سے ۸ ناموں کا پتہ ملتا ہے جس میں غالباً ایک یا دو نام ایسے ہیں جو اوپر آچکے ہیں جس سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ طاعون واقعی قادیان میں ہے۔ مگر تحقیق کرنے والے پوری کوشش سے دریافت نہیں کرتے جو نام انہیں جلد ہمیں مل جاتے ہیں۔ وہی لکھ دیتے ہیں۔ اس دوسری فہرست کی نقل بلقظ یہ ہے۔

دختر گنگارام قوم بھلہ کی عمر ۱۸ سال

دختر چونی برہمن کی عمر ۱۲ سال۔

۱۷ مئی ۱۹۰۲ء

لڑکا چونی برہمن کی عمر ۸ سال۔

غلام غوث کھہار کی عمر ۳۶ سال۔

۲۶ مئی ۱۹۰۲ء

زوجہ غلام قادر قریشی کی عمر ۲۵ سال۔

۲۶ مئی ۱۹۰۲ء

جھنڈا ولد جیوا قوم خوجہ کی عمر ۵ سال۔

دختر لہجو ولد گنپت کی عمر ۸ سال۔

دختر پھنسیا نجار کی عمر ۱۵ سال۔

ان کے علاوہ باجا، تنھو، مولا قوم جولالہ یہ بھی اسی مرض سے فوت ہوئے ہیں۔ تیسری فہرست ایک اور بزرگ بھیجتے ہیں جو اپنے والا نامہ میں لکھتے ہیں۔ ”موضع قادیان میں کل اموات مرض طاعون سے از ابتدا ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء لغایت ۸ جون ۱۹۰۲ء (۱۵) ہوئے۔ کیونکہ ابھی آئندہ ہفتہ کی رپورٹ موصول شفاخانہ گورداسپور نہیں ہوئے۔ دوسرے صفحے پر اسم وار فہرست اموات ار سال خدمت شریف ہے۔ ان میں بعض مرید مرزا قادیانی کے بھی ہیں۔ ضلع گورداسپور میں ہیلتھ آفیسر جناب ڈاکٹر ٹیک صاحب ہیں اور چوہدری سلطان احمد صاحب اکثر اسسٹنٹ

کمشنر انسر پلگ تھے۔ اب ان کی بجائے لالہ نور ام صاحب تشریف لائے ہیں۔ خاص ہٹالہ کے لئے علیحدہ پلگ انسر نہیں ہوئے۔ وہی انسر دورہ کرتے ہیں۔ اب کمپ پلگ شکر گڑھ سے منتقل ہو کر خاص ہٹالہ میں قائم کیا گیا ہے۔“

یہ فہرست حسب ضابطہ درخواست دے کر شفا خانہ سے باجارت رائے سو بھارام صاحب سول سرجن حاصل کی گئی ہے:

نمبر شمار	نام	ولدیت	مذہب	عمر
۱	مسماۃ گوہری	زوجہ امام الدین	مسلمان	۱۸ سال
۲	احمد	قطب الدین	مسلمان	۹ سال
۳	رحیم بی بی	زوجہ صوبہ چوڑگر	مسلمان	۲۵ سال
۴	بھانگن	دختر نیما نجار	مسلمان	۷ سال
۵	امیر بی بی	زوجہ غلام قادر قریشی	مسلمان	۲۰ سال
۶	ڈھونڈا	شرف الدین	مسلمان	۲ سال
۷	غلام غوث	پوتا	مرید مرزا قادیانی	۳۰ سال
۸	خدا یار	فتح محمد راجپوت	مسلمان	۵ سال
۹	بھولی	دختر امام الدین گاڈر	مسلمان	۱۸ سال
۱۰	مسماۃ ہنسٹی	زوجہ بھکترام	ہندو	۱۶ سال
۱۱	جمبیا	دختر چونی اول نمبر ۱۰	برہمن	۱۲ سال
۱۲	مسماۃ پھوجو	دختر لھجو	کھتری	ایک سال
۱۳	پریمیری	دختر منگل کھار	ہندو	۱۵ سال
۱۴	مسماۃ کانٹی	دختر چونی ثانی نمبر ۴	برہمن	۶ سال
۱۵	گیان	شکرواس	برہمن	۹ سال

پس رو سے ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں تین مرزائی مرید مرض طاعون سے مرچکے ہیں جن میں دو گلاب حکیم کے بیٹے مسیان جانی و عبد الجید تھے اور تیسرا احسان گوریہ قلعی۔ یہ شخص نہایت متعصب مرزائی تھا اور اس کا قول تھا کہ طاعون کفار کے لئے ہے۔ اگر میں طاعون سے مر گیا تو سمجھ لینا کہ وہ کافر تھا۔ چنانچہ اس کے مرنے پر اس کے اپنے قول کے مطابق اس کا کافر ہونا ثابت ہو گیا اور تین روز تک اہل علاقہ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

خدا نے ایسے متعصب شخص کو معذرت کے کذاب شیخ کے ذلیل اور خوار کیا۔ اب بھی اگر مرزائی اپنی ضد سے باز نہ آئیں تو مجبوری ہے۔ بقولہ تعالیٰ ”من یضللہ اللہ ہادی لہ“
گلزار ہند لاہور

۳..... الهویٰ والضللال لمن یشقیٰ

یا بخيال مرزا قادیانی

الهدیٰ والتبصرة لمن یریٰ

مندرجہ بالا عنوان پر مرزا قادیانی نے عربی زبان میں ایک رسالہ شائع کیا ہے جو سید محمد رشید رضا مشہور فاضل ایڈیٹر المنار قاہرہ کی شان میں بخيال مرزا آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اس رسالہ کی ضرورت تالیف کی وجہ یہ ظاہر کی گئی ہے کہ ایڈیٹر موصوف نے پچھلے سال مرزا قادیانی کی کتاب اعجاز مسیح (اکاذیب سطح نمبر ۱) پر نکتہ چینی کی تھی اور لکھا تھا کہ اس کتاب کے مضامین کو تفسیر قرآن سے کسی قسم کا تعلق نہیں اور عبارت نہایت رکیک اور غلط اور بے محاورہ ہے۔ جس پر مرزا قادیانی آگ بگولہ ہو گئے اور بفرض الزام حجت یہ نیا رسالہ شائع کر کے ایڈیٹر موصوف سے تحدیٰ کی اور بعض علماء ہندوستان کے پاس بھی اس کتاب کی ایک ایک کاپی پہنچی۔ ایڈیٹر موصوف کی نسبت ہم کیا بلکہ علماء مشرق و مغرب یہ رائے رکھتے ہیں کہ وہ ایک فاضل بے نظیر اور عربی زبان کا یگانہ تحریر ہے۔ اس کی فضیلت کا ثبوت خود اس کا قیمتی رسالہ المنار کافی شاہد ہے۔ مرزا قادیانی اور ایڈیٹر موصوف کی عربی دانی میں یہی کہنا حق معلوم ہوتا ہے کہ۔

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

مرزا قادیانی کے خیال میں شاید عربی لغات کو یونہی مہمل اور بے قاعدہ طور پر اکٹھا کر لینا ادب دانی ہے اور کتب متداولہ ادب کے فقرات میں کسی قدر تصرف کر کے نئی صورت میں ظاہر کرنا الزام حجت کے لئے کافی ہے۔ مگر ایک واقعی ادیب جو عربی علم ادب میں کامل دستگاہ رکھتا ہو رسالہ مذکور کے الفاظ و ترکیب کو نہ صرف غلط کہے گا بلکہ معسکہ اڑائے گا۔ قادیانی مشن کے لوگوں میں تو کوئی شخص ادیب نہیں۔ بھلا وہ کیا جانیں کہ عربی کس جانور کا نام ہے۔ ان میں اگر کوئی عربی دان ہے تو بس اسی قدر کہ قرآن شریف کا ترجمہ لکھا ہو تو الفاظ عربی سے مطابق کر سکتے ہیں کہ یہ فلاں لفظ کا ترجمہ ہے۔ علماء اگر اس عربی کا تار و پود کھول کر دکھلائیں تو ان پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ یہ لوگ حسد و بغض سے ایسا کرتے ہیں مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہے ایسا کوئی شخص نہیں جو محض

کٹ جتی سے مرزا قادیانی سے الجھا ہو۔ ہم قادیانی مشن کے لوگوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے ان ہم مذہبوں سے جو کسی قدر عربی جانتے ہیں اس امر کا فیصلہ لیں۔ چنانچہ ایک مرید مرزا قادیانی کا یہ قول ہے کہ واقعی مرزا قادیانی کی عربی اغلاط و اسقام سے پر ہوتی ہے۔ مگر ہماری نظر مضامین پر ہے۔ ہم الفاظ پرست نہیں۔ بات تو ٹھیک ہے کہ نظر معنی پر مبذول ہونی چاہئے نہ الفاظ پر۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی بہادر فرزق و جزیر کے کان کترتے ہیں اور انہیں دعویٰ ہے کہ وہ بے نظیر لکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو یقین ہے کہ جو لوگ عربی نہیں جانتے۔ ان کے سامنے ہم تو بہر حال سرخرو ہیں اور جو جانتے ہیں وہ حسد و بغض سے مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے بات ہر صورت میں بنی بنائی ہے۔ جب علماء کی طرف سے بالمقابل عربی کا کوئی رسالہ یا تحریک شائع نہیں ہوتی تو وہ اس بات کو علماء کے عجز پر محمول کر کے مریدوں میں سرخرو ہو رہتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ علماء نے کوئی نیا مشن قائم نہیں کیا جس میں اپنی عربی دانی کو بطور حجت پیش کریں۔ اقتضائے وقت یہ ہے کہ عربی زبان میں اگر کوئی فنص تصنیف کرے تو اسے وہ تصنیف الماریوں میں بند رکھنی پڑے گی۔ بھلا کون خریدے گا اور کون لوگ فائدہ اٹھائیں گے؟ اس پر قوی دلیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی عربی تصنیف کا اردو ترجمہ ساتھ ساتھ لکھتے ہیں۔ یہ محض لغو اور بیہودہ خیال ہے کہ علماء عربی نہیں لکھ سکتے۔ ابھی ہندوستان میں عربی نویس علماء کی ایک معتد بہ تعداد موجود ہے جن کے نام نامی سے اکثر لوگ واقف ہیں۔

مرزا قادیانی کے رسالہ مذکور کا پہلا فقرہ غالباً ان کی فصاحت و بلاغت کے موازنہ کے لئے کافی ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں: ”الحمد لله الذی ارى اولیاء صراطا یضلل فیہ الغطاطہ“ ایک معمولی استعدا کا آدی صاف بول اٹھے گا کہ ضلال کا مقابلہ ہدی سے ہوتا ہے نہ اراة سے کیا خوب ہوتا اگر بجائے ارئی کے لفظ ہدیٰ بصیئہ ماضی ہوتا۔ غطاط کی جگہ قطعاً کا لفظ چاہئے۔ کیونکہ ہلفظ غطاط ہدیٰ کا ذکر فصحا نہیں کرتے بلکہ بطور مثل اہدیٰ من القطا مشہور ہے۔ ناظرین مرزا قادیانی کی نبوت کی تصدیق میں ان کا فقرہ ذیل ملاحظہ فرمادیں جو ایڈیٹر صاحب موصوف کی نسبت لکھتے ہیں۔ ص ۱۱: ”ووجدت بالمعنی المنعکس ریاک“ محسوس کیا سے لفظ ایر مراد ہے جس کے معنی آلت تاسل کے ہیں۔ افسوس کہ اگر ہم ایک ایک فقرہ پر ریمارک کریں تو ایک مستقل کتاب تیار ہو۔ مگر ہم اس کو آئندہ کسی موقع پر التوا کر کے صرف اسی قدر کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی عربی کا ایک فقرہ بھی صحیح نہیں یا تو بے محادہ ہوگا یا بے ربط یا قواعد صرف و نحو کی رو سے غلط اور اگر کہیں کوئی فقرہ صحیح بھی ہے تو حضرت کا اپنا نہیں۔ ہم ہر پہلو کی ایک

ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ ص ۸: ”ولا طغاء بهم ماسی من جمرة الاذی“ ولا ظنی چاہئے۔ مجہول معروف میں تیز نہیں کر سکے۔ اس کا جواب غالباً آپ یہی دیں گے کہ کاتب کی غلطی ہے۔ مگر مانے کون؟ ص ۷۱: ”ورئیت انہم یرونی لشوز عینہم“ ایسے موقع پر اول تو لفظ عین کی ضرورت نہیں اور اگر ہو تو ’تئینہ لانا‘ محض بے محاورہ اور غلط ہے۔ آپ سند پیش کریں۔ عیون بلفظ جمع چاہئے۔

ص ۱۷۔ تلعاہ کا ترجمہ بنی کھیل کیا ہے غلط۔ غالباً حماسہ کا شعر نظر پڑا ہے۔ مگر معنی نہیں آئے۔ صیغہ مبالغہ ہے۔ ص ۲۰ ”ان جراحات السنان لها التیام“ ولا یلتام ماجرح کلام“ شرح لاکے دیا چہ سے سرقہ کیا ہے۔ یہ جواب درست نہ ہوگا کما استشهداؤ ذکر کیا ہے۔ کیونکہ پھر تو کسی قدر تغیر کے ساتھ نشر میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ شعر کا شعر رکھ دیا ہوتا۔ ص ۲۲۔ ”کمثل ظالع جرید یعدرک شاہ الضبلع“ جریری کے دیا چہ سے سرقہ کیا ہے۔ ص ۲۸۔ ”یقرع صفاتہم او یفاہی صفاتہم قافیہ“ غلط۔ غالباً آپ کو معلوم نہ ہوگا کہ جمع مونث نسالم کی نسبی حالت بھی جر سے پڑھی جاتی ہے۔ ص ۳۳۔ ”فسی ادنی الارض مطایا التیار“ اس فقرہ میں ”فسی ادنی الارض“ سورہ روم کے لفظ ہیں اور مطایا التیار جریری کے۔ ص ۴۰۔ ”فکیف یعلی لسقط جلی ومکرمة“ شعر حماسہ سے سرقہ کیا ہے۔ ”قال الحماسی وان دعوت الی جلی ومکرمة“ ص ۳۰۔ ”من الشغلف وصغرا الرحة وحصہم خیف وفشف مقامات حریری“ کے الفاظ ہیں۔ ص ۲۵۔ ”قمرن انغرانہ مقامات حریری“ ص ۱۳۔ ”وقلت مکانک یا ابن العفاء فدونی شر والحد دو خرط السقتاد“ پوری سطر مقامات بدیع الزمان کی رکھ دی گئی۔ اچی کچھ تو تصرف کیا ہوتا۔ اس کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس عبارت کی سمجھ نہیں آئی۔ قرآن مجید کی عبارات میں عجب بے ڈھنگ تصرف کیا ہے۔ جس سے آیت کو بالکل محول بنا دیا ہے۔ الغرض حضرت کی اپنی عبارتیں تو غلط ہیں۔ البتہ اساتذہ کے سرفقات سو وہ صحیح ہیں۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی عربی دانی جس پر ان کی نبوت کا انحصار ہے۔

راقم: م: ح!

۴..... دجال

مسیحی ہم عصر ”صدائے بشر“ لکھتا ہے۔ دجال یا مسیح الدجال یا مخالف مسیح۔ یا ہلاکت کا فرزند۔ یہ سب ایک ہی شخص دجال کے نام ہیں کیونکہ اہل کتاب کے نزدیک دجال کا ظہور پیش از حشر ضروری ہے۔ رسول پولوس فرماتے ہیں کہ قیامت نہ ہوگی جب تک دجال کا ظہور نہ ہوگا۔ جس

کے خاص تین نشان ہیں۔ اڈل دنیا کے تمام معبودوں کا مخالف۔ دوم دعویٰ خدائی۔ سوم معجزات و عجائبات کا اذعا۔ یہ نشان تو انجیل میں ہیں۔ مگر قریب قریب اسی کے اور کچھ ان سے جدا احادیث محمدیہ میں بھی ظاہر کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مظاہر الحق جلد چہارم میں بعض نشان یوں بیان ہوئے ہیں کہ دجال ساحر ہوگا۔ فتنہ و فساد برپا کرے گا۔ اپنی اطاعت کروائے گا۔ اس کے بال مڑے ہوئے ہوں گے۔ الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ جھوٹا مسیح ہوگا۔ گدھے پر سوار ہوگا۔ مردے کو زندہ کرے گا۔ نشانوں سے پایا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال یا اقسام دجال ضرور ہے۔ دجال کے جو نشان کلام الہی اور احادیث محمدیہ میں بیان ہوئے وہ قادیانی پیغمبر میں ضرور پائے جاتے ہیں۔ طوالت کے خیال سے ایک ایک کا مختصر بیان کرتا ہوں۔

الف..... دنیا کے تمام معبودوں کا مخالف۔ ناظرین نے قادیانی کے دعادی میں دیکھا ہوگا کہ دنیا کا کوئی معبود اس کی نظر میں نہیں ٹھہرتا۔ سب سے اپنے کو بڑا سمجھتا ہے۔ آریوں، برہمنوں، سکھوں، محمدیوں، مسیحیوں، غرضیکہ سب کا مخالف ہے۔ حال کے طاعونی اشتہار میں شیعوں کو لٹکارتا ہے کہ ”میں حسین سے بڑا ہوں۔“ جو تمام محمدیوں کے نزدیک سید الشہداء اور بقول محمد صاحب جنتیوں کے سردار ہیں۔ مگر مرزا قادیانی آل محمد کا بھی سردار ہوا۔ کیا یہ دجال کا نشان نہیں؟

ب..... خود خدا بن بیٹھے گا۔ حضرت محمد ﷺ نے ہمیشہ عبودیت کا دعویٰ کیا اور اپنے کو خدا کے سامنے ایک عاجز بندہ ثابت کیا۔ مگر قادیانی خدا بن بیٹھا۔ اس کا طاعونی اشتہار دیکھئے کہ خدا مجھ سے اور میں خدا سے۔ اب فرمائیے خدا بننے میں کیا شک رہا اور دجال کی صاف صفت اس میں پائی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے ایک دوست کو جس نے قادیانی سے بیعت کی تھی ملامت کی تو اس نے کہا کہ مرزا قادیانی کا ہاتھ مجھے ایسا معلوم ہوا جیسا خدا کا ہاتھ۔ مرزا قادیانی بھی اپنے مریدوں کی اس خوش اعتقادی کو قبول کرتے ہوں گے یا خود ان کو فرماتے ہوں گے کہ میں خدا ہوں۔ کیا اب بھی قادیانی کے دجال ہونے میں شک رہا؟

ج..... عجائبات۔ یعنی جھوٹے نشان۔ قادیانی مرزا اپنے سینکڑوں نشانات بیان کرتا ہے جو ان کے مریدوں کے نزدیک بالکل سچ ہیں۔ جھوٹی پیش گوئیاں جھوٹے معجزے، نئے سے نئے روز دیکھ لو۔ اگر یہ دجال نہیں تو کیا ہے۔ اب سمجھ لو کہ قیامت میں کتنی دیر ہے۔ اس کے جھوٹے عجائبات سے ناظرین واقف ہیں۔

د..... محمدی حدیث کی رو سے خاص سات نشان دجال کے ہیں۔ وہ سب قادیانی میں پائے جاتے ہیں۔

۱..... فسادی اس کی روزانہ زندگی اور تحاریر سے ظاہر ہے کہ جب سے اس کا ظہور ہوا اس قدر فتنے برپا ہوئے۔

۲..... سسکوں سے چھڑوا کر اپنی غلامی میں سب کو لیتا ہے اور کہتا ہے کہ صرف میری تابعداری کرو۔ میری تابعداری نہ کرنے کے باعث ہی طاعون آیا ہے۔

۳..... اس کے بال مڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس کے دعوؤں میں بار بار اس کا ذکر ہے۔

۴..... اس کی الوہیت کا جھوٹا دعویٰ ہم نے اوپر ثابت کر دیا۔

۵..... جھوٹا مسیح ہے۔ اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے اور یہی دجال ہے۔

۶..... گدھے کا سوار۔ اگرچہ لفظی طور پر نہیں مگر معنوی طور پر دو دفعہ گدھے کی سواری کر چکا ہے۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اگر آتھم اور کھسرام کی نسبت میری پیش گوئی پوری نہ ہو تو میرے گلے میں رسی ڈال کر گدھے پر سوار کیا جاوے۔ اب جس طرح یہ پیش گوئی پوری ہوئی ناظرین خود واقف ہیں تو کیا وہ اپنی ہی زبان سے گدھے پر سوار نہیں ہو چکا۔ کیا اب بھی اس کے دجال ہونے میں کسی کو شک ہے۔

۷..... مردے کو زندہ کرے گا۔ یہ شاید ابھی باقی ہے۔ اس ایک نشان کی کمی سے محمدی صاحبان کو اس کے دجال ہونے میں شک ہو تو ہو۔ امید ہے کہ عنقریب وہ بھی کر دکھائے گا۔ مگر مجھے کہ مسیحی ہوں۔ اس کے دجال ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔ لیکن چونکہ خدا مہربان اور رحیم ہے۔ ستارا اور غفار ہے۔ اگر اب بھی قادیانی توبہ کرے تو وہ بخش دے گا۔ ورنہ اس کا حشر ضرور دجال کے ساتھ ہوگا۔ میں ناظرین کی خدمت عرض کرتا ہوں کہ قادیانی خطرناک شخص ہے۔ اس سے اپنا دین اور ایمان بچاؤ۔ جو کچھ میں نے اوپر عرض کیا ہے اس پر غور و فکر کرو۔

ایڈیٹر..... مسیحی ہم عصر کو شاید معلوم نہیں مرزا قادیانی تو مردہ بھی زندہ کر چکے ہیں جس کی خانگی زبردست شہادت ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کی بیوی ام المرزا کین نے بیان کیا کہ میرا بچہ ہاتھوں پر آ گیا تھا۔ مرزا قادیانی نے اپنے باپ کی آسانی پری کونسل میں اہل کی جو منظور ہوئی اور ملک الموت کو ڈانٹا گیا کہ خردار جو میرے پوتے پر دانت کٹکٹائے۔ پس بچہ ہٹا کٹا اور بھلا چکا ہو گیا۔

۵..... غزے ڈبے ٹوٹ گئے

یا تو اوائل میں مرزا قادیانی کی یہ کیفیت تھی کہ اگر ایک رسالہ بھی اپنی رسالت و نبوت اور الہامات وغیرہ کے متعلق چھاپتے تھے تو حقانی علماء اور مشائخ کے نام بذریعہ رجسٹری بھیجتے تھے کہ احاب دو۔ اب چونکہ ہمارے علماء اور مشائخ اس جانب متوجہ ہوئے اور لگا تار مرزا قادیانی کی

مرمت میں رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ ایک کی وارد دو اور دو کی چار تو مرزا قادیانی کو قدر عافیت معلوم ہوئی۔ لہذا اپنے رسالوں کو اب ناظرین سے یوں چھپاتے اور دباتے ہیں جیسے ملی اپنی براز کو اور رسالوں کی اشاعت اپنے مریدوں ہی تک محدود رکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی ایسی کایا کیوں پلٹ گئی۔ وجہ یہی ہے کہ ان کے پاس بجز کمر اور زور اور سادہ لوحوں کے پھانسنے کے درحقیقت کوئی سلاہی نہیں۔ بولہ بارود کا میگزین ختم ہو گیا۔ ہاتھ سے ہتھیار چھوٹ گئے۔ کریں تو کیا کریں۔ خانگی پرچہ اخبار الحکم بھی صرف فدائیوں میں جاتا ہے۔ شخہ ہند میں بھی آتا تھا۔ مگر نکتہ چینی اور اعتراضات کے گراپ پڑنے لگے تو منارے کی درزوں میں چھپ گیا۔ یہ علامت ضعیف نہیں تو کیا ہے۔ لیکن ہمارے ناظرین کا فرض ہے کہ اگر ان کی نظر سے احکم گذرے تو ضرور لغویات کی چھٹاڑ کر کے ہفتہ وار ہمارے پاس بھیجتے رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ شخہ ہند میرٹھ
کیمبر اگست ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۲۹ کے مضامین

.....۱	مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و افعال میں تخالف
.....۲	قاموس الاحمدی یا ڈکشنری احمدیہ
.....۳	مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر مولانا شوکت اللہ!
.....۴	سیف چشتیائی یعنی حجة الله البالغة على لشمس البازغہ والاصلاح الفصیح لاعجاز المسیح مولانا شوکت اللہ!
.....۵	بعض بد معاش مرزائی مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

.....۱ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و افعال میں تخالف

واعظان کین جلوہ بر محراب دمبر میکہ

چون بخلوت میروند آن کاروگر میکہ

پیارے ناظرین! مجھے عرصہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کے کتب و اشتہارات کا مطالعہ

رہتا ہے۔ ان سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ مرزا قادیانی اعلیٰ درجہ کے محرر ہیں۔ رہا یہ کہ فرقہ احمدیہ

مرزا قادیانی کو مہدی آخر الزمان، مسیح موعود، مثل مسیح، بروزی محمد وغیرہ اعتقاد ماننے میں اور منکر ان عقیدہ مذکور کو بے دھڑک بلا خوف خدا اور رسول کافر کہتے ہیں تو یہ ان کا خیال غلط ہے۔ میں مرزا قادیانی کے منکر کو ہرگز کافر نہیں کہتا۔ صرف خدا اور رسول (محمد ﷺ) کا منکر کافر ہے۔ اس پر قرآن اور حدیث گواہ ہیں۔

مرزا قادیانی کے قول اور فعل میں بہت اختلاف ہے جو ایک بزرگ کے خواص سے بعید ہے۔ یعنی ہرگز یدگان خدا جو بات کرتے ہیں وہ خالصاً لہجہ اللہ ہوتی ہے۔ اس میں کسی خواہش نفسانی کو دخل نہیں ہوتا اور اس کا فعل کبھی اس کے قول کے مخالف نہیں ہوتا اور اس کا قول تب اوروں کے دل پر اثر کرتا ہے جب وہ خود پہلے اس پر عمل کر کے ثابت کر دے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے نفس کی تعریف میں بہت سے اوراق پریشان کو جمع کیا ہے اور وہ اوراق قابل قدر ہیں بھی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی تصنیف تو ہیں نہیں بلکہ قدیمی کتب سے تالیف و اقتباس کیا ہے۔ مگر ناظرین پر کھل جائے گا کہ کہاں تک مرزا قادیانی یا ان کی جماعت اس پر عامل ہے۔

تعریف نفس..... نفس انسان ایک ایسی پوشیدہ چیز ہے جس میں بہت سی باطنی استعدادات اور قوی موجود ہیں۔ اس کی تربیت اور نشوونما میں انسان اعلیٰ مدارج حاصل کر سکتا ہے جس کے تین درجے ہیں۔ امارہ، لؤامہ اور مطمئنہ۔

امارہ..... نفس امارہ اس باطنی استعداد کا نام ہے جو انسان کو بدی کی طرف جھکاتا ہے اور برے راستوں پر اس کو چلاتا ہے۔ کیونکہ برائی کی طرف جانا انسان کی ایک حالت ہے جو اخلاقی حالت سے پہلے اس پر طبعاً غالب ہوتی ہے اور یہ حالت اس وقت تک طبعی کہلاتی ہے جب تک انسان عقل و معرفت کے زیر سایہ نہیں چلتا اور بہائم کی طرح۔ کھانے، پینے، سونے، جاگنے، غصہ اور جوش دینے والے امور میں طبعی جذبات کا پیرو رہتا ہے اور بات بات میں اس کو غصہ آتا ہے۔ تحمل، صبر، حوصلہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ مغلوب الغضب، انتقام کشی، گندہ دہنی کا والد و شیدا بن جاتا ہے۔

لؤامہ..... نفس لؤامہ سے اخلاقی حالتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس مقام پر انسان دوسرے حیوانی مشابہت سے نجات پاتا ہے اور امارہ سے لؤامہ کے درجہ پر ترقی پا کر انسان کو برائی پر ملامت کرتا ہے اور اس بات پر خوش نہیں ہوتا کہ انسان شتر بے مہار کی طرح خواہشات نفسانی کی پیروی میں جدھر منہ اٹھاوے چلا جائے۔ بلکہ اس کا اقتضاء یہ ہی ہوتا ہے کہ انسان سے اچھے عادات اور اچھے اخلاق صادر ہوں اور انسانی زندگی میں کوئی بے اعتمادی سرزد نہ ہو اور اپنی طبعی خواہشوں کے مقابلہ

میں عقل سلیم کو مشیر بناوے۔ چونکہ وہ بری حالتوں میں ملامت کرنے والا ہے۔ اس واسطے اس کا نام لوامہ رکھا ہے۔ وغیرہ!

مطمئنہ..... نفس مطمئنہ روحانی حالتوں کا تیسرا درجہ ہے جو تمام کمزوریوں سے نجات پا کر روحانی قوتوں سے مالا مال ہو جاتا ہے اور سب سے توڑ کر خدا سے ایسا جوڑتا ہے کہ بغیر اس کے جی نہیں سکتا اور جس طرح پانی فراز سے نشیب کی طرف نہایت تیز روی سے جاتا ہے۔ اسی طرح یہ خدا کی طرف جاتا ہے اور اس میں غیظ، غضب، غصہ نہیں رہتا اور وہ لوٹ امارہ ولوامہ سے مبرا اور پاک ہوتا ہے۔

یہ مختصر مطلب مرزا قادیانی کے ان طول طویل تحریرات کا ہے جو اساتذہ سلف کی کتب سے نکال کر رنگ آمیزیوں سے اور اقساہ کر دیئے۔ اب ناظرین ازراہ انصاف خیال فرما سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا نفس نفیس ان تین مدارج سے کس درجہ کا مصداق ہے؟ اور ان تحریرات سے مرزا قادیانی نے صرف اپنی خوش تقریری اور انشاء پردازی جتلائی ہے یا درحقیقت مرزا قادیانی کا نفس مطمئنہ ہے اور نفس مطمئنہ والے شخص میں کبھی شیطانی وساوس یا خواہشات نفسانی یا انتقام کشی یا گندی پانی کا ہونا ممکن ہے۔ یا نہ، اگر نہیں تو جس شخص کے نفس میں یہ اوصاف ہوں وہ نفس ان مدارج میں سے کس درجہ میں ڈبل شمار ہے۔

مرزا قادیانی کی خوش اخلاقی اور شیریں کلامی جو بقول مرزا قادیانی و مرزا ایمان نفس مطمئنہ کا ظرف ہے۔ ان کی کتب اور تحریرات سے واضح ہے۔ بالتفصیل اس کی نقل کے واسطے ایک ضخیم کتاب چاہئے مگر میں مختصر مشتمل نمونہ خردوارے عرض کر کے اس کا فیصلہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت اور انصاف پسند طبائع پر چھوڑتا ہوں۔ لیجئے!

۲..... قاموس الاحمدی یا ڈکشنری احمدیہ

(نوٹ: اس مضمون میں مرزا قادیانی کی بدزبانی کو ابجد کے حساب سے مرتب کر کے شائع کیا گیا۔ یہ چونکہ جامع مضمون بشکل رسالہ احتساب ج ۲ میں موجود ہے۔ اس لئے یہاں سے حذف کر دیا ہے۔ مرتب!)

۳..... مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر

اے دنیا کے لوگو! خوب یاد رکھو کہ نبی اور رسول یا فارم ہمیشہ وحشیوں میں پیدا ہوتے ہیں اور نیچر کا یہی اقتضاء ہے۔ لیکن وحشت اور تہذیب کے سر پر سیٹنگ نہیں ہوتے۔ یہ دونوں نسبتی

اہم ہیں۔ کوئی کم وحشی، کوئی زیادہ وحشی، یورپ والے کم وحشی ہیں اور ان کے مقابلہ میں ایشیاء والے زیادہ وحشی۔ سوڈان اور ہندوستان خصوصاً ان دونوں ممالک کے مسلمانوں کی وحشت کی تو کوئی انتہا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں ممالک میں رفاہ پر پیدا ہو رہے ہیں۔ خواہ ان کو مہدی کہو۔ خواہ مسیح نبی کہو خواہ رسول۔ سوڈان میں متواتر مہدی پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں اور کچھ مہدیوں کی پیروی لگ رہی ہے۔ عجم ریزی ہو رہی ہے۔ چند روز میں موسلا دھار بارش ہونے پر آگ آئیں گے اور پھر تھوڑی مدت میں چند درخت ہوجائیں گے۔

سنو سنو! جب کہ ہندوستان میں سوڈان سے کہیں زیادہ وحشت برس رہی ہے اور لوگ دین اور دنیا کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں۔ وحشیوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں تو تم ہی انصاف سے کہو کہ یہاں رفاہ مریکوں پیدا نہ ہو۔ پس میں رفاہ ہوں، رسول ہوں، نبی ہوں، مہدی ہوں، مسیح ہوں۔ غرضیکہ بعد خدا میرا درجہ ہے اور ایک معنی سے تم اگر مجھے خدا بھی سمجھو تو تعجب میں کوئی بات نہیں۔ دیکھو یسوع مسیح کو نصاریٰ خدا کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ انسان تھا۔ میں بھی انسان ہوں، نہ جس طرح یسوع مسیح نہ صرف نبی بلکہ خدا کے بیٹے اور خود خدا ہیں تو میں کیوں خدا کہلانے کا حق نہ ہوں؟ آسمانی باپ نے مجھ پر الہام کر دیا ہے کہ: "انت بمنزلہ ولدی" اس الہام سے ظاہر ہے کہ جس طرح آسمانی باپ نے یسوع مسیح کو اپنا حقیقی فرزند بنایا ہے اسی طرح مجھے بمنزلہ ولد (بننے اور لے پا لک) قرار دیا ہے۔ پس مجھ میں اور یسوع مسیح میں کیا فرق رہا۔ بلکہ میں ایک معنی کے لحاظ سے یسوع مسیح پر شرف رکھتا ہوں۔ یسوع مسیح کی نانیاں، دادیاں کسبیاں تھیں اور یسوع مسیح کسبیوں سے تیل ملوایا کرتے تھے۔ میں معصوم ہوں اور ان تمام عیوب سے پاک۔ پھر جب یسوع مسیح جیسا شخص ابن اللہ اور خدا ٹھہرا گیا تو میرے باب میں منکروں کے کان کیوں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ ہٹ دھرمی اور نا انصافی نہیں تو کیا ہے۔

دیکھو! تم کانوں کی ٹھٹھیاں بڑے بھاری سلیور سے نکلواؤ اور اچھی طرح سنو کہ قوم اور ملک کی اصلاح کا کسی شخص واحد پر خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا روز بروز بڑھتی اور ترقی کرتی جاتی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جس قدر اصلاح ہوگی۔ اسی قدر ترقی ہوگی۔ ورنہ ترقی کے پاؤں کٹ جائیں گے۔ پس یہ کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی رفاہ قیامت تک کی اصلاح کا ٹھیکہ لے سکے۔ جب کہ زمانہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے اور انسانی سوسائٹی ایک حال پر قائم نہیں رہتی۔ کل کا مردہ تو کل ہی کو گڑے گا آج نہیں گڑ سکتا مگر وحشیوں کی وحشت و جہالت کا کیا علاج۔

سنو سنو! سو برس اور تیرہ سو برس کا خواب تم آج دیکھ رہے ہو۔ وہ زمانہ لگ گیا۔ دنیا

بدل گئی۔ کائنات الٹ پلٹ ہو گئی۔ ہر شے اپنے موقع اور محل پر ٹھیک ہوتی ہے اور ہر فصل اپنے اوقات مقررہ پر آتی ہے۔ بعض ممالک کے باشندے جو اس وقت اعلیٰ درجہ کے مہذب کہلاتے ہیں وہ شروع میں جانوروں کی کھالیں پہنتے تھے اور پھوس کے پھپھروں یا پہاڑوں کی کھوہوں میں زندگی گزارتے تھے۔ اب سینکڑوں سال کے بعد کیونکر ممکن ہے کہ ان کا وہی وحشت کا اولڈ فیشن قانون جاری رہے اور نہ آج کے روز کوئی مہذب قوم گوارا کر سکتی ہے کہ قدیم زمانے کے قوانین ان پر جاری کئے جائیں۔

اے مسلمانو! تمہاری عقل تو گھن چکر ہو گئی ہے کہ انسانی کاموں کو خدا کے کام اور ان کو معجز اور خرق عادت کا یقین کرتے ہو۔ جو کام ایک انسان نے کیا وہ سب کر سکتے ہیں۔ گزشتہ رفتاروں نے اول تو معجزات دکھائے نہیں نہ ان کی یہ شان تھی کہ مداری کی طرح پھنک ایک پھنک دو کا تماشا دکھائیں۔ نہ انہوں نے کبھی معجزات دکھانے کا دعویٰ کیا اور اگر کسی نے تمہارے نزدیک معجزہ دکھایا ہے تو میں دس حصے بڑھ کر معجزہ دکھانے کو تیار ہوں اور دکھا چکا ہوں۔ تمہاری آنکھوں پر قدرت نے اندھیری ڈال دی ہو تو اس کا علاج میرے پاس نہیں۔ اگر انبیاء اور رفتارم طرح طرح کی حکمت عملیوں سے کام نہ لیتے اور امور مافوق العادت کے کرشمے بظائف الجحلی نہ دکھاتے تو وحشی قومیں کبھی ڈھب پر نہ چڑھتیں۔ انسان بھی مجملہ حیوانات کے ایک حیوان ہے اور جس طرح حیوانوں کی تمام نوعیں قدیم ہیں۔ اسی طرح نوع انسانی بھی قدیم ہے۔ پہلے آدم علیہ السلام کا اور پھر حوا کا پیدا ہونا اور ان کا بہشت میں رہنا اور پھر گیہوں کے کھانے پر خدائے تعالیٰ کا لات مار کر ان کو بہشت سے نکال دینا اور لڑھکتے پھڑکتے سنگلد ہیپ میں جا کر نا یہ ایک دل خوش نادل ہے۔ جس کو عقل انسانی باور نہیں کر سکتی۔ ہاں! وحشیوں کے انسان بنانے اور ان پر عبرت ڈالنے کا بہت خاصہ لٹکا ہے۔ شیطان کا کوئی وجود نہیں۔ انسان ہی شیطان ہے۔ انسان ہی فرشتہ ہے جو کچھ ہے انسان ہے۔ آخر بہشت اور دوزخ کا کہیں پتا بھی ہے وہ کون سی سر زمین میں کون سے غار میں ہیں۔ کس پہاڑ کی کھوہ میں چھپی ہوئی ہیں۔ بالکل خلاف عقل ہے کہ کوئی شے دنیا میں موجود ہو اور اس کا پتہ نہ لگے۔ جس طرح دیوں اور جنوں اور پریوں کے سینکڑوں اور ہزاروں قصے ہیں۔ ایسا ہی قصہ آدم و حوا کا ہے۔ مگر ہے بہت و لفریب جس پر بعض جاہل اور وحشی قومیں اب تک لٹو ہو رہی ہیں۔

سنو سنو! انسانوں کا گروہ اول میں بندر اور لنگور تھا۔ جنگلوں اور پہاڑوں سے نکلا۔ جا بجا جھونپڑیاں بنالیں۔ رہتے سہتے کام کاج کرنے وغیرہ سے ان کی دماغی چھڑکیں۔ ہال گر گئیں۔

اجھے خاصے انسان نکل آئے۔ رفتہ رفتہ مکانات اور عمارات وغیرہ بنانے میں ترقی کی اور یوں شہر آباد ہو گئے۔ اب آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ چند روز میں جب انسان نسل کامل طور پر دنیا میں پھیل گئی تو پہاڑ اور جنگل سب کے سب انسانوں سے منہام نہ یوں پٹ جائیں گے جیسے شہد کے چھتے کھیلوں سے اور ڈربے کبوتروں سے اور ٹاپے مرغیوں سے اور جس قدر حیوانات، چرند اور پرند وغیرہ ہیں سب انسانوں کے شکار ہو جائیں گے۔ کیونکہ نسل انسانی چار طرف پھیل جانے سے اناج اور ترکاری اور میوؤں وغیرہ کا سلفہ کر جائے گی۔ پیداوار اراضی اس کے لئے کافی نہ ہوگی۔ پس انسان جن پہاڑوں اور جنگلوں سے نکلے تھے پھر وہیں چلے جائیں گے۔ لیکن وحشت اور جہالت کے ساتھ نہیں بلکہ عقل اور انسانیت اور اوراک و تمیز کے ساتھ۔ دیکھ لو کالونیوں کے آباد ہونے کا ابھی سے لگا لگ گیا ہے۔ پس یہ اسی بات کا پیش خیمہ ہے کہ دنیا میں چہ ہمز میں بھی باقی نہ رہے گی۔ جس میں انسان آباد نہ ہو۔ بندروں اور لنگوروں کو یہ بھاگ لگیں گے۔

سنو سنو! دنیا میں ہزاروں اور لاکھوں رفاہ مر آئے اور سب نے یہی چاہا کہ انسانوں کو متحد اور متفق کر کے یوں لے بیٹھیں۔ جیسے مرغی اپنے پروں میں انڈوں بچوں کو۔ لیکن شامت جو دھکا دیتی ہے تو انسان ان کے پروں سے نکل کر نفاق کی ملی کا کھا جاہن گئے۔ کسی رفاہ مر نے یہ نہیں کہا کہ مجھی میں سرخاب کا پر ہے اور دوسرے رفاہ مر بالکل لندورے ہیں۔ میرے بھائی محمد صاحب ہی کو دیکھ لو جنہوں نے تمام گزشتہ میرے چچا کے بیٹے رفاہ مروں کو یکساں مانا اور ان کی تصدیق کی اور آئندہ کے لئے حکم دیا کہ میرے بعد مہدی آئے گا۔ اس کو سچے دل سے ماننا اس کی اطاعت کرنا اور اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جانا۔ جس طرح تعاشی اور محمد احمد کے جھنڈے کے نیچے سوڈانی اور جیسے کر دگر کے جھنڈے تلے بوڑھے ہو گئے اور اب مہدی اور امام الزمان آسمان سے سیرھی لگا کر قادیان کے منارے پر اترنا تو سب کے سب فرٹ ہو گئے اور ان تکوں میں تیل ہی نہ رہا۔ یہ دنیا کے لوگوں کی بدبختی نہیں تو کیا ہے۔ دیکھو تمہارے قرآن میں موجود ہے۔ ”منہم من قصصنا علیک ومنہم لم نقصص“ یعنی بہت سے انبیاء کا ہم نے ذکر کر دیا اور بہتوں کا ذکر نہیں کیا۔ اس آیت میں گزشتہ یا آئندہ نبیوں کی کچھ تصریح اور تخصیص نہیں۔ یعنی جس طرح گزشتہ زمانے میں نبی پیدا ہوئے ہیں آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ تم نے خدا کو عاجز اور اس کی قدرت کو محدود سمجھ لیا۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک نبی تمام آنے والے نبیوں کا خاتمہ کر دے اور بالفرض کوئی نبی خاتم ہو بھی تو وہ انبیاء کا خاتم ہوگا نہ کہ رسولوں کا۔ رسول کا مرتبہ نبی سے بڑھ کر ہے۔ پس میں رسول ہوں، نبی نہیں اور قرآن میں بھی محمد صاحب کی نسبت خاتم النبیین وارد ہوا

ہے نہ کہ خاتم الرسل۔ جب تم نبی اور رسول میں بھی فرق نہیں کر سکتے تو میرے دوسرے نکتے کیا خاک سمجھو گے۔

سنو سنو! جس طرح نیچر کا اقتضاء ہر قسم کی ترقی ہے اسی طرح اس کا اقتضاء ہمیشہ کے لئے رفا ر مردوں کا پیدا ہونا تم کو معلوم نہیں۔ یورپ میں کس قدر رفا ر مر پیدا ہو رہے ہیں۔ یعنی ہر فن اور علم اور ہر شعبہ کا ایک رفا ر مر ہے اور نہ صرف رفا ر مر بلکہ موجد پیدا ہو رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ موجد کا مرتبہ رفا ر مر سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ رفا ر مر ایک موجودہ شے کی اصلاح کرنے والا اور موجد اور مخترع ایک نئی شے کا پیدا کرنے والا ہے۔ تم اپنی وہی پرانی ذہنی بجائے جاتے ہو اور پرانے رفا ر مردوں کو پیٹے جاتے ہو۔ تمہاری ہمتیں بالکل پست ہو گئی ہیں۔ ضعیف الاعتقاد یوں نے تمہارے کاشنسن اور اس کے فیٹنگ کو بالکل چاٹ لیا ہے۔ تم تو مسلمان کیا معنی کسی مذہب کے بھی نہیں رہے۔ تم کو مسلمان کہنا اسلام کی توہین کرنا ہے۔ پس میں ایسیوں صدی میں مہدی اور امام آخر الزمان کے قالب میں ڈھل کر آیا ہوں کہ تمہاری اصلاح کروں اور تمہیں انسان بناؤں۔ (باقی آئندہ)

۴۰ سیف چشتیائی یعنی حجة الله البالغة على الشمس

البازغہ والاصلاح الفصیح لاعجاز المسیح

جناب فیض مآب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب متوطن گولڑا ضلع راولپنڈی کے کمالات اور حالات اور خلوص اور تقویٰ سے نہ صرف ہمارے ناظرین بلکہ تمام پنجاب اور بیشتر حصص ممالک ہندوستان اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ ایک گوشہ نشین متوکل باللہ باہمہ اپنے انفاس قدسی اساس سے مرجع خلافت اور باعث ہدایت مریدین و مسترشدین و ذرائعین ہیں۔ آپ کو شہرت اور حب جاہ و منصب و نبوی سے بگلی نفرت ہے۔ آپ جس طرح شیخ وقت ہیں اسی طرح تمام علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع ہیں۔ مرزا قادیانی کے عقائد کا زہر یلا اثر دور کرنے کو حسب اصرار علماء و مشائخ کتاب شمس الہدایہ تصنیف فرما کر شائع کی۔ پھر کیا تھا مرزا میوں پر قیامت نازل ہو گئی اور قادیانی مرزا نے خواہ مخواہ اپنی شہرت اور نمود کے لئے حضرت مختشم الیہ کو مخاطب گردانا۔ مباحثہ کا اشتہار دیا۔ چونکہ یہ دین کا معاملہ تھا۔ پس اعلاء کلمتہ اللہ کو حضرت پیر صاحب نے حسب استدعا علماء کرام و مشائخ عظام ضروری سمجھا اور معہ ایک کثیر مجمع علماء اور مشائخ کے حسب تحریک و طلب و شرائط مرزا قادیانی لاہور تشریف لائے جہاں کئی ہزار مسلمانوں نے آپ کا استقبال کیا اور لاہور

میں چند روز مقیم رہے۔ مرزا قادیانی کے نام رجسٹریاں بھیجیں کہ مرد میدان بن کر خدا کے شیروں کے مقابلہ پر آئیے۔ مگر مرزا قادیانی اور اس کے اہالی موالی جن کو اپنی حقیقت معلوم تھی لومڑیوں اور حیض والے خرگوشوں کی طرح قادیان کی کھوہوں میں دم دبا کر چھپ گئے۔ جو حیض تھا وہ نفاس اور استخاضہ بن گیا۔ پاک ہوتے تو پاکوں کے مقابلے پر آتے۔

جب روسیائی کا گھڑوں پانی پڑ گیا اور منکوں تیل گھل گیا اور دنیا پر مرزائیوں کا عجز ثابت ہو گیا تو جھوٹے اور چل مٹانے کو مدت مدید کے بعد حضرت پیر صاحب کی کتاب شمس الہدایہ کے برائے نام جواب میں مرزا قادیانی کے ایک راتب خوار گر گئے نے کتاب شمس بازغہ شائع کی اور پھر مرزا قادیانی نے تفسیر سورہ فاتحہ چھپوائی جس کی چھٹاڑ متعد و مرتبہ ضمیمہ شخہ ہند میں ناظرین کی نظر سے گزر چکی ہے۔ مندرجہ عنوان کتاب مستطاب مرزا قادیانی کی شمس بازغہ اور تفسیر سورہ فاتحہ کا جواب و اصلاح ہے جو تجیم اور ضخیم یعنی ۳۳۶ صفحات پر ہے۔ باہمہ پیر صاحب نے محض خلوص اور افادہ خلق اللہ کے لئے اس کو وقف فی سبیل اللہ کر کے مفت تقسیم فرمایا ہے۔ اس کتاب کی لاگت اور اشاعت میں ہزار بارہ سو روپیہ سے کم کسی طرح صرف نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی تو ایک جز کی کتاب بھی چھپواتے ہیں تو چندے کا اشتہار دیتے ہیں اور پھر ایک پیسے کی لاگت کے دس پیسے وصول کر لیتے ہیں اور اپنے جاہل فدائیوں کے سوا دوسرے کو نہیں دکھاتے۔ کیونکہ قلعہ کھلتی ہے۔ پیر صاحب نے نہ چندے کا اشتہار دیا نہ کسی کو روپیہ کے لئے مجبور کیا اور متوکلا علی اللہ یہ کام انجام کو پہنچا۔ اس میں شک نہیں کہ عجیب و غریب کتاب ہے۔ مرزائی عقائد اور دعاوی ہی کا استیصال نہیں کیا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی تفسیر سورہ فاتحہ (جس کا نام انہوں نے اعجاز آس رکھا ہے) ایسی اصلاحیں کی ہیں کہ سبحان اللہ سبحان اللہ!

اب ہم منتظر ہیں کہ قادیانی گنبد سے سیف چشتیائی کے جواب میں کیا صدا نکلتی ہے۔ مرزا قادیانی کس کس کتاب کا جواب دیں گے۔ جب کہ ایک ایک شیطان کی درگت کو تیس تیس قدسی فرشتے تیار ہیں۔ کتاب عصائے موسیٰ کا جواب دینے والے تو زندہ درگور ہو گئے۔ ہاں مرزا قادیانی نے اس حیلے سے چندہ خوب بیڑا اور جس طرح امہات المؤمنین کے جواب کے لئے تو تھمبو کر کے لوگوں سے نکلے اپنے اسی طرح عصائے موسیٰ کے جواب میں اپنے فدائیوں کو جل دے کر ان کی گانٹھ کاٹی۔ اب سیف چشتیائی کے جواب کے لئے مداری کا کا سہ گدا کی مرزائیوں کے گھر گھر پھرے گا اور جواب تو جیسا کچھ نور بھرا ہوگا ہم کو پہلے ہی معلوم ہے۔ جب ضمیمے کے ایک مختصر سے آرٹیکل کا جواب بھی نہیں دیا جاتا تو ایسی بسیط اور قاطع کتابوں کا جواب کیا

بن پڑے گا۔ ہاں قادیانی زنبیل حتماء کی گاڑھی کمائی سے ضرور بھر پور ہو جائے گا۔ پس مرزا قادیانی ایسے بدرتے تو خدا سے چاہتے ہیں۔ اسی میں ان کی گرم بازاری اس میں روٹیاں اور اسی میں زعفرانی حلوے اور قوت باہ کی یا قوتیاں ہیں جن سے قادیان میں ایک ایک مرزائی ساٹھا پاشا بنا ہوا سنڈیا رہا ہے اور سانپ کی طرح پھینٹنا رہا ہے۔

ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمارے علماء اور مشائخ اور خود ہمیں نے جوابات لکھ کر مرزا قادیانی کو شہیر کے ہانس پر چڑھا دیا ہے اور وہ اسی میں خوش ہے۔ چار طرف سے کیسی کیسی چٹاڑ ہو رہی ہے۔ جعلی نبوت و رسالت کا کیسا کچھ خاکہ اڑ رہا ہے۔ مرزا قادیانی کے کریکٹر کی کیسی مٹی خراب ہو رہی ہے۔ مگر وہ خوش ہیں اور ایک ایک مرزائی کی باجھیں کانوں تک کھلی ہوئی ہیں۔ حیا کون کتیا ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے پاس دم ہلاتی آوے۔

ایک مسخر الذی کسی محفل سے جتیا کر دھکے دے کر نکال دیئے گئے۔ جھٹ پٹ پگڑی سر سے لپیٹ کر اور مونچھوں کو تادو دے کر کہتے ہیں۔ واہ بے ایسے تیسو تہاری یہ محفل تو کیا چیز ہے اس جناب تو بڑے بڑے مخلوں سے نکلوائے گئے ہیں۔ یہی کیفیت مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی ہے۔ پیر صاحب نے زبان عرب میں اس کتاب کا جو فصیح و بلیغ دیباچہ چار صفحات پر لکھا ہے مرزا قادیانی اور تمام مرزائی سر سے سر اور سر سے سر ملا کر ویسا دیباچہ لکھ کر دکھائیں تو سہی اگر کچھ لکھیں گے تو کتب عربیہ کا سرتہ ہوگا۔ جیسے کلام مجیدی کی آیتوں کا سرتہ کر کے تیل باتر بوز اپنا الہام گھڑا ہے۔

پیر صاحب ایک چشمہ فیض ہیں۔ تمام سچے مسلمانوں کو آپ کا ممنون ہونا چاہئے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ آپ کے دل و دماغ میں زیادہ برکت دے اور اس دینی نصرتہ کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ (باقی آئندہ)

۵..... بعض بدمعاش مرزائی

مرزائیوں کی سینکڑوں درخواستیں دھوکا دے دے کر ہمارے نام آتی ہیں کہ ضمیمہ جاری کر دو۔ کوئی مولوی ہوتا ہے کوئی حکیم۔ کوئی مختار، کوئی ڈاکٹر، کوئی کلرک، کوئی سرفتر مگر مجددانہ الہام سے ہم کو فوراً ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بدمعاش ہیں۔ دھوکے باز ہیں، کوئی مرزائی لوٹ پھیر کر عیسیٰ مسیح کی وفات کی نسبت وہی پرانے یہودہ سوالات کرتا ہے جن کے جوابات چند مرتبہ ضمیمہ میں ہو چکے ہیں اور بعض بدمعاش اس لئے ضمیمہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس میں ان کے پیر و مرشد کی کیسی درگت ہوتی ہے۔ پچھلے دنوں ایک بدمعاش نے ۸ نام لکھ کر بھیجے کہ ان کے نام ضمیمہ جاری کر دو اور

سب کی قیمت فلاں ہیڈ کلرک سے بذریعہ وی۔ پی وصول کر لو۔ مگر جب ہم نے ہیڈ کلرک کے نام خط بھیجا تو صدائے برخواست اور نہ پھر اس مردود نے جواب دیا۔ ہتھ تہارے خزانہ دجال کی دموں میں سوڈانی مہدی کا وہ۔ یاد رکھو ہم ضمیمہ کسی سے نہیں چھپاتے۔ جس طرح تمہارا پیر و مرشد اپنی خانگی دو درتی (الحکم) کو چھپاتا ہے۔ ہم تو جو کچھ کرتے ہیں ڈنکے کی چوٹ کرتے ہیں۔ ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
۸ اگست ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۳۰ کے مضامین

.....۱	مختصر نوٹ
.....۲	بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر مولانا شوکت اللہ!
.....۳	ایک مسلمان اور ایک مرزائی کی گفتگو عبدالغنی صدیقی از پور جملہ!
.....۴	بقیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و افعال میں مخالف

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

.....۱ مختصر نوٹ

الحکم مطبوعہ ۲۳ جولائی گزشتہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب سیف چشتیائی پر ایک نہایت دلنکن نوٹ شائع ہوا ہے۔ حضرت پیر صاحب یا ضمیمے کے نامہ نگار گورنمنٹ کو ایسے مشتبہ کرنے والے نوٹ کا ضرور جواب دیں۔ ہم بھی کچھ لکھیں گے وہ نوٹ یوں ہے۔ ”پیر گولڈوی نے سیف چشتیائی جو کتاب تیار کی ہے اس کے ٹائٹل ہیج پر دو تلواروں کی تصویر بھی دی ہے۔ ہم کو یاد پڑتا ہے کہ لارڈ لارنس کے پیچو پر جو تلوار اور قلم کا کتبہ ہے اس پر اعتراض کیا گیا تھا اور اہل ہندیا کم از کم اہل پنجاب کی خواہش ظاہر کی گئی تھی کہ اس کتبہ کو بدل دیا جائے۔ سیف چشتیائی کے مصنف کی غرض ان تلواروں کے بنانے سے اگر حضرت حجۃ اللہ صغیر (مرزا قادیانی) کے خلاف قتل کا منشی اشارہ نہیں یا جہاد کی ترغیب نہیں تو اس فضول تحریک سے کیا فائدہ تھا۔ یا میر بہر حال گورنمنٹ کے نوٹس لینے کے قابل ہے اور ہم اس پر کسی قدر صراحت سے لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک گوشہ نشین نقاب پوش درویش کی تحریر پر ان تلواروں کا نشان حیرت انگیز امر ہے اور کسی خاص راز کی طرف ایما کرتا ہے۔ ورنہ پیر گولڈوی کے مذاق اور مشرب کے لحاظ سے تو طنز اور چنگ کی

تصویریں موزوں تھیں۔“

اسی نمبر کے احکم میں مرزا قادیانی کے ملفوظات میں سے کچھ حصہ اخذ کیا ہے۔ جسمیں حج کی تعریف ہے۔ لیکن جدید نبی اور اس کی امت کوچ کی کیا ضرورت جب کہ قادیان ایک اعلیٰ درجہ کا دارالامان ہے اور جس کی حرمت حرمین سے زیادہ ہے۔ غالباً حج سے مراد قادیان کا حج ہے۔ مرزائی لوگ جو روپیہ حج میں صرف کریں وہ مرزا قادیانی کے فنڈ میں کیوں نہ دیں۔ حج کرنا ایک تیرتھ ہے اور قادیان جانا معراج۔

احکم میں علت ابنہ اور لواطت کا علاج بتایا گیا ہے۔ بے شک اس اصلاح کی اشد ضرورت تھی۔ قادیان میں بجائے طاعون اب یہ مرض پھیلا ہوا ہے؟ خدا تعالیٰ کے خوف اور محبت کی نسبت بھی مرزا قادیانی کے ملفوظات سے احکم میں کچھ حصہ لیا گیا ہے۔ محبت کیسی۔ یہاں تو خوف ہی خوف ہے۔ فلاں اتنے دنوں میں کتے کی موت مارا جائے گا اور فلاں اتنے عرصہ میں چھھر کی طرح بھن بھن کرتا ہوا ہلاک ہوگا اور فلاں اتنے دنوں میں تلوار کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ مرزائیوں کا خدا محبت کا خواہاں نہیں وہ تو جلال کا پتلا ہے۔ بات یہ ہے کہ وحشی لوگ خوف اور دھونس ہی سے قابو میں آتے ہیں۔ آگے چل کر تسخراً میز اور مومن عبارت حسب ذیل ہے۔

”حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا عشق میں نہیں رہتا۔ غرض بہ نمونہ جو انتہاء محبت کے لباس میں ہوتا ہے وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے۔ دوڑتے ہیں محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے۔ جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے۔ (یہ سنگ اسود کو بوسہ دینے کی تضحیک ہے) پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ وغیرہ۔“

۲..... بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! وحشیوں پر اپنے لٹکوں کا کامل اثر جانے کے لئے رفتار مرکوب بہت کچھ پاڑ بیٹے پڑتے ہیں۔ مدت مدید تک اس کا فسوں بیکار جاتا ہے۔ جیسے چکنے گھڑے پر پانی کی بوندیں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ استقلال بڑی چیز ہے۔ بلا خرنشیب میں پانی مر جاتا ہے اور کام چھتیس ہو جاتا ہے..... بلا خرد وحشیوں کو ٹھونک رکھا اور سب کی سرکشی کے نکلنے کے بل نکال ڈالے۔ اس کے بعد ضرور تھا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرتے اور اپنے کو منجانب اللہ اور صاحب وحی بتاتے اور اپنے نام کا کلمہ پڑھواتے۔ کیونکہ ان کو اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اب کوئی حون و چرا کرنے والا باقی نہیں رہا۔

میری بعثت کو بھی ڈھائی قرن یعنی ۳۰ سال گزر گئے ہیں۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں دفعۃً نبی اور رسول ہو گیا ہوں۔ میں نے بھی اس عرصہ میں طرح طرح رنگ بدلے ہیں۔ پہلے تمام مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے کتاب براہین احمدیہ لکھی اور مسالے و اشتہارات دیئے کہ اگر کوئی اس کا جواب لکھ دے تو میں اپنی ذاتی بارہ ہزار روپیہ کی جائیداد انعام میں دینے کو تیار ہوں۔ وحشیوں پر اس سے سکہ جسنے لگا اور بڑے بڑے لوگ جان و مال سے میری آؤ بھگت کرنے لگے۔ پھر میں نے الہام کا چھینٹا دیا اور اپنے کو صاحب کشف و کرامات بتایا۔ پیشین گوئیاں کیں۔ مگر صرف لوگوں کی موت کی۔ اس سے ہول دلوں اور کمزور کائناتوں کے لئے ضعیف الاعتقادوں میں تہلکہ مچ گیا۔ بید کی طرح تھرانے لگے۔ آپ کو معلوم ہے کہ وحشی لوگ لالچ کو اس قدر نہیں مانتے جس قدر خوف کو مانتے ہیں۔ اس عرصہ میں جو شخص قادیان آیا تھڑاتا ہی گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے خوش کرنے والی پیشین گوئی ایک بھی نہیں کی۔ کیونکہ ایسی پیشین گوئیاں تو اکثر فقیر اور پیر زادے اور بھکمکے بھی اپنے پیٹ کی خاطر کرتے ہیں۔ یعنی وعادیتے ہیں کہ خدا تجھے بیٹا دے گا۔ تیرا مرتبہ بالا کرے گا۔ اگر تو اب ہاتھی پر چڑھا ہے تو چند روز میں نیک نامی کے بانس پر چڑھے گا۔ اگر تو اب صاحب ماہی مراتب ہے تو چند روز میں تیرا تم کا ڈر زمین کی پشت پر بے جا گا۔ اگر اب تیرے جھنڈے کا پھریرا فضاء آسمان میں لہراتا ہے تو چند روز میں فلک کی چوٹی سے بائیں کرے گا اور تو اب لا ولد ہے تو کچھ خوف نہ کر چند روز میں تیری اولاد کینچوڑوں اور کنسلائیوں کی طرح روئے زمین پر بگبگائے گی۔ چونکہ اس قسم کی باتیں وعائیں یا کراماتیں یا پیشین گوئیاں معمولی ہو گئی ہیں اور سادھو بچوں کے ایسے پاکھنڈوں کو وحشی لوگ سمجھ گئے ہیں اور ایسے سوانگ دیکھتے دیکھتے ان کی چار آنکھیں ہو گئی ہیں۔ لہذا میں نے ان بھٹیوں اور چالوسی کی باتوں سے کنارہ کیا اور وحشیوں پر دھونس ڈالنے کی پالیسی اختیار کی اور یہ تیرنشانے پر کھٹ سے جا بیٹھا۔ پھر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ کرشمہ نہیں رکھتا۔ جو گزشتہ رفتار مر رکھتے تھے۔ ضرور رکھتا ہوں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میری پیشین گوئیاں ہوا میں اڑ گئی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان میں سے ایک بھی پٹ نہیں بڑی اور سب باون تولے اور پاؤرتی نکلیں۔ یہ میرا ہی مقولہ نہیں بلکہ ان لوگوں سے پوچھو جو مجھ پر ایمان لائے ہیں اور میرا کلمہ پڑھتے ہیں کہ:

”اشھد ان لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ“ اب رہے مخالفین وہ تمام انبیاء کے زمانے میں موجود رہے ہیں اور کسی نبی کے خوارق عادات و معجزات کو تمام انسانوں نے کبھی یکساں تسلیم نہیں کیا۔ مگر نبی ہمیشہ نبی ہی رہے ہیں۔ کیونکہ جب ایک جم غفیر کسی شخص کو نبی اور منجانب اللہ تسلیم کر لیتا ہے تو صفحہ ہستی سے اس کے نام کا مٹ جانا محال ہو جاتا ہے۔ دیکھو یسوع مسیح کیا چیز تھا۔ میں تم کو

اس کے کرکٹر کا خاکہ بارہا دکھا چکا ہوں مگر تمام یورپ جو اپنے کو تہذیب کا چشم و چراغ بتاتا اور تمام ایشیاء اور افریقہ کو اپنے مقابلے میں وحشی سمجھتا ہے۔ یسوع کی پرستش کرتا ہے اور اس کو نبی نہیں بلکہ خدا سمجھتا ہے۔ کیا میں یسوع مسیح جیسے شخص سے بھی گیا گزرا جو مسریزم کے لٹکوں میں بھی ادھورا تھا اس کے خوارق کو میں بار بار کیا دہراؤں۔ تم میری الہامی کتابوں کو غور سے دیکھو تو یسوع مسیح کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو۔ جب خدا کے بیٹے اور خود خدا کی یہ درگت ہے تو دوسرے انبیاء کو بھی اسی پر قیاس کر لو۔ مٹتے نمونہ از خردوار۔

سنو سنو! تمام انبیاء انسان تھے اور سب کے پیچھے انسان کی کمزوری کی کوئی نہ کوئی لم ضرور لگی تھی۔ مخالفوں سے پوچھ دیکھو۔ یہودیوں سے یسوع مسیح کی کیفیت پوچھو پس موجودہ زمانے میں ایسی رفتار مری سخت ضرورت تھی جو سب رفتار مریوں سے بڑھ کر ہو۔ جامع صفات و کمالات نبوت و رسالت ہو اور سب کا مصلح ہو۔ لہذا حسب اقتضاء نیچر میرا نزول لا بد ہوا۔ اگر تمہاری آنکھوں میں نیل کی سلائی نہیں پھری اور تعصب نے تم کو چوہنٹ اندھا نہیں بنایا تو قادیان آ کر میری رفتار کا جلوہ دیکھو تا کہ تم کو معلوم ہو کہ درحقیقت میں ازل سے ابد تک کی اصلاح کا ٹھیکہ لے کر آیا ہوں۔ کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ اب تک تقریباً ایک لاکھ آدمیوں نے مجھے ویسے ہی رجما باالغیب نبی اور رسول تسلیم کر لیا ہے۔ کیا اتنا جم غفیر باطل پر قائم ہو سکتا ہے۔ کیا یہ سب سادہ لوح اور جاہل ہیں۔ ان میں بڑے بڑے علماء اور فضلاء اور حکماء اور بڑے بڑے جہانگیر اور تجربہ کار لوگ ہیں۔ انہوں نے میرے عیار کمال کو اپنے کانشنس اور عقل کی کسوٹی پر اچھی طرح کس لیا ہے اور میرے خالص سکے کو بخوبی ٹھونک بجالایا ہے۔ تب مجھ پر ایمان لائے ہیں اور میرے حلقہ بگوشوں میں شامل ہوئے ہیں۔ انسان ایک پیسے کی ہانڈی بھی خریدتا ہے تو اس کو اچھی طرح ٹھونک بجالیتا ہے اور یہ تو ایمان اور نجات ابدی کا معاملہ ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو میرے دام میں آ کر نکل گئے ہیں۔ اول تو ان پر اچھی طرح پھندا نہ پڑا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک کبھی بھی جب تک اس پر مکڑی کا پورا جالا نہیں پورا جاتا اڑ جاتی ہے۔ دوم ان میں ارتداد اور سرکشی کی خبیث روح بدستور موجود تھی نہ انہوں نے اچھی طرح میرا قلبیہ سوگھا تھا نہ کامل طور پر میری عزیمت ان پر کارگر ہوئی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ انسان ہی سعید اور شقی اور انسان ہی مومن و مرتد ہوتے ہیں۔ پس وہ شقی اور مرتد ہو گئے۔ خس کم جہاں پاک!

دیکھو شیطان جو معلم المملکت اور مقرب بارگاہ الہی تھا جب تک بہشت میں رہا ٹھیک رہا۔ بہشت سے نکلنے ہی اولاد آدم کے ساتھ وہ کھورو لایا کہ خدا کی پناہ اور ہمیشہ لاتا رہے گا۔ وجہ یہی

ہے کہ اس میں بغاوت اور خباثت اور شیطنیت کی رگ موجود تھی۔

میرے نبی برحق اور رسول مطلق ہونے پر ایک لاکھ آدمیوں کا اجماع کافی ہے جو ایک پورا فیشن ہے اور تمہارے نزدیک یعنی مذہب اسلام میں بھی اجماع دلیل قطعی ہے اب رہے مخالفین وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ جس طرح کوئی مخالف گروہ کسی نبی کا کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ میرا کرمہ چل گیا۔ میرا جذبہ کارگر ہو گیا۔ اب چھ کروڑ نام کے مسلمان میرا ہال بھی میزھا نہیں کر سکتے۔ جب کہ میں ایک لاکھ آدمیوں کی ناک کا بال بنا ہوا ہوں۔ بات یہ ہے کہ تمام علماء اور فضلاء اور مشائخ اور پیرزادے۔ میری نبوت و رسالت کو اپنی نیک کٹی سمجھتے ہیں مگر یہ یاد رہے کہ بلی کے بھاگون چھینکا نہیں ٹوٹ سکتا۔ یہ جو مکھنے ہاتھیوں کی طرح سوٹ ہلا ہلا کر روٹ چکھ رہے تھے۔ اب ان کو خوف ہے کہ وہ روٹ ہمارے منہ سے چھن جائیں گے اور ان کا یہ خوف ہے بھی ٹھیک۔ کیونکہ میری بعثت اوپر اوپر نہ جائے گی اور ان کے منہ سے ضرور تر لقمہ چھین لے گی۔ کیا تم پیشین گوئیوں کو کچھ ایسا دیا سمجھتے ہو۔ تمام انبیاء پیشین گوئیوں ہی سے نبی مسلم ہوئے ہیں۔ پیشین گوئی معجزات میں داخل ہے جن کا منکر لحد ہے۔ پس میری پیشین گوئیوں کا منکر بھی لحد اور کافر اور مخلد فی النار ہونے کا مستوجب ہے اور پیشین گوئیاں بھی وہ جو ٹھیک میعاد مقررہ کے درمیان کے بیچوں بیچ کے اثناء کے اندر ڈنکے کی چوٹ پوری ہوئیں۔ آتھم کے مرنے کی پیشین گوئی یوں پوری اور ثابت و مثبت ہوئی۔ جیسے انگوٹھی کے ہودے میں نیلم کانگین۔ وہ میعاد مقررہ میں نہ مرا تو کیا ہوا۔ اس کا دل مر گیا تھا۔ یعنی جب اس نے مجھے صبح موعود تسلیم نہ کیا تو یہ سمجھو کہ وہ مر گیا۔ یعنی مردہ دل ہو گیا۔ میں نے یہی پیشین گوئی کی تھی کہ اگر آتھم مجھ پر ایمان نہ لائے گا تو مر جائے گا۔ یہ کب کہا تھا کہ ملک الموت آ کر اس کی روح قبض کرے گا۔ یہ معاملہ تو مردہ دل ہونے کے بعد کا تھا۔ مگر وہ بھی پورا ہو گیا اور میری پیشین گوئی کے حق میں ایسا ہوا۔ جیسے سونے میں سہاگا۔ قرآن میں ہے۔ ”انک لاتسمع من فی القبور“ سے مردہ دل ہیں نہ یہ آیت درحقیقت مجھ پر نازل ہوئی ہے اور ٹھیک ٹھیک اسی معاملے کی نسبت ہے۔ پس آتھم نے میری پیشین گوئی کی ساعت نہ کی۔ لہذا مردہ دل ہو گیا۔ جیسے میرے تمام مخالفین مردہ دل ہیں۔ ان کا اپنے کو زندہ سمجھنا یعنی چہ حیات ابدی تو میری ذلیل بلکہ میرے ہر ایک چیلے کی سراویل میں ہے۔ میرے مخالفوں کے یہ نصیب کہاں کہ مجھ پر ایمان لا کر زندہ جاوید ہوں۔

اب رہی عالی شان پیشین گوئی میری آسانی منکوہ کی۔ یہ جیتی جاگتی سرسبز اور بار آور

پیشین گوئی ہے۔ پوری ہو اور بیچ کھیت ہو۔ آج کے تھوپے آج ہی نہیں جلتے اور آج کا درخت لگا ہوا آج ہی پھل نہیں دیتا۔ میں نے جو میعاد مقرر کی تھی اس کے پورا ہونے میں ضرور ایک اونچ کی کسر رہی ہے۔ مگر یہ پوری ہوگی اور چاندی بنی بنائی ہے۔ ایسی کسر تو ہر ایک مہوش کی قسمت میں لکھی ہے۔ پہلوان ہی چیت اور پہلوان ہی پٹ ہوتے ہیں۔ جو معاملہ آسانی یا آسانی باپ کے مواجہ میں بشہادت ملائک ہو چکا بلکہ اس کو خود آسانی باپ اپنے ہاتھوں کر چکا اس کا انکار بالکل الحاد وار تداد ہے۔ میں اپنے منارے پر چڑھ کر یہ سارا معاملہ دیکھ چکا ہوں۔ تم آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ ہو۔ میرے پاس آؤ تو اپنے سر پر سہرہ بندھا ہوا اور سہرہ پر کلنی اور کلنی پر طرہ لگا ہوا اور حوروں کو سہرہ گاتے اور ڈٹلی بجاتے تان اوڑھتے دکھا دوں۔ قسم ہے آسانی باپ کی اس میں رائی بھر بھی خشک نہیں۔ جھوٹ کے میدان میں قدم رکھنا خر دجال کا کام ہے۔ نہ کہ دنیا کے فرمائشی امام کا۔ میری آسانی منکوحہ بی بی کے لاکھ بچے ہو جائیں۔ مگر وہ سب آسانی باپ کے ہی لے پالک کے بچے اور آسانی باپ کے ہی پوتے اور بڑ پوتے کہلائیں گے۔ اونٹ پھرے گاؤں گاؤں۔ جس کا اونٹ اس کا ناؤں۔ میں منارۃ المسیح کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری منکوحہ بی بی کا خصم ایک نہ ایک دن میرے اور ضرور مرے۔ مسیح موعود اور امام الزمان کے ایسے مظلوم حلف پر بھی تم کو یقین نہ آوے تو بس خدا ہی سمجھے اور تو کیا کہوں۔

تیسری معرکہ آراء پیشین گوئی کا فرائض لکھ کر ام آریا کی تھی وہ کیسی دن دھاڑے پوری ہوئی اور آسانی باپ نے میری کسی مدد کی۔ اس مردود مطرد، بے بہبود، اجنبی الوجود، ابن نمبرود کا سر توڑ ڈالنا میرا ہی کام تھا۔ بجائے اس کے کہ تم میرے ممنون ہوتے اور میرے احسان کا چھپر سر پر اٹھاتے اور مجھ پر ایمان لاتے۔ اس نمایاں کام کے صلے میں الٹی صلواتیں سناتے ہو۔ اگر میں پیشین گوئی نہ کرتا اور آسانی باپ پر زور نہ ڈالتا تو بھلا ایسا دشمن اسلام جنم واصل ہو سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ تم پر لے درجے کے احسان فراموش اور ناحق کوش اور لائق پاپوش ہو۔ (باقی آئندہ)

۳..... ایک مسلمان اور ایک مرزائی کی گفتگو

مسلمان..... لیجئے حضرت! آپ کے پیر بھائی بھی طاعون سے مرنے لگے۔ کیا آپ کے خیال میں اب بھی مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔

مرزائی..... ہمارا کوئی پیر بھائی طاعون سے نہیں مر اور نہ کبھی مر سکتا ہے۔

مسلمان..... اخباروں میں لکھا دیکھا تھا کہ مرزا قادیانی کے بہت سے مرید طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے۔

مرزائی ہاں! ایسے چند آدمی مرے ہیں جو مرزا قادیانی کے مرید ہوئے تھے۔
 مسلمان کیا بیمار ہونے سے پہلے انہوں نے مریدوں کے رجسٹر سے اپنا نام خارج کر لیا تھا۔
 مرزائی پہلے تو نہیں۔ بیمار ہوتے ہی مریدی سے خارج ہو گئے تھے۔
 مسلمان جو مرید بیمار ہو جاتا ہے تو کیا مرزا قادیانی اس کو مریدی سے خارج کر دیتے ہیں۔
 مرزائی وہ خود ہی مرزا قادیانی کا مستحق نہیں رہتا۔ کیونکہ اس کے نزدیک مرزا قادیانی کا یہ
 دعویٰ کہ ہمارا کوئی مرید طاعون میں مبتلا نہ ہوگا۔ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ جس نے مرزا قادیانی کے
 دعوؤں کو غلط سمجھا وہ مرید نہ رہا۔ پھر اگر وہ مر گیا تو مرزا قادیانی کا مرید اور ہمارا پیر بھائی نہیں مرا
 بلکہ ایک انسان مرا۔

مسلمان بہت خوب! مسلمان تو اس دعوے پر بڑے بڑے اعتراض کرتے تھے۔ یہ بات تو
 بہت ہی سہل نکلی۔ مرزا قادیانی تو مرزا قادیانی یہ دعوے تو ہر ایک آدمی کر سکتا ہے۔
 مرزائی آپ مسلمانوں کی بات رہنے دیں۔ وہ تو مخالف کی سچی بات کو بھی جھوٹی ثابت
 کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ سمجھتے نہیں کہ سچ سچ ہی ہوتا ہے خواہ وہ کسی کی زبان سے نکلے۔
 مسلمان خیر یہ ذکر جانے دیجئے۔ مسلمان سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ آپ کو اس سے کیا بحث ہے۔
 مجھے ایک بات اور یاد آگئی آپ اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ قادیان کو مرزا قادیانی دارالامان کہتے
 ہی رہ گئے اور وہاں طاعون ہو گیا۔

مرزائی طاعون ہو گیا تو کیا ہوا۔ افراتفری تو نہیں ہوئی۔
 مسلمان پہلے یہ دعویٰ تھا کہ اگر کوئی بیمار بھی یہاں آ جائے گا تو شفا ہو جائے گی۔ باہر کے لوگ
 تو کیا شفا پا ب ہوتے یہاں کے یہاں ہی بیماری ہو گئی اور جب بیماری ہو گئی تو کہہ دیا گیا کہ
 افراتفری نہیں ہوئی۔ حضرت اگر دارالامان اسی کو کہتے ہیں تو ایک روز آپ افراتفری بھی ضرور
 ملاحظہ فرمائیں گے اور اس وقت ہم دیکھیں گے کہ آپ اس کو ولد الامان کہتے ہیں یا دارالفناء۔
 مرزائی جو بات آپ نے اس وقت کہی ہے وہ ہم نے مرزا قادیانی سے پہلے ہی پوچھ لی ہے۔
 کہتے ہیں کہ تم اس سے ہرگز نہ ڈرو۔ ہمارے بیت الفکر میں تاویلات کنی بہت سی بوریاں بھری پڑی
 ہیں۔ ہم فوراً کہہ دیں گے کہ یہ لفظ دارالامان نہیں بلکہ دارالامان (یعنی ماں کا گھر) ہے۔

مسلمان شاباش، خوب پتہ کی کہی۔ راقم: عبدالغنی صدیقی از ریاست کپور تھلہ!
 ایڈیٹر دارمعتنی پھانسی دینے والا۔ یہ سچ جو عود کے لئے زیادہ موزوں ہے اتنا فرق ہے کہ اصلی

سچ تو خود پھانسی دیئے گئے تھے اور سچ موعود امن کو پھانسی دیتا اور اس کے برخلاف مسلمانوں میں فساد اور نفاق کو زندہ کرتا ہے۔

۴..... بقیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و افعال میں متخالف ناظرین نے مرزا قادیانی کی الہامی ڈکٹری دیکھی۔ مجھے اس میں تھوڑا سا شک ہے کہ ازروئے الہام یہ ڈکٹری تصنیف کی گئی ہے یا ازروئے وحی۔ کیونکہ مرزا قادیانی دونوں باتوں کے مدعی ہیں۔ خیر دونوں صورتوں میں سے جس طرح تصنیف ہوئی ہے قابل غور یہ امر ہے کہ یہ ڈکٹری ان اشعار سے۔

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پہلے تصنیف ہوئی یا بعد میں اگر الہامی ڈکٹری پہلے تصنیف ہوئی اور الہامی شعر پیچھے۔ (کیونکہ مرزا قادیانی کا ہر فعل بذریعہ الہام ہوتا ہے) تو چاہئے تھا ڈکٹری کے کل الفاظ واپس لیتے اور بذریعہ اشتہار مشتہر کرتے۔ چونکہ مرزا قادیانی نے ایسا نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اشعار پہلے طبعاً اور فرمائے یا یوں کہو کہ الہامی شعر پہلے تصنیف ہوئے اور ڈکٹری بعد میں تو اس صورت میں دروغ گورا حافظہ باشد کا مضمون صادق آتا ہے اور مرزا قادیانی ہرگز نفس مطمئنہ نہیں رکھتے۔ مرزا قادیانی نے باوجود دعویٰ نفس مطمئنہ علمائے اسلام اہل قبلہ پابند صوم و صلوة حافظان قرآن حمید و حدیث رسول کریم ﷺ کے نام لے لے کر ان کی تعریفیں ایسے پاک اور محمود الہامی الفاظ سے کیں ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔ سبحان اللہ! کیا خوب نفس مطمئنہ اور کیا عجیب رحم اور جوش محبت ہے۔ جب رحم کی یہ حالت ہے اگر خدا خواستہ غصہ آ گیا تو پھر نعوذ باللہ! اس پر طرہ یہ کہ مرزا قادیانی نے رسالہ اربعین میں تحریر فرمایا ہے کہ مجھے بنی نوع سے ایسی محبت ہے جیسے ماں کو بچوں سے۔ خدا ایسی ڈانٹن ماں کی محبت سے نجات دے۔ اگر کوئی مرزائی یا مرزا قادیانی یہ کہیں کہ آپ اچھے منصف ہیں۔ مرزا قادیانی کی کتب کالب لباب تو پبلک کے رو برو دھر دیا۔ مگر دیگر لوگوں نے جو مرزا قادیانی کے حق میں منافی شان کلمات کہے ہیں۔ انکا ذکر تک نہ کیا۔ اگر مرزا قادیانی نے بھی ان کے واسطے جواباً الہامی ڈکٹری بنادی تو کون سی قیاحت ہوئی۔ کیونکہ ”السنن بالسنن والجروح قصاص“ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔ تو میں بہت ادب سے عرض کروں گا۔

شندیم کہ مردان راہ خدا
دل دشمنان ہم نکردند تنگ

جناب من آنحضرت ﷺ کا سابقہ ہمیشہ ان لوگوں سے پڑتا تھا جو خدا اور اس کے رسولوں کے دشمن تھے۔ مگر اس خلقِ عظیم نے دائماً ان کے حق میں بجز دعائے خیر اور کچھ نہ فرمایا اور بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عوض یہی کہا کہ اے خدا تو دلوں کا پھیرنے والا ہے۔ بعوضِ ظلم کے جو مجھ پر کرتے ہیں۔ ان کو توفیق شرفِ اسلام دے۔ میں ان سے انتقام نہیں لیتا۔ سبحان اللہ یہ تھے رحمۃ اللعالمین اور یہ ہے مرزا قادیانی کا بے عمل اور زبانی دعویٰ۔ مرزا قادیانی مثیل مسیح اور مثیل محمد کس طرح بن سکتے ہیں۔ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ شبہ کو مشہ بہ سے مناسبت ضرور ہے۔ مشہ بہ آنحضرت ﷺ تو کئی کوڑی بتوں کے پوجنے والوں کو بھی دعائے خیر دیں اور مرزا قادیانی ایک خدا پر ایمان لانے والوں اور رسولِ آخر الزمان کے امتیوں کو جس کا مثیل خود مرزا بننا چاہتا ہے۔ ایسے الفاظ سے یاد کرے۔ عجب ایمان باللہ و بالرسول ہے۔ اب مرزا قادیانی خود اپنے دل میں فیصلہ کریں کہ وہ کہاں تک حق پر ہیں۔ میں ناظرین کی خدمت میں آنحضرت ﷺ کے صبر و تحمل اور استقلال اور ایمان باللہ اور نفسِ مطمئنہ کا ادنیٰ نمونہ گزارش کرتا ہوں۔ ذرا غور سے پڑھیں۔

آنحضرت ﷺ سفر طائف میں تجارہ گئے اور وہاں کسی کو بھی توفیق قبولِ اسلام نہ ہوئی۔ بلکہ قوم قریش کی طرح ان کو بھی طیش آ گیا تو مجبوراً آپ کو تین روز بعد وہاں سے واپس آنا پڑا۔ مکینہ لوگوں کا ایک گروہ کثیر برا بھلا کہتا اور غل مچاتا ہوا تمام دن آپ کو گھیرے رہا اور آپ کو ایک باغ کے احاطہ میں پناہ لینی پڑی۔ مگر اللہ رے صبر و استقامت کہ انکور کے سایہ میں بیٹھ کر بارگاہِ حدیث میں یہ مناجات کی۔

اے رب جلیل یہ بندہ تیری بارگاہِ عزت و جلال میں اپنی کمزوری اور صبر و تحمل کی کمی کی فریاد لایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے رحم والا اور ہر ایک عاجز و ناتواں کا مددگار اور خود میرا مالک اور پروردگار ہے تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے؟ کیا ایسے دوست کے جو مجھے دیکھ کر ناک بھون چڑھائے۔ یا ایسے دشمن کے جس کو تو نے میرا معاملہ سونپ دیا ہے۔ لیکن اگر یہ بلا تیری خشکی کی وجہ سے نہیں تو مجھ کو اس کی کچھ پروا نہیں۔ تیرا بچاؤ میرے لئے بہت وسیع ہے۔ میں تیری قوت و رحمت کے نور میں جو تمام تاریکیوں کا روشن کر دینے والا ہے۔ تیرے غیظ و غضب کے نزول سے پناہ لیتا ہوں۔ لیکن اگر تیری خشکی ہی میں میری بھلائی ہے تو تجھے وہاں تک اختیار ہے کہ تو مجھ سے راضی ہو جاوے اور بخیر تیری مدد کے میں برائی سے بچ سکتا ہوں نہ نیکی کی قدرت و طاقت رکھتا ہوں۔

ناظرین انصاف فرمائیں کہ مرزا قادیانی کو کس نے گالیاں دے کر ذلیل کیا۔ یا جانی مالی اذیتیں پہنچائیں۔ صرف اس معمولی انکار نبوت و پروردی رسالت پر مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا اور کر رہے ہیں آنحضرت نے کافروں سے بھی ایسا سلوک روا نہیں رکھا۔ خالی برا بھلا کہنے اور الہامی ڈکٹری ہی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ گورنمنٹ کو عام گروہ اہل اسلام سے بدظن کرنے میں بھی کسر نہیں کی۔ عام لوگوں کو باغی اور بدخواہ اور اپنے کو اور اپنی مبارک جماعت کو خیر خواہ سرکار ظاہر کیا۔ مگر ہماری عادل گورنمنٹ بیدار اور روشن دماغ ہے وہ کسی کی پولیٹیکل چالوں میں کب آنے لگی۔ اس نے عام مسلمانوں پر یہ رحم کیا کہ مرزا قادیانی کے خونِ الہام ایک قلم بند کرادیئے اور مرزا قادیانی سے اس فعل کا توبہ نامہ لکھوا کر شامل مثل کرایا۔ تاکہ عدالت کا خوف ہر وقت مرزا قادیانی کے دل الہام منزل پر طاری رہے۔

توبہ نامہ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ اب میرے اشتہارات وغیرہ میں ذاتیات اور ملامتہ و مبالغہ نہ ہوا کریں گے اور ہر ایک ایسی پیشین گوئی سے اجتناب رہے گا جو امن عامہ مخلتق اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف یا کسی شخص کی ذات یا موت پر مشتمل ہو وغیرہ۔ اگر گورنمنٹ ذرا اور اشارہ کرتی تو مرزا قادیانی عارضی نبوت کو بھی نذر کر دیتے۔

دعویداران نبوت تو مرزا قادیانی سے پہلے بھی گذر چکے ہیں۔ مگر کسی مدعی نبوت نے اپنے مدعا علیہم سے ایسے ناجائز ذرائع سے ڈگری پانے کی کوشش نہیں کی۔ میں امید کرتا ہوں کہ کوئی مسلمان، ہندو، عیسائی، یہودی، مورخ، عالم، فاضل، بی۔ اے، ایم۔ اے خصوصاً از جماعت مرزا قادیانی نظیراً ایسا نبی پیش نہ کر سکے گا۔ جس نے جاہرانہ یا دوسرے الفاظ میں گالیاں دے دے کر دعویٰ نبوت و پروردی رسالت کی ڈگری پانے کی خواہش کی ہو۔ مرزا قادیانی بزبان خود تو ہر ایک نبی کا مثل و مثل یا نقل بن جاتے ہیں۔ مگر نقل مطابق اصل نہیں ہوتی۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز اخلاق محمدی کی پیروی نہیں کرتے۔ ہاں مرزا قادیانی کی جماعت گالیوں میں غصہ میں جوش میں، راست بیانی میں، اخوت اسلامی کے قائم کرنے میں، مرزا قادیانی سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں۔ کاش مرزا قادیانی اپنے پیغمبر آخر الزمان کے اخلاق کی ایسی پیروی کرتے جیسے آپ کے مرید آپ کی کرتے ہیں تو تازع کی بنیاد نہ رہتی۔ خدائے پاک تو فرمادے کہ: "لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا" اور مرزا قادیانی ان اشخاص کو جو کہیں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کافر، جنمی، مرتد، بدین وغیرہ کہے۔ سبحان اللہ پیغمبر کا اتباع تو درکنار خدا کا حکم ماننے میں بھی تامل ہے۔

چند روز ہوئے کہ اس جگہ کے چند مقامی معززین نے ایک مرزائی ریلوے بابو کو کہا کہ تم ہم کو مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور بروزی رسالت سمجھاؤ۔ اتفاق سے ایک مرزائی پلیڈر اور چند دیگر وکیل مرزائی بھی موجود تھے۔ وہ صرف ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ مگر ریلوے بابو اور پلیڈر جی اس مسئلہ کو بیان کرتے تھے۔ ریلوے بابو نے ایک حدیث بیان کی جس میں ایک حصہ اصلی حدیث کا تھا اور دو حصے غلط۔ چونکہ اس جلسہ میں مولوی فضل حق صاحب اہیت آبادی اور پیر احمد علی شاہ صاحب باشندہ اسی علاقہ کا بھی موجود تھے۔ پیر صاحب بول اٹھے غلط غلط۔ شرم، شرم۔ ایک حدیث میں کیا بیجا ایزاد ہو رہا ہے۔ پلیڈر صاحب نے اس بات کو مان لیا مگر مارے غصہ کے ہر دو صاحبوں کا وہ برا حال ہوا کہ میں اس وقت کا فوٹو بیان نہیں کر سکتا۔ آنکھیں ایسی نکل پڑیں جیسے سفونڈیٹ ہاڈی یعنی گلا دبا کر مارے ہوئے لاش کی نکل پڑتیں ہیں۔ جھاگ منہ میں اس طرح بھر لائے جیسے دریاء طغیانی میں آجاتا ہے۔ پلیڈر صاحب نے دو تین گھونٹے میز پر مار کر کہا کہ میں علی روس الا شہاد کہتا ہوں کہ ہماری جماعت کے مخالفوں میں سے جس کسی کو دعویٰ ہو آوے۔ میں اس سے تحریری بحث کرتا ہوں اور اپنے اور اپنی جماعت کی تعریفوں کے پل باندھ کر ثنائے خود بخود گفتگو کے مصداق بنے۔ میں نے اندازہ کیا کہ یہ نفس مطمئنہ کا عکس ہے۔ بحث وحش کچھ نہ ہوئی۔ خلیفہ المسیح نے دو گھنٹہ تک سورۃ فاتحہ شریف کے نکات بیان کئے۔ صرف الرحیم تک بیان ہوئے اور مجلس برخاست۔ کیونکہ رات کے ۱۰ بجتے کو تھے۔

اس کے بعد سنا گیا کہ ایک سچی اور خلاف واقعہ ڈائری کے ذریعہ یہ رپورٹ حضرت پیر مرشد مرزا قادیانی کو دی گئی اور اخبار الحکم میں دیکھا گیا کہ فلاں مقام پر مباحثہ ہوا اور خلیفہ المسیح نے فتح پائی۔ وغیرہ! آفریں؟ سچائی اسی کا نام ہے۔

حضرات! پبلک کو جناب سرور کائنات کے حاشیہ نشینوں اور حواریوں کے حالات سے بخوبی واقفیت ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب ایک کافر دشمن خدا کو گرا کر زیر کیا اور فرمایا کہ کہو خدا ایک ہے تو اس کافر نے جناب کے مبارک چہرہ پر تھوک دیا۔ حضرت نے فوراً کافر کو چھوڑ دیا اور الگ ہو گئے۔ حاضرین نے کہا کہ یا حضرت ایسے بے دین کو کیوں امان دی۔ آپ نے فرمایا اس سے پہلے میرا مقابلہ اس کے ساتھ خدا کی راہ میں تھا اور اب جو اس نے میری ذات کے ساتھ گستاخی کی تو اب خدا کی معاملہ نہ رہا۔ میں خدائی امور میں ذاتی امور کو دخل نہیں دیتا اور اپنا بدلہ نہیں لیتا چاہتا۔ کافر اس ایمان باللہ کا شیدا ہو کر فوراً مسلمان ہو گیا۔ دیکھئے! مرزا صاحب نفس مطمئنہ اس کو کہتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
۱۶ اگست ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۳۱ کے مضامین

.....۱	بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر	مولانا شوکت اللہ!
.....۲	بقیہ خواب	

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

.....۱ بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! آتھم کے مرجانے کی تاویل تم سن چکے۔ حالانکہ اس کے مرنے کا کہیں ذکر میری پیشین گوئی میں نہیں۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ وہ ہادیہ میں گرایا جائے گا۔ تم اس کا مطلب مر جانا سمجھے۔ مجھے اس طوفان بہتان سے ایسا غصہ آتا ہے کہ تمہارا منہ لوج لوں اور دانتوں سے ایک ایک کی ناک کی نوک چبا ڈالوں۔ اے احمق! ہونق کی بیٹ کھانے والو اور کسی احمق الذی کی تے چاٹنے والو۔ ہادیہ میں گرائے جانے کے معنی ہلاک ہونا تم کو کون سے لال بچھکونے بتایا اور فرہنگ کی کون سی لال کتاب میں نظر آیا۔ کیا تم سب کے سب جو نیوری قاضی کے چیلے بن گئے ہو۔ تم کہتے ہو کہ ہم میں بڑے بڑے علماء اور فضلاء قرآن و حدیث کے پھانکنے والے اور کیرٹن ابن کرفن ادب کی کتابوں کے چاٹنے والے ہیں۔ اب اس جانب کو کامل یقین ہو گیا کہ تم میں کا ایک ایک ”کمشل الحمار یحمل اسفارا“ کا مصداق ہے اور ”ان انکر الاصوات لصوت الحمیر“ کا مورد ہے۔ بھلا غضب خدار ہا ہادیہ میں گرائے جانے کے معنی مرجانا۔ بس ارب میرے غصہ کی کوئی حد نہیں۔ کوہ ہمالیہ سے لے کر سیلون تک زلزلے آئیں تو بجا ہے اور پشاور سے لے کر اسکماری تک طاعون ایک ایک کو چٹ کرے تو زیبا۔ پہاڑ ڈھنس جائیں۔ زمینیں غبار بن کر اڑ جائیں۔ آسمان دھواں بن کر اڑی کائی ہو جائیں تو سب بجا ہے۔ یورپ والے مجھ پر ایمان نہ لائے۔ دیکھو کوہ آتش فشاں نے ایک خطے کی کیسی درگت کی کہ چالیس ہزار آدمی دم کے دم میں سلفہ ہو گیا۔ یہ ان کے لئے عبرت کا پہلا تازیانہ ہے۔ جیسا تمہارے لئے طاعون عبرت کا پھلا سبق ہے۔ کیا تم اپنے کوزندہ سمجھتے ہو ذرا تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ آسانی باپ کی قسم۔ اس کی لاشی میں آواز نہیں ہوتی اور اگر اب بھی مجھے عیسیٰ موعود تسلیم نہ کیا اور اپنے ایسے دیسے مردہ یسوع مسیح

کو اپنے کائنات سے دیس نکالا نہ دیا تو دیکھنا کیا کیا تماشے دکھاتا ہوں اور کیسے کیسے ناسخ چھاتا ہوں۔

منخیق صد حصار است آہ من غافل چراست
شع سان بے منخیق از صدمت کلبائے من

کیا کروں مجبوری کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹ پڑا ورنہ میں تم کو پیشین گوئیوں کا ایسا مزہ دکھاتا کہ خون چٹوڑتا تم فریادی ہو کر انگریزی عدالت میں گئے۔ اس نے مجھ پر دھونس ڈالی۔ میں تو پھر بھی دھونس میں نہ آیا۔ مگر میرے کھوسٹ، بوڑھے، پوپلے منہ والے آسمانی باپ پر باوصف گرگ ہارن دیدہ ہونے کے کچھ ایسی وباغت پڑی اور برٹش عدالت کے خوف نے اسے ایسا کھنبے میں دھر کے کھینچا کہ حواس باختہ اور ہوش فاختہ ہو گئے۔ پس یوں میری پیشین گوئی کی کمر ٹوٹ گئی۔ مگر اب میں نے آسمانی باپ کی پھر ڈھارس باندھی ہے اور اسے پھر شیشے میں اتارا ہے۔ کیونکہ بوڑھے اور بچے کی ایک حالت ہوتی ہے۔ ذرا سے دباؤ میں دب جاتے ہیں اور ذرا سی ابھار میں پھر پھر کرنے لگتے ہیں۔ ذرا دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے۔ ایک ایک منکر کو زندہ و رگور نہ کر دیا ہو تو جی کہنا۔ تم ذرا خوش ہولو۔ بکر کو دچالو۔ دولتیاں پھینک لو۔ ^{پیشین گوئی} جھاڑ لو مگر آسمانی باپ نے چاہا اور اسے حرار آ یا تو پھر میری سچی مگر غضبناک پیشین گوئیوں کے کھونٹے بندھو اور ضرور بندھو۔ کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ وہی پیشین گوئی پوری ہوتی ہے جس کا اظہار کیا جائے۔ میری پیشین گوئی کیا بددعا ہے۔ کیا بددعا کے لئے ظاہر ہونا بھی ضرور ہے۔ میں برابر بددعاؤں کی کھڑی پکارا ہوں۔ مگر اس میں ابھی کھد بندی نہیں آئی۔

اب سنو! ہادیہ ہوا سے اسم فاعل ہے۔ جس کے معنی خواہش کرنے والی کے ہیں۔ یہ دوزخ کا نام ہے جو منکروں کی امان جان ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے ”واہ ہاویہ“ چونکہ دوزخ بھی اپنے فرزندوں کو آغوش محبت میں لینے کی خواہش کرے گی۔ لہذا اس کا نام ہادیہ ہوا۔ مگر میری پیشین گوئی کا یہ مقصد تھا کہ اگر وہ ایمان نہ لایا اور مجھے ہر طرح اس کے ایمان لانے سے مایوسی ہو گئی تو میں نے حکم دیا کہ اتنی مدت تک ہادیہ میں گرایا جائے گا۔ چنانچہ یہ چونچ ہاتی پیشین گوئی پوری ہو گئی اور وہ دوزخی ہو گیا اور اب فرعون اور نمرود وغیرہ سرکشوں اور مرتدوں کے ساتھ دوزخ میں دندنا رہا ہے۔ پاس آؤ تو دکھا دوں تم تو ماورزادانہ ہو۔

سنو سنو! جب میں آیات قرآنی پیش کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی“ وغیرہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔ تو تم بہت ہی چوکنا ہوتے ہو اور میری نسبت لام کاف بکتے ہو۔ تم کو یہ خبر نہیں کہ کوئی رسول نیا ہو یا پرانا۔ مگر قانون قدرت ایک ہے وہ بدل نہیں

سکتا۔ نیا رسول بھی اسی کی پیروی کرے گا اور قدرت خود پیروی کرائے گی۔ کوئی نیا بادشاہ جب تخت نشین ہوتا ہے تو موجود قوانین تعزیرات کو بدلتا نہیں۔ ہاں ترمیم اور اصلاح کرتا ہے۔ میں بھی قرآن نبی کی ترمیم اور اصلاح کر رہا ہوں۔ دیکھو ملک معظم ایڈورڈ ہفتم ابھی ابھی تخت نشین ہوئے ہیں اور ۱۳ اگست کو ان کی رسم تاجپوشی ادا ہوئی ہے۔ کیا انہوں نے کوئی نیا قانون جاری کیا ہے۔ وہی قدیمی قوانین ہیں جن کے وہ حال میں وارث ہوئے ہیں اور برابر ان کی حفاظت عمل میں لائیں گے اور رعایا کو ان پر عمل کرائیں گے۔ میں بھی رسول ہوں اور قرآن کا وارث ہوں۔ جس طرح میرا جی چاہے گا ترمیم کروں گا۔ خود تمہارا اس بات پر ایمان ہے کہ قرآن قانون الہی ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ مگر یہ بھی تو دیکھو کہ محمد صاحب (ﷺ) اب کہاں ہیں جو اس قانون کی پیروی کرائیں۔ میں ان کا جانشین ہوں اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ صرف یہ فرق ہے کہ میں نے اس کی اصلاح کی یعنی اپنے کو صرف نذیر ثابت کیا۔ منکروں کو دھمکی دی اور جب وہ دھمکی میں نہ آئے تو میں نے موت کے کولہو میں ان کو پیل دیا اور پھر جہنم کے خسب میں دھکیل دیا۔ وحشی لوگ ہرگز جنت کے سبز باغ پر فریفتہ نہیں ہوتے اور نہ اس کو خیال میں لاتے ہیں۔ وہ تو سزا اور عقوبت کو مانتے ہیں۔ وحشیوں پر عبرت ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ کہ خوش کرنے اور چھتے کی طرح پھیلانے کی خود قرآن میں ہے۔ ”ولو بسط الله الرزق بعبادہ لبلغوا فی الارض“ بھلا خیال کرنے کی بات ہے کیا قانون تغیر اسی لئے نہیں کہ مجرموں کو سزا دی جائے۔ نہ کہ ان پر رحم کیا جائے۔ یہ تو سراسر ظلم ہے۔ جب کسی مجرم کو رہا کر دیا جاتا ہے تو اس کتاب جرائم پر دلیر ہو جانے سے سو مجرم پیدا ہوتے ہیں۔ پس یہ محمد صاحب کی بڑی بھاری غلطی تھی کہ انہوں نے اپنے کو مجرموں کا بھی شفیق گردانا۔ میں نے اس کی ترمیم کی۔ کیونکہ یہ امر لازماً فحشہ کا توڑنے والا اور بالکل اس کی نفیض ہے۔ پس میں نے اگر قرآن کو اپنی جانب منسوب کیا اور یہ کہا کہ وہ مجھ پر نازل ہوا ہے تو تعجب میں کون سا شہتیر ہو گیا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ میں ابھی قرآن کی بعض آیتوں کو اپنا الہام بتاتا ہوں۔ تمام قرآن کو نہیں وجہ یہ ہے کہ میرے آسمانی باپ نے اسی میں مصلحت دیکھی ہے کہ کھانا ٹھنڈا کر کے کھانا چاہئے اور وحشیوں کو دفعۃً انگلی نہ دکھانا چاہئے۔ جب ان میں اچھی طرح پانی مر جائے گا اور بھڑکنا موقوف ہو جائے گا تو آسمانی باپ سارا قرآن مجھ پر نازل کر دے گا۔ اونٹ ہمیشہ براتے اور بل بل کرتے ہی لدتے رہے ہیں۔ وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ تم تمام رسولوں کو بھول جاؤ گے اور انیسویں صدی کے ایک رسول اور ایک امام پر ایمان لاؤ گے اور یہ تمہارے پیر زادے اور مشائخ اور شہم ثر علماء و انت پیٹے اور ہونٹ کا نٹے رہ

جائیں گے۔ ان کو بھونچون کے بھی ٹوٹے ہوں گے اور پھر سب کے سب منہ میں تنکے لے لے کر میرے دارالامان قادیان کو سجدہ کریں گے۔ شعلہ کی طرح ان کی سرکشی تھوڑی دیر کی ہے اپنی آگ میں آپ ہی جل بھن کر خاکستر ہو جائیں گے۔

اے شمع چند سالس ہیں تیرے سحر تلک
بہن کر گزاریا انہیں رو کر گزار دے

قرآن میں دوسری آیت میری نسبت یہ نازل ہوئی۔ ”اذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدق لما بین یدی من التوراة و مبشرا برسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد“ دیکھو یہ دھڑلے اور طمطراق کی زنائے دار پشین گوئی ہے جس میں میرا نام صاف طور پر یوں چمک رہا ہے۔ جیسے کالی کالی گھٹائیں آفتاب۔ اس سے انکار کرنا مسلمان کا تو کام ہے نہیں۔ البتہ طہ اور مرتد کا کام ہے اور یہ پشین گوئی کس کی ہے۔ خود عیسیٰ مسیح کی۔ جو محمد صاحب کو یاد دلائی گئی ہے۔ جب خود عیسیٰ مسیح کہے کہ میرے بعد احمد آئے گا تو بس سارے انبیاء کا خاتمہ ہو گیا۔ آخر میرے آنے کی کوئی توجہ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور محمدی دین سب ناقص تھے اور یہ بات عیسیٰ مسیح اور محمد صاحب کو معلوم تھی کہ اصلاح اور ترمیم کے ساتھ تمام ادیان کی تکمیل کی ضرورت ہے اور ہم پوری تکمیل کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ انسان کو اپنا پوتا اور اپنا کس بل اور اپنے نفس کا علم اور اس کی بساط اچھی طرح معلوم ہوتی ہے۔ پس ان زبردست شواہد کے بعد دنیا میں میرا آنا اٹل تھا۔ تاکہ خدا کا نوشتہ پورا ہو۔

افسوس ہے کہ تم قرآن کا سیاق و سباق سمجھنے سے بھی بالکل بے بہرہ ہو۔ عرب کے نبی کا نام محمد ہے نہ کہ احمد۔ وہ تو جلال کا پتلا تھا۔ جس نے دنیا کا صفایا بولنے (جہاد) کا حکم دیا۔ احمد میں ہوں۔ میرا عنصر بالکل جمال اور رحم سے بنایا اور گوندھا گیا ہے اور میں نے جو چند سال قبل اس پر امن عہد سلطنت میں لوگوں کے مارے جانے کی دھمکی دی تو میں اس مجبوری کی معذرت کر چکا ہوں کہ اس کا الزام میرے آسمانی باپ پر ہے نہ کہ مجھ پر۔ اگر آیت میں رسول عرب مراد ہوتا تو خدائے تعالیٰ بجائے ”یاتنی من بعدی اسمہ احمد“ کے ”یاتنی من بعدی اسمہ محمد“ کہتا۔ رسول عرب کا نام محمد ہے اور میرا نام احمد۔ محمد کو احمد کہنا لوگوں کی نزی بھیڑ چال ہے۔ دیکھو دوسری آیت میں ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار“ آیا ہے جس سے صاف طور پر شان جلال ظاہر ہے اور ”اشداء علی الکفار“ جو اصحاب محمد کی شان میں ہے تو یہ واضح طور پر بتا رہی ہے کہ وہ قتل یقتل کا باب گرداننے کو اتری ہے۔ پس میں اپنی

احمدی شان جمال و رحم سے آیت مذکورہ بالا کی تلافی کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ دنیا میں کوئی دین قتل اور سفک اور جبر و اکراہ سے نہیں پھیلا۔

میں اس لئے یورپ میں اپنی تصویریں بھیج رہا ہوں تاکہ یورپ والے میری شان جمالی و رحیمی کا نظارہ کریں اور اپنے مردہ خدا (عیسیٰ مسیح) کو چھوڑ کر زندہ مسیح اور امام الزمان پر ایمان لائیں اور چونکہ میری رسالت عام ہے۔ لہذا ایشیاء اور افریقہ میں بھی اپنی تصویریں بھجوا رہا ہوں تاکہ یہاں کے لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ میں کس آن بان اور کس ٹھٹھے اور شان کا نبی ہوں۔ ایک مرتبہ لوگ میری جھلک دیکھ لیں پھر تو ممکن نہیں کہ میرے دلدادہ اور فریفتہ نہ ہو جائیں۔ خواہ وہ کسی ملت اور مذہب و سوسائٹی کے ممبر ہوں۔

خود تصوب عند روية خدها

آراء من عكفوا على النيران

”یعنی میں ایسا معشوق ہوں کہ جب میرے بھبھوکا سرخ رخسارے دیکھے جاتے ہیں تو ان لوگوں کی عقلیں صواب ہوتی ہیں جو ظلمت میں بیٹھ کر آگ کی پرستش کرتے ہیں۔“

مسلمانوں کی عقل تو اتنے اڑے اڑے ہیں۔ وہ میری حکمت عملیوں کو بالکل نہیں سمجھتے۔ چونکہ اسلام میں جہاد ہے۔ اس لئے مجھے خوف تھا کہ چند روز میں نہ صرف اسلام بلکہ تمام اہل اسلام دنیا سے یوں ناپید ہو جائیں گے۔ جیسے ہاتھی کے سر سے سینگ اور گدھے کی کمر سے زین۔ پس میں نے اسلام سے جہاد کو حرف غلط کی طرح مٹایا اور جو قومیں مسلمانوں کو جہاد کے اتباع کے باعث نکل جانا چاہتی تھیں۔ ان کا غصہ ٹھنڈا کیا اور اسلام کو جو پھاڑنے والا بھیڑیا تھا۔ بھیڑ بنا دیا۔ بلکہ دودھ دینے والی گائے۔ اگر مسلمانوں کے سروں میں احسان فراموشی کا بھیجانہ ہوتا تو مجھ پر ایمان تو بھاڑ میں گیا۔ کم از کم میرے شکرے کا کٹھا تو کاندھے پر رکھتے۔ انہوں نے تو ہر طرح جو ابی پھینک دیا اور لمبے لمبے سینگوں سے میرا پیٹ پھاڑنے پر تل گئے جو زعفرانی حلوے اور روغن بادام کے دم کئے ہوئے پلاؤ سے ریل گاڑی کے بورے کی طرح پھولا ہوا ہے۔ وائے بیدردی اور ہائے ناحق شناسی۔

میں کہہ چکا ہوں کہ تم کو قرآن کا سیاق و سباق سمجھنے کا بھی شعور نہیں۔ ”یاتی من بعدی اسمہ احمد“ میں ”یاتی“ صیغہ مستقبل ہے۔ اگر اس کو بعد فاتحیت ہوتا (یعنی جب تو آیا) تو ضرور محمد صاحب مراد ہوتے۔ چونکہ ایسا نہیں ہے۔ پس میں ہی مراد ہوں۔ کیونکہ میں عیسیٰ اور محمد کے بعد زمانہ مستقبل میں آیا ہوں۔ اس کے بعد کی آیت ”فلما جاء ہم بالبینات قالوا هذا

سحر مبین“ کو لولما حرف شرط ہے جو ماضی کو مستقبل بناتا ہے تو یہ معنی ہوئے کہ جب آئے گا مرزا غلام احمد قادیانی اپنی بیانات (پھر کتنی ہوئی موت کی پیشین گوئیاں لے کر) تو منکرین کفار کہیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ دیکھ لو یہ سب باتیں مجھ پر صادق آرہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مرزا رمال ہے کوئی کہتا ہے۔ نجومی ہے کوئی کہتا ہے مداری ہے کوئی کہتا ہے شعبدہ باز مسمریزم والا ہے۔ کیا اب بھی میرے نبی کامل اور مسیح الزمان ہونے میں کچھ شک باقی ہے۔ میں نے اپنے کو تمہاری حالت کے آئینے میں ہو بہو اور عین میں دکھا دیا ہے۔ تمہاری آنکھیں تیل کے دیدے ہوں تو میرا کیا تصور۔

دیکھو میں تمہیں ایک اور نکتہ سمجھاتا ہوں اور نکتہ بھی ایسا لمڈھینک کہ اگر ہندوستان کے تمام گرانڈیل علماء اور لٹرائٹل مشائخ ایک دوسرے کے پشتہان بن کر اپنی بودی اور لچر عقل اور ست اور مٹیا پھوس سمجھ کا زور لگائیں تو ایسے نکتے کے انڈے بچوں کی جھول ہرگز نہیں نکال سکتے۔ خواہ کیسی ہی ککڑوں کوں کریں۔ عیسیٰ مسیح نے نبی اسرائیل سے مخاطب ہو کر کیوں کہا کہ میرے بعد احمد آئے گا۔ اول تو میں لکھ چکا ہوں کہ آیت میں محمد کا لفظ نہیں۔ بلکہ احمد کا لفظ ہے اور وہ میں ہوں۔ دوم محمد صاحب نے عیسیٰ معبود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور میں نے کیا۔ ایک تو میں احمد ہوں۔ دوم عیسیٰ معبود، اب بھی اگر تم مجھے سچانہ جانو تو میں یہی کہوں گا کہ تمہارے سر میں گدھے کا داغ ہے۔ پھر تمہاری عقل کہاں گھن چکر ہو گئی ہے کہ تم تو رات دن محمد محمد کا وظیفہ رنٹے ہو اور خود محمد میرے نام لیاوتھے اور کہتے تھے کہ میرے بعد عیسیٰ آئے گا۔ مہدی آئے گا جو ایسا اور دوسرا ہوگا۔ وہ سب علامات اور آیات بیانات مجھ میں موجود ہیں۔ میرا چہرہ دیکھو مہرہ دیکھو۔ بشرہ دیکھو۔ خوارق عادات دیکھو۔ ظلیت و بردزیت دیکھو۔ میرا من و سلوا، زعفرانی حلوا دیکھو۔ میری سقنقور اور ریگ ماہی ملی ہوئی مجونین دیکھو جو قوت باہ کی نائیاں اور دادیاں ہیں۔ میرا منارہ آسانی باپ کا ٹھا کر دوارا دیکھو۔ قادیان آ کر چمیں چاں کی چہل پہل اور میرے چیلوں کی کود پھاند دیکھو۔ دیکھنے کو تو سبھی کچھ ہے مگر تم کو خدا نے آنکھیں بھی دی ہوں۔ غالب دہلوی کہتا ہے۔

از ذرہ تا بمہر دل دل ہے آئینہ

طوطی کوشش جہت سے مقابل ہے آئینہ

عیسیٰ مسیح نے بھی یہی کہا کہ احمد آئے گا اور خود محمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ مسیح موعود آئے گا۔ تعجب ہے کہ تم دونوں کو نبی برحق مانتے ہو۔ مگر ان کا کہنا نہیں مانتے۔ اگر مجھ پر تمام ایمان نہیں تو عیسیٰ مسیح اور محمد پر بھی نہیں۔ اب تمہارا ٹھکانہ دوزخ کے سوانہیں نظر آتا۔ مگر تم اپنے ہاتھوں

دوزخ میں جا رہے ہو۔ میں تو تم پر ویسا ہی مہربان ہوں جیسا آسمانی باپ مجھ پر۔ میں آسمانی باپ کالے پالک ہوں اور تم میرے لے پالک۔ پس تم آسمانی باپ کے پوتے ہوئے۔ بھلا میں تمہارا بدخواہ کیونکر ہو سکتا ہوں اور یہ جو میں کبھی کبھی تمہیں صلوات و منغلات سنا تا ہوں۔ اول تو میں نے اب ان کا بھی ڈر با پھونک دیا ہے اور اگر کبھی کبھی کوئی گالی میری زبان سے نکل جاتی ہے تو وہ درحقیقت گالی نہیں سہالی ہوتی ہے جو دوسوزی کی حالت میں میرے دل سے طبعاً نکل پڑتی ہے۔ کیا ماں باپ بچوں کو بسا اوقات گالیاں اور کوسے نہیں دیتے۔ لیکن کیا وہ ان کے دشمن ہوتے ہیں۔

رہے میرے بعض چیلے چاڑ جو تم کو اکثر ماں بہن کی دینے لگتے ہیں۔ اول تو وہ سخت منہ پھٹ بد زبان ناخلف ابن الفضول بڑے نامعقول اول جھول جھلکنے کی چول گدھے کی جھول ہیں۔ وہ میرا اتجاہ نہیں کرتے۔ دو م کبھی کبھی وہ ”جزا سیدہ سیدہ“ پر بھی عمل کر بیٹھتے ہیں۔

اگرچہ میں اس کو برا سمجھتا ہوں۔ مگر تم کو برا نہ ماننا چاہئے۔ کیونکہ یہ تمہارے ہی قرآن کا حکم ہے۔ پس نبیوں میں جو ظلم و وقار کی صفت ہونی چاہئے وہ سب مجھ میں موجود ہیں۔

حماقت تو دیکھو کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح آسمان پر راج رہے ہیں۔ بھلا یہ بات عقل میں آ سکتی ہے کہ ان کے واسطے آسمان میں باورچی خانہ بنا ہے۔ پھر کوئی پانچا نہ بھی رفع حاجت کے لئے آسمان میں ضرور ہوگا۔ ورنہ غیر ممکن ہے کہ کوئی شخص انیس سو برس تک زندہ رہے اور واند تک اڑ کے اس کے منہ میں نہ جائے۔

حالانکہ خود آسمان ہی کا وجود نہیں۔ یہ تو محض انتہائے نظر ہے۔ یہ باتیں بالکل خلاف نیچر اور آسمانی باپ کے آئین و قوانین کے سراسر خلاف ہیں۔ ایسا ہی تمہارا لغو اور بے سرو پا عقیدہ ملائکہ کی نسبت ہے کہ وہ آسمانوں پر اس طرح پئے پڑے ہیں۔ عیسیٰ انگریزی فوجوں کا نڈی دل چھیلے دنوں ٹرنسوال میں پٹا پڑا تھا۔ حالانکہ مرادستارے اور ان کی قوتیں ہیں۔ عیسیٰ مسیح مر گیا۔ گل گیا۔ کشمیر میں اس کی قبر موجود ہے۔ مگر تم کہتے ہو کہ فلک چہارم پر بیٹھا ہوا ہے۔ بھلا تم میں اور بے وقوف عیسائیوں میں کیا فرق رہا۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ بیٹا (یسوع مسیح) خدا (باپ) کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ عیسیٰ مسیح کا تو میرے سامنے نام بھی نہ لو۔ میرے تن بدن میں مرچیں بھر جاتی ہیں۔ تیجے چھوٹ جاتے ہیں اور پتنگے لگ جاتے ہیں۔ مجھے ایک ایک عیسائی سور کی شکل نظر آتا ہے۔ اگرچہ میری صفت بلکہ میرا تمہد کسر صلیب اور قتل خنازیر ہے۔ مگر چونکہ نہ فقط میں بلکہ آسمانی باپ بھی برٹش جیسی جبار و تہار گورنمنٹ کے جبروت سے دونوں بیڈ کی طرح لرزتے ہیں۔ لہذا خون کے سے گھونٹ پی پی کر رہ جاتا ہوں۔ ورنہ تمام عیسائیوں کا جو کچھ حشر ہوتا دنیا دیکھتی اور اب تو

مسلمان اور عیسائی دونوں ہی میری نبوت اور مسیحیت اور مہدویت کے یکساں منکر ہیں۔ لہذا میں دونوں کو سگان زرد برادران شغال سمجھتا ہوں۔ کیونکہ دونوں عیسیٰ کو برحق مانتے ہیں۔ دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ ذرا دیکھتے جاؤ کیا ہوتا ہے۔ کبھی کے دن بڑے کبھی راتیں۔ ابھی میرے پنجے دنیا کی زمین پر اچھی طرح نہیں گڑے۔ ہاں! میری امت اور اولاد دن دوئی رات چونگی کسی حریص کی توند کی طرح بڑھ رہی ہے اور پھل پھول رہی ہے۔ انڈے بچے دے رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ چند روز میں اپنا کرشمہ دکھا سکوں گا اور اپنا اور آسمانی باپ کا عندیہ پورا کر سکوں گا۔ سردست تو میرے ہاتھ بندھے ہیں۔ منگلیں کسی ہیں۔ پاؤں کا ٹھٹھ میں ٹھٹھے ہیں۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ تمہارا یہ عقیدہ بھی کتنا خام ہے کہ پیغمبر عرب کو ان معنی میں خاتم النبیین سمجھتے ہو کہ اس پر نبوت ختم ہو گئی ہے۔ بھلا نبوت بھی ایسی شے ہے جو افراد انسانی میں سے کسی فرد پر ختم ہو جائے۔ پیغمبر عرب میں کیا ترجیح تھی کہ برخلاف ایک لاکھ کئی ہزار انبیاء کے انہیں پر نبوت ختم ہوئی۔ خود پیغمبر صاحب فرما گئے ہیں۔ ”لا تسخیر وافی انبیاء اللہ“ جب یہ صورت ہے تو ان پر نبوت کیونکر ختم ہوئی۔ اس صورت میں تو وہ تمام انبیاء سے افضل ٹھہرتے ہیں اور یہ قول حدیث مندرجہ بالا پر نظر کر کے بالکل مالایرضی بہ القائل ہے اور قرآن کے بھی خلاف ہے جس میں ”لانفرق بین احد من رسلہ“ وارد ہے۔ پس نبی نبی سب ایک ہیں۔ میں ہوں یا دوسرے انبیاء ہوں اور اگر ختم نبوت میں ایسا ہی سرخاب کا پر ہے تو مجھ سے بڑھ کر کوئی اس کا مستحق نہیں۔ کیونکہ میں سب انبیاء کے بعد اور پیغمبر عرب سے بھی تیرہ سو برس کے بعد نازل ہوا ہوں۔ مگر تم یہ بات خوب یاد رکھو کہ سب سے اخیر میں ہونا یا یوں کہو کہ خاتم الانبیاء بن کر سب سے پھسڈی رہجانا فضیلت اور بزرگی میں داخل نہیں۔

بات یہ ہے کہ تم خاتم النبیین کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ خاتم بمعنی مہر ہے اور مہر کسی شخص کی علامت ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر عرب میں بھی وہی نبوت کی علامت اور صفت موجود تھی جو انبیاء سابقین میں تھی۔ نہ کہ یہ معنی کہ ان کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

بالفرض پیغمبر عرب خاتم ہی سہی۔ مگر وہ انبیاء کے خاتم ہیں نہ کہ رسولوں کے۔ میں تو رسول ہوں نہ کہ محض نبی اور پیغمبر عرب نے بھی لانا نبی بعدی فرمایا ہے نہ کہ لا رسول بعدی اور چونکہ رسالت میں نبوت بھی داخل ہے۔ نہ کہ علی العکس تو یہ ملی کے بھاگوں چھپکا ٹوٹ پڑا کہ میں رسول بھی ہو گیا اور نبی بھی۔ مجھے حاملہ رسالت ملی جس کے پیٹ سے نبوت کا بچہ کھٹ سے نکل پڑا۔ مولیٰ دے اور بندہ لے۔ چہر پھاڑ کر ملنا اسی کو کہتے ہیں۔

سنو سنو! پیغمبر عرب نے فرمایا ہے کہ قرب قیامت میں عیسیٰ اور مہدی پیدا ہوں گے۔ اب قرب قیامت ہے۔ میں عیسیٰ موعود ہوں اور مہدی مسعود بھی اور میرے بعد قیامت ہوگی اور دنیا کے خاتمہ کے ساتھ نبوت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اب تمہیں انصاف سے کہو کہ نبوت مجھ پر ختم ہوئی یا کسی اور پر۔

اور صاف سنو! تم کہتے ہو کہ مہدی آخر الزمان آئے گا اور وہ نبی بھی ہوگا۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ وہ نبی شریعت کا پونلہ بغل میں دبا کر آئے گا یا اسی پرانی کرم خوردہ دقیا نوسی اسلامی شریعت کی بیٹیا پک ڈنڈی پر چلے گا۔ اگر نبی شریعت کا گھٹاسر پر رکھ کر آئے گا تو پیغمبر عرب کی ختم نبوت غارت غول ہوئی اور اسی پرانی شریعت پر چلے گا تو سلمنا اور میں یہ بیان کر چکا ہوں کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ اسی اسلامی میں قیامت تک بیٹھنا نہیں پیدا ہوتے رہے ہیں اور ہوں گے۔ بس میں بھی نبی ہوں۔ نبی کیا معنی وہی مہدی ہوں۔ تمام اولیاء مثلاً پیران پیر اور بایزید بسطامی اور جنید بغدادی وغیر ہم درحقیقت نبی تھے۔ تم یہ کہو گے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیوں نہیں کیا۔ میں کہوں گا کہ یہ ان کا کس نفس تھا۔ دوم ممکن ہے کہ ان پر اظہار نبوت کا الہام نہ ہو۔ مگر میں مجبور ہوں۔ مجھ پر الہام ہو چکا ہے کہ تو مثیل اسح ہے۔ مہدی موعود ہے۔ رسول ہے۔ اگر میں ڈنکے کی چوٹ نہ کہ قادیان کی اوٹ ایسا اظہار نہ کرتا تو آسمانی ہائیکورٹ میں دھرا جاتا اور یسوع مسیح تو چند ساعت دوزخ میں رہا۔ مجھے ہمیشہ رہنا پڑا۔ تمہارا کیا ہے تم نے تو ہنڈا سامنہ کھول دیا۔ مصیبت تو میری منہی سی جان پر پڑتی۔

سنو سنو! غیر ممکن ہے کہ ایک نبی یا رسول ساری خدائی کے لئے ہو اور وہ بھی قیامت تک زمانہ طرح طرح کے رنگ بدلتا رہتا ہے۔ ہر خطہ اور ہر زمین کی آب و ہوا، پھول پھل، اناج ترکاری اور خود انسانوں کی طبائع جدی جدی ہیں۔ پس ساری خدائی کو ایک شخص کا تابع کر دینا بڑا بھاری ظلم اور خلاف نیچر ہے۔ پھر تمام انبیاء مر گئے، گل گئے۔ تم انہیں کی لکیر کے فقیر ہو۔ اگر وہ نبی تھے بھی تو اس زمانہ کے جس میں وہ مبعوث ہوئے تھے جو وحشت و جاہلیت کا زمانہ تھا۔ اب تو تہذیب کا زمانہ ہے۔ مردوں کے آگے گردن تسلیم ختم کرنے کے دن لد گئے۔ نہ غلیل خان رہے نہ فاختہ۔ پس مردوں کا پیچھا چھوڑو۔ میں زندہ نبی، زندہ مسیح، زندہ مہدی ہوں۔ مجھ سے بیعت کرو اور گلے میں ڈھول ڈال کر میری رسالت و مہدویت کی ڈونڈی پیڑو کہ ملک آسمانی باپ کا اور حکم امام الزمان، مہدی دوراں، مسیح زمین و آسمان منزل فی قادیان، حضرت اقدس مرزا غلام احمد قدس اللہ سرہ العزیز کا، ڈھم، ڈھم، ڈھم۔

سنو سنو! نبی ہو یا غیر نبی سب انسان ہیں اور انسانی طاقت محدود ہے۔ برخلاف اس کے زمانہ تسلسل الی غیر التہا یہ سیال ہے۔ جو دنیا کی ساری چیزوں کا ظرف ہے۔ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ ایک نانا تو اضعیف البیان ہستی غیر محدود اور غیر متناہی امور کی اصلاح کا ٹھیکہ لے سکے جب کہ وہ خود فانی ہے۔

مسلمانوں میں دہائیوں کا ایک گروہ ہے جو پیروں کے ماننے اور ان کو نذر نیاز چڑھانے کا سخت مخالف ہے۔ مگر مردہ انبیاء کو وہ بھی مانتا ہے۔ بلکہ بعض کا کلمہ پڑھتا ہے۔ بھلا غور کرنے کی بات ہے کہ مردے مردے سب یکساں ہیں۔ ولی ہوں یا نبی، غوث ہو یا قطب، دہائیوں کی بھی وہی مثال ہے کہ گڑ کھائیں گلگوں سے پرہیز۔

میں پھر یہی کہتا ہوں ختم زندہ نبی کو مانو۔ میں زندہ ہوں۔ اول تو میں مردوں کا نہیں اور مردوں کا بھی تو قیامت آئے گی۔ جب کہ نبوت و رسالت کا کھڑا ک ہی کا فور ہو جائے گا اور اگر میں ابھی ابھی دس پانچ برس میں ٹین ہو گیا تو کون ایسا تیسرا کہتا ہے کہ تم مجھے زندہ سمجھو اور میرے مقدر کی پرستش کرو۔ ہاں! میں اپنا قائم مقام اور اپنی بڑی یادگار منارۃ اسحٰج چھوڑے جاتا ہوں اور اس کی حفاظت تمہارا فرض ہے۔ جیسے صلیب کی حفاظت عیسائیوں کا فرض ہے۔ اس کے سوا میری نسبت کوئی کیسی ہی بے پرکی اڑائے مگر تم اپنے پروں پر پانی نہ پڑنے دینا۔ ایڈیٹر! (باقی آئندہ)

۲..... بقیہ خواب

طرفہ یہ کہ خواب دیکھنے والا اول درجہ کا بلا نوش شرابی تھا جو برائڈی کے خم کے خم ڈکار جائے اور پانی نہ مانگے۔ اس نے کہا کہ مرزا قادیانی نے اسی حالت میں جب کہ میں چڑخٹو ہو رہا تھا۔ مجھ سے توبہ کرائی۔ مگر باوجود توبہ کے میں نے منصوری سے کپور تھلہ میں آ کر خوب غناغٹ اور سٹاٹ شراب اڑائی۔ ایک قصہ تو یہ ہوا جس کو آپ مرزا قادیانی کے اخبار الحکم میں پڑھ لیں گے۔ لیکن بندہ نے ۲۱ یا ۲۲ رمضان کی شب کو ایک خواب دیکھا کہ مرزا قادیانی اور ان کا گروہ غارت ہو گیا ہے۔ میں نے وہ خواب منشی عبدالاحد صاحب کو روڈیا صالحی کر کے لکھوایا اور اس پر دو چار معززین کی شہادتیں بھی کراویں۔ لیکن کسی اخبار میں اس لئے نہ سمجھا کہ اس روڈیا صالحی کا ظہور ہو جائے تو مشتہر کیا جائے اور نیز دو چار مرزائی میرے دوست بھی ہیں۔ اگرچہ دین کے معاملے میں دوستی کا تعلق نہیں۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے اس فرقہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے اور پھر روڈیا میں بہا دیا ہے اور ایک ایک پچھیا کے باوا کو مثل گوسالہ سامری نیست دنا بود کر دیا ہے۔ میری آنکھ کھلی تو یہ آئی میری زبان پر تھی۔ ”انما الہکم اللہ

الذی لا الہ الا هو“ اور یہ عجیب بات ہے کہ میں کپور تھلہ میں تھا اور بحالت خواب اپنے کو متصل درگاہ حضرت مخدوم شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء قدس اللہ سرہ العزیز اور قاضی ثناء اللہ صاحب کے اس فرقے کو غارت ہوتے دیکھا۔
راقم: سچا خواب دیکھنے والا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ
۲۳/ اگست ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۳۲ کے مضامین

.....۱	بقیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و افعال میں تخالف	از مردان!
.....۲	حیات و ممات مسیح	مولانا شوکت اللہ!
.....۳	کتاب عصائے موسیٰ کا جواب	مولانا شوکت اللہ!
.....۴	امریکا میں مرزا قادیانی کا مشن	مولانا شوکت اللہ!
.....۵	ہذا شیء عجاب	مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

.....۱ بقیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال و افعال میں تخالف

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی حضرت جعفر حسب الحکم رسول خدا ﷺ ایک سو آدمیوں کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے شاہ جیش کے پاس جو عیسوی مذہب تھا پناہ گزین ہوئے۔ کفار قریش نے اپنے ڈیلی گیٹ ان کے پیچھے شاہ جیش کے پاس بھیج کر لکھا کہ یہ جماعت ہمارے لوٹریاں غلام بھاگ کر آپ کی دولت میں پناہ گزین ہوئے ہیں۔ ان کو ہمارے گروہ کے حوالہ کرو۔ شاہ جیش نے حضرت جعفرؓ کو بلا کر دریافت کیا۔ حضرت نے بزبان فصیح یہ خطبہ پڑھ کر حاضرین کو دنگ کر دیا۔

”یا ایہا الملک کنا قوماً اهل جاهلیة • نعبد الاصنام • ونا کل المیتة وناتی الفواحش ونسی الجوار ویا کل القوی ضعیفا فکنا علی ذلک حتی بعث الینا رسولاً منا نعرف نسبه وصدقه وامانه وعفافه فدعی الی اللہ لنوحده نعبده ونخلع ما کنا نعبد نحن وآباءنا من دونه من الحجارة والاثان وامرنا ان نعبد اللہ وحده ولا نشرک به شیئا وامرنا بالصلوة والزکوة والصیام (فعدد علیہ امور

الاسلام ثم قال) وامرنا بصدق الحديث واداء الامانت وصلة الرحم وحسن الجوار والكف عن المحارم والدماء ونهانا عن الفواحش وقول الزور واكل مال اليتيم وقذف المحصنات فصدقناه واتبعناه على ما جاء به من الله تعالى فعبدنا الله تعالى وحده ولا نشرك به وحرمانا حرم الله علينا واحللنا ما حل لنا فعبدى علينا قومنا فعذبونا وفتونا عن ديننا ليردوننا على عبادت الاوثان من عبادت الله تعالى وان نستحل ما كنا نستحل من الخبائث كما قهرونا وظلمونا وضيقه علينا وحابو بيننا وبين ديننا وخرجنا الى بلادك واخترناك على سواك وغنا جوارك ورجونا ان لا نظلم عندك يا ايها الملك

ترجمہ..... ”حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ اے بادشاہ ہم جاہل قوم تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ مردار گوشت کھاتے تھے۔ بدکاریاں کرتے تھے۔ ہمسایوں سے بہ بدی پیش آتے تھے۔ زبردست کمزور کا مال کھا جاتے تھے اور ایک مدت سے ہماری یہی حالت چلی آتی تھی۔ یہاں تک کہ خدا نے ہمارے ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جس کی شرافت نسب، راست بازی، ایمان داری اور پاک دامنی سے ہم خوب واقف تھے۔ پس اس نے ہم کو خدا کی طرف بلایا کہ ہم صرف اسی کے خدا کو جانیں اور اسی کی عبادت کریں اور ان بتوں اور پتھروں کی عبادت کو چھوڑ دیں جن کو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اور حکم دیا کہ ہم صرف خدا ہی کی عبادت کریں اور کسی چیز کو ذات و صفات اور استحقاق عبادت میں اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور ہم کو پانچوں وقت نماز پڑھنے اور سال بھر بعد بقیہ مال کا چالیسواں حصہ صدقہ دینے اور ماہ رمضان میں بیماری اور سفر کے سوا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (پھر ایک ایک کر کے تمام احکام اسلام اس کے سامنے بیان کئے اور پھر کہا) اس پیغمبر نے ہم کو سچ بولنے اور امانت کو اس کے مالک کے پاس پہنچا دینے اور قرابت داروں سے رعایت و مروت کرنے اور ہمسائیوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنے اور برائی اور حرام کاموں اور خون خرابوں سے بچنے کا حکم دیا اور بدکاریوں اور جھوٹی گواہی دینے اور یتیموں کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا۔ پس ہم نے اس کو پہچانا اور جو احکام خدا کی طرف سے اس نے پہنچائے ان سب کی پیروی اختیار کی۔ پس ہم صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کسی چیز کو کسی بات میں بھی اس کے شریک نہیں کرتے اور جو چیز خدا نے ہم پر حرام کر دی ہے۔ اس کو حرام اور جو چیز حلال کر دی ہے۔ اس کو حلال جانتے ہیں۔ پس اس بات پر ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی ہے اور طرح طرح کے دکھ دیئے اور ہم کو ہمارے دین سے پھرانایا کہ خدا کو چھوڑ کر

پھر بت پوجنے لگیں اور جن بری باتوں اور چیزوں کو ہم پہلے جائز سمجھتے تھے۔ ان کو جائز جانیں۔ پس جب کہ انہوں نے ہم کو نہایت عاجز کر دیا اور طرح طرح کے ظلم کئے اور نہایت تنگ اور دق کیا اور ہمارے دین سے ہمیں پھراننا چاہا اور ہمارے مزاحم ہوئے تو ہم اپنا وطن چھوڑ کر اور تجھ کو دیگر بادشاہوں کی نسبت اچھا جان کر تیرے ملک میں چلے آئے اور یہ امید کر کے کہ تیرے ہوتے کوئی شخص ہم پر ظلم نہ کر سکے گا۔ تیری پناہ اختیار کی۔“ یہ ہے اسلام کا صحیح فوٹو جس کے دیکھنے سے اسلام کی سچی عظمت دلوں میں بھر جاتی ہے اور اس کی حقیقی صداقت اور حقیقت کا ایک گہرا اور پائیدار نقش دل پر جم جاتا ہے۔

اب مرزا قادیانی ہی سچ کہہ دیں کہ اپنے ستارہ قیصرہ و تھقہ قیصرہ میں جو حضور علیا جناب قیصرہ ہندارسال کئے تھے۔ کون سی عظمت و شان شوکت اسلام کی بیان فرمائی ہے۔ اگر کچھ لکھا ہے تو یہی لکھا ہے کہ اے قیصرہ ایک مہدی آیا ہے جس کے بزرگوں نے سرکار کی فلاں فلاں خدمات کی ہیں وہ خونی مہدی نہیں۔ وہ سچا خیر خواہ سرکار ہے اور اس مہدی کے آنے کی سخت ضرورت ہے۔ اے قیصرہ تم نے ایسے عجیب و غریب مہدی کی کوئی قدر نہ کی اور باوجود اس قدر وسیع اخلاق کے اپنے مخلص مہدی کو محروم رکھا۔ شاید وہ ایک رسالہ حضور میں نہیں پہنچا اور کہیں پس و پیش ہو گیا ہوگا۔ اس لئے اب ستارہ قیصرہ بھیجا جاتا ہے۔ امید ہے کہ جواب سے افتخار بخشا جاوے گا۔

(تھقہ قیصرہ ص ۱۲، ۱۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۲، ۲۶۵، ستارہ قیصرہ ص ۲، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۲)

سبحان تیری قدرت۔ کیا خوب نبوت اس تحریر سے فیک رہی ہے اور بروزی رسالت کی شان ظاہر ہو رہی ہے۔ آپ کو بیرونی اور اتباع کی کیا ضرورت آپ تو حسب (اشہار مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء، مجموعہ اشہارات ج ۳ ص ۳۳۱ تا ۳۳۳ مخلص) خود محمد رسول اللہ اور خاتم النبیین اور ”جری اللہ فی حلل الانبیاء“ ہیں اور اپنے مریدوں کی غلطی کا ازالہ کر رہے ہیں کہ وہ آپ کو پہلے صرف ایک مجدد سمجھتے تھے اور اب رسول بنا لیا۔ اب اختلاف درمیان قول و فعل مرزا قادیانی کے ناظرین پر ظاہر ہو گیا یا کوئی کس باتی رہ گئی۔ مرزا قادیانی ہی خدا لگتی کہہ دیں کہ کیا آپ کے دل میں پیغمبر خدا ﷺ کے کوئی وقعت ہے اور آپ واقعی ان کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ کیا سرور کائنات ﷺ نے بھی کبھی کوئی اس قسم کی پولیٹیکل چال چلی تھی۔ کیا یہ آنحضرت ﷺ کی پالیسی تھی جس کی آپ تقلید کر رہے ہیں۔ بندہ پرورد حضور انور بنی ہاشمی روحی فدائے نے تو کافروں پر بھی وہ احسانات کئے کہ فلک گفت احسن ملک گفت زہ، اور کفار دل و جان سے قائل ہو گئے کہ بیشک یہ رحمۃ للعالمین ہیں۔

آنرہیل سرسید کو طرح طرح سے برا بھلا کہا گیا۔ گالیاں دی گئیں۔ مغالطات کے

ملفوظ خطوط بھیجے گئے۔ کفر کے فتوے اس پر بزور چپکائے گئے۔ غرض کہ سب قسم کی اذیتیں اس کے حق میں روا رکھی گئیں۔ مگر اس پیروان ہمت نے اپنے نانا کی سنت کو تازہ کر کے اف تک نہ کی اور سوائے دعائے خیر و مرحبا کچھ نہ کہا۔ جب بہ تقاضائے بشریت بہت تنگ آ گیا تو اس قدر کہہ کر خاموش ہو گیا جیتے جی میری قدر تم نہیں کرتے۔

یاد آوے گی تمہیں میری وفا میرے بعد

چنانچہ اب ان کی دائمی مفارقت آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے۔ اگر وہ چاہتے تو لاکھوں روپیہ کی جائیدادیں حاصل کر سکتے تھے۔ اگر مدعی نبوت ہوتے تو میں سچ کہتا ہوں کہ تعلیم یافتہ سوسائٹی تو بے چون و چرا قبل از قائم کرنے امور تنقیح کے اقبال دعویٰ داخل کرتے اور بہت خوشی سے اس کو مثیل یا بروزی وغیرہ طور پر مانے کو تیار ہو جاتے۔ مگر وہ سچا اور حقیقی مسلمان بخوبی جان چکا تھا اور اس کا ایمان تھا کہ بنی ہاشمی علیہ السلام کا یہ قول بالکل حق اور راست ہے۔ ”لو کان بعدی نبیاً لکان عمر“ قرآن کے جو معارف وہ مرحوم بیان کر گیا ہے اگر سوسال مرزا قادیانی کا مشن ان تھک کوششیں رات دن کرتا رہے تو عشر عشر بھی بیان نہ کر سکے جن لازاف پر مغربی فلاسفروں کی قلمیں توڑ دیں۔ مخالفین اسلام کے صد ہا قسم کے اعتراض رد کر کے اسلام کی موٹی تصویر کو ایک محبوب دلہن کی طرح مرغوب خاص و عام کر دیا۔

سبحان اللہ! مرزا قادیانی کے معارف قرآنی کیا کیا مستحکم خیز ہیں۔ ناظرین کی خدمت میں داند از خرواری عرض کرتا ہوں۔ ”واذ الجبال سیرت“ معارف مرزائی، پہاڑ اڑائے جا کر عمارت بنائی جاتی ہے۔ یعنی مہدی آخر زمان (مرزا قادیانی) کے ظہور کی علامت یہ ہوگی کہ اس زمانہ میں پہاڑ اڑائے جاویں گے اور عمارت بنائی جاویں گی۔ اب چونکہ پہاڑ اڑائے جاتے ہیں اور پتھر عمارت کے کام میں آتے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ زمین گول ہے۔ اب وہ وقت ہے کہ مہدی آخر زمان (مرزا قادیانی) پیدا ہوا۔ کیا خوب معارف ہیں؟ غور کا مقام ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک ایسی جدید اور نئی تھیوری مہدی آخر زمان کی بیان فرمائی کہ محمد علی بانی کی بوسیدہ لاش بھی قبر میں پھڑک گئی اور حسن بن صباح اور میلہ کذاب کی قبر سے صدائے مرحبانگلی۔ کیونکہ دنیا میں ابتدائے آفرینش سے الٰہی زمان مسعود مرزا قادیانی نہ کبھی پہاڑ اڑائے گئے نہ پتھر نکال کر عمارت بنائی گئیں اور نہ کسی کو اس طرف خیال ہوا۔ اب جو مرزا قادیانی کا ظہور ہوا تو یہ باتیں ہونے لگیں اور قیامت کے آثار کی دلیل خود مرزا قادیانی نے پبلک کو بتائی۔ جناب نے کبھی تواریخ کے اوراق کو الٹا ہے۔ اہرام مصری کی تاریخ پڑھی ہے وہ اہرام کس نے بنائے تھے اور کس

چیز کے بنے تھے اور کتنے عرصے میں بنے تھے اور وہ پتھر جو ان میں صرف ہوئے وہ پہاڑوں ہی سے لائے گئے تھے یا خشت سازوں نے بنائے تھے۔ افسوس خود غرضی انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ یہ اہرام مصر کے ہر حصے میں اس قدر کثرت کے ساتھ تھے کہ ان کی صحیح تعداد بتانا تقریباً غیر ممکن ہے۔ ان اہراموں کو بنے ہوئے بارہ ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوا ہے جس پر تحریر کیا گیا کہ ”نبینا هذه الہرام فی ستین سنة فلیهد مہامن یرید ذلک فی ستمائة سنة فان الہنرم ایسر من النبء“ یعنی ہم نے تو اس اہرام کو ساٹھ برس میں بنایا ہے۔ مگر جو اس کے ڈھانے کا ارادہ رکھتا ہے وہ پہلے اس کو چھ سو برس میں تو ڈھائے۔ حال آنکہ نئی ہوئی عمارت کو کھود ڈالنا اس کے بنانے سے پہلے تر ہے۔ ”اذا العشار عطلت“ معارف مرزائی ریل کے جاری ہونے سے اونٹ بیکار ہو گئے۔ ”بارک اللہ“ کیا عجیبہ معارف ہیں۔ یعنی قیامت کے علامات سے جب کہ مہدی آخر الزمان (مرزا قادیانی) پیدا ہوں گے اور ان کا ظہور ہوگا ایک علامت یہ ہوگی کہ ریل کے جاری ہونے سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ یہ بڑی بین دلیل ظہور مہدی کی ہے کہ اونٹ بیکار ہو گئے ہیں۔ کیونکہ باوجود ریل کے جاری ہونے کے اب اونٹ اس قدر کارآمد ہیں کہ دس پندرہ سال آج سے پہلے جس اونٹ کی قیمت ۶۰ روپیہ تھی آج کل وہ ڈیڑھ سو روپیہ میں بھی دستیاب نہیں ہوتا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ صرف پنجاب میں نوکورس اونٹوں کے قائم ہوئے۔ یعنی ۹ رسالے اونٹوں کے کھڑے کئے گئے ہیں۔ فی رسالہ یا کور میں ۱۰۹۰ اونٹ ہوتے ہیں۔ مقامات ذیل میں وہ کور موجود ہیں۔ دہلی، میانمیر، مظفری، جہلم، راولپنڈی، نوشہرہ۔ تین دیگر مقامات پنجاب میں تو جملہ ۹۸۱۰ اونٹ اس وقت برسر کار ہیں اور ہر ایک رسالہ میں لوگوں کو قرضہ دیا جا رہا ہے کہ اونٹ خریدو اور بھرتی کرو۔

یہ معارف کیا گوزشتر سے زیادہ وقعت رکھتے ہیں کیا ”اذا العشار عطلت“ کے معارف اس پر صادق آتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ شاید مرزا قادیانی کے معارف پبلک سمجھتی نہیں۔ شاید مرزا قادیانی نے یہ فرمایا ہو کہ باوجود ریل کے جاری ہونے کے اونٹ بیکار اور کمیاب ہو جائیں گے اور ڈھونڈنے نہ ملیں گے۔

”اذا الصحف نشرت“ ایک علامت قیامت کی یہ ہے کہ اخبارات اور رسالے مطبوعوں سے نکل کر لوگوں کو ملتے ہیں اور ایسے وقت میں مہدی (مرزا قادیانی) کا ظہور ہوگا بہت معقول یہ بھی نئی بات ہے۔ مطابع اب مرزا قادیانی ہی کے زمانہ میں ایجاد ہوئے۔ پہلے تو صفحہ ہستی پر تھے ہی نہیں۔ حضرت سال ۱۸۵۷ء میں پہلا چھاپہ خانہ انڈیا میں بمقام گوا قائم ہوا جب کہ مرزا

کی عمر ۱۲ برس کی ہوگی اور یورپ، امریکہ، افریقہ میں مطالع کا وجود اپنی جماعت کے نبی اے، ایم اے صاحبان سے پوچھ لیں۔ ”اذ البحار فحجرت“ قیامت کی اور ظہور مہدی (مرزا قادیانی) کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ دریاؤں سے نہریں کاٹ کر آبپاشی کے واسطے لائی جاویں گی۔ حقیقت میں یہ بات تو بالکل ٹہنی ہے۔ دنیا میں حال کے سوا کبھی نہریں نکلیں اور نہ کسی نے نکالیں؟

”سبحان اللہی اسریٰ بعیدہ لیلاً“ معارف، مسجد اقصیٰ سے مسجد قادیان مراد ہے اور بیت المقدس سے موضع قادیان جناب کجا قادیان کو دیان اور کجا مسجد اقصیٰ اور کجا بیت المقدس۔

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

آپ کے دل میں یہی عظمت اسلامی ہے اور اسی پر دعویٰ نبوت ہے؟

”اذ لشمس کووت“ قیامت کی ایک یہ نشانی ہے کہ مہدی (مرزا قادیانی) کے

ظہور کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جہالت چھا گئی ہے۔

جناب من اور تو کوئی جہالت نہیں چھائی بفضل خدا ہر طرح سے آفتاب علم چمک رہا

ہے۔ ہاں! اگر جہالت چھائی ہے تو اس واسطے کہ ایسے کورانہ معارف بیان ہوتے ہیں۔ چور کی

داڑھی میں تنکا۔ ہاں! مسلمانوں پر ظلمت کیوں نہ چھائے۔ جب کہ قرآن مجید کی یہ قدر کی جاتی

ہے اور ایسے معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ راقم! مرزائیوں کا خیر خواہ! از مردان!

۲..... حیات و ممات مسیح

میرٹھ میں آج کل مرزا قادیانی کے ایک قائم مقام تشریف کا پوئلہ لائے ہیں۔ وہی

حیات و ممات مسیح کا باسی تباہی مسئلہ عوام جہلاء کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ جس کی نہ صرف ضمیمہ

شخصہ ہند میں بلکہ علماء کے مختلف رسالوں میں بارہا تردید ہو چکی ہے اور حال میں حضرت پیر مہر علی

شاہ صاحب نے تو اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مرزا قادیانی کے دعوے ممت مسیح کا اس دھڑلے

اور زور شور سے استیصال کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا اور مرزا قادیانی اور ان کے پیلوں

کے دلوں میں کچھ بھی انصاف اور حقانیت ہے تو پیر صاحب کے دلائل قاطعہ کے سامنے گردن تسلیم

ختم کریں گے۔

خوبی یہ ہے کہ مرزا قادیانی باوصف دعویٰ مسلمانی وہی اعتراضات کرتے ہیں جو آریا

اور دھریئے اور یہودی کرتے ہیں کہ خدا کا کہاں ہے اور کیسا ہے۔ کیا وہ اپنے عرش (مکان یا بنگلہ یا

ایوان) کے چبوترے پر کرسی بچھائے بیٹھا ہے اور اپنے لمبے لمبے ہاتھوں سے ساری دنیا کا انتظام کر رہا ہے اور محمد صاحب (ﷺ) افلاک کو چیر پھاڑ کر یا پدموں اور سنکھوں میںوں کے خلاء بسیط کو طے کر کے کیونکر طرفۃ العین میں شب معراج آئے اور گئے۔ علی ہذا کیونکر ممکن ہے کہ عیسیٰ مسیح کی اتنی عمر ہو اور وہ بغیر کھائے پئے فلک چہارم پر دندنارہا ہو۔ یہ ایسے طغیانہ اعتراضات ہیں کہ ایک مسلمان جو کتاب و سنت کے اتباع کا مدعی ہو ان کو منکر اس کا خون جوش میں آئے گا نہ یہ کہ وہ خود اسلام پر ایسے اعتراض کرے گا۔

ہم کو حیرت ہے کہ جب مرزا قادیانی کے ایسے عقائد میں اور وہ کتاب و سنت کے نصوص قطعیہ کے ایسے منکر ہیں اور جدید رفتار مرنے ہیں تو اپنے کو مسلمان کیوں کہتے ہیں۔ تمام اسلامی علماء اور مشائخ مرزا قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج کر چکے۔ الحاد و تکفیر کے فتوے لگا چکے۔ مگر مرزا قادیانی اور تمام مرزائی بدستور یہی کہے جاتے ہیں کہ ہم اچھے خاصے ترشے ترشائے مسلمان ہیں۔ بلکہ ہم ہی مسلمان ہیں اور ہمارے سوا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی بروزی اور ظلی رسالت کا دار و مدار بالکل مسیح علیہ السلام کی موت پر رکھ چھوڑا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کوئی بادشاہ مر جائے اور ایک گدا گریہ ہانک لگائے کہ میں اس کا جانشین ہوں۔ ایسے شخص کو لوگ مخبوط الحواس اور مجنون نہ سمجھیں گے تو کیا سمجھیں گے۔ مرزا قادیانی کے خلیفہ کہتے ہیں کہ تمام علماء میرے سامنے آئیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ بجز مہمات مسیح کے دوسرے مسئلہ پر بحث نہ ہوگی۔ حالانکہ جب مرزا قادیانی مدعی نبوت ہیں تو سب سے پہلے ان کو اپنی نبوت اور موعودیت کا ثابت کرنا ضروری ہے۔ ان کے پاس تو بس یہی دلیل ہے کہ مسیح علیہ السلام برے تھے۔ ان میں فلاں فلاں عیوب تھے۔ وہ جھوٹے اور مکار تھے۔ میں ان سے بدرجہ اچھا ہوں۔ کتاب و سنت میں تو عیسیٰ مسیح کے معصوم اور نبی برحق ہونے کی تعریف ہو اور مرزا قادیانی باوصف دعویٰ مسلمانانہ ان کو فاسق و فاجر عوام سے بھی بدتر سمجھیں۔ کیا کوئی مسلمان اس کو یقین کر سکتا ہے اور مسیح علیہ السلام پر ایسے نقش گو اور طوفان باندھنے والے کو ترجیح دے سکتا ہے۔

افسوس ہے کہ مرزا قادیانی تو اپنے چچا کے بیٹوں (۲۳ مہدیان کذاب) کی سنت پر بھی نہ چلے۔ یعنی کسی جھوٹے مہدی نے انبیاء کو گالیاں نہیں دیں نہ ان کے مقابلے میں اپنے کو ظلی اور بروزی رسول اور نبی قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ وحشیوں اور جاہلوں میں تھوڑی دیر ان کی شعلہ کی سی جھلک یا بجلی کی سی چمک قائم رہی۔ کیونکہ وہ ناحق پر تھے اور بالآخر خود ہی بجھ گئی۔ ورنہ سوڈان اور افریقہ کے وحوش ان کو چند روز کے لئے بھی مہدی تسلیم نہ کرتے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ میرٹھ

کے نہ صرف علماء کرام بلکہ عوام اہل اسلام نے بھی خلیفہ جی کو قابل خطاب نہیں سمجھا۔ بس یوں ان کی گرم بازاری پر اوس پڑ گئی۔ ایڈیٹر!

۳..... کتاب عصائے موسیٰ کا جواب

۳۱ جولائی گزشتہ کے الحکم میں اعلان دیا گیا ہے کہ کتاب عصائے موسیٰ کا جواب تیار ہے۔ مگر یہ نہیں لکھا کہ کتاب امر وہہ سے ملے گی یا قادیان سے، اور کتاب کا حجم کیا ہے اور اس کی کیا قیمت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے معقول رقم اینٹھنے کو گول مول اعلان دیا گیا ہے۔ اس نقاب کی اوجھل سے جواب کی حقیقت اور اس کی جھلک بھی معلوم ہو گئی۔ اس سست اور دو حرنی اعلان سے یہ پتہ بھی لگ گیا کہ ڈبل در کبند اور آواز در پیش ہے۔ آخر

کچھ تو ہے جس کی پروہ داری ہے

جواب عصائے موسیٰ کے لکھنے کے قبل تو وہ وہ لاف زنی تھی کہ آسمان سر پر اٹھالیا تھا اور مرزا یوں کی بڑی بھاری میٹنگ کے بعد امر وہی مولوی صاحب جواب لکھنے کو منتخب ہوئے تھے۔ گویا مرزا یوں میں بھی گھر سے فالٹو اور مرد میدان بننے کے قابل تھے۔ مگر جب جواب لکھ کر اور چھپ کر تیار ہو گیا تو دو حرنی اعلان دینے پر خاتمہ ہو گیا۔ اگر کتاب مذکورہ در حقیقت چھپ کر تیار ہو گئی ہے تو ہم کو یقین نہیں کہ اس کی ایک کاپی منصف عصائے موسیٰ انجمنی الہی بخش صاحب کے نام بھیجی گئی ہو۔ چہ جائیکہ دوسرے علماء اور مشائخ کے نام اور شخہ ہند کے نام بھیجے ہوئے تو لرزہ چڑھتا ہے۔ کیونکہ یہاں شیر لگتا ہے۔ خدا کی شان ہے ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ مرزا قادیانی ایک چھوٹی سے چھوٹی کتاب اور ایک آدھ ورق کا اشتہار بھی شائع کرتے تھے تو رجسٹریاں کرا کر علماء و مشائخ اسلام کے نام بھیجے تھے کہ جواب دو۔ یا ایک یہ بھی زمانہ ہے کہ اپنی تصانیف کو عورتوں کے ناپاک چیتھڑوں کی طرح مردان اسلام سے چھپاتے ہیں۔

اس عرصے میں سینکڑوں رسالے مرزائی عقائد کی تردید میں شائع ہوئے۔ بھلا کسی مختصر سے رسالے کا جواب بھی بن پڑا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ عصائے موسیٰ جیسی مبسوط کتاب کا ٹھیک جواب بن پڑا ہوگا۔ جو بالکل مرزا قادیانی کا صحیح اور سچا اعلان نامہ ہے۔ ہاں اپنے حتماء کا نمک حلال کرنے کو کوئی دو دورتی چہار دورتی نکال دی ہوگی کہ لیجئے جواب ہو گیا اور دلوائے دو وہ، طید اور رکھشنا اور دانت گھسائی۔ عصائے موسیٰ کا جواب لکھتے ہوئے تو دو سال ہو گئے۔ حال میں حضرت پیر مر علی شاہ نے جو بسیط کتاب سیف چشتیائی چھپوا کر مفت شائع فرمائی ہے۔ دیکھیں اس کا جواب کتنے دنوں میں ہو سکے گا۔ بھلا آپ کس کس کا جواب دیں گے۔ عمادہ سنبھالتے ہی سنبھالتے

۹۹ تک نوبت پہنچ جائے گی اور پھر تسلسل لازم آئے گا یا تقدم اشے علی نفسہ کا دور۔ ان کے علاوہ جو سینکڑوں رسالوں کا رزمزاقا دیانی کے سر پر کیے بعد دیگرے چڑھا ہوا ہے۔ ان کا تو حساب ہی نہیں، اور ان کی جانب کیوں التفات نہیں فرمائی گئی۔ یہ تو بڑی دولت ہے جس قدر رسالے نکلیں گے۔ اسی قدر کماد پوت چندہ دیں گے اور بھوت کھائیں گے۔ پس مرزا قادیانی کو اسلامی علماء اور مشائخ کا ممنون ہونا چاہئے کہ انہوں نے بے فکروں کے لئے معاش کا دروازہ کھول دیا ہے اور مجردوں اور مستنڈوں کے لئے یا قوتیوں اور مسمیٰ مجونوں کا مسالا بتا دیا ہے کہ کھالے اور وندناؤ اور ہوائے نفس کے دریا میں شہوت رانی کے جہازات چلاؤ۔ انکم میں کتاب سیف چشتیائی پر جو سائڈوں والا تسخر کیا گیا ہے تو یہ امر صاف عجز کی دلیل ہے۔ پس مرزا اور مرزائیوں کے پاس تسخر اور مہکلو کے سوا جواب دینے کا کوئی سرمایہ نہیں اور ہو کہاں سے۔ سچی بات کا جواب ہی کیا۔ ایڈیٹر!

۳..... امریکا میں مرزا قادیانی کا مشن

مرزا قادیانی امریکا میں بروزی یا ظلی یا مرزائی دین کی اشاعت کے لئے ایک مشن بھیجنا چاہتے ہیں جس کا ذکر اراگست کے انکم میں ہے۔ مرزا قادیانی پرانی دنیا کی اصلاح اور تکمیل تو کر چکے اب نئی دنیا کی مرمت وجاتے ہیں۔

تو ہندوستان راکو ساختی
کنون سوئے امریکا پرواختی

ظلی اور بروزی دین کی اشاعت کے مستحق سب سے پہلے مرزا قادیانی کے پڑوسی کاہل اور ایران اور سمرقند اور بلخ اور بخارا وغیرہ ممالک وسط ایشیا ہیں۔ مگر وہاں جاتے ہوئے لڑزہ چڑھتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں کے لوگ بڑے کٹے اور غیور مسلمان ہیں۔ پس مرزا قادیانی کو اپنے مشن والوں کے سروں کی تختہ ہو جانے کا خوف ہے۔ یورپ اور امریکا والے تو آزادی پسند دھریئے ہیں۔ وہاں مذہب و ذہب کا کھڑاک کون پالتا ہے۔ مذہب والوں کی جنگ یا یون کہو کہ مذہبی دنیوں اور مینڈھوں کی لگروں کا تماشا دیکھنے کو کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں اور پھر اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے مشتکے اور قہقہے اڑائے جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی تو اپنے کو فقط دین اسلام کا مہر دار اور فامر بتاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کی اصلاح (حجامت) بنالیں۔ تب دیگر مذاہب والوں کا سرموٹس۔ جب خود مرزائیوں کی لگروں پر ابھی تک کھوٹیاں موجود ہیں کہ نہ ابھی طرح پوچھا پھیرا گیا نہ بخوبی بال نرم کئے گئے۔ تاہم دیگرے چرمد! بھلا امریکا جانے اور تمام مذاہب کی گوہار سہنے کو مرزا قادیانی میں بوتاہی کیا ہے۔ وہ کس مسالے پر ایسا ارادہ رکھتے ہیں جو دعوتی ہے لجر۔ جو

اڈعاء سے محض لغو۔ قدم قدم پر ٹھوکریں۔ بیانات میں تناقض۔ ابھی کچھ ابھی کچھ اور امریکا والے ٹھہرے فلسفی اور دہریے۔ ان کے سامنے ٹھہرنا خالہ جی کا گھر سمجھا ہے۔

مرزا قادیانی کے پاس تو اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ عیسیٰ مسیح مرگے میں اس لئے ظلی اور بروزی نبی ہوں۔ اگر ایک آدھ مرزائی امریکا جائے تو مزہ آجائے۔ امریکا والے ایک ایک کو بے دال کا بودم بنا کر نہ چھوڑیں تو ہمارا ذمہ۔ ایڈیٹر!

۵..... ہذا شیء عجاب

۳۱ جولائی گزشتہ کے الحکم میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مسیح نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ نبی الحقیقت میں ہی دوبارہ آجاؤں گا۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کہاں دعویٰ کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں اس طرح آؤں گا کہ قادیانی مرزا میرا بروز اور غل ہوگا۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے مسیح بن مریم کے دوبارہ آنے کی پیشین گوئی فرمائی ہے نہ کہ قادیانی مغل کی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے نہ صرف حدیث میں بلکہ جناب باری نے قرآن مجید میں مسیح علیہ السلام کی عصمت کی گواہی دی ہے اور ان کو کلمتہ اللہ ٹھہرایا ہے۔ مگر قادیانی ان کو غیر معصوم اور ان کی تعلیم کو غلط بتاتا ہے۔ گویا کلمتہ اللہ غلط ہے اور کلمہ چینی مغل صحیح ہے۔ قرآن مجید نے عیسیٰ مسیح میں تمام کمالات نبوت اور معجزات ثابت کئے۔ مگر چینی مغل دنیا کے تمام معائب عیسیٰ مسیح میں بتاتا ہے۔ کیا کسی مسلمان کا ایسا جگر اور پتہ ہو سکتا ہے۔

آگے چل کر چینی مغل کہتا ہے کہ: ”جب یہ راقم مسیح کے رنگ (اسی فاسق و فاجر کے رنگ) سے رنگیں ہو کر اور اس کے لباس (فسق و فجور) میں ظاہر ہوا تو نہ مسلمانوں نے مجھے قبول کیا نہ عیسائیوں نے اور میں کا فر ٹھہرایا گیا اور قتل کے فتوے لکھے گئے۔“

سب سے پہلے کفر اور الحاد کے کلمات بک کر خود تو نے اپنے کو کا فر ٹھہرایا۔ تب مسلمانوں نے کفر کے فتوے دیئے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا تحریر سے ثابت ہو گیا۔ پس ازماست کہ برماست کا مسئلہ منطبق ہوا۔ تیرے قتل کا فتویٰ کسی نے نہیں دیا۔ بلکہ خود تو نے دنیا کے مارے جانے کی پیشین گوئی کی اور نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ عیسائیوں اور آریوں تک کو نہ چھوڑا۔ پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں چونکہ کثرت سے شرک و بدعت گور پرستی اور پیر پرستی وغیرہ پھیل گئی ہے۔ پس میں آخر زمانے میں مجدد بن کر آیا ہوں۔ چہ خوش!

بت پرستی اور مرزا پرستی تو خود پھیلا رہا ہے۔ قادیان کو مکہ اور مدینہ بنا رہا ہے۔ اپنی

تصویریں قیامتاً شائع کر کے مستحق لعنت بن رہا ہے اور اس حرام تجارت سے اپنا گوشت و پوست پال رہا ہے۔ نبی اور رسول بن رہا ہے۔ باسنہمہ!

مسلمانوں کو عموماً بدعتی اور مشرک بتاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ تو ایک نبی، ایک اسلام بھیجے۔ اسی پر چلنے اور اسی کو ماننے کا حکم دے اور کس دھڑلے کے ساتھ ارشاد فرمائے کہ: ”اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی“ پھر بھی اگر کوئی مکار اپنے کو نیا نبی بتائے اور دین اسلام کو غیر کامل اور ناقص ٹھہرائے تو اس میں میلہ کذاب اور خرد جال کی روح نہیں تو کیا ہے؟ ہم حلفاً کہتے ہیں اور ہم کو تجربہ ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی کے دل میں کسی نبی کی اپنے مقابلے میں مطلق عظمت نہیں۔ مسلمانوں کے دلوں میں جو انبیاء خصوصاً آنحضرت ﷺ کی عظمت ہے تو مرزا قادیانی کو یہ امر سخت ناگوار ہے۔ ابھی خود مرزا قادیانی کو اپنے مرزائیوں پر اتنا دوثق نہیں کہ ان کے دلوں سے آنحضرت ﷺ کی وقعت بالکل مٹ سکے گی۔ کیونکہ اس کے نزدیک ان پر ابھی ایسی اندھیری نہیں پڑی کہ آنکھیں مانگنے کی ضرورت نہ ہو۔ البتہ جو حواری رات دن صحبت میں رہتے ہیں اور جنہوں نے قادیان میں سنڈیاں چھائی اور دھونی رمانی ہے۔ وہ مرزا قادیانی کو ضرور افضل الرسل والانبیاء یقین کرتے ہیں۔ مگر وہ دن قریب ہیں کہ تمام مرزائی مرزا قادیانی کو ایسا ہی سمجھیں گے اور آنحضرت ﷺ کی عظمت کو طاق پر رکھ دیں گے۔ مرزا قادیانی کے ظلی اور بروزی نبی بننے سے پہلے جب کسی مرزائی سے کوئی مسلمان کہتا تھا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ طوفان سے بہتان ہے۔ مرزا قادیانی نے جب دیکھا کہ یہ تو غضب ہو گیا خود اپنے ہی گرجے نبوت کے منکر ہیں تو جھٹ سے اعلان دے دیا اور اپنے چیلوں کو ڈانٹا کہ خبردار، جو میری نبوت سے انکار کیا۔ میں پورا نبی ہوں۔ پورا رسول ہوں، آٹھوں گانٹھ کیت ہوں اور تم ابھی نرے پچھیا کے بادا ہو۔ پس ان میں پانی مر گیا۔ اسی طرح رفتہ رفتہ آنحضرت ﷺ کی رسالت سے بھی علی الاعلان انکار ہو جائے گا۔ ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ شحہ ہند میرٹھ

یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۳۳ کے مضامین

..... بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر مولانا شوکت اللہ!

..... بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر

سنو! اے ناعاقبت اندیش، تعصب کیش، نشتر حسد سے سینہ ریش، بدرتر از گام و منیش، درخور لعنت پیش از پیش، پیغمبر از یگانہ و خویش مسلمانو! میں کب کہتا ہوں کہ تم میرے چھوٹے بھائیوں، دوسرے انبیاء خصوصاً اپنے پیغمبر عرب کو چھوڑ دو۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ جس طرح پیغمبر عرب نے ایک بڑی پولیٹیکل حکمت عملی سے تمام انبیاء کو مانا اسی طرح تم بھی باستثناء مسیح کو مانو۔ کیونکہ مسیح کو نبی کہنا تو درکنار، وہ تو انسانیت سے بھی گرا ہوا تھا۔ اس کے خوارق ایسے تھے کہ ایک عام آدمی بھی ان سے نفرت کرے گا۔ اگر تمہیں میری بات کا یقین نہ ہو تو یہودیوں سے صلی مسیح کا کریکٹر پوچھ لو۔ باقی سب انبیاء مہذب انسان تھے۔ مگر اب ان کے ماننے کا زمانہ نہیں رہا۔ اب تو کسی انسان کا نبی بننا نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ دنیا پر سائنس اور فلسفے کا قبضہ ہے۔ یورپ والے بڑے کائیاں ہیں۔ انہوں نے دنیا کو ٹھنڈ بنا دیا ہے اور جن لوگوں میں کچھ وحشت و جہالت باقی ہے ان کو بھی مہذب اور ٹھنڈ بنا کر چھوڑیں گے۔ آج وہ پرستی زندہ دو گورہور ہی ہے۔ صداقت اور صفائی پھیل رہی ہے۔ پس میں نے زمانہ کارنگ دیکھ کر اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے اور دوسرے انبیاء کی طرح اپنے کو مبعوث من اللہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ جب تک کوئی انسان اپنے کو خدا کا بھیجا ہوا صاحب الوجی والا لہام نہیں بتاتا اور طرح طرح کی پالیسیوں سے ٹھونک نہیں رکھتا وحوش سیرت انسان اس کو نبی اور رسول تسلیم نہیں کرتے۔ کسی نے کہا میں مردوں کو زندہ، گونگوں کو شنوا، کوڑھیوں کو تندرست، اندھوں کو سوا نکھا کرتا ہوں۔ کسی نے کہا میں اپنی لاشی کو اڑا دھاتا ہوں اور لاشی مار کر پتھروں سے چشمے نکالتا ہوں۔ وغیرہ! پس اے احق کی بیٹ کھانے والے سادہ لوحو، اب ایسے بوستان خیال اور حمام گردبار کے فسانوں کے باور کرنے کے دن گئے۔ اگر لازاف نیچر یا سنت اللہ معجزات پر جاری ہوتی تو وہ ہمیشہ ظہور میں آیا کرتے۔ کیا وجہ ہے کہ ہزاروں برس گزر گئے مگر کسی نے ویسے معجزات نہ دکھائے۔ کیا فطرت یا نیچر بالکل عقیم ہو گئی کہ ہزاروں برس میسٹر تو اس نے معجزات کے اس قدر بچے کھٹا کھٹ بنے اور اب تو والد و تاسل کے دروازے پر قفل لگ گیا۔ اگر تم میں کچھ بھی عقل ہے تو یہ نکتہ سمجھو گے کہ دوسرے انبیاء اور رسل کے عہد میں دنیا کس قدر اندھی اور وحشت و جہالت کے عمیق گڑھے میں گڑھی ہوئی تھی کہ مذکورہ بالا انقویات پر ایمان لائی تھی۔ جن کو انسانی عقل ہرگز باور نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے فیلسوف اسلام پر مضحکہ اڑا رہے ہیں کہ اسلام جس شے سے عبارت ہے۔ وہ مدار یوں کے پھنک ایک اور پھنک دو کا تماشا ہے۔

سنو سنو! میں اگر چاہوں تو اپنے ہتھ اور داؤں گھات سے ویسے ہی بلکہ ان سے بڑھ

کر ہزاروں معجزے دکھا سکتا ہوں۔ مگر میں دنیا کے منہ پر اندھیری ڈالنا اور ان کو تاریکی میں رکھنا نہیں چاہتا۔ میں تو تم کو صداقت اور صفائی کی روشنی میں لانا چاہتا ہوں۔

اے نامرودو! بھلا تم سے بجز اس نخل غیاظ اچھانے کے میری اسی سالہ بعثت و رسالت میں اور کیا ہو سکا ہے کہ مرزا قادیانی ایسا ہے اور مرزا قادیانی ویسا ہے۔ مگر تم خوب یاد رکھو کہ ریختے کی پاڑ باندھنے سے سمندر کا سیلاب رک نہیں سکتا۔ میری امامت، میری مہدویت، میری مسیحیت، میری بروزی نبوت، میری ظلی رسالت کو ۶ کروڑ نامرد مسلمان ہرگز نہیں روک سکتے۔ جب میں نے براہین احمدیہ لکھی تھی اور مجھ پر الہام اور وحی کی ٹپکا چٹکی ہونے لگی تھی تو کتنے آدمی میرے صحابی تھے۔ صرف دو۔ اب میری جماعت تقریباً ایک لاکھ ہے اور برابر اڑے بچے وے رہی ہے۔ اگر مجھ میں صداقت اور حقانیت کا کرشمہ نہ ہوتا تو اس قدر رجوعات ہرگز نہ ہوتی۔

سنو سنو! جب میں مجدد اور رفارمر ہوں تو عرب کے لٹریچر کا بھی مصلح ہوں۔ میں کسی کا مقلد نہیں۔ اگر میں علی کی جگہ الی لکھوں تو اس کی طاقت ہے کہ چوں و چرا کر سکے۔ اگر لغت میں بھی ایسی ہی اندھی تقلید ہوتی جیسی تمہارے دین میں ہے تو لٹریچر کبھی ترقی نہ کرتا۔ نئے الفاظ، نئے محاورات، نئے صلات، نئی ترکیبیں پیا کر تار فامر کا کام ہے نہ کہ گلے میں تقلید کا پٹا ڈال کر عالم و فاضل بننے والوں اور اپنا حوصلہ پست کرنے والوں کا۔

سنو سنو! جب تم زبان عرب اور اس کے محاورات کے لئے قرآن کو مستند مانتے ہو تو میرے کلام کو جو مثل قرآن الہام اور وحی ہے اور باوصف اس کے کہ میں پنجابی ہوں، پھر بھی مجھ پر زبان عرب ہی میں الہام ہوتا ہے۔ کیوں مستند نہیں مانتے۔ پیغمبر عرب پر اگر زبان عرب میں فصیح و بلیغ الہام ہوا تو یہ ان کی ماوری زبان تھی۔ معجزے میں داخل نہیں۔ مجھ پر باوصف پنجابی اور دراصل چینی نژاد ہونے کے ایک اجنبی زبان (عرب) میں الہام کا ہونا ایسا اچھوتا معجزہ ہے جس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو کاٹھ کا آلو ہو۔ پیغمبر عرب کو تم امی کہتے ہو۔ اگر وہ درحقیقت امی تھا تاہم زبان عرب اس کی مادری زبان تھی۔ خود ہمارے ہندوستان میں بہت سے شعراء اور صاحب ملفوظات جن کو تم اولیاء اللہ کہتے ہو بالکل امی تھے تاہم وہ فصیح و بلیغ نظم و نثر لکھ سکتے تھے۔ پس یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ بڑی بات یہ ہے کہ میں پنجابی نژاد ہو کر فصیح و بلیغ زبان عرب کا صاحب الہام ہوں جو ایک اجنبی زبان ہے اور میری مادری زبان نہیں۔ پس میرا مرتبہ عرب کے امی نبی سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ دیکھ لو میں نے اپنی کتاب اعجاز آسح سے نہ صرف ہندوستان بلکہ مصر اور ترکی کے عربی انشاء پردازوں اور علماء اور فضلاء کو مہموت کر دیا۔ مصر کے عربی اخبار المنار کو

بھی شامت نے ویسا ہی دھکا دیا جیسا علماء ہند کو کہ اس نے بھی صلوات ہی کی غلطیاں نکالیں۔ مگر میری ایک ہی ڈانٹ نے اس کی سراویل میں چھل چھل لگا دی اور خطا ہو گیا اور منہ میں گھٹکنیاں بھر کر گونگے کا گڑ کھا گیا۔ اگر تم میں کچھ سکت اور دم درو ہے تو ایڈیٹر المنار کی پشت پناہی کرو اور اس کو میدان میں لاؤ۔

پھر مجھ میں ترجیح اور تفصیل کا دوسرا مسالا یہ ہے کہ میں علاوہ زبان عرب کے اردو، پنجابی، فارسی، بھاشا، انگریزی پر بھی قادر ہوں اور وہ بھی ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جو چار دانگ عالم کے لقب سے ملقب ہے۔ پوینچبر عرب کی ولادت صرف عرب کے چھوٹے سے جزیرہ نما میں ہوئی اور لے وے کر صرف ایک زبان عرب کے سوا دوسری زبانوں سے ان کو مطلقاً مس نہ ہوا۔ میں ہفت زبان کا فارم ہوں اور مجھ پر ہر زبان میں الہام ہوتا ہے۔ اب تمہیں پھوتے دیدوں پر شعور و ادراک کی عینک لگا کر دیکھو کہ میں تمام انبیاء میں ممتاز ہوں یا کوئی اور، اور آسمانی باپ نے اپنے سارے بیٹوں کو عاق اور محروم الارث کر کے مجھے خلف اور کلونتا اور لے پالک بلکہ حقیقی فرزند بنایا ہے یا کسی اور کو۔

ابے عقل کی پرانی پھٹی چھنچھن لگی غلیظ گدڑی کے کندھی گرو۔ ذرا تو سمجھو کہ میں کیا چیز ہوں۔ مجھ میں کیسا سرخاب بلکہ عنقا کا شہرہ ہے۔ میری کیا شان ہے۔ مجھ میں کیا کرشمہ ہے۔ بھلا تیرہ سو برس میں کسی دوسرے ایسے تیسے نے میرے سوانہوت و رسالت، مسیحیت، و مہدویت کا کیوں دعویٰ نہ کیا۔ آسمانی باپ کو تو ہر طرح کی طاقت تھی وہ جس کو چاہتا رسول اور نبی بنا دیتا۔ مگر میرے سوا دوسرے میں یہ صلاحیت و قابلیت ہی نہ تھی اور اگر میں جھوٹا نبی ہوں تو ہر شخص جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ مگر کسی نے آج تک کیا بھی۔ اگر حوصلہ ہے تو کوئی نبی بن کر دیکھ لے۔ ایک لاکھ آدمیوں کی بڑی مہتم بالشان تعداد ہے۔ آسمانی باپ نے چاہا تو ایک وہابی بلکہ ڈہائی آدمی بھی اس کے گرگے اور چیلے نہ بنیں گے۔

ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گونے

تم ہزار سر مارو۔ لوگوں کو میری جانب سے لاکھ بدظن کرو۔ مگر ایک سچا نبی کبھی جھوٹا نہیں بن سکتا۔ تمہارے ہی گروہ کے لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر میری جماعت میں مل رہے ہیں اور یوں میری احمدی جماعت بڑھ رہی ہے اور تمہاری محمدی جماعت گھٹ رہی ہے۔ میں نے ابھی تک عیسائیوں، آریوں، سکھوں کی جانب زیادہ توجہ نہیں کی۔ کیونکہ ان کو احمدی (مرزائی)

بنانے کا ابھی تک مجھ پر الہام نہیں ہوا۔ اس میں آسمانی باپ کی کوئی مصلحت ضرور ہے جو بہت جلد تم پر ظاہر ہو جائے گی۔

اے قارون کے سگو۔ اے دقیانوس کے بیٹو اور پوتو۔ اے مادرزاد اندھو۔ خوب یاد رکھو کہ تم میرے مقابلے میں بالآخر تھک جاؤ گے۔ تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ تمہاری اشتہار بازی، اخبار بازی، رسالہ بازی کا بہت جلد تڑکا ہو جائے گا۔ تم میری جماعت کو حسب فحوائے 'یدخلون فی دین اللہ الفواجہ' روز بروز بڑھتے دیکھ کر آتش حسد میں جل کرنی النبار ہو گئے۔ وجہ یہ ہے کہ تم میں خود اتفاق نہیں۔ مقلد تم میں۔ غیر مقلد تم میں۔ پھر ان کی بھی مختلف شاخیں غیر مقلدوں میں عرشی اور فرشی۔ خود میرے ہمسایہ لاہور میں چنوی اور کلانوری اور رجمی وغیرہ۔ مقلدوں میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی پھر ان میں بھی چشتی، قادری، سہروردی، شطاری، صابری، نظامی، حکیمی، جلالی، جمالی وغیرہ۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان متی نے کہا جوڑا

پھر ایک دوسرے کو کوئی لائدہب و بد مذہب کہتا ہے۔ کوئی مشرک و بدعتی کا خطاب دیتا ہے۔ جب خود تمہارے آپس میں پھوٹ ہے تو میری ایک آسمانی جماعت احمدیہ کے قائلی میں جو جنود اللہ ہیں اور جنہوں نے ایک ہی رسی کو مضبوط پکڑ رکھا ہے جو جان و مال سے ایک ہی امام الزمان کے سر پر قربان ہونے کو ہر وقت مستعد ہیں اور ایک بھائی دوسرے بھائی کا جان نثار ہے کیا تیر مار سکو گے؟

تم میرے نبی اور رسول بننے سے بہت فلا بازیاں کھاتے ہو۔ نبی کے معنی خبر دینے والا۔ رسول کے معنی بھیجا ہوا ہے۔ اب لغوی معنی میں وضع ثانی (اصطلاح) کا پورا لگانا کہ نبی وہ ہے جو صاحب معجزہ ہو دین اسلام کو مسخ کرنا ہے۔ پس میں نے اگر اپنے کو نبی اور رسول بنایا تو کیا گناہ کیا اور ابھی کیا ہے جب آسمانی باپ ایک ایک احمدی (مرزائی) کو نبی اور رسول بنا کر میری امامت کی منادی کے لئے نہ صرف اقطار ہندوستان بلکہ ممالک یورپ و ایشیاء و افریقہ میں بھیجے گا تو تمہارے ہوش اور بھی گندلے ہوں گے۔ میں صرف لغت کو مانتا ہوں۔ اصطلاح کو نہیں مانتا۔ میں اگر چاہوں تو ہزاروں اصطلاح گھر سکتا ہوں جو علماء اسلام کی خواب میں بھی نہ آئی ہوں گی۔

قرآن کے تمام مفسرین نے وہ جھک مارا ہے کہ کچھ پوچھئے۔ اسلام پر جو یورپ کے فلاسفر اعتراضوں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں تو انہیں مفسرین کی بدولت کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ آپس

میں سر پھٹول ہے لپاڑ کی ہے۔ الغرض ان بے مغزوں کی رسائی قرآن کے مغز تک نہ ہوئی اور دنیا کا مغز چاٹ گئے۔ اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ یہ سب آلو کا بھیجا کھا گئے تھے۔ ان کی عقل و ذہانت کی کوری باہر ہنہ مفسر بننے کی شورا شوری تو دیکھو۔ کہتے کیا ہیں کہ ”ہبل رفعه اللہ“ سے مراد یہ ہے کہ خدا نے عیسیٰ مسیح کو زندہ اٹھالیا۔ یہ اپنے منہ پر آپ پھیر مار رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اگر اپنی جانب کسی کو زندہ اٹھاتا تو پیغمبر عرب کو اٹھاتا۔ وہ تو مرکز زمین کا پوند ہو اور عیسیٰ مسیح زندہ رہے اور نہ صرف دنیا میں بلکہ فلک چہارم کی برجی کی کلسی پر۔ اگر خدا کو مسیح کو زندہ ہی رکھنا مقصود تھا تو روئے زمین پر کیوں زندہ نہ رکھا۔ یہ قرآن کی تفسیر ہے یا بلکہ اس اور مایچو لیا اور آرائش محفل اور الف لیلیٰ کی داستان۔ بس ان کو مغز مفسروں سے خدائی سمجھے اور تو کیا کہوں۔

چون ندیند حقیقت رہ افسانہ زدند

میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس قسم کے خلاف عقل اور ان نیچرل ڈھکوسلے چھوڑو۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کی ہوا اس کا انکار کر رہی ہے اور یہ اسلام کے چمکتے ہوئے صاف و شفاف رخسارے پر ایک نہایت بدنما سایا کلنگ کا ٹیکا ہے۔ تم اس کے عوض مجھے کافر اور طغداد وارہ اسلام سے خارج کر رہے ہو۔

یہ تمہاری کس درجہ کی حماقت اور جہالت ہے کہ مردوں کو زندہ بتاتے ہو۔ جب انسان مر گیا گل گیا۔ چاروں عضو اپنے اپنے طبقہ میں مل گئے تو زندگی کیسی۔ تم روح کو زندہ بلکہ ازلی اور ابدی بتاتے ہو۔ انسان کی زندگی اور موت بالکل ایسی ہے جیسے شمع میں تیل۔ یعنی جب تک تیل موجود ہے شمع جلتی ہے جب تیل جل چکا شمع رخصت ہوئی۔ ایک گھڑی کھٹ کھٹ چل رہی ہے۔ جب پرزوں کی کوک ڈھیلی بڑگئی بند ہوگئی۔ اس میں کون سی روح موجود تھی کہ آسمان میں جا کر طبقہ ارواح سے کھسر پھسر کرنے لگی۔ یہی حال انسان کا ہے کہ جب تک حرارت غریزی اس کے جسم میں رہتی ہے۔ زندہ ہے جب حرارت بجھ گئی مر گیا۔

سنو سنو! میری امامت اور موعودیت کا انحصار بالکل عیسیٰ کی مہمت کے مسئلے پر معلق ہے۔ تم جہالت اور سفاہت سے کہتے ہو کہ وہ زندہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بالکل محال ہے۔ تم تو اپنے اولیاء اللہ کو بھی زندہ اور حاضر و ناظر جانتے ہو اور یہ تمہارا ایک معمولی رسمی، آبائی عقیدہ ہے۔ بفرض محال عیسیٰ زندہ ہی سہی مگر اس میں جدت اور خوبی کیا نکلی اور نیچر میں تم نے کون سا تعجب ٹھوس دیا کہ تمہارے اولیاء بھی زندہ اور عیسیٰ مسیح بھی زندہ۔ مگر عیسیٰ کے مقابلے میں پیغمبر عرب مردہ۔ اس بڑبھس پر یوں جی چاہتا ہے کہ سر پیٹ ڈالوں۔ دیکھو عرب کا ایک شاعر کہتا ہے۔

ولو كان في الدنيا مخلود لواحدا
 لكان رسول الله فيها مخلدا
 بدنيا مگر کسے پائندہ بودے
 ابو القاسم محمد زندہ بودے

جب تم نے اسلام جیسے عظیم الشان مذہب کی بنیاد صرف مسیح کی حیات پر رکھ چھوڑی ہے تو ضرور ہے کہ میں بھی اپنی موعودیت و رسالت کا دار و مدار مسیح کی ممت پر رکھوں اور تمہیں ہر طرح ٹھونکنوں۔ ضد ہے تو ضد ہی سہی اور یہ عام مسئلہ ہے کہ الاشیاء تعرف بالاضداد۔ ایسی ضد کا بھی ٹھکانہ ہے کہ مذہب چھوڑ کر میں ہوا کافر تو وہ کافر مسلمان ہو گیا

کشمیر میں جا کر دیکھ لو۔ عیسیٰ کی قبر موجود ہے اور کہو تو اپنے چیلوں کو بھیج کر اس کی ہڈیاں بھی اکھاڑ کر دکھا دوں اور پھر کشمیر کے کسی ڈل میں بہادوں۔ جیسے لارڈ کچتر نے سوڈان کے مہدی تعالیٰ کی قبر بم کے لوگوں سے اڑادی اور ہڈیاں دریائے نیل میں بہادیں۔ میں تو عیسیٰ کے نام و نشان تک سے بیزار ہوں۔ قابو چلے تو ہڈیاں کیسی اس کی قبر کی خاک بھی بگولوں کے حوالے کر دوں۔ کیونکہ مسلمان گور پرست ہیں۔ اس کی گور کا بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔ بھلا تم میں اور عیسائیوں میں کیا فرق رہا۔ اگر وہ صلیب پرست، تثلیث پرست، تصویر پرست وغیرہ ہیں تو تم مسیح کے گور پرست ہو یا اس کی حیات پرست۔

میں ایک لاثانی عالی شان نبی اور رسول اور مہدی اور امام آخر الزمان ہوں اور میں نے چمکتے ہوئے دلائل اور شواہد سے ڈنکے کی چوٹ اپنا دعویٰ ثابت کر دیا ہے اور دنیا کو منوا دیا ہے۔ مگر تم صرف ایک مسئلہ حیات مسیح پر جو بالکل بے وجود ہے۔ میرے سچے دعوؤں کا انکار کر رہے ہو۔ تم سے زیادہ اور کون ناحق کوش۔ ناحق نیوش۔ نفسانیت فروش۔ اہلیس سے ہمدوش، نمرود و ہامان سے ہم آغوش۔ جہالت فروش۔ دیگ تعصب کا سر پوش۔ جملائے خواب خرگوش۔ وین و دنیا فراموش ہوگا۔ عیسیٰ کا مرجانا کچھ بڑی بات نہیں۔ تمام ذہنیات کے مرنے کا دور نیچر کا قانون اور نیچر کے بائیں ہاتھ کا معمولی کرتب ہے۔ مگر چونکہ تم کو ضد اور تعصب نے اندھا کر دیا ہے۔ پس میں بھی ہر طرح تم پر حجت قائم کر رہا ہوں اور ضد سے نکلے کو شہتیر اور رانی کا پہاڑ بنا رہا ہوں۔

تم حیات مسیح پر ایسی پادر ہو اور لچر باتیں بناتے ہو کہ میں تو میں ایک گدھا بھی سن لے تو مارے غصے کے ڈھپچوں ڈھپچوں کرنے لگے اور گاڑی پچھاڑی توڑا کر دم دبا کر کان جھڑ جھڑا کر

کھونٹا اکھاڑ کر سیدی پزاوے کی راہ لے۔ یہ جا اور وہ جا اور پھر کبہا رنگام ہاتھ میں لئے دور سے دو ب دکھاتا تا ہمارہ جائے۔ لگے کہتے کہ مسیح ویسا ہی زندہ ہے جیسے شہداء زندہ ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ہے: "لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أحياءٌ وَلَكِن لا تَشْعُرُونَ" میں جیسی تو کہتا ہوں کہ تمہارے علماء مفسرین گھاس گھائیں کھا گئے ہیں۔

اول تو قرآن میں احياء کو عدم شعور یا عدم العلم سے منطوق کیا ہے۔ مطلب یہی ہونا کہ تم نہیں جانتے کہ شہداء کیونکر اور کس طرح زندہ ہیں۔ ان کی حیات کیسی ہے۔ پس یہ ایک چیتان یا لائل معمرہ ہوا اور شریعت سے تفصیل ثابت نہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ اجمال واجب العمل نہیں۔ پس جب تم کو اصل حیات ہی کا علم نہیں تو شہداء کی حیات سے مسیح کی حیات کا منطبق کرنا یعنی چہ۔

دوم مسیح کو شہداء سے تشبیہ دینا استغفر اللہ، نعوذ باللہ، لاحول ولا قوة الا باللہ۔ کجا شہداء کجا مسیح۔ میں تم کو اپنی کتاب میں مسیح کے کریکٹر کا نوٹو دکھا چکا ہوں۔

سوم حقیقی معنی کسی مفسر کے خواب میں بھی نہیں آئے۔ وہ ریگستان عرب میں اندھی اونٹنی کی طرح جا رہے ہیں۔ سنو، شہداء کی حیات سے مراد ہمیشہ ان کے نام کا زندہ رہنا ہے۔ دیکھ لو جو لوگ میدان کارزار میں سینہ سپر ہو کر غیموں سے لڑتے ہیں اور پھر جان پر کھیل گئے ہیں ان کا نام ابلاآ بادیک زبانون اور صفحات تواریخ پر زندہ ہے۔ مسیح نے تو زندگی بھر ایک چوہیا کا بچہ بھی نہیں مارا۔ بالآخر یہودیوں کے ہاتھوں نہایت بے کسی اور بے بسی کی حالت میں "ایلسی ایلسی لم سبقسنی" کہتا ہوا صلیب پر کھینچا گیا۔ اس کو شہیدوں کے زمرے میں داخل کرنا یا شہیدوں سے تشبیہ دینا شہادت کا خون کرنا ہے۔

چہارم تم ریفا رمروں کے لٹکے کیا سمجھو۔ آیت سے مقصود لوگوں کو جنگ پر ابھارنا اور شجاعت کے جوہر دکھانے پر آمادہ کرنا اور جہن اور جہننے کو دور کرنا یہ آیت گویا جنگ کے لئے ایک رجز ہے۔ جس کو سن کر نامرود بھی مرد بن جاتے ہیں اور جان کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ آیت کے منطوق سے ہو یا ہے کہ "لَا تَحْسِبَنَّ" میں نون تاکید اور تنبیہ کا ہے۔ یعنی خبردار ہو جاؤ جو لوگ خدا کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مردہ نہ سمجھو۔ وہ زندہ ہیں۔ مگر تم نہیں جانتے۔ یہ آیت گویا ان لوگوں کے لئے تنبیہ کا تازیانہ ہے جو چین کو کام میں لاتے یا جنگ میں قتل ہونے والوں کو حقیر سمجھتے تھے۔ مقصود صرف شہادت کو متم بالشان بنانا ہے۔ اس سے یہ بھی غرض ہے کہ نامرد کی زندگی موت سے بدتر ہے۔ حقیقی زندگی انہیں لوگوں کی ہے جو خدا کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں۔ مگر ہمارے ظاہرین ظاہر پرست یا علماء ظواہر ایسے حقیقی نکات اور مفاہیم کو کیا سمجھیں۔

ہجرت..... اگر شہداء کی زندگی سے وہی مراد ہوتی جو ہمارے علماء سمجھے ہیں تو آیت میں صرف اتنی عبارت کافی تھی: ”الذین قتلوا فی سبیل اللہ احیاء“ مسلمانوں کے خدانے گویا ”لا تحسبن“ اور ”امواتا“ اور ”ولکن لا تشعرون“ محض حشو بھرتی کیا۔

مجھے ان جاہل علماء اور فضلاء اور اولاد مفسرین پر بعض اوقات غصہ کی جگہ رحم آ جاتا ہے کہ یہ آپ اپنے پاؤں پر کپھاڑی مار رہے ہیں۔ آپ اپنی ریش مبارک کھسوٹ رہے ہیں۔ آپ اپنا منہ نوح رہے ہیں۔ آپ اپنے ہونٹھ کاٹ رہے ہیں۔ حقیقی آسمانی باپ جس نے مجھے اپنالے پاک بنا دیا ہے ان پر رحم کرے اور ان کو خیالی خدا کے بچوں سے چھڑائے۔ دیکھو حیات و ممات مسیح کے متعلق جو شخص میری تقریریں دیکھتا اور سنتا ہے گم سم ہو جاتا ہے۔ پس میں نے اسی کو اپنی مسیحیت کی سپر بنا رکھا ہے اور کسی کا کیا منہ ہے کہ میرے دلائل پر چونچ کھول سکے۔ وجہ یہ ہے کہ میں موجودہ زمانہ میں ٹھیک نیچر کی شاہراہ پر بگٹ گھوڑا دوڑا رہا ہوں اور تم نیچر کے خلاف خارزار اور پجدار بلکہ مہلک راہ اختیار کر رہے ہو۔ پس غاروں اور کھوہوں میں گر کر تمہاری گردن ٹوٹے اور ضرور ٹوٹے۔ چونکہ حیات مسیح پر تمہارا ایمان خدا پر ایمان لانے سے بھی بڑھ کر ہے۔ لہذا میں نے تمام چیلوں چا پڑوں سے کہہ دیا ہے کہ جب گفتگو کو اسی مسئلہ پر گفتگو کرو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ انہویات کے لئے بہت سے ملانے گدا گردوں کی طرح پھیریاں لگاتے اور روئیاں مروڑتے پھرتے ہیں۔ پس ایسے مسائل انہیں پر چھوڑ دو اور اب یہ باتیں کچھ گاؤں خوردی بھی ہو گئی ہیں۔ اب تو نئے رفاہی، نئی رفاہی، نئی مذہبی اسکیم کا زمانہ ہے کل جدید للذیل۔

سنو سنو! میں نیا رفاہی ہوں اور رفاہی کو نہ صرف متعدد ابوات بلکہ تمام کلیات و جزئیات کی اصلاح کرنی پڑتی ہے۔ ابھی تو میں نے مسیح کی حیات و ممات کے مسئلہ کو چھیڑا ہے۔ کیونکہ یہ میری مسیحیت سے متعلق ہے۔ جب اسی ایک چھوٹے سے مسئلے نے دنیا کو تہہ و بالا کر دیا ہے تو تمہیں سوچو کہ دوسرے عظیم الشان مسائل اور اگر ان اصطلاحات دنیا میں کیسا کچھ انقلاب پیدا کریں گی۔ ابھی سے مسلمان جدا شپٹا رہے ہیں۔ عیسائی جدا سر پیٹ رہے ہیں۔ آریا کی دھوتیوں میں جدائیچے چھوٹ رہے ہیں۔ شیعہ ماتم حسین کی جگہ دیواروں سے جدا سر پھوڑ رہے ہیں۔ علماء اور مشائخ کو جدا قدر عافیت معلوم ہو رہی ہے۔ حالانکہ بڑھیانے بن میں سے ایک پونی بھی نہیں کاتی اور سب پر قیامت برپا ہونا ابھی باقی ہے۔

کچھ میرے خروج پر نہیں بلکہ ہر رفاہی اور مذہبی کی بعثت پر غل غپاڑے مچے ہیں۔ دنیا

ادھر کی ادھر ہو گئی ہے۔ مگر چند ہی روز میں میدان صاف ہو گیا ہے اور گردوغبار ہٹ گیا ہے۔ میں صرف مسلمانوں ہی کا رفاہ نہیں ہوں جیسا کہ تمہارا خیال ہے چونکہ میں مسلمان کے گھر پیدا ہوا اور میرے باپ دادا بھی رومی اور تقلیدی مسلمان تھے۔ پس اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ میں بھی اپنے کو اوائل میں مسلمان ہی قرار دیتا اور سب سے پہلے مسلمانوں ہی کی مرمت اور خدمت کرتا۔ ورنہ درحقیقت میں نہ مسلمان ہوں، نہ ہندو۔ نہ آریا نہ عیسائی۔ نہ بودھ نہ یہودی۔ نہ پارسی نہ ژندی۔ میں تو سب کا رفاہ اور ساری دنیا کے لئے جدید شارع ہوں اور اس لحاظ سے میں سب کچھ ہوں کیونکہ سب کی اصلاح کرتا ہوں۔

تمہیں غور کرو کیا ایک جلیل القدر رفاہر بوسیدہ تقلیدی مذاہب کا پابند ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں تو وہ کیا خاک رفاہ کر سکے گا۔ بھلا کہیں رفاہر بھی مقلد ہوا ہے۔ بعض انبیاء سے یہ بڑی بھاری غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے گزشتہ مذاہب کو کاٹ چھانٹ کر ایک کپوٹڈ مذہب تیار کر دیا ہے۔ یہ ان کی حد درجہ کی کمزوری تھی۔ مثلاً پیغمبر عرب جس کو تم ساری دنیا کا رفاہر کہتے ہو وہ بھی ابراہیمی دین کا مقلد ہوا اور خدا کو بھی یہی کہنا پڑا کہ ”قل بل مللہ ابراہیم حنیفا“ یعنی کہہ دو اے محمد کہ میں ملت ابراہیم کا اتباع کرتا ہوں۔ بھلا رفاہر کو کسی پرانے مذہب و ملت کے اتباع و تقلید سے کیا سروکار۔

بات یہ ہے کہ انسانی ناتوانی سب کے ساتھ لگی ہے۔ رفاہر بھی آخر انسان تھے۔ وہ خدا کے لے پالک اور معصوم نہ تھے۔ میں خدا کا لے پالک کیا معنی حقیقی فرزند ہوں اور یہ قاعدہ ہے کہ ”الولد سر لایبہ“ میرا باپ معصوم ہے تو میں بھی معصوم ہوں۔ معصوم سے معصوم اور غیر معصوم سے غیر معصوم پیدا ہوتا ہے۔ عیسیٰ مسیح غیر معصوم تھا اس کا خدا بھی غیر معصوم تھا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو

میں صداقت کا پتلا، حقانیت کا فوٹو، خلوص کا موٹو، عصمت کا مرقع ہوں۔ میزبان ہر بات نکسائی، لایزال احمدی اور جمالی ہے۔ میری پیشین گوئی ایک بھی پٹ نہیں پڑی اور ایسی تیر بہدف نکلی جیسے بوڑھے جنرل ڈیوٹ کے گولے برٹس کمپ کے عین مین کے بیچ۔ انبیاء کی سیکڑوں پیشین گوئیاں غلط ہو گئیں۔ خدا نے ان کو بارہا غلطیوں پر ڈانٹا۔ مگر میرے خدا نے مجھے ہمیشہ پیار کیا۔ میرے سامنے کبھی اف تک نہیں کی۔ عیسیٰ مسیح کو تو دوزخ ہی میں دھکیل دیا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ اسی قابل تھا اور میں اس کے مقابلہ میں اسی قابل ہوں۔ (باقی آئندہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ
۸ ستمبر ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۳۳ کے مضامین

.....۱	بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر	مولانا شوکت اللہ!
.....۲	مرزائی بگول میں پیش اورھیلا اعینو یار جال الغیب خادم: م.م.د. لاہوری!	
.....۳	لندن اور قادیان	مولانا شوکت اللہ!
.....۴	الحکم میں جعلی ٹہرست بیعت	ج.ن.!
.....۵	استفتاء	ج.ن.!
.....۶	رسالہ اشاعت السنۃ اور مرزا قادیانی	ج.ن.!
.....۷	ملائقہ فضل قادر صاحب اور مرزا	ج.د.!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

.....۱ بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! ہندوستان میں ہر کس وناکس سے بیعت کرنے کی وبا طاعون کی طرح پھیل رہی ہے اور لوگوں کو ہلاکت میں ڈال رہی ہے۔ یہ مشہور خاندانوں کے پیرزادے اور مشائخ جو گدی تکیہ لگائے بیٹھے ہیں خدا پران کا تکیہ نہیں یہ مسلمانوں کو خدا سے پھیر کر اپنا بندہ بنا رہے ہیں اور میں اپنی بیعت سے سب کو آسانی باپ کا بندہ بناتا ہوں اور میں اگر ان کو اپنا بندہ بھی بناؤں تو بجا ہے۔ کیونکہ میں آسانی باپ کالے پالک ہوں۔ جب کہ عیسائی عیسیٰ مسیح جیسے بد خوارق انسان کو خدا کہتے ہیں تو میرے چیلے مجھے کیوں خدا نہ کہیں۔ پس مجھ سے بیعت کرنا اور حقیقت آسانی باپ سے بیعت کرنا ہے۔ مجھے غصہ تو اسی پر آتا ہے کہ میرے ہوتے لوگ بدھوشاہ جلالی اور ننھوشاہ جمالی اور لکڑشاہ مداری اور کڑشاہ سلاری اور بھکڑشاہ ہزاری سے بیعت کریں۔ مسلمان یا تو بھنگ کھا گئے ہیں یا ان کے بے کی پھوٹ گئی ہے کہ بالکل چوٹ سوراخ بن گئے ہیں۔ میں خاتم الخلفاء ہوں۔ میرے سامنے کسی کی کیا مجال کہ اپنا شجرہ قلم پیش کر سکے۔ میں نے جس طرح تمام مردہ پیروں اور ولیوں اور نبیوں اور رسولوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اسی طرح تمام موجودہ مشائخ کو بھی بہت جلد زندہ و رگور کروں گا۔

میں نے جو اپنے کو خاتم الخلفاء کہا ہے نہ کہ خاتم الانبیاء تو تم اس پر کھور نہ لاؤ۔ جب میں نے اپنا ظلی اور بروزی نبی ہونا مشتہر کیا تھا تو تم نے لمبے لمبے منہ بنائے تھے اور تم تہہ وبالا ہو گئے تھے اور بیروزادوں اور مشائخ کے سروں پر تو قیامت ہی نازل ہو گئی تھی۔ وہ انگاروں پر لوٹنے لگے تھے کہ اب ہمیں کون پوچھے گا کوٹھے اور توٹھے۔ نذر اور نیاز۔ حلوے مانڈے اور مٹیں۔ دکھنے اور دانت گھسائیاں سب قادیان ہی کو ریلوے مال گاڑیوں پر لدی چلی جائیں گی اور ان کا یہ خیال تھا بھی تھیک ٹھیک۔ کیونکہ کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا۔ پس میں نے خیال کیا کہ وحشیوں اور نادانوں، مورکھوں اور سادہ لوحوں کو کیوں انگلی دکھائی جائے۔ ہوئے بمستان یاد دہانیدن فضول ہے۔ اس لئے میں نے اپنے کو بجائے خاتم الانبیاء خاتم الخلفاء کہا۔ اگرچہ بات ایک ہی ہے۔ یعنی یہ دونوں لفظ درحقیقت ہم معنی ہیں۔

سنو سنو! خلیفہ کے معنی نبی کے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: ”انہی جماعل فی الارض خلیفہ“ آدم علیہ السلام خلیفہ یعنی نبی تھے۔ پھر خلافت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ تمام انبیاء کیے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے چلے آئے۔ آنحضرت ﷺ بھی خلیفہ تھے۔ مگر خاتم الخلفاء نہ تھے۔ ختم الخلفاء میں ہوں۔ میرے بعد کوئی خلیفہ نہ ہوگا۔ تم تو بالکل مادرزاد اندھے ہو۔ تمہیں موتے و ہار بھی نہیں سوجھتی کہ اس کا ریلا تمہاری میانی کی جانب آ رہا ہے یا دارالامان قادیان کی طرف جا رہا ہے۔ اے احمق الذی کے وارثو! اگر پیغمبر عرب خاتم الخلفاء ہوتا تو میں کیوں مبعوث ہوتا۔ آسانی باپ ایسا ناعاقبت اندیش نہ تھا کہ اپنے پاؤں پر آپ کلباڑی مارتا اور اپنے سپوت لے پالک کی میراث غضب کر کے کسی دوسرے کو دے دیتا اور اپنے فرزند کو عاق اور محروم الارث کر دیتا۔ اس کی کورٹ میں انصاف ہوتا ہے وہ چوہٹ گمری کا اندھا راجہ نہیں۔ تم انگلی انگلی ہو تو میں پھنگی پھنگی ہوں۔ تم تو ہو ہی مگر میں بھی بڑا وہ ہوں۔ جب میں نے الہام کا دعویٰ کیا تو تمہاری چرغ چون عقل در یائے حیرت میں لگی۔ ڈکوں ڈکوں کرنے۔ آسمان سر پر اٹھالیا۔ زمین تلووں سے نکل گئی۔ مگر تم رفتہ رفتہ یہ غپا بھی کھادے اور چونکہ نبی اور رسول ہونا کچھ بری بات نہیں۔ لاکھوں نبی اور رسول پیدا ہوتے چلے آئے ہیں اور آئندہ کروڑوں پیدا ہوں گے اور میں لکھ چکا ہوں کہ آسانی باپ میں سب طرح کی طاقت ہے۔ پس میں نے اپنے باپ سے رو کر، بلبلا کر، ایڑیاں رگڑ کر اصرار کیا کہ اگر میں بھی نبی اور رسول ہی رہا اور آئندہ ترقی نہ کی تو تمہیں آسانی باپ اور مجھے لے پالک خلف فرزند ارجمند کون کہے گا۔ کیونکہ نبوت اور رسالت تو آندھی کے آم ہو گئے ہیں۔ آپ جاننے ہیں تریا ہٹ اور بالک ہٹ مشہور ہے۔ لہذا آسانی باپ کو میری یہ ہٹ ماننی پڑی اور مجھ پر یہ دراتا اور چوہا ہاتا اور

گرجا الہام نازل فرمایا: ”ان کنت من قبل رسولاً ونبیا فالآن انت بمنزلہ ولدی و خاتم الخلفاء اعنی خاتم الانبیاء“ پس میں نے اپنے کو اخبار الحکم مطبوعہ ۲۳ اگست ۱۹۰۲ء کے ص ۷۷ کا ۲۶ شمارہ نمبر ۳۰ میں علی الاعلان خاتم الخلفاء قرار دیا۔ اب دیکھوں یہ اعلان تم کو کیا کیا ناچ نچاتا ہے اور تم پر کیا غضب ڈھاتا ہے۔ مگر یاد رکھو چند روز میں تم اس کو بھی سہ جاؤ گے اور نرم چارے کی طرح نگل جاؤ گے۔ تمہارے دقیانوسی علماء اور مشائخ غل مچائیں گے۔ خاک اڑائیں گے۔ بالآخر شپٹا کر اور سر پیٹ کر رہ جائیں گے۔

سنو سنو! تمہارے علماء اور مشائخ میں چونکہ خلوص نہیں۔ بلکہ وہ میرے بالقابل معاندانہ و متناقضانہ شخص حسب مال و دولت کی وجہ سے میرے مقابلہ میں اپنی کساد بازاری دیکھ کر کارروائی کر رہے ہیں۔ لہذا ان کے رسالوں، ان کی کتابوں ان کے مضامین میں مطلق اثر نہیں ہوتا۔ تمہیں غور کرو اس عرصہ میں انہوں نے پریس کو توپوں سے کس قدر ہم کے گولے چھوڑے۔ مگر میرے دارالامان قادیان کے حصن حصین اور منارے کی برجیوں پر ان کا کیا اثر ہوا۔ انہوں نے اس عرصہ میں میرا کیا بگاڑا۔ بلکہ جس قدر جان توڑ کر مخالفت کی۔ اسی قدر احمدی جماعت کو روز افزوں ترقی ہوئی اور ہو رہی ہے۔ میرے ذاتی اخبار الحکم میں جو ہفتہ وار بیعت کا کالم چھپتا ہے۔ تم اس سے اندازہ کرتے ہو گے کہ میری جماعت خود بخود دیوں نمودار رہی ہے۔ جیسے بہار کے موسم میں تھل و شجر اور جیسے برسات کے موسم میں خود رو درخت اور حشرات۔ تمہارے مشائخ اور علماء کے اثر کا میں اس وقت قائل ہوتا کہ تم دنیا کو میری جانب رجوع ہونے سے روک دیتے۔ کیا تم کو ابھی میرے اصلی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے میں شک ہے۔ میں جھوٹا سہی۔ مکار سہی، عیار سہی۔ خود غرض سہی، بوالہوس سہی۔ لیکن میں تنہا جو کارروائی کر رہا ہوں اور میں نے مسلمانوں میں جو انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ تم سب کے سب متفق ہو کر اس کے عشر عشر تو کارروائی کر دکھاؤ۔ تمہارے گروہ میں بڑے بڑے لوگ ہیں اور بعض مشہور خاندانوں کے پیر زادے اور مشائخ تو لاکھ لاکھ مرید اور خدام رکھتے ہیں۔ مگر سب مجھ جیسے منفرد مگر سچے مہدی اور مسیح کے سامنے پست ہیں اور ان کو دانتوں پینا آ رہا ہے۔ یہ پسینہ نہیں عرق انفعال ہے۔ اب انصافاً تمہیں غور کرو کیا ایسا شخص جھوٹا ہو سکتا ہے کیا قدرت الہی جھوٹی ہے جو جھوٹوں کو یوں فروغ دے رہی ہے۔

سنو سنو! تم یہ بھی تو بتاؤ کہ ہندوستان میں میرے مخالف کتنے ہیں۔ شاید اگلیوں پر گننے کے قابل ہوں وہ بھی بمشکل۔ امرتسر میں ثناء اللہ، راولپنڈی میں مہر علی شاہ، لاہور میں مصنفان عصائے موسیٰ اور شاید کوئی ایک آدھ ملتان اور پشاور میں ہو۔ ان میں سے بھی بعض اول اول

میرے موافق بلکہ مرید خالص اور میری زینیل میں پیسہ کوڑی ڈالنے والے تھے۔ اخیر میں مجھ سے باغی اور مخرف ہو گئے جن کے مفصل وجوہ کا کبھی ذکر کروں گا۔

پنجاب کے مذکورہ بالا چند مخالفوں کے علاوہ بتاؤ۔ ممالک مغربی و شمالی، ملک متوسط، بنگال، مدراس، بمبئی وغیرہ میں میرا کون مخالف ہے۔ کسی ایک آدھ ہی کا نام لو۔ پھر علاوہ ہندوستان کے افغانستان وسط ایشیاء، روس عرب، ترکی یورپ و افریقہ اور تمام ایشیاء میں میری مخالفت کے جھنڈوں کے پھریرے کہاں کہاں لہرا رہے ہیں۔ پھولے منہ سے کہیں کا تو حوالہ دو۔ سب نے چپ چاپ میری نبوت و رسالت کو مان لیا ہے اور کوئی چون بھی نہیں کرتا۔ یہ تو پنجاب ہی کے چند گنہگار لوگوں کی بدبختی اور شامت ہے کہ جرئی اللہ فی حلال الانبیاء اور فرستادہ خاص پروردگار کا انکار کر رہے ہیں۔ سچ کہا ہے۔

چون خدا خواہد کہ پروہ کس درد
عیش اندر طعنہ پاکان برد

ملک اور قوم پر بڑا اثر ڈالنے والے اور فیلنگ پیدا کرنے کے آلے صرف اخبارات ہوتے ہیں۔ یہ سب مجھ پر ایسا سچا ایمان لائے ہیں کہ ان کا ایسا ایمان خدا اور پیغمبر عرب پر بھی نہ ہوگا۔ ان میں لے دے کر میرے مخالف صرف دو ہیں۔ پیسہ اخبار اور شہنہ ہند، پیسہ اخبار کو تو میرے حکیم الامتہ نے ایک ہی ڈانٹ بتائی تھی کہ غریب کی کھکھی بندھ گئی اور آئندہ کے لئے مخالف سے تو یہ نصوح کی۔ اب شہنہ ہند کی باری ہے۔ خدا نے چاہا تو وہ گھر کے دوں کہ ہندوستان چھوڑ کر بھاگ جائے اور اپنی سیف زبانی اور تہجد ید بیانی اور مجدد الزمانی کو بھول جائے۔ میں بھی اس کی تاک میں یوں بیٹھا ہوں جیسے کوئی چڑی ہار شیر کی تاک میں۔ دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے۔ ان دو اخباروں کے سوا تمام دیکھی بلکہ انگریزی اخبارات میرے چیلے، میرے گرگے، میرے ہوا خواہ اور میری مسیحیت و مہدویت پر قربان ہیں۔ یہ دو پنے کیا بھاڑ کو پھوڑ سکتے ہیں اور میری ٹرین کی راہ میں کیا شہتیر ڈال سکتے ہیں۔

سنو سنو! جب میں خاتم الخلفاء یعنی خاتم الانبیاء ہوں۔ جیسا کہ اوپر بیان کر چکا تو میری جماعت کا ایک ایک شخص نبی ہے۔ اگرچہ میں نے ان کی نبوت کا اعلان نہیں دیا۔ کیونکہ ابھی میرے خاتم الانبیاء ہونے کا چار طرف غلغلہ مچے گا۔ جب دنیا اس دعوے کو بور کے لڈوں کی طرح ہضم کر جائے گی تب ایک ایک احمدی کو نبی بنا دوں گا اور نبی بننے میں کون سے چھکڑے لدتے ہیں۔ جس شخص کے مرید اور چیلے کثرت سے ہوں گے وہ جسے چاہے گا نبی بنا دے گا اور خود افسر

الانبیاء اور سردارِ رسل بن جائے گا۔ بچوں میں خدا ضرور ہوتا ہے۔ بلکہ شیخ مل خدا اور خدا مل شیخ۔ دیکھو عیسائیوں نے عیسیٰ کو خدا اور ان کے حواری پولوس، یوحنا، متی وغیرہ کو رسول بنا دیا۔ میں بھی خدا کا لے پا لک ہوں۔ اپنے کو خاتم الانبیاء اور تمام احمدیوں کو انبیاء کیوں نہ بناؤں۔ اگرچہ خاتم الانبیاء ہونا میری کوئی صفت نہیں۔ بلکہ میرے لئے ایک قسم کی توہین ہے۔ لیکن چونکہ وحشی اور جاہل مسلمان انبیاء کی بڑی عظمت کرتے ہیں۔ لہذا میں نے اپنے کو خاتم الانبیاء اور اپنی سوسائٹی کے تمام ممبروں کو انبیاء بنانا ٹھہرا دیا ہے۔ بھلا غضب خدا کا عیسیٰ جیسا شخص تو خدا بن جائے جو شائستہ اور مہذب انسان بننے کے قابل بھی نہ تھا اور میں اس کے مقابلے میں خاتم الانبیاء اور وارث و جانشین انباء اللہ بھی نہ ہوں۔

سنو سنو! تمہارے دیدے تو ہو گئے ہیں بچم۔ کیونکہ ”جبک الشیمنے یعمسی ویصم“ اس لئے تم میری بروزی اور ظلی رسالت اور ختم نبوت کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے۔ میں بار بار اعلان دیتا ہوں کہ تم قادیان آؤ۔ مجھ سے دو چار ہوتے ہی تمہاری چار آنکھیں نہ ہو جائیں اور میری زیارت کرتے ہی ساری چوڑیاں اور اڑان گھائیاں نہ بھول جاؤ تو یہی کہنا کہ جھوٹے کے منہ میں وہ۔

دل میں کتنے مسودے تھے ولے
ایک بھی اس کے رو برد نہ گیا
مردہ نبیوں کی کہانیاں تم نے قرآن میں دیکھی ہیں اور اپنے داعظوں سے ان کے دلکش
قصے سنے ہیں۔ سنی سنائی باتوں پر تو تمہارا ایمان اور میں جو تمہارے سامنے خدا کا زندہ لے پا لک
اور زندہ خاتم الانبیاء موجود ہوں مجھ پر ایمان لاتے ہوئے کنیا تے ہو۔ یہ تمہاری سیاہ بدبختی نہیں تو
اور کیا ہے۔

۲..... مرزائی کجکول میں پیشہ اور ڈھیلا

اعینو یارِ جال الغیب

مخدوم و کرم جناب مولوی صاحب، السلام علیکم! جناب کو یاد ہو گا کہ مرزا قادیانی نے
اخبار الحکم مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۲ء میں ایک اشتہار عام اپنے کل حواریوں کو دیا تھا۔ جس کا مضمون یہ
تھا کہ: ”مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے۔ یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو
اعانت اور لھرت میں مشغول ہیں۔ مگر بعض خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ پس ہر ایک مرید جو مرید

ہے۔ اس کو چاہئے کہ اب اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کرے خواہ ایک پیسہ خواہ ایک دھیلا ہو اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ مدد کرتا اور دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد (۵/ جون ۱۹۰۲ء) وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکتا۔ تین ماہ تک ہر بیعت کرنے والے کا انتظار کیا جاوے گا۔ اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا۔ یعنی ۵/ جون ۱۹۰۲ء تک تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا وغیرہ!“ اب ۵/ جون ۱۹۰۲ء کو تین ماہ کامل ہو گئے۔ معلوم نہیں نتیجہ کیا ہوا۔ اگر آپ کو یا آپ کا اخبار دیکھنے والوں میں سے کسی صاحب کو معلوم ہو تو بذریعہ ضمیمہ شخہ ہند اطلاع بخشیں۔ مشکور ہوں گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی مالی حالت کچھ مذہب اور خطرناک ہے۔ کیونکہ پیسہ پیسہ اور دھیلا تک مانگنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مشک، عجز، کستوری، بید مشک، برف اور لینٹ اور روغن بادام وغیرہ جو ہر روز بلا دروغ استعمال میں آتی تھیں۔ ان میں کچھ فتور سا آ گیا ہے۔ باہر جانے کا خوف ہے۔ اگر واقعی یہ بات ہے تو سخت افسوس اور رنج کا مقام ہے اور مجھ کو مرزا قادیانی سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوند کریم ان کے آمدنی کی کوئی عمدہ سبیل کر دے۔ ان کے مریدوں کے دل نرم ہو جائیں کہ اپنا کل مال جائیداد (جس کی مالیت لاکھوں روپیہ کی ہو۔ ورنہ تھوڑی سے کام نہیں چلے گا) مرزا قادیانی کے نام وقف کر دیں یا نسخہ کیسٹل جائے تاکہ آئندہ مرزا قادیانی مدۃ العمر بے فکر ہو کر تصنیف و تالیف میں مشغول رہیں اور علماء دین کو کافر، بے دین، تاریکی کی اولاد کہہ سکیں اور رسول اللہ بنے رہیں یا عین خدا اور فرزند خدا بن کر تثلیث کے مسئلہ کا کامل ثبوت دیتے رہیں۔ ورنہ صورت دیگر مرزا قادیانی لٹو دے ہو کر عام لوگوں کے مانند ہو جائیں گے اور گرم بازاری سرد پڑ جاوے گی۔ میں جناب سے اور نیز ناظرین شخہ ہند اور دیگر خواہان قوم سے درخواست کرتا ہوں کہ سب صاحب یک دل ہو کر تمام مریدان مرزا قادیانی اور دیگر مسلمانان مرزا قادیانی کی حالت زار اور خطرناک پر رحم کر کے ان کی امداد کریں۔ یہ عین وقت مدو ہے۔ ورنہ پھر دست افسوس ملنے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ ایسا مربی، خیر خواہ قوم، امام امت، مہدی مسعود رسول اللہ اگر فاتہ کشی سے فوت ہو گیا تو اس کا گناہ تمام لوگوں پر ہوگا یا مرزا قادیانی کی دعا (بد دعا) سے کوئی بلا مثل طاعون وغیرہ یا کوئی بلا آسمانی نازل ہو تو پھر شخص مشکل ہوگی۔ خاکسار بھی جو کچھ ہو سکے گا نذر کرنے کو تیار ہے۔ مگر اول جناب براہ مہربانی بخوبی تحقیقات کر لیں کہ مرزا قادیانی کی واقعی ایسی حالت ہے۔ غالباً ایسی ہی ہے کیونکہ خدا نے خود مرزا قادیانی کو بذریعہ الہام فرمایا ہے کہ ان کے مرید ربانی مرید ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر گرہ سے کچھ نہیں کھولتے۔ آخر کہاں تک بلا زکام چلے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ہاں ایک بات یاد آئی۔ مریدان مرزا قادیانی نے امداد کی ہے یا نہیں۔ (خواہ وہ پیسہ یا دھیلا ہی کیوں نہ ہو) اور برابر ماہوار امداد پہنچتی ہے یا نہیں۔ اگر پہنچتی ہے تو بڑی خوشی ورنہ افسوس ہے۔ مگر جن مریدوں نے امداد نہیں کی وہ منافق ہوئے یا ابھی کچھ کسراتی ہے اور ان کے نام رجسٹر خدا سے کاٹے گئے یا نہیں؟ اگر کاٹے گئے تو چشم مارو شن دل ماشاؤ۔ کیونکہ منافق واقعی اسی لائق تھے اور اگر نہیں کاٹے گئے تو کیا خدا کے یہاں سے میعاد بڑھادی گئی اور تاریخ پیشی و اخراج نام دوسری مقرر ہوگی۔ براہ مہربانی ان سب حالات سے مطلع فرما کر مشکور فرمادیں۔ مجھے سخت بے چینی اور بیقراری ہے۔ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا کہ مرزا قادیانی ایسی حالت کو پہنچ جاویں۔ اگر مرزا قادیانی کے مرید امداد نہ کر سکیں یا نہ کریں اور منافق ہو کر خارج از رجسٹر ہو گئے ہوں تو دوسرے مسلمانوں کو ان کی امداد کرنی چاہئے۔ یہ دشمنی کا وقت نہیں۔ مسلمان وہ ہے جو مصیبت کے وقت دشمن کی بھی امداد اور دستگیری کرے۔ بر رسولان بلاغ باشد و بس۔ آئندہ اختیار!

میں نے ناظرین کی سب خراشی اس لئے کی کہ مجھ کو اتفاقاً اخبار الحکم ۲۴ اگست دیکھنے کو مل گیا۔ اس کے صفحہ ۱۳، ۱۴ پر ماسٹر عبدالرحمن مرزائی احمدی کی ضروری یاد دہانی کے ملاحظہ کا اتفاق ہوا۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ تاحال مریدان مرزا قادیانی نے مرزا قادیانی کے خدائی الہام کے اشتہار کی کچھ پرواہ نہیں کی اور تاحال کوئی صورت امداد چندہ ماہوار کی نہیں ہوئی۔ جس کے دیکھنے سے سخت قلق ہوا۔ اللہ صاحب آپ کے حال پر رحم کرے۔ ورنہ حالت ردی معلوم ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی تو جس صورت سے ہو سکے گا اپنے اندوختہ سے (لوگوں کا مال خیال نہ کریں) کسی نہ کسی طرح اپنی زندگی کے دن پورے کریں گے۔ مگر مجھ کو تو زیادہ خیال مرزا قادیانی کی ذریات اور اصحاب خاص الخاص کا ہے کہ بیچارے کیا کریں گے اور ایک دو چھوڑ کر کس دوسرے گھر پر دھر نہ دیں گے۔ (خصوصاً اپانچ)

(الحکم مورخ ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء ج ۶ ص ۳۰، ۱۳) کی اسی ضروری یاد دہانی میں یہ بھی دھکی دی گئی ہے کہ ایسا نہ ہو۔ ایسے غافل (بقول حضرت اقدس منافع) ”الامراض تشاع والنفوس نضلسے انسی اری الملائکة الشداد“ کے نشانہ نہیں یعنی امراض شدیدہ اور دیگر مصائب و طاعون سے ان پر یا ان کے رشتہ داروں پر ابتلائیں پیش آئیں۔ وغیرہ! کیوں حضرت اگر مریدان مرزا قادیانی امداد (حضرت اقدس کریں) تو ابتلاء و بلا صرف مریدان خاص پر پڑے گی۔ دوسرے مسلمان تو اس سے محفوظ رہیں گے۔ کیونکہ حضور کو تو مریدوں کا خیال ہے۔ نہ کہ مسلمانوں

کے جن سے کوئی درخواست امداد نہیں کی گئی۔ ان کا تو کوئی گناہ نہیں۔ اگر یہی بات ہے تو خدا کا شکر ہے اور ہم ممنون ہیں مرزا قادیانی کے کیونکہ ایک کا گناہ دوسرا نہیں اٹھاتا۔

مجھے ۳۱ اگست کو جناب ہیر قمر الدین صاحب اسٹراسنٹ کسٹرن ضلع میانوالی کے ساتھ ریل گاڑی میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ ہیر صاحب ایک مشہور مرید مرزا قادیانی کے ہیں۔ عند الذکر معلوم ہوا کہ ہیر صاحب موصوف کچھ عرصہ سے بیعت توڑ کر آزاد ہو گئے ہیں اور اب مرزا قادیانی سے ان کو کوئی تعلق نہیں رہا۔ ہیر صاحب نے اور بھی کئی راز مرزا قادیانی کے بیان کئے۔ جن کے ثبوت آپ کے پاس ہیں۔ مگر میں مصلحتاً ابھی ذکر نہیں کرتا۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر عرض کروں گا۔

مرزا قادیانی کا دلی خیر خواہ، خاکسار اور خادم: م. م. د. لاہوری!

ایڈیٹر..... براہ عنایت چھپی دہری لگی لٹی سب کھول دیجئے ہاسی نہ رکھئے۔ یہ کس دن کے لئے رکھ چھوڑی ہے۔

۳..... لندن اور قادیان

جیسا کہ (الحکم مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۰۲ء، ج ۶، شمارہ ۳۰ ص ۵) میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی سے ان کے ایک بڑے حواری نے بیان کیا کہ میرے نام لندن سے ایک خط آیا ہے کہ یہاں آ کر دیکھو جنت عیسائیوں کو حاصل ہے یا مسلمانوں کو۔ میں نے اس کو جواب لکھا کہ ہجی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں تھی اور سچا اسلام آنحضرت ﷺ اور صحابہ میں تھا۔ پس ان دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اس پر مرزا قادیانی نے لمبی چوڑی تقریر فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لندن میں آزادی ہے۔ عیش پرستی ہے۔ وغیرہ! حالانکہ بہشت کی کلید تقویٰ ہے۔ خیر یہ تو معمولی جواب ہے۔ لیکن حواری صاحب نے اپنے امام الزمان کے عندیے اور ضمیر کے خلاف یہ کیا کہا کہ ہجی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں تھی۔ امام الزمان کے نزدیک تو عیسیٰ اور اس کے حواری جو کچھ تھے وہ آپ نے عینک لگا کر ان کی کتاب ازالۃ الادہام میں پڑھے ہوں گے۔ ہم کو سخت تعجب ہے کہ ایسا مقرب خاص اور حکیم الامتہ المرزائیہ ایسا کلمہ زبان سے نکالے جو امام الزمان کے منشاء کے بالکل خلاف بلکہ نقیض ہو۔ مرزا قادیانی نے عیسیٰ مسیح کو جس قدر صلواتیں سنائیں ہیں ان سے کئی حصے بڑھ کر ان کے حواریوں کو سنائی ہیں یا یوں کہو کہ سب کو ایک ہی لاشمی ہانکا ہے۔ پھر ہجی عیسائیت مسیح اور اس کے حواریوں میں کہاں ہوئی۔ ہم کو تعجب ہے کہ مرزا قادیانی نے ایسی کھلی مخالفت پر حکیم صاحب کی نبض نہیں دیکھی۔ ہم کو تو اس دھین دھو کڑی پر ایسا غصہ آ رہا ہے کہ قابو چلے تو حکیم صاحب سے حکیم

الامتہ المرزائیہ ہونے کا ڈپلوما جھین کر کسی راسخ العقیدۃ مرزائی کو دے دیں۔ اچھی کہی۔ امام الزمان سے اور مخالفت یہ بھی ایک ہی ہوئی۔ بس جی بس معلوم شد۔ پھر آسمانی باپ کے کرم سے قادیان کیا مرزا اور مرزائیوں کے لئے لندن سے کچھ کم ہے۔ وہاں بھی درود دیوار سے آزادی برس رہی ہے۔ ہر طرف چہل پہل ہے۔ باغوں میں بک کر کود ہے۔ سیر ہے پاتا ہے۔ ایک جانب پلاؤ دم ہو رہے ہیں۔ دوسری جانب زعفرانی حلوے مشک اور عنبر، ریگ ماہی اور سفور چشم بدور۔ دشمن رنجور، آمیز کئے ہوئے اور روشن بادام میں چرب کئے ہوئے تیار ہیں کہ سیر لالہ و گل اور گلگشت نسرین و سنبل سے مراجعت فرماتے ہی ڈٹ گئے۔ پھر کیا تھا مزے میں بہاریں ہیں۔ منہ کڑھائی میں اور سر چولہے میں۔ کسم ہے منارے دی وڈے تجارے ہیں۔ بھلا ایسی رنگ رلیوں کے مقابلے میں بہشت کی کیا حقیقت ہے۔ دنیوی لذتوں کا کیف اٹھائیے اور یہ شعر غننائیے۔

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

دنیا میں رات دل پھرے اڑانے والوں کی روح بڑی مشکل سے نکلے گی۔ کیونکہ ہوا

پرستیوں کے ارمان سے ان کا نفس سرکش یوں کہے گا۔

دل تو کلتے ہی لگے گا حوریاں عدن سے

باغ ہستی سے چلا ہوں ہائے پریاں چھوڑ کر

ایڈیٹر!

۴..... الحکم میں جعلی فہرست بیعت

بارہاضیمہ شخہ ہند میں مرزائیوں کی پردہ دری کی گئی۔ مگر یہ حیا دار اپنی روش نہیں چھوڑتے۔ کبھی فرضی نام کبھی مکرر نام درج کر دیتے ہیں اور بہت سے ایسے نام بھی طبع ہوتے ہیں کہ ان بیچاروں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں اور یہاں مرزائیوں کی فہرست میں نام درج ہو گیا۔ ایک جاہل مرزائی کے ملازم دھوبی، بہشتی، حجام، ہتھیارے سب کے نام درج ہو جاتے ہیں۔ جب اس سے بھی کام نہیں لگتا تو اب مسماۃ زوجہ فلاں دختر فلاں دادی فلاں سے کام نکالتے ہیں۔ جب اس سے بھی تعداد میں کچھ ترقی نہیں معلوم ہوتی تو اب عورتوں کے بھی لگتے ہاتھ مکرر نام درج ہونے لگے۔ چنانچہ ۱۷۱۱ء میں الحکم میں مسماۃ کلثوم زوجہ شیخ ہدایت اللہ صدر بازار پشاور کا نام درج کر چکے تھے۔ اب ۱۷۱۰ جولائی کے الحکم میں پھر اسی کا نام درج کر دیا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کی

مقصود لڑکی مسافہ صغریٰ کا بھی نام لکھ مارا۔ مرزا قادیانی کی نبوت و رسالت کے حقائق و معارف اسی قابل ہیں کہ ان کی صداقت ان پڑھ دھوبی، حجام، ہنسی، نان بائی یا جاہلہ عورتیں کریں۔ اہل علم کو تو مرزا قادیانی کا فرد طہ ہی نظر آتا ہے۔ اس کی حماقت و سفاہت شیخ چلی کے خیالات سے زیادہ وقت نہیں رکھتی۔
ج.ن!

۵..... استفتاء

علماء کیا فرماتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بانی مذہب احمدیہ کی نسبت کہ تمام مسلمان جو آپ کے دعویٰ مسیح موعود ہونے کا انکار کریں۔ بموجب فتویٰ (حکیم الامتہ احمدیہ مندرجہ احکم مورخہ ۲۳ راکست ۱۹۰۲ء ج ۶ ش ۳۰ ص ۴) ”اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں۔“ نیز آپ کی متعدد تحریرات کے بموجب تمام مسلمان مشرک ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام میں اوصاف الوہیت ثابت کرتے ہیں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ موجود ہونا، اور مردوں کا زندہ کرنا، پرند کو بنا کر اس میں روح پھونک دینا یا ذن اللہ وغیرہ! اب سوال یہ ہے جب کہ قرآن مجید میں ”ولا تنکح المشرکات حتی یؤمنن“ آیا ہے تو ان مرزائیوں کی عورتیں جنہوں نے اب تک آپ سے بیعت نہیں کی ہے۔ ان پر کیونکر حلال ہیں اور ان کی اولاد کیوں حرام نہیں ہے۔ ”بینوا تو جروا“

۶..... رسالہ اشاعت السنۃ اور مرزا قادیانی

یہ ایک ماہواری رسالہ ہے جس کے ایڈیٹر فاضل اجل مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب ہیں جو قریب ۲۱ سال سے جاری ہے۔ یہ وہی رسالہ ہے جس نے مرزا قادیانی کے مذہب کی بیخ و بنیاد کھود کر پھینک دی جس سے مرزا قادیانی ہر کہ وہمہ کی آنکھوں میں ذلیل و خوار ہوا۔ مرزا فاضل موصوف سے ایسا خائف و لرزاں رہتا ہے کہ راتوں کو خواب میں چلا اٹھتا ہے کہ ”مولوی محمد حسین صاحب آگئے۔ مجھے بچاؤ۔“ فاضل ممدوح کے ڈر کے مارے بھاگا بھاگا پھرا۔ مگر جہاں گیا فاضل ممدوح نے اس کا تعاقب کر کے اس کو ذلیل اور رسوا کیا۔ دہلی ولدھیانہ میں جو مرزا قادیانی کی یا بھرشت کی وہ سب پر روشن ہے۔ اب مرزا قادیانی کے جلسہ میں اگر کسی نے دہلی کے معرکوں اور لدھیانہ کا ذکر چھیڑ دیا تو مرزا بدحواس و ہوش باختہ اور چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ فاضل ممدوح نے علماء ہند و پنجاب سے اس کی تکفیر کا فتویٰ حاصل کیا۔ ادھر عدالت سے پیغمبری اور نبوت چھنوا کر دونوں جہاں میں ذلیل اور خوار کیا۔ جب سب طرح سے مرزا قادیانی کا کام تمام کر دیا اس وقت

چھپا چھوڑا۔ کچھ عرصہ کے واسطے اشاعت السنۃ کا طبع ہونا موقوف ہو گیا تو مرزائیوں کی جان میں جان آگئی اور بغلیں بجانے لگے کہ مرزا قادیانی کی بددعا سے اشاعت السنۃ بند ہو گیا۔ لیکن ان بد نصیبوں کو خبر نہ تھی کہ سسکتے ہوئے مرزا قادیانی کو زندہ درگور کرنے کے لئے پھر آب دتاب سے جلوہ افروز ہوا۔ اب کدھر گئے مرزا قادیانی اور مرزائی کیوں چوہے کا بل ڈھونڈنے لگے۔ آج کل مرزائیوں کے پیٹ میں چوہے چھوٹے ہوئے ہیں۔ ہر وقت اشاعت السنۃ ہی کے ذکر میں غلطایں پچھان رہتے ہیں۔ طرح طرح کے منصوبے باندھے جاتے ہیں۔ تمام مرزائیوں پر موت پڑ گئی ہے۔

ج.ن!

۷..... ملا فضل قادر صاحب اور مرزا

ملا صاحب ضلع پشاور کے ہیں۔ بعض مرزائیوں نے مرزا قادیانی کی جھوٹی تعریفیں حلفیہ ان کے روبرو بیان کیں تو آپ مرزا قادیانی سے فیضیاب ہونے کے لئے قادیان تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر کفر والحاد زور دکر تکبر و شخی تسخر و دروغ کے سوا کچھ نہ پایا۔ لہذا لعنت و ملامت اور مرزا قادیان پر لاحول بھیجتے ہوئے واپس آئے۔ یہاں آ کر مجمع عام میں مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ کا علانیہ ذکر فرمایا اور ان کی تردید کی۔ چونکہ بعض اہل اسلام ان کے قادیان جانے کی وجہ سے ان سے بدظن تھے۔ لہذا ملا صاحب موصوف سے درخواست کی کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ لکھ دو۔ لہذا ملا صاحب نے اپنے قلم سے یہ تحریر فرمایا: ”کل عقائد القادیانی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی دہریہ و زندقہ۔“ العبد میاں فضل قادر بقلم خود مورخہ ۵ جولائی ۱۹۰۲ء۔

ج.ن!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ

۱۶ ستمبر ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۳۵ کے مضامین

.....۱	کاغذی مسج کی تاج جھوٹ کے طوفان میں	شاکر از قلعہ دار گجرات!
.....۲	وہی ممت مسج	مولانا شوکت اللہ!
.....۳	بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لکچر	مولانا شوکت اللہ!
.....۴	مذہب مرزائی ہے آزادی مذہب کا نام.....	اس لئے مرزائی ہو جاتے ہیں اکثر خاص دعاء ج.ن!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

..... کاغذی مسیح کی ناؤ جھوٹ کے طوفان میں

قادیان کے کاغذی مسیح کا کوئی دعویٰ پورا نہ ہوا۔ (اور خدا چاہے تو کبھی پورا نہ ہوگا) بارہا اہلکرم کے ذریعہ اعلان دیا۔ الگ بھی ایک رسالہ شائع کیا کہ طاعون صرف ان کے لئے نازل ہوا ہے جو مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ چنانچہ (اخبار اہلکرم مطبوعہ ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء، ص ۶، ملفوظات ج ۳ ص ۲۳۸) پر فرماتے ہیں: ”ایک اور آفت یہ آئی کہ مسلمانوں میں سستی اور غفلت تو پیدا ہو ہی چکی تھی۔ سچے عقائد کو چھوڑ کر قسم قسم کی بدعتیں اور سلسلے خدائے تعالیٰ کے سچے دین اور سلسلے کے برخلاف پیدا کئے گئے اور مشرکانہ تعلیمات اور وظائف مقرر کر لئے۔ ان ساری آفتوں کے ہوتے جو خدائے تعالیٰ نے ان پر قدیم قانون کے موافق محض اپنے فضل سے ایک بندہ بھیج دیا جو ان ساری مصیبتوں کا چارہ گر اور مدد (لا حول و لا قوۃ)۔ یہ منہ اور گرم مسالا تھا۔ ان لوگوں نے ناحق اسے تکلیف دی اور اس کی مخالفت کے لئے اٹھے۔ جب ان کی مخالفت اور شرارت حد سے بڑھ گئی اور خدائے تعالیٰ کے حضور ان کی شوخیوں اور گستاخیاں اور بے جا ضد اور عداوت سے ملا ہوا انکار قابل سزا مظہر گیا تو اس نے اپنے وعدے کے موافق اس بندہ کی تائید کے لئے طاعون بھیجا۔ یہ خدا کا فرشتہ ہے جو اس کے بندے کی سچائی پر ایک گواہی قائم کرنے کے لئے آیا ہے۔“

اب ہم نہیں جانتے کہ وہ مرزائی جو آنجناب پر ایمان لائے تھے کیوں طاعون کی رگڑ میں آگئے۔ کیا وہ بے ایمان تھے؟ آپ کی گواہی کا فرشتہ غلطی کرتا رہا اور جب آپ نے قادیان کو طاعون سے بچنے کا اعلان دیا تھا تو وہ آپ کی گواہی کا فرشتہ قادیان میں کیوں جا براجا کہ آپ کے ساتھ آپ کا خدا بھی رگڑا گیا اور ساتھ ہی گواہی کا فرشتہ بھی اندھا ہو گیا اور قادیان طاعون سے محفوظ نہ رہ سکا۔ حضرت۔

کیجئے توبہ بڑے بول کا سر نیچا ہے

ہم نہیں جانتے کہ کاغذی مسیح کے دعویٰ کہاں تک سچ اور کہاں تک جھوٹ ہیں۔ البتہ اسی کے رسالہ جات سے کسی قدر حال کھل جاتا ہے۔ جو سراسر ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ ہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے ایک بیان کو تین کتابوں سے ذیل میں اتارتے ہیں۔

..... آپ اپنی تصنیف (ازالہ اوہام ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳) پر فرماتے ہیں کہ: ”مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔“ اب اس کے خلاف۔

۲..... رسالہ (ست ہجرت حاشیہ در حاشیہ ص ۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۲) کو دیکھئے۔ وہاں لکھا ہے: ”مسیح کی قبر بلا و شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔“ اب ان ہر دو بیانات کے سراسر خلاف ہے۔

۳..... آپ اپنے (راز حقیقت ص ۱۵، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۱) پر یہ نکو اس کرتے ہیں کہ: ”مسیح کی قبر ملک کشمیر موضع سری نگر میں ہے۔“ کیا یہ تینوں بیان باہم متضاد نہیں ہیں؟
مرزا نیاؤ! دیکھ لو یہ ہے تمہارا مسیح موعود جس نے دروغ بانی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور اصل پوچھو تو مرزا قادیانی کا بھی کچھ تصور نہیں۔ اگر قصور ہے تو سراسر مرزائیوں کا جو ایک دوسرے کے تعلقات کے باعث ہاں میں ہاں ملا کر گزراوقات کر رہے ہیں اور یوں اس کاغذی مسیح کا جہاز طوفان بے تیزی میں چلا رہے ہیں۔ مگر کب تک کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ (انجام آقہم ص ۱۱۱ تا ۱۱۸)

حالانکہ کام ہمیشہ حضرت مسیح کے کاموں کے برخلاف کرتا ہے۔ مثلاً قتل لیکھ رام کے دنوں میں گورنمنٹ سے عرض کی تھی کہ چونکہ آریہ صاحبان میرے قتل کرنے کی فکر میں ہیں۔ لہذا میری حفاظت کے لئے سپاہی دیئے جاویں مگر گورنمنٹ نے کچھ بھی غور نہ کیا۔ اب دیکھئے حضرت مسیح کو کہ انہوں نے اپنے ستانے والوں کے حق میں دعا مانگی کہ: ”اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔“ (انجیل لوقا: ۱۳: ۳۴)

پس کلو گدھوں کی تائیدی کی آپ مسیح ہیں کافی نہیں۔

عیسیٰ نتوان گشت تصدیق خرے چند

زمانہ کی آنکھوں پر پٹی نہیں بندھی کہ اندھا عند آپ کے قابو چڑھ جائیں گے اور اپنی عاقبت خراب کریں گے۔

حضرت جب آپ کے عداوی ہی پورے نہیں ہوتے تو کیوں مسیح موعود کہلاتے ہو اور کیوں اپنے ایمان کی فکر نہیں کرتے اور نہ حق دیگر مذاہب کو طعن و تشنیع کرتے ہو۔ مرزا قادیانی! ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور قبولیت کا وقت ہے۔

ہنوز آن ابر رحمت در نشان است

خیم و نخلخانہ باہر و نشان است

پھر دیکھ لیجئے گا کہ وہی آپ اور وہی ہم۔ وہی ہمزہ زار اور وہی باغ۔ لیکن افسوس کہ نہ تو آپ کا وہ دل ہے نہ وہ دماغ ہے۔ خدا کو سراسر بھولے ہو اور اپنی موعودیت پر پھولے ہو۔ خدا کی

رحمت سے منہ پھیرتے ہو۔ غفلت کرتے ہو۔ دیکھو! زندگی چند روز ہے۔ شاید مرگ مہلت نہ دے۔ مکرر سہ کر رہا رہا رفیقانہ التماس یہی ہے کہ توبہ کرو اور اس گمراہی کے راستے سے باز آؤ۔ توبہ کر اب بھی تو کہہ دو توبہ باز ہے

راقم: شاکر (میرٹھی) از قلعہ اور گجرات!

۲..... وہی مہمات مسیح

کسی نبی کے ایک معجزے کا انکار تمام انبیاء اور ان کے معجزات کا انکار ہے جس کو ایک سچا مسلمان الحاد و ارتداد سمجھے گا۔ مگر مرزا قادیانی اور ان کی امت عمداً معجزات انبیاء کا بڑے دھڑلے سے انکار کر رہی ہے اور بالہینمہ مسلمانی کا دعویٰ ہے۔

دنیا میں کون سا کلام ہے جس کی تاویل نہیں ہو سکتی اور ہم لکھ چکے ہیں کہ تاویل ہمیشہ جھوٹے دعوے اور جھوٹی بات کی ہوتی ہے۔ امر حق اور واقعیت کو تاویل سے کیا واسطہ۔ روز روشن تاویل سے ہرگز شب تاریک نہیں بن سکتا اور نہ اس کا عکس ممکن ہے۔ جس طرح ایک جھوٹ کے لئے بہت سے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح ایک تاویل کے لئے بہت سی تاویلیں چھانٹنی پڑتی ہیں۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کی نسبت مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”رفع اللہ“ سے مراد رفع روحانی ہے۔ مگر اس میں عیسیٰ مسیح کی کیا خصوصیت نکلی؟ ایک چیونٹی بھی مرکر رفع روحانی کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ پھر ”وما قتلوه و ما صلیبوه“ کے بعد مرزا قادیانی کے رفع مزعوم نے کیا فائدہ دیا۔ اس صورت میں تو آیت کا سیاق یوں مقتضی تھا۔ ”لما قتلوه و صلیبوه رفعه اللہ الیہ“ پھر جسم سے روح کے نکل جانے یا رفع ہو جانے میں شبہ کیسا۔ یعنی ”ولکن شبہ لہم“ بالکل حشو ٹھہرتا ہے۔ (معاذ اللہ) پھر جناب باری کا مکر بطور تاکید و اصرار یعنی ”وما قتلوه یقیناً“ کے بعد ”ہل رفعہ“ فرمانا تو اور بھی فضول ہوتا ہے۔ کاش مرزا قادیانی سمجھیں کہ رفع روحانی قتل سے متعلق ہو گا نہ کہ عدم قتل سے۔ کیونکہ یہ ایک فطری امر ہے کہ جب کوئی ذی روح قتل کیا جاتا ہے تو فوراً رفع روحانی ہو جاتا ہے یعنی روح اٹھ جاتی ہے اور جب کہ عیسیٰ مسیح قتل ہی نہیں کئے گئے۔ جیسا کہ ”وما قتلوه و ما صلیبوه“ سے ثابت ہے تو رفع روح یا سلب روح چہ معنی دارا!

آپ شاید پھر تاویل کریں گے کہ رفع روحانی سے مراد روح کا رفع الدرجات ہونا ہے تو کیا اس سے پہلے مسیح علیہ السلام مثل کل انبیاء رفع الدرجات نہ تھے۔ ایسا عقیدہ تو کسی آریا یا دہریہ کا ہو سکتا ہے نہ کہ کسی مسلمان کا۔ پھر یہ عقیدہ کہ عیسیٰ اب رفع الدرجات ہوئے۔ پہلے نہ ہوئے تھے۔ آپ کو عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کا معتقد بنانا ہے۔

پھر آپ کے نزدیک تین عیسیٰ ہیں۔ ایک عیسائیوں کا یسوع، دوم عیسیٰ مسیح علیہ السلام جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ سوم آپ کا ذاتی پیدا کیا ہوا عیسیٰ جس کی قبر مقام کلیل علاقہ کشمیر میں ہے۔ معلوم نہیں ان تینوں میں سے آپ کی رقابت کون سے عیسیٰ کے ساتھ ہے۔ جب تک آپ اپنی اس تثلیث کا فیصلہ نہ کر لیں جو اب لینے کے مستحق نہیں ہیں۔

بحث اس امر میں تھی کہ ایک تاویل سے بہت سی تاویلیں اور ایک جھوٹ سے بہت سے جھوٹ پیدا ہوتے ہیں تو آپ ”اہراء الاکمه والابرص واحیى الموتى باذن الله“ اور ”کلمة القها الی مریم وروح منه“ کی بھی یہ تاویل کریں گے کہ عیسیٰ مسیح روحانی امراض کو اچھا اور مردہ دلوں کو زندہ کرتے تھے اور تمام ذی روح خدا کے کلمات اور اس کی روحیں ہیں۔ (اگرچہ آپ روح منہ کے اصلی معنی نہیں سمجھ سکتے) تو یہ فرمائیے کہ انبیاء کو تمام ذوی الارواح چیونٹی، بھٹی، چھمڑ، ککوڑے، کچنچوے، کنسلوائی وغیرہ پر کیا ترجیح ہوئی۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو سمجھیں گے کہ خدا ہر نبی کو ایک خاص ترجیح (معجزہ) عطا کرتا ہے جو دیگر انبیاء سے اس کی شناخت کا باعث ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے عیسیٰ علیہ السلام:

اول کلمتہ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ یعنی بے باپ کے پیدا ہوئے۔
دوم آپ مردوں کو زندہ اور ہر قسم کے بیماروں کو اچھا کرتے تھے۔
سوم آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔

اگر ان میں سے آپ ایک معجزے کا بھی انکار کریں گے تو تمام انبیاء اور ان کے معجزات کا انکار لازم آئے گا اور ”نؤمن ببعض ونکفر ببعض“ کا مصداق بنا خدائے تعالیٰ کی بھاری وعید کا مستحق ہوتا ہے۔ ہاں! آپ یہ جواب دے سکتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح کے زندہ رہنے اور دوبارہ دنیا میں آنے سے چونکہ میری مسیحیت و مہدویت ٹوٹی ہے۔ میں اس لئے عیسیٰ مسیح میں اولاً طرح طرح کے کپڑے ڈالتا ہوں اور پھر ان کو مارتا ہوں۔ آپ کو تو اپنی مسیحیت و مہدویت پیاری ہے۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش رانیز حدیث تو شنیدن ندہم

جب کہ آپ نبی اور رسول ہونے کے مدعی ہیں تو یہ بھی خوب سمجھ لیجئے کہ کسی نبی نے اپنے سے سابق انبیاء کی شان میں محض اس غرض سے کہ لوگ ان کو برا اور مجھے اچھا سمجھیں کبھی کسی قسم کی گستاخی نہیں کی۔ بلکہ پیروی کی ہے۔ جیسی کہ آنحضرت ﷺ نے حسب تعیل آیہ ”قل بل

ملکہ ابراہیم حنیفا“ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پیروی فرمائی ہے۔ یاد رکھئے ابھی وہ زمانہ نہیں آیا اور نہ آپ کی اور ہماری زندگی تک آئے کہ لوگوں کے دلوں سے گزشتہ انبیاء کی عظمت مٹ جائے۔ ہاں! تہذیب اور آزادی کے طوفان سے کیا عجب ہے کہ چند صدی کے بعد ایسا زمانہ بھی آجائے۔ ایڈیٹر!

۳..... بقیہ مرزا قادیانی کے خیالات کا لیکچر

سنو سنو! میری بعثت ساری دنیا کے لئے یکساں ہے۔ مگر سادہ لوح مسلمان بھی سمجھ رہے ہیں کہ میں صرف ہندوستان کا نبی ہوں۔ ان کو ذرا اپنی عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔ قدرت الہی نے آسمان سے کسی فرشتے کو نبی بنا کر نہیں بھیجا۔ کسی ملک کے ایک قبیلہ میں نبی پیدا ہوتا ہے مگر چند ہی روز میں اس کی نبوت ساری دنیا میں دائر و سائر ہو جاتی ہے۔ دیکھو! آفتاب ہر صبح مشرق کے ایک گوشے نکلتا ہے اور تھوڑی سی دیر میں ساری خدائی پر مسلط ہو جاتا ہے۔ ہلال ہنگام طلوع کتنا سختی اور لاغر ہوتا ہے۔ مگر روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے اور اپنی روشنی سے تمام ستاروں کو ماند کر دیتا ہے۔ اسی بناء پر اگر چہ میری بعثت ایک چھوٹے سے گناہ قصبہ قادیان میں ہوئی ہے۔ مگر رفتہ رفتہ ناصر ہندوستان بلکہ تمام ممالک میں پھیل گئی ہے۔ تم تو گولہ کے بھنگے ہو۔ تمہیں زمین و آسمان کی کیا خبر۔ تم تو چگا ڈروں کی طرح اپنے تیرہ وتار کوٹوں کھدروں میں سر نیچے ٹانگیں اوپر پڑے۔ آنکھیں مانگ رہے ہو تمہیں آفتاب عالمتاب کی کیا حس اور اس کی جانب دیکھنے کی کیا تاب۔ میرے جاسوس تمام ممالک میں آنکھوں سے الوپ انجن ہو کر فرشتوں کی طرح پنکھ پھیلا کر دوڑ رہے ہیں اور دنیا کو پروں میں یوں سمیٹ رہے ہیں۔ جیسے مرغیاں اپنے انڈوں بچوں کو۔ میرا ایک ایک جاسوس روح القدس سے کم نہیں۔ میرے مشن کے لوگ فرشتوں کی ٹکڑیاں ہیں جو میرے نام کی ہر دو تسبیح پڑھ رہی ہیں کہ ”لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ“ اگرچہ اس کلمہ میں اپنے نام غلام احمد کے داخل ہو جانے سے مجھے سخت ندامت ہے۔ کیونکہ میں مستقل نبی ہوں۔ کسی کا غلام تلام اور جو تلام کیوں بننے لگا۔ مگر چونکہ یہ نام میرے والدین نے رکھا ہے اور میں اسی نام سے دنیا میں مشہور ہوں اور آسمانی باپ نے بھی ابھی تبدیل نام کی وحی مجھ پر نازل نہیں کی۔ لہذا مجبوراً اپنے امتیوں کی زبان سے مجھے اپنے کلمہ میں یہ نام سننا پڑتا ہے۔ لیکن بہت دن نہ گزریں گے کہ آسمانی باپ میرا یہ نام پرانے میلے چیکٹ لگے کپڑوں کی طرح بدل دے گا۔ جس طرح پیغمبر عرب نے بجائے بیت المقدس کے کعبۃ اللہ کو بدل دیا اور اسی کو قبلہ بنایا۔ پیغمبر عرب کی طرح میں بھی مجدد ہوں۔ پھر تجدید کیوں نہ کروں۔ قادیان کو میں نے ابھی تک قبلہ تو نہیں بنایا۔ ہاں

مسلمانوں کے لئے مدینہ اور عیسائیوں کے لئے یروشلم (بیت المقدس) ضرور بنا دیا ہے۔ یعنی منارۃ الاح قائم کرویا ہے۔ اوھر آسانی باپ کی وحی دن سے اتری ادھر میں نے عام طور پر قادیان کو قبلہ بنایا۔

جب سے میرا نزول قادیان میں ہوا ہے۔ سب سے پہلے اس کے گرد نواح اور پھر تمام پنجاب میں مخالفت کا غلغلہ مچ گیا ہے اور پھر آہستہ آہستہ ہندوستان کے سادہ لوح جبلاء میں طاعون کی طرح پھیل گیا ہے۔ یہی میرے نبی برحق ہونے کی قوی دلیل اور مضبوط برہان ہے اور یہی سنت انبیاء ہے۔ پیغمبر عرب کی بعثت پر اولاً مکہ میں اور پھر تمام عرب میں جو عجم چاھا ہوئی۔ خود تمہارا قرآن اس سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ پیغمبر عرب کو مکہ چھوڑ کر جلاوطن ہونا پڑا۔ یہ سب حالتیں مجھ پر بھی گزرنے والی ہیں اور میں بھی بہت جلد قادیان سے رنگون کی جانب جلاوطن ہونے والا ہوں۔ کیونکہ سچا نبی ہوں۔ اتنی کسر ہے کہ مجھ پر ابھی وہ مظالم نہیں ڈھائے گئے جو دوسرے انبیاء خصوصاً پیغمبر عرب پر۔ اگرچہ مجھے علماء اور مشائخ نے کافر اور ملحد اور زندیق ٹھہرا دیا ہے اور کبھی کبھی میرے قتل کی بھی دھمکی دیتے ہیں۔ مگر عملی طور پر کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی جیسی انبیاء سابق پر ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آسانی باپ نے مجھ پر الہام کر دیا ہے کہ کوئی کیسی ہی گھاٹ لگائے۔ مگر تو تلوار کے گھاٹ ہرگز نہ اتارا جائے گا۔

یہ دوسری بات ہے کہ ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے کالا ستائے۔ طاعون کا وبال آئے۔ ٹاپیں مارتا خرد جال آئے۔ میں ایسے حوادث کا ذمہ دار نہیں۔ ہاں تلوار کے دم ختم کی یہ طاقت نہیں کہ تیرا بال بھی نیڑھا کر سکے۔ تجھ پر تلوار اٹھانے والوں کے ہاتھ کٹ جائیں گے۔ تیری طرف بدعتی سے آنے والوں کے پاؤں مثل ہو جائیں گے۔ بد نظری سے تیری جانب گھورنے والوں کی آنکھوں کے ڈھیلے نکل پڑیں گے۔ تیرے کوسنے والوں کی زبائیں مفلوج ہو جائیں گی۔

پس مذکورہ بالا الہاموں پر میرا ویسا ہی ایمان ہے جیسا اپنی نبوت و رسالت پر اور اس لئے میں پاؤں پھیلا کر اپنی نیند سوتا اور اپنی نیند جاگتا ہوں۔ میری نیند کو کوئی وارہہ خاصا، سنگ زاد برادر شغال خواب خرگوش نہ سمجھے۔ میں قادیان کے کچار میں شیر کی طرح پڑا دھڑوکتا ہوں۔ موٹے تازے پھرب شکار مارتا ہوں اور اپنا بچا کھچا اولش لومڑیوں اور گیدڑیوں اور تیندوؤں کو دیتا ہوں۔ جب میں زور شور سے ڈکاریں لے کر ڈکارتا ہوں تو بزبوں کا پتا پانی ہو جاتا ہے اور جتنے بچھیا کے باوا ہیں سب مجھ سے یوں تھراتے ہیں جیسے گائے قصائی سے۔ جب میں رصد کی طرح

گرجتا۔ بجلی کی طرح چمکتا اور پھر کالی گھٹا بن کر برستا ہوں تو بڑے بڑے خزانٹ گرگ باران دیدہ
مخالفین بیگلی ملی بن جاتے ہیں۔

سنو سنو! تم جو میری نبوت پر اپنی ستمیوں سے باہر ہو رہے ہو تو اس کی یہ وجہ ہے کہ تم
نے آج تک کسی نبی کو اپنی آنکھوں نہیں دیکھتا۔ صرف کانوں سنا ہے اور میں کہہ چکا ہوں کہ دھوکا
کھانا کان کا کام ہے نہ کہ آنکھ کا۔ پس تم نبی اور غیر نبی کو کیا جانو۔ میں ظلی نبی ہوں۔ تمام عالم
برزخ منارۃ السح کی طرح میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں سب
انبیاء کی دھما چو کڑیاں اور گرم جولانیاں ہر دم میری پیش نظر ہیں اور اس میں سے ہر لحظہ حظ اٹھاتا
ہوں کہ فلاں نبی کتنے پانی میں اور فلاں رسول کی رسالت کی تھاہ کہاں تک ہے۔ تم تو گندے
تالاب کی مچھلیاں ہو۔ تمہیں سمندر کا حال کیا معلوم۔ پس تم میرے پاس آؤ اور کمالات نبوت
دیکھو تو معلوم ہو جائے کہ نبی ایسا ہوتا ہے۔

سنو سنو! تم اس بھروسے نہ رہنا کہ سوڈان میں بہت سے جھوٹے مہدی پیدا ہو چکے
ہیں اور قادیانی مہدی کا نمبر بھی انہیں میں ہے۔ بے شک جھوٹے مہدی پیدا ہوئے اور کیا عجب
ہے کہ میرے بعد بھی پیدا ہوں۔ مگر میں جھوٹا نہیں ہوں۔ ”اشہد انسی مہدی صادق“ بھلا
مہدی سے بڑھ کر کسی کے مہدی ہونے کی سچی شہادت کیا ہوگی۔ جب مجھے میرے کاشنس نے
مہدی بنا دیا ہے تو گو دنیا میری مہدویت کو نہ مانے مگر میں سچا مہدی ہوں۔ جس قدر مہدیان
کذاب مجھ سے قبل گزرے ہیں۔ وہ بیشک جھوٹے تھے۔ کیونکہ خود ان کے کاشنس نے ان سے
کہہ دیا تھا کہ ”اشہد انسی انتم الکاذبون“ کاشنس (نورایمان) سے بڑھ کر کسی کی شہادت
نہیں ہو سکتی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک ہی سپی میں سچے ہوتے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹے بھی۔
ایک ہی کان میں لعل و جواہرات بھی ہوتے ہیں اور شیشہ اور کانچ بھی۔ پس سب مہدی نہ جھوٹے
نہ ہو سکتے ہیں نہ سب مہدی سچے۔

جھوٹے مہدیوں نے بڑی بڑی غلطیاں کی ہیں اور آخری مہدی تعالٰیٰ تو ایسا ناعاقبت
اندیش غلط کار تھا کہ کوئی نہ ہوگا۔ اول تو اس نے خود حکومت مصر سے بگاڑی جو برٹش گورنمنٹ کے
سایہ عاطفت میں تھی۔ پھر خود برٹش سے بگاڑی جو آسانی باپ کے بیٹے کے پوتے کی بھتیجی کی
پڑپوتی کی لکڑ بھانجی ہے۔ آپ جانتے ہیں گیدڑ کی شامت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ پس
غریب عطائی تعالٰیٰ یوں مارا گیا۔ مگر میں ایسی غلطی نہ کروں گا کہ برطانیہ جیسی جبار و قہار گورنمنٹ
سے بگاڑ کر تعالٰیٰ کے ساتھ اپنا حشر کروں۔ میں بار بار برٹش گورنمنٹ کے حضور عرضیاں بھیج چکا

ہوں کہ تمہارے عہد میں آسانی باپ کے حکم سے مہدی آخر الزمان نازل ہوا ہے جو تمہارے خدام کے خادموں کی جوتی کی خاک اور تمہارے غلامان غلام کا حلقہ بگوش اور تمہاری چوکت کا عبادیت فروش اور تمہاری پارلیمنٹ کا پر جوش ارادت کوش اور تمہاری عافیت اور درازی حیات کا کام نوش اور تمہارے لشکر ظفر پیکر کے ٹرانسپورٹ کا دراز کوش ہے۔ بھلا غضب خدا کا ایسی شفیق اور مہربان آزاد گورنمنٹ سے بگاڑنا اور اسی کی بلی ہو کر اسی کے سامنے میاؤں کرنا سخت نمک حرامی بدبختی، بے وفائی، ناپاسی کمینہ آسای ہے۔

سنو سنو! جھوٹے مہدیوں کی پودھ کا کھیت قدیم سے سوڈان اور افریقہ ہے نہ کہ یورپ اور ایشیاء۔ تمہیں کہو میرے سوا یورپ، ایشیاء اور وسط ایشیاء میں بھی آج تک کوئی مہدی پیدا ہوا۔ ہندوستان اور عرب ایشیاء میں ہے۔ عرب میں بیشک پیغمبر پیدا ہوا جس نے میری بعثت کی پیشین گوئی کی۔ پس میں نے اسی کی پیشین گوئی کے موافق ہندوستان میں خروج کیا۔ ہندوستان اور وسط ایشیاء ایک ہیں۔ کیونکہ افغانستان سے وسط ایشیاء کا ڈانڈا امینڈا ملا ہوا ہے اور افغانستان سے ہندوستان کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور پھر ہندوستان پر ایک مہتمم بالشان یورپی سلطنت قابض ہے اور اس لحاظ سے ہندوستان اور یورپ دونوں ایک ہیں۔ پس میں بالفضل باستثناء ترکی تمام ممالک کا مہدی ہوں۔ میں نے یہ استثناء اس وجہ سے کیا ہے کہ روم اور شام اور عرب کے حقاء اور سادہ لوح وحشی اہل اسلام عبد الحمید کو خلیفہ المسلمین مانتے ہیں اور ہندوستان کے مسلمان بھی ان کی اندھی تقلید سے عبد الحمید کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ برٹش گورنمنٹ کا کٹا حریف در قیب ہے۔ بھلا برٹش کا مخالف کیونکر خلیفہ ہو سکتا ہے۔ میں برٹش کا سچا ہوا خواہ اور عبودیت پرست ہوں۔ اس لئے نہ صرف مہدی اور خلیفہ بلکہ امام الزمان اور خاتم الخلفاء ہوں۔ خوب یاد رکھو جب تک کوئی شخص برٹش سلطنت کا مطیع اور جان نثار نہ ہوگا ہرگز مہدی اور خلیفہ نہیں بن سکتا۔ پس سچے مہدی کا یہی نشان اور تمغہ ہے۔ سوڈانی مہدی اسی وجہ سے پھول پھل نہ سکے کہ ان بدبختوں نے گورنمنٹ سے بگاڑی اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ میں اپنے احمدی گردہ کو اسی لئے پال رہا ہوں اور کیل کانٹے سے چست اور دم خم سے درست کر رہا ہوں کہ آج کل انگریزی اخبارات روس کی پیش قدمی بجانب افغانستان سے خوفزدہ ہو رہے ہیں اور ان کی پتلونوں میں چھلے چھلسی لگ رہی ہے۔ پس میں اپنے احمدیوں کی ریزرو فوج کو ہر طرح لیس کر رہا ہوں اور عنقریب گورنمنٹ میں درخواست بھیجوں گا کہ اگر روس منحوس کو شامت نے دھکا دیا اور اس نے افغانستان کی جانب رخ کیا تو میں ہندوستان سے اوپر ہی اوپر اس کا مہرہ لوں گا۔ امیر کابل کو بھی ہاتھ پاؤں ہلانے کی

تکلیف نہ دوں گا اور اپنی احمدی فوج ظفر موج سے روس کو جہاں سے نکلے گا وہیں دھکیل دوں گا۔ میں گورنمنٹ میں یہ درخواست بھی دوں گا کہ اب ہندوستان کے اندرونی اور بیرونی غشیوں کی روک تھام اور سرکوبی کے لئے لاؤٹننٹ کی کوئی ضرورت نہیں۔ میری احمدی فوج کافی ہے اور میں اسی لئے مہدی بنا ہوں کہ اپنی جان و مال، اہل و عیال اور اپنے احمدی بھتیجے قابل ظفر مآل کو گورنمنٹ کے قدموں پر نشان کر دوں۔

نکل جائے روح تیرے قدموں کے نیچے

یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

مگر افسوس ہے کہ اب تک برٹش گورنمنٹ نے اپنے مہدی کا مرتبہ نہیں پہچانا نہ اس کی قدر کی نہ اس پر ایمان لائی نہ اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وجہ یہ ہے کہ وہ ابھی تک اپنے پادریوں، بشپوں، اسقفوں کے پھندے میں پھنسی ہوئی ہے جو مجھے خونخوار نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اور یہ یقین کئے بیٹھے ہیں کہ مسیح موعود کا دم ہے تو ان کے یسوع کا چراغ گل ہو جائے گا اور پھر بیف بسکٹ چاء برانڈی کے پھرے ان کے ہاتھ سے جاتے رہیں گے۔ (باقی آئندہ)

۴..... مذہب مرزائی ہے آزادی مذہب کا نام

اس لئے مرزائی ہو جاتے ہیں اکثر خاص و عام

صوم و صلوة، حج و زکوٰۃ وغیرہ اعمال کا وہی شخص پابند ہوگا جو اصول اسلام پر ایمان رکھتا ہوگا اور جو خدا ہی کا قائل نہ ہو اور احکام شریعت کی وقعت اس کے نزدیک جو برابر بھی نہ ہو جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس کا اپنے تئیں مسلمان کہنا اور بعض احکام شرعی کا پابند ہونا محض ایک دام تزیین ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو پھانتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو مجسم ہو کر اس کے فرزند کی شکل میں آسمان سے اترنے کا قائل ہے۔ چنانچہ اس کا الہام ہے جو الہامی فرزند کے خطاب میں اس کو ہوا۔ ”فرزند دلہند گرامی ارجمند مظهر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء“ اور خود بھی مدعی الوہیت ہے۔ چنانچہ اس کا الہام ہے: ”تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔“ اپنے کو ازلی وابدی یہی کہتا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ الہام ہے: ”تو میرے ساتھ ایسا ہے جیسے میری توحید و تفرید۔“ اللہ کے لے پالک ہونے کا بھی مدعی ہے۔ جیسا کہ اس کا یہ الہام ہے: ”الت منی بمنزلہ ولدی“ پس ایسا گستاخ آزاد جو فوض با اللہ کہی خدا کا باپ کہی اس کا بیٹا کہی خود مدعی الوہیت ہو اس کو صوم و صلوة کی کیا حاجت ہے۔ ضرور نادانوں کے واسطے

دام تزویر ہے۔ جب خدا پر ایمان نہیں تو اس کے رسولوں پر ایمان کیسا۔ اس لئے ازالہ ادہام میں مرزا قادیانی نے پیغمبروں کی نسبت لکھا ہے کہ انبیاء کی جماعت کثیر نے جھوٹی پیشین گوئیاں بھی کی ہیں۔ دھوکا کھا کر شیطانی الہام کو ربانی وحی سمجھ لیا ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ آنحضرت ﷺ کو قرآن مجید کے بعض الفاظ کے معنی و حقیقت معلوم نہ ہوئی ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں اور توہین کی اور ایسے بڑے اولوالعزم پیغمبر کو ایک بدکردار معمولی آدمی کہا۔ اب کچھ دنوں سے کوئی پرچہ احکم کا خالی جاتا ہوگا جس میں خود بدولت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ چڑھ کر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ (دافع البلاء ص ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲) میں مرزا قادیانی خود لکھتا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ شعر لکھ کر مرزا قادیانی خود لکھتا ہے: ”یہ باتیں شاعرانہ نہیں ہیں۔ بلکہ واقعی ہیں۔“ جس بے ایمان کا ایسا اعتقاد ہو اور توہین انبیاء اس کا روزمرہ ہو بھلا ایسے بے دین کی صوم و صلوة کیا واقعی ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہی دام تزویر ہے۔ کیا مرزائیوں کو معلوم نہیں کہ جس اسلام میں یہ روزہ، نماز ہے اسی کو مشرکوں کا مذہب کہتا ہے اور مسلمانوں کو مشرک قرار دیتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیتا لکھا ہے یہ مسلمان قرآن پر ایمان لا کر اس عقیدہ کو صحیح مانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ علماء دین اسلام کے ہر فرقہ نے مرزا قادیانی کو کافر اور دین اسلام سے خارج لکھا ہے۔ اسی واسطے مرزا قادیانی کا نماز و روزہ بھی مسلمانوں کے خلاف ہے۔ مہینوں بجائے پانچ نمازوں کے دن میں تین ہی نمازیں ادا کرتا ہے۔ جماعت کی بھی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔ حج جس کے تارک کو حدیث شریف میں یہود و نصاریٰ ہو کر مرنے کی بشارت دی ہے نہ کبھی اس نے کیا ہے اور نہ مریدوں میں سے کسی کوچ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ کیا یہی اسلام ہے؟ روزہ بھی ذرا ذرا سے عذر میں کھا جاتا ہے اور مریدوں کو روزہ رکھنے سے منع کر دیتا ہے۔ حرام و حلال شرعی کی اس کو کچھ پرواہ نہیں۔ تصویر جو حرام ہے اس کو حرام اور مال زانیہ کو جائز سمجھ کر کھا جاتا ہے اور اس کے بعض مرید بھی شیر مادر سمجھتے ہیں۔ پس ایسے آزاد مذہب کو جس میں تکلیف شرعی سے آزادی ہو اور آزادنہ قبول کریں۔ یہی وجہ ہے کہ حال میں مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے اپنی اشاعت السنۃ نمبر ۳، ۱۹۷۳ کے ص ۹۲ میں ارقام فرمایا ہے۔ ”قادیان کے مرزا قادیانی کا مذہب باطل جو پنجاب ہندوستان میں کسی قدر شیوع پایا ہے تو اس کا سبب و منشاء بھی یہی ہے کہ وہ مغالطے سے کام لیتا ہے اور اپنے پیروؤں کو آزادی کا سبق دیتا ہے کہ تصویریں بناؤ

اور سو دکھاؤ اور دو روز دو روز سفر کی مصیبت اٹھا کر مکہ کیوں جاتے ہو۔ بجائے مکہ قادیان کو کعبہ بناؤ۔ گرمی کے موسم میں روزہ رکھ کر بھوکے نہ مرد۔ بلکہ اس بیت پر عمل کرو۔

نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ

دضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا

اس ریمارک پر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے مرچیں لگ گئیں۔ چنانچہ ۳۱ اگست ۱۹۰۲ء کے الحکم میں بہت اچھلے کوڑے اور بیہودہ بکواس سے ۹ کالم بھرویئے۔ ہم اس بیہودہ تحریر کے پرچے اڑائے دیتے ہیں۔

قال اس تحریر (یعنی مذکورہ بالا فاضل بٹالوی) سے پہلے ان کو (یعنی فضل الدین مرزائی کو) ایک مسلمان کی حیثیت سے شیخ صاحب (یعنی فاضل بٹالوی) پر حسن ظن تھا۔

اقول تم تو کیا تمہارے گرد و جال سیرت کو بھی کبھی حسن ظن فاضل ممدوح پر نہیں ہو سکتا۔ جھوٹ تو مرزائیوں کے مذہب کا اصل اصول ہے۔ فاضل ممدوح ہی ہیں جن سے ہر مرزائی ایسا خائف ہے جیسے حضرت عمرؓ سے شیطان خائف تھا کہ جس راہ سے عمرؓ جاتے شیطان راہ چھوڑ کر بھاگتا۔ جب کہ تمام بنی آدم خصوصاً مسلمانوں سے مرزا قادیانی کو سخت دشمنی و بدظنی ہے تو فاضل بٹالوی تو اس کے قدیم شیخ کن و سرکوب ہیں۔ ان سے مرزائیوں کی حسن ظنی سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

قال قادیان میں آ کر دیکھا۔

اقول قرآن و حدیث کا نام قادیان میں تم جیسے سادہ لوح دین سے جا مل لوگوں کے پھانے کے واسطے لیا جاتا ہے اور صوفیوں کی کتابوں کی بعض باتیں سنائی جاتی ہیں۔ ورنہ دہریہ و ملحدوں کو قرآن و حدیث سے کیا نسبت۔

قال جس پر انہوں نے (یعنی فضل الدین مرزائی نے) شیخ صاحب کو ایک کارڈ لکھ دیا کہ یہ آپ نے جھوٹ لکھ دیا۔

اقول ”لعنة الله على الكاذبين“ یہ کارڈ انہوں نے نہیں لکھا۔ بلکہ مرزا اور اس کی کمیٹی سے لکھا گیا کہ تمہارے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔ شبِ دروز جھوٹ اور مکر ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ معمولی جھوٹ تو بولا ہی جاتا ہے۔ بلکہ اللہ پر جھوٹ اور افتراء باندھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے فاضل ممدوح کی نسبت جھوٹ کا الزام لگایا جاتا ہے۔ شاید مرزا قادیانی کا وہ جھوٹ یاد آ گیا ہو گا جو مناظرہ دہلی میں مولوی محمد بشیر صاحب کے ساتھ وعدہ کر کے پھر درمیان مناظرہ کے بہانہ کر

کے بھاگ گیا یا پیر مہر علی شاہ صاحب سے وعدہ کر کے پھر مقابلہ پر لاہور میں نہیں آیا۔ یا سید امیر شاہ صاحب رسالدار میجر سردار بہادر سے جھوٹ بول کر مبلغ پانچ صد روپیہ وصول کر لیا کہ میں دعا کر کے تمہارے فرزند پیدا کر ادوں گا۔ ورنہ میں جھوٹا سمجھا جاؤں۔ مگر فرزند نہ ہوا۔ ایسے ایسے دن رات جھوٹ دوعا بازیاں قادیانی پیغمبر کرتا رہتا ہے۔ فاضل ممدوح کی شان ایسے گندہ الزاموں سے پاک و ارفع ہے۔

قال اپنے کارڈ میں ساری بحث اس ایک امر پر رکھ دی۔
اقول حج کا ترک کرنا بلا عذر ان مرزائیوں کے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں جو شخص مدعی اسلام بلکہ مدعی نبوت و رسالت ہو کر ایسے رکن اسلام کا تارک یا منکر ہو اور عقائد بھی اس کے مخالف اسلام ہوں اس کا نماز و روزہ ظاہری اگر کردہ زور و دھوکا دہی نہیں تو کیا ہے۔ (باقی آئندہ) ج.ن!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ
۲۲ ستمبر ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۳۶ کے مضامین

.....۱	دعا میں اثر	مولانا شوکت اللہ!
.....۲	دعای مہات صبح	مولانا شوکت اللہ!
.....۳	بے معنی الہام	مولانا شوکت اللہ!
.....۴	مرزا قادیانی سے آخری دوہاتھ	مولانا ثناء اللہ امرتسری!
.....۵	اسباب پرستی	مولانا شوکت اللہ!
.....۶	مرزا اور اس کی امت ہی عاقبت کے پورے سینے کی	مولانا شوکت اللہ!
.....۷	خیر القرون قرنی	مولانا شوکت اللہ!
.....۸	حدیث سے بغض	مولانا شوکت اللہ!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

..... دعا میں اثر

مرزا قادیانی الحکم میں فرماتے ہیں کہ: ”دعا میں بڑا اثر ہے۔ اس لئے میں نیچری خیالات کا سخت مخالف ہوں۔“ ہم کہتے ہیں کہ آج کل تو صرف امام المرزا مین کی دعا میں اثر

ہے۔ کیونکہ مرزا اور مرزائیوں کے سوا کوئی مؤمن ہی نہیں جس کی دعا میں اثر ہو اور کلام مجید کی آیت ”فادعونی استجب لکم“ مرزا قادیانی اور مرزائیوں ہی کی شان میں اتری ہے۔

اگر مرزا قادیانی استجاب دعا کا انکار کریں تو رقیب کیونکر انہیں اور کھٹا کھٹ پنچے جوانے کا وعدہ کیونکر کریں۔ دعا کی مخالفت میں تو نیچریت آگھسی۔ مگر معجزات انبیاء کا انکار نیچر کے موافق ہے۔ میٹھا ہڑپ اور کڑوا تھو تھو۔ عیسیٰ مسیح کو تو مرزا قادیانی اس لئے مارتے ہیں کہ خود مسیح موعود بنے ہیں۔ یعنی جب خود زندہ مسیح دوبارہ آئے گا تو مرزا قادیانی کس کھیت کی دساور رہیں گے اور معجزات سے اس لئے انکار ہے کہ خود بدولت مداری یا بھورے جنگل کے جھمورے کے بھی پورے تماشے دکھانے میں ادھورے بلکہ لٹڈورے ہیں۔ جب آپ نبی اور رسول ہیں تو کیا وجہ ہے کہ خرق عادت کا کوئی کرشمہ نہ دکھائیں۔ اس لئے معجزات خلاف نیچر ہیں۔ عصمت بی بی از پچاوری۔

جب معجزات کا انکار ہے جو نیچر کے خلاف ہیں تو دعا کی قبولیت پہلے خرق عادت ہے۔ کیونکہ تمام معجزات انبیاء کی دعاؤں ہی سے واقع ہوئے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر آسمان سے من و سلوئی کا نزول اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے فرعون کا غرق ہونا اور نوح علیہ السلام کی بدو دعا سے طوفان کا آنا وغیرہ۔ تمام معجزات کا ظہور دعاؤں ہی سے ہوا ہے۔ پس دعا کی قبولیت پر ایمان اور معجزات کا انکار آدھا تیز آدھا شیر ہے۔ معجزات نیچر کے خلاف ہیں تو دعا بھی جو ایک شے کی اصلی ماہیت کو بدل دیتی ہے اور واقعات کو منقلب کر دیتی ہے۔ ضرور نیچر کے خلاف ہونی چاہئے۔

پھر مرزا قادیانی کی بھی ساری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ وہی قبول ہوتی ہیں جن کا دکھشنا اور دانت گھسائی ملتی ہے اور آسمانی باپ انہیں لوگوں کو اپنے لے پالک کی دعا سے متمتع کرتا ہے جو اس کو زعفرانی حلوا کھلاتے ہیں۔ دنیا کو لوٹنے کو باپ بیٹے خاصے گھٹے ہیں۔ ایک چور دوسرا گٹھ کٹتا۔ پس اب دنیا کا اللہ ہی بیٹی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آسمانی باپ اپنے لے پالک کی بدو دعا قبول نہیں کرتا۔ آتھم کے مرنے کے لئے تینی تاک رگڑی مگر نہ مرا۔ اپنے رقیب یعنی آسمانی منکوحہ کے خاندن کو کیسا پانی پی پی کرکوسا۔ مگر اس کی زندگی کے پشمینے کا ایک روان بھی نہ اکھڑا۔ ہاں ایک بدو دعا قبول ہوگئی۔ وہ کیا، ہندوستان میں طاعون کا آنا اس میں یہ خرابی پڑی کہ گیبوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔ یعنی بے رحم آسمانی باپ نے اپنے پوتوں کو بھی طاعون کی بھیمنت چڑھا دیا۔ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ کرے ڈاڑھی والا اور دھرا جائے موچھوں والا۔ بات یہ ہے کہ لے پالک کا

باپ بڑا ہی ظالم ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے خونخوار اور ظالم باپ کی کسی رحیم اور شفیق باپ سے اولاد بدلی کر لے۔ پھر لے پالک کا باپ ساری خدائی کے جھوٹوں کا بھی قبلہ گاہ ہے۔ اگر تم بگڑم اتا پ شاپ لے پالک سے کہہ دیا کہ میرے پوتوں کو طاعون کی ہوا بھی نہ لگے گی اور لے پالک نے بھی بہت کچھ دلا سادیا کہ طاعون لمحون کا کچھ خوف نہ کرو۔ اس کی کیا طاقت ہے کہ تمہاری طرف بری نگاہوں سے بھی دیکھنے۔ مگر اس کے منہ کو لگ گیا تھا خون۔ باپ بیٹے دونوں کو ایک ہی لاشی ہانک دیا۔ کچے بچوں کو بھنبھوڑ بھنبھوڑ کر نگل گیا۔ پھر کیا تھا چل میرا بھائی تھیا اور تاتھیا۔ اوہی میری میا۔ ایڈیٹر!

۲..... وہی ممتا مسیح

مرزا قادیانی کے جیلوں نے اس بات کو نگار آستین بنا رکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح کی حیات ہی نہ کئی کروڑ عیسائیوں کو گمراہ کیا ہے کہ وہ اس کو خدا سمجھنے لگے ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہود بھی تو گمراہ ہیں جنہوں نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہا اور پارسی بھی گمراہ ہیں جنہوں نے آگ کو معبود سمجھا۔ علی ہذا محسوس اور شامی بھی گمراہ ہیں جو آفتاب کو معبود سمجھتے ہیں اور ہنود کی تو کچھ پوچھنے ہی نہیں جنہوں نے لاکھوں معبود بنا رکھے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نہ تو یہود کے پیچھے پڑے ہیں نہ پارسیوں کے۔ نہ جو سیوں اور شامیوں کے۔ نہ ہنود کے نہ بدھ مذاہب والوں کے نہ سکھوں کے وہ تو صرف عیسیٰ مسیح کو گالیاں دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اپنے کو عیسیٰ بناتے ہیں۔ نہ مرزا قادیانی نے آتش پرستوں کے پیغمبر زردشت کی روح میں حلول کیا ہے نہ کرشن جی یا رام چند جی کے سریر میں اتار کیا ہے۔ نہ اپنے کو بودھ بنایا ہے نہ گردونا تک اور گورو گوہند سنگھ کی روح میں تاسخ کیا ہے۔ پس ان سے کچھ مطلب نہیں۔ مطلب تو عیسیٰ مسیح سے ہے جن کی جگہ آپ تشریف لائے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ ظلی طور پر اپنا خرد عیسیٰ مسیح کی روح میں بتاتے نہ کہ آنحضرت ﷺ کی روح میں۔ جو صرف عیسیٰ مسیح کے مقدم کی خبر دینے والے ہیں۔ خود عیسیٰ مسیح نہیں ہیں۔

مرزا قادیانی کی نیرنگیاں تو دیکھنے کہ اپنے کو ظلم تو بتاتے ہیں پیغمبر عرب و عجم ﷺ کا اور بنتے ہیں مسیح موعود یا مثیل المسیح۔ پھر مثیل اور موعود بن کر اصلی مسیح کو گالیاں دیتے ہیں۔ اگر اپنے کو (معاذ اللہ) پیغمبر عرب و عجم ہی بتا دیتے تو کیا کوئی منہ نوج لیتا۔ اس رسوائی سے تو نجات ملتی جو حضرت مسیح پر سب و لعن کرنے سے ساری خدائی میں ہو رہی ہے۔

پھر جس طرح مرزا قادیانی کو اصلی مسیح کے ساتھ ضد ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کے ساتھ بھی ضد ہے۔ جن کے آپ ظلم اور بروز ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے اقوال و ارشادات پر

عمل نہیں کرتے۔ جب کوئی حدیث اپنے مطلب کے خلاف پاتے ہیں تو صاف انکار کر بیٹھتے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف ہے اور قرآن حدیث پر مقدم ہے اور جو حدیث اپنے مطلب کے موافق پاتے ہیں اس کو قرآن پر مقدم نہیں کرتے۔ حالانکہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ عمل کے اعتبار سے قرآن وحدیث میں کچھ فرق نہیں۔ ایک واجبی استحداد والا مسلمان بھی ”وما یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی“ سے واقف ہے۔ یعنی محمد ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ اس کا نطق وحی کے سوا کچھ نہیں۔ اس صورت میں حدیث بھی وحی یعنی قرآن ہے۔

اگر مرزا اور مرزائیوں میں کچھ بھی عقل وادراک ہے (نور ایمان تو مطلق نہیں) تو یہ بات سمجھیں گے کہ مسلمانوں پر براہ راست قرآن نازل نہیں ہوا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا ہے اور آپ ﷺ کے فرمان کے موافق ہم نے قرآن کو منزل من اللہ مانا ہے۔ اب تعجب ہے کہ قرآن پر تو ایمان اور آنحضرت ﷺ کے دیگر اقوال احادیث سے انکار۔ حالانکہ دونوں آپ ہی کے اقوال سے ہیں جو باتیں آسائش اور تن آسانی کے موافق ہیں ان کو یہ کہہ کر قبول کیا جاتا ہے کہ قرآن میں ایسا ہی ہے اور جن امور میں حدیث کی رو سے تکلیف شرعیہ ہے۔ ان سے یہ کہہ کر انکار کر دیا جاتا ہے کہ قرآن سے ثابت نہیں۔ مثلاً پانچ نمازوں کی تصریح قرآن میں نہیں بلکہ حدیث میں ہے تو مرزا قادیانی اور ان کے حواری پانچ وقت نماز نہیں پڑھتے۔ بلکہ اکثر اوقات دو یا تین پڑھ لیتے ہیں اور نہ بھی پڑھیں تو کیا خدا لائے کر مارے گا۔ کیونکہ قرآن میں نماز کا حکم ضرور ہے۔ مگر یہ حکم نہیں کہ پانچ وقت پڑھو۔ روزانہ پڑھو۔ ہفتے میں ایک دفعہ مینے میں ایک دفعہ سال بھر میں ایک دفعہ۔ بلکہ ساری عمر میں بھی ایک دفعہ پڑھ لو تو فرضیت ادا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن میں مطلق نماز کا حکم ہے نہ کہ مقید کا۔ بلکہ مرزا قادیانی اور مرزائی تو قرآن وحدیث دونوں سے مطلق العنان ہو گئے ہیں۔ حج اور زکوٰۃ کی فرضیت قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی۔ مگر بتاؤ باوجود استطاعت رکھنے اور مستورات کو ہزاروں روپیہ کا بڑا ڈز پور بنوا دینے وغیرہ کے مرزا قادیانی نے کبھی حج اور زکوٰۃ کا نام بھی لیا ہے یا وہ اپنے مرزائیوں کو کبھی حج اور زکوٰۃ کی تحریض وترغیب دینے ہیں۔ قادیان اور منارۃ المسیح کی زیارت نے سب سے مستغنی کر دیا ہے۔ مرزا قادیانی کو مسیح الزمان اور امام الزمان مانو اور چندہ دو۔ بس چھٹی ہوئی ورنہ ٹاپا خالی کرو۔ یاری القلط!

مرزائی مذہب کا بڑا اصول اور بڑی تلقین یہ ہے کہ عیسیٰ مسیح زندہ نہیں ہیں بلکہ وفات پا گئے ہیں۔ گو یا عیسیٰ مسیح کی وفات مرزا قادیانی کے امام الزمان اور مسیح موعود ہونے کی دلیل یا معجزہ ہے۔ باقی شخص نہیں۔ ایک مغربی اور مشرقی تعلیم یافتہ بزرگ ہم سے ہنس کر کہنے لگے یا تو مرزائی

لوگ گھانس کھا گئے ہیں یا مرزا قادیانی کو مانگو لیا ہے یا عمد آمکاری اور عیاری ہے۔ ظلمی اور بروزی دعوے نے تو موعودیت کو بھی کھو دیا۔ کوئی غل اپنی اصل کے خلاف نہیں ہوتا۔ آنحضرت ﷺ نے عیسیٰ مسیح کی معصومیت کی تصدیق کی۔ مرزا قادیانی ان کو گالیاں دیتا ہے اور فاسق و فاجر بتاتا ہے۔ پس ظلمیت کہاں رہی اور ساتھ ہی موعودیت بھی باطل ہو گئی۔

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ آیت ”بل دفعہ الله اليه“ سے رفع جسمانی نہیں نکلتا۔ ہم کہتے ہیں کہ رفع روحانی کہاں نکلتا ہے۔ وہ یہ آیات پیش کرتے ہیں۔ ”نرفع درجات من نشاء“ اور ”اليه يعصم الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه“ ہم کہتے ہیں پہلی آیت میں درجات کا لفظ اور دوسری آیت میں عمل صالح کا لفظ موجود ہے۔ یعنی ہم جس شخص کا درجہ چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں اور عمل صالح خدا ہی کی جانب بلند ہوتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کیا حضرت مسیح علیہ السلام کوئی وجہ ہیں یا کوئی عمل ہیں جو خدا کی جانب بلند ہوئے۔ آیت میں یوں نہیں فرمایا کہ: ”بل دفع الله درجاته“ بلکہ خود حضرت عیسیٰ مسیح کو رفع کا مفعول بنایا ہے۔ یعنی اٹھایا، ہم نے عیسیٰ کو اپنی جانب۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان جہلاء کو تاویل کرنی بھی نہیں آتی۔ قدم قدم پر ٹھوکر کھاتے ہیں اور سر کے تل گرتے ہیں۔ ایڈیٹر!

۳..... بے معنی الہام

الحکم ہمارے نام نہیں آتا۔ لیکن شاگردان رشید جاسوس بن کر کہیں نہ کہیں سے اڑلاتے ہیں۔ ۱۷ اربمبر رواں کا حکم عجیب و غریب ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے فرزند اور جہند بشر کی آنکھیں ایسی خراب تھیں کہ بیٹائی کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔ آخر آپ نے دعا فرمائی تو یہ الہام ہوا: ”سرق طفلی بشیر“ اس الہام میں بھی مرزا قادیانی کا خدا ویسا ہی خپا کھا گیا جیسا ”صح زوجتی“ اور ”جری الله فی حلال الانبياء“ والے الہام میں۔ وہاں مرزا قادیانی کے خدا کی بی بی اچھی ہوئی تھی۔ یہاں خدا کے لڑکے کی آنکھیں اچھی ہوئی ہیں۔ کیونکہ خدا نے بشیر کو ظنی کہہ کر الہام میں پکارا ہے۔ اگر یہ کہو کہ بشیر پوتا ہے یعنی خدا کے لے پالک بیٹے کا بیٹا ہے۔ حقیقی بیٹا نہیں تو یہ اعراض کچھ بھاری نہیں۔ پوتے کو بھی لڑکا اور بیٹا کہہ دیتے ہیں۔ جیسا زوجتی میں کہ باپ کی زوجہ اور بیٹے کی زوجہ مرزائی شریعت میں دونوں ایک ہیں۔ دونوں میں بانس بھر کیا معنی ہاتھ بھر بلکہ بالشت بھر بلکہ انگشت بھر بلکہ جو بھر بلکہ تل بھر بھی فرق نہیں۔

پھر خیریت سے برق اور اعراب بھی لگا دیئے ہیں۔ اس کو تمہریق (تفصیل) سے صیغہ امر بنایا ہے۔ تمہریق کے معنی لغت میں آنکھ اچھی طرح کھولنا اور تیز دیکھنا ہیں تو یہ معنی ہوئے کہ

میرے لڑکے بشر کی آنکھیں اچھی طرح کھول دے اور اس کو تیز دکھا۔ اس صورت میں لفظ بشر طفلی کا بدل واقع ہوا ہے اور حسب قاعدہ نحو بدل اور مبدل منہ کا ایک حال ہوتا ہے۔ یہاں طفلی مضاف اور مضاف الیہ ہو کر محرف اور بشر کمرہ ہے اور اگر یہ کہو کہ طفلی مفعول اذل اور بشر مفعول ثانی ہے۔ اذل تو کلام عرب میں تہریق متحدی المسند ہی نہیں آتا۔ دوم بشر پر مفعول کا نصب نہیں نہ اس کے آگے۔ الف ہے کہ بشر اڑھا اور سمجھا جائے۔ بہر حال مرزا قادیانی کا خدا نحو سے بالکل نا بلد ہے جب اس نے صرف نحو کی تعلیم ہی تجدید شوکت کے دارالعلوم میں نہیں پائی تو زبان عرب میں کیوں الہام کرتا ہے۔

ابن الہام کے یہ معنی کہو کہ اچھا کر دے اپنے لڑکے بشر کو تو علاوہ اس نقص کے کہ باپ میں اچھا کرنے کی طاقت نہیں بیٹے میں ہے۔ بجائے طفلی کے طفلک ہو اور حسب قاعدہ نحو بشر محرف باللام ہونا چاہئے۔ یعنی ”بہر ق طفلک البشیر“ پس معلوم ہوا کہ آسمانی باپ بالکل گھانس کھا گیا ہے اور بیٹا اس سے بڑھ کر۔ اس بساط پر علماء اسلام سے متحدی کی جاتی ہے اور اغلاط واستقام کے پڑاوے (اعجاز اسخ) کا جواب طلب کیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ ہمارے نامہ نگار علماء بھی اس الہام پر خمیے میں بحث فرمائیں گے اور اگر کوئی نکتہ ہم سے رہ گیا ہو تو اس کی چھان بین کریں گے۔ ایڈیٹر!

۴..... مرزا قادیانی سے آخری دو ہاتھ

”مولنا الشوکت سلام علیک وعلیٰ من لدیک“ گو خدا کے فضل سے مرزا قادیانی کے دعاوی ہی ایسے ہیں کہ اہل علم ان کے سننے ہی سے ان کے مکذب ہو جاتے ہیں۔ علاوہ اس کے زمین و آسمان کی شہادت پتہ ان کی تکذیب کر رہی ہے۔ مگر بحکم بدراباید رسانید میرے جی میں مدتوں سے ایک تجویز کھٹک رہی ہے۔ امید ہے کہ اب اس کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے درج فرمادیں۔

مرزا قادیانی نے ایک اشتہار میں چالیس علماء کو مباحثہ کے لئے طلب کیا ہوا ہے۔ ہر چند میں نے بحکم لا تکلف الانفسک اپنی طرف سے خط لکھا اور استدعا کی کہ میں مباحثہ کو حاضر ہوں۔ مگر آپ اسی بات پر سچے رہے کہ چالیس پورے کر دو۔ چونکہ ندوۃ العلماء کا جلسہ امرتسر میں ہونے والا ہے۔ آپ کے ناظرین بھی اکثر شریک جلسہ ہوں گے۔ پس اگر آپ اس تجویز کو مکمل کریں کہ اہل علم جو شریک جلسہ ہونے کو آئیں ایک ہفتہ پہلے آپ کو منظوری سے اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزا قادیانی کے مباحثہ میں شریک ہیں اور آپ بحیثیت سیکرٹری مرزا قادیانی کو رجسٹر دلوں

دیں کہ بعد جلسہ ندوۃ العلماء جس مقام پر چاہیں بجز کادیان کے (میرے نزدیک تو کادیان میں بھی حرج نہیں) ہم مباحثہ کو حاضر ہیں کوئی شرط و شرط ہماری طرف سے نہ ہو۔ بجز انہی شرط کے جو علم مناظرہ میں مسلم ہو چکی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس تحریک کو مکمل کرنے کے لئے ضروری شریک جلسہ ہوں گے۔ کرایہ بھی نصف ہے۔ جہاں تک جلد ہو سکے اس میری تحریر کو درج ضمیمہ فرمادیں۔

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری!

ایڈیٹر..... بہت معقول اور مرزا قادیانی کی ہمیشہ کی جھک اور بک بک کا تصفیہ کرنے والی رائے ہے۔ ندوۃ العلماء کے جلسے کے موقع سے بڑھ کر کوئی موقع احقاق حق کا نہ ملے گا۔ لہذا ہم نے بھی اس موقع کو مختصات سے سمجھ کر ابھی ابھی مرزا قادیانی کو رجسٹری شدہ نوٹس حسب مندرجہ ذیل دے دیا ہے۔

جناب مرزا صاحب! السلام علی من اتبع الهدی! مجھ کو مجلس العلماء امرتسرنے اپنا سیکرٹری قرار دیا ہے۔ لہذا میں بحیثیت امجن کا خادم ہونے کے جناب والا کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ احقاق حق کے لئے جلسہ ندوۃ العلماء کے موقع سے بڑھ کر کوئی موقع نہیں۔ آپ ضرور تشریف لائیں اور بجز شرائط مقررہ مناظرہ کے کوئی شرط نہ کریں۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ آپ راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور علماء کے مواجہہ میں اپنے دعویٰ کے ثابت کرنے پر قادر نہیں ہیں۔ اپنے اور اپنی جماعت کی طرف سے جناب اور علماء ہندوستان کی طرف سے جناب مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری مناظر تسلیم کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی منظور فرمائیں گے اور اس نوٹس کا جواب بواپسی ڈاک دیں گے۔ کیونکہ جلسہ ندوۃ العلماء کے دن بہت قریب ہیں۔

علماء کا خادم مجددالسنہ مشرقیہ ابودریس احمد حسن شوکت، مدیر شہنہ ہند میرٹھ، مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۲ء

۵..... اسباب پرستی

الحکم میں لکھا ہے کہ: ”اسباب پرستی بت پرستی سے بڑھ کر ہے۔ پتھر کی پوجا اگر محرقہ ہے تو اس باب پرستی تپ دق ہے۔ یاد رکھو جو اسباب میں دل لگاتا ہے وہ شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔“ (ملفوظات ج ۳ ص ۳۷۵)

کیوں جناب یہ نصیحت عمل کرنے کے لئے بھی ہے یا ”یقولون مالا یفعلون“ کی مصداق ہے۔ ہم کو تو بدیہی طور پر امر ثانی ہی معلوم ہوتا ہے۔ اسباب پرستی تو شرک ہے۔ مگر تصویر پرستی کیا ہے۔ جی کچھ نہیں صرف شرک کی تانی ہے۔ تصویر پرستی کو مرزا قادیانی نے اپنی بعثت اور اس کی اشاعت کے اسباب میں سے گردانا ہے۔ درحقیقت تال میل خوب ملا ہے۔ یعنی شرک کو شرک

نے الرسالت بلکہ شرک نے التوحید کی اشاعت کا سبب قرار دیا ہے۔ جیسی روح دیے ہی فرشتے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں ”میں اپنی تصویریں نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک غیر میں اس لئے بھیجتا ہوں کہ اکثر عقلاء تصویر دیکھ کر انسان کے چہرے بشرے، نوک پلک، خوارق، خصائل وغیرہ معلوم کر لیتے ہیں۔“ (ملفوظات ج ۲ ص ۳۶۵، الحکم مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

یہ اسباب پرستی نہیں تو کیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی میں فی حد ذاتہ کوئی جذبہ بارقہ موجود نہیں جو انسانوں کو خود بخود کھینچ لے۔ بلکہ دنیا کو صرف اپنی تصویر کی جھلک دکھا کر فریفتہ کرتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں انبیاء میں سے کون سے نبی نے تصویر کی اشاعت کو اپنی نبوت کی اشاعت کا سبب گردانا ہے؟ خاتم الانبیاء آنحضرت ﷺ نے تو تصویر بنانے اور بنوانے والے کو ملعون (جہنمی) فرمایا ہے۔ تمام انبیاء صرف توحید الہی کی اشاعت کے لئے دنیا میں آئے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تصویروں (بتوں) کو کیوں توڑا۔ کیا کوئی نبی اس بات پر قادر نہ تھا کہ دنیا میں اپنی تصویریں بھیجتا اور ان کے ذریعہ سے اپنی پرستش کراتا۔ حالانکہ ان کے جبروت کا سکہ بیٹھ گیا تھا۔ وہ جو کچھ چاہتے دنیا سے کرا سکتے تھے۔ مہدیان کذاب کو تو ان کے مظلّمہ کا عشر عشر بھی حاصل نہیں ہوا۔ انبیاء میں صداقت تھی شہرت پرستی اور دنیا طلبی نہ تھی۔ یہ تو مرزا قادیانی ہی کو مبارک ہو۔ ایڈیٹر!

۶..... مرزا اور اس کی امت ہی عاقبت کے بورے سمیٹے گی

الحکم میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب بھین والے نے اعجاز آسج کی تردید کا ارادہ کیا تھا۔ مگر مر گیا اور اس کے کچھ نوٹ پیر گوٹروی (پیر مہر علی شاہ صاحب) کے ہاتھ آ گئے۔ انہوں نے سرقہ کر کے اپنی کتاب سیفِ چشتیائی میں چھاپ دیئے۔ مطلب یہ ہے کہ مولوی محمد حسن کی ہلاکت کا باعث اعجاز آسج پر تردید کی نوٹ لکھنا ہے۔ گویا دنیا میں جو شخص مرتا ہے مرزا قادیانی کی مخالفت ہی کی وجہ سے مرتا ہے پیر صاحب کو بھی ہوشیار رہنا چاہئے وہ بھی چند روز میں مولوی محمد حسن صاحب مرحوم سے جا ملیں گے۔

فی الحقیقت اس سال طاعون سے جتنے مرزائی مرے وہ بھی شاید مرزا ہی کی مخالفت سے مرے۔ دنیا میں طاعون اسی وجہ سے آیا ہے کہ مرزا قادیانی کو لوگوں نے نبی اور امام الزمان تسلیم نہیں کیا۔ ہندوستان میں تو طاعون عام اور تام ہو ہی چکا ہے۔ اب ممالک غیر کی باری ہے۔ کسی کی موت پر خوش ہونا ایسی کیسنگی اور سنگلی ہے۔ جس کی نظیر قادیان کے سوا کہیں نہ مل سکے گی۔

انسانوں کی موت سے انسانوں پر عبرت پڑتی ہے۔ مگر ایک قادیان والوں کا نیچر ہے کہ وہ خوش ہوتے ہیں اور حضرت سعدی کا یہ قول پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

اگر ببرد عدد جاے شادمانی نیست
کہ زندگانی مانیز چاودانی نیست

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی اپنے مخالفوں کی موت یا حادثہ سے تو خوش ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان کے یہاں کوئی کامیابی یا خوشی ہوتی ہے تو مرزائیوں کی تانی مر جاتی ہے۔ یہ ہے ظلی اور بردوزی نبی اور یہ ہے اس کی امت۔ ایڈیٹر!

۷..... خیر القرون قرنی

اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے حکیم الامت فرماتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشین گوئی ”ثم یفشو الکذب“ کے موافق قرون ثلاثہ کے بعد کذب پھیل گیا۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حکیم صاحب اپنے آس پاس دیکھیں۔ ادھر ادھر دیکھیں۔ اپنے دل میں دیکھیں۔ ایمانا قرآن و حدیث کی مخالفتوں کو دیکھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور سب یہی زعم کریں گے کہ ہم نبی ہیں۔ حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے خود اپنے کو جھوٹا دجال بنا دیا۔ بشرطیکہ وہ جیسا کہ زبان سے کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اقوال کو سچا جانتے ہوں۔ ظاہر ہے کہ ہرگز سچا نہیں جانتے۔ ورنہ کبھی نبوت کا دعویٰ نہ کرتے۔ اب یہ تاویل چھانٹنا کہ حدیث میں نبی کے پیدا ہونے کی نفی ہے۔ رسول کے پیدا ہونے کی نفی نہیں۔ جھوٹ کے ثابہ۔ کرنے کو دوسرا جھوٹ ہے۔ جس پر نو آموز طلبہ بھی تہقیر اڑا سکتے ہیں۔ پس یوں جھوٹ پھیلا اور یوں ”یفشوا الکذب“ کی تصدیق ہوئی۔ مرزا قادیانی اور ان کے حواری کو معلوم ہو کہ ۲۳ جھوٹے مہدی پیدا ہوئے۔ مگر ان کا یا ان کی اولاد کا یا ان کی امت کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان بھی نہیں۔ انہوں نے بڑے بڑے محل بنائے جن کے مقابلہ میں منارۃ آس بجوں کا گھر وندا ہے جو جمعہ کے روز مٹی اور ریت سے بنایا کرتے ہیں اور بالآخر قضاء الہی زبان حال سے یہ شعر پڑھ دیتی ہے۔

در روز جمعہ خانہ بے ساختی بلبو

بنیاد کاخ خویش نہ محکم گزاشتی

کذب کے وبال کو ذرا عبرت کی ترازو میں تولنے کہ مہدی سوڈانی کے عالیشان منارہ

دارمکانات تو الگ رہے۔ قبر تک کا نشان بھی توپوں کے گولوں سے جناب باری نے اڑا دیا۔
 ”فاعتبروا یا اولی الابصار“

اس بات کی کیا دلیل ہے کہ مرزا قادیانی تیس مہدیوں کی ذیل میں نہیں ہیں۔ حالانکہ ابھی تک مخبر صادق کی پیشین گوئی کے موافق ۳۰ مہدی پورے نہیں ہوئے۔ جب تیرہ سو برس میں ۲۳ جموٹے مہدیوں نے خراج کیا ہے تو حساب لگا کر دیکھ لیجئے کہ بقیہ سات مہدیوں کی تعداد کتنے سال میں پوری ہوگی۔ اربعہ تہا سہ سے حساب جانچ لیجئے۔

مرزائیوں کو مرزا قادیانی سے ایک معاہدہ کرانا اور ایمان لانے سے پہلے اس بات پر مجبور کرنا چاہئے تھا کہ پہلے آپ یہ ثبوت دیں کہ آپ کے بعد کوئی اور جھوٹا نبی یا مہدی جن کی تعداد حدیث میں موجود ہے پیدا نہ ہوگا۔ اس دفع دخل کے لئے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ نبی تو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ کیا یہ ویسے ہی نبی ہوں گے جیسے ۲۳ مہدیان کذاب ہو چکے ہیں۔

ظاہری دعویٰ تو یہ ہے کہ انبیاء برابر پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر خاتم الانبیاء یا نبی کامل کوئی پیدا نہ ہوگا۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنے کو خاتم الانبیاء (خاتم الخلفاء) علی الاعلان قرار دے دیا ہے۔ ذرا دیکھتے تو جائے قادیانی خم سے گرگٹ کی طرح کیسے کیسے رنگ نکلتے ہیں۔ موسم گرما آنے دیجئے۔ خدا نے چاہا تو دماغ کا تھرمامیٹر پورے ایک سو ۹۹ درجے پر پہنچ کر کامل مانگو لیا ہو جائے گا۔

گر علاج جوش دشت چارہ گر

لا دے اک جنگل مجھے بازار سے

الہامی ہونے مثیل اس ہوتے۔ مہدی موعود ہوئے۔ غلی اور بروزی نبی اور رسول ہوئے۔ آئندہ گرمیوں میں خادم الانبیاء در سل ہو جائیں گے اور پھر خدا نے چاہا تو جس جست و خیز اور بکر کود سے زینہ بزینہ چڑھے ہیں اسی طرح بتدریج ارارارارادھڑام سے لوٹن کیوتر کی قلابازیاں کھاتے لڑھکتے پڑھکتے آرہیں گے۔

ہر صاحب خزانہ کو ہے اوج ہی زوال

پتکے نہ کیوں اچھال کے فوارہ آب کو

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کے ضمیمہ نے اپنی نکتہ چینی سے مرزا قادیانی کا تنزل شروع کر دیا ہے۔ اب وہ اپنے کو مثیل اس اور غلی اور بروزی نبی کہتے ہوئے جھمکتے ہیں۔

کیونکہ بولتی بند ہوگئی ہے۔ خدا نے چاہا تو آسمانی باپ چند روز میں مرزا قادیانی کا خطاب خاتم
الخطباء بھی یہ کہہ کر چھین لے گا کہ ایاز قدر خود شناس۔ ایڈیٹر!

۸..... حدیث سے بغض

آنحضرت ﷺ سے محبت کا دعویٰ اور حدیث سے بغض۔ ایک حکیم شمیم موٹے تازے
چکنے چڑے بھاری بھرکم تو ندیلے اور ٹیلے مرزائی مولوی نے ہم سے کہا کہ جب آنحضرت ﷺ کا
ذکر آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی پانی ہو کر بہہ جائے گا اور اس کا تمام عنصر رنگ کی
طرح نہیں موم کی طرح گل جائے گا۔ بھلا ایسا شخص کیونکر جھوٹا ہو سکتا ہے۔ ہم نے کہا دنیا پرست
سادھو بچے تو وہ ڈھونگ باندھتے ہیں اور وہ ظاہری کرشمے دکھاتے ہیں کہ اچھے اچھے دانا پینا عاقل
وبالغ۔ عالم و فاضل لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونک کر گانٹھ کاٹ لیتے ہیں۔ اچھا ان کو جانے
دو۔ کیا آپ نے کبھی عورتوں کے پھمکو دلائے نہیں دیکھے۔ وہ مگر گنڈھتی ہیں اور نخرے دکھاتی ہیں
کہ مردوں کی آنکھوں میں سرسوں پھول جاتی ہے اور رونا اوت شپ شپ ٹسوے بہانا تو ہر وقت ان
کی پوڑیا یا سینے میں ہوتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے: ”ان کیدکن عظیم“
مرزا قادیانی کے حکیم الامتہ جن کو مرزا قادیانی کا عکس یا ظل یا مہزاد کہنا چاہئے۔
۷ اربتر کے الحکم میں فرماتے ہیں کہ: ”آنحضرت ﷺ نے سب کچھ خود کر کے دکھا دیا۔ اگر ایک
حدیث بھی دنیا میں قلمبند اور جمع نہ کی جاتی تب بھی یہ (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے) مسائل صاف
تھے۔“ پھر فرماتے ہیں: ”غرض اللہ تعالیٰ کے فرض کے لئے ایک مڑکی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ
بڑی بڑی کتابوں والے عبدالطافوت ہو جاتے ہیں۔“

حکیم جی کا مطلب یہ ہوا کہ اب احادیث کی ضرورت نہیں۔ جیتا جاگتا سال کا سا پورا۔
دلائی مٹر کاتسا بورا شتر مرغ کا سا پھورا۔ مڑکی (ظلی اور بردزی نبی) موجود ہے۔ قرآن و حدیث کو
جزواں میں لپیٹ کر اور طاق نسیان میں رکھ کر اس کے پاس آؤ۔ وہ تم کو سب کچھ سکھا دے گا۔ کیا
اب بھی کسی کو شک ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی حدیث رسول اللہ ﷺ کے سخت حریف ہیں
اور اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ مرزا قادیانی کو آنحضرت ﷺ سے محبت ہے جن کا نام سن کر
مرزا قادیانی گلا جاتا ہے اور اپنے آنسوؤں کی کچڑ میں بھینس کی طرح بھساک سے بیٹھا جاتا
ہے۔ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی تو گرفتاروں کے دام میں لانے کو ایسے جھکنڈے
دکھاتے ہیں اور جب وہ دام میں پھنس کر رنگ میں رنگے جاتے ہیں تو پھر یہ تقویٰ اور تورع نہیں

رہتا۔ پھر تو سب کے سب لٹکا میں باون گز کے ہو جاتے ہیں اور نچرل آزادی کے کھیت میں منہ چھٹ ہریائی چرنے لگتے ہیں۔

آج کل آزادی آزادی پکارنے والوں کی نیو خوب جمتی ہے۔ موجودہ زمانہ کے رفاہ اور انبیاء وہ ہیں جو دنیا کو تکالیف شرعیہ سے آزاد کر رہے ہیں۔ یہ رفاہ موجود ہو کرے۔ بجا ہے ان کے دعوے ضرور سرسبز ہوں گے اور ہو رہے ہیں۔ یہی امتحان کا وہ وقت ہے جس کی نسبت مخبر صادق نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ ایمان کا سنبھالنا گویا ہاتھ پر چنگاری رکھنا ہوگا اور اسلام یوں سمٹ جائے گا۔ جیسے سانپ اپنی ٹیل میں۔

ابھی تو کچھ بھی نہیں۔ مومنوں کے ایمان کا سخت سے سخت امتحان لیا جائے گا۔ دنیا میں تمیں و جالوں کذابوں کا آنا ضرور ہے۔ جن کے زور شور کے نعرے گنبد فلک میں گونجیں گے اور جن کے اتار بکمال اعلیٰ کے نقارے مردوں تک کے کانوں کے پردے پھاڑیں گے۔ پس مسلمانوں کو امتحان کے لئے تیار رہنا اور آنے والی نسلوں کے تیار کرنے کا سامان فراہم کرنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا بڑا خالم ہے۔ مسلمانوں کو خیال کرنا چاہئے کہ ایسا شخص کس قدر خوفناک ہے اور اس کا زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت (اگر درحقیقت کچھ ہو) کس کام کا ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ کوئی نجس کپڑے کو عطر میں بسا دے اور یوں اس کی نجاست کو ڈھک دے۔ غرور اور تکبر مرزائیوں کی سرشت میں بھر گیا ہے۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ چند روز میں وہ زمانہ آنے والا ہے کہ ایک ایک مرزائی اپنے کو انبیاء سے بڑھ کر سمجھے گا اور مرزا قادیانی نہ صرف خاتم الانبیاء بلکہ اپنے کو خدا سمجھنے لگیں گے۔ ابھی چوبیسوں کے پر نہیں لگے۔ نہ جھوٹ کا جہاز جو طوفان میں آیا ہوا ہے۔ اس میں کنارے تک پانی بھرا۔ ابھی تو بہت کچھ ہونے والا ہے۔ اگر یہی لیل و نہار رہے اور مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے جو ترقی گزشتہ دو سال میں کی ہے۔ اگر اس کے انجن کی اسٹیم اسی طرح گرم رہی تو بہت ہی جلد مکافات کو پہنچ جائیں گے اور جس طرح دوسرے ۲۳ مہدی اپنے خوارق کی یادگاریں صفحہ تاریخ پر چھوڑ گئے ہیں۔ مرزا قادیانی اور مرزائی بھی اپنے نبوت و رسالت کی کارروائیوں کا بڑا بھاری ذخیرہ چھوڑ جائیں گے اور ہم مبداء فیاض ازل کی برکت سے پیشین گوئی کرتے ہیں کہ یہ ضرور ہو کر رہے گا۔ دیر میں ہو یا جلد ہو۔ انبیاء کی مخالفت نے تو بڑے بڑے سرکش سلاطین اور بڑی بڑی جزار اور زبردست قوموں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ مرزا قادیانی تو کیا پدی کیا پدی کا شور باہیں۔

آنحضرت ﷺ کی محبت آپ کے اتباع میں ہے نہ کہ دفع الوقتی کے لئے۔ محض زبانی دعوے کرنے میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: "قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله" یعنی کہہ دے اے محمد اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ خدا تم کو دوست رکھے گا۔ اب مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو اس کو سٹی پر کسنا چاہئے۔ بھلا ان کی کسی بات میں بھی آنحضرت ﷺ کا اتباع ہے بلکہ سراسر خلاف ہے اور خود نبی بنا ہی آنحضرت ﷺ کا جھٹلانا ہے۔ کیونکہ آپ کا تمغہ اور نشان ہی ختم رسالت یعنی تکمیل کمالات رسالت ہے اور جب آپ کے بعد دوسرا نبی بھی پیدا ہوا تو تکمیل ناقص ٹھہرتی ہے۔ نعوذ باللہ! ایڈیٹر!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ
یکمراکتوبر ۱۹۰۲ء کے شمارہ نمبر ۷ کے مضامین

.....۱	جہلم میں قادیانی جماعت کی شکست
.....۲	بے معنی الہام مولانا شوکت اللہ!
.....۳	صبح الہند اور المنار
.....۴	مرزائی مذہب ہے آزادی مذہب کا نام، اس لئے مرزائی ہو جاتے ہیں اکثر خاص وعام !ان!
.....۵	مرزا قادیانی کا طاعون اور گورنمنٹ کا ٹیکا مولانا شوکت اللہ!
.....۶	انجمن حمایت الاسلام اور ندوۃ العلماء پر مرزا قادیانی

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

.....۱ جہلم میں قادیانی جماعت کی شکست

مرزا قادیانی کے ایک حواری مولوی مبارک علی چہلمی مرزائیوں کی حسب الطلب جہلم میں نازل ہوئے۔ اہل اسلام نے سیالکوٹ سے مولوی محمد ابراہیم کو بلا لیا جو مولوی مبارک علی کے پرانے واقف کار تھے اور مولوی محمد کرم الدین فاضل بھین بھی اتفاق حسنہ سے تشریف لے آئے۔ دونوں صاحبوں نے مولوی مبارک علی کو مباحثہ کی دعوت دی۔ مقام مباحثہ عمید گاہ اور تاریخ مباحثہ ۲۶ اگست ترار پائی۔ تاریخ مقررہ پر عمید گاہ میں فریقین جمع ہوئے اور تحصیلدار شہر شمشی غلام حیدر

خان صاحب معہ بابدیوی سنگھ ڈپٹی انسپکٹر پولیس انتظام اور اسن قائم رکھنے کے لئے تشریف لے آئے۔ مباحثہ شروع ہونے سے پیشتر مولوی مبارک علی مرزائی نے عربی زبان میں کچھ فقرے پڑھے اور حیات مسیح پر ثبوت طلب کرنے کے علاوہ جواب بھی عربی زبان میں مانگا گیا۔ علامہ ابو الفضل نے ترجمہ عربی میں جواب دیا اور بیان فرمایا کہ آپ نے اپنی عربی میں اعراب کی اس قدر صریح غلطیاں کی ہیں جو نحو میر پڑھنے والے طالب علم بھی نہ کریں اور چند غلطیاں بحوالہ صرف نحو بیان فرمائیں۔ مرزائی اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ آخر کار مباحثہ شروع ہوا اور مباحثہ کے لئے شرائط قرار پائے۔ مرزاؤں کی طرف سے مولوی مبارک علی کی امداد کے لئے مولوی برہان دین جہلمی اور مسلمانوں کی طرف سے مذکورہ صدر علماء تھے۔

پہلے مولوی محمد ابراہیم صاحب نے حیات مسیح کے متعلق آیات و بینات و احادیث نبویہ سے ثبوت پیش کئے اور قرار پایا کہ ۲۷ اگست یعنی دوسرے روز مولوی مبارک علی صاحب اس کا جواب دیں۔ مگر ۲۷ اگست کو مولوی مبارک علی صاحب پہلے تو کچھ اور عذر پیش کرتے رہے اور آخر کہلا بھیجا کہ بخار چڑھ جانے کے باعث مجبور ہوں۔

راجہ خان بہادر خان صاحب ایڈیٹریکٹنگ حضور ویرائے ہند۔ چوہدری غلام قادر خان صاحب سب رجسٹرار، سردار دیوی سنگھ ڈپٹی انسپکٹر پولیس مولوی مبارک علی صاحب کے مکان پر تصدیق بیان کے لئے گئے تو معلوم ہوا کہ بخار تو نہیں مگر بخار کا بہانہ کر کے لحاف اوڑھے پڑے ہیں۔ چوہدری صاحب نے کہا آپ کو بخار بالکل نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو بلا کر تصدیق کرا سکتا ہوں اور فیس بھی اپنی جیب سے دوں گا۔ مگر مولوی صاحب نے منظور نہ کیا۔ آخر تینوں صاحب عید گاہ میں واپس آئے اور مولوی صاحب کے بہانہ کا حال بیان کر دیا۔

ایڈیٹر..... ہم لکھ چکے ہیں کہ جب مرزائی امت مہمات مسیح پر مباحثہ کرنا چاہے تو یہ جواب دیا جائے کہ تم تمام انبیاء اور ان کے معجزات پر مباحثہ ترک کر کے حیات و مہمات مسیح ہی کے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ کیا تم عیسیٰ مسیح کے معجزات کے منکر ہو۔ اگر منکر ہو تو تمام انبیاء اور ان کے معجزات کے منکر ہو۔ قرآن کے منکر ہو حدیث کے منکر ہو اور اس صورت میں مسلمان نہیں ہو۔ پس مناظرہ ختم ہوا اور اگر وہ یہ کہیں کہ عیسیٰ مسیح کی وفات ہمارے محدث مسیح کے دعوے سے متعلق ہے تو یہ جواب دو کہ پہلے تم اپنا مسیح موعود ہونا ثابت کرو۔ حیات و مہمات مسیح سے اس دعوے کو کوئی تعلق نہیں۔ اب رہیں نحو و صرف کی غلطیاں۔ یہ تو خود لال گرو کی بھی گھٹی میں پڑی ہیں۔ چیلے چاڑ تو کیا چیز ہیں۔ اس

سے ضمیمہ کے ناظرین اچھی واقف ہیں۔ ہم وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ تمام مرزائی علوم و فنون سے ویسے ہی کورے ہیں جیسے مرزا قادیانی سچی پیشین گوئیوں سے۔ ضمیمہ میں نظم و نثر دونوں کی قلعی کھل چکی ہے۔

۲..... بے معنی الہام

اگر برق طفلی بشیر والے الہام کے یہ معنی کئے جائیں کہ اے میرے بیٹے بشر آ نکھیں کھول یا تیز دیکھ تو علاوہ اس خرابی کے کہ بشیر خدا کا بیٹا نہیں بلکہ خدا کے بیٹے کا بیٹا ہے۔ طرفہ خرابی یہ لازم آتی ہے کہ لغت میں طفل کے معنی بیٹے کے نہیں ہیں بلکہ نوزائیدہ کے ہیں۔ انسان کا ہو یا حیوان کا۔ اونٹ کا بوتا ہو یا گائے کا بچھڑا۔ بکری کا بڑغالہ ہو یا بھینس کا کٹڑا یا ہاتھی کا پاشا۔ مذکر ہو یا مؤنث۔ نر ہو یا مادہ گویا یہ معنی ہوئے کہ اے میرے پہلے جھول یا پہلے گابھ کے نکلے ہوئے بچے آنکھیں کھول۔ حالانکہ بشیر بالغ ہے نوزائیدہ نہیں۔ نہ گوارے میں ہے ابھی ابھی اس کی شادی ہوئی ہے اور اگر آسمانی باپ نے بشیر کو درحقیقت اپنا صلیبی بیٹا قرار دیا ہے تو اس سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ الہام میں اپنی بشیر نہیں کہا۔ اگر آسمانی باپ مجدد و النہ مشرقیہ سے مشورہ لیتا تو یوں اصلاح دی جاتی۔ ”برق ابن المعتبئی بشیر“ یعنی اے میرے لے پالک کے بیٹے بشر آ نکھیں کھول۔ غالباً آسمانی باپ نے یہ خیال کیا کہ اس الہام میں ابن یا مہننے کا لفظ نہ آنے پائے۔ ورنہ سارے مرزائی عیسائی بن جائیں گے اور جب میری صلب سے ایک حقیقی بیٹا پیدا ہو چکا ہے تو کیوں کسی کو ابن یا ابن الامین بناؤں۔ یہ امر میرے حقیقی بیٹے کی دلکشی کا باعث ہوگا اور میں شرک نے الابیۃ کے جرم کا مرتکب ٹھہروں گا۔ الہام میں حرف ندا محذوف ہے۔ یعنی برق یا طفلی بشیر۔ اب سنئے نحو کا قاعدہ ہے کہ جب منادئی مضاف ہوگا تو منصوب ہوگا۔ جیسا یا عبد اللہ! یہاں طفلی منادئی منصوب ہے۔ مگر اس کا تابع (بشیر) مرفوع ہے۔ یہ کون سی خانگی کتاب میں لکھا ہے۔ پس بشیر آنا چاہئے۔

پھر برق کے معنی مطلق تیز یا اچھا دیکھنے کے ہیں۔ لغت میں یہ کہاں لکھا ہے کہ جب کسی کی دکھتی ہوئی آنکھیں اچھی کی جائیں تب کہا جائے کہ برق۔ اس کو اپنی کسی لال کتاب سے ثابت کیجئے۔ ثابت کر چکے۔

دربارہ طاعون آسمانی باپ کا یہ الہام ہے۔ ”انسی احافظ کل من فی الدار“ یعنی

ہر شخص جو گھر میں ہے اس کی میں حفاظت کروں گا۔ گھر سے اگر مرزا قادیانی کا مسکونہ محل مراد ہے تو یہ حفاظت عامہ و عامہ نہ ہوئی۔ یعنی تمام مرزائی محفوظ نہ ہوئے جو پنجاب اور ہندوستان کے دور دور از شہروں میں رہتے ہیں۔ بلکہ خود وہ حواری بھی محفوظ نہ رہے جو قصبہ قادیان میں رہتے ہیں۔ کیونکہ دار کے لفظ کا اطلاق شہروں اور قصبوں پر نہیں ہوتا۔ بیت اللہ یا خانہ خدا سے مراد صرف حرم کعبہ یا مسجد ہوتی ہے۔ تمام شہر مکہ بیت اللہ نہیں۔ جس طرح کسی قصبہ کی مسجد تمام قصبہ نہیں یعنی قادیان کو مسجد یا خانہ خدا نہیں کہہ سکتے۔ اس صورت میں الہام یوں ہوتا: ”احفظ کل من فی البلد“ کلام مجید میں ہے: ”وہذا البلد الامین“ اور ”لا اقسام بھذا البلد وانت حل بھذا البلد“ افسوس ہے کہ مرزا قادیانی جو قرآن کی آیتوں کو سخ کر کے ان سے اپنا الہام تراشتے رہتے ہیں مندرجہ بالا آیتوں تک ان کی رسائی نہ ہوئی اور کیونکر ہوتی۔ خود ان کا خدا بھی خواب خرگوش میں غین ہو گیا۔ پھر حافظ باب مفاعلت سے ہو جو مشارکت فعل کو چاہتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کا خدا ان کے گھر والوں کا محافظ ہے اور ان کے گھر والے خدا کے محافظ ہیں۔ اس صورت میں یہ الہام یوں ہوتا: ”انسی احفظ کل من فی البلد“ یاد رکھئے مجدد الن مشرقی کی اصلاح کی ضرورت جس طرح مرزا قادیانی کو ہے اسی طرح مرزا قادیانی کے خدا کو ہے۔ بہتر ہے کہ دونوں باپ بیٹے اپنا الہام الحکم یا کسی رسالہ میں شائع کرنے سے پہلے مجدد کے حضور پیش کر دیا کریں۔ مجدد کی بعثت موجودہ زمانہ میں جب کہ تمام مرزائی جہل و سفہ کی اندھیاری میں ٹٹولتے پھرتے ہیں۔ اس لئے ہے کہ ان کو لٹریچر کے صاف اور سیدھے راستے پر لائے اور بتائے کہ نظم و نثر اور انشاء پردازی اس کو کہتے ہیں۔ ہم کو اسی بات پر غصہ آتا ہے کہ دل میں تو مرزا قادیانی اور مرزائی مجدد کی تجدید پر ایمان لے آئے ہیں اور تصدیق بالقلب بھی کر چکے ہیں۔ مگر اقرار باللسان نہیں کرتے۔ جب کہ معقول دلائل و براہین سے ثابت ہو چکا ہے کہ شوکت اللہ القہار بے شک مجدد الن مشرقی ہے تو اب کھلم کھلا بیعت تجدید کرنے اور سلسلہ مسترشدان میں داخل ہونے سے کون امر مانع ہے۔ دنیا میں ایک مجدد آئے اور مرزائیوں کا گروہ محض تعصب اور ضد سے اس پر ایمان نہ لائے۔ ”واحمرتاه و امصبتاہ“ ایڈیٹر!

..... ۳ مسیح الہند اور المنار

پچھلے سال مسیح قادیانی کی نسبت المنار مصر کے مشہور فاضل سید محمد رشید رضا نے نہایت

متین نکتہ چینی کی جس پر مسیح صاحب نے آگ بگولا ہو کر ایک رسالہ موسومہ الہدیٰ والتبصرة لمن یروے میں ایڈیٹر موصوف کو دل کھول کر برا بھلا کہا۔ جس کی نظیر شاید کسی مہذب قوم میں نمل نہ لے گی۔ جس پر جریدہ المنار نے حسب ذیل نوٹ شائع کیا ہے۔

”اس شخص نے اپنے دعویٰ کے متعلق ہندوستان اور غیر ممالک کے مسلمانوں کو مخاطب کیا ہے۔ مگر کوئی نہیں جانتا کہ اس کا مقصود کیا ہے۔ اس کے رسائل بظاہر کانہوں کی عبارات کا نمونہ معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں سواء خود ستائی اور دعویٰ باطلہ اور مخالفین کی سب دشمنی کے کچھ نہیں اور اکثر مقامات میں ایسے فقرات بھی ملتے ہیں جن میں گورنمنٹ سے تقرب و خطاب حاصل کرنے کے لالچ میں بہت ہی خوشامد اور چالوسی کی گئی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ گورنمنٹ کو اپنا خیر خواہ ظاہر کر کے اپنے دام افتادہ مزیدوں سے خوب روپے بٹورے۔“

ہم اس مسیح دجال سے پوچھتے ہیں کہ بھلا وہ مسلمان کہاں ہیں جو ہندوستان میں جہاد کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر اپنے اصطلاحات میں مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مسلمان دنیا بھر میں جہاد کرنے کے قابل نہیں رہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہی قومیں جو مسلمانوں کو جنگجو قوم بتاتی ہیں۔ میدان جنگ میں سب سے بڑھی ہوئی نظر آتی ہیں۔ کیا تمہیں یورپ سے وحی نازل ہوئی ہے کہ ضروری مقابلہ جو دافعت مخالفین میں کیا جاتا ہے۔ اہل یورپ کے لئے تو فضیلت سمجھا جائے اور مسلمانوں کے لئے موجب عار اس شخص کا گمان ہے کہ جو احادیث و آثار در بارہ نزول مسیح وارد ہیں۔ وہ اس کی ذات پر صادق آتے ہیں۔ احادیث مذکورہ بالا در بارہ نزول مسیح حق ہیں۔ مگر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور غلام احمد قادیانی کو باہم کیا نسبت۔ احادیث میں مسیح علیہ السلام کا دو فرشتوں کے ساتھ آسمان سے نازل ہونا آچکا ہے۔ مگر کیا ہندوستان آسمان ہو گیا؟ اور اس کے چیلے چائے جو احمقوں کا گردہ ہے۔ فرشتے بن گئے؟ احادیث میں مسیح علیہ السلام کے ایسے نشانات آچکے ہیں جن کے لئے اسے نہایت لغو اور باطل تاویلیں کرنی پڑی ہیں۔ اس شخص کا خیال ہے کہ نصوص قرآنیہ و فہامات مسیح پر دال ہیں اور مسیح کی قبر کشمیر میں ہے۔ بتقدیر تسلیم ہم سوال کرتے ہیں کہ نصوص قرآنیہ سے تمہارا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس تمہیں لازم ہے کہ یا تو احادیث کی کوئی مقبول تاویل کر دیا نہیں غیر صحیح ثابت کرو۔ کیونکہ قرآن مجید تو متواتر اور قطعی ہے۔ اس لئے جو قول بصورت تاویل اس کے ساتھ

مطابق نہ ہوگا وہ یقیناً مردود ہے۔ یہ دجال اس امر کا بھی مدعی ہے کہ وہ امور خرق عادات کا مالک ہے جس کا ایک ثبوت اس کی تفسیر سورہ فاتحہ سے جو اس کے نزدیک معجزہ ہے اور دنیا سے ہڈیاں و وسادس کا مجموعہ خیال کرتی ہے۔ کیا اگر اس قسم کی لغو اور مہمل کتاب جس کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا ایک شخص کے لئے نبوت کی دلیل ہے تو وہ کتاب جس کو دنیا بھر کے اہل علم تسلیم کر لیں مصنف کے خدا ہونے کی دلیل ہوگی؟ کیا اس غافل کو یہ خیال ہے کہ محض قرآن مجید کا ایک کتاب ہونا آنحضرت ﷺ کے نبی ہونے کے لئے کافی تھا۔ نہیں بلکہ قرآن اس لئے معجزہ ہے کہ اس میں تمام علوم الہیہ اور اصول تمدن و اخلاق وغیرہ مندرج ہیں جن سے دنیا نے صلاح و سد کارستہ پالیا اور وہ ایک ایسے امی نکی زبان سے ظاہر ہوئے جو پہلے کچھ بھی نہ جانتا تھا۔ مع ہذا وہ فصاحت و بلاغت میں وہ پایہ رکھتا ہے کہ روئے زمین کے بلغاء اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

اس شخص کا یہ خیال کہ سورہ فاتحہ اس کے مسجح ہونے پر ناطق ہے اور الفاظ رحمن و رحیم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور غلام احمد قادیانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ درحقیقت قرآن مجید کی ذلت کرنا اور اس کو باز سچے طفلان سمجھنا ہے۔ کیونکہ یہ شخص کسی خاص اصول لغت و علم استدلال کا پابند نہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ آہستہ آہستہ تمام قرآن مجید کو اپنی شان میں ناطق ثابت کرنے لگے۔ مگر یہ بات محض جلوہ سراب ہے۔“ (چودھویں صدی)

۴..... مرزائی مذہب ہے آزادی مذہب کا نام،

اس لئے مرزائی ہو جاتے ہیں اکثر خاص و عام

(سلسلہ کے لئے ضمیمہ شنبہ ہند مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۲ء کے ص ۲۹۰ کو دیکھو)

چونکہ اخبار الحکم ایک پابھی و مکینہ اخبار ہے اور سوالن و طعن گالی گلوچ کے اس میں کچھ نہیں ہوتا۔ کیونکہ مسجح کا ذب کی یہی ایک قولی و فعلی و تقریری سنت ہے جس کی پابندی ہر مرزائی پر فرض ہے۔ لہذا اس مضمون میں بھی جناب فاضل بنا لوی سلمہ اللہ تعالیٰ و دیگر علماء دین و اولیاء اللہ کو پیٹ بھر کر گالیاں دی ہیں۔ ہم ان گالیوں اور لعن و طعن کا کچھ جواب نہ دیں گے۔ ہم کو اصل مطلب سے غرض ہے ہم صرف مرزا قادیانی کے حج نہ کرنے کے عذرات جو بدتر از گناہ ہیں الحکم سے نقل کر کے ان کا جواب دیتے ہیں۔

قال..... ”آپ نے کبھی اپنے شیخ مولوی عبداللہ غزنوی کا تو اس الزام سے تزیہ کیا ہوتا۔“

اقول..... کہاں یہ بد نصیب عبدالدرہم و بندہ زر کا ذب و حیلہ ساز مفتی علی اللہ مرزا قادیانی اور کہاں حضرت سید عبداللہ صاحب غزنوی زاہد و عابد عارف باللہ جو دنیا کو تین طلاقیں دے چکے تھے۔ ابھی ان کے ہزاروں دیکھنے والے موجود ہیں۔ کوئی مہینہ نہیں جاتا تھا کہ دو چار فاقے ان پر اور ان کے اہل و عیال پر نہ گزر جاتے ہوں۔ نہ روپیہ نہ زیور نہ اور کسی طرح کا مال و جائیداد۔ پھر ان پر حج کب فرض ہوا تھا؟ جو مرزا قادیانی ان کی پیروی اس امر میں کرتا چاہتا ہے۔ مرزا چنگیز خان کی اولاد دن دھاڑے مریدوں کی جیب میں دھو کے اور دعا بازی سے ہاتھ ڈالتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے مال حرام سے اپنی جیب پر کرتا ہے۔ روپیہ زیور زمین جائیداد سب کچھ بنالیا اب قارون ثانی ہو کر حج کرنے سے موت آتی ہے۔ عورت کو زیور سے لاد کر نامحرموں کے سپرد کر کے باغوں کی سیر اور بکرو دھچانے کو چھوڑ دیتا ہے۔ مشک و زعفران گلاب و کیوڑہ بادام میں دم کئے ہوئے پلاؤ کا زہر مار کر تباہی سب کچھ جائز مگر حج حرام؟ نواب صدیق حسن خان مرحوم نے کبھی سید عبداللہ صاحب پر اعتراض حج نہ جانے کا نہیں کیا وہ خوب جانتے تھے کہ ان پر حج فرض نہیں ہے۔ یہ بھی تمہارے مرزا قادیانی کی سنت یعنی دروغ بے فروغ ہے۔ مرزائیوں کا دار و مدار جھوٹ و افتراء پر دازی ہے۔

قال..... ”کیا سلطان روم جن کو آپ خلیفۃ المسلمین مانتے ہیں اس نے حج کیا۔“
 اقول..... حج نہ کرنے میں مرزا قادیانی کے اوپر سلطان روم کی پیروی فرض ہے۔ مگر سلطان خلد اللہ ملکہ کے دیگر دینی خدمات جیسے خانہ کعبہ زاد اللہ شرفیہ کی خدمتیں مدارس و شفا خانوں کا قائم کرنا و دیگر تمام خدمات کی پیروی کرنا یا صرف زبان سے سلطان کی تعریف ہی کرنا اور مرزا قادیانی اور الحکم پر حرام قطعی ہے۔ یہ عذر پہلے عذر سے بھی بدتر ہے۔

قال..... ”اور نہیں تو امیر کابل ہی سے۔“
 اقول..... امیر کابل کا حج مرزا قادیانی کے واسطے دستاویز ہے۔ اگر امیر کابل حج کو جاویں یا سلطان تو پھر مرزا قادیانی پر حج فرض ہو جاوے۔ یہ ہے ان مرزائیوں کی حجت و دلیل اور یہی حقائق قرآن اس مذہب کے ہیں۔ ایسی پوچ لپچر بکواس لکھتے ہوئے ان بے حیاءوں کو ذرا شرم نہیں آتی۔

قال..... ”اس وقت حج کے لئے قدم اٹھانا: ”لا تلقوا بائدکم الی التہلکة“ کے خلاف کرنا اور گنہگار ہونا ہے۔“

اقول جیسا یہ زمانہ پر امن ہے آج تک نہیں ہوا۔ اس کو زمانہ فتنہ کا کہنا یا خانہ کعبہ کو مواضع فتنہ قرار دینا۔ سفید جھوٹ ہی نہیں۔ بلکہ ان بد نصیبوں کے مذہب باطلہ اور سلسلہ شیطانیہ کے ازلی بد بخت ہونے کی ایک بین دلیل ہے۔ صرف حج ہی کی طرف مرزا قادیانی کا قدم اٹھانا گناہ نہیں ہے۔ بلکہ تمام امور خیر و عبادات اس تمام فرقہ کے حق میں گناہ اور گناہ کے کام موجب ثواب ہیں۔ کیونکہ یہ مذہب ہی الٹا اور شیطانی ہے جو مذہب اسلام کا مخالف ہے۔

قال ”صبح کا پہلا قدم اور اس کی بعثت کی اصلی غرض یہی ہے کہ وہ قتل و جال کرے اور صلیب کو توڑے اور خزیروں کو قتل کرے۔“

اقول صبح کی ایک ہی کبھی۔ ذرا کسی گندہ نالہ میں پہلے اپنا منہ تو دھو آئیے۔ پھر دعویٰ پیغمبری کیجئے۔ بجز چند حلقہ لنگڑے گنچے کانے خود غرض دیوانے کے دنیا بھر کے عقلاء مرزا قادیانی کو کاذب و غاباز کا فرد طح یا پاگل جانتے ہیں۔ دعویٰ مسیحیت سے پہلے اپنا اسلام تو ثابت کر لیجئے۔ پھر اس سڑے منہ سے مسور کی دال کھانا۔ پھر پہلا کام جو اپنے واسطے تجویز کیا ہے۔ اس میں کیا خاک پتھر پڑے۔ آپ دجال پادریوں کو تلاتے ہیں فرمائیے کتنے پادری قتل کئے۔ ساری عمر میں عبد اللہ آتھم کی موت کی پیشین گوئی کی وہ بھی جھوٹی نکل۔ صلیب کے توڑنے کی بجائے منارۃ المسیح قادیان پر صلیبی نقشہ کھینچا گیا۔ جیسا کہ الحکم کے سرورق پر ظاہر ہے۔ خود اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دے کر تثلیث پرستی کا ثبوت دیا۔ خزیروں کے قتل کی جگہ جنگل قادیان میں خزیروں کی پرورش کی جاتی ہے۔ خزیروں کی مجلس میں بیٹھ کر ایک ایک خزیر کی خاطر تو وضع کی جاتی ہے۔ اگر ایک خزیر کو اپنے ہاتھ سے الاچی دی جاتی ہے تو دوسرے کو اپنا پیر و مرشد سمجھ کر اس کا ہر ایک حکم واجب الاطاعت اس طرح سمجھا جاتا ہے جس طرح ایک مریض اپنے حکیم کو سمجھتا ہے۔ باغات قادیان خزیروں کا ایک امنا ہے جس میں زودادہ مل کر بے حیائی سے مزرعت اور بکر کو کرتے ہیں اور سب مل کر نجاست پر منہ مارتے ہیں۔ اگر قتل و جال سے دلائل کے ساتھ پادریوں کا ٹھکست دینا مراد ہے تو اور بھی زیادہ جھوٹ ہے۔ کیونکہ مولانا ابوالمنظور امام فن مناظرہ سلمہ و دیگر علماء نے ایسی تصانیف مثل ”نوید جاوید“ ”دولت فاروقی“ وغیرہ سے پادریوں کو لا جواب کر دیا۔ مرزا قادیانی کو ان علماء کے کلام کے فہم کی بھی لیاقت نہیں ہے۔ اس نے تو علماء دین کی نسبت ہزاروں حصہ بھی پادریوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کیا۔ کون سی ایسی نئی دلیل مرزا قادیانی نے پیش کی۔ جو علماء اسلام نے نہ لکھی ہو۔ صرف عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سیرنگر میں پیشک بنا دی۔ مگر پادری اس کے جواب میں

یہ کہیں گے کہ سواہ جہلاء مرزائیوں کے اور بھی کسی نے اس قبر کی تصدیق کی ہے؟ پھر خود ہی ازالہ ادہام میں لکھا ہے کہ: ”مسح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔“ اور ست بچن میں لکھا ہے کہ: ”مسح کی قبر بلا دشام میں ہے جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔“

دروغلو را حافظہ نباشد ایسے کذاب جھوٹے مفتری علی اللہ کا کیا اعتبار پھر مزہ یہ کہ یہ سب الہام سے لکھا گیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ احتکام شیطانی سے۔ یہ کیا اچھی کسر صلیب ہے۔ بے حیاباش و ہرچہ خواہی کن۔ صرف مرزا قادیانی ہی اکیلا بے حیاء نہیں جو باوجود ایسے صریح جھوٹ کے اپنے سیاہ رو کو پبلک میں پیش کرتا ہے۔ بلکہ مرید اس سے بڑھ کر بے حیاء ہیں کہ اپنے کذاب پیر کے ایسے صریح دروغ پر کان نہیں کھینچتے۔ بلکہ ”پیر من خس است و اعتقاد من بس است“ کے مصداق ہو کر اندھے، بہرے، گونگے ہو رہے ہیں۔ ایک بات اپنے دل سے جھوٹ بنائی اور خود ہی اس کو صلیب سمجھ لیا اور یہ نہ جانا کہ ایسے جھوٹ سے قیامت تک مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی کسر شان بلکہ دین و ایمان غارت ہو گیا۔ مرزا قادیانی کے دعوؤں کو جھٹلانے کے واسطے یہ دروغ کیا کچھ کم ہے۔ اگر اس میں ذرہ بھی کچھ صدق کا لگاؤ ہوتا تو ہر مذہب والے اور خصوصاً عیسائی بکثرت مرزائی ہو جاتے۔ سب نہیں تو ایک دو تو مرزائی ہوتا۔ لیکن یہاں تو گھر کا مرزائی محمد یوسف آتھم کی پیشین گوئی جھوٹ ہونے پر عیسائی ہو گیا۔ یہ معاملہ برعکس نکلا۔ اچھی کسر صلیب کی۔ پس مرزا قادیانی نے جو اپنے واسطے پہلا کام یعنی قتل دجال کسر صلیب قتل خنزیر مقرر کیا تھا وہ بھی نہ ہوا۔ ادھر حج سے بھی محروم رہا۔ پس مرزا قادیانی سے زیادہ دنیا میں کون بد قسمت ہوگا۔

قال ”مسح موعود کا حج اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر و دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔“

اقول میں بڑے زور شور و تجددی سے پیشین گوئی کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی ہرگز دجال کے ساتھ بھی حج بیت اللہ نہ کر سکے گا۔ وہ جھوٹا ہے۔ لہذا ہم ڈنکے کی چوٹ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو لٹکارتے ہیں کہ مرزا قادیانی ہمارے سامنے آوے اور اسی طرح اپنے کسی مخالف کی نسبت پیشین گوئی کرے کہ فلاں کوچ نصیب نہ ہوگا۔ یہ معاملہ اب آسمان پر پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی معرفت خبر دی ہے کہ دجال ہرگز نہ مکہ معظمہ میں داخل نہ ہونے پاوے گا۔ فرشتے مار کر نکال دیں گے۔ پس زمین ٹل جائے۔ آسمان ٹل جائے۔ مگر کلام رسول اللہ ﷺ ہرگز

نہیں ٹل سکتا۔ مرزا قادیانی کسی حال میں بھی حج نہیں کر سکتا۔ مرزا قادیانی کا دجال کے ساتھ حج کرنے کا وعدہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی منکر حج کہے کہ میں سفید جمرات کو حج کروں گا۔ نہ سفید جمرات ہوگی اور نہ دجال حج بیت اللہ کرے گا۔ پس اے مرزا نیا! اب مرزا قادیانی کے لاندہب دہریہ ہونے میں کیا کلام رہ گیا؟ حج کا انکار اور کیسا ہوتا ہے؟ اب تو صریح زبان سے بھی حج کا انکار کر دیا۔ عملی انکار ہی پر اکتفا نہیں کی گئی۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلا کام قتل دجال ہے۔ پھر جب دجال ہی قتل ہو گیا تو اب وہ کس رفیق کے ساتھ حج بیت اللہ کرے گا۔ اس سے بڑھ کر انکار حج اور کیا ہوگا؟

کہاں چلی گئی عقل مرزا قادیانی اور اس کے معلم اوّل و معلم ثانی وغیرہ جماعت کی جنہوں نے فاضل بٹالوی کے ایک کارڈ کے جواب لکھنے میں ایک مدت تک ناخوشوں تک کا زور لگایا۔ مگر چونکہ حق کا مقابلہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خلق کے روبرو دلیل و دُخا فرمایا۔ مضمون ایسا جاہلانہ جس کے تناقضات پر ایک طفل کتب بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے۔ جب کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ہے اور مخبر صادق ﷺ نے مدعی نبوت کو دجال فرمایا ہے اور دجال کے واسطے مکہ معظمہ میں جانے کا حکم نہیں۔ لہذا ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی حج کبھی نہ کرے گا۔ اگر مرزا قادیانی کا ہم زندہ ہے اور کچھ غیرت و حمیت رکھتا ہے تو مرزا قادیانی پر القاء کرے کہ وہ ضرور حج کو جائے گا۔ ورنہ کاذب سمجھا جاوے اور مرزا قادیانی کے صدق و کذب کا ایک یہ بھی معیار ہو۔

ناظرین! حج نہ کرنے کے بس یہی عذرات ہیں جن کو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت نے مشورہ کر کے لکھ کر پبلک کے روبرو پیش کئے۔ یہ عذرات ہرگز قابل پذیرائی نہیں۔ نہ شرعاً نہ عقلاً۔ اب ہم اس مضمون کے بعض ایسے فقرات نقل کر کے جواب دیتے ہیں جو خارج از بحث ہیں اور جن کے لکھنے سے مسلمانوں کی دل آزاری کے سوا کچھ مقصود نہیں۔ (باقی آئندہ) راقم: ان!

۵..... مرزا قادیانی کا طاعون اور گورنمنٹ کا ٹیکا

۲۳ ستمبر کے حکم میں مرزا قادیانی نے منارے سے بھی لمبا اور اپنے طول اہل سے بھی دراز ایک مضمون دیا ہے جس میں اوّل تو طاعونی ٹیکے کے اجراء پر گورنمنٹ کی بہت کچھ بھٹی اور چا پلوسی کی ہے اور پھر لکھا ہے کہ ٹیکا ضرور مفید ہے۔ مگر میرے اور میرے چیلے چا پڑوں کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میں پیشین گوئی کر چکا ہوں کہ ان میں طاعون نہ پھیلے گا۔

پھر آپ دفعِ دخل کرتے ہیں کہ پھیلے گا بھی تو افراطِ تفریط نہ ہوگی۔ مرزا قادیانی کو دو ٹوپی ہانکنا بہت سے تجربوں یعنی بہت سی پیشین گوئیوں کے جھوٹا ہونے کے بعد سوچا ہے۔ اب تو ہر ایک پیشین گوئی تذبذب کا رنگ لئے ہوتی ہے۔ تاکہ موقع ملے تو تاویل بنی بنائی ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ خود مرزا قادیانی کے نزدیک طاعون کا ٹیکا ساری خدائی کے لئے مفید اور سب کو اس کی ضرورت مگر مرزائیوں کے لئے مضر اور غیر ضروری۔ اس کی وجہ ہم سے سنئے۔ مرزا قادیانی نے منجملہ دیگر علامات کے اپنے خروج کی ایک علامت طاعون بھی قرار دی ہے اور جس طرح مہدی موعود کا خروج مسعود ہے اسی طرح اس کی علامت بھی مسعود ہے تو سب سے پہلے اس کی سعادت مرزائیوں کا حصہ ہے اور بد بخت ٹیکا اس علامت باسعادت کا دور کرنے والا ہے۔ لہذا مرزائیوں کے حق میں مضر اور دنیا کے حق میں مفید ہوا۔ گویا آسمانی باپ کی عین مرضی ہوئی کہ طاعون اس کے پوتوں کو ڈھونڈھ کر لقمہ کرتا رہے۔ اب مرزا قادیانی آسمانی باپ کے خلاف یہ کیوں کہتے ہیں کہ طاعون میرے چیلوں کے پاس بھی نہ بھٹکے گا۔ یہ تو گویا اپنی علامت باسعادت کو خود ہی دھکے دے کر قادیان سے نکالنا ہے۔ طاعون تو آسمانی باپ کا پیدا کیا ہوا ہے اور ٹیکا برٹش گورنمنٹ کی ایجاد ہے۔ پس یہ برا اور طاعون اچھا۔ مرزا قادیانی شریک کا کھڑا نہیں پالتے۔ انہیں تو طاعون ہی عزیز ہوگا نہ کہ اس کا ٹیکا۔ مگر ہم حیران ہیں کہ اس میں گورنمنٹ کی کیوں تعریف کی جاتی ہے کہ اس نے ٹیکا جاری کر کے طاعون کی دم میں نمدا کر دیا۔ وائے سادہ لوح اور وائے بد بختی کی جب طاعون کی دم نمدا ہو گیا جو مسیح موعود کا بڑا نشان ہے تو مسیحیت و مہدویت کی دم میں بدرجہ اولیٰ بانس ہو جائے گا اور جب کہ ۲۰ سال قبل مرزا قادیانی کو آسمانی باپ نے طاعون کے آنے کا آرڈر سنا دیا ہے اور کہہ دیا ہے کہ دجال کے مقدم کی علامت خرد جال ہوگا تو تیرے خروج کی علامت طاعون ملعون، پھر ان طاعون سے ناک بھون چڑھانا۔ اس کے دفعیہ کو تریاق بنانا اور الحکم میں اس کا علاج بتانا۔ آسمانی باپ کی نافرمانی کرنا اور تاخلف ہونے کا ثبوت دینا ہے۔ مرزائیوں کے لئے طاعون رحمت ہے اور ساری خدائی کے لئے زحمت۔ کیونکہ موعود نے دنیا میں دورگی کا فوٹو بن کر خروج کیا ہے اور پھر مرزائیوں کے لئے بھی کبھی رحمت ہے اور کبھی زحمت۔ رحمت تو اس لئے ہے کہ موعود کا تمنغہ ہے اور زحمت اس لئے ہے کہ یہ کبخت جب الجوع الجوع پکارتا ہوا، چھپٹتا ہے تو نہ لے پالک کی سنتا ہے نہ آسمانی باپ کی۔ ایڈیٹر!

۶..... انجمن حمایت الاسلام اور ندوۃ العلماء پر مرزا قادیانی

آخر کار ۲۳ ستمبر کے احکم میں مرزا قادیانی کا نزلہ انجمن حمایت الاسلام اور ندوۃ العلماء پر بھی گرا اور کیوں نہ گرتا۔

نادک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ میں

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانہ میں

چونکہ یہ دونوں انجمنیں اثر ڈالنے والی ہیں اور اپنی اپنی خدمت میں ادا کر رہی ہیں اور مسلمانوں کی پلک نے ان کی خدمتوں کو تسلیم کیا ہے اور اس وجہ سے دونوں کو شہرت اور ہر و لعزیزی حاصل ہو گئی ہے۔ لہذا مرزا قادیانی نے عین موقع پر جب کہ قادیان کے قرب و جوار (امرتسر) میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ ہونے والا ہے۔ محض اپنی شہرت اور نمود کے لئے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور جب کہ علماء امرتسر نے مرزا قادیانی کو نوٹس بھی دے دیا ہے کہ قادیان میں بیٹھے کیا زعفرانی حلوا اور لچیاں نگہار رہے ہو اور توند پر ہاتھ پھیر پھیر کر اور ڈکاریں لے لے کر کیا شیخیاں بگھار رہے ہو۔ ذرا مردان دے میدان وچ ٹرو تو اب مرزا قادیانی کی پانچوں گھی میں ہو جائیں گی اور تمام مرزائی مارے خوشی کے پھول کر گھی کے کپے بن جائیں گے کہ ہمارے مشن کو علماء ہند اور ایسی بڑی انجمنوں نے اپنا مد مقابل سمجھا۔ پس اور کیا چاہئے۔

جب کبھی مرزا قادیانی کو بعض نامی گرامی علماء نے مناظرہ کے لئے طلب کیا ہے تو منجملہ دیگر عذرات لاطائل کے انہوں نے یہ عذر بھی پیش کیا ہے کہ ۴۰ علماء ہوں تو میں مناظرہ کروں۔ اب چونکہ چالیس نہیں چار سو علماء کا اجتماع بھی ممکن ہے۔ لہذا اگر مرزا قادیانی نے ایسی گوڑی کو کھودیا یعنی ایسے بڑے مجمع فنول علماء میں نہ آنے سے مہدویت و مسیحیت کی شہرت و اشاعت پر پانی پھیر دیا تو مرزا قادیانی سے بڑھ کر کوئی ناعاقبت اندیش اور آپ اپنا دشمن نہ ہوگا۔ مرزا قادیانی کو یہ غم اصلاً نہ کرنا چاہئے کہ وہ شک کھا جائیں گے۔ (کیونکہ یہ تو ہمیشہ پیشانی کا نوشتہ ہے) بلکہ ہر صورت میں اپنی شہرت کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

بدنام بھی گر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

مرزا قادیانی تو خدا نے چاہا نہ ندوۃ العلماء کے مقابلے پر آئیں گے نہ انجمن حمایت الاسلام کے۔ وہ تو قادیانی شیر قالین بلکہ پردہ کی بو بوبنے بیٹھے رہیں گے اور یہ کہیں گے کہ میں علماء سے مناظرہ اس وقت کروں گا جب کہ چیل کا موت دس سیر اور ہرنی کا دودھ چھ دھڑی مہیا ہو جائے۔ امید نہیں کہ مرزا قادیانی ہماری نوٹس کا جواب دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَوْلَانَا شَوْکَتُ اللّٰهِ مِیْرُطِ
مَوْلَانَا شَوْکَتُ اللّٰهِ مِیْرُطِ

ضمیمہ شخہ ہند میرٹھ

۱۹۰۳ء



مولانا شوکت اللہ میرٹھی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم و ۸ جنوری کے شمارہ نمبر ۲۱ء کے مضامین

.....۱	ضمیمہ ششم ہند ۱۹۰۳ء یکم جنوری اور ۸ جنوری کے شمارہ نمبر ۲۱ء کے پہلے دو صفحات نہیں ملے ہیں۔ ص ۳ کا مضمون مرزا قادیانی کی کتاب اعجاز اسح اور اعجاز احمدی پر سید خادم علی بی اے وزیر آبادی نے نقد کیا ہے۔
.....۲	ایک گزشتہ مرزائی کی فریاد۔
.....۳	مجدد کی پیش گوئی اور روایہ صادقہ (مقدمہ بازی) پرائیڈ میٹر مولانا شوکت اللہ صاحب کا مختصر نوٹ ہے۔
.....۴	مرزا قادیانی کے خیالات کے لیکچر کی تردید۔
.....۵	بے معنی الہامات کو دو گنڈا۔
.....۶	چہ خوش کی سرنخی سے ایک سوال مرزا قادیانی سے پوچھا گیا، یہ تینوں مضامین مولانا شوکت اللہ ایڈیٹر کے ہیں۔

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ مرزا قادیانی کے رسائل اعجاز اسح و اعجاز احمدی پر نقد

سید خادم علی، بی اے، وزیر آبادی!

گویا ان کے نزدیک اسرار و معارف انہیں دو باتوں کا نام ہے اور سورہ فاتحہ بلکہ سارا قرآن مجید ایسی ہی باتوں سے بھر پڑا ہے۔ مرزا قادیانی جن معارف کو جاننے کے مدعی ہیں۔ کیا وہ یہی معارف قرآنہ نہیں جن کی توضیح علمائے اسلام بڑی جانفشانیوں سے کرتے آئے ہیں یا کوئی اور معارف ہیں؟ اور اگر وہی ہیں تو مرزا قادیانی کی اس میں کیا فضیلت؟ اور ہیں تو ایسے معارف جو زمانہ نبوت سے آج تک کسی پر واضح نہ ہوئے تھے کیا ہیں؟ کیا اسی کا نام معارف و اسرار ہے کہ میں یہ ہوں اور میں وہ ہوں اور فلاں شخص ایسا ہے اور فلاں ویسا ہے کیونکہ وہ مجھے نہیں مانتا۔ ان معارف سے تو سوائے قرآن مجید پر ہنسی اڑانے کے کوئی نتیجہ نہیں۔ یہ معارف آپ کے وام

اقتادوں کو ہی مبارک ہوں۔ قبولیت دعائیں قطعی معیار صداقت نہیں۔ دعا ہر آدمی کی کبھی قبول ہو جاتی ہے کبھی نہیں ہوتی۔

مرزا قادیانی نے خدا سے یہ نہیں لکھو الیا کہ ان کے سوا کسی کی دعا پوری نہ ہوگی۔ اب اگر آپ ایسی ہی دعا کو حجت پکڑتے ہیں تو آپ کی خصوصیت کیا ہوئی اور اگر آپ کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی تو یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ بھلا سردار بہادر میر شاہ پنشنر رسالدار کے گھر فرزند تو لد نہ ہونے کی دعا کہاں تک پوری ہوئی؟

عربی دانی یعنی شاعری و انشاء پر دازی کا دعویٰ شاید آپ نے قرآن سے اخذ کیا ہے۔ قرآن مجید نے تحدی کی تھی مگر ماشاء اللہ آپ بھی پچھی بن بیٹھے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید نے تو اعلیٰ سے اعلیٰ معارف و حقائق کو افصح و ابلغ طریقوں سے ادا کر دکھایا۔ دعویٰ کیا ہے اور اس کا اختصار بھی انہیں معارف و حقائق پر ہے۔ صرف فصاحت و بلاغت پر ہی معارضہ نہیں۔ ثانیاً شعر و شاعری بجائے اس کے کہ معیار صداقت ہو سکے؟ شان نبوت کے بالکل منافی ہے ورنہ تمام فصحاء و بلغاء عرب آپ سے افضل نبی بن جائیں گے۔

آجکل آپ نے ایک رسالہ بنام ”اعجاز احمدی“ چھپوایا ہے۔ اس میں ایک عربی قصیدہ لکھا ہے جس کی نسبت یہ دعویٰ ہے کہ میں نے ندوۃ العلماء کے مناظرہ کے بعد پانچ دن میں لکھا ہے اور چونکہ کوئی اور شخص پانچ دن میں نہیں لکھ سکتا۔ لہذا میں سچا مرسل ہوں۔ (اعجاز احمدی ص ۳۶، ۳۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷) عجیب منطوق ہے۔ بھلا صاحب یہ جلدی لکھنا کیسے دلیل صداقت بن گیا؟ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ آپ کی طبیعت میں روانی بہت ہے نہ کہ آپ سچے نبی ہیں۔ بشرطیکہ مان لیا جاوے کہ یہ سب کچھ آپ نے پانچ ہی دن میں لکھا ہے۔ حالانکہ یہ بھی معرض تاثر میں ہے۔ کیونکہ اس کا بہت تھوڑا حصہ ”مد“ کے واقعہ کے متعلق ہے اور زیادہ حصہ مولوی حائری و مولوی ثناء اللہ دہرہ مرہ علی شاہ کی شان میں گالی گلوچ دینے کا ہے اور چونکہ اس حصہ کا ”مد“ کے واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس واسطے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ آپ نے ساری تحریر ”مد“ کے واقعہ کے بعد ہی کی ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ آپ نے پہلے ہی نزول اسح کے واسطے تیار کر رکھا تھا۔ اب چونکہ اس پیش گوئی کا وقت بھی قریب اختتام تھا جس میں دعویٰ تھا کہ تین سال میں اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ پر کوئی زبردست نشان ظاہر کرے گا تو آپ نے لگتے ہاتھ واقعہ ”مد“ کی آڑ میں گالیاں دینے کا خدائی نشان ظاہر کر دیا اور طرفہ یہ کہ سراسر پر از اغلاط جن کی فہرست انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگی جس سے واضح ہو جائے گا کہ ایسی انشاء پر دازی کہاں تک

معارضہ کے قابل ہے۔ جو شخص عربی علم ادب سے واقف ہوگا وہ تو مرزا قادیانی کی عربی دیکھ کر صاف بول اٹھے گا کہ مرزا قادیانی فن انشاء اور شاعری سے محض نابلد نہیں بلکہ ان کی فطرت میں یہ مادہ ہی نہیں رکھا گیا۔ مرزا قادیانی کے مریدوں میں نہ کوئی عربی جانتا ہے نہ ان میں کچھ قابلیت ہے۔ ان کے نزدیک تو مرزا قادیانی بے نظیر ہیں مگر جہل مرکب کا کیا علاج۔

مرزا قادیانی میں اگر عربی دانی کا دم خم ہے تو مرد میدان بنیں۔ کوئی جگہ اور وقت مقرر کریں۔ فریق مخالف سے بھی کوئی شخص مقابلہ پر آجائے گا اکثر اشخاص مقابلہ کے واسطے تیار ہیں۔ مرزا قادیانی اس کوچہ بچھیں اور حسب معمول لیت و لعل سے کام لے کر میں سچا میں سچا کی بانگ دہل نہ دیتے پھریں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

۲ ایک گزشتہ مرزائی کی فریاد

ایک گزشتہ مرزائی از نو شہرہ پشاور!

غضب سے بن کے ڈاکو دن دہاڑے مجھ کو لوٹا ہے

پڑے گا مرزا پر صبر مجھ سیدھے مسلمان کا

محمد والدہ مشرقیہ مولانا شوکت تسلیم۔ آپ کا ضمیرہ ماشاء اللہ دور دور تک جاتا ہے اور حق

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا مہرہ اسی نے لیا ہے اور زہر مہرہ بن کر مرزا کے طہانہ عقائد کا زہر پلا اثر مسلمانوں کی طہانہ سے دور کیا ہے جس طرح عصاء موسیٰ نے سامری کے سپیوں کا سر کچل کر دنیا سے نیست و نابود کیا تھا اور نہ مرزا کے کانٹے کا تو منتر ہی تھا۔

ڈساہو کا لے نے جس کو ظالم تو وہ فسوں کے اثر سے کھیلے

وہاں گیسو کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

میں قلم کی گھس گھس والا ایک غریب عیالدار ہلکا رہتا۔ پندرہ بیس روپیہ ماہوار مرکھپ کر

پیدا کرتا اور بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ مرزا نے جب مسیح اور مہدی بننے کے بازو چھٹھٹھٹھائے اور چلتے

پڑے مرزائیوں نے بقول ”بیران نے پرند مریدان سے پرانند“ گلے میں ڈھول ڈال کر مرزا

قادیانی کی مسیحیت و مہدویت کی ڈونڈی پیٹی اور ڈونڈی بجا کر پھنک، ایک اور پھنک دو کہہ کر تماشا

دکھانے کا اعلان دیا تو میں شامت کے دھکے کھاتا لڑھکتا پھڑکتا قادیان جا دھکا کہ حضرت انجس

والجس و انجس کے دعویدار محوست آثار کا پونٹلا باندھ کر لاؤں۔

قادیان میرا پھینتا تھا کہ چند مرزائی کنڈے جوڑ کر مجھ پر یوں چھٹے جیسے کہ مردار پر

گدھ۔

ایک السلام علیکم بہت ہی خوش قسمتی ہوئی کہ آپ دارالامان میں تشریف لائے۔ اب نہ طاعون آپ کو ستائے گا نہ ہیضہ، نہ کوئی دوسری بلا۔

دوسرا حضرت اقدس بروزی محمد اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں ان پر الہام ہو چکا ہے کہ ”من دخله کان آمنا“ (تذکرہ ص ۵۰۹، ۱۰۵، طبع سوم) یہی الہام آنحضرت ﷺ پر ہوا تھا کہ ”من دخل فی بیتہ کان آمنا“ بیت اللہ سے مراد قادیان ہے جس کی نسبت خدائے تعالیٰ نے ۱۳ سو برس پیشتر محمد صاحب پر الہام کر دیا تھا۔ کعبہ کو بیت اللہ کہنا مسلمانوں کی حماقت اور نری بھیڑ چال ہے۔ آیت مذکورہ کا ظہور اب ہوا ہے۔ اس واسطے تو حضرت اقدس نے حج کے لئے مسلمانوں کا کعبہ جانا اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھانا اور اکثر ہلاک ہو جانا منسوخ کر دیا ہے اور الہام ہو گیا ہے کہ ”لا تسلسقوا ابایدیکم الی التہلکة (مقرہ: ۱۹۵)“ یہ آیت بھی درحقیقت ہمارے امام الزمان ہی کے بارے میں ہے کہ مکہ اور مدینہ جا کر ہلاکت میں نہ ڈالو بلکہ دارالامان قادیان میں آؤ۔ چنانچہ الہام ہوا ہے کہ ”انی احافظ کل من فی الدار“

(تذکرہ ص ۳۲۵، طبع سوم)

تیسرا بس یوں سمجھئے آپ اب بالکل کندن بن گئے اور تمام گناہوں کی چرک اور شرک کی آلودگی سے ایسے پاک ہو گئے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہوا بچہ کیونکہ حضرت مسیح موعود خدا کے لے پالک ہیں اور ان پر یہ زمانہ ہوا زانے دارالہام ہو چکا ہے: ”انت منی بمنزلہ ولدی“ (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) ”انت منی وانا منک“ (تذکرہ ص ۳۲۲، طبع سوم) عیسائیوں کی یہ نری حماقت ہے کہ یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا بتاتے ہیں کہ وہ دوزخ میں جا کر سب کا کفارہ ہو گیا۔ بھلا کوئی باپ اپنے اکلوتے بچے کو دوسروں کی خاطر دوزخ میں جموںک سکتا ہے؟ ماں باپ تو اپنے بچے کا کان بھی گرم نہیں ہونے دیتے۔ چہ جائیکہ اسے دوزخ کے چولہے میں جموںک دیں جو بالکل خلاف عقل بلکہ قانونِ منجھ کے خلاف ہے۔ حضرت اقدس لے پالک نہیں بلکہ خدا کے حقیقی اور صلیبی اور نطلی بیٹے ہیں کہ خود بھی پاک اور ان پر جو ایمان لائے وہ بھی پاک۔ یسوع مسیح ناپاک تھا جسبی تو دوزخ میں جموںکا گیا۔ بھلانا پاک ناپاکوں کا کفارہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔

چوتھا اور اب اڑھائی روپیہ فیصدی زکوٰۃ دینے کا حکم بھی منسوخ ہو گیا ہے۔ اب تو یہ الہام ہوا ہے کہ مسلمان جو کچھ پیدا کریں اور کچھ ان کے گوشگی کھلے میں دھرا ڈھکا ہوا گراہنی دین دنیا کی سلامتی چاہتے ہیں تو سب لے پالک کی نذر کریں۔ بس گناہوں سے پاک ہونے کا یہی کفارہ ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو لے پالک کے فمذ میں اپنے گاڑھے خون کی کمائی دے

کردنیا ہی میں لال گرو کی بدولت جنت کھاتے ہیں اور گوہ کا ٹوکرا سر سے اتار کر دار الامان کی کوڑی میں دباتے ہیں۔

پانچواں پیشینگوئی بڑا بھاری معجزہ ہے اور تمام انبیاء کا یہی تمغہ ہے۔ اسی پر ساری خدائی اپنے اپنے نبی کے پیچھے تیرہ تین اور بارہ بات ہو گئی ہے اور مسلمان تو پیشینگوئی کو جزاء ایمان یقین کرتے ہیں اور بات بھی ٹھیک ہے۔ کسی بھی اور ولی کے پرکھنے کی بس یہی کسوٹی ہے۔ اب دیکھو حضرت اقدس کی پیشینگوئیاں۔ آٹھم کی موت۔ آسمانی منکووحہ کا عقد میں آنا وغیرہ کس دھوم دھام سے پوری ہوئیں کہ ان پر دنیا ایمان لے آئی۔“

مولانا شوکت! کیا عرض کروں۔ ان سا دھو بچوں، بہرہ دیوں نے روغن قائل کر ایسا شیشے میں اتارا کہ جو کچھ گاٹھ گرہ میں تھا سب ٹول لیا اور میں جھٹ سے منڈ گیا یعنی مرزا کے ہاتھ بک گیا اور مجھے کچھ ایسی دھن لگی کہ قادیان سے واپس آ کر جو کچھ نہ صرف تنخواہ بلکہ دوسری باشند ادھر ادھر سے کچھری میں ملتی وہ سبھی قادیان ہی میں جھونک دیتا۔ میرے بیوی بال بچے مارے بھوک کے سوکھ کر آ پچورا اور اچھے خاصے بے دم کے لنگور ہو کر مندرجہ ذیل شعر کے مصداق ہو گئے۔

امید کار بجائے ضعف بے قوتی

کہ موش خانہ مارا دے برد بھصا

میں نے دواڑھائی سال کے عرصہ میں اپنے اور اپنے بال بچوں کے پیٹ سے کاٹھ کی روٹیاں باندھیں اور قادیان کے مشنڈوں کے لئے زعفرانی مستقوری اور کستوری، حلوؤں، ماٹروں کا مسالا بھیجا۔ میری چند یا ہی سنجھی نہیں کی بلکہ قادیانی پلاٹرنے سر میں گڑھا ڈال دیا۔ بالآخر آپ کا ضمیمہ خدا اس کی عمر وراز کرے میرا ہادی اور رہبر بنا اور قادیانی لال گرد اور اس کے سا دھو بچوں کے دام فریب سے نکالا جیسا ان مکاروں نے مجھے لوٹا ہے ان سے خدائی سمجھے بس اور تو کیا کہوں؟

۳ مجدد کی پیشینگوئی اور رویاء صادقہ

مقدمہ بازی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی ایڈیٹر!

ہم کو احکم مطبوعہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۲ء کے دیکھنے سے افسوس ہوا جس میں مرزا قادیانی اور ان کے مخالفوں کے مابین فوجداری میں مقدمہ بازی کے تسلسل کا آغاز درج ہے اور طرفین سے ایک نے دوسرے پر وارنٹ جاری کرائے ہیں۔ یعنی بعض خطوط جن کا تعلق کتاب سیف چشتیائی مصنفہ پیر میر علی شاہ اور مولوی کرم الدین صاحب متوطن قصبہ بھیس سے تھا اور جن کی نسبت ایک

مضمون اخبار الحکم میں شائع ہوا تھا اس کی تردید سراج الاخبار جہلم میں مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے شائع ہوئی۔ سراج الاخبار ہماری نظر سے نہیں گزرا مگر شاید لائبل کے الفاظ ہوں گے۔ اس پر حکیم فضل الدین صاحب مہتمم دمالک رسالہ ضیاء الاسلام قادیان نے مولوی فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم اور مولوی کرم الدین پرزید دفعہ ۷۷۱ تا ۷۸۱ کر کے وارنٹ جاری کرایا مگر ایڈیٹر سراج الاخبار پر بحیثیت گواہ من کی تعمیل ہوئی۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے علالت کا عذر کیا مگر من اور وارنٹ گواہوں اور مستقات علیہ کے نام جاری ہوئے اور پیشی بتاریخ ۲ جنوری ۱۹۰۳ء حال مقرر ہوئی اس پر ضرور تھا کہ ادھر سے بھی ترکی ہتھی کر دیا جاتا۔ چنانچہ مولوی کرم الدین صاحب نے دو استعنائے زیر دفعہ ۵۰۱ و ۵۰۰ مرزا قادیانی اور حکیم فضل الدین صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب کشمیری پر دائر کئے اور وارنٹ ضمانتی جاری ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی پر وارنٹ کی تعمیل نہیں ہوئی اور ۷ جنوری کو پہلی پیشی مقرر ہوئی۔ اس پر جواب الجواب یہ ہوا کہ ایڈیٹر الحکم نے گوردا سپور میں مولوی کرم الدین اور مولوی فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار پر دعویٰ استغاثہ دائر کیا اور وارنٹ ضمانتی جاری ہو کر ۲۱ جنوری پر پیشی ٹھہری.....

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے پچھلے سال کے کسی حصے میں پیشینگوئی کی تھی کہ مرزا قادیانی سے ایک سال کے اندر اندر کوئی زہنی یا آسمانی مواخذہ ضرور ہوگا اور پھر ہم نے خواب میں مرزا قادیانی کو خاص قادیان میں اس ہیئت و برزخ سے دیکھا تھا کہ ان کا سر قدموں سے لگا ہوا ہے اور بالکل دھننے کی کمان نہیں بلکہ قوس قزح بنے ہوئے ہیں۔ یہ خواب بالکل آیہ شریفہ ”یعرف المجرمون بسیمامہم فیؤخذ بالنواصی والاقدام“ کے مطابق تھا۔ جس کی تعبیر اب ظہور میں آئی۔ مجدد کی پیشینگوئی اور تعبیر کا وقوع ہرگز نہ ٹل سکتا تھا۔ دیکھئے سچا الہام اور سچا خواب اسے کہتے ہیں۔ اب بھی مرزا قادیانی اور سب حواری مجدد پر ایمان نہ لائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت نہ کریں تو اس سے زیادہ بد قسمتی اور قسی القسی اور کیا ہوگی؟ پس گستودی سے ملے زعفرانی اور مستقوری حلوے کا مستحق اب صرف مجدد ہے۔ خیر نال اُہدے ول بھجوادو۔

۴ مرزا قادیانی کے خیالات کے لیکچر کی تردید

مولانا شوکت اللہ میرٹھی ایڈیٹر!

اگر کتاب دست پر مرزا قادیانی کا ایمان ہے تو ظلی اور بروزی نبی نہ تو آج تک کوئی ہوا ہے نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ البتہ مذہب ہنود پر ایمان ہو تو تباہی اور استدرامتی ادتار ایک دو نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں ہو سکتے ہیں لیکن مرزا قادیانی یقیناً خود اس کے قائل نہیں تو پھر بروز اور

غل یعنی چہ معنی دارو۔

اب رہی حدیث میں مہدی مسعود اور عیسیٰ موعود کی پیشینگوئی۔ اگر احادیث رسول اللہ پر ایمان ہے تو اس کا وقت ابھی نہیں آیا نہ اس کے آنے کے آثار و علامات ظاہر ہوئے۔ اور اس دعوے میں مرزا قادیانی ہی منفرذ نہیں بلکہ سوڈان اور افریقہ میں بہت سے مہدی پیدا ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے جب تک حدیث رسول اللہ کے موافق ۳۰ دروچال پورے نہ ہو لیں اور پھر مہدیوں اور مسیحیوں کا خردج اہل اسلام ہی میں نہیں بلکہ امت مسیح میں بھی ہو رہا ہے۔ چنانچہ لندن اور پیرس میں آجکل دو مسیح دندنا رہے ہیں جن کے دلائل مرزا قادیانی کے دلائل سے کم نہیں۔ بلکہ بڑھے ہوئے ہیں۔ یعنی انہوں نے مرزا قادیانی کی طرح گرگٹ جیسے رنگ نہیں بدلے کہ پہلے ایک بزرگ اور مقدس مسلمان بنے، پھر الہامی ہوئے۔ پھر مثیل اسح، پھر اصل اسح اور مہدی موعود۔ پھر امام الزمان، پھر ظلی اور بروزی نبی، پھر کھٹ سے خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بن گئے گویا وہ معراج ملی جو آج تک کسی نبی کو ملی ہی نہیں۔ مرزا قادیانی کا اپنی زندگی میں یہ تغیر قابل دید ہے۔ لندن اور پیرس کے مسیحیوں کے پاس قوت منظرہ نہ تھی وہ تو چھاتی ٹھوکی کر ایک دم یسوع بن گئے۔ نہ آؤ دیکھنا تاؤ۔ مرزا قادیانی کے پاس کیا دلیل ہے جو لندن اور پیرس مسیح کے مقابلے میں پیش کر سکیں کہ تم مسیح نہیں ہو بلکہ میں مسیح ہوں۔ حالانکہ ان کو حق شفعہ حاصل ہے کہ آسمانی باپ کے اکلوتے بیٹے کو مانتے ہیں اور اس لحاظ سے آسمانی باپ کی میراث کے وارث ہیں۔ مرزا قادیانی تو تاخلف لے پا لک ہیں کہ اپنے بڑے بھائی کو ناقابل دراشت ٹھہرانے کے لئے فاسق و فاجر بتاتے ہیں اس لئے مورث اعلیٰ آسمانی باپ کی درگاہ سے بھی راندے گئے ہیں۔

آج کل آزادی کا زمانہ اور برٹش گورنمنٹ جیسی آزاد سلطنت کا مہد امن عہد ہے کہ ہر مذہب والے اپنے اپنے دعوؤں میں پھل پھول رہے ہیں پس مرزا قادیانی کی بڑی خوش قسمتی یہی ہے کہ اس آزاد سلطنت میں پیدا ہوئے جس کے عہد میں اگر کوئی شخص خدائی کا دعویٰ بھی کرنے لگے تو اسے کچھ تعرض نہیں۔ مرزا قادیانی سوڈان یا افریقہ میں پیدا ہوتے تو مزہ آتا جہاں کی سرزمین مہدیوں کے اگنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور مرزا کے وجود کے خردج کی ہر طرح قابل ہے۔ پس وہ سوڈان میں بروزی تعالیٰ اور افریقہ میں بروزی سنتوشی بنتے۔ ہندوستان میں تو تعلیم و تربیت اور عقلمندی پھیل رہی ہے اور بھیت جاتی ہے۔

جو ہر تو میری ذات میں سوڈانیوں کے تھے ہندوستان میں کیوں میری منی خراب کی پس یہاں کسی بروزی یا ظلی نبی کی دال گلنا میڑھی کھیر ہے۔

کیا دنیا میں آج تک کوئی بروزی اور ظلی نبی گزرا ہے؟ نبی ہمیشہ نبی ہے اور رسول ہمیشہ رسول۔ یہ ظل اور بروزی کی ہیج کیسی؟ اور مرزائی اصطلاح میں بروز اور ظل کوئی بلا ہو بھی تو کسی کو کیا غرض ہے کہ اصل کو چھوڑ کر نقل کی جانب اور شخص کو چھوڑ کر ظل کی جانب رجوع لائے۔

ہر نبی کا ظل اور بروز اس کی ہدایات ہیں جو خدائے تعالیٰ کی جانب سے بطور وحی اس پر نازل ہوئی ہیں اور تاقیامت زائل اور فنا ہونے والی نہیں۔ نبی اور رسول تو کیا کوئی انسان بھی ظلی اور بروزی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بروز اور ظل کو انسان کی صفت ٹھہرانا بالکل بے معنی ہے اور اگر کوئی معنی ہے تو مرزا قادیانی کی خصوصیت نہیں۔ ہر شے بروزی ہے۔ یعنی ظہور و وجود میں آئی ہے اور ہر شے ظلی ہے۔ یعنی نور مطلق کا عکس ہے جس کی نسبت قرآن میں ”اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح“ وارد ہوا ہے۔

۵ بے معنی الہامات کا دو ٹوکرا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی ایڈیٹر!

آسمانی باپ بھی عجیب مجنون مرکب ہے۔ اپنے لے پالک کا اسے بالکل درندہ نہیں۔ یعنی خرابی بصرہ (مقدمات وار ہونے اور وارنٹ نکلنے پر) یہ الہام کرنے بیٹھا ہے۔ ”یاسنی علیک زمان کمثل زمن موسیٰ“ (تذکرہ طبع ۳ ص ۴۴۶) یعنی موسیٰ کے زمانہ کی طرح تجھ پر ایک زمانہ آئے گا۔“ آئے گا کیا وہ تو آچکا اور جمعہ جمعہ ۸ دن بھی ہو گئے۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح موسیٰ کو فرعون کے ہاتھ سے اول اول تکلیفیں پہنچیں۔ اسی طرح تجھے بھی پہنچیں گی حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کو ایام رضاعت میں نکالیف پہنچی تھیں۔ مرزا قادیانی تو ساٹھے پاٹھے اور پیر بالغ العقول ہیں اور اگر کوئی اور مراد ہے تو الحکم میں شائع کریں تاکہ جواب دیا جائے۔ دوسرا الہام ”انسی مع الافواج آیتک“ (تذکرہ ص ۲۹۲، طبع سوم) اب ہم منتظر ہیں کہ مرزا قادیانی کے ساتھ کتنی فوجیں لائبل کی پیشی کے وقت ہوں گی۔ تیسرا الہام ”انسی صادق صادق سبھد اللہ لی“ (تذکرہ ص ۴۴، طبع سوم) یہ کس کا مقولہ ہے ظاہر ہے کہ آسمانی باپ کا۔ یعنی آسمانی باپ کہتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ عنقریب خدا میری گواہی دے گا۔ معلوم ہوا آسمانی باپ کا بھی کوئی باپ (خدا) ہے۔ اگر آسمانی باپ الہام کے سرے پر قل کہنا بھول گیا ہے یعنی کہہ دے اے مرزا کہ میں سچا ہوں تو یہ سبھد کی جگہ وسا شہد ہونا چاہئے تھا یعنی کہہ دے اے مرزا کہ میں سچا ہوں۔ میں تیرے سچے ہونے کی عنقریب شہادت دوں گا مگر اس میں یہ خرابی ہے کہ صادق ہونے کا دعویٰ تو بالقطع ہے اور شہادت ہوگی کالی جمعرات کو جبکہ لال گرد کی قبر پر چراغی چڑھے گی۔

برات عاشقان برشاخ آہو

اسی کو کہتے ہیں آسانی باپ نے مجھدار کے بچوں سے لاکر گڈی کو دریائی وی ایسا باپ کس کام کا کہ وقت آنے کا نہ بتائے۔

۶ چہ خوش، مرزا قادیانی سے ایک سوال؟

مولانا شوکت اللہ میرٹھی ایڈیٹر!

چہ خوش، ہم نے لکھا تھا کہ مرزا قادیانی زبان عرب میں کیوں تحدی کرتے ہیں۔ اردو زبان میں کیوں نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”یہ سوال خدا سے کرو کہ وہ عربی زبان میں کیوں الہام کرتا ہے۔“ کیا خوب! آسانی باپ الہام تو آپ پر کرے اور لوگ پوچھیں آپ کے آسانی باپ سے۔ آپ خود ہی کیوں نہ پوچھیں کہ اے پرانے کھوسٹ۔ تجھے یہ کیا بڑبھس سوچھی ہے کہ مجھ ہی پر الہام کرتا ہے اوروں کو الہام کے ذریعے سے کیوں نہیں بتا دیتا کہ میں اس وجہ سے اردو کی جگہ عربی میں الہام کرتا ہوں۔

(نوٹ: شماره نمبر ۳ نہیں ملا)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۴ جنوری کے شماره نمبر ۴ کے مضامین

.....۱	جواب تمام رسالہ یک روزی بیک ساعت، یہ مضمون مولانا شوکت علی کا تحریر کردہ ہے۔
.....۲	ملک میں عید اور قادیان میں ماتم۔ یہ مضمون حکیم ابواسحاق محمد الدین سیکرٹری انجمن نصرت السنۃ امرتسر کا تحریر کردہ ہے۔
.....۳	مرزائیوں سے دو دو باتیں۔
.....۴	الحق الصریح فی تصدیق المسیح پر نقد۔
.....۵	مرزا قادیانی الزام سے بری ہو گئے۔
.....۶	مرزا قادیانی کے مریدوں کی تعداد۔
.....۷	حدیث رسول اللہ کا انکار مگر مطلب کے دقت اقرار۔ آخری پانچ شذرے ایڈیٹر کے تحریر کردہ ہیں۔

اسی ترتیب سے ملاحظہ فرمائیں:

۱ جواب تمام رسالہ یک روزی بیک ساعت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اگرچہ ہم اس رسالہ کا کچھ جواب ضمیمہ ششمہ ۸ جنوری رواں میں بیک ساعت دے چکے ہیں مگر آج دوسری ساعت میں اس کا تمام کمال قلع قمع ہی کئے دیتے ہیں۔ امروہی صاحب بھی کیا یاد رکھیں گے کہ گرم طبیعت مجدد سے پالا پڑا تھا۔

اک بات میں تمام ہے یاں کار مدعی

کس کی بلا ہو بارکش انتان تیغ

اک لفظ امروہی کو امروہوی لکھتے ہیں۔ نسبت میں واو الف سے بدلا جاتا ہے جو اس کے آخر میں ہو۔ خواہ مخواہ واو کا تداخل امروہی صاحب کے قصباتی (پینڈو) ہونے کا پتہ دیتا ہے۔ پھر شخہ کی جگہ فہاء اور لفظ شوکت مذکر کی صفت یہودیہ مؤنث لانا ناقض امروہی کے ابوالفضل اول جملوں۔ دیہاتی چرنے کی چول۔ بالکل نامعقول۔ سراپا جمبول، استر کی جمبول ہونے کا مدلول ہے اگر شخہ کی جگہ لفظ فہاء بمعنی کینہ بغرض مذمت وہاں بے دندان سے ابراز کیا گیا ہے تو قول اشحاء یعنی قول عداوت کے کیا معنی ہوئے؟ اگرچہ ظلم میں تاوانیہ ہے مگر جب وہ مذکر کا علم (نام) ہے۔ تو ظلمیہ الکریمہ بولنا ایسا ہی غلط ہوگا جیسے کوئی نادان کسی چینی مغل کو سید یا مہدی کہے اور اگر یہودی اس لئے کہا کہ ہم اس کے گرد گھنٹال کے دعوے مسیحت و بروتیت کے منکر ہیں جیسے عیسیٰ کے منکر یہود مردود اور جیسے تمام انبیاء کے منکر مرزانیان مطرود بے بہودنا مسعود ہیں تو نہ صرف ہم بلکہ تمام اہل اسلام بعد ختم نبوت کسی جعلی نبی کے تاقیامت منکر ہیں۔ نہ اس نے کسی مردے کو زندہ کیا نہ کسی کا نہ بگانے کو دگانہ کیا نہ کسی لنگڑے کو چلتا نہ کسی اندھے کو سوا نکھا کیا۔ ہاں بعض پینڈوں کی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر کر ان کو بالکل چوہٹ اور پٹ اندھا (گمراہ) ضرور کر دیا۔ اور جب لال گرد و بروزی محمد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اپنے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں جموٹا ہے کیونکہ مسیح موعود بروزی محمد نہیں ہو سکتا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ ایک مستقل نبی دوسرے مستقل نبی کا بروز ہے جو بالکل تحصیل حاصل اور خلاف واقع ہے کیونکہ کوئی نبی بروزی بن کر نہیں آیا۔ پھر کوئی پوچھے آپ بروزی مسیح کیوں نہ بنے اور عیسیٰ مسیح نے آپ کے جسد میں کیوں حلول نہ کیا اور اوائل میں بنے تھے تو آپ عیسیٰ مسیح ہی مگر عیسائیوں نے منہ نہ لگایا اور کھڑے ہو کر سنگر چلون سے منہ پر دھار مار دی۔ تب آپ نے عیسیٰ مسیح کو گالیاں دینی شروع کیں کہ مسلمان خوش ہوں گے اور جھٹ سے بروزی محمد بن گئے۔ مگر استغفر اللہ! مسلمانوں کا عمل تو "لا نفسرق بہن احد من

رسلہ“ پر ہے اور دونوں آنکھیں برابر۔ انہوں نے تنازع اور آواگون کے نام کا کتابھی نہ پالا۔ ہاں چند پانچ اور جہلاء منڈ گئے اب وہ بھی کھسکتے جاتے ہیں۔ پھر ”جری اللہ فی حلال الانبیاء“ (تذکرہ ص ۷۹، طبع سوم) کہہ کر آپ تمام انبیاء کے بروزی بنے ہیں اور دعویٰ صرف بروزی محمد ہونے کا ہے۔ پھر اپنی مسیحیت کا ثبوت تو احادیث سے دیتا ہے مگر بروزی محمد ہونے کا ثبوت نہیں دیتا۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے کہاں فرمایا ہے کہ بروزی محمد آئے گا پھر جب بروزی محمد ہے تو صرف قرآن اس کا معجزہ کافی تھا جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا ہے نہ کہ کوئی دوسری کتاب اعجاز اسخ وغیرہ۔ اعجاز اسخ اس کے زعم میں سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ حالانکہ وہ اس کا خانگی روز نامہ ہے اور سلما۔ کیا کسی کتاب کا مفسر معجز ہو سکتا ہے؟ اور جب وہ قرآن سے جدا گانہ کوئی اعجاز ثابت کرنا چاہتا ہے تو ظاہر ہے کہ اعجاز قرآن کا منکر ہے اور چونکہ یہ انکار درحقیقت اعجاز محمدی کا انکار ہے تو اس کا بروزی محمد ہونا باطل ہوا کیونکہ بروزی ظلی ہوتا ہے اور جب اصل شے زائل ہوتی ہے تو ظل کا زائل ہونا بھی ضروری ہے اور ”جری اللہ فی حلال الانبیاء“ (تذکرہ ص ۷۹، طبع سوم) بھی بروزی محمد ہونے کا مخالف ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم بجانب انبیاء مضاف ہے اور مضاف، مضاف الیہ کا غیر ہوتا۔ ورنہ خاتم ہونا اپنے واسطے اور ایک ہی شے کا مقدم و مؤخر ہونا اور تقدم الیہ علی نفسہ و تاخر الیہ عن نفسہ لازم آئے گا اور یہ محال ہے پس جری اللہ فی حلال الانبیاء سے لازم آتا ہے کہ قادیانی ان انبیاء کا بروزی ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گزرے ہیں اس صورت میں وہ خود اپنے نفس کا مغائر ہوگا۔

مرزا قادیانی کو دس کی مہلت

ہم قادیانی کو حج چیلے چاڑوں کے دس سال کی مہلت دیتے ہیں کہ ہماری ان باتوں کا جواب دیں اور انشاء اللہ قیامت تک نہ دے سکیں گے اور السناکت عن الحق شیطان اخوس ہوں گے۔

اعجاز احمدی پر نوٹ

اور یہ کہنا کہ اعجاز احمدی پانچ دن میں لکھی گئی ہے اول تو اس کا ثبوت کیا ہے؟ اور بالفرض وہ پانچ گھڑی میں لکھی گئی ہے یا پانچ سال میں مگر اس کو پرازمعارف کہنا حماقت ہے تو مزخرفات کا مجون مرکب ہے۔ جو ٹوٹے ٹوٹے اور اپنی اور اپنے حواری کی تعریف کے سوا اس میں کچھ بھی نہیں۔

ثناء خود بخود گفتن نہ نسید مردانارا
چوزن پستان خود مالد هووظ نفس کے یابد

قرآن مجید کو تو اپنے اعجاز فصاحت کا دعویٰ ہے اور آپ کہتے ہیں کہ مصنف اعجاز احمدی کو زبان عرب اور علم و ادب کا دعویٰ نہیں تو پھر یہ کہنا کہ اہل عرب اس کے مقابل قصبہ لکھیں۔ آپ اپنے منہ پر پتھر مارتا ہے۔ سبحان اللہ مہدی نژاد مغل اور اہل عرب سے محمدی۔ آنحضرت ﷺ کا تمام نظم زبان عرب میں تھا اور ”ما یسطق عن الہوی“ کے موافق وہ بھی معجزہ تھا۔ احادیث کی فصاحت و بلاغت کے برابر کوئی شخص ساری خدائی میں ایک فقرہ تو لکھ دکھائے۔ یہی وجہ ہے کہ موضوع اور مدلس حدیثیں خود بتا دیتی ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کا کلام نہیں اور قادیانی صاحب کی مادری زبان اردو ہے جس کی کوئی کل درست نہیں بلکہ قہقہہ اڑانے کے قابل ہے۔ وہ اردو زبان کے محاورات اور موارد سے محض تابلہ ہیں۔ پھر زبان عرب میں اعجاز کی اکڑنوں۔ واہ گرو، واہ گرو۔ پھر حافظ شیراز کا سنا سنا یا یہ شعر نقل کرنا۔

من از آن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زینجا

ثابت کرتا ہے کہ مرزا قادیانی معاذ اللہ یوسف اور امروہی صاحب ان کی زوجہ زینجا ہیں۔ شاباش۔ بڑھے رہو۔ کونہل عالم بالا میں ہو اور جڑ پاتاں میں۔ پھر شوکت کی تعریف میں جو آپ نے شاکیۃ الشوکیۃ تشوکیۃ شوکیۃ اصابتہ و دخلت فی جسمہ کو گردان کیا ہے تو غالباً میزان الصرف بھی کسی استاد سے نہیں پڑھی کیونکہ ماضی اور مضارع میں تمیز نہیں پھر ہر شخص جانتا ہے کہ کائنات دو سروں کے لگتا ہے نہ کہ آپ کو، تلواریں اوروں کو کاٹتی ہے نہ کہ اپنے آپ کو۔ پس شوکت کے سطوت و رعب کا جو کائنات لگا ہے اور اس نے فرقہ خبیثہ مولہ گرد گھنٹال اور اس کے چیلوں کے دل و جگر اور زبان میں پیدا کیا ہے تو وہ سب کو داخل دارالہوار کرے گا۔ انشاء اللہ! پھر بے تمیزی دیکھئے کہ اشوکت الیہودیہ تو تہا تانیہ لکھا اور فی جسمہ بضمیر مذکر۔ پھر طوفان تو دیکھو لکھتا ہے کہ ”شوکت نے وصف و ثناء محمد سے انکار کیا ہے۔“ حالانکہ ہم نے یہ اعتراض کیا تھا کہ لفظ ثناء عام ہے آنحضرت ﷺ کیلئے خاص نہیں۔ آپ ﷺ کی تعریف کونعت کہتے ہیں جیسے خدا کی تعریف کو حمد۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء کی تعریف کا منکر تو طہ اور کافر ہے۔ اب تمہیں ایمان سے کہو کہ عیسیٰ مسیح کو کس نے گالیاں دی ہیں؟

ہمارا کلام خطاب ارض میں تھا امروہی اس کے جواب میں ”وان من قسریۃ اور غلبت الروم فی ادنی الارض“ پیش کرتا ہے۔ بھلا یہاں خطاب کہاں ہے؟ اور اگر لفظ اہل مخدوف مانیں تو کیا وہ غائب نہ ہوں گے بہر حال غائبین سے خطاب ہوگا۔ کلام اس میں تھا

کہ غائب کو حاضر بنا کر سمجھنا شرک ہے۔ طرزہ یہ کہ غائب کے لئے خطاب کرنے کو خط و کتابت کی سند لاتا ہے۔ حالانکہ مکتوب الیہ کو کا تب اپنے تصور میں حاضر بنا کر خطاب کرتا ہے جو ذی عقل اور ذی حس ہے۔ زمین میں عقل اور حس کہاں ہے؟ پھر جیسا تقریر کے ذریعے سے انسان مخاطب ہوتا ہے کیا موضع مد کی زمین دونوں ذریعے سے مخاطب بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے؟ اور پھر پہلے اپنے لال گردو کا مامور من اللہ ہونا ثابت کرو۔ پھر اہل ارض کی ہلاکت کا یقین دلاؤ اور (اعجاز احمدی ص ۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۰) کے مصرعے ”کذوباً مفسداً صیدی اللدی“ میں جو مختلف بدل اور مبدل کی صورت پیش کر کے ”بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ“ کی سند پیش کی ہے تو یہ سراسر جہالت ہے۔ مصرعہ مذکور میں پہلے نکرہ اور پھر معرفہ ہے اور آیت کی سند میں حسب قاعدہ نحو پہلے معرفہ اور پھر نکرہ موصوفہ ہے۔ پس سند کیوں کر منطبق ہوئی اور ہمارا اعتراض کیونکر اٹھا؟ قرآن یا مستند اہل عرب کے کلام کی سند پیش کیجئے اور عبارات الہام ”انسی مہین من اراد اہانتک“ (تذکرہ ص ۳۴ طبع سوم) میں لفظ من شرط کو مشتعل ہے۔ آسانی باپ خرف ہو گیا ہے۔ یوں الہام کرتا: ”من اراد اہانتک وانسی مہین لہ“

اور آیت ”الذین یاکلون اموال الیتامی“ میں ماضی کے معنی لینا فضول ہیں جبکہ حال کے معنی درست ہو سکتے ہیں اور لفظ صید کے معنی شکار کرنے کے ہیں۔ اس فعل کی صفت الذی نہیں ہو سکتی اور مفعول کے معنی لینے پر اضافت دال برماخوذیت ہے اور ”اخذہ لا یغور“ دال برماخذ ہے جو قبل الاخذ بولا جاتا ہے اور قبل الاخذ لفظ صید کا بمعنی مفعول ہونا صحیح نہیں پس اس کا ترجمہ شکار بالکل غلط ہے۔

امید ہے امر وہی صاحب کے اطمینان کو اسی قدر کافی ہے کیونکہ مادہ کچھ سخت معلوم نہیں ہوتا کہ تیز مسہل اور عمل کی ضرورت ہو۔ ورنہ ہم تو ہر طرح لیس اور چست ہیں۔

۲ ملک میں عید اور قادیان میں ماتم

حکیم ابواسحاق محمد الدین

شادی و عیش ہے نو روز ہے گھر گھر لیکن

عید کا چاند عرم نظر آتا ہے ہمیں

آج تمام ملک میں عید بلکہ شاہ معظم کی تخت نشینی کی وجہ سے دو عیدیں ہیں مگر قادیانی ارڑ

پوپوں کی قسمت میں ماتم ہے۔ ارے میاں کیوں! اگر ارڑ پوپوں جی مسلمان نہیں تو کیا شاہ کی رعیت بھی نہیں۔ کیا شاہ کی تخت نشینی اور اقبال سے رنجیدہ ہے۔ کیونکہ (ازالہ ص ۶۸۵، خزائن ج ۳

۱۹۶۹-۷۰ء پر گورنمنٹ انگریزی کو جس نے ہندوستان میں ریل جاری کی ہے۔ دجال بنانا ہے چونکہ خود سچ بنتا ہے۔ اس لئے ممکن نہیں کہ دجالوں کی تخت نشینی سے خوش ہو۔ ماتم اس لئے ہے کہ اس نے ایک بڑھائی تھی کہ تیس سال کے اندر میرے لئے آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر ہوگا کہ جس سے میرا فیصلہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں: ”اے میرے مولا! اگر میں تیرے حضور سچا ہوں اور جیسا خیال کیا گیا ہے کہ کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائے گا کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔“

(اشہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشہارات ج ۳ ص ۱۷۷)

ان الفاظ کے مطابق ہم منظر تھے کہ خدا جانے کتنی دفعہ ارڈ پوپوں جی کے سر پر کٹنی لگے گی یا سرین پر دم نکلے گی۔ یا آسمان سے یاد جال کی آواز آئے گی۔ مگر افسوس ہے کہ جو کچھ ہوا تمام ملک نے دیکھ لیا۔ اس ۳ سالہ مدت میں ہا ہا اس کو ذلت ہوئی۔ اور آخری ذلت تو ایسی ہوئی کہ ساری عمر میں نہیں ہوئی تھی جو دراصل پیشینگوئی کے سچا کرنے کے لئے خدا کی طرف سے ہوئی۔ ایک ایک ہزار کی ضمانت کا وارنٹ اس کے اور اس کے تین حواریوں کے نام جاری ہوا اور ہنوز مقدمہ سر پر ہے۔

چونکہ ارڈ پوپوں نے اپنی پیشینگوئی کی بابت خود ہی فیصلہ کیا ہے پس بہتر ہے کہ ہم وہی فیصلہ نقل کر دیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ”میرے مولا! مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے پس اگر تین سال کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے میری تائید اور تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلا دے اور اپنے اس بندے کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کلاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام جہتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور طعون اور کافر اور خائن ہوں جیسا مجھے سمجھا گیا۔“

(مجموعہ اشہارات ج ۳ ص ۱۷۸)

۳ مرزائیوں سے دو دو باتیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کیوں جناب مفتی شفیع مولوی عبد الکریم (قادیانی)! تعجب ہے کہ مابہ دولت سے بھی قورے کا ہاتھ نہ ملایا۔ آپ جو زندہ پیر کے مجاور ہو کے بیٹھے ہیں اور زعفرانی اور ستھوری حلو و دواں کا

چڑھاوا پکھر ہے ہیں اگر کبھی کبھار ایک آدھ دو نامجد والسنہ مشرقیہ کی جانب بھی جھکا دیتے تو آسمانی باپ اور اس کے اکلوتے لے پالک کی روح بہت ہی خورسند ہوتی اور اس قدر چڑھاوے چڑھتے کہ منارہ چوٹی تک ڈھک جاتا۔ کسم ہے منارے دی یہ تہا خوری تو چنگلی نہیں۔ ہم بھی ایک تہائی کے حصہ دار ہیں۔ آپ جانتے ہیں ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ اوپر ہی اوپر چکھوتیان اڑانا اور شوکت اللہ کو اڑان گھائیاں بتانا اچھا پھل ندے گا اور وہی لیکھا ہوگا کہ بھوت گئے بھگوان کے پاس اور ارداس (عرضداشت) کی کہ ہم بھوکے ہیں۔ بھگوان نے حکم دیا کہ جاؤ جو لوگ ہمیں بھول گئے ہیں انہیں تم لوٹو کھاؤ۔

اچھا چپکے سے کان ہی میں کہہ دیجئے کہ مہینے میں کتنی یا شد ہو جاتی ہے۔ ہم کسی سے کہیں تو جب ہی کہنا۔ نذر بھینٹ چڑھانے والے (دناون منی آرڈر بھیجنے والے اور چھنا چھن کلا رعلیہ السلام کے دوشن کرنے والے) آپ کی چراغی علیحدہ دیتے ہیں یا حضرت اقدس ہی کے نذرانہ میں آپ کا بھی پوا ہے آخر پوارہ کیونکر ہوتے ہیں۔ تو ہم کو معلوم ہے کہ حضرت اقدس بجز ودان رقوں کے جو ان کے نام آئیں کسی رقم کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ یہ تو حیران نے پرند مریدان سے پرند والے اڑا لیتے ہیں۔ ہم کو تو خاص الخاص آپ کے ساتھ ہمدردی ہے کہ جو اگلے تطلے اڑ رہے ہیں خدا خواستہ ان میں کمی نہ آجائے۔ بشرطیکہ مجدد السنہ مشرقیہ کو فخر ملتا رہے۔ پانچواں حصہ نہ سمجھئے گا۔ بلکہ بیخ دو یعنی پانچ میں سے دو۔

اور یوں جناب منشی بابو یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم! ذرا ہم سے بھی کبھی انٹروڈیوس ہوتا رہے تو بڑا فائدہ ہو۔ آخر بحیثیت ایڈیٹر آپ کا بھی کچھ فرض ہے یا نہیں۔ آنکھیں ہی پھوٹیں اگر ہم نے الحکم میں آپ کے قلم کا نکلا ہوا کوئی لیڈنگ آرٹیکل کبھی دیکھا ہو۔ یا تو کلمات طیبات یا حضرت حکیم الامت کے مواعظ اور خطبات یا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات۔ بس الحکم کی یہی کائنات ہے۔ بس اس کوٹھی کے دہاں اس کوٹھی۔ آپ نے کیا تیر مارا۔ افسوس ہے کہ الحکم کے ماتھے ایسا لیاقت مآب ایڈیٹر مارا جائے۔

اور کیوں جناب محمد ہند کیوں بتی بنا کر رکھ لیا جاتا ہے کہ قادیان میں کسی کو اس کے دیدار نہیں کرائے جاتے۔ جیسا کہ فاضل امر دہی نے اپنے مضمون مندرجہ الحکم میں لکھا ہے۔ خبردار جو آئندہ ایسی فرد گزاشت کی در نہ ہم سے برا کوئی نہیں۔ محمد ہند پبلک کا مال ہے۔ آپ محمد کو اسی لئے چھپا رکھتے ہیں کہ حضرت اقدس آپ سے جواب کہنے کو کہیں گے۔ اور یہاں جامہ ندرام دامن از کجا آرم کا مضمون ہے کیونکہ شوکت اللہ کی باتوں کا جواب دینا خالہ جی کا گھر نہیں۔

۴ الحق الصریح فی تصدیق مثیل اسح پر نقد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

حال میں بعنوان ہالا ایک دو ورقہ مرزا قادیانی کے کسی مرید نے شائع کیا ہے۔ لیاقت یہ ہے کہ نام تک صحیح لکھنا نہ آیا۔ یعنی بجائے فی تصدیق مثیل اسح کے امثال اسح لکھا ہے۔ خبر اس کی تو کچھ شکایت نہیں کیونکہ تمام مرزائی ایسے ہی لیاقت مآب ہیں۔ اس دور قتی میں یہ دکھایا کہ مسیح موعود کی نسبت جو علماء اور اولیاء نے پیشینگوئی کی ہے تو اس کے مصداق ٹھیک مرزا قادیانی ہیں اور علماء نے جو ان پر تکفیر کے فتوے لگائے ہیں تو یہ بھی پیشینگوئیوں کے مطابق ہے کہ مسیح موعود پر کفر کے فتوے لگیں گے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان مرحوم کی یہ عبارت ان کی کتاب حج الکرامہ ص ۳۶۳ سے نقل کی ہے۔ ”جون مہدی احياء سنت و امامت بدعت، فرمايد علماء وقت كه خوگر تقليد فقهاء و القدار مشائخ و آباؤ خود باشند بگويند اين مرد خانه بر انداز دين و ملت است و بمخالفت بر خيزند و بحسب عادت خود حكم تكفير و تضليل و مے كنند“ اور صاحب کتاب اقتراب الساعه ص ۹۵ پر لکھتے ہیں کہ مہدی کے دشمن علماء اہل اجتہاد ہوں گے۔ اس لئے کہ ان کے خلاف مذہب ائمہ حکم کرتے دیکھیں گے۔ اور امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات ج ۲ مکتوب ۵۵ میں لکھتے ہیں: ”لزديك هست كه علماء ظواهر مجتهدات عيسى عليه السلام را از كمال دقت و غموض ماخذ انكار نمائند و مخالف كتاب و سنت دانند“ آگے چل کر علماء کی نسبت فرماتے ہیں: ”ناقصے چند احادیث چند را یاد گرفتہ اللوا حکام شریعت را در ان منحصر ساختہ. ماورا معلوم و رانفی نمائندہ و آنچه نزد ایشان ثابت نشد و منتفی مے سازند چون آن کر میکہ در سنگے نھان است زمین و آسمان اوھمان است“

ذرا ناظرین ملاحظہ فرمائیں! اگر مندرجہ بالا عبارتیں خدا اور رسول کے احکام ہیں تو ان سے کیا بات نکلتی ہے۔ کیا مرزا قادیانی نے احياء سنت و استحصال بدعت فرمایا ہے؟ انہوں نے تو سنت کا استحصال اور بدعت و شرک کا احياء کیا ہے۔ انہوں نے اپنی تصویریں بنوائیں اور شائع کرائیں۔ اور یوں تصویر پرستی کو رواج دیا۔ انہوں نے عیسیٰ مسیح کو گالیاں دیں۔ حالانکہ خود ہی مسیح موعود ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو حج حرمین شریفین سے روکا اور بجائے اس کے قادیان کو دارالامان اور مطاف بنایا۔ انہوں نے اپنے کو بردوزی (تاجی) محمد بتایا۔ انہوں نے آیات قرآنی میں تراسیم کر کے خود کو ان کا مورد قرار دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ آیتیں آنحضرت ﷺ پر نہیں اتریں بلکہ

مجھ پر اور میری شان میں اتاری ہیں۔ کیا احیاء سنت و امامت بدعت اسی کا نام ہے۔ پھر حدیث شریف میں جو ۳۰ جھوٹے دجالوں کی پیشینگوئی ہو چکی ہے ان کی تعداد ابھی پوری نہیں ہوئی۔ مرزا قادیانی پہلے ہی کود پڑے اگر احادیث پر مرزا قادیانی کا ایمان ہے تو وہ خود دعوائے مسیحیت مہدویت میں جھوٹے ہیں۔ اسی سال ایک مسیح لندن میں اور دوسرا فرانس میں پیدا ہوا ہے کیا ثبوت ہے کہ وہ دونوں تو جھوٹے ہیں اور مرزا قادیانی سچے ہیں۔

۵ مرزا جی الزام سے بری ہو گئے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اب بھی اگر تمام مرزائی مجددانہ مشرقیہ کا منہ بیٹھانہ کریں اور اس کی جانب رجوع نہ لائیں تو حد درجہ احسان فراموشی اور حدیث رسول اللہ ﷺ ”من لم یشکر الناس لم یشکو اللہ“ کی مخالفت ہوگی۔ مجدد نے پیشینگوئی کی تھی کہ اصل خیر ہے جان جو کھوں نہیں صرف آنے جانے کے پاؤں بیٹھے ہیں۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اب مرزا قادیانی کے حواری نے جو دعویٰ مولوی کرم الدین وغیرہ پر گورڈ اسپور میں دائر کر رکھا ہے وہ چند روز چلے گا۔ ایک آدھ پیشی ہو لے تو مجدد پیشینگوئی کرے۔ ابھی سے پیشینگوئی کرنا شاید مرزا قادیانی پر ناگوار ہو۔

ہم نے ایک لمبا چوڑا ہاتھی کے کان سے سوادو ہاتھ بڑا اشتہار دیکھا جس میں مرزا قادیانی کی بریت بڑی وحوم دھام سے لکھی ہے اور اس امر کو مخالفوں کے لئے نشان حق اور مسیح موعود کی حقیقت کی صداقت گردانا ہے۔ چروانہا شد درہنچہ شک یہ تو ہم لکھ ہی چکے تھے کہ کال کوٹھڑی نہیں۔ کالا پانی نہیں اور ہالا خرصلیب نہیں جو مسیح کا تمنا ہے اور جس سے مرزا قادیانی خوف کرتے ہیں صرف تھوڑی دیر کو خوف سے پاؤ گولوں کا اٹھنا اور پٹوں میں پانی کا ہو جانا ہے نہ ہال بیک ہو گا نہ روئیں کو آئج تک لگے گی۔ حالانکہ لگتی چاہئے کیونکہ دوزخ کی آئج مسیح کا کفارہ ہے۔ اگر الزام ثابت بھی ہو جاتا تو بڑی بڑی سودو سو روپیہ جرمانے سے زیادہ تھا۔ تعجب تو یہ ہے کہ مثل اس مسیح میں اصلی مسیح کی نہ تو کوئی بین علامت پائی جائے نہ اس کو آسمانی ہائیکورٹ سے ویسا ہی کوئی تمنا ملا جیسا اصلی مسیح کو ملا تھا۔ پھر بھی نشان حقیقت ظاہر ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی باپ اپنے سین صلیبی بیٹے پر ایسا مہربان نہ تھا جیسا اب لے پالک پر ہے کہ وہ کسی امتحان میں پاس نہ اترے اور جھٹ سے ڈپلوما اور کٹ سے ڈگری دے دے۔ یہ تو معاملہ ہی کیا تھا عدالتوں سے تو بڑے بڑے حاوی مجرم چھوٹ جاتے ہیں۔ اب ہر ایک خفیف الزام کا ملزم رہائی پا کر کان پھٹھنا کر دم جھڑ جھڑا کر کہہ سکتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور اس کے ماخوذ کرنے اور کرانے والے پولیس وغیرہ جہنمی

اور مردود ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ ایسی علامتیں جس قدر ظاہر ہوں گی یعنی مرزا قادیانی پر جس قدر کثرت سے مقدمات دائر ہوں گے۔ اسی قدر ان کی حقیقت کے نشانات ظاہر ہوں گے دود اور پھیدی۔ اندھے کو کیا چاہئے دوا نکھیں۔

لیکن رہ رہ کر یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ حقیقت کا نشان تو اس وقت ظاہر ہوتا جبکہ مرزا قادیانی کو سزا ملتی اور جیسی وہ مثیل اسح ہونے کے بھی مستحق ٹھہرتے۔ الزام سے بری ہو جانا تو مماثلت مسیح کا نشان نہیں اور اگر خدا نخواستہ مرزا قادیانی کو کچھ بھی سزا مل جاتی تو یہ کہتے کہ حقیقت ظاہر ہوئی کیونکہ اصلی عیسیٰ مسیح مظلوم تھا تو مثیل عیسیٰ کیوں مظلوم نہ ہوتا۔ پس کچھ تم نہیں۔ الغرض یاروں کے دونوں بیٹھے ہیں۔ مرزائی بظنیں بجا رہے ہیں۔ ملاء گار ہے ہیں اور عقلاء یہ کہہ رہے ہیں: "لو لا الحمق الخبوت الدنيا" مرزا قادیانی طرم بنائے جائیں ان کے نام وارنٹ نکلیں۔ قادیان سے جہلم کھنچے چلے جائیں مگر اس میں ان کی کچھ ذلت نہیں۔ مخالفوں کا کچھ بھی کسر شان ہو تو آسمانی ذلت ہے اور لمبے چوڑے اشتہاروں میں شائع کی جائے کہ فلاں شخص عدالت میں یوں ذلیل ہوا اور فلاں دون ذلیل ہوا اور مرزائی موچھوں پر تاؤ دیتے پھریں آسمانی باپ کے اجلاس میں یہی انصاف ہے۔

۶ مرزا قادیانی کے مریدوں کی تعداد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم دیکھتے ہیں کہ چند روز سے الحکم میں بیعت کا کالم نہیں چھپتا۔ بظاہر اس کے دو سبب ہیں یا تو اب لوگوں کا مرزائی ہونا بالکل بند ہو گیا ہے۔ وہ واقف ہوتے جاتے ہیں کہ یہ اصلی سونا چاندی ہے یا ملح اور گلت ہے؟ یا یہ سبب ہے کہ مرزا قادیانی ہمیشہ اپنے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ بتاتے ہیں اور الحکم میں اس کے شائع کرنے سے پردہ کھلتا ہے کیونکہ جس صورت میں اب ایک لاکھ ہیں تو روز افزوں ترقی کے دعوے کے موافق چند روز میں کئی لاکھ ہو جانے چاہئیں اور بیعت کے کالم میں کسی ہفتے میں دس کسی ہفتے پندرہ اور دو تین ہفتے چھوڑ دیئے جائیں تو یہ ۲۵ یا ۳۰ تک کی تعداد درج ہوئی ہے اور یہ تعداد بھی طرح طرح کی چالوں سے فراہم کی جاتی ہے مثلاً ایک ایک نام کئی کئی دفعہ دوہرایا مثلاً کسی شخص نے خط لکھا مرزا قادیانی نے فوراً اس کا نام بیعت کے کالم میں ٹانک دیا۔ مہلا یہ کاغذی تاؤ جھوٹ کے طوفان میں کب تک چل سکتی ہے؟ ایسی ہی باتیں اصلی حالت کا بیچہ کھول دیتی ہیں۔ یعنی دنیا کہہ سکتی ہے کہ دعویٰ تو لاکھوں مریدوں کا ہے اور الحکم کے سالانہ فائل کو ٹھولا جائے تو ٹھیں ٹھیں۔ اس لئے الحکم میں بیعت کے چھپنے کا ڈر باہی پھونک دیا گیا۔

۷ حدیث رسول اللہ ﷺ کا انکار مگر مطلب کے وقت اقرار

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ جو حدیثیں قرآن کے موافق ہیں انہیں ہم مانتے ہیں اور جو مخالفت ہیں انہیں نہیں مانتے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن میں عیسیٰ اور مہدی کے آنے کا ذکر کہاں ہے؟ عیسیٰ مسیح تو دنیا میں اپنی موت سے مراد گلیل علاقہ کشمیر میں ان کا حزار عالی شان قادیان کے منارے سے بھی کئی ہائس اونچا موجود ہے اور لازاف نیچر کے موافق جو مر گیا وہ پھر نہیں آسکتا۔ عیسیٰ اور مہدی کے آنے کا ذکر صرف حدیث میں ہے اور مرزا قادیانی مہدی بھی ہیں اور عیسیٰ بھی اور ”لامہدی الاعیسیٰ“ پر بھی ان کا ایمان ہے اور عیسیٰ مسیح کا دنیا میں آکر صلیب کے ٹکڑے اور خنازیر کا قتل عام کرنا بھی حدیث ہی میں ہے۔ قرآن میں نہیں اور مرزا قادیانی نے اس حدیث کو اپنا تمغہ بنا کر چند روز الحکم کی پیشانی پر بھی ثبت رکھا۔ جب مجدد الٰہ مشرقیہ نے استفسار کیا کہ صلیب سے کیا مراد ہے اور خنازیر سے کس مذہب والے یا کس نبی کی امت مراد ہے تو وہ حدیث چھیل ڈالی گئی اور اپنا تمغہ اپنے ہاتھوں کھو دیا۔ خوف ہوا کہ دھرا جاؤں گا کیونکہ صلیب کا تعلق نصاریٰ سے ہے اور خنازیر بھی انہیں کو سمجھے تو اب کیا منہ لیکر عیسیٰ اور مہدی بنتے ہیں۔ یہ بھی وہی بات ہے کہ جس ہانڈی کھائیں اسی ہانڈی چھید کریں۔ مطلب کے وقت تو حدیث کی سند اور جب مطلب نہ نکلے تو نہ صرف حدیث بلکہ قرآن بھی مسترد یا ایسی بھونڈی تاویل کہ چر خا کا تنے والی بڑھیا بھی اس کو اچھے ہوئے سوت کے دھاگے کی طرح توڑ کر پھینک دے۔ پھر قرآن کی تو تاویل کرتے ہیں مگر خلاف مطلب حدیثوں کی تاویل کرنی نہیں آتی۔ اس کی وجہ اپنے متقاء کو قہامنا ہے کہ قرآن کو کھلم کھلا مسترد کر دیں تو کوئی پاس بھی نہ پھٹکے اور حدیث کا منکر ایک دوسرا نیچری فرقہ بھی موجود ہے۔ جس سے مرزا مذہب تراشا گیا ہے اور آج کل تو حدیث رسول اللہ بے کس بے بس ہے۔ اس پر سب کے دانت تیز ہوتے ہیں مگر اب مرزا قادیانی تو نیچری بھی نہ ہے کیونکہ جن حدیثوں کا ماہصل قرآن نہیں ہے۔ ان کو مانتے ہیں پھر بے ٹٹو یہیں سے الغرض اللہ سلامت رکھے۔ مرزا قادیانی عجیب مجنون مرکب ہیں۔

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
انفوس تم کو میرے صحبت نہیں رہی

تعارف مضامین ضمیمہ شنبہ ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۳ء یکم فروری کے شمارہ نمبر ۵ کے مضامین

.....۱	جہلم کا مقدمہ اور مرزائیوں کی چہ میگوئیاں۔
.....۲	جدید الہامات۔
.....۳	غیب دانی۔
.....۴	وہی دس ہزار روپیہ والا قصیدہ۔
.....۵	مرزا قادیانی کا رقیب۔
.....۶	اثبات عقائد پر دلائل۔
	یہ تمام مضامین ایڈیٹر رسالہ مولانا شوکت اللہ کے رشحات قلم سے ہیں۔ اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

۱ جہلم کا مقدمہ اور مرزائیوں کی چہ میگوئیاں
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ باپ کو چھوٹی اولاد کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی ہے اور نچر کا بھی یہی قانون ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا چھوٹے چھوٹے شیر خوار بچوں کی پرورش کیوں کر ہو۔ دیکھو چھوٹے بچوں کو مرغی اپنے پردوں میں لے کر بیٹھتی ہے اور جب دانے نظر پڑتے ہیں تو خود نہیں کھاتی بلکہ چونچ میں لیکر کٹ کٹ کرتی اور بچوں کو بلا کر ان کے آگے ڈال دیتی ہے کہ یوں کھاؤ اور اگر بڑے بچے اس کے آگے سے دانہ اٹھائیں تو پر پھلا کر ان کے ٹھونگیوں مارتی ہے گویا وہ سوکن کے پوت ہیں۔ لیکن آسمانی باپ نچر کا یہ قاعدہ اپنے لے پالک کے ساتھ برتنا نہیں چاہتا۔ قرب قیامت ہے نا۔ بلکہ انفریب دیتا ہے۔ لے پالک سے کہہ دیا کہ مزے سے دندنا تارہ تیرا بال تک بیکانہ ہوگا۔ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ سولی کھڑی ہے۔ اس پر پڑھ جا اور صحیح سالم اتر آ۔

لے پالک پر جہلم میں مقدمہ دائر ہوا۔ کسی بے ضابطگی کی وجہ سے پہلی ہی پیشی میں خارج ہو گیا۔ پھر کیا تھا آسمانی باپ کے پوتوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ لمبے چوڑے اشتہارات نامہ اعمال سے بھی بڑے شائع ہونے لگے۔ ڈھول دماے نوبت تھارے دن دن بجنے لگے کہ آسمانی نشانی ظاہر ہوا۔ پیشینگوئی پوری ہوئی۔ آسمانی باپ کا الہام ٹھیک ٹھیک، لہذا میک بن کر نظر

آیا۔ یہ خبر نہیں کہ آسانی باپ نے جمانسا دیا تھا اور اپنے لے پالک کی گردن تروانی چاہی تھی۔
 بھولے بھالے ننھے منے۔ ساٹھے پاٹھے لے پالک کو کیا معلوم تھا کہ خزانہ باپ کھلی کر رہا ہے اور
 اندر ہی اندر لے پالک کی راہ میں کانٹے بوز رہا ہے اور فی الحقیقت کھوسٹ باپ بوا ہی مردود و منافق
 ہے کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمے کے دائرہ کرنے میں جو بے ضابطگی ہوئی تھی اس
 کی اصلاح کی گئی اور نامہ نگار نے لکھا کہ مقدمہ از سر نو دائر ہوگا۔ غالباً ہو گیا ہوگا۔ ہم کو معلوم ہوا
 ہے کہ اس معاملے میں مرزائیوں نے حسب ذیل چھ میگوئیاں کیں۔

ایک! ارے میاں یہ کیا ہوا۔ دوسرا! اجھی کچھ بھی تو نہیں برے کی ایسی کی تیسری کی دیسی
 اور بدخواہوں کی یوں کی دوں ہوگئی۔ تیسرا! کیا حضرت اقدس کی پیشینگوئی غلط ہو جائے گی۔ چوتھا!
 (دائمی پر ہاتھ پھیر کر) بھلا کوئی پیشینگوئی اب تک غلط ہوئی بھی ہے جو یہ غلط ہوگی۔ ڈیڑھ سو
 پیشینگوئیاں ہال باندھی پوری ہوئیں۔ منکروں کی تو مہے کی پھوٹ گئی ہے ان کو سو جھے کیا۔ مقدمہ
 نمبر سابق پر آ گیا ہے تو کیا ہوا۔ خدا نے چاہا تو دوہری فتح ہوگی۔ اور دیکھنا خانہ انفلوں کی بس تانی ہی تو
 مرجائے گی۔ کیا آپ کو اب تک پورا ایمان نہیں۔ کیا آپ اب بھی نہیں سمجھے کہ حضرت اقدس کون
 ہیں اور ان کی کیا شان ہے۔ وہ مثل المسح ہیں۔ عیسیٰ مسیح پر یہودیوں نے کیا کیا ستم نہیں ڈھائے۔
 حضرت اقدس پر تو ان کا تہائی اور چوتھائی دسواں، پچاسواں بلکہ سواں حصہ بھی اب تک نہیں ہوا۔
 یہ انبیاء کی سنت ہے اور سب سے زیادہ عیسیٰ مسیح کی سنت۔ وہ آسانی باپ کا صلیبی بیٹا ہے تو حضرت
 اقدس لے پالک۔ بس یہودیوں کے ہاتھوں جو کچھ ہو کم ہے۔ پانچواں! ابھی اصل بات یہ ہے کہ
 جلدی کی گئی۔ ابھی فتح کا اشتہار نہ کرنا چاہئے تھا جب مقدمہ صرف بے ضابطگی میں خارج ہوا ہے
 تو ایک بے وقوف سے بے وقوف بھی سمجھ سکتا ہے کہ بے ضابطگی کی اصلاح ہوگی اور مخالفین جو
 حضرت اقدس کے خون کے پیاسے ہیں کیوں درگزر کرنے لگے۔ کیا کہوں حضرت اقدس کے مشیر
 ہی کچھ ایسے ہیں کہ انجام پر نظر نہیں ڈالتے۔ میں نے جب ہی کہا تھا کہ ابھی اچھلنا کودنا نہ چاہئے۔
 تیل دیکھتے تیل کی دھار دیکھتے۔ اور جلدی ہی کیا تھی؟ چاند چڑھتا ساری دنیا دیکھتی۔

چھٹا! کیا آسانی نشان جس کے ظہور کی پیشینگوئی کی گئی تھی اور جس کا الہام ہو چکا تھا وہ
 ظاہر نہ کی جاتی۔ حضرت اقدس تو مامور من اللہ ہیں۔ اپنی جانب سے کچھ بھی نہیں کہتے۔ ان کی
 شان تو ما یسطق عن الہوی ہے اور مامور کا یہ کام نہیں کہ حق کو چھپائے اور امانت میں خیانت
 کرے۔ ساتواں! یہ ہماری تمہاری گھر کی بات ہے۔ دوسرا بھی مانے۔ یہودی عیسیٰ مسیح کو مامور من
 اللہ ماننے تو ظلم ہی کیوں کرتے۔ اب تو دنیا میں الحاد پھیل رہا ہے۔ فلسفہ کی تعلیم نے ستم ڈھا رکھا

ہے۔ مامور من اللہ اور نبی رسول کی قدر کسی زمانے میں تھی مگر اب نہیں۔ ساری خرابیاں بد بخت
جدید فلسفے کی ہیں۔ کسی زمانہ میں پیشینگوئیاں اور الہامات مانے جاتے تھے مگر اب نہیں۔ ورنہ نبی
ہی میں فرق ہی کیا ہے۔ آٹھواں ایہ نہ کہو۔ معجزات کو اب بھی لوگ مانتے ہیں مگر صرف پرانے
گزشتہ اور مردہ انبیاء کے معجزات کو نیا نبی آنکھوں کے سامنے آسمان سے سیزمی لگا کر بھی اترے تو
کوئی نہیں مانتا۔

دیکھو ہمارے دارالامان کا منارۃ المسیح کیا مسیح موعود کے اترنے کی سیزمی نہیں مگر اس کو
مؤمنین ہی نے مانا۔ مگرین یہود سیرت کیوں ماننے لگے۔ عیسیٰ مسیح مر گیا۔ گل گیا۔ گلگیل میں اس کی
قبر موجود مگر مسلمان جو نجس عیسائیوں بے بھی گئے گزرے۔ اس کو ۱۹ سو برس سے آسان پر زندہ
کھتے ہیں۔ ذرا خیال تو کرو کہ مردہ مسیح تو اب تک معجزات دکھائے اور ہمارے حتمی اور قائم مسیح موعود
کے معجزات جو آنکھوں کے سامنے ہیں۔ وہ چھتر پر رکھ دیئے جائیں۔ ڈیڑھ سو پیشین گوئیاں جو دن
دہاڑے پوری ہوئیں اور سینکڑوں آسمانی نشان جو یکے بعد دیگرے ظاہر ہوئے۔ ان کو کوئی نہ
مانے۔ گزشتہ انبیاء میں کونسا رخاب کا پر تھا جو حضرت اقدس میں نہیں۔ کیا وہ انسان نہ تھے۔
فرشتوں میں سے منتخب ہو کر آسمان سے اترے تھے۔ وہ بھی انسان تھے اور حضرت اقدس بھی
انسان ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ پیغمبر عرب کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ اسلام کا برباد کرنے والا
اور خدائے قدیر کی قدرت کا سلب کرنے والا اور اس کو ہر طرح عاجز بنانے والا ہے۔ قرآن میں
کہیں ایک حرف بھی ایسا نہیں جس سے قیامت تک انبیاء کی آمد کا سلسلہ منقطع سمجھا جائے۔ لفظ
خاتم النبیین کے سمجھنے میں تمام علماء اور مفسرین بلکہ خود صحابہ نے غلطی کھائی۔ خاتم کے معنی مہر کے
ہیں اور مہر ہر شخص کا نشان اور علامت ہوتی ہے۔ پس یہ مطلب ہوا کہ پیغمبر عرب انبیاء کا نشان
ہے۔ یعنی دوسرے انبیاء کی طرح محمد بھی ایک نبی ہے۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ اب قیامت تک
کوئی نبی نہ آئے گا۔

دیکھو دنیا میں کیسے کیسے اولوالعزم نبی گزرے جن کی تصدیق خود پیغمبر عرب نے بلکہ
قرآن نے کی ان میں سے کوئی قاطع سلسلہ انبیاء نہ ہوا صرف پیغمبر عرب ہوا۔ بھلا اس خصوصیت
و ترجیح کی آخر کوئی وجہ بھی۔ اب رہی ”حدیث لا نبی بعدی“ یہ پاروں کی نری گھڑت ہے۔

پیغمبر عرب ایسا خلاف قیاس اور خلاف نیچر دعویٰ نہ کر سکتا تھا جو قرآن کے خلاف ہو۔
ہمارے مسیح موعود اور امام الزمان نے حکم دیا ہے کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہو اسے پتھروں سے
مارو۔ نواں! آپ نے یہ قصہ جھگڑا پرانا دکھڑا کیوں چھیڑ دیا۔ ایسی ہی باتوں نے تو مسلمانوں کو

برہم کیا اور حضرت اقدس کا ان کو دشمن بنایا۔ گفتگو اس امر میں تھی کہ گو حضرت اقدس پر الہام ہو چکا تھا کہ آسمانی نشان ظاہر ہوگا مگر اس کے ظاہر کرنے میں ایسی جلدی کیوں کی گئی۔ وہ تو خود ہی ظاہر ہو جاتا اور الہام ضرور پورا ہوتا اور جب کہ ہماری طرف سے مخالفوں پر گوروا سپور میں مقدمہ دائر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ نیچے بیٹھنے والے نہ تھے۔ ہر شخص اپنے کو حریف کے پنجوں سے بچاتا اور اس کو ضرر پہنچانا چاہتا ہے۔ ممکن نہیں کہ ہم تو دشمن پر حملہ کریں اور وہ ہتھیار خاموش بیٹھا رہے اور ترکی ہتر کی جواب نہ دے پس کم از کم ہم کو اپنے مقدمہ مروجہ گوروا سپور کا انتظار کرنا چاہئے تھا۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی پر خلاف عقل اور مضرت الہام نہیں ہوتا۔ یہ جلد بازی حضرت اقدس کی جانب سے نہیں ہوئی بلکہ ہمارے بھائیوں کی جانب سے ہوئی ہے۔ راوی! میں یہ چہ میگوئیاں چپکا چپکا ایک گوشے میں بیٹھا سنتا رہا۔ بے تحاشا ہنسی آتی تھی مگر ضبط کرتا تھا۔ یہ خبر کسی کو بھی نہیں کہ آسمانی باپ کی ناک ابھی تک اپنے لے پالک سے سیدھی نہیں ہوئی۔ وہ ضرور غضب ناک ہے۔ اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ لے پالک میں اوچھاپن اور کم ظرفی پیدا ہو گئی ہے۔ وہ ذرا سی بات میں اچھل پڑتا ہے۔ جامہ سے باہر ہو جاتا ہے۔ آسمانی باپ نے نشان کے ظاہر ہونے کا الہام ضرور کیا تھا مگر وہ نشان یہ نہ تھا جس کو لے پالک نشان سمجھا وہ تو چند روز میں مقدمات کے انحصال پر ظاہر ہوگا اور یوں تو قادیان میں اگر کوئی گوز بھی مارتا ہے تو اس کو آسمانی نشانی اور فتح کا نثارہ بتایا جاتا ہے اگر یہ جلد بازی نہ ہو تو پیٹ پھول جائے۔ اور کھایا پیا نہ بچے۔ پہلی پیشی میں مقدمہ کے خارج ہونے کے شادیا نے تو بجائے گئے مگر جب مقدمہ پھر نمبر سابق پر دائر ہو گیا تو اس کا ذکر غائب غلبہ۔ ایسی ہی باتوں سے جن میں اصلی واقعات چھپائے جاتے ہیں۔ آسمانی باپ ناراض ہو کر ڈانٹ بتاتا ہے کہ تقاول پر تو پھر پھر ہوتے ہیں اور تشاظم اور تطیر پر گویا تانی مرجانی ہے یہ سبک سری آسمانی باپ پر بھاری ہو کر لے پالک کو نظروں سے گرا دیتی ہے۔

مرزانے جب دیکھا کہ میری مخالفت رکی نہیں تو لوگوں پر مقدمات دائر کرو۔ ان پر جرمانے کراؤ۔ ان کو جیل خانے بھجواؤ یوں مسلمان دنیا میرا لوہا مان جائے گی اور مخالفوں کا سدباب ہو جائے گا۔ پھر تو مطلع صاف ہے۔ ہمیں ہم ہیں۔ مسلمانوں کو دھڑا دھڑ مرزائی بناؤ الحاد پھیلاؤ۔ نذرانے اور دکھشنے لو۔ دولت جمع کرو۔ جائیدادیں خریدو۔ مستاتوں کے لئے جڑاؤ زیورہ بنوؤ۔

جو خانہ ہستی میں ہے میرے ہی لئے ہے

جو ذائقہ مستی میں ہے میرے ہی لئے ہے

مگر یہ چال الٹی پڑی اور یہ حکمت عملی نہایت معضرت اور خراب ثابت ہوئی۔ آسمانی باپ

نے یہ نہ سوسنجائی کہ اے ناخلف لے پالک تو نے تمام مذاہب کے کبراء اور مقتدراء اور پیشواؤں اور تمام علماء اور مشائخ کی تذلیل و توہین میں کون سی بات اٹھا رکھی ہے کہ تیرے واسطے کوئی اٹھا رکھے۔ ایک ایک مقدمے کا جواب ہر مقام پر سوسومقدمات ہو سکتے ہیں۔ لے پالک اور اس کے حواری کہاں کہاں مارے پھریں گے اور کس کس مقام پر ٹانگ الجھائیں گے۔ جب مہدویت و مسیحیت کا جہہ چاک چاک ہوگا اور حلتہ الانبیاء کے چیتھڑے اڑیں گے اس میں بھنباتے پڑیں گے۔ جھینجرے لگیں گے تو کہاں کہاں رفو ہوگا۔

ہمارے علماء اور مشائخ کو کیا کیا ذلیل کیا گیا مگر انہوں نے صبر کیا اور عدالت سے تدارک نہیں چاہا۔ صرف تحریری جواب دیئے۔ یہ صاف مرزا اور مرزائیوں کے عاجز ہو جانے کا ثبوت ہے کہ جب ہر طرح سے ہارے تو اٹھا اٹھا کر پتھر مارے۔ ہم کو خوف ہے کہ مقدمات کا چار طرف سلسلہ شروع ہو گیا تو انجام بہت خراب ہوگا۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ طرفین سے عدالتوں میں باز دعوے دیئے جائیں اور مصالحت کی جائے۔ ہم یہ اس لئے کہتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی نے ایک بھی شکست کھائی تو ہوا اکھڑ جائے گی اور رنگ روپ بگڑ جائے گا۔ مرزائی ایک ایک کر کے پھر ہو جائیں گے اور خالی ٹاپا ہی ٹاپا ہو جائے گا۔

۲ جدید الہامات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

چند روز تو مجدد الہامات مشرقی کی چٹھاڑ کی وجہ سے الہامات کا یوں قبض رہا جیسے کسی انہی اور چاند و باز کو رہتا ہے مگر دفعۃً پھر بم بھوئی اور کھٹکنا کر الہامات کا بطن ہو گیا۔ سردی کی موسم میں جب لے پالک کے خیر مقدم یا لینڈوری میں چار طرف سے طاعون دوڑتا ہے جو مسج موعود کی بڑی بھاری علامت ہے تو الہامات کیوں نہ دوڑیں۔

نبی کے ساتھ کتاب یا صحیفہ کا ہونا ضروری ہے جو انسان کے دینی و دنیوی پولیٹیکل اور سوشل اور تمدنی امور کی اصلاح کرے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کے الہامات میں کیا ہوتا ہے۔ اپنی بھٹی اور خود ستائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ میں خدا کا بجز ولد ہوں۔ میں خدا سے ہوں اور خدا مجھ سے۔ میں سچا ہوں اور ضرور سچا ہوں اور سچ کھیت سچا ہوں۔ میرے مخالفین مردود اور جہنمی ہیں۔ آسمانی باپ بڑی محبت بھڑاس سے میری طرف دوڑتا ہے جب میں عرش کے فرش پر گھٹنوں چلتا ہوں۔ میں تکوار وغیرہ سے قتل نہ ہوں گا۔ (ہاں کوئی سکھیا یا دستوراوے دے تو اس کی خبر نہیں۔) کوئی پوچھے آپ کا جانی دشمن کون ہے اور کوئی ہو بھی تو دوسرے فرقے اور مذاہب کا دشمن

ہے مگر پرامن عہد سلطنت کے خوف سے سب مجبور ہیں ورنہ ہمیشہ ویسے ہی قتل عمد ہوا کرتے جیسے سکھا شاہی اور مرہٹہ گردی وغیرہ میں ہوا کرتے تھے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی اسلام جیسے عالی شان اور محیط مذہب کی حقیقت ہی سے ناواقف ہیں۔ اگر کتب فقہ کنز ہدایہ وغیرہ کی کوئی جزئی و بیانات و معاملات کے بارے میں ہو مرزا قادیانی اور تمام مدعیان علم و تہذیب (مرزائیوں) کے سامنے پیش کی جائے تو اس کے افہام و تفہیم سے سب کی عقل گھن چکر ہو جائے گی۔ حالانکہ ان کتابوں کو اسلامی مجموعی قوانین (قرآن و حدیث) سے وہی نسبت ہے جو قطرے کو دریا سے اور ذرے کو صحرا سے۔ ہم نے کنز اور ہدایہ کا ذکر کیا ہے اصول فقہ کی بسیط کتابیں مسلم الثبوت عضدی اور بزدوی کی تو مرزا اور مرزائیوں نے شکل بھی نہ دیکھی ہوگی۔ پھر جب تم یہ کتابیں جن کا بیشتر ماخذ قرآن و حدیث ہے۔ نہیں سمجھ سکتے تو قرآن و حدیث کو کیا سمجھو گے۔ ہاں اتنا سمجھ سکتے ہو کہ احمد جو قرآن مجید کی آیت میں وارد ہوا ہے تو اس سے مراد غلام احمد ہے اور الحمد سے چونکہ لفظ احمد مشتق ہے۔ لہذا سورہ الحمد غلام احمد کی شان میں اتری ہے۔ یہ ایسی حماقتیں ہیں کہ ادنیٰ عقل والا بھی ان پر ہنستے ہنستے امیرن بن جائے گا مگر واہ رے عقل کل مرزائیو کہ تم ان حماقتوں کو نہیں سمجھتے۔ ضرور سمجھتے ہو مگر بات یہ ہے کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں مزے ہیں مگرے ہیں۔ زعفرانی اور مستفقوری حلوے ہیں۔ ہوا پرستیاں ہیں اور چکھوتیاں ہیں مگر کب تک۔

اے شیخ ایک چور ہے ہادی نسیم صبح

مارے گی کوئی دم میں ترے تاج زر پہ ہاتھ

اسلام وہ عالی شان مجموعہ تہذیبِ خدائی مذہب ہے کہ بڑے بڑے بت پرست آتش پرست ہوا پرست لوگ اپنے آبائی مذاہب کو چھوڑا کر اس میں شامل ہوئے اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یورپین لوگ کیسے کانیاں فلسفی مزاج اور سائنس و فلسفہ کے کتنے تعلیم یافتہ ہیں مگر وہ بھی آبائی صلیب پرستی اور جلیٹ پرستی چھوڑ کر اسلامی توحید و رسالت پر ایمان لا رہے ہیں۔ اب مرزا جی بتائیں کہ ان کے نئے دین میں کتنے ہندو، سکھ، آریا، یہودی، عیسائی، پارسی، بودھ شامل ہوئے ایک بھی نہیں۔ کیا رسول اور نبی ایسے ہی ہوتے ہیں؟

اسلام تمام دنیا کے واسطے ہے اور اس کے اخلاقی اصول سے کوئی انصاف منس مذہب انکار نہیں کر سکتا۔ اب بتاؤ مرزا قادیانی نے کونسا نیا اصول ایجاد کیا جس کو کوئی مذہب والا مان سکے۔ آپ اسلام کی اصلاح کے لئے اٹھے ہیں۔ سبحان اللہ ایسے ہی لوگ مصلح ہوتے ہیں کہ جس کا کل

اور اکل مذہب کی اصلاح کرنے چلے ہیں خود اس کے اصول نہیں سمجھ سکتے اور سمجھتے ہیں تو صرف اتنا کہ قرآن میں فلاں فلاں آہت میری شان میں اور مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ تھوڑی سی سمجھ کا آدمی ان حماقتوں کو سن کر غصے میں بھر جاتا ہے اور جب کچھ بس نہیں چلتا تو مجبور ہو کر یہ چاہتا ہے کہ سر پیٹ ڈالے۔

قرآن کی آیتیں میرے حق میں اس لئے ہیں کہ میں بروزی محمد ہوں۔ مگر محمد ﷺ کی حدیث سے انکار کیا اچھا بروز ہے؟ یہ تو شیطانی ابراز ہے۔ ہنود کو گالیاں دیں اور انہیں سے بروز (تناخ) لیا۔ یہ نئے اسلامی نبی اور رسول ہیں۔

۳ غیب دانی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

پیشینگوئی کرنے والا یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں غیب دان ہوں یا دوسرے الفاظ میں یہ کہتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ چونکہ یہ صفت خاص خدائے تعالیٰ کی ہے لہذا کسی نبی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ آنحضرت ﷺ نے بڑی زبرد توغ کے ساتھ ممانعت فرمائی۔ آپ ﷺ نے صاف فرمایا کہ میں نہیں جانتا قیامت میں میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ یہ کام نجومیوں، رتالوں، سادھو بچوں کا ہے جو اس حیلے سے روٹی کھاتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کیا مرزا قادیانی ایسے چلتے پرزدوں سے کم ہیں۔ کم کیا معنی چند بالشت بڑھے ہوئے ہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نجومیوں اور رتالوں کی انکل کا تیر تو کبھی لگ بھی جاتا ہے مگر مرزا قادیانی کے تمام تر نکلے ہوئی رہے۔ نشانے پر ایک بھی نہ لگا کر وہیں دھوکڑی بھی ہے کہ تمام پیشینگوئیاں پوری ہوئیں۔ ایک جمول میں دعویٰ تو تھا زکا مگر نکل مادی اس کی یہ تاویل گھڑی کہ میں نے یہ کہاں کہا تھا کہ اس کا بھ میں کنوتیاں بدلتا، نا پیں مارتا، راتب مانتا، آٹھوں کا تھ کیت برآمد ہوگا۔

آسانی باپ نے کچھ تینہ نہیں کر دیا کہ زرا سی جمول میں ہو دوسری میں نہ ہو۔ یہ خاصہ تو صرف آسانی باپ کا ہے کہ ایک ہی جمول نکال کر عینین ہو گیا اور مجبور ہو کر مجھے لے پا لک بتا لیا۔ مگر میرے دم خم ایسے نہیں کہ بس ایک جمول میں پر پرزے گر جائیں۔ دیکھ لو میں نے دوسرے جمول میں کیسا ڈنمٹکر اس سال کا سا پورا نکلوایا۔ آسانی منکوہ والی پیشینگوئی تو ایسی پوری ہوئی کہ باید و شاید۔ اندھوں کو نظر نہیں آئی۔ قاضی فلک نے نکاح پڑھا۔ زہرہ اور مشتری نے سہرہ گایا۔ فرشتوں میں مبارک سلامت ہوئی۔ بس وہ تیرے نکاح میں آگئی۔ کسی کو دکھائی نہ دے تو اس میں میرا کیا قصور؟ اس کے جتنے انڈے بچے ہوئے اور ہوں گے وہ سب میرے ہیں۔ اور

میرے ہی کہلائیں گے۔ میں منہ میں گنگالے کر اور آنکھوں سے الوپ انجن ہو کر ہر شب وہاں وارد ہو جاتا ہوں۔ میں سب کو دیکھتا ہوں مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔ اور خود منکوحہ کو بھی معلوم نہیں ہوتا۔ مجھے یہ انگاروح القدس سے ملا ہے۔

اگر کسی میں قوت قدسیہ ہے تو روح القدس کے فیضان کی کیفیت (نعوذ باللہ) بی بی مریم سے پوچھ لے اور تصدیق کر لے۔ میری پیشینگوئی کا مطلب یہ تھا کہ نکاح آسمان میں ہوگا۔ زمین پر اس کا ظہور نہ ہوگا دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔

۴ وہی دس ہزار روپیہ والا قصیدہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم بارہا لکھ چکے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ کسی کلام میں جب تک مجددانہ شریعت شوکت اللہ کی اصلاح نہ ہو اور تصدیق کے لئے اس پر دستخط نہ ہو جائیں نکسال باہر ہے اور پبلک میں ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا۔ پس جو لوگ کا تا اور لے دوڑی کو زیر نظر رکھتے ہیں بڑی غلطی کرتے ہیں۔ اردو، عربی، فارسی میں کیسے ہی پایہ کا کلام ہو مگر یاد رکھو کہ وہ مجدد کی اصلاح کا محتاج ہوگا۔ لیجئے۔

فِإِنَّ بَدَنِي بَعْدَ جَهْدِ إِذَا بَدَمِ
وَحَسْبِي شَاءَ اللَّهُ مِنْهُ وَتَطْمَرِ

خوب گداختن اور اذابہ گرازا نیدن یعنی دوسرے سے گلوانا مگر جہد کی یہ صفت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ معنی ہوئے کہ بڑی کوشش کے بعد جس نے ان کو گلوایا ایک بھیڑ یا لائے اور دوسرے مصرعے میں عنی یا یعنی کا صلہ بآتا ہے نہ کہ من صلہ کے حروف چارہ کی تیز نہیں۔ "وقال استروا امری وانی اردو ہم۔ اخاف علیہم ان یفروا ویبدروا" ستار باب افعال سے نہیں آتا بلکہ استنار آتا ہے اور مستر بھی کسی امر یا بعید کے چھپانے کو نہیں کہتے بلکہ پردے اور پوش اور پردے میں چلے جانے اور لباس کو کہتے ہیں۔ امر یا راز کے چھپانے کو اخفاء کہتے ہیں۔ پس مصرعہ اولی یوں بنا لیجئے۔

وقال اخفوا امری وانی اردو ہم

یا یوں کہو

وقال اخفوا امری وانی اردو ہم

اور مصرعہ ثانیہ میں ید بروغلط ہے اگر پشت دیئے جانے یعنی بھاگنے کے معنی ہیں تو اوبار مصدر لازم نہیں بلکہ متعدی ہے اور اگر باب افعال سے صیغہ مجہول ہے تو یہ معنی ہوئے کہ

پشت دیئے جائیں جو بالکل مہمل ہے۔ بھاگنے اور پیٹھ دیئے جانے کے لئے استاد بار آتا ہے نہ کہ ادبار۔

رو ابرج بہتان تشادو تعمر
 لقالو الحاک الله کیف تزور
 برج بہتان ماشاء اللہ خیر مال کی گل ہے۔ زبان عرب میں برج بہتان کس نے باندھا اور تعمیر کیا ہے؟ شاید مرزا قادیانی اسے اپنا برج منارہ سمجھے ہیں۔ کسی شاعر عرب کی سند پیش کیجئے۔
 فصار و ہمة للرماح درية
 و يعلمها احمد علی المدبر
 روح نیزے کو کہتے ہیں اور زیادہ مناسب سہم یعنی تیر ہے پس رماح کی جگہ سہام چاہئے یعنی۔

فصار و اہمة للسہام درية
 وان لسان النمرء مالم یکن لہ
 اصلا علی عوراته ہو مشعر
 اصاۃ بمعنی عقل بڑا بھاری اجنبی چینی مٹھی محاورہ چین سے ڈھونڈ کر لائے۔ سلیس اور صاف لفظ (صواب) کیوں بھرتی نہ کر دیا یعنی۔

صواب علی عوراته وهو مشعر
 آپ کو تو زخاف کا دور کرنا بھی نہیں آتا۔ (باقی آئندہ)

۵ مرزا قادیانی کا رقیب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

سید سکندر شاہ پشاور کی جو غسل آتشین کرنے میں مشہور ہیں۔ ڈنگے کی چوٹ للکار تے ہیں کہ مرزا قادیانی آئیں اور مجھے دریا ئے آتش کی مچھلی بننے ہوئے دیکھیں اور میرے ساتھ آگ پر چلیں ورنہ دعوے مسیحیت سے باز آ جائیں کیونکہ انبیاء کو خدائے تعالیٰ ایسی فوق العادت قوت عطا کر دیتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل پر آگ سرد ہو گئی۔ اگر مرزا قادیانی سچے مسیح موعود ہیں تو ان پر بھی آگ سرد ہو جائے گی ورنہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ سے باز آئیں اور میرے ہاتھ پر بیعت کریں۔

بات تو ٹھیک ہے اب دونوں کی خوب مل کر بچے گی مگر آسمانی باپ نے جب پہلوئے

کی طرح لے پالک کو دوسرے بیٹوں کے گناہوں کے کفارہ میں نہ صلیب پر کھینچا نہ جہنم میں جھونکا تو اس کو آگ میں کیوں جھونکنے لگا لوگوں کا کیا بگڑا۔ ایک بڑا تک دی کہ لے پالک آگ سے کھیلے۔ وہ تو مصوم ہے، شیر خوار ہے، نادان ہے، بے عقل ہے، ضرور آگ میں گھٹیوں چلنے لگے گا جل کر سلسلہ ہو گیا تو کسی کا کیا بگڑے گا جس طرح آسمانی باپ پہلو نے صلیب بیٹے کو رو بیٹھا کیا اسی طرح لے پالک کو بھی رو بیٹھے۔ واہ جی واہ۔ اچھی کہی۔ یہ لوگ کسی طرح یہودیوں سے کم نہیں کیونکہ لے پالک کی جان کے خواہاں ہیں۔ آسمانی باپ ایسے جھانسون کو خوب سمجھتا ہے پس وہ ہرگز اجازت نہ دے گا۔

۶ اثبات عقائد پر دلائل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے ایک نئے مرید متواتر اشتہارات دے رہے ہیں کہ تمام مسلمان ان کے مرشد اور امام الزمان اور مسیح موعود کے خروج اور بعثت کو جان نہیں اور اچھی طرح پرکھیں اور پھر ان پر ایمان لائیں۔ حال میں ایک اشتہار بدیں مضمون شائع کیا ہے کہ: ”اگر کوئی صاحب کسی آیت قطعہ اللہ اللہ یا کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے حضرت مسیحی کا جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر آسمان کے لئے زندہ آسمان سے اترنا ثابت کر دیں تو میں پچیس روپے کی جیبی گھڑی نذر کروں گا اور مرزا قادیانی کی بیعت سے دستکش ہو جاؤں گا۔“

بفرض محال کوئی یہ باتیں ثابت نہ کر سکے تو مرزا قادیانی کے پاس مسیح موعود ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اس سے یہ کیونکر ثابت ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی اپنا مسیح موعود اور بروزی نبی اور رسول ہونا منتخب علماء اور مشائخ کے جلسے میں ثابت کر دیں تو ہم پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔ یہ دعویٰ تو ہر شخص کر سکتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور میرس میں دو مسیح موجود ہیں اور علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ ہم مسیح موعود ہیں۔ ان کے اور مرزا قادیانی کے دعوے میں کیا فرق ہے یہی تا کہ انہوں نے کوئی شرطیں نہیں لگائیں اور مرزا قادیانی لغو اور بے ہودہ شرط لگا رہے ہیں اور گویا ثابت کر رہے ہیں کہ میں اس صورت میں مسیح موعود ہوں کہ کوئی قرآن وحدیث سے مسیحی مسیح کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ثابت کرے۔ انہیں کے دعوے سے ان کی مسیحیت ابھی مشروط و معلق ہے حالانکہ مذکورہ بالا دو مسیح کوئی شرط نہیں لگاتے۔ پہلے مرزا قادیانی اپنے حریفوں اور رقیبوں کا دعویٰ باطل کریں تب میدان میں آ کر غم ماریں کیونکہ تمہیں مسیح

موجود نہیں ہو سکتے۔ مرزا قادیانی کو تو صرف یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں ضروری اور قطعی اور یقینی اور بے شک اور الہتہ اور بے ریب اور حتمی اور یقینی مسیح موعود ہوں۔ دلیل ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ میں مصادر علی المطلوب کو نہیں جانتا اسے منطق والے جانیں۔

جن دلائل سے مرزا قادیانی آسمان پر عیسیٰ مسیح کے اٹھائے جانے کے منکر ہیں وہ خود قابل مضحکہ ہیں۔ رفع سے رفع روح یا سلب روح یا موت مراد لیتے ہیں۔ اگر جناب ہاری کی بھی یہی روداد ہوتی تو امانۃ اللہ فرماتا۔ پھر رفع روح یا سلب روح مراد لینے سے عیسیٰ مسیح کی کوئی ترجیح اور فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ ایک مجھ اور کبھی کی روح بھی سلب ہوتی ہے اور اگر رفع درجات مراد ہے تو تمام مومنین، صادقین، صلحاء اور شہداء اس میں شامل ہیں پھر بھی عیسیٰ مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں۔ پھر بھی اعتراض یہودی اور آریا اور دہریے بھی کرتے ہیں۔ یعنی معجزات انبیاء کے قائل نہیں۔ اس صورت میں مرزا قادیانی مسلمان نہیں ہیں اور نہ قائل خطاب۔ حالانکہ وہ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔

رفع روحانی سے رفع مراتب مراد لینا تحصیل حاصل ہے کیونکہ عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ اور روح اللہ میں ان کو یہ مرتبہ پہلے ہی حاصل ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ دنیا میں اپنی موت مرے تو پھر آیت میں لفظ شبہ فضول ٹھہرتا ہے کیونکہ اپنی موت مرنے میں نہ کوئی شبہ ہے نہ کوئی جھگڑا۔ پھر آیت کا سیاق بگڑتا ہے کہ جھگڑا تو صلب اور قتل میں ہوا اور مسیح علیہ السلام اس سے سالہا سال بعد اپنی موت مرے۔ مشتبہ امر تو باق واقع ہوا اور جناب ہاری نے اس کا ازالہ چند سال یا چند ماہ پر ملتوی کر دیا۔ حالانکہ لکن حرف عطف بمعنی استثنیٰ۔ اس واقعہ کے فوری اور متصل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ طہرانہ تاویل کرنی بھی نہیں آتی۔ جہالت کی گرم بازاری ہے۔ ہمارے علماء و فضلاء تو قرآن وحدیث کے بحر بے پایاں کی مچھلیاں ہیں۔ بھلا تاویلوں کے گندے تالابوں کی مچھلیاں ان کا کیا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اس قسم کی طہرانہ تاویلات ان کے سامنے نقش بر آب ہو جاتی ہیں۔ اسی قسم کی لغو اور بے ہودہ تاویلیں مخالفانہ مذہب کو اگھشت نمائی کا موقع دیتی ہیں۔ وہ مرزائی محرفات کو اپنے وعووں کی سند میں پیش کرتے ہیں کہ یہ اعتراض ہم ہی نہیں کرتے بلکہ مرزا جو مرزائیوں کا امام الزمان۔ وہ خود تمہارے قدیمی مفسرین کو رد کرتا ہے۔ پس مرزا قادیانی سے بڑھ کر دین اسلام کا کون دشمن ہوگا؟

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ فروری کے شمارہ نمبر ۶ کے مضامین

.....۱	مرزا غلام احمد قادیانی پر مقدمات۔ از حکیم مظہر حسین قریشی۔
.....۲	نئے نبی کی آسمانی نشانی۔
.....۳	مرزائی نبوت اور حقیقی تہلید۔
.....۴	ہندی، چینی، مغل اور زبان عرب میں الہام۔ یہ تینوں مضامین مولانا شوکت علی میرٹھی کے ہیں۔
.....۵	ترکی ہتر کی جواب۔ از نصیر احمد انبالہ۔
.....۶	مرزا قادیانی کے الہامات۔ از مولانا شوکت علی میرٹھی۔
.....۷	قادیانی نبی کی اولاد کا کیا حشر ہوگا۔ یہ مضمون نامکمل ہے۔ اس لئے کہ اس شمارہ کا صفحہ آخری نہ مل سکا۔

اسی ترتیب سے یہ مضامین پیش خدمت ہیں:

۱ مرزا غلام احمد قادیانی کے مقدمات

حکیم مظہر حسین قریشی!

مقدمہ کی فتح کی خوشی میں میدان باصفانے مرزا قادیانی کے مراتب کو اور بھی بلند فرما دیا۔ چنانچہ اخبار الحکم کے ضمیمہ میں جو اس عظیم الشان فتح پر ان کو مبارک باد دی گئی ہے۔ اس میں ذیل کے الفاظ قابلِ نقل ہیں: ”اے خدا کے برگزیدہ رسول! الحق، خدا تیرے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اے نبی اللہ! تجھے وہ بشارت ملی ہے جس کا وعدہ بشارتہ تعلقاھا النبیون“ (تذکرہ ص ۴۳۹، بیچ سوم) میں یوم العید کو دیا گیا۔ لا ریب خدا تعالیٰ کے وہ سارے وعدے جو اس نے اس مقدمہ کے متعلق کئے تھے۔ ان تمام پیشینگوئیوں کے پورا ہونے پر ہم پھر تجھ کو اور تیری قوم کو مبارکباد دیتے ہیں۔“

ہم نے پیشینگوئی کر دی تھی اور اس کے واسطے کسی الہام کی ضرورت نہ تھی کہ مرزا قادیانی کو آج کل جو الہامات ہو رہے ہیں ان کی تعبیر عنقریب مقدمات کے نتائج سے کی جائے گی۔

مقدمہ جو مرزا قادیانی اور ان کے بعض دوستوں کے برخلاف تھا۔ جہاں تک ہم نے سنا ہے وہ اس امر کا تھا کہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم جو موضع بھسین ضلع جہلم کے رہنے والے تھے۔ ان کی نسبت کچھ ناملائم اور ناشائستہ الفاظ مرزا قادیانی یا ان کے کسی دوست نے لکھے تھے۔ ان الفاظ کی بناء پر مولوی محمد حسن صاحب مرحوم کے ایک رشتہ دار مولوی کرم الدین صاحب نے مرزا قادیانی وغیرہ پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کی تھی۔ عدالت کے سامنے سوال یہ تھا کہ آیا مولوی کرم الدین، مولوی محمد حسن مرحوم کا اتنا قریبی رشتہ دار ہے کہ متوفی مولوی صاحب کو برا کہا جانے کی وجہ سے نالش کرنے کا مستحق ہو۔ عدالت نے قرار دیا کہ مولوی کرم الدین، مولوی صاحب مرحوم کا اتنا قریبی رشتہ دار نہیں کہ کوئی دعویٰ کر سکے۔

اس مقدمہ کے متعلق وضاحت سے جو الہام مرزا قادیانی کو ہوئے وہ دوران مقدمہ میں ہوئے ہیں جبکہ وکلاء ان کو قانونی مشورہ دے چکے تھے اور اس واسطے ہم جانتے ہیں کہ ان الہامات کے کیا معنی ہیں؟ لیکن ہم کو یہ معلوم تھا بلکہ خود مرزا قادیانی کو بھی معلوم تھا کہ وہ اس عظیم الشان فتح کی خوشی میں خدا کے برگزیدہ رسول اور نبی اللہ ہو جائیں گے اور خاتم الانبیاء اور خاتم الرسل کی تعریفات آنحضرت ﷺ (روحی فداه) کے پیارے اور مبارک نام کے ساتھ تیرہ سو برس میں استعمال ہوتی رہی ہیں ان کے مٹانے کی کوشش کی جائے گی لیکن اگر مرزا قادیانی اس ترقی کے مستحق ہیں تو جن وکیلوں نے مرزا قادیانی کو مقدمہ سے چھڑایا ہے ان کی نہایت حق تلفی کی گئی۔ کیا حد درجہ ناانصافی اور سراسر اندھیر نہیں کہ مقدمہ سے چھوٹنے والا تو برگزیدہ رسول اور نبی ہو جائے اور مقدمہ سے چھوڑانے والے بے چارے چھوٹنے والے سے بہتر رتبہ کے مستحق نہ ہوں۔ مرزا قادیانی کے تین وکیل تھے۔ ان تینوں میں سے جن سے وہ راضی ہوتے۔ ایک کو خدا دوسرے کو خدا کا بیٹا تیسرے کو روح القدس اور تینوں ملکر خدا بنا دیئے جاتے اور پھر مرزائی دین کے لحاظ سے کوئی نئی یا چھوٹی بات نہ ہوتی۔ مرزا قادیانی نے اپنے مضمون (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰، ۵۱) میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ مریم بنا دیئے گئے تھے اور ان کو حمل ہو گیا تھا اور جب دروزہ ہوا تو کھجور کے درخت کے نیچے چلے گئے اور وہاں بچہ جنا۔ اور بچہ جننے کے بعد ان کو کسی وقت معلوم ہوا کہ وہ دونوں ماں اور بیٹے خود مرزا قادیانی ہیں تو جس دین میں یہ عجائبات ظہور پذیر ہوں وہاں چند الہاموں کے الٹ پھیر سے بے چارے وکلاء بھی ترقی کے مستحق تھے۔ امید ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے دوست اپنے سہو پر غور کر کے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ مرزا قادیانی کے برخلاف مولوی کرم الدین صاحب کا استغاثہ نہیں چل سکا۔ تو اب سنا ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب

مرحوم کے لڑکے نے استغشاہ کر دیا ہے۔ ہماری اب بھی یہی رائے ہے کہ مذہبی جھگڑوں کو حدالتوں میں گھسیٹنا نہ چاہئے اور دونوں فریق کو یہی صلاح دیں گے کہ مقدمہ بازی چھوڑ دیں۔

۲ نئے نبی کے آسمانی نشان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انبیاء کے نشان اور علامات صرف معجزات ہوتے ہیں جو خرق عادت اور نقض قانون فطرت ہیں اور یہ ہمیشہ نہیں ہوتے ورنہ وہ معمولی ممکنات و واقعات سے ممتاز نہ ہوں گے لیکن لے پالک کا آسمانی باپ اٹنی گنگا بہا رہا ہے کہ ہر امر واقع اور ممکن کو خرق عادت بتا رہا ہے۔ قادیان میں پتا کھڑکا اور آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ قادیان میں مستقوری مجون کھا کر مرزا قادیانی کو ریح کی سرسراہٹ ہوئی اور فتح کی شلک دن دن چھوٹی دنیا میں مرزا قادیانی کے مخالفوں میں سے ادھر کوئی مرزا ادھر آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ طاعون کو آسمانی باپ نے اپنے لے پالک کی لینڈ دردی میں بھیجا ہے۔ مسخرہ آسمانی باپ کتنا جھوٹا اور بے خبرہ ہے کہ لے پالک پر صرف ڈیڑھ سو آسمانی نشان (پیشینگوئیوں کے پورا ہونے) کا الہام کرتا ہے۔ حالانکہ نوبت کئی لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ کیا معنی کہ طاعون سے جس قدر آدمی مرے اسی قدر آسمانی نشانوں کا ظہور ہوا۔ لیکن ان میں اسٹیج بھی ہے۔ لے پالک کا جب کوئی مخالف مرتا ہے تب آسمانی نشان ظاہر ہوتا ہے اور جب کوئی موافق (مرزائی) مرتا ہے تو آسمانی باپ اور لے پالک دونوں کی ثانی مر جاتی ہے۔ یعنی یہ موت آسمانی نشان نہیں ہوتی۔ یہ حماقت اور ناعاقبت اندیشی لے پالک کے آسمانی باپ کی ہے کہ اس کا بھیجا ہوا سرہنگ (طاعون طعون) لے پالک کے دوست اور دشمن میں تمیز نہیں کرتا۔ آسمانی ہائی کورٹ میں کس قدر اندھیر ہے کہ وارنٹ تو بھیجا زید کے نام جو لے پالک کا جانی دشمن تھا اور پولیس نے آکر تمام لیا بکھر جو لے پالک کا جان نثار اور فدائی تھا۔ جب یہ اندھیر مگر می چو پٹ راج ہے تو بس آسمانی بادشاہی پھیل چکی اور لے پالک حکومت کر چکا کیونکہ طاعون کو منافق بنا کر بھیجا ہے کہ مخالفوں کا بھی بھیجا چکھ رہا ہے اور موافقوں کو بھی بھون بھون کھا رہا ہے۔

دوسرا آسمانی نشان مقدمات ہیں۔ لے پالک پر انگریزی عدالت میں جو مقدمہ دائر ہو گا وہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہو گا۔ ایک نشان تو جہلم میں ظاہر ہو چکا۔ دوسرا ظاہر ہونے والا ہے اور جس طرح طاعون موت سے لاکھوں آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ اسی طرح اب وہ نشان مسلسل مقدمات کے دائر ہونے سے تمام ملک میں ظاہر ہوں گے۔ پس مقدمات کے دائر ہونے سے مرزا اور مرزائیوں کو بجائے منہ بنانے کے خوش ہونا چاہئے کہ چار طرف لے پالک کا سکہ بیٹھ

جائے گا اور اس قدر آسانی نشان ظاہر ہوں گے کہ تمام مرزائی فتح کی ڈونڈی پٹیتے پٹیتے تھک جائیں گے لیکن آسانی باپ کے گھر میں کچھ بھی انصاف ہوا تو شکست کو آسانی نشان قرار دیتا نہ کہ فتح کو۔ جیسا کہ اس نے اپنے اکلوتے بیوع کے ساتھ کیا کہ صلیب پر کھجوا دیا اور کچھ دیر کے لئے جہنم میں بھیج دیا اور اس کا نام اس کے حق میں فتح قرار دیا۔ پہلوئے کے ساتھ وہ کاروائی اور لے پالک کے ساتھ یہ معاملہ۔ بات یہ ہے کہ صلیب بیٹا تو باپ کے خون سے بنا ہے اور لے پالک ویسے ہی ادھر ادھر سے پکڑ لیا ہے۔ پس اصل اور نقل میں فرق ہونا ضروری ہے۔

۳ مرزائی نبوت اور حنفی تقلید

مولانا شوکت اللہ میرٹھی

مرزا قادیانی انبیاء کی نبوت کو صرف یہ ثابت کرنے کے لئے مانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ وہ انبیاء کو نہ مانتیں تو انہیں نبی کون مانے؟ کیونکہ مرزا قادیانی اپنے کو جنس انبیاء علیہم السلام سے قرار دیتے ہیں۔ قطعی انکار تو صرف عیسیٰ مسیح کی نبوت سے ہے۔ جن کے آپ قائم مقام یا مثیل ہیں۔ پرانی بدشگونی کو اپنی ناک کھٹے تو بلا سے۔ عیسیٰ مسیح تو مرزا قادیانی کے نزدیک مہذب انسان بھی نہ تھا خیر۔ اس قصے کو تو بافضل رہنے دیجئے۔ پچھلے دنوں میں مرزا قادیانی نے اہل حدیث اور اہل قرآن کے عقائد پر محاکمہ کیا۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اور مولوی محمد حسین صاحب بیٹالوی دونوں کے یکساں نئے لئے۔ ایک دولتی ادھر تو ایک پشتنگ ادھر۔ وجہ یہ کہ مرزائی نبوت پر دونوں ایمان نہیں لائے۔ ہاں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تعریف کی ہے۔ ہم کو تعجب ہوا ہے کہ ایک مستقل نبی اور آسانی باپ کالے پالک اور پھر امام الزمان۔ کسی امام اور مجتہد کی تعریف کرے اور اپنے مریدوں کو خط آزادی دے کر غیر مقلد بنائے۔ اپنی نبوت کے مقابلے میں بعض انبیاء کی تو مذمت اور ایک مجتہد جو کسی طرح انبیاء کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا اس کی تعریف۔ مگر ہمارا یہ تعجب تھوڑے سے غور کے بعد رفع ہو گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تعریف اول تو اس لئے کی کہ مرزائی نبوت سے حنفی مقلدین ہیں۔ ان کو خوش کیا ہے۔ صرف دو صاحب ہیں جن کو خلفاء کا درجہ ملا ہے یعنی مولوی حکیم نور الدین بھیروی اور مولوی محمد احسن امر وہی، یہ دونوں تو کسی زمانے میں جب نواب محمد صدیق حسن خان مرحوم زندہ تھے اور دونوں کا ریاست بھوپال میں بڑا سوخ تھا۔ بڑے گاڑھے اور عالی اہل حدیث تھے۔ جب مرزا قادیانی نے خروج کیا تو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور رسالت چھوڑ کر مرزائی نبوت پر ایمان لے آئے۔ مولوی امر وہی کے طوارق کا تو ہم کو تعجب نہیں کیونکہ وہ توجہ رکھنے والے تھے اور ہر نبی کو اپنی گڈی اڑا دیتے ہیں۔ اگر ان کو مرغ با دماغ کہا جائے

جب بھی تعجب میں کوئی شہتیر نہیں۔ اب رہے حکیم صاحب! سنا ہے کہ ان کے اور مرزا قادیانی کے مابین کوئی قریبی رشتہ ہے۔ پس یوں تینوں کا ستارہ ملا ہوا ہے اور خوب مل کے بچ رہی ہیں۔ شاید کوئی اور بھی ہو جو اہل حدیث سے سخ ہو کر مرزا قادیانی کا امتی بن گیا ہو۔

امام ابو حنیفہؒ کی تعریف کی دوسری وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے زعم میں ان کے اجتہادات و استنباطات کا ماخذ زیادہ تر قرآن ہے نہ کہ حدیث۔ پس مرزا قادیانی کو ان کی یہ بات رقابت نبوت کے باعث پسند آئی ہے کہ مرزا کے زعم انہوں نے آنحضرت ﷺ کی احادیث کی چنداں پرواہ نہیں کی۔ حالانکہ امام صاحب سے بڑھ کر کوئی قبیح سنت نہ تھا۔ انہوں نے صاف فرما دیا کہ ”اسرکوا قولی بخبر الرسول“ یعنی جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث مل جائے تو میرا قول چھوڑ دو۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ”اذا صحح الحدیث فهو مدہبی“ یعنی جب صحیح حدیث مل جائے تو یہی میرا مذہب ہے۔ پس حدیث رسول اللہ کی عظمت کرنے والا امام صاحب سے بڑھ کر کون ہوگا؟

بعض معاند مخالفین نے لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کو ۱۹ حدیثوں سے زیادہ نہیں ملیں۔ اگر ایسا ہو بھی تو یہ بات ایک مسلم مجتہد کی شان میں دھبا نہیں لگا سکتی کیونکہ شخص واحد کو آنحضرت ﷺ کی تمام حدیثوں کا ملنا محال ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو مختلف ائمہ محدثین جدا جدا کتابیں مرتب نہ کرتے یعنی صحاح ستہ کا وجود ہی نہ ہوتا ایک مجموعہ کافی تھا لیکن مرزا قادیانی اس کے یہ معنی لگا جاتے ہیں کہ امام صاحب کو احادیث کی پرواہ ہی نہ تھی بلکہ ان سے بغض رکھتے تھے۔ ذالک بہتان عظیم!

کیسے کیسے حفاظ الحدیث ائمہ گزرے ہیں خصوصاً امام الدینیانی الحدیث حضرت امام بخاریؒ لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک حافظ الحدیث ہونا عیب میں داخل ہے۔ گویا ائمہ الحدیث قرآن سے سروکار ہی نہ رکھتے تھے اور صرف حدیث کو مانتے تھے۔ علی ہذا حضرت امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ، حنبلیؒ رضوان اللہ علیہم اجمعین مرزا قادیانی کے نزدیک قابل ملامت تھے۔ گویا حافظ الحدیث ہونا بڑا بھاری عیب ہے۔ چہ خوش یہ بردوزی اور ظلی محمد ہیں جن کو محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے اس قدر نفرت ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ائمہ الحدیث آپ کی نظروں میں کھٹک رہے ہیں اگر وہ امام تھے بھی تو مرگل گئے۔ مرزا قادیانی زندہ امام الزمان ہیں۔ اب تو انہیں پر ایمان لانے کا زمانہ ہے۔

ہمیں رہ رہ کر یہی خیال آتا ہے کہ مرزا قادیانی کے چیلے ابھی تک کپے مرزائی نہیں بنے

اور کچے کچے تھے تبھی تو خود بدولت نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری۔ یعنی اپنی نبوت کا کھوٹنا ان کے دلوں سے اکھاڑ دیا اور امام صاحب کی عظمت کی بیخ کو ان کے سینوں میں گاڑ دیا کہ تم مرزائی نہیں بلکہ حنفی بنو اور خود میں بھی حدیث کی عظمت نہ کرنے میں امام ابوحنیفہ کا مقلد ہوں۔ اس سے خود بدولت کی تو نبوت جاتی رہی اور مرزائی عبد مشترک ہو گئے کہ آپ کو بھی مانیں اور امام صاحب کو بھی۔ کسم ہے منارے دی یہ گندیاں گھاس ہیں۔

۴ ہندی، چینی، مغل اور زبان عرب میں الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مجھ پر زبان عرب میں اس لئے الہام ہوتا ہے کہ میں بروزی محمد ہوں اور چونکہ پیغمبر عرب کی فطری زبان عربی تھی۔ لہذا اس مناسبت سے مجھ پر عربی زبان میں الہام ہوتا ہے۔ اول تو اس بیان میں آیت قرآنی ”وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ“ کا خلاف ہے۔ مرزا قادیانی بتائیں کہ ان کی قوم ہندی مثل ہے یا عربی سید، اب رہا بروز، قرآن میں یہ کہیں حکم نہیں کہ انبیاء کی ایک قسم بروزی بھی ہے اور قادیان میں ایک نبی پیدا ہوگا۔ جو بروزی محمد کہلائے گا اور میں اس بروزی پر زبان غیر میں الہام کروں گا نہ کہ اس کی مادری زبان میں۔ دوم الہام ابلاغ و تبلیغ اور افہام و تفہیم کے لئے ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اردو سمجھنے والوں کے سامنے زبان عرب میں تکلم بھینس کے آگے بین اور ان کو سمجھانا اور عمل کرانا تکلیف مالا یطاق ہے۔ آنحضرت ﷺ پر زبان عرب میں الہام ہوا ہے اور تمام ممالک دنیا میں بذریعے ترجمے کے ابلاغ و تبلیغ عمل میں آئی ہے۔ پس آپ بھی اگر یہ دعوے کرتے کہ میں ہندی نبی ہوں اور مجھ پر اردو زبان میں الہام ہوتا ہے اور یہ الہام ترجمہ ہو کر عرب و عجم، یورپ و افریقہ و امریکہ وغیرہ میں شائع ہوگا تو کیا خرابی تھی۔ خرابی یہ تھی کہ الہامی کلام کے لئے فصاحت و بلاغت لازم ہے اور آپ کی اردو زبان خیر نال ایسی نور بھری ہے کہ گاؤں کے پٹواری اور کھلی مدارس کے مدرس بھی اس کو سن کر ہنستے ہنستے کلاتو بن جائیں۔ پس آپ نے خیال کیا کہ زبان عرب میں صاحب الہام ہونے کا دعویٰ کروں گا تو اردو زبان دانی کے عیب پر پردہ پڑا رہے گا کیونکہ عربی زبان کے سمجھنے والے خال خال علماء و فضلاء ہیں نہ کہ وہ عوام جو مرزا قادیانی کے کماؤ پوت بنیں گے۔ لیکن بچیہ پھر بھی کھلے گا۔ آپ کی عربی زبان اردو سے بھی کئی میل آگے ہے کہ مذکر و مؤنث اور معرفہ اور نکرہ تک کی تمیز نہیں۔ کبیر پنہتی بھاشا اس سے بہت اچھی ہے۔ آپ کے لٹریچر کی روانی کا کیا کہنا جیسے محکمہ صفائی کا کوڑا کرکٹ لدا ہوا بھینسا چمک چمک کر چلا ہو اور دفعۃً برسات کے آب و مٹلاب میں بھساک سے

بیٹھ جاتا ہو اور لال بیگی ملازم کیسے ہی سونٹے مارا کرتا ہو مگر شس سے مس نہ ہوتا ہو۔ سوم! جیسے آپ بروزی محمد ہیں ویسے ہی مسیح موعود ہیں کیا وجہ ہے کہ بروزی ہونے کی مناسبت سے زبان عرب میں الہام ہو مگر مسیح موعود ہونے کی مناسبت سے عبرانی زبان میں الہام نہ ہو جو عیسیٰ مسیح کی مادری زبان تھی۔ چہارم! آپ پر الہام ہوا ہے کہ جری اللہ فی حلال الانبیاء (تذکرہ ص ۹، طبع سوم) یعنی مرزا قادیانی خدا کے نبی نبیوں کے لباس میں ہیں۔ نبیوں کا لباس کیسے یا شیطانی دوسواں۔ مختاس مفضل الناس کا التباس کہئے۔ الانبیاء میں الف لام آپ کے نزدیک ضرور استغراق کا ہے۔ اس لئے آپ تمام انبیاء کے حلقوں میں ہیں جس کا مطلب آپ کے نزدیک یہ ہے کہ تمام انبیاء نے آپ کے جسد میں حلول (تناخ) کیا ہے۔ اس صورت میں تو آپ کل انبیاء کے بروزی ہوئے۔ حالانکہ دعویٰ صرف محمدی بروزی ہونے کا ہے۔ جب یہ بات ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ پر تمام انبیاء کی مادری زبانوں میں الہام نہ ہو صرف عربی زبان میں ہو۔ بات یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی کا آسمانی باپ اردو زبان سے نابلد ہے۔ پس اردو زبان میں کیونکر الہام کرتا۔ اس کی زبان طامعون کاٹ کھاتا۔ منہ پر کی تو خوشامد ہے مگر واقعی مرزا قادیانی کی ذات شریف دنیا کی سفاکتوں کی بھول بھلیاں ہے۔ جیسے منارہ جماعتوں کا ٹھا کر دوارہ ہے۔

۵ ترکی بتر کی جواب

نصیر احمد اہمالہ!

ایس ایم یوسف قادیانی نے اپنے خاتم الانبیاء کی تعریف میں انکل پچو کو تکبندی کی تھی اس کا جواب ہمارے شاگرد رشید نصیر احمد صاحب لیٹ میٹ ایجنٹ اہمالہ نے نظم ہی میں دیا ہے جو درج ذیل ہے۔

جواب

الہی مرا خامہ تیغ دودم کر	سر اعتراض حسودان قلم کر
تکلم کو دے زور افواج پشہ	مضامین کو دے شور افواج پشہ
وہ افواج پشہ جو ہرگز نہ چو کے	گھسے ناک میں اعتراض عدو کے
درد اس پہ ہو جو کہ خیر الوری ہے	ہر ایک ماسوائے خدا سے بڑا ہے
خدا اس کا طالب وہ طالب خدا کا	رضا اس کی تابع وہ تابع رضا کا
اگر خوف ہے تم کو رب العلین کا	اگر پاس ہے تم کو کچھ مصطفیٰ کا
نہیں خوف مرزائیوں کو خدا کا	نہیں خوف کچھ ان کو روز جزا کا

احادیث کو بھی بجا مانتے ہو
 موعے کس جگہ ہیں مسیحائے ذی شان
 مثلاً: اسے دیکھ دل کی کدورت
 فلک پر مع الجسم عیسیٰ گیا ہے
 خدا کا کلام اس کا شاہد ہوا ہے
 تو دیکھو احادیث مسلم بخاری
 تو عیسیٰ ہو دجال کے بعد ظاہر
 مسیحائے ذی شان تا ہو ہویدا
 تو طوفان میں کذب کے بہہ رہے ہو
 وہ کیونکر نہ ہوگا نصاریٰ کا دشمن
 تو کہہ دو یہی فتنہ انگیز ٹھہرے
 دجال کہیں ان کو سب مرزائی
 ہر آسودگی کا سرانجام بخشا
 نہ دین سے غرض ہے نہ ایمان سے مطلب
 فقط ہے زر و سیم دنیا سے مطلب
 احادیث مسلم میں دیکھو لکھا ہے
 گئے ہیں وہ بے شبہ چرخ بریں پر
 کہ عیسیٰ ابن مریم جہاں میں موا ہے
 وفات ابن مریم جتائی تو ہوئی
 کرو ان نشانوں سے ہم کو بھی باہر
 چڑھائی نہ کعبہ پہ کفار نے کی
 مسیحا عبث مرزا بن گئے ہیں
 کہ موعود ہوگا کوئی قادیان میں
 کہ عیسیٰ موعود یہاں ہوگا ظاہر
 حدیثیں مٹا دیں گی بے شک نئے گا
 کہ موعود عیسیٰ بنے قادیانی

محمد کو برحق اگر جانتے ہو
 تو ہم کو دکھاؤ ذرا لے کے فرقان
 چھوٹا پارہ ہے اور نساء کی ہے سورۃ
 احادیث سے صاف ظاہر ہوا ہے
 بلاشبہ وہ آسمان پر گیا ہے
 نہیں مانتے گھنگو گر ہماری
 جو علم احادیث سے تم ہو ماہر
 ہوا ہے کہاں کہتے دجال پیدا
 جو ریلوں کو دجال تم کہہ رہے ہو
 وہ دجال جو ہو مسیحا کا دشمن
 اگر اہل دجال انگریز ٹھہرے
 یہ ہرزہ درائی ہے یا بے وفائی
 جنہوں نے انہیں امن و آرام بخشا
 خبر سے غرض ہے نہ قرآن سے مطلب
 نہ روز جزا سے نہ عقبی سے مطلب
 تمہیں عذر اس بات پر کیوں ہوا ہے
 کہ آئیں گے عیسیٰ دوبارہ زمین پر
 کہاں تیس آیت سے ظاہر ہوا ہے
 کوئی ایسی آیت دکھائی تو ہوئی
 نشان سادوی ہوئے کیا ہیں ظاہر
 ہے باقی ابھی روم کی سلطنت بھی
 نہ پورے نشان سادوی ہوئے ہیں
 کہا ہے یہ کس جا خدا نے قرآن میں
 حدیث نبی سے کرو ہم کو ماہر
 ہٹا دے گا فرقان وہ بے شک نئے گا
 کلام خدا میں کہاں ہے نشانی

خدا سے ڈرو اور محمد کو مانو
خدا کے لئے منہ کو مرزا سے موڑو
جو دنیا میں عیسیٰ بن مریم ہوا ہے
تمہارے ہے دعوے سے کیا اس کو نسبت
خدا سے نصیر اپنی یہ التجا ہے
کہ امت نہ بچے حبیب خدا کی
کسی دوسے سے نہ وہ ڈگمگائے
نصیر ایسے لوگوں سے تم بچ کے رہنا
کہ آئیں گے دجال تمیں اس کو جانو
وہ کذاب ہے اس کی بیعت کو توڑو
تو مرزا کو کیا اس کا ورثہ ملا ہے
یہ مرزا کے حق میں نہیں کوئی حجت
حقیقی وہ ہادی ہے وہ رہنما ہے
وہ عاشق رہے سنت مصطفیٰ کی
شیاطین کے ہرگز نہ اغوا میں آئے
کہ ان سے نہ ہو دین و دنیا میں بسنا

۶ مرزا قادیانی کے الہامات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر جو مسلسل اور منضبط الہامات منجانب اللہ ہوئے ہیں۔ وہ انسانوں کے لئے تہذیب و تمدن سیاست و ملک داری۔ اصلاح نفوس الغرض دینی اور دنیوی مستحکم قوانین بن گئے ہیں۔ یہاں تک کہ سلاطین کو جدید قوانین کی وضع اور اجراء سے مستغنی کر دیا ہے۔ موجودہ سلطنتیں بھی انہیں قوانین پر چل رہی ہیں اور جب ان سے انحراف کیا جائے گا۔ ضرور خرابیاں پیدا ہوں گی جیسا کہ ہم بعض ممالک خصوصاً ممالک اسلام کی حالت دیکھ رہے ہیں۔ تورات و انجیل اور زبور میں بھی انسانوں کی اصلاح کے مضبوط قوانین ہیں مگر ان پر عمل متروک ہو گیا۔ دنیا خود سر بن گئی۔ جس طرح مسلمان قرآن پر عمل نہیں کرتے۔ اسی طرح یہودی تورات پر اور عیسائی انجیل پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن اس سے الہامی کتابوں میں نقص نہیں آسکتا اور تمام مذاہب والے معترف تصور ہیں کہ ہم نے اپنی آسانی کتابوں کو چھوڑ دیا۔ اتنا جگر اور گردہ کسی کا نہیں کہ اپنی آسانی کتاب یا آسانی مذہب کو ناقص اور قابل اصلاح بنائے۔ یورپ میں حد درجہ لائڈہمی اور فرس و فجور پھیلا ہوا ہے مگر جب انجیل کا نام آئے گا تو ہر عیسائی سر جھکا دے گا۔ ایک سچا مسلمان کیسای فاسق و فاجر ہو مگر جب قرآن کا نام آئے گا تو کانپ اٹھے گا اور نام ہوگا۔ ایک سنی مسلمان جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنے گا تو کھڑا ہو جائے گا۔ ایک مرزا قادیانی ہیں کہ حدیث کا انکار اور قرآن مجید کی آیات مسخ کر رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ تو یہ فرمائیں کہ "لو کان موسیٰ حیماً لَمَا وَسَعَهُ الْاِْتْبَاعِ" یعنی اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میری اتباع پر مجبور ہو جاتے۔ مگر مرزا قادیانی موسیٰ سے بھی بڑھ گئے کہ جو شخص ان کو نبی نہ مانے زندیق اور کافر اور

واجب القتل اور جبکہ عیسیٰ مسیح کو گالیاں دی جاتی ہیں اور ان کو فاسق و فاجر بتایا جاتا ہے تو اسی سے سمجھ لیجئے کہ ان کے دل میں دیگر انبیاء کی کیا وقعت ہے کیونکہ نبی سب برابر ہیں۔ قرآن مجید نے ہم کو یہی تعلیم دی ہے کہ ”لانفرق بین احد من رسلہ“ آنحضرت ﷺ تو یہ فرمائیں کہ ”لا تخیروا فی انبیاء اللہ“ یعنی ایک نبی کو دوسرے نبی پر فضیلت نہ دو اور مرزا قادیانی بعض انبیاء پر سب و لعن کریں۔

گفتگو الہام میں تھی۔ اگر مرزا قادیانی کے تمام الہامات کو جمع کیا جائے تو فرمائیے ان سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ دینی یا دنیوی قانون تو کیا مرتب ہوگا۔ ہر فقرہ مہمل اور بے معنی ہونے میں مجذوب کی بڑ سے کم نہ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ خود ستائی اور خود غرضی انسانوں کو پاگل بنا کر چھوڑتی ہے۔ تمام الہامات میں مرزا قادیانی اپنی ہی بڑائی کرتے ہیں پھر بھی بے معنی۔ الحکم میں کبھی کبھی ایک آدھ فقرہ یا جملہ شائع ہوتا ہے جس کو الہامی بتایا جاتا ہے۔ ہم شرطیہ کہتے ہیں کہ ان سب کو جمع کیا جائے گا تو خود مرزا اور مرزائیوں کو شرم معلوم ہوگی کہ کیا جھک مارا ہے اور ایک بمصر اور عظیم آبادی قہقہہ لگائے گا کہ کیا مرزائی امت کے لئے یہی آسمانی اور الہامی دینی اور دنیوی قوانین کا مجموعہ ہے جو اس پر الہام ہوتا تھا کہ لوگوں کو سمجھائے اور ہدایت عامہ کی تبلیغ کا فرض پورا کرے۔ مرزا قادیانی عجیب الخلقیت نبی ہیں کہ مادری زبان تو اردو اور الہام ہو عربی میں۔ بھلا ہندوستان میں عربی زبان سمجھنے والے کتنے ہیں۔ مسخرے باپ نے یہ نہ سمجھا کہ لے پالک اپنا فرض نبوت کیوں ادا کرے گا۔ پچھلے ہفتے الحکم میں یہ الہامی فقرہ شائع ہوا۔ ”انسی صادق صادق صادق“ (تذکرہ ص ۴۷ طبع سوم) ناظرین ملاحظہ فرمائیں کتنا مہتم بالشان فصیح و بلیغ بے مثل فقرہ ہے۔ ایک گدھا بھی ڈھینچوں ڈھینچوں کر کے کہہ سکتا ہے کہ اسی ناسحق ناسحق اور ایک خاندن بھی اپنی ناشزہ جو رو سے دق ہو کر کہہ سکتا ہے کہ انت طالق طالق طالق ثلثا لیکن جب آسمانی مککوہ نے مرزا قادیانی کو طلاق دے دی تو ان کے بیٹے یعنی آسمانی باپ کے پوتے نے باوصف حد درجہ زور ڈالنے اور عاق کرنے کی دھمکی دینے کے اپنی بیٹی کو بجا یہ یہ کہنے کے کہ ”انت طالق طالق طالق ثلثا“ یہ کہا کہ انت فواوی انت راحتی انت سرور قلبی انت نور مقلتی روحی فداک اس نے بلاوجہ ناکرہ گناہ بی بی کو طلاق دینا گوارا نہ کیا۔ بھلا جب آسمانی دادا کا الہام خود پوتے نے نہ جانا تو بقیہ امت سے کیا امید رہی کہ وہ لے پالک کا حکم مانے گی اور بروزی اور ظلمی نبوت اور موعود مسیحیت اور مسعود مہدویت کو دنیا میں پھیلائے گی۔

(ایڈیٹر)

۷ قادیانی کی اولاد کا کیا حشر ہوگا

مرزا قادیانی کے حواریوں میں یہ کچھڑی پک رہی ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد ان کے صاحبزادوں کا کیا حشر ہوگا۔ اس پر طرح طرح کے منصوبے اور مختلف چہ میگوئیاں ہیں۔ "ہماری رائے میں یہ قبل از مرگ وادیا کیوں ہے۔ اول تو مرزا قادیانی اپنی زندگی کا قیامت سے بھی ادھر تک کاٹھیکہ..... نامکمل

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ فروری کے شمارہ نمبر ۷ کے مضامین

اس شمارہ کا پہلا صفحہ غائب ہے۔ مجبوراً ص ۲ کے مضمون کو فہرست میں ایک نمبر دیا ہے۔

.....۱	قادیانی کا بے معنی الہام یا اضغاث احلام۔
.....۲	مرزا قادیانی کا انوکھا میوریل۔
.....۳	تازہ بے معنی الہام۔
.....۴	مرزائیوں میں تقیہ۔
.....۵	مرزائی حوادث۔ (تمام مضامین مولانا شوکت اللہ صاحب میرٹھی کے ہیں)

۱ قادیانی کا بے معنی الہام یا اضغاث احلام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کا "الحکم اخبار" ایک دوست کی عنایت سے ہماری نظر سے گزرا۔ اس پر مرزا قادیانی بہ عنوان "عید کا بدیہ" ایک الہام پیش کرتے ہیں۔ جو ایک ہی وقت میں ہوا اور جس کے تین کلوے ہیں۔ اگرچہ یہ الہام صرف اس کا مسلمہ ہے اور وہ خود ہی اس کا مجرب ہے مگر مرزائی جماعت کو اس پر بڑا ناز ہے حالانکہ اپنا رد یا نفسی اور تراشیدہ خیال کسی صورت میں خصم پر جحت نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ مال بھی سراسر کھوٹا ہو۔ افسوس ہے کہ عید کے مبارک دن میں مرزا قادیانی کو جو تحفہ ملا وہ بھی پرکھنے پر زرا اندوس ثابت ہوا۔

مس اندوگان را بر آتش نهند

پذید آید آنگہ کہ مس یا زربند

اس نزالے الہام کے تین ٹکڑے ہیں جو آپس میں بالکل بے ربط اور خط ہیں۔
 ۱..... ”یٰٰدٰی لٰک الرٰحمن شہینا“ (تذکرہ ص ۳۳۸، طبع سوم) یہ ٹکڑا ظاہر کرتا ہے کہ خاص
 قادیانی کی ذات سے خطاب ہے مگر:

۲..... دوسرا ٹکڑا یعنی ”اٰسی امر اللہ فلا تستعجلوہ“ (تذکرہ ص ۳۳۸، ۳۳۹، طبع سوم) جو
 سورہ نحل کی پہلی آیت کا سرقہ کیا گیا ہے۔ اس سے اگر بجز مرزا قادیانی کے اوروں کی طرف خطاب
 ہے تو دونوں فقروں میں انتشار خماڑ ہے جو فصاحت و بلاغت کے بالکل منافی ہے اور اگر اس سے
 مرزا قادیانی کا نفس مراد ہے تو بجائے صیغہ جمع کے مفرد کا صیغہ ہونا چاہئے۔ حالانکہ یہ جمع کا صیغہ
 ہے جس کو اول سے کچھ لگاؤ نہیں اور کلام کی بے ربطی پر ظاہر ہے۔ کیوں حضرات مرزا یتیمو! کیا اسی پر
 آپ کو ناز ہے سچ ہے۔

آدمیان گم شدند

ملک خدا خیر گرفت

۳..... تیسرا ٹکڑا الہام کا ”تلقاھا النبیون“ (تذکرہ ص ۳۳۹، طبع سوم) باعتبار الفاظ و معانی
 صریح غلط ہے۔ کیونکہ ترجمہ میں آپ ظاہر کرتے ہیں: ”یہ ایک خوشخبری ہے کہ نبیوں کو دی جاتی
 ہے۔ نبیوں کے لفظ کو ترجمہ میں مفعول ظاہر کیا ہے تو اب دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو مرزا
 قادیانی نے اس کو مفعول بہ سمجھا ہے یا مفعول الم بسم فاعلہ، دونوں غلط اگر نبیوں کا لفظ مفعول بہ ہے
 تو صیغین ہونا چاہئے اگر مفعول الم بسم فاعلہ ہے تو صیغہ تلقا مجہول ہونا چاہئے حالانکہ آپ نے صیغہ
 معروف کا رکھا ہے اور ترجمہ میں معنی مجہول کے لئے ہیں۔ یعنی ”یہ خوشخبری جو نبیوں کو دی جاتی
 ہے۔“

اور بصورت معروف ہونے صیغہ تلقاء کے نبیوں کا لفظ تلقا کا فاعل ہوگا اس صورت
 میں اس فقرہ کا ترجمہ مرزا کے ترجمہ کے مخالف ہوگا اور بے معنی بھی ہو جائے گا۔ کیونکہ اس کے معنی
 یوں ہوں گے کہ ان نبیوں نے اس کو یاد کیا۔ اس صورت میں مرزا قادیانی پر بار شہوت عاید ہوگا کہ
 صیغین سابقین نے اس بشارت کو یاد کیا۔

اور یہ ثبوت قرآن مجید کی کسی آیت سے مطلوب ہوگا۔ ورنہ سب تانا بانا ٹوٹ پھوٹ کر
 مٹری کا جالا ہو جائے گا۔ مرزا یتیمو سمجھو سوچو، کچھ جرأت ہے تو جواب دو۔

اسی صفحہ کے اخیر میں فرماتے ہیں کہ وحی نے میرا کلام حکایت سنایا۔ یعنی ”اسی صادق
 صادق“ اس میں بھی قباح ہیں۔ حکایت کا تکلف اور ضمیر خطاب سے جو آسان تھا تحریر ایک بے جا

اور فضول کام ہے۔ اس تکلف سے یہ لفظ بے تکلف تھا۔ یعنی ”انک صادق صادق“ اب فقرہ مختصہ الہام پر جو ”انسی صادق صادق“ ہے۔ حکایت کی تاویل مرزا کا کچھ اختراع ان کی مفروضہ وحی سے خارج ہے۔ دوسرا فقرہ سبب شہد اللہ لی بھی یہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ عنقریب اللہ میرے لئے گواہی دے گا۔ اس فقرہ میں بھی کوئی لفظ حکایت کا نہیں جو کہ مرزا قادیانی نے وحی مفروضہ میں بتایا اور سمجھا ہے بلکہ اس کے معنوں سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کہتا ہے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ عنقریب گواہی دے گا۔ تو گویا خدا کسی اور خدا کا اپنے لئے گواہی کا محتاج ہے۔ ورنہ اپنی فرضی وحی کے مختص لفظوں سے حکایت کی تعبیر اور دلائل بیان کرنا لازم ہوگا۔ اگر عید کی تقریب پر عربی الہامی، ہدیوں کا اداء رسوم اتحاد کے لئے شوق تھا تو پہلے عربی بول چال سیکھ لی ہوتی۔

۲ مرزا جی کا انوکھا میموریل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

نئے لے پالک پر آسمانی باپ ہمیشہ نیا ہی الہام کرتا ہے۔ لے پالک سے کہہ دیا کہ میں تو برٹش گورنمنٹ کے جبروت سے بید کی طرح لرزتا ہوں۔ مجھ میں اتنا بوتا کہاں کہ اس کے حضور چوں بھی کر سکوں۔ میں نے تجھ کو اس لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ برٹش کو چیتے کی طرح پھیلا کرے اور روغن قاذل کر لٹو چٹو کی چکنی چڑی باتوں سے اس کے حضور اپنا کام نکالا کرے۔ دنیا کی مخالفت کر کے تمام مذاہب کے پیشواؤں کو گالیاں دے۔ مگر خبردار جو برٹش کی مخالفت کی۔ ورنہ یاد رکھنا وہی حال ہوگا جو سوڈانی مہدی تعالشی اور اس کے گرگوں کا ہوا کہ پیوند زمین ہو کر بھی چین نہ ملا اور ہڈیاں تک اکھاڑ کر دریائے نیل میں بہا دی گئیں۔

پس لے پالک آسمانی باپ کے اس جرنیلی آرڈر کی تعمیل کرتا رہتا ہے اور بچ پوچھو تو اسی میں خیر بھی ہے کہ ہمیشہ گورنمنٹ میں خوشامد کا پھاڑا پیش کرتا رہے۔ کا تا اور لے دوڑی۔ مقصود صرف چالیسی ہے کہ میں گورنمنٹ کی ولایتی بوٹ کی خاک ہوں اور میرے بزرگ بھی ہمیشہ فورٹ ولیم کے لال بیگی جا رو ب کس رہے ہیں اور ہماری اس عقیدت و وفاداری میں کبھی غبار و کدورت کے لئے راہ نہیں جو گورنمنٹ کی نسبت ہے۔ ”فی الحقیقت خدا کے نبی اور حجتی کا یہی کام ہے کہ ہمیشہ اہل دنیا کی خوشامد میں زمیند و زجرے بجالائے۔

دربار تاجپوشی کی تقریب پر مرزا قادیانی نے ہزار سلسلی لارڈ کرزن کے حضور ایک میموریل بھیجا ہے کہ: ”گورنمنٹ اتوار کی تعطیل کی جگہ جمعہ کی تعطیل دیا کرے جو مسلمانوں کا مقدس دن ہے۔“ واہ کیا کہنا۔ کیا ضروری رفارم اور کتنا بڑھتہ الہام ہے کہ آج تک کسی پر ہوا یہی

نہیں اور نہ کسی کو یہ اصلاح سوجھی۔ مسلمانوں کی تعطیل جمعہ کے روز اور عیسائیوں کی تعطیل اتوار کے روز اور ہندو کی تعطیل بدھ کے روز اور پارسیوں کی تعطیل منگل کے روز ہو۔ علی ہذا دوسرے مذاہب بھی ہیں پس گوری کا جو بن چنگیوں ہی میں چلا ہفتے کے تو سات ہی دن ہیں۔ اگر تمام اہل مذاہب کی خواہشوں پر گورنمنٹ عمل کرے تو تیس روز چھوڑ ۳۶۰ دنوں میں بھی تعطیل کا نمبر نہ آئے۔ اور اس کا نتیجہ جو کچھ ہو وہ لے پا لک کو نہیں تو آسانی باپ کو ضرور معلوم ہے کہ دنیا ایک ہو کا مقام ہو جائے۔ آسانی باپ اور لے پا لک ہی منارے کی چوٹی پر دند نایا کریں باقی چار طرف صفایا۔

خوشامدی ٹٹونے دم ہلا کر یہ لید کی ہے کہ: ”میرے ساتھ ایک لاکھ آدمی ہیں اور یہ میموریل ان سب کی طرف سے ہے۔“ کہو جھوٹے کے منہ میں وہ ہم بتا چکے ہیں کہ مرزا کے چیلوں کی کائنات بس وہی ہے جو ”الحکم“ میں شائع ہو چکی ہے۔ ان سب کو جمع کیا جائے تو دو تین ہزار تک بھی بمشکل نوبت پہنچے گی اور اب تو ”الحکم“ میں شائع ہونا بھی بعض مصالح سے بند ہو گیا ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ آخر ایک لاکھ آدمی کچھ ہوتے بھی ہیں یا صرف ایک لاکھ کا نام سن لیا ہے۔

چونکہ لے پا لک کو ہمیشہ خوف رہتا ہے کہ ”مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جائے جو قانون کے خلاف ہو اور برٹش گورنمنٹ تعزیر کی کچلی میں پیس ڈالے۔ لہذا ہمیشہ گورنمنٹ کو اس حیلے سے خوش کرنا چاہتا ہے کہ میں اسلامی جہاد کے خلاف ہوں اور مسلمانوں کے جہاد کا خیال مٹانا چاہتا ہوں جو اولڈ فیشن علماء نے ان کے دلوں میں جمار کھا ہے۔“ لیکن ایسی خواہا مد سے جو خرابیاں لازم آتی ہیں۔ ان سے نہ صرف لے پا لک بلکہ ناعاقبت اندیش کھوسٹ باپ بھی ناواقف ہے اور یہی ناعاقبت اندیشی ہے تو وہ ضرور ایک نہ ایک دن الہام کی بدولت لے پا لک کی گردن تڑوا کر رہے گا۔

اولاً! یہ کہنا کہ میرے ساتھ ایک لاکھ آدمیوں کی تعداد ہے۔ گورنمنٹ پر صاف دھمکی ہے کہ مجھے کوئی ایسا دیا کمزور لچر اور پوچ نہ سمجھنا میں سوڈان اور یوگنڈا اور سومالی اور سنوئی مہدی سے کہیں زیادہ قوت رکھتا ہوں جب چاہوں گا ہندوستان میں بغاوت پھیلا دوں گا۔

دوم! مرزا کے نزدیک ہندوستان کے مسلمانوں میں بغاوت کا مادہ ہے۔ خصوصاً علماء اسلام میں جو مسلمانوں کو گویا اور پردہ گورنمنٹ کی بغاوت کا سبق پڑھا رہے ہیں۔ پس گورنمنٹ کو ان سے نہ صرف ہوشیار رہنا ہے بلکہ عملی طور پر نگرانی کے لئے تمام علماء اور مشائخ کے سروں پر

سرہنگ مقرر کرنے چاہئیں۔ یہ تمام مقدس علماء اور مشائخ کے حق میں کھلا لائبل ہے جو ہر طرح گورنمنٹ کے مطیع اور وفادار ہیں۔ اس لئے ہر عالم اور شیخ وقت مرزا پر عدالتوں میں لائبل دائر کر سکتا ہے مگر وہ صبر کئے بیٹھے ہیں اور مرزا کے یہ زہر میں گھلے ہوئے تیروں و جگر پر سہ رہے ہیں۔ سوم! برٹش گورنمنٹ کو باوصف ایسے جبروت اور طاقت اور ایسی عالمگیر حکومت کے جس کی سلطنت میں سورج فروب نہیں ہوتا۔ مرزا اپنی خام خیالی سے کمزور یقین کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے جہاد سے خوف کرتی ہے حالانکہ مسلمانوں کو مذہب اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم جس سلطنت کے امن میں ہو اس سے انحراف کرنا خدا اور رسول سے انحراف کرنا ہے اور اس کا نام جہاد نہیں بلکہ بغاوت اور بے وفائی ہے۔ پھر اسلام میں بھی ویسا ہی جہاد ہے جیسا سلطانین یورپ نے پچھلے دنوں چین میں اور خود برٹش گورنمنٹ نے جنوبی افریقہ میں کیا اور اب سومال اور نزیولہ میں کر رہی ہے جو بالکل قدرت و فطرت کے مطابق ہے مگر مرزا تمام جہادوں کو وحشیانہ ظلم قرار دیتا ہے گویا ہر ایک جہاد کرنے والی سلطنت ظالم ہے، جابر ہے، وحشی ہے۔

چہارم! ضرورت اور ٹھیک منصوصہ اسلامی شرائط کے وقت مذہب اسلام میں جہاد ویسا ہی فرض ہے جیسا دوسری سلطنتوں میں مگر مرزا اس رکن شرعی کو مذموم سمجھتا ہے۔ لہذا ہرگز مسلمان نہیں بلکہ تمام مذاہب کا راندہ ہے۔

پنجم! بغرض محال نہ صرف ۸ کروڑ مسلمان بلکہ ان کے ساتھ ۲۲ کروڑ ہنود اور پھر مجموعی تعداد ۳۰ کروڑ آدمی بھی چاہیں تو گورنمنٹ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ مرزا کی مفروضہ ایک لاکھ فوج تو کیا پدی کیا پدی کا شور ہا ہے۔ مرزا کے مریدوں کی تعداد تو کسی طرح چند ہزار سے زیادہ نہیں مگر ہمارے بعض مشائخ کے مریدوں کی تعداد فی الحقیقت لاکھوں تک ہے مگر آج تک گورنمنٹ پر کسی نے اپنی تعداد ظاہر نہیں کی اور کیوں کرتے یہ تو مرزا قادیانی ہی کی کم ظرفی ہے اور اوچھاپن ہے۔ ہم ہا بار ہا نہایت تہدید کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ ایسے مغویانہ اور مضرخیالات کی اشاعت سے تائب ہو جو نہ صرف عموماً اہل اسلام کے لئے بلکہ خود مرزا کے لئے مضر ہیں اور گورنمنٹ ناواقف نہیں وہ خوشامد کے خود غرضانہ پہلوؤں کو خوب سمجھتی ہے مگر مرزا قادیانی نہیں مانتے تو اس کا خمیازہ چکیں۔ دیکھنا آپ تو عیسیٰ موعود اور نبی مردوز اور امام الزمان جیسے کچھ ہیں۔ دنیا جانتی ہے مگر شوکت اللہ ضرور مجدد البتہ مشرقیہ ہے اور پبلک نے اس کو مجدد مان لیا ہے۔ پس اس کی پیشینگوئی کسی طرح اد پر اد پر جانے والی نہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہم عصر چودھویں صدی لکھتا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب سولائے اپنے ایک لاکھ

مریدوں کے جو معلوم نہیں کہاں ہیں زمین پر ہیں یا آسمان پر۔ باقی چھ کروڑ مسلمان ہندکو خدا اور
مفسد قرار دیتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ ہند کو اپنی ہستی اور تعلیمات سے ہی آگاہ کرنا مقصود تھا تو
مسلمانوں پر یہ تہمت لگائے بغیر بھی کر سکتے تھے۔ آپ نے ایک میموریل گورنمنٹ ہند کو بھیجا ہے
کہ دربار تاج پوشی کی یادگار میں جمعہ کو بھی تعطیل ہو جایا کرے۔ اول تو یہ درخواست کبھی منظور نہ کی
جائے گی۔ کیونکہ حاکمان وقت اپنے ہی تہوار کی تعطیل قائم رکھیں گے۔ اور ہفتہ میں دو روز کی تعطیل
اصول سیاست مدن کے خلاف ہے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی کو خاموش نہ رہنے اور گورنمنٹ کے
کانوں میں اپنے وجود سے اس کو آگاہ کرنے کے واسطے ایک مضمون کی تلاش تھی تو مسلمانوں پر
جھوٹا اتہام لگانے کی کیا ضرورت تھی۔

یہ مضمون صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور گورنمنٹ کی جھوٹی خوشامد کے واسطے لکھا
گیا ہے جو سراسر خلاف واقع اور محض غلط ہے۔ مرزا قادیانی گورنمنٹ کو دھوکا دینے اور اس کی
خوشامد کے لئے جو کچھ چاہیں کہیں مگر وہ ان لوگوں کو دھوکا نہیں دے سکتے جو ان کی تالیفات کو
پڑھتے رہے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ ان کی ایک تالیف کا بھی یہ مقصود نہیں۔ ہم مرزا قادیانی کو چیلنج
کرتے ہیں کہ وہ اپنی ان ساٹھ تالیفات کا نام لیں جو انہوں نے اس غرض سے لکھی ہیں اور جن کا
ذکر میموریل میں کیا ہے۔ مرزا قادیانی گورنمنٹ کو بتاتے ہیں کہ چھ کروڑ مسلمانوں میں صرف ایک
لاکھ مسلمان وفادار ہیں اور باقی مفسد اور خدا اور ان مفسدوں و خداؤں کے واسطے گورنمنٹ سے
ایک ایسی رعایت اور مہربانی کی درخواست کرتے ہیں جو بہت غیر معمولی ہے۔ گورنمنٹ کو جو
جواب اس درخواست کا دینا چاہئے وہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اگر مسلمانوں کی کثیر تعداد میں جہاد
کے خیالات پھیلے ہوئے ہیں تو ان مفسدوں کو شمار کر کے پھانسی لگا دینا چاہئے اور چونکہ یہ درخواست
ایک نہایت قلیل جماعت کی طرف سے ہے۔ اس کو منظور کرنا چاہئے۔ گورنمنٹ ایک لاکھ آدمی
کے واسطے تیس کروڑ رعایا کا شمار نہیں بدل سکتی۔ مرزا قادیانی نے ایک عجیب مہمل پوزیشن اختیار کی
ہے۔ تھیٹریس سٹیج پر ایک مسخرا آتا ہے جس کا نصف منہ سفید ہوتا ہے اور نصف سیاہ۔ کبھی وہ ایک
طرف ناظرین کے سامنے کرتا ہے اور کبھی دوسری طرف۔ مرزا قادیانی اس امر کا فیصلہ نہیں کرتے
کہ وہ اس مسلمان کہلانے والی جماعت کے اندر ہیں یا یہ فرقہ احمدیہ محمدیوں میں شامل ہے۔ یا ان
سے علیحدہ ہے۔ ہم کو معلوم ہونا چاہئے کہ کون ہمارا دوست ہے اور کون ہمارا دشمن ہے تاکہ ہم اسی
نسبت سے اس کے ساتھ سلوک کر سکیں۔ مرزا قادیانی مسلمانوں کے ایک نائب کی حیثیت میں
گورنمنٹ کے سامنے ایک درخواست پیش کرتے ہیں۔

۳ تازہ بے معنی الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزوری کے الحکم میں آسانی باپ کے بھیکے میں کھنچا ہوا یہ پھڑکتا تازہ ہما تازہ الہام شائع ہوا ہے کہ "لا یموت احد من رجالکم" (تذکرہ ص ۳۵۸، طبع سوم) مگر معنی سمجھنے میں خود لے پاک کی شئی گم ہے۔ چنانچہ خود ہی بیان کیا۔ "اس کے حقیقی معنی کو تمہارے مردوں میں سے کوئی نہ مرے گا تو نہیں سکتا کیونکہ موت تو انبیاء تک کو آتی ہے اور نہ قیامت تک کسی کو زندہ رہنا ہے مگر اس کے مفہوم کا پتا نہیں سنا کوئی اور معنی ہوں۔"

ہم کہتے ہیں کہ آسانی بظلول ایسا گول مٹول ڈھول کے اندر پول الہام ہی کیوں کرتا ہے۔ جس کے معنی خود اس کا اظہار لے پاک بھی نہیں سمجھ سکتا۔ معلوم ہوا کہ الہام کے معنی سمجھانے کو بھی الہام کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا کسی نبی پر ایسا الہام ہوا ہے جس کے سمجھنے کو قوت منظرہ باقی رہی ہو۔ لے پاک کے نزدیک جو الہام گورکھ و حندا ہوا اور پنجوں اور دانخوں اور دانٹوں اور دہان بے دندان کے زور لگانے سے بھی نہ کھل سکے۔ مناسب ہے کہ مجددانہ مشرقیہ سے سمجھ لیا کرے۔ کیونکہ وہ باپ بیٹے دونوں کے گورگڑھے سے خوب واقف ہے۔ بھلا دنیا میں ایسا کلام کون سا ہے جو مجدد کی سمجھ میں نہ آئے۔ وہ تو بے معنی کلام کو بھی با معنی کر سکتا ہے۔ لیجئے سنئے!

یہ الہام طاعون کے متعلق ہے جس کو آسانی باپ نے لے پاک کی لینڈوری میں بھیجا ہے اور جو اس کا بڑا بھاری تمغہ ہے۔ مرزائیوں میں سے تو اب تک کسی پر اس کا دست شفقت پھرا نہیں یعنی خاص دارالامان قادیان میں تو کیا پنجاب کے کسی شہر اور حصے اور گاؤں میں بھی کوئی مرزائی نہیں مرا اور لوگوں نے جو غل مچایا کہ خاص قادیان میں اتنے کیس ہوئے تو یہ مخالفوں بد اندیشوں کا نرا طوقان بہتان ہے۔ البتہ اب آسانی باپ عورتوں پر اس لئے غضبناک ہے کہ آسانی منکوحہ جو عورتوں کی جنس سے ہے لے پاک کے ہتھے نہیں چڑھی۔ اور کسی نے اس کے رونے، پینے، بلبلانے، چیخنے، چلانے، ایڑیاں رگڑنے پر ذرا بھی رحم نہ کیا۔ پس آسانی باپ نے یہ غضب ناک الہام کیا کہ "لا یموت احد من رجالکم بل یموتن نساکم کلھن" یعنی تمہارے مردوں میں سے ایک بھی نہ مرے گا بلکہ تمہاری تمام عورتیں مریں گی۔ کیونکہ عدلی مفہوم سے وجودی مفہوم نکلتا ہے اور ضد سے ضد کا اور نقیض سے نقیض کا علم ہو جاتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ تمہارے مردوں میں سے صرف ایک یعنی مرزا قیامت تک نہ مرے گا اس کے سوا موت سب کا

سلفہ کر جائے گی۔ اس صورت میں الہام یوں ہے: ”لا یصوت احد من رجالکم اعنی مرزا“ کیونکہ مرزا ہمیشہ لوگوں کی اموات کی پیشینگوئی کرتا ہے اور مخالفوں میں سے جب کوئی مرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور اعلان دیتا ہے کہ میری مخالفت نے اس کو ہلاک کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا اپنی زندگی کا ٹھیکہ ابدالہ آباد تک لیکر دنیا میں آیا ہے۔ بھلا ایسے صاف اور صریح معنی میں باپ بیٹے دونوں کیوں کر گھن چکر ہو گئے۔ بس جی بس بافتدگی معلوم شد۔

۳ مرزائیوں میں تقیہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی تو شیعہ کو مردود بلکہ کافر بتاتے ہیں مگر مرزائیوں میں شیعہ کی سنت یعنی تقیہ برابر جاری ہے۔ خود ہم نے جب کبھی کسی مرزائی سے پوچھا کہ تمہارے پاس مرزا قادیانی کے بروزی نبی اور مسیح موعود ہونے کی کیا دلیل ہے تو انہوں نے مرزائی نبوت سے تو صاف انکار مگر مسیح موعود ہونے کا اس دلیل سے اقرار کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں فوت ہوئے ہیں۔ لہذا مرزا قادیانی قطعاً اور یقیناً اور ایماناً مسیح موعود ہیں۔ دیکھئے کیسی محکم اور برجستہ دلیل ہے کہ کوئی خرد جال بھی سنے تو کان چمڑ چمڑا کر اور دم ہلا کر اس قول کی اجابت میں لید کرنے لگے۔

مگر جب کوئی دہریہ یا آریا جو معجزات کا منکر ہو یہ کہے کہ انیس سو برس تک بے کھائے پیئے آسمان پر عیسیٰ مسیح ہرگز زندہ نہیں رہ سکتے۔ لہذا میں مسیح موعود ہوں تو مرزا اور مرزائیوں کے پاس اس کے خلاف کیا دلیل ہے مگر بروزی محمد ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ بجز عقائد ہنود کے جن کے یہاں تناخ جائز ہے حالانکہ خود بدولت تناخ کے مسئلے میں آریا کو گالیاں دے چکے ہیں۔ خیر یہ تو پرانی بات ہے گفتگو تو اس امر میں ہے کہ جب مرزا قادیانی اپنے چیلوں کو ڈانٹ چکے ہیں کہ میری نبوت سے اگر کسی نے انکار کیا تو یاد رکھنا خرد جال پر سوار کر کے اس حیثیت سے قادیان کے بارہ پتھر ہا پردیس نکالا دوں گا کہ خرد جال کی دم کی طرف منہ ہوگا اور اس کے کالوں کی طرف پشت۔ مگر مرزائی اس ڈانٹ کو نہیں مانتے یا تو اپنے نبی پر پورا ایمان نہیں لاتے یا شیعہ کی طرح تقیہ کئے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم کو ہرگز یقین نہیں کہ ان کے نبی نے ایسا حکم دیا ہو جو علی الاعلان اس کی نبوت کے نہ ماننے اور عام طور پر کھلے بندوں نبوت کی اشاعت میں خلل انداز ہو کیونکہ لے پالک اپنی طرف سے ایک بات بھی نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہے جو آسمانی باپ اس کے کان میں پھونک دیتا ہے۔ آسمانی باپ تو صاف کہہ چکا ہے کہ تو بمنزلہ میرے ولد کے ہے اور تو بروزی نبی ہے پس یہ قیاس میں نہیں آتا کہ لے پالک نے آسمانی باپ کی وصیت کے خلاف اپنے چیلوں سے یہ کہہ دیا

ہو کہ جب تم پر زور پڑے اور بھاگتے راہ نہ ملے تو تقیہ کر کے میری نبوت کے بوجھ سے کانٹا کھا کر ادیا کرو۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ خود مرزائی تالائق اور ضعیف الاعتقاد اور مذہب اور ڈانواں ڈول ہیں۔ ان کے نبی کا کچھ تصور نہیں۔ پس ایسے خام مرزائیوں کے گلے سے پٹا اور پھنور کلی نکال کر بالکل آزاد اور ان کی بیعت بالکل فسخ کر دینی چاہئے ورنہ یہ بھیدی بن کر لٹکا ضرور ڈھائیں گے۔ یا نادان دوست بن کر مرزا قادیانی کے دشمنوں کو بھی مات دیں گے۔

۵ مرزائی حوادث

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جعفر زٹلی لاہوری لکھتا ہے۔ ۲۱، ۲۰ جنوری کو گورداسپور میں ان مقدمات کی پیشی تھی جو مرزائیوں نے مولوی محمد کرم الدین و مولوی فقیر محمد پر دائر کئے تھے۔ ۲۰ کو صاحب مجسٹریٹ موجود نہ تھے۔ ۲۱ کو مقدمہ دفعہ ۷۷ کا پیش ہوا۔

مرزائیوں کی جماعت لمبے چننے پہنے سبز سیاہ عمامے باندھے سویرے ہی آگئی تھی۔ حکیم نور الدین اور عبدالکریم بھی تھے۔ فریقین اندر بلائے گئے تو مرزا قادیانی کا ایک خاص مرید اور دو چار جنٹلمین عدالت کے چہترہ پر مثل خوانوں کے پاس جا بیٹھے۔ جانب ثانی کے وکلاء نے اعتراض کیا عدالت نے فوراً وہاں سے نکال دیا۔

پھر حکیم فضل دین مستفیث کا بیان شروع ہوا۔ اثناء بیان میں یعقوب علی تراب کچھ کان میں پھونکنے لگے۔ وکلاء نے پھر اعتراض کیا۔ عدالت نے خفا ہو کر فوراً پیچھے ہٹا دیا۔ یہ دوسری ذلت ملی۔

مستفیث کا بیان نہایت مزیدار ہوا۔ مستفیث نے کتاب (نزدول المسیح) کا تذکرہ کیا تو وکلاء مستغاث علیہ نے کہا کہ اس کتاب کا شامل ہونا ضروری ہے۔ ۲۰ فروری تاریخ دی گئی۔ وکلاء مستغاث علیہ نے یہ عذر تحریری کیا ہے کہ مقدمہ اس عدالت میں سماعت نہیں ہو سکتا۔ بعد بیان مستفیث اس پر بحث ہوگی۔ اگر عدالت کی رائے ہوگی تو مقدمہ منتقل کرے گی ورنہ دفعہ ۵۲۶ سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

دوسرے مقدمہ لائبل میں دفعہ ۵۲۶ ضابطہ فوجداری کے مطابق درخواست دی جائے گی۔ عدالت نے مستغاث علیہ کو ۲۶ فروری تک مہلت دی ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ مولانا ابوالفضل نے قادیانی اور حکیم فضل الدین پر ایک جدید استغاثہ

دائرہ کر دیا ہے جس کی پیشی ۷۷ فروری ہے وارنٹ پھر جاری ہو گئے ہیں۔ مرزا کو نہایت شرمندگی حاصل ہو رہی ہے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۴ فروری کے شمارہ نمبر ۸ کے مضامین

.....۱	مجدد پر الہامات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	استروں کی مالا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اٹھارہ برس کا خواب آج دیکھ رہے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	قادیانی کے عربی تصیدہ پر مصری ادیبوں کی رائے۔ گلزار ہند سے اقتباس	
.....۵	رویاء صادقہ۔ از مکتوب اناوہ	
.....۶	ضمیمہ کی ترقی۔ مرزا کا پہنچ قبول۔ اعجاز احمدی کا جواب	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	دعویٰ مرزا قادیانی کا جہاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	الہام کیا ہے ٹھیکے کی گت ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۹	جعلیٰ نبی پر ایمان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۱۰	سور کا شکار۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۱۱	لڑکے کی جگہ لڑکی مانتے تھوٹی گئی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ مجدد پر الہامات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

پرسوں شب کو مجدد کے قلب پر مرزا قادیانی کی بردوزی نبوت کے متعلق مندرجہ ذیل فصیح و بلیغ معجز الہامات بزبان عرب القاء ہوئے۔ مرزا قادیانی اپنی لال کتاب یا اپنے لال گرد کے گرتھ یا لعل بیگی بکس اور بیگ میں سے ٹٹول کر ایسا منضبط اور مرحبط اور مسخ الہام ایک تو دکھائیں۔ ”رقاب السوق تر عورت کشم الجبال الی تلل شملة الشمال اللعی ملتقها النون. وریاح هبوب السمیراء نقذت فی جوف سویداء المجنون اللعی تطاولت علیها ایدی الدوار والجنون. وردت شرذمة شاکية السلاح. وحجمت طبقة نافذة الرماح.

لا عبرت لمن قام فقعده. كالعجاج ولا وجود لمن برق فانكسر انقض كالزجاج.
تبالک من الظلوم والجهول وتربت يداک من النساء لست من الفحول انتم
كالصور البهيمية لستم كالاكاسم التعليمية لان الهیولی النما هی شك لحيان
الصور كما القینا علی الباقر فی كتابه المسمى بالافق المبین مع انه لا یولد
منکم سوى لا شباح النارية الخبیثة الكثیفة لا الارواح الطیبة اللطیفة، لان
الدجال لا یولد من بطن ابنت عمران التي لم یمسها الا روح القدس
الخبیثات للخبیثین والطیبات للطیبن“

۲ استروں کی مالا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم بارہا یقین دلا چکے کہ مجدد السنۃ مشرقیہ شوکت اللہ القہار کی شان رحم حسب فحوائے
”سبقت رحمتی علی غضبی“ شان قہر پر غالب ہے اور شیر عزان بھی اپنے پیش پا افتادہ کونٹیس چھوڑتا اور
ہم یہ بھی ظاہر کر چکے کہ مجدد ہرگز مرزا اور مرزائیوں کا بدخواہ نہیں بلکہ ایک خیر خواہ رفارم ہے۔ مجدد
کے مشورے اور صلاح کے بغیر کوئی کام کریں گے تو خرابی اور مصیبت کا سامنا ہوگا۔ بھلا یہ کیا
حرکت ہے کہ نہ پوچھنا نہ گچھا بیٹھے بٹھائے شامت جو اٹلی دکھاتی ہے تو آؤ دیکھنا نہ تاؤ جھٹ سے
گورنمنٹ پر ایک پناؤا (میوریل) ٹھائیں سے لان مارا کہ میرے ساتھ ایک لاکھ قلمی فوج ہے
جس کو ہفتہ میں بجائے اتوار کی تعطیل کے جمعہ کی تعطیل ملنی چاہئے۔ تعطیل و عطیل کی درخواست تو
جیسی کچھ ہے خیر سلا۔ مقصود تو اپنی جراث فوج کی بھیڑ دکھانا ہے۔ تاکہ گورنمنٹ سہم جائے اور مرزا
قادیانی کو قلمی نہیں اصلی مسیح اور امام الزمان تسلیم کر لے۔

اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی نے ابھی تک ایک لاکھ آدمی صرف کاغذ پر دیکھے ہیں
ورنہ ”الحکم“ میں اسم وار تفصیل شائع کرتے حالانکہ اب اس میں بیعت کا کالم ہی چھپنا گاؤ خورو
ہو گیا جیسا کہ ہم اس بارے میں مرزا قادیانی کی حکمت عملی مفصلاً لکھ چکے ہیں۔
اگر ہمارے بعض مشائخ جن کے مریدوں کی تعداد درحقیقت لاکھوں تک ہے۔
گورنمنٹ میں کوئی ضروری میوریل بھیجتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا اور نہ گورنمنٹ کو کوئی شبہ گزرتا۔
کیونکہ علماء اور مشائخ مذہب اسلام میں انقلاب ڈالنے لے اھم صلح ہونے کے مدعی نہیں اور نہ اسلام
میں اصلاح اور ترمیم کی ضرورت ہے۔ مگر مرزا قادیانی چونکہ بروزی اور مسیح موعود اور مہدی اور

بالآخر امام الزمان اور خاتم الخلفاء یعنی خاتم الانبیاء بننے کے مدعی ہیں۔ لہذا ایک لاکھ آدمی تو بہت ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ تو دس ہزار آدمیوں کا ہونا بھی گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے کیونکہ جو شخص مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے اسے واجب القتل سمجھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ گورنمنٹ بھی ان کے منکروں میں سے ہے۔

پس اس کا انجام جو کچھ ہوگا عاقبت اندیش اہل الرائ اس کو خوب سمجھتے ہیں۔ لہذا ہم نے مرزا قادیانی کے میوریل کو اس نوٹ کے عنوان میں ان کے گلے کے لئے استروں کی مالا لکھا ہے۔ مجدد کی پیشینگوئی کے پورا ہونے کے سامان نظر آرہے ہیں اور وہ ضرور پوری ہوگی۔ انشاء اللہ۔

۳ اٹھارہ برس کا خواب آج دیکھ رہے ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے اسی جان نثار اور فدائی نے چند اشعار شائع کئے ہیں جو دسمبر ۱۸۸۶ء کے ”شحنہ ہند“ میں مولوی محمد یحییٰ کشمیری کی طرف سے مرزا قادیانی کی مدح میں شائع ہوئے تھے مگر کجا ۱۸۸۶ء اور کجا ۱۹۰۳ء۔ اول تو مرزا قادیانی ۱۸ برس قبل بروزی نبی اور خاتم الخلفاء نہ بنے تھے اس زمانہ میں تو آپ صرف آریا کا تعاقب فرما رہے تھے اور کوئی مسلمان آپ کا مخالف نہ تھا بلکہ بعض نیک سیرت پاک نیت مسلمان آپ کے مرید و معتقد اور محض سادہ دلی اور بھولے پن سے سانپ کے ظاہری خوش نما رنگ پر فریفتہ ہو گئے تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے کینٹھلی اتار کر دوسری کینٹھلی بدلی تو زہر کھل گیا اور سب خوفناک ہو کر اور لاجول پڑھ کر علیحدہ ہو گئے۔ قادیان میں صرف چند اپانچ، پیران نے پرند مریدان سے پرانند والے باقی رہ گئے۔

دوم! اخبار میں نامہ نگاروں کی طرف سے ہر قسم کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ ایڈیٹر کے عقائد کو ان سے کیا تعلق؟ سوم! وہ اشعار ایسے تھے کہ ہر شاعر شاعرانہ ترنگ میں خود اپنی ذات کو ان سے متصف کر سکتا ہے چہ جائیکہ غیروں کو۔ ایک شعر یہ تھا۔

سجا را مشابہ درکمال فیض روحانی

محمد راجع و خادم دین ازول و جان شد

اس زمانہ میں تو آپ مسیح کے مشابہ تھے مگر اب ان سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں۔ بلکہ عیسیٰ مسیح میں (معاذ اللہ) بہت سے عیوب ہیں اور ان کے مقابلہ میں خود بدولت بالکل معصوم ہیں۔ اس زمانہ میں آپ تیج (تابعدار محمد) تھے اب بروزی محمد یعنی بحینہ محمد ہیں گویا غلام سے آقا بن گئے۔ جب مبصر مسلمانوں نے آنکھیں کھول کر یہ کیفیت دیکھی تو مندرجہ ذیل شعر پڑھا۔

سفلہ خوش پوش را بر صدر عزت جامہ
کشف اگر زریں بود۔ بالا سے سرنخوٹان نہاد

کشمیری صاحب نے تو اپنے نبی کی تعریف میں کچھ بھی مبالغہ نہیں کیا۔ عربی شیرازی خود اپنی تعریف میں لکھتا ہے۔

مریم من فیض جبریل از مزاج خود گرفت مریخی را برد بالا ذہن عیسیٰ زائے من
لیجے آپ اگر شبیہ مسیح ہیں تو عربی کا ذہن عیسیٰ زاہے یعنی عیساؤں کے جھنے کی کل ہے۔
اس لئے عربی لکھتا ہے کہ میرے ذہن عیسیٰ آفرین نے مریم ہونے کے مرتبہ کو بڑھا دیا ہے پس ہم
ایسی ہی مجدد ب کی بڑ کشمیری صاحب کے کلام کو سمجھے اور ”شحنہ ہند“ میں درج کر دیا۔ بقول مثل۔
آپ سے آئے تو آنے دو۔ اور آئی تو رمانی۔ نہیں تو فقط چار پائی۔

اگر مرزا قادیانی میں خلوص اور تدین اور تقویٰ اللہ ہوتا تو جو لوگ آپ کو ایک نیک نہاد
بزرگ سمجھ کر مرید یا معتقد ہوئے تھے وہ کیوں آپ سے علیحدہ ہو جاتے اور کیوں تہمتا پڑھ کر آپ
کے نام کا کتابا لنے سے بھی اب دریغ کرتے۔ ان کو تو تفسی طلب لائی تھی مگر جب انہوں نے چشمہ
آب کی جگہ محض سراب دیکھا اور بجائے رہبری کے رہزنی محسوس کی تو اپنی سادہ لوحی پر نادم ہوئے
اور آپ سے قطع تعلق کرنے کو عین تدین سمجھے اور گمراہی میں رہنا گوارا نہ کیا۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست
ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں جو مرزائیت کی تاریکی سے نکل کر توفیق الہی کی روشنی
میں آگئے ہیں جن کے خطوط ضمیمہ میں چھپ چکے ہیں۔ مرزا اور مرزائی جواب دیں کہ ان لوگوں
کے علیحدہ ہونے کے کیا وجوہ ہیں۔ آپ شاید کہیں کہ ”ان میں کچھ شیطانی رنگیں باقی تھیں۔“ بھلا
تمام شیطانی رنگیں قطع نہ ہو جائیں تو مرزا قادیانی کے پاس آتے کیوں اور اب آئے تو کیا وہ رنگیں
پھر عود کر آئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مرزا قادیانی کے فیض صحبت کا اثر ہوا۔ یوں کہتے تاکہ کاٹھ
کی ہانڈی ایک ہی دفعہ چڑھتی ہے۔ سا دھونچے ہمیشہ کامیاب نہیں ہوتے۔

۴ قادیانی کے عربی قصیدہ پر مصری ادیبوں کی رائے
(گلزار ہند سے اقتباس)

”المنار“ مجریہ ۱۶ شوال ۱۳۲۰ھ میں فاضل ایڈیٹر کی رائے کا خلاصہ دربار ”اعجاز
احمدی“ حسب ذیل ہے۔

”مرزا غلام احمد قادیانی نے جسے ایک قسم کا جنون ہے اور جس نے عقل سے فارغ خطی لے رکھی ہے۔ گزشتہ مہینے میں ہمیں ایک عربی قصیدہ بھیجا ہے جس کا دیباچہ اردو میں ہے۔ وہ اس قصیدہ کو اپنا معجزہ سمجھتا ہے اور ایسا قصیدہ لکھنے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس قصیدہ کے ہمراہ ایک انگریزی خط بھی اس نے بھجوایا ہے جس میں اسی قسم کا ہڈیان ہے مگر اس بے وقوف نے انعام مقرر کرتے ہوئے کوئی حکم مقرر نہیں کیا جو اس کی بجواس اور شعراء کے سحر بیان اشعار کا موازنہ کرتا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ اس قصیدہ پر جرح و قدح کرتے اور مرزا کی لفظی، صرنی، نحوی اور عرضی غلطیوں کے علاوہ اس کا سرقہ بھی پکڑتے اور دکھاتے کہ مرزا نے شعراء حقد من کے کلام کا سرقہ کر کے اس کی شکل کس طرح مسخ کی ہے اور صحیح کو کیوں کر غلط کیا ہے۔ مگر اس خیال سے کہ جو عربی جاننے والے ہیں وہ قصیدہ کے اشعار پڑھ کر خود ہی سمجھ سکتے ہیں اور اہل ہند میں سے جو اس کے فریب میں آچکے ہیں وہ ہماری جرح کو اگر وہ ان کے پاس پہنچ بھی جائے۔ کب ماننے لگے۔ ہم نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور صرف چند شعر نقل کر دیئے تاکہ پڑھنے والے اس کا مستحکمہ اڑائیں۔“

اس کے بعد مرزا کے قصیدے سے چند اشعار نقل کر دیئے ہیں اور یہی رائے دوسرے الفاظ میں ”ایڈیٹر الہلال“ نے ظاہر کی ہے جو مسکتی مذہب رکھتا ہے اور جس کا مرزا کے ساتھ کوئی عناد بھی نہیں۔ کیونکہ عیسائی ہونے کی وجہ سے وہ مرزا کی گالی گلوچ سے بچا ہوا ہے۔“ (گلزار ہند)

۵ رویاء صادقہ

مکتوب اٹا وہ

مولانا شوکت! السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ۔ ایک حاجی صاحب نے جو الحمدیث سے ہیں ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ کو ۳ بجے شب کے خواب دیکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو مرزا کے بارے میں یہ خیال رہتا تھا کہ ”یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا؟“ میں اپنے سینے پر ”قل ہو اللہ“ پڑھ کر سو گیا۔ خواب میں ایک شخص بزرگ بہت پاکیزہ صورت سفید پوش سر پر بہت بڑا عمامہ باندھے چو غنا پہنے کمر سے پلکے کے میرے سر پر آکھڑے ہوئے اور کہا اے حاجی تو کس جنجال میں پڑا ہے۔ اس شخص کا دعویٰ مثیل اسح اور موعود منجانب اللہ اور مہدی دینی وغیرہ ہونے کا محض بناوٹ ہے۔ نبیوں کی صورت شکل ایسی نہیں ہوتی جیسی اس کی ہے۔ نبیوں کا روئے مبارک ایسا ہوتا ہے کہ اس کے سامنے پھول بھی میلا معلوم ہوتا ہے اور نبیوں کے ہاتھ ایسے نرم ہوتے ہیں کہ ان کے سامنے روٹی بھی سخت ہوتی ہے۔ مرزا کے ہاتھ ایسے سخت اور خاردار ہیں جیسے پھول کے ٹہنے اور

مرزا کے منہ کی کھال ایسی ہے جیسے گدھے کی کھال۔ اور ناک ایسی جیسے گینڈے کا سینگ اور منارے کا کلس، اور واڑھی کے بال ایسے سخت جیسے براڑھی کی بوتل کے کاگ کے تار۔ اور انبیاء کے بال ریشم کے لچھے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ شخص کافر ہے۔ چلو نماز پڑھو وہ مجھے ایک بہت بلند اور بڑی مسجد میں لے گئے۔ لوگ مسجد کی چھت چوڑے وغیرہ سے مزین کر رہے تھے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ تخمیناً ڈیڑھ سو علماء اس جگہ موجود ہیں۔ میں نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ بعد نماز اس بزرگ نے فرمایا کہ اگر مرزا کا کوئی مرید تم کو بہکائے تو اس کے بہکادے میں نہ آنا۔ یہ کوئی مذاق اور دل لگی نہیں بلکہ سچا خواب ہے۔ جھوٹا خواب بیان کرنا شرعاً منع ہے۔

۶ ضمیرہ کی ترقی۔ مرزا کا چیلنج قبول۔ اعجاز احمدی کا جواب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

لیجئے جناب برے کی ایسی کی تمہی اور یوں کی دوں ہو گئی۔ ہر سال ہجرت اکس وانجس واجت واخص پیشینگوئی کرتے ہیں کہ ضمیرہ شہنہ ہند بند ہو جائے گا۔ ہمارے نام بعض بد معاشوں کے گناہم خطوط بھی آئے کہ امام الزمان کی پیشینگوئی امسال ضرور پوری ہوگی۔ مگر جھوٹے کے منہ میں وہ..... ہو گیا اور ضمیرہ ہر سال خدا کی عنایت اور مریبوں اور قدر دانوں کی حمایت و اعانت سے نئی بڑھتی ہوئی قوت کے ساتھ منکروں اور ملحدوں کی چھاتی پر مونگ دلتا ہوا ایک عجوبہ اور دلکش سچ و سچ کے ساتھ نکلتا ہے اور کسی کسن معشوق کے اٹھتے جو بن کی طرح بڑھ رہا ہے۔ مرزا قادیانی شاید اس پر بھولے ہوں گے کہ بعض پرچے ان کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ مگر ”شہنہ ہند“ ان میں نہیں ہے۔ وہ جامعیت کمال نہ رکھتے تھے۔ وہ ناقص تھے ناقابل تھے۔ شوکت اللہ القہار خدا کی عنایت سے جامع کمالات ہے۔ وہ منکروں کو ہر فن ہر مسلک ہر شعبہ میں عاجز کر سکتا ہے۔ اور ہم حلفاً کہتے ہیں کہ ابھی تک مرزا اور مرزائیوں نے شوکت اللہ کا تاناک جو ہر نہیں پہچانا۔ ابھی انہوں نے دیکھا ہی کیا ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد دیکھیں گے وہ اپنی ”اعجاز احمدی“ کو لئے پھرتے ہیں۔ واللہ ثم باللہ ہم اس کو شخص بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ ہمارے شاگرد اس سے بہتر لکھ سکتے ہیں مگر بلاوجہ کون در دہر خریدے اور اپنے کاموں سے فرصت ہی کے ہے؟

مرزا قادیانی کے پرانے پٹھو اور ہمارے لنگوٹے پارا مرد ہی صاحب نے ”اعجاز احمدی“ کا جواب لکھنے کی پھر تحریک کی ہے۔ جو اب خدمت کے درمیان کے بیچوں بیچ میں گزارش ہے کہ اگر جیب میں لکے ہوں تو مرزا قادیانی پانچ ہزار روپیہ امرتسر یا لاہور میں کسی ایسے صاحب کے پاس جمع کرا دیں جو ہمارا بھی معتقد علیہ ہو۔ مثلاً امرتسر میں منشی غلام محمد صاحب فاضل و خواجہ محمد شاہ

صاحب ایڈیٹر ان اخبار وکیل میا میر کرامت اللہ صاحب میر، اور لاہور میں مولوی محبوب عالم صاحب مالک پیسہ اخبار یا مولوی محرم علی صاحب چشتی مالک رفیق ہندیا میاں محمد چٹو صاحب تاجر ریشم، اس کے بعد طرفین سے محاکم مقرر ہوں اگر ہمارے کسی شاگرد کا قصیدہ مرزا قادیانی کے قصیدے سے بڑھ کر ہے اور مجلس محاکمہ کے ممبر ہم کو ڈگری دیں تو ہم پانچ ہزار لینے کے مستحق ہوں گے ورنہ نہیں۔ تم نے دس ہزار کا اعلان دیا تھا ہم اس کا نصف ہی مانگتے ہیں۔ اگر مرد ہو تو ایسے موقع سے نہ چوکو ورنہ لعنت اللہ علی الجاعلین، الجاہلین الضالین الدجالین کہو بیش بار۔

۷ وہی مرزا قادیانی کا جہاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۷ فروری سنہ حال کے ”الحکم“ میں بڑے فخر کے ساتھ کسی اخبار سے ایک مضمون نقل ہو کر شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”تین سال کے عرصہ میں فرقہ احمدیہ نے حرمت انگیز ترتی کی ہے اور اب اس کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔“ عجیب بات ہے مرزا قادیانی تو اپنے میوریل میں جو پچھلے دنوں گورنمنٹ کے حضور بھیجا گیا ہے فرقہ احمدیہ کی تعداد ایک لاکھ لکھی اور مذکورہ بالا اخبار ڈیڑھ لاکھ سے بھی زائد بتائے۔ مدعی ست گواہ چست۔ معلوم نہیں دونوں میں کون جھوٹا ہے؟

اس کے بعد بمبئی کے افسر مردم شماری کی رپورٹ نقل ہوئی ہے جس میں فرقہ احمدیہ کا واجب العمل اصل الاصول صرف مسلمانوں کو جہاد سے روکنا ہے اور بس۔ گویا مرزا قادیانی کی بعثت کی علت غائی اس کے سوا کچھ نہیں۔

واقعہ میں جدید مذہب کے لئے اس سے بڑھ کر اصول ممکن نہیں۔ لیکن پچھلے دنوں جو ”الحکم“ کی لوح پر بطور علامات مسیح موعود ”یکسر الصلب و یقتل الخنازیر“ والی حدیث ثبت تھی اور پھر بعد میں ضمیر شہد ہند کی انگشت نمائی پر وہ حدیث چھیل ڈالی گئی گویا اپنا تمغہ کھو دیا تو اس سے کیا مراد تھی۔ کیا صلیب کا کٹنے کٹنے کرنا اور سوروں کا قتل کرنا جہاد نہیں اور صلیب اور سوروں سے کیا مراد ہے۔ اگر آپ انکار کریں گے کہ میں صلیب کا توڑنے والا اور سوروں کا قتل کرنے والا نہیں ہوں تو آپ مسیح موعود نہیں۔ اپنے ہی قول سے جھوٹے ہیں۔

مرزا قادیانی جو مسلمانوں کو جہاد سے روک رہے ہیں تو معلوم نہیں کون سے مسلمان جہاد پر آمادہ ہیں۔ مرزا قادیانی موجودہ پر امن سلطنت انگلشیہ میں یہ خواب پریشان کیوں دیکھ

رہے ہیں اور اسلام میں ایسے جہاد یعنی امن و امان کی حالت میں جدال و قتال کا حکم کہاں ہے۔ اگر آپ اس اسلامی جہاد کے خلاف ہیں جو مہذب اور محقول شرائط کے ساتھ مشروط ہے تو برٹش کے جہاد ٹرانسوال اور یورپ کے جہاد چین اور نوزویلیہ اور سومالی کے جہاد کے بھی خلاف ہیں۔ پھر مرزا قادیانی نے برٹش گورنمنٹ میں کیوں میموریل نہیں بھیجا کہ خلق اللہ کی خونریزی سے باز آئے۔ حالانکہ اس کی ضرورت تھی۔ مسلمان تو جہاد کا نام تک بھول گئے ہیں ان کے سامنے یہ تحریک کرنا تحصیل حاصل اور محض فضول ہے۔

مرزا قادیانی کی زبان پر ہر وقت جہاد ہی جہاد کا رہنا ضرور مانجھ لیا ہے یا کا بوس ہے، یا جنون ہے، نہیں جناب دیوانہ بکار خویش عاقل کا مضمون ہے۔ ان کو ہر وقت خوف رہتا ہے کہ میں نے جو مسیح اور مہدی اور امام الزمان بننے اور اپنے جھنڈے کے نیچے مخلوق کے آنے کا اعلان دیا ہے۔ ایسا نہ ہو برٹش گورنمنٹ اس اجتماع عوام کا لانا عام کی ڈوٹری سینے پر خوف ناک ہو کر مجھ سے مواخذہ کر بیٹھے پس منہ میں تنکے لے لے کر ہمیشہ گورنمنٹ کے آگے دم ہلاتے ہیں کہ میں بھیڑیا نہیں بلکہ آسانی باپ کی بھیڑ ہوں۔ مرزا قادیانی کے مکار اور کاذب ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہوگی کہ وہ ایک بے وجود امر (جہاد) کو لاکر دوسلمانان ہند کے سر توہمتے ہیں اور اپنے کو جہاد کا مخالف قرار دیتے ہیں اور اسی معدوم اور خلاف واقعہ امر کو اپنی مہدویت کا اعلیٰ نشان بتاتے ہیں۔ ہذا شہیہ عجاب!

مضمون کے اخیر میں لکھا ہے کہ ”احمدی جماعت کی ترقی کا بڑا باعث طاعون کا پھیلنا ہے۔ لوگ طاعون سے خوفزدہ ہو کر احمدی بنتے ہیں۔“ اس کی کیا وجہ ہے کہ خوف صرف مسلمانوں پر طاری ہوتا ہے۔ ہنود، عیسائی، آریا، پارسی، بودھ کیوں احمدی نہیں بنتے اور شاید جو مسلمان احمدی بن جاتا ہے وہ طاعون سے محفوظ رہتا ہے۔ قادیان میں تو کوئی کیا مرتا جو آسانی باپ کے لے پالک کا مسکن ہے۔ تمام ملک پنجاب میں ایک احمدی بھی نہیں مرا۔ علاقہ بمبئی میں احمدیوں کی تعداد گیارہ ہزار ۸۷۱ تا کی گئی ہے۔ اگر وہاں ایک احمدی بھی مرا ہو تو ہمارا ذمہ اور اگر درحقیقت احمدی بھی مرے ہیں تو فرمائیے مرزا اور مرزائیوں کو طاعون نے کیا فائدہ دیا؟ دوست بھی مرے اور دشمن بھی۔ تو نشان مسیحت و مہدویت غت ریود ہو گیا۔

ہم خیال کرتے ہیں کہ آئندہ گرما میں آسانی باپ نے چاہا تو دماغ کا قہر ما میٹر اول درجہ پر پہنچ جائے گا جبکہ مرزا بھی برٹش گورنمنٹ میں میموریل بھیجیں گے کہ میں امام الزمان ہوں میرے ہاتھ پر گورنمنٹ بھی بیعت کرے۔

۸ الہام کیا ہے ٹھیکے کی گت ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

پچھلے دنوں آسمانی باپ نے لے پالک پر وہ چوچنا تازنٹے دار الہام کا دو ٹکڑا برسیا یا
کہ بس تڑکا ہی کر دیا۔ سنئے!

”انسی مع الرسول القوم واصلی واصوم واعطیک ما یدوم“ (تذکرہ
ص ۳۵۹، طبع سوم) ”اھو ھو ھو ھو“ کیا کہنا ہے۔ دھنا تک دھنا ٹھیکے کی گت بھرتا ہوا کتنا
لاجواب الہام ہے۔ آسمانی باپ کہتا ہے ”میں اپنے رسول (لے پالک) کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں۔
میں نماز پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں اور تجھے وہ شے عطا کرتا ہوں جو قیامت سے بھی ادھر تک
باقی رہے۔“ گویا رسول اور ہے اور تجھے اور ہے یوں کیوں نہ کہا کہ ”انسی معک اقوم“ رسول
اور لے پالک کا خطاب تو کئی مرتبہ دے چکا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک عورت نے
زنا کیا تھا اور وہ حاملہ تھی جس پر حد شرعی کا لگنا ضروری تھا۔ ایک شخص نے اس اثناء میں کہا
”لا شرب ولا اکل ولا نطق ولا استھل فمثل ذالک یطل“ یعنی زانیہ حاملہ پر حد لگانے
جائے گی تو اس کا جنین بھی مارا جائے گا جس نے نہ کھایا ہے نہ پیا ہے نہ بولا ہے نہ چیخا ہے کیا ایسے
کا خون بہایا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”حدیث کہ حدیث الکھان“ یعنی یہ شخص
کا ہنوں کی سی باتیں کرتا ہے جو مسیح اور مقفے ہوتی ہیں اور جن میں وہ نخت نخت جوڑ بند لگاتے
ہیں۔ کچھ صاف ظاہر ہے کہ حضور رسول مقبول ﷺ پر ایسا مسیح کلام ناگوار گزرا۔ مگر آسمانی باپ اور
لے پالک کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ روزہ رکھتا ہے۔
آسمانی باپ (خدا) کا بھی کوئی باپ (خدا) ہے۔ جس کے لئے وہ صوم و صلوة کرتا ہے۔ گویا نسلاً
بعد نسل و بطناً و بعد بطن تعدد آلہہ کا تسلسل جاری ہے۔ ہر باپ کے واسطے ایک باپ اور ہر خدا کے
لئے ایک خدا ہے۔ یہ تو ۳۳ فردوری کا الہام تھا اب ۳۳ فردوری کے الہام کا جوڑ توڑ ملاحظہ ہو۔
”اصلی واصوم اسھر وانام واجعل لک انوار القدوم واعطیک ما یدوم“ (تذکرہ
ص ۳۶۰) واہ واہ! کیا کہنا الہام کیا ہے جلی قلم سے لکھ کر فرانس کی نمائش گاہ میں فرانسسی مسیح ڈاکٹر
ڈوئی کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہے کہ دیکھ تو مسیح موعود ہے یا میں۔ اس الہام میں آسمانی
باپ، ٹھیکے کی گت بھرتا بھول گیا یا بھک گیا۔ کیا معنی کہ اصوم کا صحیح اتام لایا۔ بھلا کوئی پوچھے اس
الہام میں اور گزشتہ الہام میں کیا فرق ہے۔ یہی کہ وہ بدتھایا بدتر ہے۔ ”ہدایت الخو اور مراح
الارواح“ پڑھنے والے اس سے بہتر الہام کھڑ لیتے ہیں۔ ایسے معنوی الہامات پر ایمان لانے

والے خدا جانے کس قماش اور کینڈے کے لوگ ہیں اور کیسی ان کی قابلیت ہے۔ کہتے ہیں کہ منارۃ المسیح کے مجاور بڑے بڑے باخ العلوم والعقول ہیں لیکن ان کا ایمان اگر ایسے ہی الہامات پر ہے تو بس حقیقت کھل گئی کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ قادیانی نبوت و رسالت کا سہرا ہمارے پیارے مولوی حکیم نور الدین صاحب کے سر ہے اور وہی قادیان کے شب چراغ ہیں۔ انہیں سے ہمارا خطاب ہے کہ انصافاً محمد والہ مشرقیہ اور مرزا قادیانی کے عربی الہامات کا موازنہ کریں۔ اب رہے ہمارے لنگوٹے رفیق شفیق بالتحقیق الغریق یتشبہت بالخصیث الدقیق، المرئی بالنار الحریق، حمرۃ الجنین، حریف مجلس الرہیق، مولوی امروہی اور سرگرم اور پر جوش محب صمیم کفلی اشمیم فی صحبت المسح مقیم، لاکدر یتیم مولوی عبدالکریم کے تو کیا ہی کہتے ہیں۔ ان کی تو وہی مثل ہے۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ اب رہے ہمارے اڈیٹری مآب انٹرنس رکاب۔ الحکم کی طناب فی لحد المنارۃ غرقاب شیخ یعقوب علی تراب ان کی تو کچھ پوچھنے ہی نہیں۔ سارا ”الحکم“ آپ ہی کے لیڈنگ آرٹیکل سے یوں بھر پور رہتا ہے جیسا سرگرم کے سروں سے طنبور، اور یہ ہے بھی سب آپ ہی کا ظہور۔ بس اب کہنے سننے کی کیا بات ہے۔ تانت باجی اور راگ بوجھا۔ جب الہامات کے کھنسنے اور شائع کرنے والے ایسے جامع اور مائع لوگ ہوں تو مہدویت اور مسیحیت تمام ہندوستان میں ریلوے انجن کی طرح جیتی چلاتی دھڑوکتی ہاتھی کی سی چٹکھاڑ مارتی گڑگڑ کرتی دھاچو کڑی مچاتی کودتی پھاندتی کیوں نہ پھرے۔

۹ جعلی نبی پر ایمان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

تیرہ سو برس تک نہ صرف جمہور اسلامی علماء و فضلاء ائمہ مجتہدین نے بلکہ اقوام و مذاہب غیر کے منصف مزاج جو عقلاً و حکماً نے تسلیم کر لیا ہے کہ پیغمبر عرب و عجم ﷺ خاتم الانبیاء اور لاثانی نبی اور رفامروں کا بھی رفارمر ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر لیز سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی لاہور نے جو ابھی تک شاید زندہ ہیں۔ اپنی ایک تحریر میں لکھا ہے کہ مذہب اسلام کوئی نیا مذہب نہیں۔ صرف اصلاح شدہ عیسائیت ہے۔ گویا خود ایک عیسائی فاضل نے تسلیم کیا کہ آنحضرت ﷺ عیسوی مذہب کے بھی رفارمر ہیں۔ قرآن شاہد ہے حدیث شاہد ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر چودھویں صدی میں ایک ٹھہ ہنکارتا ہے کہ اس زمانہ کا نبی میں ہوں اور مجھ پر جو شخص ایمان نہ لائے وہ دنیا میں واجب القتل اور عقبی میں جہنمی ہے۔ پھر جب بھاگتے راہ نہیں ملتی تو اپنے کو مجھ دیتا ہے اور حدیث شریف کا حوالہ دیتا ہے

کہ ہر صدی پر ایک مجدد پیدا ہوتا رہے گا۔ اس صورت میں گویا اب تک بارہ اسلامی مجدد پیدا ہوئے مگر کیا کسی مجدد نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا ہے؟ کبھی یہ کہتا ہے کہ ناقص نبی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے مگر کمال نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گیا۔ کوئی پوچھے کہ خدائے تعالیٰ نے کامل نبی کے بعد ناقص نبی کیوں دینا کے ماتھے مارا اور کیوں دنیا کو ترقی کے ملاء اعلیٰ پر پہنچا کر تنزل کی تحت العریٰ میں گرایا۔

پھر آنحضرت ﷺ کو کامل نبی بھی تسلیم کرتا ہے اور آپ کی احادیث کو بھی جھٹلاتا اور آیتوں کو توڑ مروڑ کر انکا نزول اپنے حق میں بیان کرتا ہے۔ بات بات میں شرارت آمیز کذب اور لغویت ہے کس قدر جگر اور گردہ اس شخص کا اور کتنا پتہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اس مکار کے ہاتھوں اپنا ایمان فروخت کر دیا اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔

آج کے روز تمام اہل مذہب میں سے کوئی شخص اسلام کا ایسا دشمن نہیں جیسا یہ شخص ہے۔ کیا معنی کہ اصول اسلام کو کوئی مذہب والا برا نہیں سمجھتا اگر قصور ہے تو صرف مسلمانوں کا جو اصول اسلام پر نہیں چلتے اور اپنے ساتھ اسلام کو بھی مطاعن کی آماجگاہ بناتے ہیں اور سب کے گرد گھنٹال مرزا قادیانی ہیں کیا معنی کہ عیسائی اور آریہ مرزائیوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم جو محمد نبی کو چھوڑ کر مرزائی نبی کی امت بن گئے تو بتاؤ دونوں نبیوں میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ مرزائیوں کے پاس بجز ریک تاول کے اس کا کوئی جواب نہیں گویا ہر اقرار نہ کریں مگر دل میں مرزائی کو سچا اور افضل سمجھتے ہیں۔ اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ محمدی کہلانے کو عار اور احمدی کہلانے کو فخر سمجھتے ہیں۔

۱۰ سور کا شکار

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

”الحکم“ میں لکھا ہے کہ ”ننگنی کے لاٹ پادری نے وہاں کے باشندوں کو بے رحمی سے سور مارتے ہوئے اعتراض کیا اور دہلی عیسائیوں نے دوسرے دن درخواست کی کہ وہ (کون) ان کو سور مارنا سکھا جائیں۔ چنانچہ لاٹ پادری نے ۵۰ سور اپنی بندوق سے مارے (لاٹ پادری نے تو بے رحمی پر اعتراض کیا تھا عبادت ہے یا خبط) عیسائیت کیا ہوئی سور کے شکار کرنے کا گروہی وغیرہ۔“

ایڈیٹر الحکم شاید اپنے مسیح موعود کا فرض بھول گیا جو جلی قلم سے پچھلے دنوں خود الحکم کی پیشانی پر درج تھا کہ ”يقفل العننا زير“ مسیح موعود نے تو اب تک ایک بھی سور نہ مارا۔ لاٹ

پادری نے ۵۰ مارے۔ پر مرزائیوں کا فرض ہے کہ لاث پادری کو اپنا مسخ موعود سمجھیں اور مرزائیت کو لفظ کریں۔

۱۱ لڑکے کی جگہ لڑکی ماتھے تھوپنی گئی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی پر الہام ہوا تھا کہ موجودہ جموں میں ایک کنکھڑا سال کا سا پورا لڑکا ایوان صبح میں برآمد ہوگا اور وہ ایسا ہوگا اور ایسا ہوگا۔ مگر ہوئی منوں لڑکی۔ آسانی باپ بھی عجیب بودم ہے کہ لڑکے اور لڑکی میں شناخت نہ کر سکا اور ان پشناپ ایک پتھر پھینک مارا۔ مگر مرزا قادیانی مثل سابق پھر یہی جواب دیں گے کہ آسانی باپ نے کسی خاص جموں کا ٹھیکہ نہ لیا تھا۔ اب نہیں جب سہی۔ آئندہ جموں میں (آئندہ میں بہت گنجائش ہے) ضرور بالضرور لڑکا ہوگا ورنہ ناک اور کان حاضر کر دوں گا۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم مارچ کے شمارہ نمبر ۹ کے مضامین

.....۱	باسی کڑھی میں اُبال۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مجدد پر الہامات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	بد معاشوں سے سابقہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ باسی کڑھی میں اُبال

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہمارے لئے پرانے لنگوٹے رفیق، چھٹریا شفیق، ٹوب خلیق، لقیق و منطیق، صاحب نہیق، بی النار الحریق یعنی مولوی امرودی اسکند اللہ و امانی منارۃ الزینتین کئی ہفتوں کے فاقے کے بعد پھر کچھ غنٹنائے جن کو باسی کڑھی میں اُبال آیا ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ پورا مسائل گیا ہے مگر نہیں مادہ ذرا سخت ہے۔ اچھا صاحب اب کے مرتبے خدانے چاہا تو جلب کا ایسا جلاب آپ کی جلب منفعت کے لئے پلایا جائے کہ کھٹکنا کر دست بخیر وہ دست آئے کہ مواد فساد کے ساتھ آنتوں کا گودا تک اسفل و اعلیٰ سے نکل پڑے اور اس ابراز پر بروزی نمی بھی مل من مبارز بنکارنا چھوڑ دے۔

یہ دکھانے کو کہ ہم بڑے لمڈھیک اور گراٹیل انشاء پرداز ہیں۔ ایک صفحہ سے زائد پر تو فضول لامعتول مجہول طول دھر کھینا ہے۔ گویا گلہری سے گلہری کی دم بڑی اور مطلب دیکھو تو گلہری کے گھونسلے میں گودڑ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ سارا مضمون بردوزی نبی کی تعریف سے یوں دمنہا دمنہ بھرا ہے جیسا سنڈاس بول دہرا ہے۔

امروہی: ”مخالفین تو یہی چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور بجھادیں۔“ بھلا بجھتے ہوئے کو کوئی کیا بجھائے گا۔ خواہ پھوکیں مارتے مارتے آپ کی پھونک نکل جائے مگر سروریش پر راکھ ہی اڑ کر پڑے گی۔ آپ آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ میں الف لام کو معہود یعنی بتاتے ہیں۔ اتنی خبر نہیں کہ کلام الہی یہاں موضع مدح میں ہے یا موضع ذم میں۔ ورنہ آیہ میں صرف رسول اللہ کافی تھا۔ خاتم النبیین نے کیا فائدہ دیا۔ پھر خدا کے لئے ذہن ثابت کرنا یعنی خدا کو ذہن بتانا کسی لال گردہ کی لال کتاب میں لکھا ہو گا ورنہ اسماء الہی تو تو قینی ہیں۔ خدائے تعالیٰ کو ذہن اور فطین اور عقیل اور سلیم الطبع اور فریس وغیرہ قرار دینا زندقہ ہے۔ کیونکہ ان صفات میں عدم و ملکہ کا تقابل ہے اور آپ میزان و منطق کے مرد میدان نہیں جو آپ کو زیادہ سمجھایا جائے۔ پھر جب آپ نے ختم رسالت کے بعد نیا نبی گھڑ لیا تو صاف ظاہر ہے کہ مرزا اور مرزائیوں کو نور و ظلمت کی تمیز نہیں اور کیونکر ہو چوہٹ اندھے ہیں۔ ختم نبوت کا انکار بالکل نبوت کا انکار ہے۔ کیونکہ ختم نبوت آنحضرت ﷺ کی صفت کاملہ ہے اور ظاہر ہے کہ صفت کا انکار بالکل موصوف اور اس کے کمالات کا انکار ہے۔

امروہی: ”غیاث اللغات میں ہے کہ کلمہ کے آخر میں اگر حرف ہاء ہوگا تو اس کو نسبت میں واو سے بدلیں گے۔ جیسے گجھ میں گجوی، اس طرح امرودہ میں امرودہوی کہیں گے۔“ اتنی خبر نہیں کہ یہ قاعدہ ہاء مظهر یعنی غیر مختفی میں ہے نہ کہ مختفی میں ہے ورنہ یا نسبت لگا کر کئی کو کوی اور مدنی کو مدنوی، علی ہذا شیخو پورہ والے کو شیخو پوروی اور سکندرہ والے کو سکندروی کہو۔ قادیان میں جو مرزائیوں کا مکہ مدینہ ہے رہ کر بھی آپ کو ہاء مختفی اور غیر مختفی کی تمیز نہ ہوئی۔

امروہی: ”لفظ اذاب کا ترجمہ گھوانا کہہ دیا حالانکہ اذابتہ کا ترجمہ گھلانا یا پکھلانا ہے اور مصدر فارسی گدازانیدن بتالیا۔ جس کو اذابت کا ترجمہ سمجھ لیا۔“ پائیں ریش و شصراحت تک کی خبر نہیں جو اہل علم کے لئے مستند کتاب ہے جس میں لکھا ہے ذوب۔ ذوبان گدازتھن اذابتہ۔ تذویب گدازانیدن۔ دیکھئے اس عبارت میں گدازانیدن کے معنی گھوانے کے ہیں یا نہیں۔ اور جب گدازانیدن متعدی بد و مفعول ہے تو ذوب کے معنی جو اذابتہ کا مجرد ہے گدازتھن متعدی بیک

مفعول ہوں گے مگر تمہاری بے کی تو مگھی ہے پھوٹ اور پینائی کی آس گئی ہے ٹوٹ۔ پس ماورزاو اندھوں کو کیا نظر آئے اور ہم جس طرح یہ نہیں کہتے کہ گداختن لازم نہیں آتا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہتے کہ ذوب لازم نہیں آتا تاکہ آپ کو کریمیا کے اس شعر کے پڑھانے کی ضرورت ہو کہ۔

چو شمع از پے علم باید گداخت

اور ہم کب کہتے ہیں کہ ذوب یعنی گداختن ضد حمد لازم نہیں آتا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہتے ہیں کہ اذابہ کے معنی گلوانے کے نہیں ہیں۔ اس کو ہمارا اختراع کہنا آپ کی مختصرہ جہالت ہے اور جب آپ خود کہتے ہیں کہ ایسا لفظ مکلم بلیغ کے کلام میں کیوں کر آسکتا ہے جس سے الہام خلاف مکلم ہو سکے تو لفظ اذابہ سے آپ کے بروزی نبی کو احتراز واجب تھا جو مکلم بلیغ کی بلاغت کے خلاف ہے۔ ہم صراح کی سند پیش کر چکے۔ اب دیکھئے آپ کا جو دیلان و ذوبان میں آکر تاودان کی راہ سے بہ گیا یا نہیں۔

امروہی: ”ستار خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی چھپانے کے ہیں خواہ کوئی امر ہو۔“ تھوڑی سی استعداد والا بھی جانتا ہے کہ ستار کے معنی پردہ پوش اور عیوب کو چھپانے والے کے ہیں۔ ”دعا اللهم استر عیوبنا وهو ستار العیوب“ صاف دال ہے۔ اگرچہ ستر اور اخفاء دونوں مرادف ہوں مگر استعمال اور محاورہ میں ستر کے معنی پردہ داری کے ہیں نہ کہ اخفاء راز کے۔ اب ہمارے لنگوٹے یار کی لیاقت کا پردہ کھلایا نہیں اور صرف غرق لنگوٹی باقی رہ گئی یا نہیں۔

امروہی: ”اخفاء لغات اضداد میں سے ہے۔“ قرآن مجید میں لفظ قرء لغات اضداد میں سے ہے کہ حیض اور طہر دونوں معنی میں آتا ہے مگر غزل فصاحت نہیں۔ شاید مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک ہو جو اعجاز احمدی کی فصاحت کو قرآن سے بڑھ کر سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن میں لغات اضداد موجود ہیں مگر اعجاز احمدی میں نہیں نعوذ باللہ۔ صیغہ تکفل ہی کو دیکھو جو مذکر و مونث دونوں کے لئے آتا ہے اور مذکر مونث کی ضد ہے۔ قرآن شریف میں بہت جگہ موجود ہے۔

امروہی: ”اخفو کو مہوز اطلاق سمجھا حالانکہ اخفاء ناقص ہے۔“ آپ کو چونکہ ضعیفی میں موٹا نظر آتا ہے۔ لہذا عینک لگا کر دیکھنا تھا ہم نے اخفتو (پوشیدہ رکھو) کے معنی میں لکھا تھا اس کا مادہ خفت ہے۔ باب افعال سے اخفتو اہوا۔ کاتب نے تاہ منقوط کے نقطوں کی جگہ حمزہ لکھ دیا۔ آپ نے کاتب سے بھی بڑھ کر یہ کمال کیا کہ اخفو سمجھے اور جھٹ سے لایینی اعتراض جزو دیا جو ہوا میں اڑ گیا۔

امروہی: ”حالانکہ محاورہ عرب میں موجود ہے دبر فلان دبرا“ یہ عرب کا محاورہ نہیں اہل لسان شعراء عرب کا کوئی شعر یا کسی کتاب کی کوئی عبارت پیش کیجئے کہ مجرد بر بھی ادبار کے معنی میں آتا ہے جو باب افعال سے ہے ورنہ اس کو اپنے فہم کا ادبار اور غلطی کی نحوست سمجھئے۔ مع ہذا لفظ ادبار کے معنی پشت چوپایہ کے زخمی کرنے کے بھی آتے ہیں۔ اور آئیہ ”واللیل اذا ادھر“ کے معنی صاحب صراح نے تیج التہار کے لکھے ہیں۔ بہر حال اس میں الہام غیر مقصود موجود ہے جس کو امر وہی نے محل فصاحت خیال کیا اور جب دبر مجرد کے معنی بھی ادبار کے ہیں تو باب افعال میں لے جانے سے کنائیدین کے معنی ضرور ہوں گی جو بلیغ متکلم کی بلاغت کے خلاف ہیں۔

امروہی: ”اس قسم کے استعارات (برج بہتان) تو قطع نظر زبان عرب کے فارسی میں بھی بکثرت مستعمل ہیں۔“ استعارہ تشبیہ، تخیل ترشح وغیرہ سے سنائے الفاظ عربیہ کا جمع کرنا فضول ہے جبکہ آپ کلام عرب سے خاص برج بہتان کی نظیر نہیں لاسکتے۔

امروہی: ”لفظ رماح کے ساتھ بہت ابلغ ہے۔“ عرب میں جنگ کے وقت دور سے غنیم کے حملوں کے روکنے کو تیر برسانے کا دستور تھا تا کہ وہ پسپا ہو جائے اور نیزہ کی جنگ قرب اتصال کے وقت ہوتی ہے جسے گھمسان کی جنگ کہتے ہیں۔ پس موزوں سہام ہے نہ کہ رماح۔

امروہی: ”اس لغت کے سیکھنے کی حدیث ”اطلبوا العلم ولو کان بالصین میں ضروری تاکید ہے۔“ بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس سے علم دین کے سیکھنے کی تاکید ہے نہ کہ رمل اور جغزو وغیرہ کی۔ جن کے حاصل کرنے پر آپ کے ولی کھنگر مٹے ہوئے ہیں اور حاصل نہیں ہوتے اور رمل ہی کے بوتے پر مخالفوں کی موت کی پیشینگویی کرتے ہیں۔ مگر وہ پٹ پڑتی ہیں کیونکہ رمل کی رو سے زلے اٹکل کے تیر ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے گویا آپ کے نزدیک چینی زبان کا سیکھنا واجب ہے مگر تعجب ہے کہ مرزا قادیانی نے جو اپنے کو چینی الاصل مغل بتاتے ہیں کیوں چینی زبان نہیں سیکھی نہ کسی مرزائی کو اس زبان کے سیکھنے کی کبھی ہدایت کی۔ حالانکہ حرف باء بمعنی فی بھی آتا ہے جیسے ”ذہبت بالمسجد“ جو فی المسجد کے معنی میں ہے۔ آپ اس کو باء سببیہ سمجھتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہدایت الخو کے سمجھنے سے بھی عاری ہیں۔

امروہی: عام محاورہ عرب کا ہے ”مالہ حصاة ولا اصابة ای رای یرجع الیہ“ اہل عرب کے محاورے یا لغت کے کسی کتاب قاموس وغیرہ سے ثابت کیجئے کہ اصابة کے معنی عقل کے ہیں نہ کہ حصاة کے۔ ہاں اصابة تو افعال حصاة سے ہے جو بغیر حصاة کے مستعمل نہیں ہوتا جس

سے شعر ”وان لسان المرء مالم یکن له. اصابة علی عوراته مشعر“ کا صحیح استعمال ثابت ہوا اگرچہ فصیح نہ ہو۔ ہم تمام اعتراضات کو مکمل اور مدلل طور پر رد کر چکے مگر ہمارے اعتراض کا رد تمام مرزائیوں پر بدستور چڑھا رہا کہ جب مرزا قادیانی بروزی محمد ہیں تو صحیح موعود ہونے کے دعوے سے دست بردار ہوں جس سے تابع اور متبوع اور مستقل اور غیر مستقل کا اجتماع اور الہام ”جسری اللہ فی حلیل الانبیاء“ سے مرزا قادیانی کا جملہ انبیاء کا بروزی ہونا نہ کہ خاص آنحضرت ﷺ کا اور تاریخ و منسوخ دونوں کا واجب العمل ہونا اور بھائی بہن کے نکاح کے جواز و عدم جواز کا قائل ہونا اور اپنے نفس کا خاتم بننا اور تقدم اللہ علی نفسه وغیرہ لازم آتا ہے۔ ان سب کا جواب مرزائیوں کے ذمے ہے اور ہم حسب الہام ملہم حقیقی پیشینگوئی کرتے ہیں کہ قیامت تک بھی تمام مرزائیوں سے اس کا جواب نہ بن پڑے گا۔ انشاء اللہ! (ایڈیٹر)

۲ مجدد پر الہامات
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

”یاشو کننا انک لدیننا مکین امین ومن بطن ام الدجال البطل
المحتال مخرج الجنین فقد نصرناک نصرۃ و اعطیناک سطوة و غلبة علی
اعداء الدین فجزاء الوتین بسکین التسکین و اقطع عروق المفسدین و اقلع
احشاء ہم و امعاء ہم الی یوم الدین لا علاء کلمة احکم الحاکمین و انا ناخذلهم
مسلسلین و ندخلهم فی دار جہنم داخرین مقهورین خالدین لانہم ادعوا النبوۃ
و البروزیة بعد نبینا خاتم النبیین فالہم کالافاہمی. یتسللون من سلۃ القادیان الی
جحہر السجین“

۳ بد معاشوں سے سابقہ
مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم نے لکھا تھا کہ ”بعض بد معاش جو غالباً مرزا قادیانی اور ان کے بعض حواری کے حالات اور کرکڑ سے واقف ہیں یا ان سے عداوت رکھتے ہیں بعض اوقات خلاف واقع امور بھی ضمیر میں درج کرنے کو بھیج دیتے ہیں مگر ہم ان کو درج نہیں کرتے۔“ امر وہی صاحب کی تحریر مندرجہ ”الحکم“ سے معلوم ہوا کہ یہ امر ان کو اور خود مرزا قادیانی کو ناگوار ہوا کہ بد معاشوں کی تحریریں ضمیر میں کیوں شائع نہ ہوئیں اور اب کیوں نہیں ہوتیں؟ اور یہ شکایت درحقیقت ہے بھی بجا کیونکہ انسانی عادت طبیعت ثانیہ میں جاتی ہے۔ اور خارشبوں کے جسم میں جو چل خارش رہتی ہے وہ اس کا

مٹ جانا ہی چاہتے ہیں اور ان کو کھجانے میں سروسٹ آرام معلوم ہوتا ہے اگرچہ انجام ان کی بیماری کے لئے مضر ہو پس ہم آئندہ مرزا قادیانی کے تمام مخالفوں کی تحریریں خواہ وہ کیسی ہی خلاف واقع ہوں اور ان کے بھیجے والے کیسے ہی بادی بد معاش ہوں۔ ضمیمہ میں شائع کرتے رہیں گے کیونکہ مرزا اور مرزائی اس میں اپنی گرم بازاری دیکھتے ہیں اور اس میں خوش رہتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کے مشن کا ہم مقصد شہرت ہے۔ خواہ کسی طرح سے ہو۔ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ مارچ کے شمارہ نمبر ۱۰ کے مضامین

.....۱	مرزائیوں کا ایک تازہ جعل۔	عبدالکریم ولد محمد صادق پشاوری!
.....۲	مہدیوں اور مسیحیوں کا ڈر باکھل گیا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

نوٹ..... اس شمارہ میں ایک کھلی چٹھی واحد علی صاحب ملتان بابت ”دافع البلاغ“ کتاب مرزا کے شائع ہوئی۔ ہم نے وہ خارج کر دی اس لئے کہ وہ احتساب ج ۵۳ میں شائع ہو چکی ہے۔

۱ مرزائیوں کا ایک تازہ جعل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

”الحکم“ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء میں ایک جعلی عرضی الہی بخش درزی صدر بازار پشاور کے نام سے طبع ہوئی ہے۔ جس میں اہل حدیث پشاور پر الہی بخش کی تصویر کی تصدیق کرنے کا الزام لگایا ہے اور بہت سی افتراء پردازیاں کی گئی ہیں۔ لہذا الہی بخش سے اصل حقیقت لکھوا کر اور مجبرین سے دستخط کرا کر ایڈیٹر الحکم کے پاس رجسٹری کرا کر واسطے طبع بھیج دیا کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ جو تحریر اس کے متعلق ہمارے پاس آئے گی ہم طبع کر دیں گے۔ مگر انوس ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ لہذا وہ تحریر اخبار شحنہ ہند میں طبع کے واسطے بھیج دی کیونکہ شحنہ طہروں و ذمہ یقوں کو زندہ درگور کرنے میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ ایڈیٹر صاحب اس کو ضمیمہ میں طبع کریں اور اپنی رائے بھی لکھیں تاکہ آئندہ اس فرقہ کو ایسی افتراء پردازی و جعل سازی کرنے میں شحنہ کا خوف ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ڈر تو اس فرقہ کو پہلے ہی سے نہیں ورنہ ایسی جعل سازی کبھی نہ کرتے وہ تحریر یہ ہے۔

نقل بیان الہی بخش درزی مع تصدیق

”الحکم“ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء میں میری طرف سے ایک مصنوعی عرضی طبع ہوئی ہے جس میں بہت سی باتیں خلاف واقع ہیں۔ لہذا صحیح حال لکھوا کر پیش کرتا ہوں کہ میں حقیقت میں ایک مسکین سن رسیدہ اور ان پڑھ مسلمان ہوں اور ہر ایک بات پر یقین کر لیتا ہوں۔ اسی وجہ سے اپنا سچا مقدمہ چیف کورٹ میں بھی ہار گیا۔ عرصہ قریب ۳۰ سال کا ہوا کہ ہدایت اللہ نو مسلم نے (جو ہمارے صدر باز میں رہتا ہے) صلاح دی کہ آپ اپنی سن رسیدہ اور واجب الرحم ہونے کی تصدیق کرا لاؤ تو ہم عرضی لاٹ صاحب کو لکھ دیں گے اور تم کو تمہارا حق مل جائے گا۔ میں لکھوا لایا تب خواجہ کمال الدین وکیل کو دکھلائی۔ انہوں نے کہا کہ تصویر اتراؤ۔ چنانچہ ہدایت اللہ نے عبدالمنان اپنے مرزائی دوست سے بلا اجرت میری تصویر کھوائی۔ پھر وکیل صاحب نے کہا کہ اس پر بھی تصدیق کرا لاؤ۔ میں نے کہا کہ بزرگان دین دستخط نہ کریں گے۔ اس لئے میں ان سے نہیں کہہ سکتا۔ پھر وکیل صاحب نے کہا کہ اور عام لوگوں کے ہی دستخط کرا لاؤ۔ چنانچہ شہر میں دو ایک شخصوں کے دستخط کرا کر ہدایت اللہ کے حوالے کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ڈپٹی کمشنر کے دستخط کرا کر لاٹ صاحب کے پاس بھیج دیں گے۔ چنانچہ ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ عنقریب جواب آئے گا۔ اب الحکم کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ میری کوئی عرضی لاٹ صاحب کو پہلے نہیں گئی۔ کیونکہ عرضی میں تاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۰۳ء درج ہے یعنی اڑھائی مہینے ہوئے۔ اب میں نے ہدایت اللہ سے کہا کہ لوگ مجھ پر ہتے ہیں اور طعن کرتے ہیں کہ ہدایت اللہ نے تم کو دھوکا دیا ہے۔ ایسی عرضی لاٹ صاحب کو نہیں بھیجی جاتی تو اس نے کہا کہ میں ڈاک خانہ کی رسید دے دوں گا۔ مگر وعدہ کر کے بھی نہیں دی۔ عرضی مندرجہ الحکم کی دفعہ ۶ کے یہ فقرے کہ (حضور والا میری تصویر سفید ریش پر جو کہ باوجود ممانعت ہمارے مذہب کے جو حضور کو رحم دلانے کے لئے اس اپنی انخبری عمر میں بنوائی ہے اور دنیا کو دین پر مقدم کیا ہے رحم فرمادیں گے) میں نے نہیں لکھوائی کیونکہ جو شخص دنیا کو دین پر مقدم رکھے گا وہ خود بے دین ہوتا ہے تو میں کس طرح اپنے آپ کو بے دین ظاہر کرتا۔ اس سے میری توہین ہوتی ہے۔ الحمدیٹ اور غیر الحمدیٹ نے میرے واجب الرحم ہونے کی تصدیق ایک جداگانہ کاغذ میں کی تھی۔ تصویر کی تصدیق اس پر کسی نے نہیں کی۔ وہ تصدیق کا کاغذ ہدایت اللہ کے پاس ہے۔ اب جو طلب کرتا ہوں تو کہتے ہیں کہ ہم لاٹ صاحب کے پاس بھیج چکے ہیں اور ہدایت اللہ نے میری عرضی کسی مسلمان کو نہیں دکھلائی۔ صرف اپنے دوست خواجہ کمال الدین وکیل اور عبدالمنان مرزائیوں ہی کی صلاح سے بنا کر الحکم میں طبع کرا دے۔

الرقم نشان انگوٹھا

<p>الہی بخش درزی صدر بازار پشاور بقلم ایم احمد شاہ عفی عنہ ۱۲ فروری ۱۹۰۳ء</p>	<p>میں مندرجہ بالا تحریر کی تصدیق زبانی میاں الہی بخش درزی کے کرتا ہوں۔ خدا بخش بقلم خود کلرک نمبر کامل صدر بازار ۱۲ فروری ۱۹۰۳ء</p>
<p>میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ مضمون الہی بخش درزی بڑھے کا لکھایا ہوا ہے اور اس کی تصویر کی تصدیق جو کی گئی ہے ہمارے ذمہ بالکل بہتان اور افتراء ہے۔ قاضی محمد خان پوری امام مسجد صدر پشاور</p>	<p>یہ بیان الہی بخش درزی نے لکھوایا ہے میں الہی بخش کو ہدایت اللہ کے پاس بطور سفارش عرضی لکھانے کبھی نہیں لے گیا کیونکہ ہدایت اللہ اہل نویس نہیں ہے۔ اس نے قانونی اور دینی تعلیم کسی جگہ نہیں پائی۔ میں نے تصویر کی تصدیق کبھی نہیں کی بلکہ مجھ کو تصویر کا اثر دانا معلوم ہوا تو الہی بخش کو ملامت کی۔ عبدالرحمن خان بقلم خود۔</p>
<p>یہ امر مسلمہ ہے کہ کترین ایسی خام تقریروں و تحریروں پر جو خلاف عقائد سنت و جماعت ہوں کبھی تائید نہیں کرتا چہ جائیکہ خلاف تہذیب تصویر کا فوٹو اترا کر بخضور بادشاہ وقت بھیجنا اور دین پر دنیا کو مقدم بھنانا یہ بے علموں کا کام ہے۔ اس واسطے میری طرف سے مثبت دہتخل نہیں ہوا خلاف ہے۔ میر فضل الہی عفی عنہ</p>	<p>یہ مضمون الہی بخش درزی کا لکھایا ہوا ہے تصویر یہ مضمون الہی بخش درزی کا لکھایا ہوا ہے۔ تصویر کی تصدیق میں نے کبھی نہیں کی۔ محض افتراء ہے۔ فتح الدین بقلم خود ابومحمد جمال الدین ڈاکٹر پٹنن یافتہ۔</p>
<p>میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ مضمون الہی بخش درزی کا لکھایا ہوا ہے اور اس کی تصویر کی تصدیق ہم نے نہیں کی۔ عبدالرؤف بقلم خود</p>	<p>یہ مضمون الہی بخش درزی کا لکھایا ہوا ہے۔ تصویر کی تصدیق میں نے کبھی نہیں کی محض افتراء ہے۔ ابومحمد جمال الدین ڈاکٹر پٹنن یافتہ</p>

نقل مطابق اصل

ابومحمد جمال الدین ڈاکٹر پٹنن یافتہ

اس تحریر درزی الہی بخش سے معلوم ہو گیا کہ احکم میں جو کچھ اس معاملہ میں لکھا ہے وہ
دروغ، فریب، وعدہ خلافی، دل آزاری، افتراء پر دازی، استہزاء و توہین اسلام و اہل اسلام وغیرہ
سے مملو ہے جو ایک مسلمان سے بسا بعید ہے۔ اب احکم کی چند بے ضابطگیاں بطور نمونہ ”یکے از
ہزار داند کے از بسیار“ ملاحظہ ہوں۔

۱..... ”فتی عبدالرحمن کی سبھی لیکران کے (ہدایت اللہ) کے پاس گیا“ دروغ وافتراء ہے خود فتی عبدالرحمن اپنے قلم سے لکھتے ہیں کہ میں الہی بخش کو ہدایت اللہ کے پاس بطور سفارش عرضی لکھوانے کے کبھی نہیں لے گیا۔

۲..... احکم لکھتا ہے ”ان مخالفوں ہی نے اسے (الہی بخش) کو رائے دی کہ وہ ہمارے عزیز بھائی شیخ ہدایت اللہ صاحب سے مشورہ لے۔“ محض دروغ بے فروغ ہے مرزائیوں کے مخالفوں میں سے کسی نے یہ رائے نہیں دی خود ہدایت اللہ ہی نے بے چارے بوڑھے کو درغلا یا جبکہ اپیل میں چیف کورٹ تک سے ہار گیا تھا تو اب اپیل کیسی۔

۳..... ”اپنی عکسی تصویر کچھو الایا۔“ یہ بھی محض دروغ ہے کیونکہ الہی بخش کا بیان ہے کہ ہدایت اللہ نے عبدالمتنان چڑا اسی اپنے مرزائی دوست سے بلا اجرت میری تصویر کچھوائی۔

۴..... اس ثبوت کے لئے کہ یہ اس کی تصویر ہے الحمدیٹ پشاور کی تصدیق کرائی گئی۔ پھر بقول شخصے ”دروغ گورا حافظ ناشد“ اسی مضمون میں اپنے قول کو خود ہی اس طرح جھوٹا کہہ رہے ہو ”سائل کی حالت غریبانہ اور عمر رسیدہ ہونے کی شہادت ہمارے بزرگان دین کی مندرجہ ذیل ہے۔“ حق بر زبان جاری ہونا اسی کو کہتے ہیں۔ بزرگان دین تصویر کی تصدیق کا انکار کرتے ہیں اور ”لغت اللہ علی الکاذبین“ پڑھ رہے ہیں۔ آپ بھی آئین کہہ دیجئے۔

۵..... اس بڑھے الہی بخش کی درخواست بھی شائع کرتے ہیں۔ کہ اپنی لکھی ہوئی درخواست کو بڑھے کی کہنا کیا دروغ نہیں ہے؟ عرضی کا فقرہ نمبر ۶ تو خود مرزائیوں ہی کا لکھا ہوا ہے اور ان کے مطابق حال بھی ہے اور بڑھا اس سے کانوں پر ہاتھ رکھتا ہے اور دین پر دنیا کو مقدم رکھنے والوں کو بے دین کہتا ہے۔ پس اس کی جانب اس فقرہ کو منسوب کرنا چودھویں صدی کے انوکھے پیغمبر قادیانی ہی کی تعلیم کا اثر ہے۔

۷..... تین سال ہوئے کہ الہی بخش کی غریبانہ حالت کی اور سن رسیدہ ہونے کی بزرگان دین اور عوام سے تصدیق کرائی گئی اور بجائے گورنر جنرل کے پاس بھیجنے کے ۱۵ نومبر ۱۹۰۳ء۔ لکھ کر ۳۱ جنوری کے احکم میں طبع کرائے گئے۔ اسی کا نام ایمان داری ہے۔

۸..... بڑھے اہل غرض سے ہمیشہ یہی کہا گیا کہ تمہارا جواب گورنر جنرل کے پاس سے آنے والا ہے۔ حالانکہ عرضی اب احکم میں طبع ہوئی۔ گورنر جنرل کے پاس کس نے بھیجی؟

۹..... بڑھے کا وہ کاغذ جس پر اس کی غریبانہ حالت و سن رسیدہ ہونے کی تصدیق ہے نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ گورنر جنرل کے پاس وہ کاغذ بھیج دیا گیا۔ کیا یہ ظلم نہیں؟

- ۱۰..... ڈپٹی کمشنر کے دستخط کرا کر گورنر جنرل کے پاس عرضی کا بھیج دینا بیان کرنا کیا سچ ہے؟
- ۱۱..... ڈاکخانے سے رسید منگوا کر دینے کا وعدہ کرنا پھر نہ دینا کیا فریب و کذب نہیں ہے؟
- ۱۲..... کیا گورنر جنرل کے سیکرٹری نے بڈھے کی ضد میں اپنا شاہی ضابطہ چھوڑ دیا کہ تمام اپیل والوں کو رسید اپیل پہنچانا ضرور جانتے ہیں۔ مگر بڈھے کی اپیل کی رسید تک نہ دی۔ ہذا شیء عجیب۔
- ۱۳..... کیا ایک وکیل قانون پیشہ کے واسطے موجب نیک نامی ہے کہ وہ ایک مسکین سادہ لوح اہل غرض مصیبت زدہ کا خدا ترس دول سوز بن کر خلاف شرع تصویر کھنچوائے اور اس پر تصدیق کرانے کا مشورہ دے اور اطمینان و لاوے کہ تمہارا حق تم کو مل جائے گا حالانکہ یہ سب کچھ فرضی ہے جس سے اس بے چارہ کی ذلت اور رسوائی و جگ ہنسائی کے سوا کچھ فائدہ نہ ہو۔ عوام و خواص و حکام کیا خیال کریں گے؟

اس جعل بتانے میں ایک انوکھی جدید پیغمبر قادیانی کی چیدہ جماعت نے جب خلاف تہذیب خلاف حق خلاف قانون خلاف ہمدردی انسانی کاروائیوں کا استعمال کیا ہے۔ اس سے ان کی تقویٰ شعاری دین داری کا حال بخوبی ظاہر ہے۔ یہ تعلیم و تحقیقت پیغمبر قادیانی ہی کی ہے جس نے خود جعل بنا کر علماء ذہلی و امرتسر سے اپنے اوپر کفر کا فتویٰ لکھوایا اور اس فریب کی کارروائی کے جواز میں ”الحرب خذعة“ پیش کیا دیکھو احکم اور اس کے اشتہار۔ واقعی ایسے ہی پیغمبر کے آنے کی ضرورت تھی۔ ضرور جدید پیغمبر کے آنے کا مسئلہ حل ہو گیا کیونکہ اگر ایسے گمراہ کرنے والے جھوٹے مہدی و مسیح و پیغمبر بن کر اسلام کو بگاڑنے کو پیدا نہ ہوں تو سچے مہدی اور مسیح کس کی گوشائی کرنے آئیں گے۔ بڑا دھوکا احکم نے یہ دیا کہ تصویر کا بنانا یا بنوانا یا رکھنا اور تصویر کا پہچان کر کہہ دینا کہ فلاں شخص کی تصویر ہے۔ دونوں کا ایک حکم قرار دیا ہے۔ حالانکہ تصویر کا بنانا یا رکھنا جس کو قادیانی جائز و حلال پیشہ کہتا ہے۔ شرع شریف میں حرام ہے اور کسی کی تصویر کو پہچان کر عدالت یا اور کہیں ضرورت کی جگہ کہہ دینا یا لکھ دینا کہ یہ فلاں کی تصویر ہے۔ اسلام میں ناجائز نہیں ہے۔ کیا جب کسی سے کسی کی تصویر کی نسبت سوال کیا جائے تو وہ باوجود پہچاننے کے جھوٹ کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ افسوس ہے مرزا اور اس کے پیلوں کی تمام تصانیف و اشتہارات و مباحثات و الہامات سب اسی قسم کے مغالطوں سے پر ہیں۔ فقط

۲..... مہدیوں اور مسیحیوں کا ڈر باکھل گیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

لیجئے جناب ملک جاو علاقہ انانی میں ایک اور مہدی صاحب عالم بالا سے تشریف کا

گنہا کا ندھے پر لاد کر کھٹ سے آبراجے ہیں اور دنیا کو اپنی مہدویت کی دعوت دیتے ہیں اور شعبدے (معجزے) دکھانے کے بھی مدعی ہیں۔ آج کل مہدیوں اور مسیحیوں کی ہم پھوٹ گئی ہے۔ لندنئی مسیح، فرانسیسی مسیح، سومالی مہدی، جاوائی مہدی اور قادیانی مرزا تو خیر نال مسیح موعود بھی ہیں اور مہدی مسعود بھی اور امام الزمان بھی اور بروزی نبی بھی اور خاتم الخلفاء بھی۔ الغرض سب گنوں پورے اور تمام کمپوٹ اجزاء کے سیرب اور مجنون ہیں اور باقی سب کے سب ادھورے ہیں یعنی اگر کوئی مسیح ہے تو مہدی نہیں اور مہدی ہے تو مسیح نہیں۔ پھر دنیا کو چھوڑ کر مرزا قادیانی پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔ لوگ بالکل اندھے ہیں اور ایشیاء اور افریقہ سے بڑھ کر یورپ اندھا ہے کیا معنی کہ مرزا قادیانی اپنے بروز اور خروج کی تبلیغ کتابوں اور رسالوں اور تصویروں کے ذریعے سے کامل طور پر کر چکے ہیں اور اپنی تمام مجموعی صفات کا آئینہ دکھا چکے ہیں۔ غضب ہے تاکہ یورپ پھر بھی لندنئی مسیح اور فرانسیسی مسیح پر لٹو ہے۔ جنہوں نے کوئی شعبدہ، کوئی کرشمہ، کوئی پھنک ایک پھنک دو نہیں دکھایا اور قادیانی مسیح خدا جھوٹ نہ بلائے تو کوئی ڈیڑھ سو معجزے (لوگوں کی موت کی بال باندھی پیشینگوئیاں) دکھا چکا ہے۔ پیشینگوئیوں کی ٹھیک میعاد کے درمیان کے بیچوں بیچ کے اندر کوئی نہ مرا تو کیا ہوا۔ آخر مرا تو سی۔ مرزا قادیانی پیشینگوئی نہ کرتے تو نہ آتھم مرتانہ ٹیھرا ام مرتانہ لوگوں کی عقل کا چراغ تو ہو گیا ہے گل۔ پیشینگوئی کیلئے ہرگز لازم نہیں کہ ٹھیک وقت پر ہو۔ ہاں شرط یہ ہے کہ برس، دو برس، پانچ برس، دس برس، بیس برس میں ہو اور ضرور ہو۔ ہزاروں میں ہوں لاکھوں میں ہو۔ سچ کھیت ہو ہاؤن تو لے پاؤرتی ہو۔

دیکھ لو مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ بی بی کو جو ایک ظالم نے غضب کر لی تھی اور مرزا قادیانی نے اس کی موت کی پیشینگوئی کی تھی۔ تو وہ دس برس بیس برس میں ضرور پوری ہوگی اور ان کا رقیب ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا۔ بھلا ما مورسن اللہ کی پیشینگوئی اور خالی جائے۔ اچھی کہی۔

نوٹ

مرزا قادیانی کا حال الغریقیت عصب باکھشیش کا ہے۔ مقصود تو یہ ہے کہ کسی ذریعہ سے اسلام کے اصول تو حید کو باطل کیا جائے اور اپنے جدید مذہب کے اصول تصویر پرستی منارہ پرستی قادیان پرستی وغیرہ جائز اور رائج کی جائیں۔ مرزا قادیانی کے الزامی دلائل عجیب و غریب ہیں کہ فلاں شخص نے چونکہ تصویر کی شہادت دی لہذا وہ ہماری طرح تصویر پرست اور تصویر پرستی کا جائز کرنے والا ہے۔ اس صورت میں تو ہر مجرم کا گواہ مجرم ٹھہر سکتا ہے۔ چلنے عدالتوں کے دروازوں کو قفل لگ گیا کیونکہ کسی گواہ کی کیا شامت ہے کہ وہ کسی کے ارتکاب جرم کی شہادت لے

کر مجرم بنے مرزا جی۔

اب بتائیے مذکورہ بالا مہدیوں اور مسیحیوں میں سے کسی نے بھی ایسے روشن اور چمکتے ہوئے معجزات آج تک دکھائے؟ پیشینگوئی اگرچہ نجومیوں، رمالوں، سادھو بچوں کا کام ہے مگر جب مامور من اللہ کوئی پیشینگوئی کرے گا خواہ وہ جھوٹی ہو یا سچی۔ ضرور معجزہ کہلائے گا۔ وہ آسمان میں پوری ہو جاتی ہے مگر اندھوں کو نظر نہیں آتی اور پیشینگوئی نہ بھی پوری ہو تو اس سے کسی نبی کی نبوت میں فرق نہیں آتا۔ پیشینگوئی دوسری چیز ہے اور نبی ہونا دوسری چیز۔

مشاء اللہ مرزا قادیانی کے دلائل بہت معقول ہیں مگر عملی طور پر سب مہدیوں اور مسیحیوں کے کھرے کھوئے کو آگ پر تپانا چاہئے۔ تاسیر روئے شودھر کہ درویش باشد، یعنی تمام مہدی میدان میں اتریں اور اپنے آپ کرتب دکھائیں جو کرتبوں میں کامل نکلے وہی مہدی اور مسیح تسلیم ہو اور اگر سب ناقص اور جھوٹے نکلیں تو ایک ایک کو پھانسی پر لٹکایا جائے یا لوہے کے پنجروں میں قید کر کے کسی جزیرہ میں بھیجا جائے کہ پھر وہاں سے نہ آسکیں اور دنیا ان کے کید سے محفوظ رہے۔

ہر ایک جھوٹا اور مکار مہدی اور مسیح دیکھ رہا ہے کہ اس کے چند رقیب سامنے موجود ہیں اور سب کے سب ایک ہی دعوے کے مدعی ہیں۔ حالانکہ مہدی اور مسیحی متعدد نہیں ہو سکتے۔ بہر حال ایک ہی ہو گا مگر بے ایمانی اور شرارت اور دھین دھوکٹری دیکھئے کہ ان بد معاشوں اور دنیا کے لوٹنے والوں کو ذرا شرم نہیں آتی کہ ہم کیا جلسازی اور دعا بازی کر رہے ہیں اور نہ ان حقاء کو شرم آتی ہے جو ان کے دام تزدیر میں پھنس کر انوکھے بن گئے ہیں اور احمقوں کا جتنا گروہ مرزا قادیانی کی مٹھی میں ہے۔ اتنا ہی بلکہ اس سے زیادہ لندن اور فرانس اور افریقی اور جادی مسیحیوں اور مہدیوں کی چٹلون اور بنیان میں ہے پس وحشی اور مہذب دونوں ایک ہی سانچے میں ڈھل گئے ہیں اور کسی میں کوئی ماہر الاتیا نہیں رہا۔ کیوں نہیں! وہ خوب جانتے ہیں کہ ساری کارروائی خود ان کے کاشنس کے خلاف ہے اور ان کو کامل یقین ہے کہ محض خود غرضی اور جلب منفعت کے لئے ہم یہ ٹھیک تیار کر کے سٹیج پر تماشادکھا رہے ہیں تاکہ طفلانہ طبیعت کے حقاء سے نکلے سیدھے کریں۔ بہر حال چند روز میں عقدہ کھلا جاتا ہے سب کے سب سر پکڑ کر ٹسوے نہ بہائیں تو ہمارا ذمہ۔

حاصل نہ ہوا بجز ندامت
کس حتم کو خال میں ملایا

(ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۳ء مارچ کے شمارہ نمبر ۱۱ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کا بل میں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مرزا قادیانی کے وہی ایک لاکھ سے اوپر والٹیر۔	امام الدین لاہوری!
.....۳	شیعہ اور عیسائی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	ترجمہ اور الہامات مجدد	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	رسول بننے کا شوق۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ مرزا قادیانی کا بل میں

مرزا قادیانی اس امر کے مدعی ہیں کہ میں اپنی بروزی نبوت کی تبلیغ یورپ اور افریقہ میں بذریعہ رسالہ جات و تصویرات کر رہا ہوں۔ مگر تعجب ہے کہ وسط ایشیا خصوصاً افغانستان بلکہ اپنے پڑوسی سرحدی افغانوں، وزیرستان اور آفریدستان وغیرہ میں کیوں تبلیغ نہیں کرتے اور اپنے چند سرفروش اور جان نثار بہادر مرزائیوں کو ممالک مذکورہ میں کیوں نہیں بھیجتے؟ اور ایک خاص ڈیپوشیشن کا بل میں بھیج کر امیر افغانستان کو اپنی نبوت پر ایمان لانے کی کیوں ہدایت نہیں کرتے۔ اگر وہاں سروں کے ختنہ ہو جانے کا خوف ہے تو بافتدگی معلوم شد۔ اس صورت میں وہ اپنا فرض نبوت کیا خاک ادا کریں گے۔ انبیاء تو اعلیٰ کلمۃ اللہ میں جان پر کھیل گئے ہیں۔ بعض آرے سے چیرے گئے ہیں۔ بعض صلیب پر کھینچے گئے ہیں۔ بعض قید خانے میں بھیجے گئے ہیں۔ بعض نے تو وہ ظلم سہہ جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ خود آنحضرت ﷺ نے منگروں سے کیا کیا اذیتیں نہیں کیں۔ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مصائب تو دنیا پر ظاہر ہیں یہاں تک کہ سب نے ظالموں اور لعینوں کے ہاتھوں مردانہ وار جام شہادت چکھا مگر یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی۔ شوکت۔

زبان تنق کہتی ہے یزید دشمن فاسق ہیں

کرے ابن ید اللہ ہاتھ کیوں آلودہ بیعت میں

چونکہ مرزا قادیانی بغیر الہام کے کلڑا بھی نہیں توڑتے لہذا وہ یہی جواب دیں گے کہ مجھ

پر ابھی افغانستان میں اپنے مشن کے بھیجنے کا الہام نہیں ہوا۔ مگر یہ بمنزلہ عذر گناہ بدتر از گناہ کے ہوگا۔ یعنی یہ ثابت ہو جائے گا کہ لے پالک کم سن نادان نا تجربہ کار تو ڈرپوک تھا ہی آسمانی باپ ڈرپوک ہونے میں اس کا بھی قبلہ گاہ نکلا۔ بھلا لے پالک نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے اس کے تو ابھی دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے پھر آسمانی باپ کیوں اجازت دینے لگا کہ افغانستان جائے اور وحشی افغانی اس کے یا اس کے مشن والوں کے پیٹوں میں بغذے بھونک کر زمین میں آنتوں کا ڈھیر کر دیں۔ لے پالک جیسا مورکھ ہے ایسا ہی آسمانی باپ کا نیاں ہے وہ پروں پر پانی کیوں پڑنے دیتا۔ پس وہ یہ وجہ ہے کہ سمندر پار تو بروزی نی کی ڈاک کے گھوڑے دوڑیں اور خاص اپنے پڑوس میں چراغ تلے اندھیرا ہے۔ پشاور تک میں مرزائی نبوت کی تبلیغ کرنے والے موجود مگر پشاور سے اس جانب قدم رکھتے ہوئے نانی یاد آتی ہے۔ وہی میری میا۔ مرزا قادیانی تو قادیان ہی کے شیر قالین ہیں اگر وہ افغانستان میں اپنا مشن بھیجیں تو ہم شخہ اور ضمیمے کے خریداروں سے سفارش کر کے پانچ ہزار روپیہ انعام دلوا دیں اور اگر مرزا قادیانی خود جائیں تو دس ہزار روپیہ لیں۔

۲ مرزا قادیانی کے وہی ایک لاکھ سے اوپر والٹئیر

امام الدین لاہوری!

..... پیسہ اخبار لاہور سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی صاحب نے بتقریب دربار تاج پوٹی جناب لارڈ کرزن صاحب بہادر دیرائے ہند کی خدمت میں تعطیل جمعہ کے بارے میں میموریل بھیجا ہے جس میں اپنے پیروؤں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ لکھی ہے اور مرزائی اخبار الہدیر کی اشوع کی نسبت جو اشتہارات بازاروں میں چسپاں دیکھے گئے ان میں بھی ایک لاکھ سے زائد تعداد لکھی گئی ہے۔ مگر دربار کے ایک ماہ بعد مرزائی اخبار الحکم مطبوعہ ۷ مارچ ۱۹۰۳ء میں تو ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ تعداد لکھ ماری۔ معلوم نہیں گرجی سچے ہیں یا چیلے؟ چونکہ ایسی تحریروں سے مخالف ہوتا ہے لہذا ہم ذیل میں اصل حقیقت ظاہر کئے دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۱، نزاآن ج ۱ ص ۳۲۵) ۱۳ جنوری ۱۸۹۷ء مطابق ۹ شعبان ۱۳۱۴ء میں اپنے پیروؤں کی تعداد معہ جائے سکونت کل ۳۱۳ لکھی پھر اس تحریر کے گیارہ روز بعد مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم و مغفور سے تاب مقابلہ نہ لا کر قادیان سے باہر نہ نکلے اور مقابلہ سے بھی پہلو تہی کی تو ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ء کے اشتہار میں یہ تعداد آٹھ ہزار لکھ دی۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۹) قلم تو آخر انہیں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر اب ڈیڑھ لاکھ لکھ دی تو کیا تعجب ہے اور کون ان کا قلم روک سکتا ہے؟ اور متضاد تعداد کے درج کرنے کا کوئی مزاحم ہو سکتا ہے؟

اس حساب سے تو کروڑوں تک نوبت پہنچی چاہئے۔ حالانکہ ۸ ہزار کی تعداد بھی غلط ہے۔ کیونکہ خود الحکم مطبوعہ ۷ فروری ۱۹۰۳ء میں لکھا ہے کہ گزشتہ تین سال میں اس فرقہ نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ ۱۸۹۸ء میں اس کی تعداد صرف چند سو تک تھی مگر آج اس کا شمار ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

نشی تاج الدین صاحب تحصیلدار بنالہ نے اپنی رپورٹ انکم ٹیکس میں آپ کے پیرودوں کی تعداد ۳۱ اگست ۱۸۹۸ء میں ۳۱۸ لکھی ہے۔ دیکھو مرزا قادیانی کا رسالہ (ضرورت الامام ص ۴۳، خزائن ج ۱۳ ص ۵۱۳) جس کی بعینہ عبارت یہ ہے: ”اور اس نے یعنی مرزا قادیانی نے چند مذہبی کتابیں شائع کیں۔ رسالہ جات لکھے اور اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اشتہارات کیا چنانچہ اس کل کارروائی کا نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ سے ایک متعدد اشخاص کا گردہ جن کی فہرست (بجروف انگریزی) منسلک ہے اس کو (یعنی مرزا قادیانی کو) اپنا سرگردہ ماننے لگا اور ایک علیحدہ فرقہ قائم ہو گیا۔ حسب فہرست منسلک ہذا ۳۱۸ آدی ہیں۔“ مزید حالات دیکھنے کے لئے دیکھو مثل مقدمہ عذر داری انکم ٹیکس مسی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ذات مغل سکنہ قادیان تحصیل بنالہ ضلع گورداسپور مجموعہ ۲۰ رجون ۱۸۹۸ء منصفہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۸ء نمبر مقدمہ ۳۶/۵۵۔ پس جب تحصیلدار صاحب بنالہ کی رپورٹ کے مطابق ۳۱ اگست ۱۸۹۸ء تک پیرودوں کی تعداد فقط ۳۱۸ ہو تو کس طرح ممکن ہے کہ حسب اشتہار مورخہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۷ء تک آٹھ ہزار ہو جائے۔ حالانکہ خود مرزا قادیانی کے نزدیک ”جھوٹ بولنے سے زیادہ کوئی لعنتی کام نہیں۔“ (ملفوظات ج ۵ ص ۶۲) دیکھو (اخبار الحکم نمبر ۶ ج ۷ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۰۳ء) اسی طرح ایک عرصہ کے بعد اپنے پیرودوں سے ایک اشتہار بنام (درخواست) دلویا۔ جس میں تیس ہزار (۳۰۰۰۰) کی تعداد لکھ دی۔ دیکھو مریدوں کی درخواست مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۰ء ص ۲ سطر ۳ حالانکہ درخواست پر مختلف جگہوں کے رہنے والوں کے کل ۱۵۰ دستخط ہیں اور بس۔

۲..... ۲۷ جون ۱۹۰۰ء میں اگر آپ کے پیرودوں کی تعداد تیس ہزار ہوئی جیسا کہ اشتہار (درخواست) میں درج ہے تو آپ دس ہزار روپیہ منارہ بنانے کے لئے فقط ایک سو مرید سے چندہ طلب نہ کرتے جیسا کہ اشتہار مورخہ یکم جولائی ۱۹۰۰ء سے ظاہر ہے اور جو اشتہار مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۰ء کے پانچ ہی دن بعد یکم جولائی ۱۹۰۰ء کو شائع فرمایا ہے اگر آپ کے مریدوں کی تعداد واقعی اول الذکر اشتہار مورخہ ۲۷ جون ۱۹۰۰ء کے مطابق ہوتی تو موخر الذکر اشتہار یکم جولائی ۱۹۰۰ء کی کچھ ضرورت نہ تھی کیونکہ اگر نی مرید پانچ آٹھ پائی وصول ہوتے تو ان واحد میں منارہ بنانے کے

لئے دس ہزار کی رقم مطلوبہ مورخہ یکم جولائی ۱۹۰۰ء وصول ہو جاتی لیکن نہ آپ کے اتنے مرید تھے اور نہ یہ سہل طریقہ اختیار کیا گیا۔ اگر یہ عذر درپیش ہو کہ دس ہزار کی رقم ایک سو خاص مرفہ الحال مریدوں سے طلب کی گئی ہے تو حیرت ہے کہ اب تک منارہ کیوں تیار نہ ہوا۔ کیا ان کی مرفہ الحالی کا الہام غلط تھا یا وہ کجسوس مکیسوس و قیانوس بن گئے یا وہ خاص الخاص مرید منارہ بنانے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

پھر الحکم مطبوعہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۵ پر مریدوں کی تعداد ستر ہزار ظاہر کی گئی اور پھر الحکم ۷ فروری ۱۹۰۳ء میں ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ۔ کیا یہ ممکن ہے کہ دس ستمبر ۱۹۰۲ء تک تو ستر ہزار ہوں اور ۷ فروری ۱۹۰۳ء تک ڈیڑھ لاکھ سے بھی زیادہ یعنی پانچ ماہ میں اسی ہزار بڑھ جائیں۔ پھر چالاکی دیکھئے کہ خانگی اخبار الحکم میں ایک کالم بیعت کنندگان کا رکھا ہوا ہے۔ اس میں بیعت شدہ مریدوں کے نام مکرر سہ کر درج کر کے پبلک کو مغالط میں ڈالتے ہیں چنانچہ الحکم مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۰۲ء میں جن اشخاص کے نام بیعت شدگان میں درج کئے گئے ہیں۔ ان میں سے دس کے نام دوبارہ الحکم مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء میں درج کرائے ہیں۔ اس طرح مکرر سہ کر درج کر کے ڈیڑھ لاکھ بنا دیئے ہیں۔

پس مرزا قادیانی کی ایسی بے ایمانی پر جس قدر ان کے مرید خوش ہوں بجا ہے مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کی اس ترکیب کو مجدد السنہ مشرقیہ حمزہ ہند نے ملیا میٹ کر کے اسکی اصلیت پبلک پر ظاہر کر دی۔ دیکھو ضمیر حمزہ ہند مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۲ء جب سے مجدد صاحب نے یہ راز طشت ازہام کیا ہے الحکم میں بیعت کا کالم ہی معرض خطر میں آ گیا ہے کیونکہ اس سے مصنوعی تعداد کی قلعی کھلتی تھی۔ مرزا قادیانی آخر مجدد السنہ مشرقیہ کا لوہا مان گئے۔

سول ملٹری گزٹ جس کی وقعت اور عظمت مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسلم ہے دیکھو مرزا قادیانی کی کتاب (انجام آتھم کا حاشیہ ص ۵۵، جزائن ج ۱ ص ۳۹۹) اور اشتہار بعنوان لیکچر رام کی موت کی نسبت آریہ صاحبوں کے خیالات مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء ص ۵ کالم اوّل۔ پچھلی مردم شماری کی رو سے جو ۱۹۰۱ء میں ہوئی ہے مرزا کے پیروؤں کی تعداد صرف ایک ہزار سے کچھ اوپر لگتا ہے۔ دیکھو سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء روز پنجشنبہ اور اسی تاریخ کے اخبار میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ عرصہ بیس برس سے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے پرائیویٹ مطبع سے جو قادیان میں ہے اپنے اصول پھیلانے کے لئے کہ وہ مسیح اور مہدی ہے اشتہار چھپوا کر شائع کرتا ہے۔ یہ وہ اخبار ہے جس کا مرزا قادیانی نے جلسہ مذاہب کی تقریر پر اپنی صداقت کے لئے حوالہ دیا ہے ہم اس گزٹ کی

تحریر سے بالکل متفق ہیں کیونکہ مرزا قادیانی بذات خود اپنے اشتہار بعنوان پیر مہر علی شاہ صاحب کی توجہ دلانے کے لئے آخری حیلہ کے (ص ۳ سطر ۲۵ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۰۰ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۵۳) میں لکھتے ہیں۔ ”اور یاد رہے کہ لاہور میں میرے ساتھ تعلق رکھنے والے پندرہ یا بیس آدمی سے زیادہ نہیں۔“ پس مرزا قادیانی کی اس تحریر کے مطابق معلوم ہوا کہ آپ کے پیروؤں کی تعداد ایسے بڑے شہر لاہور میں جو پنجاب کا دار الخلافہ ہے صرف پندرہ یا بیس ہے۔ اگر اسی تناسب سے ہندوستان کے بڑے بڑے سو شہر لاہور کی مانند فرض کئے جاویں اور پندرہ مریدانی شہر بحساب اوسط شمار کئے جاویں تو یہ تعداد جو سول ملٹری گزٹ نے مردم شماری کی رو سے لکھی ہے عین درست نکلتی ہے۔ محاسب حساب کر کے دیکھ لیں عیاں راجہ ہیاں۔

۳..... مرزا قادیانی کی لوئس پیشینگوئی قادیان کے ایک ہندو بشمر داس نام کے فوجداری مقدمہ کے متعلق تھی۔ یعنی بشمر داس ایک سال کے لئے مقید ہو گیا تھا۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس کے بھائی شرمپت نام نے جو سرگرم آریہ ہے مجھ سے دعا کی التجا کی اور پوچھا کہ ”اس کا انجام کیا ہوگا۔ میں نے دعا کی اور کشفی نظر سے دیکھا کہ میں اس دفتر میں گیا ہوں جہاں اس کی قید کی مثل تھی۔ مثل کھولی اور برس کا لفظ کاٹ کر اس کی جگہ چھ مہینہ لکھ دیا اور پھر مجھے الہام سے بتایا گیا کہ مثل چیف کورٹ سے واپس آئے گی اور برس کی جگہ چھ مہینہ رہ جائے گی۔“ دیکھو مرزا قادیانی کا اشتہار بعنوان (المکرم کی موت کی نسبت آریہ صاحبوں کے خیالات مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۶۲) پس بہتر ہو کہ جس طرح آپ نے چیف کورٹ کے اس دفتر میں جہاں ملزم کی مثل تھی۔ کشفی طور پر گھس کر اور مثل کھول کر ایک برس کی قید کا لفظ کاٹ کر چھ مہینہ لکھ دیئے۔ اسی طرح سول ملٹری گزٹ کے دفتر میں گھس کر اس کی آفس فائل میں ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کی کے پیر میں جہاں آپ کے پیروؤں کی تعداد از روئے مردم شماری صرف ایک ہزار سے کچھ اوپر لکھی ہے۔ یہ عبارت کا ٹکڑا اس کی جگہ ایک لاکھ سے زیادہ لکھ دیں اور یہ آپ کے نزدیک چنداں مشکل امر نہ ہوگا۔ تف ہے آپ کو ایسی لغو پیشینگوئیوں پر اور حیف ہے ان لوگوں پر جو اس قسم کی بکواس کو پیشینگوئی سمجھیں۔ اگر اسی کا نام پیشینگوئی ہے تو وکلاء بلکہ ان کے فٹنی آپ سے بڑھ کر پیشینگو ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی کے پیروؤں کی تعداد جو اخبار رسول نے ایک ہزار سے اوپر لکھی ہے ان میں سے اب تک بہت سے قلمہ طاعون ہو چکے ہیں اور بہت سے بیعت پر تہمتا کہہ کر از سر نو اسلام قبول کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ مجددانہ مشرقیہ کی کوشش سے بذریعہ ضمیرہ شخہ ہند اب تک جاری ہے دیکھو ضمیرہ شخہ ہند ص ۵۵، ۵۸، ۶۱، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۹۰، ۱۷۲، ۱۹۰، ۲۱۷ اور رسالہ

فتح قادیان مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۱۵ اور اس معاملے میں مولوی نور محمد صاحب ساکن لکھو کے کا اشتہار بھی دیکھنے کے قابل ہے جن کے ہاتھ پر خود مرزا کے پیروان ساکن قادیان نے توبہ کی۔

جو شخص گورنمنٹ تک کو مغالطہ دینے سے نہیں چونکتا وہ پبلک کو کیوں مغالطہ نہ دے گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اخبار عام مورخہ ۲ فروری ۱۹۰۳ء میں لکھتے ہیں کہ جہلم میں آپ کے دیکھنے کو تیس یا چونتیس ہزار کے قریب لوگ آئے ہوں گے اور پھر لکھتے ہیں کہ جب لاہور سے میرا گزر ہوا تو ایسے صد ہا لوگ ہر سٹیشن پر جمع پائے۔ اندازہ کیا گیا کہ جہلم کے سٹیشن پر پہنچنے سے پہلے چالیس ہزار کے قریب لوگ میرے راہ گزر سٹیشنوں پر جمع ہوئے ہوں گے۔ مرزا قادیانی کا یہ سفید جھوٹ رو سیاہی کے لئے کافی ہے کیونکہ جب جہلم کی آبادی ہی اتنی نہیں تو اس قدر وہ کہاں سے آئے پھر ہر سٹیشن پر صد ہا آدمی آپ کو چاہئے کہ مرد میدان بنیں۔ ہم اور آپ ایک متفقہ درخواست ریلوے افسروں کی خدمت میں پیش کریں کہ وہ پوری پوری تعداد پلیٹ فارم کے ٹکٹوں کی بتادیں یعنی لاہور سے لے کر جہلم تک ہر سٹیشن پر جس ٹرین میں آپ نے سفر کیا کس قدر آدمی آئے اور درخواست پر جو خرچ ہوا اس کا نصف آپ دیں۔ اگر آپ اس روز چالیس ہزار کے قریب آدمیوں کا جمع ہونا لاہور سے جہلم تک کے سٹیشنوں پر ثابت کر دیں تو فی سٹیشن ایک روپیہ نذر کروں گا۔ ورنہ اپنے کاذب ہونے کا اقرار کریں۔

ہمارے ایک کرم فرما سوداگر پشینہ جن کو پشاور میں ایک شخص سے روپیہ لینا تھا اور وہ اتفاقاً پشاور سے اسی ٹرین میں آرہے تھے۔ جس میں مرزا قادیانی جہلم سے گھر کو جا رہے تھے۔ حلقہ بیان کرتے ہیں کہ مسافر لوگ آپ کے دیکھنے کو آتے اور لا حول پڑھ کر چلے جاتے تھے (ایسے موقع پر اگر مرزا قادیانی اپنی نمائش کا ٹکٹ لگوا دیتے تو منارۃ المسیح کھٹ سے تیار ہو جاتا اور الحکم میں ایک سو آدمیوں سے چندہ لینے کا اعلان نہ دینا پڑتا۔ ایڈیٹر!) اور مرزا قادیانی بگلا بھگت بنے آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔

لاہور سے جہلم تک چودہ سٹیشن ہیں اگر مرزا قادیانی سچے ہیں تو بحساب اوسط ہر سٹیشن پر ۲۸۵۷ آدمیوں کا اپنے دیکھنے کے لئے آنا ثابت کر دیں تو ہم فی سٹیشن ایک روپیہ پھر دیں گے ورنہ جھوٹے کے منہ میں وہ.....

مرزا قادیانی متفقہ درخواست پیش کریں اس کا خرچ ہمارے ذمے۔ اگر آپ چار سٹیشن وزیر آباد گجرات، گجرات، لالہ موسیٰ پر بجائے ۲۸۵۷ کے صرف پچاس پچاس آدمی ہی فی سٹیشن

ثابت کر دیں تو فی شیشین ایک روپیہ اور نذر کیا جائے گا۔ پھر آپ اخبار عام مورخہ ۲ فروری ۱۹۰۳ء کے ص ۵ پر لکھے ہیں کہ جہلم میں تقریباً ۱۲۰۰ نفر بیعت میں داخل ہوئے۔ تعجب ہے کہ لاہور جیسے بڑے شہر میں جو پنجاب کا دار الخلافہ ہے اور جس میں لاکھوں کی آبادی ہے وہاں تو مرزا قادیانی کے فقط پندرہ یا بیس مرید ہوں اور جہلم جیسے چھوٹے ضلع میں جس کو لاہور سے وہی نسبت ہے جو ایک کو ۶ سے آسانی باپ۔ ۱۲ اسومرید پیدا کر دے۔ بس یہ کہنے کے سوا چارہ نہیں کہ لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔

پھر فقط جہلم میں ۱۲ اسواد قادیان سے جہلم تک جن مقامات لاہور وغیرہ میں آپ نے چندے قیام کیا وہاں جو لوگ مرید ہوئے وہ گویا علاوہ ہیں مگر آپ کا خالص مرید ایڈیٹر احکم جو اسی مقدمہ میں جہلم حاضر ہوا تھا۔ احکم مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء ص ۵ کالم سوئم میں یوں لکھتا ہے۔ ”سفر جہلم میں تقریباً آٹھ سومر و عورت نے آنحضرت کے ہاتھ پر بیعت تو بہ کی۔“ اب فرمائیے چیلے صاحب سچے یا گروگھنٹال۔

پھر رسالہ ریو یو آف ریپبلکن بابت فروری ۱۹۰۳ء میں جو مرزا قادیانی کی سرپرستی سے ماہوار شائع ہوتا ہے۔ یوں لکھا ہے۔ ”اس تفصیل کی کچھ ضرورت نہیں کہ فرقہ احمدیہ پنجاب میں کس زور و شور سے ترقی کر رہا ہے ایک ہی دن میں جہلم میں ۱۷ جنوری کو تقریباً چھ سو آدمیوں نے بیعت کی۔“ اب اپنے ہی منہ سے سب جموٹے ہو گئے یا نہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ ایک ایک مرزائی جھوٹ کا پڑا وہ ہے۔ چونکہ کاذب ہمیشہ ناکامیاب رہتا ہے۔ پس گورنمنٹ نے بھی جمعہ کی تعطیل والا میوریل واپس ماتھے مارا۔ (دیکھو پیسہ اخبار مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۰۳ء)

انعام

اگر خود مرزا یا ان کا کوئی معاون ہمارے مذکورہ بالا حوالہ جات میں سے ایک کو بھی غلط ثابت کر دے تو پچاس روپے انعام حاصل کرے ورنہ ثابت ہو کر ایمان لائے۔

(خاکسار امام الدین از لاہور محلہ میر گیلانیاں)

۳ شیعہ اور عیسائی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء، نمبر ۹ ج ۷ ص ۲ کے احکم میں فرماتے ہیں کہ ”روانض بھی سہارے ہی پر چلتے ہیں اور عیسائیوں کی طرح امام حسینؑ کے خون کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر اعمال کی ضرورت ہے تو فقط اتنی کہ ان کے (امام حسینؑ) کے مصائب کو

یاد کر کے آنکھوں سے آنسو گرائے یا کبھی سینہ کو پی کر لی۔“

لیکن مرزا قادیانی بھی ماشاء اللہ عیسائیوں اور شیعہ سے کسی بات میں کم نہیں کیا معنی کہ اسلام میں نجات صرف خدائے وحدہ لا شریک کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید اور اس کے احکام پر ایمان لانے سے حاصل ہوتی ہے جو بذریعہ محمد رسول اللہ ﷺ ہم تک پہنچا ہے۔ توحید تو یوں رخصت ہوئی کہ مرزا قادیانی نے اپنے کو خدا کا بمنزلہ ولد (متنبی لے پالک) قرار دیا اور ان پر ”انت منی وانا منک“ (تذکرہ ص ۴۲۲، طبع سوم) الہام ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی رسالت سے جس کی صفت ختم نبوت ہے یوں انحراف ہوا کہ اپنے کو بروزی نبی بنایا۔ قرآن مجید سے یوں ارتداد ہوا کہ اول تو یہ آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ کو توڑا۔ دوم اس کی آیات کا نزول ۱۳ سو برس کے بعد اپنی شان میں بتایا اور غلام احمد میں جو لفظ احمد موجود ہے چونکہ وہ حمد سے مشتق ہے۔ لہذا قرآن کی سورہ الحمد کو اپنی حمد و ثناء ٹھہرایا اور پھر مرزائیوں کو یہ ہدایت کی کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں اور جہاں تک ممکن ہو واجب القتل ہے۔ فرمائیے آپ بڑھے رہے یا شیعہ اور عیسائی۔ شیعہ خدائے تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ضرور ایمان رکھتے ہیں اگرچہ افعال شریکہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ عیسائی اپنی کتاب انجیل کو ضرور مانتے ہیں اگرچہ محبت مفرط میں عیسیٰ مسیح کو خدا سمجھنے میں بہک گئے ہیں۔ ان فرض سب قومیں اپنے اپنے نبی اور خدائے واحد پر ایمان رکھتے ہیں۔ آپ نے تو باوصف مسلمان ہونے کے ادھر خدا کی توحید سے انکار کیا ادھر رسالت کی تردید کر کے اپنے کو نبی بلکہ خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بنا دیا۔ دنیا میں کوئی بد بخت قوم ایسی نہیں جس نے اپنے نبی سے انحراف کیا ہو اور کسی قوم د مذہب کا کوئی فرد ایسا نہیں جو اپنے نبی کو چھوڑ کر خود نبی بن گیا ہو۔ پس مرزا قادیانی کا کیا منہ ہے کہ کسی وحشی اور بت پرست قوم د مذہب پر بھی کسی قسم کا اعتراض کر سکیں۔

۴ ترجمہ الہامات مجدد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہمارے بعض معادنین تحریر فرماتے ہیں کہ مجدد کے الہامات کا ترجمہ ضرور شائع ہونا چاہئے تاکہ جو لوگ عربی زبان کے سمجھنے سے معذور ہیں اور الہامات کا ترجمہ پڑھنے کے از بس متنبی ہیں وہ بھی مستفیض ہوں۔ لہذا ہم ذیل میں الہامات اور ان کا تحت اللفظ اردو ترجمہ یا محاورہ درج کرتے ہیں۔

”رقاب النوق لرعرت کشم الجبال الی تلل شملة الشمال الی

ملتقها النون. ورياح هبوب السميرا“ گردنیں اونٹنیوں کی بڑھ رہی ہیں۔ اوچی ناکوں والے پہاڑوں کی طرح شمال کے ٹیلوں کی جانب جن کا متعلیٰ نون ہے (قادیان) اور چھوٹے گندم گون۔ ”نفدت فی جوف سویداء المجنون التي تطاولت عليها ايدي الدوار والجنون. وردت شرذمته“ نیزوں کے لہلہانے کی ہوا میں نفوذ کرتی ہیں۔ ایک دیوانہ کے سویداء قلب کے درمیان جس پر سر کے چکر اور جنون نے غلبہ کر لیا ہے۔ ایک ہتھیار بند گروہ۔ ”شاكية السلاح. وحجمت طبقة نافذة الرماح. لا عبرت لمن قام ففعد كالعجاج ولا وجود“ پیدا ہوا۔ اور ایک جماعت نے حملہ کیا جس کے نیزے ٹس جانے والے ہیں۔ غبار کی طرح جو شخص کھڑا ہو پھر بیٹھ جائے۔ اس کا کیا اعتبار اور جو شخص چپکے اور پھر شیشہ کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائے۔ ”لمن برق فانكسر وانقض كالزجاج • تبالک ومن الظلوم والجهول وتربت يداك من الفساء تر“ اس کا کیا وجود خرابی ہو جو تھ پر تو نادانوں اور جاہلوں میں سے ہے اور تیرے ہاتھ مٹی میں آلودہ ہوں تو عورتوں میں سے ہے۔ ”لست من الفحول انتم كالصور البهيمية لستم كالاجسام التعليمية لان الهيولى انما هي“ نہ کہ مردوں میں سے۔ تم چوپایوں کی صورتیں رکھتے ہو نہ کہ تعلیمی اجسام کی کیونکہ ہیولے جس شے سے۔ عبارت ہے وہ ”شرك لحيثان الصور كما القينا على الباقر في كتابه المسمى بالافق المبين مع انه لا يلد“ صورتوں کی مچھلیوں کا جال ہے جیسا کہ ہم نے باقر داماد پر اس کی کتاب افق المبين میں التقاء کر دیا ہے۔ بایں ہمہ تم سے بجز ناپاک اور کدر اشکال ”منكم سوى الاشباح النارية الخبيثة الكثيفة لا الارواح الطيبة اللطيفة. لان الدجال“ ناریہ کے کوئی شے پیدا نہیں ہو سکتی نہ کہ پاک اور لطیف رو میں کیونکہ دجال مریم کے ”لايولد من بطن ابنت عمران اللتي لم يمسه الا روح القدس الخبيثات للخبيثين والطيبات للطيبين“ بطن سے نہیں پیدا ہوتا جس کو روح القدس کے سوا کسی نے نہیں چھوا۔ ناپاکوں کے لئے ناپاک اور پاکوں کے لئے پاک ہوتے ہیں۔

دوسرا الہام

”ياشو كتنا انك لدينا مكين امين ومن بطن ام الدجال البطل المحتال منحرج الجنين“ اے ہمارے شوکت تو ہمارے پاس کلین اور امین ہے اور چھوٹے دجال کی ماں کے پیٹ سے جنین (حمل) کا نکالنے والا ہے۔ ”فقد نصر ناك نصره واعطيتك سطوة وغلبة على اعداء الدين فجزاء الوتين بسكين التسكين

واقطع“ ایس ہم نے تجھے بڑی فتح دی ہے اور دشمنان دین پر بڑا دبدبہ اور غلبہ عطا کیا ہے۔ پس اطمینان کی چھری سے ان کی رسی کاٹ۔“ عروق المفسدین واقلع احشائهم و امعائهم السی یوم الدین لا علاء کلمة احکم الحاکمین وانا ناخذهم“ اور مفسدوں کی رگیں قطع کر اور قیامت تک ان کی آنتیں اور رویدیں اکھاڑتا رہ تا کہ خدائے اکہم الحاکمین کا بول بالا ہو اور ہم ان کو ”مسلسین و ندخلهم فی دار جهنم داخرین مقهورین خالذین لانهم ادعوا النبوة و البروزیة بعد“ پکڑیں گے زنجیروں میں جکڑ کر اور مقہور کر کے ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل کریں گے کیونکہ انہوں نے نبوت اور بروزیت کا دعویٰ کیا ہے۔ ہمارے ”نبینا خاتم النبیین فانہم کالافاعی یتسللون من سلة القادیان الی حجو السجین“ خاتم النبیین کے بعد بے شک وہ سانپ ہیں جو قادیان کے مداری کی پٹواری سے دوزخ کے سوراخ میں سنک رہے ہیں۔

۵ رسول بننے کا شوق

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کی چوکھٹ پر جب کوئی مرزائی ڈنڈوت کرتا ہے تو اپنے بروزی رسول کی تعلیم کے موافق یہ کہتا ہے۔ ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ایسی تعلیم اور ایسا کہنا میری جانب سے نہیں ہے بلکہ خدا کی جانب سے ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ”یا ایہا الدین امتوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما“ علیہ کی ضمیر غائب میری جانب راجع ہے کیونکہ میں اس زمانہ میں غائب تھا۔ یعنی اے ایمان لانے والو مرزا پر درو و اور سلام بھیجو۔ قرآن مجھ ہی پر نازل ہوا ہے اور احمد میں ہوں نہ کہ پیغمبر عرب و عجم۔ کیونکہ عرب میں دراصل کوئی پیغمبر گزرا ہی نہیں۔ جیسا مسیح کے آسمان پر چلے جانے اور اب تک زندہ رہنے کا طوفان ہے ایسا ہی عرب میں پیغمبر کی بعثت کا بہتان ہے۔ تیرہ سو برس پہلے قرآن نازل ہو کر محفوظ رہا اور اب مجھے مل گیا۔ حق سچہ اور رسید۔ دنیا میں جس طرح بہت سے بے سراپا افسانے مشہور ہیں۔ ایسا ہی پیغمبر عرب کا بھی فسانہ ہے۔ دیکھو سنی سنائی باتیں چھوڑو میں تو تمہارے سامنے زندہ ہر رسول موجود ہوں۔ مجھ پر ایمان لاؤ۔

دولت خانہ سے شہنائی ننگے سر جھنڈو لاکھولے بڑی بی لکھیں۔ اے ہے بورات میرے مرزا پر آسمان سے زانائے دار اور شانے دار وحی اتری۔ عین میں ایسی دھڑاکے کی آواز تھی۔ جیسی ریل گاڑی کے آنے کی۔ میرا تو کلیجا دھڑک گیا کہ کیا بلا نازل ہوئی۔ کیا بھونچال آگیا۔ وہ تو یوں

کہو مرزا قادیانی نے مجھے دلاسا دیا کہ ”چپ چپ۔ یہ بھید کسی سے نہ کہنا۔“ پس نہ صرف اہالی موالی بلکہ خود مرزا کو ہر وقت یہی چاؤ ہے کہ مجھے دنیا رسول کہہ کر پکارے لیکن یہ منہ اور گرم مسالا۔ ایسا رسول تو ہر شخص بن سکتا ہے مگر اتنا جگر کس کا؟

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۳ء مارچ کے شمارہ نمبر ۱۲ کے مضامین

.....۱	بطالت قادیانی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	ج۔ن
.....۳	کوئے جاناں سے خاک لائیں گے۔ اپنا کعبہ جدا بنائیں گے۔	ج۔ن
.....۴	وہی مرزا جی کا جہاد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کی اردو شاعری۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	سب گنوں پورے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ بطالت قادیانی

اس عنوان سے عیسائی اخبار طبیب غام نے مضمون شائع کیا ہے۔ ہم اس کا انتخاب ذیل میں لکھتے ہیں۔ اگر مرزا اور مرزائیوں کو کچھ بھی شرم ہو تو رونے کے لئے کافی ہے مگر انہیں شرم کہاں۔ البتہ مسلمانوں کو مذہب اسلام کی توہین پر ماتم کرنا چاہئے۔

پرچہ ریلچنژ مین ایک مضمون بعنوان مسیح موعود و ڈاکٹر لیفرائے۔ یا اسلام و عیسائیت مندرج تھا۔ ہائے تاریکی! اور اے شب تارا تجھ پر افسوس اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ چہ معنی۔ البتہ اسلام احمدی و اسلام محمدی کا مقابلہ برجستہ ہے۔ کیونکہ ہر دو اسلام متضاد ہیں۔ اگرچہ لفظ اسلام کے لغوی معنی مسلمان ہونا یا خدا کی راہ پر گردن دکھانا ہے۔ مگر مجازی و راجح معنی یہ ہیں کہ خدا اور حضرت محمد صاحب پر ایمان لانا اور سنت و شریعت و فرائض پر عمل کرنا قرآن کو کلام اللہ ماننا۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا مرزا غلام احمد ان سب کو درست و برحق مانتے ہیں اور ان کی تائید کرتے ہیں یا تردید۔ مرزا کے کلام کے مطابق تو دیگر اصحاب و علمائے دین اسلام محمدی بحر ظلمات کے گرداب میں ہیں اور صداقت کی راہ پر نہیں تو کیا وہ قرآن و حدیث کو برحق نہیں مانتے۔ اور سنت و شریعت و فرائض پر عمل نہیں کرتے۔

اب متقدمین و متاخرین علماء و محدثین کو رو کرنا جو مرزائیوں کا عقیدہ و شیوہ ہے۔ اسلام کو دو قسم بنا دیتا ہے۔ ایک اسلام محمدی دوسرا اسلام احمدی۔ اگر چندے یہی حال رہا تو اسلام میں بڑی گڑ بڑ جائے گی اور معلوم نہ ہو سکے گا کہ کونسی قسم خدا کی راہ پر گردن رکھنا ہے۔ حسب عقیدہ و اہل اسلام حضرت محمد صاحب خاتم النبیین و سید المرسلین تھے۔ انہوں نے خود یا قرآن نے نہیں فرمایا کہ میرے بعد ایک اور رسول بنام غلام احمد قادیان میں آئے گا تم اس کی سنو۔ معلوم نہیں مرزا کا یہ دعویٰ کہاں سے ہے۔ اب یہ سوال عائد ہوتا ہے کہ کیا یہ خاتم خاتم النبیین اور سید المرسلین ہے۔ اکثر اوقات جب مرزائیوں سے بات چیت ہوتی ہے تو علاوہ فحش و غلط گوئی کے وہ یہ کہتے ہیں کہ مرزا خدا کے رسول مقبول ہیں اور نور ہیں تو اب دور رسول اور دونوں علیحدہ ٹھہرے۔ معلوم نہیں دونوں میں کونسا رسول اور نور مثل صبح صادق و صبح کاذب ہے یا دونوں ہم پلہ و مساوی ہیں۔ (معاذ اللہ)

معتقدان مرزا فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت مرزا مجموعۃ الانبیاء ہیں کیونکہ ان کے مجموعہ اوصاف ان میں ہیں ہم کو یہ سن کر حرم آتا ہے کہ عجیب بھولے لوگ ہیں۔ مرزا کی بابت جبکہ نبی نے پیشینگوئی نہیں کی اور نہ حسب الاشاخاتم النبیین قیامت کی اعلیٰ علامات میں سے کوئی علامت پوری ہوئی۔ پھر بھی لوگ مرزا کی پیرو ہوتے جاتے ہیں۔

مجموعۃ الانبیاء اور ان کے مجموعہ الاوصاف تو کیا البتہ مرزا کو مجموعہ امراض کہیں تو بجا ہے کیونکہ مرزا نے خود ہی ڈونٹی کی پیشینگوئی کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ ”میں ایک آدمی ہوں جو پیرا نہ سالی تک پہنچ چکا ہوں۔ میری عمر غالباً چھیاٹھ سال سے کچھ زیادہ ہے اور ذیابیطیس اور اسہال کی بیماری بدن کے نیچے کے حصے میں اور دوران سر اور کی دوران خون کی بیماری بدن کے اوپر کے حصے میں ہے۔ پس جس شخص کے اوپر اور نیچے مرض ہی مرض ہوں تو ایسے مریض کا پیرو ہونا دانش مندی نہیں۔“

ایڈیٹر..... اسلام تو کسی طرح دو نہیں ہو سکتے کیونکہ مرزا کسی جدید اسلام کا بظاہر مدعی نہیں۔ البتہ عیسائیت دو نہیں چار ہو گئی ہیں۔ ایک قدیمی عیسائیت جو باپ بیٹے روح القدس سے مرکب ہے۔ دوسری مرزائی عیسائیت جو سٹیکٹ کو دیس نکالا دیتی ہے اور مرزا کو آسانی باپ کالے پالک بتاتی ہے۔ تیسری لندن میں مسٹر ہلکٹ کی پرڈنسٹی عیسائیت۔ چوتھی فرانسیسی مسیح ڈاکٹر ڈونٹی کی رومن کیتھولک عیسائیت۔ ایک عیسائیت کو مذکورہ بالا چار چاند لگ گئے ہیں۔ ہمارا ہم عصر طبیب عام بتائے کہ ان میں سے کون سا نور اور کونسا چمکاؤ ہے۔ واضح ہو کر ہم نے اغلاط دور کر کے مندرجہ بالا

نوٹ اخذ کیا ہے اگر ہم مجھہ شائع کر دیتے تو ناظرین ہتے ہتے زعفران بن جاتے۔ جب عیسائی لوگ اردو زبان نہیں جانتے تو کیوں اس کا گلہ کند چھری سے ریتے ہیں۔

۲ چراکار سے کند عاقل کی باز آید پشیمانی

مرزا قادیانی گالیاں دینے دل دکھانے سخت اور دلخراش تحریر کرنے میں لاثانی ہیں۔ اسلامی یا غیر اسلامی کوئی فرقہ ان کے زبان قلم سے نہیں بچا۔ کوئی عالم کوئی دین کا پیشوا ایسا نہیں جو مرزا قادیانی کی تیغ زبان کا زخمی نہ ہو۔ پیغمبروں تک کو نہ چھوڑا۔ خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام (جن کے مثل بننے کے آپ مدعی ہیں) تو زیر مشق ہی ہیں۔ رسالہ انجام آتھم میں ان کی نسبت کوئی بات باقی نہیں چھوڑی۔ کوئی عیب نہیں جو عیسیٰ علیہ السلام میں ثابت نہ کیا ہو۔ عصاء موسیٰ اور ضمیمہ شحہ ہند میں مرزا قادیانی کی گالیوں کی فہرٹیں بطور ڈکھتری طبع ہوئی ہیں۔ عیسائیوں و آریوں نے مرزا قادیانی ہی کی تحریروں پر مشتعل ہو کر اسلام و پیشوائے اسلام اور بزرگان دین کو دل کھول کر جو چاہا جس سے تمام مسلمان کلیجہ پکڑ کر رہ گئے۔ مگر خدا مولوی کرم دین صاحب کا بھلا کرے اور ان کو فتح دے جنہوں نے مرزا قادیانی پر جہلم میں مقدمہ دائر کر کے تمام دنیا خصوصاً مسلمانوں پر احسان کیا کہ مرزا قادیانی کو اپنی بدزبانی و دریدہ دہنی سے بچھتانا پڑا اور آئندہ اس حرکت بے جا سے توبہ کی کان پڑے۔ چنانچہ ۱۰ مارچ کے الحکم میں قریب قریب حلم و نرمی ہی کی اپنے مریدوں کو تعلیم دی ہے۔ ایک جگہ آپ اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ ”تم صبر کرو اور حلم سے کلام کرو۔ ایسا نہ ہو تمہارا اس وقت کا غصہ کوئی خرابی پیدا کرے جس سے سارا سلسلہ بدنام ہو یا کوئی مقدمہ بنے جس سے سب کو تشویش ہو۔“ مشیکہ بعد از جنگ خوب صادق آ رہا ہے۔ اگر پہلے ہی سے ایسی سوجھتی تو مقدمہ جہلم کیوں دائر ہوتا اور سلسلہ کیوں پریشان اور بدنام ہوتا۔ ”خود را نصیحت و دیگران را نصیحت“ اسی کو کہتے ہیں۔ اب بچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت۔ اس مقدمہ کے مصائب تو آپ ہی کو اٹھانا پڑیں گے۔ مصیبت کون جھیلے عیش تو تم نے اٹھائی تھی۔ جھوٹی پیغمبری کی بیخ نہ لگی ہوتی تو حلم و نرمی کی تعلیم بجائے مریدوں کے اپنے ہی نفس کو دیتے مگر کس نفسی تو صاوقین کا حصہ ہے۔ یوسف علیہ السلام کا قول ”وہما ابروی نفسی“ قرآن مجید میں مرزا قادیانی کی نظر سے شاید نہیں گزرا۔

ج۔ن!

۳ کوئے جاناں سے خاک لائیں گے۔ اپنا کعبہ جدا بنائیں گے

۱۰ مارچ کے الحکم میں مارچ کی صبح کا واقعہ اس طرح لکھا ہے۔ ”ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے ایک دوست نے لکھا ہے کہ تم حج کرنے کو گئے ہو مگر ہمیں بھلا دیا۔“

فرمایا (مرزانی) ”اصل میں جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ان کی خدمت میں دین سیکھنے کے واسطے جانا بھی اک طرح کا حج ہے۔ حج بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی ہے اور ہم بھی تو اس کے دین اور اس کے گھر یعنی خانہ کعبہ (قادیان) کی حفاظت کے واسطے آئے ہیں۔“ (ملفوظات ج ۵ ص ۱۵۵) ناظرین! اب تو مرزا اور مرزائی قادیان جانے کو حج کہنے لگے۔ یعنی قادیان جانے کو فرض کہتے ہیں۔ چنانچہ اس اخبار میں لکھا ہے۔ ”پس جس جس نے اس (مرزا) کے ہاتھ پر بیعت کی وہ یہ اپنے اوپر لازم (فرض) سمجھے کہ کچھ عرصہ تک اس کی صحبت میں رہے۔“ (ایضاً) اور جو قادیان جانا فرض نہ سمجھے اس پر انفس کیا ہے چنانچہ اسی الحکم میں لکھا ہے۔ ”بڑا انفس ہے کہ اکثر لوگ بیعت کرتے جاتے ہیں اور پھر اس کی ضرورت (فرضیت) نہیں سمجھتے کہ پاس جا کر رہیں۔“ (ایضاً) خانہ کعبہ سے یہ رقابت کہ اس سے ہٹا کر قادیان کا حج فرض کر دیا مگر یہ بے وجہ نہیں۔ اس میں اپنی گرم بازاری اور آمدنی کی صورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کا حج کرنے سے جان نکلتی ہے۔ جان کا خوف کھائے لیتا ہے۔ بے امنی کا عذر ”ولا تعلقوا بایدیکم المی التھلکة“ ہر وقت زبان پر جاری ہے مگر قادیان کا حج فرض ہے۔ اب اس فرقہ کے کفر میں جس مسلمان کو شک ہے تو اس کو قرآن اور اسلام پر بھی شک ہے۔ وما علینا الا البلاغ! ج۔ ن!

۴ وہی مرزا قادیانی کا جہاد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی ۱۰ مارچ کے الحکم میں جہاد کے قطعی استحصال کی یہ تجویز بتاتے ہیں کہ ”ایک مبسوط کتاب تیار کی جائے جس میں عقلی اور نقلی دلائل سے جہاد کی ممانعت ثابت کی جائے اور پشتو اور فارسی اور عربی میں اس کا ترجمہ ہو کر ۳۰ ہزار جلد چھاپی اور مشتمل کی جائے اور میں دس ہزار روپیہ تک اس کے اخراجات میں دے دوں گا وغیرہ۔“ (۱۰ مارچ لکھتے تو کون ہاتھ پکڑتا تھا) معلوم نہیں یہ ”سرود بمستان یا دو ہانیدن“ کیوں ہے اور ہندوستان کے کون سے مسلمان جہاد پر آمادہ ہیں۔ علماء ہند تو متواتر فتوے دے چکے ہیں اور مبسوط کتابیں مشتمل کر چکے ہیں کہ اصول اسلام کے موافق مسلمان جس گورنمنٹ کے امن میں ہوں اور آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی اور تمدنی فرائض ادا کرتے ہوں۔ ایسی گورنمنٹ کی مخالفت بغاوت اور فساد ہے نہ کہ جہاد۔ بلکہ یہ تو سراسر کفرانِ نعمت ہے مگر مرزا قادیانی کا بار بار جہاد بنگارنا یہ ثابت کرتا ہے کہ مسلمانان ہند کے دلوں میں وحشیانہ بغاوت کی ہوا اب تک موجود ہے اور وہ انگلش گورنمنٹ کی دوسو برس کی پر امن حکومت میں رہ کر بھی اس کے حقوق کے قدر شناس اور اس کے احسانات کے ممنون نہیں۔

دوم! مرزا قادیانی یہ ثابت کرتے ہیں کہ گورنمنٹ جس طرح مسلمانوں سے بدظن ہے اسی طرح حدود راجہ ڈرپوک بھی ہے۔ سوم! یہ اگرچہ مرزا قادیانی کی حماقت ہے مگر اس میں خوش آمدانہ خود غرضی کے ساتھ شرارت بھی ہے کہ صرف ان کے ڈیزہ لاکھ والٹنیر گورنمنٹ کے سچے ہوا خواہ بین باقی ڈیزہ لاکھ کم ۶ کروڑ مسلمان قطعی بدخواہ اور نمک حرام ہیں اور جہاد پر تلے بیٹھے ہیں۔

معلوم نہیں ہماری اسلامی انجمنیں کیوں خاموش ہیں اور مرزا قادیانی کے ایسے آئے دن کے الہامات اور شرارت آمیز میموریوں اور تحریروں کی منتقلہ تردیدیں لکھ کر گورنمنٹ میں کیوں نہیں بھیجتے کہ چونکہ مرزا دائرہ اسلام سے با اتفاق علماء و مشائخ اسلام اپنے لحدانہ خوارق کے باعث خارج ہو چکا ہے۔ اسلئے وہ اسلام اور مسلمانوں کا قطعی دشمن بن گیا ہے اور ان پر طرح طرح کے اتہامات باندھتا ہے۔

انجمن حمایت اسلام اور انجمن نعمانیہ جو عالی شان اور اثر ڈالنے والی انجمنیں ہیں اور پنجاب کے خاص دار الخلافہ یعنی لاہور میں قائم ہیں کیوں نہیں اس موذی کا تعاقب کرتیں۔ وہ غالباً یہ عذر کریں گی کہ ہم کو مسلمانوں کے مذہبی امور سے کوئی تعلق نہیں ہم تو سب کے ہوا خواہ ہیں۔ لیکن ہماری انجمنیں خوب جانتی ہیں کہ مرزا مسلمان نہیں کیونکہ اس نے خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے انبیاء کی توہین کی۔ اس نے اپنے خود کا لے پالک بتایا۔ اس نے تصویر پرستی کی اشاعت کر کے کفر اور شرک پھیلایا۔ اس نے حج حرمین شریفین کی ممانعت کی۔

ظاہر ہے کہ تمام اسلامی انجمنوں کا انعقاد مسلمانوں کی بہتری اور مذہب اسلام کی اشاعت کے لئے ہے پس وہ جس طرح آریا اور عیسائیوں وغیرہ کے حملوں کا جواب دیتے ہیں جو رہبر اسلام پر کئے جاتے ہیں کیا وجہ ہے کہ مرزا کے حملوں کا جواب نہیں دیتے حالانکہ آریا اور عیسائی اسلام کے ایسے دشمن نہیں جیسا مرزا ہے۔

جس طرح حضرت میر مہر علی شاہ صاحب نے بذریعہ انجمن ایک ریزولوشن پاس کر کے مشتہر کرایا تھا کہ مرزا جو کچھ کار دانیوں کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو ان سے کوئی تعلق نہیں۔ تمام انجمنیں اگر ایسا ہی کریں تو گورنمنٹ اور پبلک سے اس کا زہریلا اثر دور ہو جائے۔

مرزا قادیانی کو سرحدی جروگوں کی شورش نے کتاب مذکورہ کے تصنیف کرنے کی جانب توجہ دلائی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ ٹرنسوال میں بوڑوں کی شورش کا اور ترکی میں اس کے صوبوں کی آئے دن کی شورش کا کیا باعث ہے۔ کیا وہاں بھی مرزا قادیانی کے وہی بد باطن مثلاً موجود ہیں۔ اگر سرحدی جرنے جہاد پر آمادہ ہوتے ہیں تو کیا مذکورہ بالا قومیں بھی مرزا قادیانی کے مرمومہ جہاد ہی

کی پیروی کرتی ہیں۔ جس طرح دنیا میں اتفاقی امور سے شورش ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سرحدی وحشی بھی کسی خلاف طبع امر کے باعث مشتعل ہو جاتے ہیں اور سزا پاتے ہیں۔ مگر اسلامی جہاد سے ان سب کو کیا علاقہ ہے۔ دنیا میں کہیں پتا کھڑکا اور مرزا قادیانی جو کتا ہوئے کہ یہ اسلامی جہاد کے باعث ہے۔

بہر آواز پائے چشم بکھاشم کہ مے آئی

مرزا قادیانی کہتا ہے۔ ”اس ملک کے علماء کا کیا حرج ہے کہ ایسی مبسوط کتاب تصنیف کر کے اپنے دستخطوں سے مزین کریں۔ ان پر کوئی خرچ نہیں ڈالا جاتا۔“ جی ہاں ۶ کروڑ مسلمانوں میں صرف آپ کو گورنمنٹ کے ساتھ ہمدردی ہے۔ اگر آپ سوتے فتنے (جہاد کے خیال) کو نہ جگائیں تو آپ کا کیا حرج ہے۔ حرج یہ ہے کہ تمام مذاہب کے خلاف ایک جھٹا تیار کرنے اور سب کے پیشواؤں کو گالیاں دینے اور یوں ملک میں اشتعال پیدا کرنے پر گورنمنٹ آپ کی گردن ناپ لے گی۔ اسلئے آپ بارہا جہاد جہاد کی صدا بلند کر کے گورنمنٹ کی خوشامد کر رہے ہیں اور اپنی بد اعمالیوں پر گورنمنٹ کی آنکھوں کے سامنے پر وہ ڈال رہے ہیں اور دس ہزار روپیہ تو آپ جیسا خرچ کریں گے دنیا دیکھ لے گی اور آپ کے پاس روپیہ ہی کہاں ہے؟ ورنہ الحکم میں دھیلے پیسے کے واسطے اکثر کا سہ گدائی کیوں گردش کرتا۔ بس اسی قدر آمدنی ہے کہ چند حلقہ کی بدولت مرزا قادیانی اور ان کے دو چار راپا بھوں کا پیٹ پلٹا ہے جیسے آپ کے تصنیف کردہ ڈیڑھ لاکھ مرید صرف زبان پر ہیں۔ ایسے ہی دس ہزار روپے ہدیہ کتاب جہاد کے لئے ہیں۔ اگر آپ نے دھوکا دے کر اور چند آنکھوں کے اندھوں کی گانٹھ کاٹ کر کوئی چھوٹی موٹی لکھی بھی تو خاص تجارت کھڑی ہو جائے گی۔ یعنی چار پیسے کی کتاب ایک ایک روپیہ کو بکے گی۔ جیسی بعض کتابیں بک رہی ہیں۔ مرزا قادیانی سے یہ امید فضول ہے۔ کہ وہ مفت کوئی کتاب شائع کریں گے کیونکہ یہاں تو ہاتھی کے روٹ کے واسطے ”اصحاب الغیل“ سے ہمیشہ راتب مانگا جاتا ہے۔

آگے چل کر آپ فرماتے ہیں کہ ”اس حقیقت (جہاد کی حقیقت) کو کوئی لاکھ آدمیوں نے سمجھ لیا ہے۔“ آپ تو اپنے والٹمنٹروں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ بتاتے ہیں۔ ان کے سوا یہ مشکل اور باریک مسئلہ کون سمجھ سکتا ہے۔ اب یہ کی لاکھ کہاں سے آگے؟ بننے کی گوں میں نو من کا دھوکا اسی کو کہتے ہیں۔

ہماری رائے میں تو مرزا قادیانی اگر یہ اعلان دیتے کہ میں دس ہزار روپیہ میں اپنے سو دو سو والٹمنٹ تیار کرتا ہوں۔ جب سرحدی وحشی شورش کریں اور گورنمنٹ سب کو زیر نہ کر سکے تو میں سب کا جنرل بنوں اور شریروں کو گھیر کر اور ان کی ناک میں گیل ڈال کر ہش ہش کرتا ہوا سب کو

گورنمنٹ کے قدموں میں لاڈالوں تو خیر ایک بات بھی تھی۔ خالی خولی خیالی گھوڑے دوڑانے (کتاب تصنیف کر کے شائع کرنے) کا خواب دیکھنا بالکل فضول ہے۔ (ایڈیٹر)

۵ مرزا قادیانی کی اردو شاعری

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مجدد السنہ مشرقیہ کو غصہ تو اسی بات پر آتا ہے کہ مرزا قادیانی عربی فارسی اردو شاعری میں مجدد سے اکتساب فن نہیں کرتے اور اس کے علاوہ میں داخل نہیں ہوتے ورنہ کسی کی کیا طاقت تھی کہ لمڈھینگ کی طرح مرزا قادیانی پر چونچ کھولتا اور مرزا قادیانی بگلا بھگت بنے بیٹھے رہتے۔

ناظرین نے مرزا قادیانی کی فارسی اور عربی شاعری کی درگت تو ضمیمہ میں دیکھی ہی ہوگی۔ اب اردو شاعری کا ڈھچھر بھی دیکھئے جس کی کوئی گل اتاڑی کے ہاتھ کے بنائے ہوئے کھینچی اور کاغذ کے تعزیے کی طرح ٹھیک نہیں۔ حالانکہ اردو زبان مرزا قادیانی کی ماوری زبان ہے۔ جب کسی شخص کی فطری زبان کی یہ کیفیت ہے جیسی کہ آگے چل کر ظاہر ہوگی تو اس کی عربی اور فارسی زبان کی شاعری کا تو کیا ہی کہنا۔ اور جبکہ آسانی باپ بھی خوب جانتا ہے کہ میرا لے پالک اردو زبان تک سے نا بلند ہے تو معلوم نہیں عربی میں کیوں الہام کرتا ہے؟ بات یہ ہے کہ لے پالک ریگ مانی اور مستحقو رکھا گیا ہے تو کھوسٹ آسانی باپ آٹو چٹ کر گیا ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ شاعری کی سنگلاخ زمین میں قدم مارنا ہے تو موجودہ زمانہ میں ابام اشترہ مجدد السنہ مشرقیہ شوکت اللہ القہار پر ایمان لانا شعراء پر فرض ہے۔ اور اگر کوئی اس معاملہ میں پھر پھر کرے تو میدان میں آئے اور جہاں تک کا چاہے زور لگائے۔ اگر تمدی کے دگل میں نہ ٹھونک دیا ہو تو جب ہی کہنا کیونکہ مجدد پر خدا کا ہاتھ ہے۔ جیسا کہ اس کے الہامات سے واضح ہو چکا ہے۔ مرزا قادیانی آریا سے مخاطب ہو کر حسب ذیل تکبیدی کرتے ہیں۔

اے آریا سماج پھنسو مت عذاب میں

کیوں جتلا ہو یارو خیال خراب میں

مصرعہ اولیٰ میں تو آریا کو عذاب میں پھنسنے سے روکا جاتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابھی تک عذاب میں نہیں پھنسنے اور مصرعہ ثانیہ میں ان کا جتلا ہونا ظاہر ہے۔ دو مصرعے اور یہ

اختلاف۔ پھر دوسرے مصرعے میں (یارو) برائے بیت۔ اصلاح۔

اے آریا سماج پھنسنے ہو عذاب میں

کیوں جتلا ہوئے ہو خیال خراب میں

دیکھئے شعر کیسا پر معنی اور دلنخت ہو گیا۔ اسی بات پر خیر نال روغن بادام میں دم کیا ہوا
پلاڈمہد کے حضور پیش کیجئے۔

اے قوم آریا ترے دل کو یہ کیا ہوا
تو جاگتی ہے یا تیری باتیں ہیں خواب میں
کیوں صاحب مصرعہ ادلی (یہ) کیا چیز ہے۔ جی کچھ نہیں خوگیر کی بھرتی۔ دوسرا مصرعہ
بے ربط ہے۔ اصلاح۔

اے قوم آریا تجھے کیا ہو گیا بتا
ہیں جاگنے میں یہ تیری کہ خواب میں
کیا وہ خدا جو ہے تیری جان کا خدا نہیں
ایمان کی بو نہیں ترے ایسے جواب میں
مصرعہ اولیٰ کی بندش کتنی بے سرد پا اور لغو ہے (جو ہے) کتنا بھوٹ ہے۔ اصلاح۔

کہتی ہے تو کہ جان کا مالک نہیں خدا
ایمان کی بو نہیں ترے ایسے جواب میں
گر عاشقوں کی روح نہیں اس کے ہاتھ سے
پھر غیر کے لئے ہیں وہ کس اضطراب میں

مرزا قادیانی کا مطلب اس شعر سے نہیں نکلتا۔ آپ کا مطلب تو یہ ہے کہ اگر عاشقوں
کی روح خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے نہیں تو جو کچھ ان کو بے تابی رہتی ہے کیا وہ کسی غیر کی وجہ سے
ہے یعنی کیا وہ خدا کے سوا کسی اور کے عشق میں مضطرب رہتے ہیں۔ اصلاح۔

گر عاشقوں کی جان نہیں جاں جان کے ہاتھ
کیا غیر کے لئے ہیں وہ اس اضطراب میں
گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا
پھر کس نے لکھ دیا ہے وہ دل کی کتاب میں

مرزا قادیانی کو بات تو سوجھتی ہے مگر اس کو ادانہیں کر سکتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
آسمانی باپ جو کچھ القاء کرتا ہے مرزا قادیانی اس کا مطلب بھی الفاظ کے قالب میں نہیں ڈھال
سکتے۔ اس پر آسمانی باپ خفا ہوتا ہے کہ کیسے بلید الطبع غبالے پالک سے سابقہ پڑا ہے کہ سمجھتا ہی
نہیں۔

یہ حالت ہے تو کیا حاصل بیان سے
کہوں کچھ اور کچھ نکلے زبان سے
مرزا قادیانی کے دوسرے مصرعے میں وہ کا مشارالیه مصرعہ اولیٰ کا وہ ہے گویا ضمیر کے لئے
بھی ضمیر کی ضرورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر خدا ہم سے ایسا الگ ہے کہ چھو بھی نہیں گیا تو اس کو
دل کی کتاب میں کس نے لکھ دیا ہے۔ دوسرا مصرعہ یوں بنا لیجئے۔

تو کس نے لکھ دیا اسے دل کی کتاب میں۔

جام وصال دیتا ہے اس کو جو مر چکا

کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ و شاب میں

مرزا قادیانی کا مطلب جب ثابت ہو کہ بوڑھے ہی مرتے ہوں جو ان نہ مرتے
ہوں۔ وہ اپنے خالہ کے بیٹے طاعون ملعون ہی کی دستبرد کھ لیں کہ جوانوں کو بوڑھوں سے پہلے چکھ
رہا ہے۔ بلکہ جوانوں کو زیادہ اور بوڑھوں کو کم۔

ملتا ہے وہ اس کو جو بجائے خاک میں

ظاہر کی قیل وقال بھلا کس حساب میں

مصرعہ اولیٰ میں دو جگہ وہ عجیب خط ہے۔ اصلاح۔

ملتا ہے وہ اسی کو جو مل جائے خاک میں

ظاہر کی قیل وقال یاں کس حساب میں

پھولوں کی جا کے دیکھو اسی سے وہ آب ہے

چمکے اسی کا نور نہ واقاب میں

جا بجا وہ کا مسالا بہت ہے۔ پھر حشو اور بے معنی۔ اصلاح۔

پھولوں کی گلستان میں اسی سے ہے آب و تاب

چمکا اسی کا نور مہرہ واقاب میں

خوبوں کے حسن میں بھی اسی کا وہ نور ہے

کیا چیز حسن ہے وہی چمکا حجاب میں

پھر وہی (وہ) لفظ نہیں ملتا تو شعر گوئی کو جی کیوں لپھاتا ہے۔ اصلاح۔

خوبوں کے حسن میں بھی ہے پنہاں اسی کا نور

کیا چیز حسن ہے وہی چمکا حجاب میں۔

اس کی طرف ہے ہاتھ ہر اک تار زلف کا
 ہجران سے اس کے رہتی ہے وہ بیچ و تاب میں
 ابو ہو ہو ہو کیا ملازم ہے تار زلف اور بیچ و تاب۔ پھر تار زلف کا ہاتھ۔ نئے نکتے نئی
 بند ٹھیں۔ واہ واہ واہ گسم ہے منارے دی۔ بس حد کیتیا۔ یوں کہئے۔
 ہر تار زلف بھی ہے اسی پر جھکا ہوا
 ہر دم اسی کے غم سے ہے وہ بیچ و تاب میں
 ہر چشم مست دیکھو اسی کو دکھاتی ہے
 ہر دل اسی کے عشق سے ہے بیچ و تاب میں
 چشم مست۔ پھر دیکھو اور دکھانا۔ کیا کیا مناسبات ہیں کہ واہ ہی واہ۔ پھر پہلے مصرعہ
 سے دوسرے مصرعہ کا تال میل تو ایسا ہے جیسا پلاؤ سے روغن بادام کا اور مٹی حلوے سے ریگ مائی
 کا۔ اصلاح۔

ہر چشم مست میں ہے اسی کا خمار شوق
 ہر دل اسی کی آگ سے ہے التهاب میں
 جن مورکھوں کو کاموں پر اس کے یقین نہیں
 پانی ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں
 مودکھ! مرزا پر ہندی بھاشا کا الہام بھی شمشیر کی مایا سے ہونے لگا۔ بس اب کیا کسر
 ہے۔ سرچو لہے میں اور پانچوں پکوان کے گھی میں۔ اصلاح۔

جن مورکھوں کو کام پر اس کے یقین نہیں
 دریا کو ڈھونڈتے ہیں وہ رہ کر سراب میں
 قدرت سے اس قدر کی انکار کرتے ہیں
 بکتے ہیں جیسے غرق کوئی ہو شراب میں
 ربط اور ضبط تو چھو نہیں گیا۔ اصلاح۔

منکر ہوئے ہیں قدرت رب قدر کے
 بکتے ہیں جیسے کوئی شراب میں۔
 دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اس پاک ذات کو
 ڈرتے ہیں قوم سے کہ نہ پکڑیں عتاب میں

کیا نفو کو اس ہے۔ اصلاح۔
 آکھیں نہیں کہ دیکھ سکیں اس کے نور کو
 وہ بتلا ہیں قوم کے خوف عتاب میں
 ہم کو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال
 کب تک وہ منہ رہے گا حجاب و نقاب میں
 وہ وہ ہر جگہ موجود۔ شاید حجاب اور نقاب دو چیز ہیں۔ پھر سراسر لہجہ۔ اصلاح۔
 اپنے جمال کی ہمیں دکھلا جھلک کہیں
 دیکھیں رہے گا جلوہ کہاں تک نقاب میں

اب تو ہم نے اصلاح دے دی مگر آئندہ اپنا کوئی کلام عربی، فارسی، اردو بدون اصلاح
 مجدد شائع کیا تو بس خبر نہیں۔ مرزا قادیانی مجدد کے شاگرد ہو جائیں تو پھر کچھ جھگڑا نہیں آگے
 پڑھے ہوئے کو شیر بھی نہیں کھاتا۔

۶ سب گنوں پورے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

چند مقام میں جب مرزا قادیانی کی پیروی ذرا جم گئی تو گداور جیل کی طرح چار طرف نظر
 دوڑائی کہ لوگ کس کس نبی اور اوتار کو مانتے ہیں۔ اول آپ صرف ملہم یعنی ولی بنے۔ پھر آسمانی
 باپ کے لے پا لک بنے تاکہ عیسائی ان کی جانب رجوع ہوں مگر خود آسمانی باپ نے کھنڈت ڈال
 دی یعنی یسعی مسیح کو گالیاں دینے کا الہام کیا۔ عیسائی لعنت کہتے ہوئے نافرود ہوئے۔ پھر بروزی یعنی
 تاحی کلجک اوتار بنے کہ نہود آؤ بھگت کریں۔ فہیم اور باخبر لاجوں پڑھتے ہوئے نافرود ہوئے۔ پھر
 امام الزمان اور مجموعہ صفات انبیاء اور بالآخر خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بنے۔ اب تو کوٹھی کھلے
 کے دروہست مالک ہی بن گئے۔ اپنی دانست میں گویا ایسی شطرنج چھائی کہ تمام مہرے قبضے میں
 آگئے اور کسی کو چال چلنے کا گھر ہی نہ رہا۔ مگر خدا کی قدرت کہ خود ہی مات کھا گئے یعنی نہ ادھر کے
 رہے نہ ادھر کے، کیونکہ قدرت الہی جھوٹوں کو ہرگز پھولنے پھلنے نہیں دیتی اور چند ہی روز میں خزاں
 کی جھاڑو پھیر دیتی ہے۔ پھر جو شخص تمام مذاہب کے پیشواؤں کو گالیاں دے اور اپنے کو سب سے
 افضل بتاے وہ کیونکر مقبول خاص و عام اور امام الزمان بن سکتا ہے۔ آپ جانئے عیسائی ایک ہی
 کائیاں ہیں۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے مقابلے میں دو چھلے چھلائے مسیح گھڑ کر کھڑے
 کر دیئے۔ عیسائیوں میں دو ہی پارٹیاں زبردست ہیں ایک پروٹسٹنٹ دوسری رومن کیتھولک

دونوں میں ایک ایک مسج مسٹر پکٹ اور ڈاکٹر ڈوئی ملاحظہ فرمائیے۔ اب مرزا قادیانی کا وہی حال ہے کہ چور کی مان کوٹھی میں سردے اور روئے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۳ء یکم و ۸ اپریل کے شمارہ نمبر ۱۳، ۱۴ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی اور چوڑھے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی حیات و ممات مسج۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی اور مولود۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	میری کتابیں دیکھو۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزائیوں کی تعداد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائیوں سے سوال و جواب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ مرزا قادیانی اور چوڑھے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

پنجاب اور شمالی مغربی صوبہ کی رپورٹ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد صرف ۱۱۱۳ لکھی ہے۔ بھان متی کا یہ دھوکا کھل جانے پر احکم مطبوعہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء میں بہت کچھ دادیلا کی گئی ہے اور بلا دلیل اور بلا ثبوت لکھا ہے کہ مرزائیوں کی کل تعداد تقریباً دو لاکھ ہے اور غیر ممکن ہے کہ صرف پنجاب میں جو (قادیانی کے خروج کا مرکز یا ہیڈ کوارٹر ہے) منجملہ تقریباً دو لاکھ کے کل تعداد ۱۱۱۳ ہو۔“ مگر پنجاب کے مرزائیوں کی صحیح تعداد پھر بھی نہیں بتائی کہ کمشنر مردم شماری جھوٹا ہے اور مرزائیوں کی تعداد گیارہ ہزار تیرہ ہے یا اس سے بھی دو چند اور چہار چند۔ وجہ یہ ہے کہ دنیا کو دھوکے میں رکھنا منظور ہے۔ اگر مرزا قادیانی بھی ہوتے تو صاف لکھ دیتے کہ کمشنر مردم شماری جھوٹا ہے اور مجھ سے عداوت رکھتا ہے کیونکہ عیسائی ہے اور میں عیسیٰ مسیح کو اچھا نہیں سمجھتا لہذا وہ جھوٹا ہے اور پنجاب کے مرزائیوں کی صحیح تعداد یہ ہے۔

دوم: پنجاب مردم شماری کی رپورٹ کے حصہ اول باب ۳ فقرہ ۴۳۳ میں لکھا ہے کہ ”مرزا قادیانی کا پہلا کام بحیثیت ایک مولوی کے چوڑھوں کی تبلیغ کا تھا۔“ اس پر تو مرزا قادیانی نے کدھر ہو کر بہت ہی خاک اڑائی ہے اور گورنمنٹ پنجاب میں جھاڑو سے بھی عرضداشت بھیجی

ہے کہ ”مرزائیوں کی کمی تعداد اور چوڑھوں کی تبلیغ کی اصلاح کی جائے۔ ورنہ میرے حق میں لائبل اور میری دولاکھ پینک کی سخت دل شکنی کا باعث ہے۔

”چوڑھوں کی تبلیغ کے الزام کا ٹوکرا جو مرزا قادیانی کے سر دھرا گیا ہے تو وہ اس کو یوں اتارنا چاہتے ہیں کہ جس شخص نے ایسا دعویٰ کیا تھا وہ ایک الگ آدمی ہے اور اس کا نام امام الدین ہے۔“ اگرچہ مرزا قادیانی نے یہ نہیں بتایا کہ وہ بھی قادیان ہی کا باشندہ اور مرزا قادیانی کا قریبی رشتہ دار بلکہ رقیب اور حریف ہے اور اس نے مرزا قادیانی کی نبوت کے منہ پر جھاڑو مار دی ہے۔ تاہم کام اور پیشہ کی باہمی نسبت تو کھل گئی کہ امام الدین چوڑھوں کا لالہ گرد ہوتا تو آپ نے اس کے مقابلے میں نبی بن کر چند نادان مسلمانوں کو موٹا۔ گوہ کی دارموت اسی کو کہتے ہیں۔ آپ چوڑھوں کے لالہ گرد نہ سہی مگر لالہ گرد کے بھائی تو ہیں۔ ہیں تو دونوں ایک ہی جھاڑو کی تیلیاں۔ اگرچہ بندھن کے کھلنے پر اب الگ الگ ہو گئیں۔

مرزا قادیانی عرضداشت کی دفعہ ۱۴ میں لکھتے ہیں کہ ”چوڑھے ایک ایسی قوم ہے جو اس ملک میں جرائم پیشہ سمجھی جاتی ہے اور میرا تعلق ایسی قوم سے ظاہر کرنا میری طرف ایک ذلیل حالت کو منسوب کرنا ہے۔ چوڑھے ایک ذلیل قوم سمجھی جاتی ہے اور اس قسم کا بیان جو مردم شماری کی رپورٹ میں ہے۔ میری شہرت کو نقصان پہنچانے والا اور میرے اور گورنمنٹ کی ہزار ہا وفادار اور معزز رعایا کو دکھ دینے والا ہے جو مجھے اپنا روحانی پیشوا اور مذہبی سرگروہ تسلیم کرتے ہیں۔“

یہ آج ہی معلوم ہوا کہ چوڑھے جرائم پیشہ ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ چوڑھوں سے زیادہ کوئی قوم غریب اور عاجز نہیں۔ وہ نام کی بھی حلال خور ہے نہ کہ دنیا کو فریب سے ٹھکنے والی حرام خور جس کا کام بول و براز اور میلا اٹھانا ہے۔ مرزا قادیانی کا ایسی عاجز اور بے کس قوم کو جرائم پیشہ بتانا ہر حلال خور کے لئے لائبل ہے۔ اگر اس وقت چوڑھوں کا لالہ گرد (امام الدین) زندہ ہوتا تو اپنے کسی چیلے کو ابھار کر لائبل کی تلاش کراتا اور وارنٹ جاری کرا کر عدالت میں گسٹو اتا اور پھر بروزی نبی کا سارا کھایا پیابول و براز کے راستے سے نکھواتا۔ اب بھی ایک ایک چوڑھا تلاش دائر کر کے مرزا قادیانی سے محن عدالت کے تنکے چنوا سکتا ہے اور برویت کی دھول اڑا سکتا ہے۔ اس تحریر سے مرزا قادیانی نے لاکھوں وفادار چوڑھوں ہی کا دل نہیں دکھایا بلکہ ان کے لالہ گرد (اپنے بھائی امام الدین) کی روح کو بھی صدمہ پہنچایا۔

عرضداشت، کی دفعہ پانچ میں تحریر فرماتے ہیں: ”میرے اصول اور تعلیم جو ابتداء سے ہی لوگوں کو سکھاتا ہوں وہ ایسے اخلاق فاضلہ (کیا یہ فضلے سے مشتق ہے؟) سکھانے والے اور اعلیٰ

مراتب روحانیت پر پہنچانے والے ہیں کہ چوڑھے تو ایک طرف رہے وہ مسلمان بھی نہ ان کو قبول کر سکتے ہیں نہ قبول کیا ہے جو ذلیل حالت میں ہیں اور جن کی اخلاقی حالتیں گری ہوئی ہیں بلکہ ایسے فہیم نہ شریف انسان ان کو قبول کرتے ہیں جو نہایت پاکیزہ زندگیاں بسر کرتے ہیں اور میرے چہرہوں میں کثرت سے رکس جاگیر دار، معزز گورنمنٹ کے عہدہ دار سوداگر فاضل علماء اور اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ مسلمان ہیں۔“ اب آئے ہیں ٹھیک ڈھرے پر بے شک غریب مفلس چوڑھوں کی کمائی سے آپ کا پیٹ کیوں بھرنے لگا۔ آپ کماؤ پوت اور جاگیر دار وغیرہ ہیں اور چوڑھے چونکہ اپنے لال (گرد) (آپ کے رقیب و حریف) کے چیلے ہیں لہذا وہ آپ کے چیلے نہ بنے اور منہ پر انکار کی جھاڑو ماری تو ان کی جانب سے دل میں کدورت و غبار کا آنا ضروری تھا۔

جبکہ آپ امام الزمان بنے ہیں اور چوڑھے بھی اہل زمان ہیں تو کیا وجہ کہ آپ ان کو اپنی امت میں شامل کرنا نہیں چاہتے بلکہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ مقدس مذہب اسلام تو چوڑھوں چہاروں کو بڑی خوشی سے مسلمان بنانا چاہتا ہے مذہب اسلام کی یہی خوبی اور صداقت ہے کہ جب کوئی ذلیل سے ذلیل قوم کا آدمی بھی تو حید و رسالت کا کلمہ صدق دل سے پڑھ لیتا ہے تو بھائیوں کا بھائی بن جاتا ہے۔ ”المسلم اخ المسلم“ حقیقی اور پائیدار اخوت تو دینی اور مذہبی اور دائمی اخوت ہے۔ باقی تمام اخوتیں مجازی اور ناپائیدار ہیں۔ اس نفرت نے آپ کی دنیا پرستی کا بالکل پردہ کھول دیا ہے (اور صاف) بتا دیا ہے کہ آپ موٹے موٹے شکار جن سے حرص کا شکر نہ ہو سکے۔ اپنے دام میں لانا چاہتے ہیں۔ جعلی نبوت کا پھیلا نا منظور نہیں۔

خوب یاد رکھئے کہ جو شخص دین سے برگشتہ ہو گیا وہ ہرگز شریف نہیں بلکہ ہزار ذیلیوں کا رذیل اور ہزار کمینوں کا کمین ہے اور جو شخص اپنے دین پر قائم ہے یا سچے دل سے دین حق میں شامل ہو گیا ہے وہ بظاہر ذات کا کیسا ہی گھٹیا اور کمینہ ہو مگر ہزار شریفوں کا شریف ہے۔ کیا چوڑھے انسان نہیں ہیں؟ کیا مرزا قادیانی میں اور ایک چوڑھے میں انسانیت کے اعتبار سے کوئی فرق ہے کہ مرزا قادیانی کے سر پر تو سینگ اور کمر کے نیچے دم ہے اور حلال خور کے نہ سینگ ہیں نہ دم ہے۔ کیا چوڑھے بنی آدم نہیں ہیں؟

تم اپنے دل سے یاں گھر لو شرافت کا کوئی تمغہ

ازل میں ایک ہی مبدا تھا ہر گہرو مسلمان کا

آپ کا یہ فرمانا کہ ”چوڑھے تو ایک طرف رہے وہ مسلمان بھی ان کو (مرزا قادیانی کے اخلاق فاضلہ اور تعلیم) کو نہ قبول کر سکتے ہیں نہ قبول کیا ہے جو ذلیل حالت میں ہیں اور جن کی

اخلاقی حالتیں گری ہوئی ہیں۔“ باستثناء محدودے چند مرزائیوں کے نہ صرف ہندوستان کے ۶ کروڑ مسلمان بلکہ دنیا کے مسلمانوں اور تمام اقوام و مذاہب کے لئے لائبل ہے کیونکہ آپ کے عندیہ کے موافق بجز مرزائیوں کے کوئی شریف نہیں۔ آپ پر تو کمشنر مردم شماری نے یہ لائبل کیا کہ آپ کو چڑھوں کا لال گرد بتایا اس کے جواب میں آپ نے تمام مسلمانوں پر لائبل کر دیا۔ اب آپ کو بھاگتے راہ نہیں مل سکتی اور ہر مسلمان آپ پر لائبل دائر کر سکتا ہے۔ بارہا سمجھایا گیا کہ ہر الہام اور ہر مضمون کا مسودہ مجدد السنہ مشرقیہ کے حضور بھیج دیا کریں مگر آپ نہیں سنتے اور یوں استروں کی مالا اپنے گلے میں ڈالتے رہتے ہیں پھر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ دیکھئے چند بڑاں اغشش کیا کر کے رہیں گے۔

عرضداشت کے اخیر میں کمشنر مردم شماری کی رپورٹ کا مندرجہ ذیل فقرہ بھی آپ نے لکھا ہے: ”یہ فرقہ (مرزائیہ) بڑے زور سے اس اعتقاد کو رو کرتا ہے کہ اسلام کا مہدی خونی مہدی ہوگا اور صحیح بخاری کی بناء پر جو حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے۔ روایت پیش کرتا ہے کہ وہ (مہدی) جنگ نہ کرے گا بلکہ مذاہب کی خاطر جو لڑائیاں ہوتی ہیں ان کو بند کر دے گا۔“ اپنی ضخیم تفسیقات میں مرزا قادیانی نے جہاد کی تعلیم کے برخلاف بہت کوشش کی ہے اور اس بارے میں یہ فرقہ اس فرقہ الہمدیٹ سے جو افراط کی طرف چلا گیا ہے بالکل مخالفت ہے۔ اب تو مرزا قادیانی کی باچھیں کھل جانی چاہئیں اور واڑھی کا ایک ایک بال ترکی گھوڑے کی دم کا چنور بن جانا چاہئے کیونکہ کمشنر موصوف نے آپ کے مزمومہ جہاد کے بارے میں تصدیق کی۔

ہم باز ہا لکھ چکے ہیں کہ اسلامی جہاد ویسا ہی ہے جیسا تمام مسلمانین دنیا میں جاری ہے اور مرزا قادیانی کا مفروضہ جہاد صرف گورنمنٹ کی خوشامد ہے اور نہ صرف الہمدیٹ بلکہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کے نزدیک اس گورنمنٹ کے عہد میں جس کے زیر سایہ امن و آزادی مسلمان بسر کرتے ہیں۔ خون ریزی حرام ہے۔ اس کا نام اسلامی جہاد نہیں بلکہ فساد اور بغاوت ہے۔ پس اس بات میں کسی کا کچھ لکھنا بالکل اصول اسلام کی ناواقفیت کے باعث ہے۔ تعجب ہے کہ چوڑھوں کا گردہ کہلانے میں تو مرزا قادیانی کے مرچیں لگ گئیں۔ مگر جہاد والا فقرہ شربت کا گھونٹ ہو گیا۔ بیٹھا ہڑپ اور کڑوا تھو۔

۲ وہی حیات و ممات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائیوں سے حیات و ممات مسیح پر بحث کرنا ایسا ہی ہے جیسے آریوں اور نیچریوں سے

کوئی مسلمان بحث کرے جو معجزات کے منکر ہیں اور اس بحث سے کچھ فائدہ نہ ہو۔ مگر مرزا اور مرزائی چونکہ اپنے کو مسلمان بتاتے ہیں۔ لہذا ان سے پوچھنا چاہئے کہ اگر تم معجزات انبیاء کے مقرر ہو تو رفع مسیح بھی ایک معجزہ ہے اور اگر منکر ہو تو قابل خطاب نہیں ہو۔ بس مناظرہ ختم ہو گیا۔ اور بفرس مجال عیسیٰ کا رفع مسیح جسما نی نہیں بلکہ روحانی ہے تو مرزا اس سے اپنا مسیح موعود ہونا کیونکر ثابت کر سکتا ہے۔ آریاد غیرہ رفع مسیح کے منکر ہیں کیا وہ مسیح موعود بن سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص عیسیٰ مسیح کے رفع روحانی کو دلائل سے ثابت کر دے کیا وہ عیسیٰ موعود بن جائے گا۔ اس صورت میں تو ہزاروں بلکہ لاکھوں مسیح موجود ہو جائیں گے۔ اور اب موجود ہیں اور ایک ایک مرزائی جو مسیح کے رفع جسمانی کا منکر ہے۔ مسیح موعود ہے۔ مرزا قادیانی کی کچھ تخصیص نہ رہی۔

اثادہ کے سنی مسلمانوں نے بھی ایک رسالہ مرزا کے دعوؤں کے رد میں شائع کیا ہے اور قرآن وحدیث سے عیسیٰ مسیح کا رفع جسمانی ثابت کیا ہے اور مرزائیوں کے دلائل کو توڑا ہے مگر ہم بار بار لکھ چکے ہیں اور اب پھر لکھتے ہیں کہ مرزا اور مرزائی قرآن وحدیث اور معجزات انبیاء کو نہیں مانتے پس ان سے حیات وممات پر بحث کرنا بے کار بلکہ گنہگار ہوتا ہے۔ صرف یہ پوچھنا چاہئے کہ مرزا کیونکہ مسیح اور مہدی اور بروزی نبی اور امام الزمان اور خاتم الخلفاء یعنی خاتم الانبیاء ہے۔ دعوے تو یہ کرتا ہے کہ میں تمام انبیاء کا مجموعہ اور خاتم ہوں اور تعاقب صرف عیسیٰ مسیح کا کر رہا ہے۔ جس طرح اپنے کو عیسیٰ مسیح سے افضل بتاتا ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنے کو کیوں کھلم کھلا فضیلت نہیں دیتا اگرچہ دل میں مرزا اور مرزائی انبیاء علیہم السلام کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتے۔ تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی مرزا کے دعوؤں کی لغویت سمجھ سکتا ہے۔

۳ مرزا قادیانی اور مولود

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۲۳ مارچ کے احکم میں لکھا ہے کہ ”مرزا قادیانی سے کسی نے مجلس مولود کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا تذکرہ عمدہ چیز ہے لیکن تذکروں میں بدعات ملادی جائیں تو وہ حرام ہو جاتے ہیں اور ہم خود اس امر کے مجاز نہیں کہ کسی نئی شریعت کی بنیاد رکھیں وغیرہ۔“ (ملفوظات ج ۵ ص ۲۱۴ حاشیہ) معلوم نہیں مرزا قادیانی نے یہ بات کون سے دل سے کہی ہے۔ کیا نئی نبوت کی بنیاد نئی شریعت کی بنیاد اور اسلامی شریعت کی ترمیم نہیں۔ آپ نے خود کو نبی بنا کر ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ آیت قرآنی کو اپنے زعم میں منسوخ کر دیا اور نبی ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین بن گئے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ کا سچا اتباع خدائے تعالیٰ کا محبوب

بنانے کا ذریعہ اور اصل باعث ہے۔“ کس منہ سے ہے کیا اپنی تصویر کی اشاعت اور مرزائیوں کو جج کے لئے جانے کی ممانعت آنحضرت ﷺ کا اتباع ہے؟ پھر عجیب بات ہے کہ اسلامی شریعت کو منسوخ بھی کرتے ہیں اور اس کی آڑ میں بھی آتے ہیں۔ جب حدیث سے مدعا ثابت نہ ہوا تو قرآن پاک کی پناہ لی اور جب کسی حدیث سے کام لکھا دیکھا تو قرآن کو چھوڑ دیا اور دونوں سے کام نہ لکھا تو اپنے حتماء کے پلینے کو تاویل گھڑوی۔ قرآن میں مہدی کے آنے کا ذکر نہیں مگر حدیث میں ہے تو حدیث کو اپنی سپر بنایا اور حدیث میں تصویر بنوانے والے پر لعنت کی گئی ہے تو آپ قرآن کی طرف رجوع لائے کہ قرآن میں ممانعت کیسی بلکہ تصویر بنانے کا حکم ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: ”وَصَوِّرْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ“ یعنی چونکہ خدا خود مصور ہے لہذا ہم کو بھی مصور بننا چاہئے۔ یہ ایسی تاویل ہے کہ خرد جال بھی سننے تو دم اٹھا کر لید کرتا ہوا پڑوے کی چوٹی پر جا کے دم لے اور اپنی مادہ بیگم کو ڈھونڈا ڈھونڈا ڈھونڈا کرنا قادیان کی راہ پکڑے۔

جو کچھ خدا کرے وہی انسان بھی کرے نہ تو یہ حکم اسلامی خدا کا ہے نہ اسلامی رسول کا۔ ہاں آسمانی باپ کا ایسا حکم اپنے لے پالک کی نسبت درست ہے کیونکہ ”الولد سر لا بیہ“ بے شک بیٹے میں ضرور وہی طاقت اور قدرت ہونی چاہئے جو باپ میں ہے ورنہ نہ باپ میں باپ ہونے کا کوئی سینگ ہے نہ بیٹے میں بیٹے ہونے کی کوئی دم ہے۔

جس شخص نے ایسا سوال کیا اس کو مرزا قادیانی نے کیوں نہیں ڈانٹا کہ نبی نہیں بلکہ زندہ خاتم النبیین تو میں موجود اور تو مسلمانوں کے اسی پرانے ڈھرے کو پیٹے جاتا ہے اور پیغمبر عرب کے مولود کا ذکر کرتا ہے۔ ارے اب تو میرے مولود کا ذکر کر۔ معلوم نہیں ایسے فاسد العقیدت مشرک نے رسالت المرزا جو خود اپنے مبروزی نبی کا مرتبہ نہیں پہچانتے قادیان میں کہاں سے آجاتے ہیں۔ ان کے منہ کو لگام بلکہ مرچوں کا تو بورا چڑھا دینا چاہئے کہ پھر ایسا لایعنی سوال کر کے کہ گستاخی اور فاسد العقیدتی کا اظہار نہ کریں جو لوگ مجلس میلاد میں قیام کرتے ہیں۔ ان کی مذمت کرنے کے بعد مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”مشرک بھی سچی محبت آنحضرت ﷺ سے نہیں رکھتا اور دہابی، مشرک سے مرزا قادیانی کی مراد صرف ”مشرک فی الرسالۃ و مشرک فی التصوید“ ہے۔ یعنی وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی بنا لے اور خدائے لم یلد ولم یولد کے لئے بیٹا یا لے پالک گھڑ لے۔ ایسے مشرک تو مرزا قادیانی کے گرد و پیش بہت سے نظر آئیں گے اور ان سب کے گرد و گھنٹال مرزا قادیانی ہوں گے۔ جب چاہئے تجربہ کر لیجئے۔ اب رہے دہابی۔ ہم کو تو معلوم نہیں کہ مسلمانوں میں دہابی بھی کوئی گروہ ہے۔ اگر کوئی ہے تو یقیناً وہی

ہے جو کتاب و سنت اور اجماع صحابہ کو نہیں مانتا اور اپنی نئی شریعت اور نیا گروہ قائم کرتا اور موجودہ گورنمنٹ پر دباغت ڈالتا ہے کہ میرے ساتھ ڈیڑھ لاکھ سے اوپر سربکف اور جاٹار والے گنہگار موجود ہیں اور اگر وہابی کوئی گروہ عبدالوہاب نجدی کی جانب منسوب ہے جو ضلی مقلد تھا تو وہ کسی طرح مرزا قادیانی سے بڑھ کر خوفناک نہ تھا کیونکہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا نہ مسیح موعود بننے کا پس ایسا گروہ اور اس کا ولی کھنگر وہابی کیا معنی وہابیوں بلکہ لہابیوں کا لکڑا دادا ہے۔ مرزا قادیانی کو تو اس معاملے میں پوچھ گچھ کی کچھ حاجت ہی نہ ہونی چاہئے۔ عیاں را چہ بیاں!

بھلا مرزا قادیانی کو اپنی زندگی میں مولود وغیرہ سے کیا واسطہ۔ وہ ایسے کھڑاگ کیوں پالنے لگے؟ انہوں نے تو اس لئے مولود کے جائز بلکہ مستحسن ہونے کا فتویٰ دیا ہے کہ چند روز میں ان کا مولود بھی ہوا کرے گا چنانچہ ابھی سے اپنے چیلوں کو ہدایت کی ہے کہ جب مجھے دیکھو "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کہو تا کہ میرے مرنے پر بھی تمہیں یہ سبق یاد رہے۔ اڈل تو میں مرنے کا نہیں کیونکہ آسمانی باپ کا لے پا لک ہوں۔ وہ جی اور قائم ہے تو میں بھی زندہ اور دائم ہوں کیونکہ جیسا باپ ویسا بیٹا۔ اور اگر میں برغم الف الاب مرئی گیا سہی اور باپ میرے ابدلاً ہا تک زندہ رکھنے میں ناکام رہا تو میں درحقیقت نہ مروں گا۔ ہاں تمہاری آنکھوں پر صرف ایک حجاب طاری ہو جائے گا۔ مرنے والا تو فقط عیسیٰ مسیح تھا میں بھی مر گیا تو فرزند خلف اور فرزند تلف میں کیا فرق رہا۔ پس جس طرح میں اب تمہارا حامی و ناصر، معین و مددگار ہوں ایسا ہی مرنے کے بعد بھی حاضر و ناظر رہوں گا۔ پس میرا مولود دھڑلے کے ساتھ منانا اور مجھ سے طرح طرح کی منتیں ماننا۔ حاجات چاہنا۔

من، آیم بجان گر تو آئی بتن

مرا زندہ پندار چون خوشین

۴ میری کتابیں دیکھو

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی بار بار یہی روٹا روتے ہیں کہ "اسلامی علماء و مشائخ چونکہ میری کتابیں بالاستیعاب

نہیں دیکھتے لہذا میرے معاملہ میں جھٹ پٹ ایک طرفی فیصلہ کر دیتے ہیں کہ مرزا کافر ہے۔"

علماء اور مشائخ آپ کی کتابوں کو دیکھیں یا قرآن و حدیث کو دیکھیں۔ انہوں نے

قرآن میں دیکھ لیا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو گئی اور دین اسلام کامل ہو گیا۔ اب جو شخص

نبوت کا دعویٰ کرے اور دین میں طرح طرح کے احداث نکالے اور اسلام کے کھلے معجزوں کو

جھٹلائے۔ وہ مفتری ہے کذاب ہے۔ طحہ ہے مرتد ہے۔ انہوں نے حدیث میں آنحضرت ﷺ کی پیشینگوئی دیکھی لی کہ میرے بعد تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر وہ آپ کی کتابیں کیوں دیکھیں اور انہیں دیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

اور بیشتر علماء اور مشائخ دیکھتے بھی ہیں تو اس لئے کہ آپ کے طہرانہ دعویٰ کی تردید کریں تاکہ ان کا زہریلا اثر مسلمانوں کی طباع پر نہ پڑے۔ اور غالباً آپ کی کوئی ایسی کتاب باقی نہیں جس کی کما حقہ تردید نہ ہوگی ہو اور اگر کوئی باقی ہے تو ضرور اس کی تردید ہوگی۔ انشاء اللہ!

اور تردید کے لئے کیا ضمیمہ مخمض ہند کچھ کم ہے جو نہ صرف آپ کے عقائد کی بلکہ ہر خیال کی ہفتہ وار تردید کرتا رہتا ہے۔ اگرچہ آپ کے مقابلہ میں نہ کوئی زبردست انجمن ہے نہ کوئی معقول سرمایہ ہے تاہم اسلام اور اہل اسلام کے ایسے سچے ہمدرد موجود ہیں جو خالصاً للہ جیب خاص سے بلا شراکت غیر تردیدی کتابیں چھپوا کر اکثر مفت تقسیم فرماتے اور غیر ذی استطاعت مسلمانوں کو اپنا ممنون بناتے ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء!

آپ تو بار بار پانچ پانچ ہزار اور دس دس ہزار روپیہ دینے کا اعلان دیتے ہیں گویا یہ ثابت کرتے ہیں کہ میں بڑا کوڑیالا اور قارون کا سا ہوں۔ مگر ہمارے علماء اور مشائخ نے کبھی کسی کو ذرہ بھر بھی کسی طرح دنیوی کی چاٹ نہیں دی اور نہ آپ کی طرح کسی سے چندے کی مد میں ایک کوڑی مانگی۔ تاہم سچے اسلام کا مجرہ دیکھنے کہ سینکڑوں اور ہزاروں کی کتابیں آپ کی کتابوں کی تردید میں شائع ہو چکیں اور ہو رہی ہیں۔ ضمیمہ مخمض ہند بھی ایسے ہی خالص حضرات کی فیاضی سے جاری ہے جو ہزار کتابوں کے برابر ہے اور آپ سے اس کا کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ آپ کی کتابیں شوق سے تو وہی لوگ دیکھیں گے جو بالکل چوہٹ ہو گئے ہیں۔ تردید کرنے والے تو اسی طرح دیکھیں گے جس طرح کوئی شخص قضا حاجت کے لئے جاتا ہے اور بول دہراز پر بھی مجبور اس کی نظر جا پڑتی ہے۔

۵ مرزائیوں کی تعداد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

فریب بہت جلد کھل جاتا ہے۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اب مرزا قادیانی اعلان دیتے ہیں کہ ہر مقام کے مرزائی اپنی صحیح تعداد لکھ کر بھیجیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مرزا قادیانی کو اپنے چیلوں کی تعداد معلوم نہیں۔ اگر یہی بات ہے تو تقریباً دو لاکھ تعداد کیوں کر لکھ دی۔ اس اعلان میں کوئی چال ہے جو بہت جلد کھل جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

غیر ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کے پاس کوئی خانگی رجسٹر نہ ہو۔ پچھلے سال احکم میں بیعت کے کالم کا چھپنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ رجسٹر سے نقل ہو کر مرزائیوں کے نام مشتمل ہوتے تھے۔ جب شوکت اللہ نے متنبہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ ایک ایک نام کمرسہ کر بلکہ چکر رشاح ہوتا ہے تو بیعت کا کالم ہی کو کوے لے اڑی۔ ہات ترے جھوٹ کی دم میں منارے سے بھی لمبا چوڑا نندا اور اگر درحقیقت کوئی رجسٹر نہیں تو بیعت کا کالم بالضرور تصنیف ہو کر چھپتا تھا۔

یہ بھی تجربہ ہو چکا ہے کہ قادیان میں کوئی شخص بطور سیر یا مداری کا تماشا دیکھنے کو بھی جاتا ہے تو اس کا نام فوراً بیعت کے کالم میں مشتمل کر دیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کے نام خط بھی بھیجتا ہے تو مریدوں اور عقیدت مندوں میں شمار ہو کر اس کو بھی تشہیر کر دیا جاتا ہے۔ آخر دولاکھ کچھ ہوتے بھی ہیں۔ مرزا قادیانی نے شاید قادیان کے سوانے میں سیری کے درخت پر لاکھ دیکھی ہے یا حرم سرا میں کسی عورت کو لاکھا جمائے دیکھا ہے لہذا اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے وہی ان کی زبان پر ہے۔

۶ مرزائیوں سے سوال و جواب

مولانا شوکت اللہ سیرٹھی!

اناوہ کے مرزائیوں سے محمد تفضل حسین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ اناوہ نے سوال کیا تھا کہ ”یا تو آپ مجھ سے حضرت امام مہدی کے قبل قیامت آنے اور حضرت عیسیٰ کے نزول فرمانے کی سند صحاح ستہ سے لیں یا آپ صحاح ستہ سے مرزا قادیانی کے امام معبود اور مسیح موعود ہونے کی سند دیں مگر حدیث کی سند کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ اس صورت میں یا تو میں مرزا قادیانی کا مرید ہو جاؤں گا یا آپ کو مرزائی عقیدے سے تائب ہونے پڑے گا۔“ اس کے جواب میں دیوانچی عبدالجید صاحب جو بڑے گاڑھے مرزائی ہیں جواب دیتے ہیں ”کہ آپ حدیث سے سند مانگتے ہیں۔ قرآن مجید سے بالکل منکر ہو بیٹھے؟“ جواب تو مرزا اور مرزائیوں کے پاس کچھ ہے نہیں لہذا سوال از آسمان جواب از ریسماں پرتا لیتے ہیں۔ حدیث سے اس لئے سند مانگی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی ”یکسر الصلیب و یقتل الخنازیر“ الحدیث کو اپنے عیسیٰ موعود و مہدی معبود ہونے کی سند بتاتے ہیں اور پچھلے دنوں ان کا یہ تمغہ مرزائی اخبار احکم کی لوح پر ثبت بھی تھا۔ بھلا قرآن میں مہدی کے آنے کا ذکر کہاں سے ہے؟ جبکہ تم نے قرآن کے خلاف دعویٰ کیا ہے تو منکر قرآن تم ہوئے یا کوئی اور؟ رہا یہ دعویٰ کہ مسیح چونکہ دنیا میں فوت ہو گئے۔ لہذا مسیح ہوں ایسا ہے جیسے بدعو فقیر کہے کہ فلا متونی بادشاہ کا میں جانشین ہوں۔

حدیث کے موافق تو مسلمہ مسیح وہی ہوگا جو صلیب کو توڑے گا اور سڑوں کو قتل یعنی جہاد کرے گا۔ حالانکہ مرزا قادیانی کو جہاد کے نام تک سے لرزہ چڑھتا ہے اور وہ خونِ مہدی کو بظاہر بہت ہی برائے سمجھتا ہے اور گورنمنٹ میں میوریل بھیجے ہیں کہ میں خونِ مہدی نہیں۔ خدا کے لئے مجھ پر نظر عنایت رکھ۔ میں تو اسلامی جہاد اور یورپی جہادوں کا منکر ہوں۔ پھر فرمائیے حدیث آپ پر کیوں کر منطبق ہوئی اور آپ کیونکر مسیح موعود ہوئے۔ پس آپ سے تفضل حسین صاحب نے اس لئے حدیث طلب کی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ آپ حدیث کو مانتے ہیں نہ قرآن کو۔ اور اگر مانتے تو خاتم النبیین کے بعد نبی ہی کیوں بننے اور بتاتے۔ یہ سب حیلے اور حوالے ہیں۔ ہاں تاویل کرنے میں بڑے بہادر ہیں۔ مگر یاد رہے کہ ایسا کونسا کلام ہے جس کی تاویل نہ ہو سکے۔ خدائے تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کے لئے کلام مجید میں ”بحر فون الکلم عن مواضعہ“ فرمایا ہے کہ کلمات کو اپنے اصلی معنی سے پھیرتے ہیں۔ یعنی تاویل کرتے ہیں لیکن مرزا قادیانی کو تو تاویل کرنی بھی نہیں آتی۔ وہ تو کمبھوں کے چھانسنے کو کھڑی کی طرح جالا پورتے ہیں جو ہوا میں اڑ جاتا ہے۔ آریا اور عیسائی مرزا قادیانی سے بہتر تاویل کر سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا نبض شناس اور رگ پٹھے سے واقف تو صرف شوکت اللہ ہے کہ تمام مرزائی سر سے سر جوڑ کر جواب دینا چاہتے ہیں۔ مگر منہ پر مہر لگ جاتی ہے اور ناظرہ بند ہو جاتا ہے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ اپریل کے شمارہ نمبر ۱۵ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کا انعامی قصیدہ اور ان کے مخالفین کے اعتراضات۔
.....۲	ڈاکٹر جمال الدین پشاوری! عیسیٰ موعود اور اتباع کتاب و سنت۔
.....۳	مولانا شوکت اللہ میرٹھی! وہی بے معنی الہام۔
.....۴	مولانا شوکت اللہ میرٹھی! ایمان کو چھپاؤ۔
.....۵	مرزا قادیانی کے عیسیٰ مسیح یوز آسف کی قبر سری نگر کشمیر میں۔ سستی نامہ نگار رسالہ ترقی لاہور!
	ذیل اسی ترتیب سے ملاحظہ ہوں:

۱ مرزا قادیانی کا انعامی قصیدہ اور ان کے مخالفین کے اعتراضات

ڈاکٹر جمال الدین پشوری!

ضمیمہ نمبر ۱ ہندو پیسہ اخبار و دیگر اشتہارات وغیرہ سے ذیل میں اعتراضات درج کئے جاتے ہیں تاکہ جو جوابات مرزا قادیانی کی طرف سے پیش ہوں ان کو پبلک جان کر فیصلہ کر سکے۔

۱ قصیدہ کے فصیح ہونے کی تصدیق کسی عالم ادیب سے کرائی جائے۔

۲ ایک مجلس میں مرزا قادیانی اپنے قصیدوں کی صرفی و نحوی عروضی غلطیوں کا جواب مولوی

ثناء اللہ صاحب کو دیں۔

۳ جبکہ علماء نے مرزا قادیانی کے رسالہ وسادس و اعجاز المسح وغیرہ میں بکثرت غلطیاں

نکال کر پیش کیں اور ضمیمہ نمبر ۱ ہند میں تو مرزا قادیانی کی نظم و نثر، عربی و فارسی وارو میں جو اصلاحیں

ہوئیں اور ہوری ہیں ان کو زمانہ جانتا ہے مگر مرزا قادیانی کی طرف سے آج تک کوئی جواب نہیں

ہوا۔ پس ایسے غلط نویس کی نسبت کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ اس نے ۵ دن میں ۹۰ صفحہ کا قصیدہ لکھ

ڈالا ہو۔ لہذا سید محمد علی حسن صاحب نظامی دہلوی کے مقابل بیٹہ کر مرزا قادیانی عربی میں قصیدہ

لکھیں پھر دونوں صاحبوں کے قصیدوں کی جانچ ایک کمیٹی کرے۔

۴ مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب سے ایک مجلس میں عربی تحریری گفتگو کر لیں اس کے

بعد دونوں کی تحریریں دو مضمونوں کے سامنے واسطے جانچ اور فیصلہ کے پیش ہوں۔ وہ دونوں مضمون

مسلمہ فریقین ہوں۔

۵ مرزا قادیانی مولوی ثناء اللہ صاحب کی عربی تفسیر کے مقابلہ لکھ کر بلا میعاد جب تک

چاہیں پیش کریں۔

۶ مولوی فاضل کا امتحان ہی آئندہ اپریل میں پاس کر لیں تو مرزا قادیانی کی لیاقت

معلوم ہو جائے۔

۷ حاجی یونس خان صاحب رییس و تادائی کی کتاب ”تجدد احباب“ کے مقابل کتاب لکھیں

تو حاجی صاحب موصوف انعام بھی دیں گے یا ان کی غزل مندرجہ اخبار نمبر ۱ ہند کے مقابل غزل

لکھیں۔

۸ حاجی یونس خان صاحب رییس و تادائی نے لکھا ہے کہ میرے نام قصیدہ بھیج دو تو پہنچنے کی

تاریخ سے بیس روز کے اندر اس سے عمدہ قصیدہ لکھ کر پیش کروں گا۔

۹ جبکہ فصیح و نصرت کا عمدہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے کر دیا ہے اور مخالفین کے علم سلب

کرتے ہیں تو پھر مرزا قادیانی بالیقابل تفسیر نو کسی یا قصیدہ گوئی سے کیوں اعراض کرتے ہیں اور پیر
مہر علی شاہ صاحب کے سامنے ہا جو دودہ کرنے کے کیوں تشریف نہ لائے۔

۱۰..... فیضی کی بے نقطہ تفسیر کے مقابل صرف ایک صفحہ ہی لکھ کر دکھائیں اور تمام مرزائی مل
جائیں۔

۱۱..... کبھی کسی نبی نے قصیدہ بازی کو مجزہ بتایا ہو تو اس کا نشان ہو؟

۱۲..... جبکہ اللہ تعالیٰ نے ”وما علمناہ الشعر وما ينہی لہ“ قرآن مجید میں فرمایا ہے یعنی
ہم نے پیغمبر کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ وہ اس کے لائق ہے ایسے کردہ فن میں کسی نبی کا جتلا ہونا
خصوصاً بروز محمد کا نعوذ باللہ منہ کب ممکن ہے۔ انوکھے پیغمبر کے انوکھے مجزے۔

۱۳..... جب کہ اس قصیدہ میں مسلمانوں کی توہین اور کذب و افتراء ہے اور ایسے شاعروں کے
واسطے اللہ تعالیٰ نے ”و الشعراء یصعبہم العاون“ فرمایا ہے تو یہ مجزہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

۱۴..... شاعری تو ظاہر ہے کہ مجزہ نہیں ہو سکتی۔ ہاں قرآن مجید بطور مجزہ مثل حفاظ کے حفظ سنا
دیں تو البتہ مجزہ ہے اور بروز محمدی کے بہت مناسب ہے کیونکہ پہلے جب تشریف لائے تھے تو
قرآن حفظ تھا دوبارہ (نعوذ باللہ) بشکل مرزا تشریف لائیں تو قرآن تک سینہ سے محو ہو جائے۔
حالانکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں ان تمام اوصاف کے ساتھ آیا ہوں۔ اس قرآن کا حفظ نہ
ہونا مرزا قادیانی کے واسطے بڑی شرم ہے۔

۱۵..... ۲۰ روز کے بعد اگر کوئی اللہ کا بندہ مرزا قادیانی کے قصیدے سے اچھا لکھ لائے تو
بقول مرزا قادیانی ان کا قصیدہ مجزہ نہ رہے گا۔

۱۶..... جبکہ ہر جو جب قرآن شریف تمام نبی اپنی قوم کی زبان میں تبلیغ فرماتے تھے تو برعکس اس کے
مرزا قادیانی اردو زبان چھوڑ کر عربی میں کیوں تحدی کرتے ہیں۔

۱۷..... جبکہ مرزا قادیانی کا کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام دونوں تحدی کرتے ہیں تو مرزا قادیانی
کا کلام بھی قرآن ہو گیا اور اگر مرزا قادیانی کا کلام قرآن کے دو چند نہیں تو اعجاز نہیں ہو سکتا۔
ان کے سوا اور بھی اعتراضات دیکھنے میں آئے جو بخوف طوالت نہیں لکھے۔

مرزا قادیانی نے اب تک ان کے کچھ جواب نہیں دیئے۔ ہاں ۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء کے
الحکم میں مرزا قادیانی کے منفی و منصف محمد احسن صاحب امر وہی نے بعض اعتراضوں کے عجیب
و غریب جواب لکھے ہیں۔ جو ناظرین کی دلچسپی کے واسطے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح
اگر اور بھی ان کی طرف سے جواب ہوئے تو ضمیمہ میں طبع ہوتے رہیں گے تاکہ ناظرین کو یکجا

فریقین کے دلائل دیکھنے کا موقع ملے۔ نمبر ۵ کی نسبت طول و طویل عبارت میں یہ مطلب لکھا ہے۔
 ”مرزا قادیانی عوام و خواص کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور عوام فصاحت و بلاغت کو
 سمجھتے ہیں۔ لہذا ۲۰۰ روپے کی میعاد سے عوام کو تسکین ہو جائے گی۔ کہ کسی نے بالمقابل قصیدہ نہیں
 لکھا۔“ مگر اس جواب میں مشکل یہ واقع ہوئی کہ قرآن مجید بھی تو خاص و عام کے واسطے آیا ہے۔
 کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ مصلحت نہ سوجھی جو مرزا قادیانی کو سوجھی۔ ضرور میں پچیس روز کی میعاد
 قرآن مجید کی تحدی کے واسطے مقرر کرنا تھی یا خدا کی خدا کی میں ایسے گمراہی کے حریص موجود نہ ہوں
 گے جن کی رعایت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی۔ ایسے عوام تقدیر سے مرزا قادیانی ہی کی مریدی کے
 واسطے منتخب کئے گئے جن کی روک تھام کے واسطے طرح طرح کی شعبہ بازیاں اور شب و روز کی
 جانفشانیاں اور مختلف قسم کی تدابیر کی جاتی ہیں۔ ان سے تو بہتر تھا کہ امر وہی صاحب یہ کہہ دیتے
 کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تحدی میں انعام کی قید نہ لگائی تھی۔ اس لئے میعاد کی ضرورت نہ تھی۔
 یہاں مرزا قادیانی نے انعام مقرر کیا تھا۔ پس اس کے بچانے کی غرض سے یہ ۲۰ روز کی شرط لگائی
 گئی ہے۔ یہ جواب بھی اگرچہ غلط ہے مگر باوی النظر میں ایک وجہ سے صحیح معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح الزام نمبر ۶ کی نسبت فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ”وما ارسلنا من نبی
 الا بلسان (الایہ)“ انبیاء سابقین مراد ہیں۔ آنحضرت ﷺ اور ان کے خلفاء راشدین و مرزا
 قادیانی مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ ایک خاص قوم کے واسطے نہیں ہیں بلکہ کافۃ للناس کے واسطے آئے ہیں
 چنانچہ مرزا قادیانی نے اردو فارسی عربی تینوں زبانوں میں تحدی کی ہے۔“

یہ تفسیر آیت شریفہ کی تفسیر بالرائے ہے جس کو پیغمبر خدا ﷺ نے کفر فرمایا ہے۔ امر وہی
 صاحب کی ایسی رائے کو مسلمان کب تسلیم کرنے لگے۔ ہاں مرزائیوں کے مفتی امر وہی صاحب کی
 اس تفسیر کے بموجب مرزا قادیانی کا دعویٰ ہی جڑ سے اکھڑ گیا۔ کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ
 آنحضرت ﷺ اور ان کے خلفاء تمام دنیا کی زبانوں میں تبلیغ فرماتے تھے۔ حالانکہ یہ واقع کے
 خلاف ہے البتہ مرزا قادیانی خود مستثنیٰ بن جائیں تو ان کی خوشی ہے مگر وہ تو خود ماہہ النزاع ہیں۔ لہذا
 مسلمان بحکم حدیث لا نبی بعدی مدعی نبوت کو ان میں شخصوں میں شمار کرتے ہیں جو حدیث شریف
 میں مذکور ہیں اور اگر مرزا قادیانی کی خاطر ہم مرزا قادیانی کو مستثنیٰ مان بھی لیں تو پھر اردو فارسی عربی
 کے حصہ کو نہیں مان سکتے کیونکہ مرزا قادیانی تو بزعم خود تمام خلق کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ پس
 تمام دنیا کی زبانوں میں تحدی کرنا لا حاصل۔ اس زمانہ میں تو انگریزی زبان سب سے زیادہ بولی
 جاتی ہے۔ لہذا انگریزی میں تحدی کرنا بہت ہی مناسب ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے انگریزی میں

ماہواری رسالہ بھی جاری فرمایا ہے۔ اس سے واقف ہونا بڑے اعتراض کا مقام ہے۔ بہر حال امر وی صاحب کی بنائی کوئی بات نہ بنی بلکہ اور بگڑ گئی۔

اسی طرح الزام نمبر ۷ ار کے جواب میں امر وی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے ہم اس کا خلاصہ یہاں لکھتے ہیں (نقل کفر کفر باشد) ”جبکہ محکم“ قل لو كان البحر مدادا لكلمات ربي“ کلمات رب نامتناہی اور قرآن مجید متناہی ہے۔ لہذا قرآن کے حقائق و معارف والہامات مطہرین و مقربین سب کلمات رب ہیں پس مرزا قادیانی کی تصانیف (نور باللہ) عین قرآن ہیں۔ نہ قرآن مجید کی مثل کوئی لاسکتا ہے نہ مرزا قادیانی کی تصانیف کی۔“

ناظرین! کیا کوئی فرقہ اسلام میں اب تک ایسا پیدا ہوا ہے جس نے قول بشر کو عین قرآن کہا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن مجید ہی کی مثل لانے کی تحدید فرمائی ہے۔ کیونکہ اپنے تمام کلمات نامتناہی کی نہ تو ریت و انجیل کی جو بالاتفاق کلام الہی ہیں پس مرزا قادیانی کے کلام کو عین کلام الہی کہنے سے بھی مطلب براری نہیں ہوئی۔ یہ ہیں جوہات امر وی صاحب کے جو اپنی جماعت کے لاجواب مفتی و مناظر و مصنف کتب ہیں۔ کیا عجیب ہے کہ بعد از فتح شکرات مقدمہ مرزا قادیانی خود ہی ان اعتراضات کے جواب مدلل لکھ کر شائقین کو محفوظ کریں۔ کیونکہ قصیدہ کی بحث جبکہ خود مرزا قادیانی نے چھیڑی تو اعتراضوں کے جواب دینا بھی ان پر لازم ہے۔

راقم: ابو محمد جمال الدین ڈاکٹر بخش یافتہ مالک نمبو میڈیکل ہال پشاور! ایڈیٹر..... ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی دس ہزار پانچ ہی ہزار روپیہ امر تریا لا اور میں حج کرا دیں اور جوابی قصیدہ لیں۔ رہے ہونہ ہند کے اعتراضات۔ نہ تو مرزا قادیانی اور ان کے تمام حواری سے جواب آج تک بن پڑے۔ تاہم زیست بن پڑیں۔ انشاء اللہ! امر وی صاحب جو گھر سے قائلو ہیں کچھ بھی ہائے کہ دو مرتبہ میدان میں اترے مگر ارادہ عزیم چاروں شانے چت۔

۲ عیسیٰ موعود اور اتباع کتاب و سنت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کرزن گزٹ میں کسی صاحب نے لکھا تھا کہ عیسیٰ موعود جب تشریف لائیں گے تو کتاب و سنت کو مقدم کریں گے۔ یعنی ان کا اتباع کریں گے۔ ایڈیٹر احکم بہت خوش ہو کر اور نظیں بجا کر لکھتا ہے کہ ”اس صورت میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے دعوائی کا کچھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا۔“ چہ خوش۔ احکم کی تحریر سے کیا یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ جو شخص قبیح کتاب و سنت ہو وہ

سج موعود ہے اس صورت میں تو لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمان سج موعود کل آئیں گے کیونکہ سب قیام کتاب وسنت ہیں اور علماء اہل سنت وجماعت تو تمام وکمال سج موعود ہوں گے۔ کیونکہ وہ خود بھی قیام کتاب وسنت ہیں اور مسلمانوں کو بھی اجاب کتاب وسنت کی رات دن ہدایت کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے کوئی سرخاب کا پرندہ رہا۔

پھر قیام کتاب وسنت ہونا نرا دعویٰ ہی دعویٰ اور اپنے منہ میاں مشہور بنا ہے یا اس کی کوئی واقعیت بھی ہے۔ کتاب وسنت نے عیسیٰ اور ان کی ماں بی بی مریم کی مصومیت کی تصدیق کی۔ مرزا قادیانی جو اپنے کو مثیل اسحٰق بتاتے ہیں ان کو گالیاں دیتے ہیں۔ کتاب وسنت نے مسلمانوں پر حج کعبہ مکرمہ فرض کیا۔ مرزا قادیانی اس کو منسوخ کر کے مسلمانوں پر بجائے مکہ کے اپنے دارالامان قادیان کا حج فرض کرتے ہیں۔ کتاب وسنت نے تصویر کو حرام کیا۔ مرزا قادیانی اس کو اپنی بھشت کی اشاعت کا بیڑا آکر قرار دیتے ہیں۔

مرزائی ہمیشہ بتاؤ کہ مسلمانوں کو بھی دھوکا دیتے ہیں کہ اگر عیسیٰ موعود کوئی نئی شریعت لائیں گے تو آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء نہیں رہے اور اسلامی شریعت کا نسخ لازم آتا ہے۔ اور اگر شریعت محمدی یعنی کتاب وسنت کے قیام ہو کر آئیں گے تو چونکہ وہ باہم قیام کتاب وسنت ہونے کے نبی ہوں گے۔ لہذا اس سے ایک تو بعد ختم رسالت قیامت تک انبیاء کا نازل ہونا ثابت ہو جاوے گا۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے۔ دوم! مرزا قادیانی بھی بظاہر اپنے کو قیام کتاب وسنت اور بروزی نبی اور سج موعود بتاتے ہیں۔ پس وہ ٹھیک میدان دے دوں فرمائیں نبی بھی ہوئے اور چھلے چھلائے موعود بھی۔

شق ثانی کو ہم باطل کر چکے۔ شق اول کی نسبت گزارش ہے کہ مرزائی دو بزرگ رکھتے ہیں۔ جس طرح ولایتی مسخر یا ہندی تماشے میں ایک مسخرہ برآمد ہوتا ہے جس کا آدھا منہ کالا اور آدھا سفید ہوتا ہے یا آدھا چہرہ مرد کا اور آدھا چہرہ عورت کا ہوتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی سے تصویر وغیرہ کی اہانت بلکہ فریضت کی وجہ پوچھی جاتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ میں مجدد (موجد شریعت جدیدہ) ہوں اور وہ تاویل میں گھڑتے ہیں کہ خود جال بھی سنے۔ تو دم اٹھا کر لید کرنے لگے اور پیشاب کی دھار مارنے لگے اور جب ان کے مطلب کی کوئی حدیث نکل آتی ہے تو قیام کتاب وسنت من جائے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کبھی تو امتی بن جاتے ہیں اور کبھی مستقل نبی بلکہ خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) مرزا قادیانی سے زیادہ وہ ایک جولا ہے کا دعویٰ بھی لچر نہ ہوگا جو اپنی کارگاہ میں بیٹھا ہوا توڑ جوڑ لگایا کرتا ہے۔ ہاں نکل شتر مرغ کا سا حال ہے جس کی نسبت مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر نئی بارش بگوبید طائر م
 در ہر گوش گوبید اشتر م

یعنی اگر تو شتر مرغ سے کہے گا کہ بوجھ اٹھا تو وہ جواب دے گا کہ میں تو پرندہ ہوں اور پرندوں پر کوئی بوجھ نہیں لادتا اور اگر تو کہے گا کہ اُڑ تو جواب دے گا کہ میں اونٹ ہوں اور اونٹ اُڑ نہیں سکتا۔

۳ وہی بے معنی الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے الہامات کا بدون اصلاح مجدد السنہ مشرقیہ شائع ہونا خود آسمانی باپ کی ناراضی کا باعث ہے کیونکہ اس نے بھی شوکت اللہ کو مجدد مان لیا ہے۔ باپ کا خلاف کرنا خلف کا تو کام ہے نہیں۔ مرزا قادیانی ہی بتائیں کہ کس کا کام ہے۔ نئے بھیکے کے چھپے ہوئے تازہ الہامات تو اب شاذ و نادر ہی شائع ہوتے ہیں۔ ہاں پرانے دھرانے ہاں تباہی پھپھوندے ہوئے گلے سڑے الہامات کسی منکے سے جس میں طاعونی چوہے رہتے ہوں نکل آتے ہیں۔ ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کی شب کو آسمانی باپ نے مندرجہ ذیل الہام وارد کیا تھا۔

”قد جبرت عادة الله انه لا ينفع الاموات الا الدعاء“ (تذکرہ ص ۳۱۵ طبع سوم) یعنی خدا کی عادت اس امر پر جاری ہے کہ اموات کو بجز دعا کے کوئی شے نفع نہیں دیتی۔ موتوں کو یعنی مردوں کو نفع دینا آج ہی سنا۔ موت کا نفع تو اس میں ہے کہ موتیں زیادہ ہوں۔ دنیا میں تو موت کے لئے کوئی نفع ہے نہیں۔ البتہ اگر اموات کے اعمال اچھے ہوں تو عاقبت میں نفع مل سکتا ہے۔ مگر اس الہام سے مرزا قادیانی کا یہ مطلب نہیں ان کا مطلب تو طاعونی اموات ہیں کہ ان کو نفع صرف لے پا لک کی دعا سے ہوگا۔ یعنی دعا سے موتیں زیادہ ہوں گی اور طاعون زیادہ پھیلے گا۔ کیونکہ وہ لے پا لک کی لینڈوری بلکہ ہاڈی گاڑ ہے۔ فسوس ہے یہ بھی لیاقت نہیں کہ نفع الاموات کی ترکیب جائز ہے یا ناجائز۔ اب مجدد کی اصلاح غور سے ملاحظہ فرمائیے: ”قد جبرت عادة الله انه لا ينفع الناصب في الامراض السارية الا الدعاء“ یعنی خدائے تعالیٰ کی عادت اس پر جاری ہے کہ انسانوں کو امراض وبائیہ میں صالحوں اور مومنوں کی دعا کے سوا کوئی شے نفع نہیں دیتی۔ اب آپ جیسے کچھ صالح اور مومن یعنی توحید رسالت پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ عیاں راجح بیان۔ خدائے تعالیٰ کی عادت ہے شک اس امر پر جاری ہے کہ جب دنیا میں جھوٹ، فریب، مکاری، عیاری، جعل وغیرہ بد اعمالیاں پھیلتی ہیں اور خدائے تعالیٰ کے احکام کی مخالفت اور اس کے برگزیدہ رسولوں کا انکار کیا جاتا

ہے تو طرح طرح کے عذاب، وبائیں وغیرہ نازل ہوتی ہیں۔ چنانچہ اب یہی زمانہ ہے کہ جموں نے نبی اور جعلی مہدی پیدا ہو رہے ہیں اور خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کو مسخ اور سبک کر رہے ہیں اور لوگوں کو خدا اور رسول کی جانب سے پھیر کر اپنا بندہ بنا رہے ہیں پھر طاعون نہ پھیلے تو کیا ہو، سبج کہتے ہیں اور ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ مرزا قادیانی کی بد اعمالیوں اور خلاف قدرت و فطرت دعویٰ کرنے سے طاعون آیا ہے اور ہم پر الہام ہو چکا ہے کہ جب تک مرزا زندہ ہے ہندوستان سے طاعون ہرگز رفع نہ ہوگا اور اس کے مرتے ہی تمام مصائب کا خاتمہ ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ!

۴ ایمان کو چھپاؤ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۳۱ مارچ کے الحکم میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”ایمان اس وقت تک ایمان ہے جب تک اس میں کوئی پہلو اہتفاء کا بھی ہو لیکن جب بالکل پرودہ بر اعزاز ہو تو ایمان نہیں رہتا وغیرہ۔“ یہ کلام بالکل مہمل اور خرافات ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ ایمان کے لئے اہتفاء ضرور ہے اور دلیل یہ فرماتے ہیں کہ ”اگر خدا یا اس کا نشان ایسا کھلا ہوا ہو جیسے سورج تو پھر ایمان کیا رہا۔“ کیا خدا یا اس کا نشان عین ایمان اور تصدیق ہے۔ ایمان اور تصدیق تو انسان کا فعل ہے اور اپنا اور اپنی اور اپنی قدرت کا نشان دکھانا خدائے تعالیٰ کا فعل ہے۔ آپ نے دونوں کو گڈمڈ کر دیا۔ کیا کسی نبی اور ولی نے ایسی ہدایت کی ہے کہ ایمان میں اہتفاء کے پہلو کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی مومن کو منافق بھی بننا چاہئے کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ۔ جس کی قرآن میں مذمت ہے بلکہ منافقین کے لئے سخت وعید ہے کہ ”ان المنافقین فی الدرک الاصل من النار“ کیا انبیاء نے اپنے ایمان کو چھپایا ہے؟ اگر انبیاء اپنے ایمان کو چھپاتے تو دنیا میں کوئی مومن نظر نہ آتا۔ اگر یہ مراد ہے کہ خدائے تعالیٰ بندوں کے ایمان لانے کے واسطے اپنے نشان مخفی رکھتا ہے تو ایمان لانا محال ہو جائے گا۔ خدائے تعالیٰ کا کوئی نشان چھپا ہوا نہیں۔ وہ ہر شے میں یوں عیاں ہے جیسے ذرے میں آفتاب اور قطرے میں دریا اس کی شان ”نحن القرب الیہ من جبل الوریث“ اس کی صفت ”وہی انفسکم افلا تبصرون“ مگر وہ اندھوں کو کیوں نظر آنے لگا خصوصاً ان کو رہائوں کو جو اس کے نشانات اور اس کے برگزیدہ انبیاء کے معجزات اور احکام کو مٹانا چاہتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ اگر اپنے نشانات چھپاتا ہے اور اپنے اوپر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے تو تکلیف مالا یطاق اور طلب مجہول مطلق پر مجبور کرتا ہے کیونکہ جب ہم نے دیکھا نہ اس کا کوئی نشان قدرت مشاہدہ کیا تو کس شے پر ایمان لائیں حالانکہ تصدیق کے لئے تعین مصدق بہ ضرور ہے یہ

کہنا کہ خدا تو موجود ہے مگر اپنے نشان ظاہر نہیں کرتا۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آفتاب تو موجود ہے مگر اپنی روشنی نہیں ڈالتا۔ ہاں مادہ زاد اندھے۔ نہ صرف روشنی بلکہ خود سے انکار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نہ آفتاب دیکھا نہ اس کی روشنی۔

یہ پیش بندیاں اور معذوریوں صرف اس لئے ہیں کہ مرزا قادیانی ہر طرح بیٹے ہیں کہ اپنی بروزی نبوت کی کوئی محسوس علامت تو کیا دکھاتے کوئی زبانی یا تحریری دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے۔ لہذا اپنے نوکر قادیانوں کو آٹو بنانے اور ان سے اپنا آٹو سیدھا کرنے کو کہتے ہیں کہ ایمان کے لئے اختفاء ضرور ہے یعنی جس طرح میں اپنا ایمان چھپائے ہوئے بلکہ لٹھے ہوئے ہوں کہ بظاہر نبی بن گیا ہوں اور کائنات کے خلاف کارروائی کر رہا ہوں۔ اسی طرح تم بھی ایمان کو لٹھو اور میری جعلی نبوت کی ڈگری بیٹو اور اگر کوئی علامت یا دلیل مانگے تو کہہ دو کہ ایمان کے لئے اختفاء ضرور ہے۔

کیا کوئی نبی ایسا کر سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا جو نشان اس نے دیکھا ہے اور وہ اس پر ایمان لایا ہے تو اس نشان کو یا اپنے ایمان کو چھپائے مگر اس صورت میں کون اس کو نبی تسلیم کرے گا اور وہ کیونکر اپنی نبوت کی تالیف کر سکے گا۔ ایمان ایک نعمت الہی ہے اور خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: "و اما بنعمۃ ربک فحدث" یعنی اے محمد اپنے رب کی عطا کی ہوئی نعمت کا بار بار ذکر کر اور "انا اول المسلمین" یعنی کہو اے محمد ﷺ کہ سب سے پہلا مسلمان میں ہوں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا صداقت ہے اور کیا صفائی ہے اور نئے نبی مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ "انا احصاء المسلمین یعنی انا افضل الانبیاء" اگر مرزا قادیانی یہ کہیں کہ "انا اول المسلمین" تو ان کی نبوت دو کوڑی کی ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ عام مسلمانوں میں داخل ہو جائیں۔ بھلا نبی مسلمان کیوں ہونے لگا وہ تو خدا کا لے پالک ہوتا ہے۔ اگر خدا مسلمان ہو تو نبی یعنی اس کا بیٹا بھی مسلمان ہے کیونکہ جیسا باپ ہوگا ویسا ہی اس کا نطفہ بھی ہوگا۔ لے پالک مرزا کا باپ تو نہ ہندو ہے نہ مسلمان ہے تو مرزا قادیانی کیوں مسلمان ہونے لگے اور وہ غلہ بن کر کیوں اپنے خاندان الوہیت کو داغ لگانے لگے۔ مرزا قادیانی کو تو مسلمان کیا مانے بشر کہنا بھی معنی ہے کی بڑی بھاری توہین ہے۔ کیونکہ ان کا باپ جس طرح مسلمان نہیں۔ اس طرح بشر بھی نہیں۔ بشریت تو پیغمبر علیہ السلام کی صفت ہے۔ "قل العا انا بشر مثلکم یوحی الی" یعنی کہو اے محمد کہ میں ایسا ہی بشر ہوں جیسے تم ہو۔ یہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور "اشہد ان محمد عبده ورسوله" دیکھو اس کلمہ تو حیدر رسالت میں پہلے عبد کا لفظ ہے اور پھر رسول کا، بھلا مرزا قادیانی عبد کیوں بننے لگے؟

وہ تو خدا کے بیٹے ہیں باپ معبود ہے تو بیٹا بھی معبود ہی ہوگا نہ کہ عبد۔ اگر اس کلیہ میں شک ہو تو
جیسا میں سے تصدیق کر لو۔

اگر مرزا قادیانی کا ایمان آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ہوتا تو وہ کبھی نبی نہ بنتے اور اگر
وہ اپنی ہوائے نفس کو معبود مانتا ہے تو معبود برحق اور اس کی آٹار کا کبھی انکار نہ کرتے جس نے محمد رسول
اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء بنا کر دنیا میں بھیجا اور بذریعہ قرآن مجید کے دین اسلام کو کامل کیا جس کو مرزا
قادیانی ناقص مانتا ہے۔ خود قرآن خدائے تعالیٰ کی الوہیت اور قدرت کاملہ کا اعلیٰ نشان ہے پس
ہم حلقہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی تو یہ چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وقعت دنیا کے دلوں سے مٹا
دیں اور اپنی نبوت بلکہ معنی کا ڈنکہ بجادیں۔ تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا نے جو
امام الامان اور خاتم الخلفاء ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو کیا اس کا یہی مطلب کہ تمام انبیاء کو بھول جاؤ اور
مجھ پر ایمان لاؤ اور جو شخص مجھ پر ایمان نہ لائے وہ طحہ ہے۔ کافر ہے۔ واجب القتل ہے۔ پس
اخباروں اور رسالوں میں حدیث و قرآن کی باتیں دکھانا اور شمشین میں بیٹھ کر روزانہ تقویٰ اور
طہارت کی ڈنگیں مارنا سادہ لوحوں کو دام ترہ میں لانا اور سراسر منافقانہ حرکات ہیں۔

مرزا قادیانی تو نہ خدا کو ماننے ہیں نہ رسول کو انہوں نے تو صرف ہوائے نفس کو معبود بنا لیا
ہے۔ ”صَلَّى اللهُ تَعَالَى الْغُرَابِيتِ مِنْ تَعَالَى اللهِ هُوَا (الحجۃ: ۲۳)“ مگر یاد ہے کہ یہ کفر فریب
اور عیش و عشرت کے اعلیٰ تلخے چند روزہ ہیں۔ دعوتِ نبوی صلوٰۃ اور یک ماہی اور مستحور ملی ہوئی یا تو تیاں
بہت جلد شمرہ الخرقوم سے بدل جائیں گی اور کہا جائے گا کہ ”ذوق لک انت العزیز المکرہم“

۵ مرزا قادیانی کے عیسیٰ مسیح پوڈاسف کی قبر سری نگر کشمیر میں

سجی نامہ نگار رسالہ ترقی لاہور

رسالہ ترقی لاہور کا سچی نامہ نگار جو سری نگر کشمیر میں تھا سو وہ ستمبر ۱۹۰۲ء کو مرزا قادیانی
کے مرحوم عیسیٰ کی قبر دیکھنے گیا جو درحقیقت کسی ولی کی قبر ہے اور مندرجہ ذیل مضمون رسالہ ترقی میں
دیا۔ ”مرزا قادیانی اس مسج کی قبر کی تصویر اہکم میں شائع بھی کرا چکے ہیں۔ یہ قبر خاص سر بیگر محلہ
خان یار میں واقع ہے جو جامع مسجد سے تقریباً نصف میل اور شاہ عبدالقادر چتی سردیگر کی زیارت
سے پاؤں میل کے فاصلہ پر ہے۔ ہمیں اس مقبرے کے ڈھونڈنے میں بڑی دقت پیش آئی کیونکہ شہر
کے لوگ اس سے بہت کم واقف تھے۔ آخر کار ایک ٹٹھی نے جس نے قبر پوڈاسف کا ذکر سنا تھا
ہمیں اس کا نشان دیا اور یہ ہدایت کی کہ آپ لوگوں سے روضہ صاحب کا پتہ پوچھیں۔ معلوم ہوا کہ
گردنواح میں یہ قبر اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ عمارت کی کرسی پتھروں کی

ہے اور ایسا معلوم ہوا ہے کہ یہ پتھر کسی دوسری پرانی عمارت سے نکال کر لگائے گئے ہوں جیسا کہ کہیں ان پر کی نقاشی سے معلوم ہوتا ہے۔ سرینگر کی کئی اور عمارات کا بھی یہی حال ہے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارتیں ہندوؤں کی عمارتوں کے مصالح سے جو شاید کشمیر میں مسلمانوں کی حکومت کے وقت مسمار ہوئیں تھیں، تعمیر ہوئی ہیں۔ مکان کی حالت اور تعمیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی عمر دو برس سے زیادہ نہ ہوگی بلکہ غالباً اس سے بھی بہت کم۔

یہ مکان باہر سے تقریباً ۳۵ فٹ لمبا اور ۱۵ فٹ چوڑا ہے اور اس کے اندر لکڑی کا جالیدار کٹھرا لگا کر ایک چھوٹا سا کمرہ بنایا گیا ہے اس کٹھرے کے اندر دو چھوٹی چھوٹی قبروں کے نشان ہیں۔ یہاں چونکہ کوئی مجاور موجود نہ تھا۔ ہم نے ہمایہ کے کئی آدمیوں کو بلوایا اور ایک ضعیف العمر آدمی سے دریافت کیا کہ یہ قبریں کن کی ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ شمال کی جانب کی قبر جو دوسری قبر سے ذرا بڑی ہے یوذا سف نبی کی ہے اور چھوٹی نصیر الدین کی ہے جو ایک پیر تھا جس کی وفات کو کوئی دو سال گزر چکے ہیں مگر یوذا سف اور اس کا پیر کا کسی کو بھی کوئی خاص حال معلوم نہ تھا۔ اور الفاظ شاہ زادہ یا عیسیٰ صاحب تو ایک دفعہ بھی ان کی زبان سے نہ نکلے۔ اس لئے یہ بیان کہ ہزار ہا آدمی ہر مذہب و فرقہ کے جو سرینگر یا اس کے گرد و نواح میں بستے ہیں۔ بالاتفاق یہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اس قبر میں دفن ہے وہ ایک اجنبی شخص تھا جو تقریباً انیس سو سال گزرے شام کے دو دروازے سے آیا اور اسرائیلی ہی سمجھا جاتا اور اس کا نام عیسیٰ صاحب اور شاہزاد نبی مشہور تھا۔ سراسر بے بنیاد اور مرزا قادیانی کی گھڑت ہے۔ میں نے ان لوگوں سے سوال کیا کہ وہ یوذا سف کو نبی کیوں سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن اور حدیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسلام میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مانے جاتے ہیں اور غالباً یہ بھی انہیں میں سے ایک ہیں جن کے نام لکھے نہیں گئے۔ مگر اس سوال کا کہ جب اس کا کہیں ذکر درج نہیں تو اس کا نام کیونکر معلوم ہوا کچھ جواب بن نہ آیا۔ مگر انہوں نے یہ بیان کیا کہ اس شخص کی نبوت ایک معجزہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس کی قبر کے پاس پتھر کی ایک سل ہے جس پر دو بڑی بڑی پاؤں کے نشان ثبت ہیں۔ یہ نشان (انہوں نے بیان کیا) اس وقت جب سید نصیر الدین کو وہاں دفن کیا گیا تو دفعۃً پیدا ہو گئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص جو پہلے مدفون تھا پھر اپنی قبر پر آیا ہوگا اور نبی کے سوا کسی کے پاؤں اتنے بڑے لمبے ہو سکتے ہیں۔ میرے ایک دوست کا بیان ہے (جس نے مجھ سے دو سال پہلے اس قبر کو دیکھا تھا) کہ اس سے بعض اشخاص نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ہم نے سنا ہے کہ اس نبی کا قد دراصل ستر گز تھا۔

ظاہر ہے کہ یہ روضہ صاحب کشمیر کے دیگر بے شمار مزارات کی طرح کسی پیر یا ولی کی قبر ہے جس کے نام و نشان کو لوگ بھول گئے اور اسکی نسبت طرح طرح کی حکایات مشہور ہو گئیں بلکہ یہ لوگ لفظ یوز اسف سے بھی بالکل مانوس معلوم نہ ہوتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے پیر جو اس پیر کو دیکھنے جاتے رہے ہیں اس نام کو ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن اگر بالفرض اس ولی کا نام یوز اسف بھی مان لیں تو پھر اس کی کچھ شہادت موجود نہیں کہ یہ یوز اسف دراصل تاریخی مسیح سے کچھ بھی تعلق رکھتا تھا۔ یہ بات کہ اس قبر پر ایک قدیمی کتبہ درج تھا مگر اب زائل ہو گیا ہے جسے بعض لوگوں نے پڑھا تھا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ یسوع مسیح کی قبر ہے محض بناوٹ ہے۔ جس دعویٰ کو اس قسم کی شہادتوں سے ثابت کرنے کی ضرورت پڑی۔ اس کی حقیقت کی نسبت ناظرین باسانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ ساری غلط بیانی اور جعلی تاریخی شہادت محض ایک دوائی کے اشتہار دینے کی غرض سے گھڑی گئی ہے (جس کا ذکر مرزا قادیانی اپنے پرچہ کے آخری صفحہ پر کرتے ہیں) جسے مرہم حواریین کا نام دیا گیا ہے اور جو اب مرزا قادیانی کا ایک شاگرد بیچ رہا ہے تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی اشتہاری حکیموں سے بازی لے گئے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۴ اپریل کے شمارہ نمبر ۱۶ کے مضامین

.....۱	ہندوستان میں صدیوں سے جہاد کا نام و نشان نہیں از: ک. ا. از گجرات!
.....۲	مرزا قادیانی ترقی کریں۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	اخبار الحکم اور البدر قادیان مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمت ولا النور از لدھیانہ!
.....۵	مادہ تاریخ از لدھیانہ!

۱ ہندوستان میں صدیوں سے جہاد کا نام و نشان نہیں

تحریر: ک. ا. از گجرات!

ہم جہاد کے متعلق بعض خود غرض مسلمانوں کی کارروائی تیس سال سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک نے تو کچھ فائدہ بھی اٹھایا۔ دوسرے نے بہت کچھ تنگ دو دو کی مگر ”طمع وامہ حروف است ہر سہ لہی“ کا مضمون نکلا۔ عرصہ بعد چند اور ہاتھیں مل ملا کر اور خون لگا کر شہیدوں میں داخل

ہوا۔ تیسرے شخص نے بھی بیغایت کوشش کی۔ اب انہیں کی تحریک میں سب سے بڑھ کر مرزا قادیانی کو تحریک ہوئی۔ متواتر کئی سال سے ان تمام تحریروں کا لب لباب یہ ہے کہ اگر مرزا قادیانی کا ظہور نہ ہوتا تو مسلمان ضرور جہاد کرتے۔ اس بے معنی ادعاء میں جس قدر مرزا قادیانی نے اپنے کو بچایا ہے۔ اسی قدر کروڑوں مسلمانوں کی وفا داری پر وہبہ لگا دیا ہے۔ اور یہی پولیٹیکل امر ہماری خامہ فرسائی کا باعث ہوا ہے۔

جہاد کی غلاشی سے ہمارے حکام بخوبی واقف ہیں کہ عدل و انصاف کے سامنے کوئی جوش ابھر نہیں سکتا اور مذہبی آزادی کے ہوتے کسی مذہبی لڑائی کی تحریک کا میاب نہیں ہو سکتی۔ یہ وہ اصول ہیں جن پر گورنمنٹ انگریزی کا رہنڈہ ہے اور جن کے رو سے وہ آج سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہلانے کی مستحق ہے اور ان ہی علما نے تداہیر کا اثر ہے کہ آج تمام ہندوستان میں کوئی ایسا مسلمان نظر نہیں آتا کہ انگریزی گورنمنٹ کے برخلاف جہاد بلکہ معمولی مخالفت کو بھی موزوں جانتا ہو۔ اگر مرزا قادیانی کی تحریروں میں کچھ صداقت ہے تو اپنے معدودے چند مریدوں کو روکا ہوگا۔ اور وہی گرم جوش جیسا کہ نومرید ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔ جہاد پر تلے بیٹھے ہوں گے ورنہ سچ پوچھو تو مسلمانان ہند کی نسبت جہاد کا امکان سراسر بے علمی اور واقعات سے بے خبری ہے وہ جہاد کو صدیوں سے فراموش کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے عروج و اقبال کے زمانے میں بھی شاذ و نادر ہی جہاد سے کام لیا ہے۔

تاریخ صاف بتا رہی ہے کہ شہنشاہ بلبن کے عہد تک اصول اسلام کے مطابق ہندوستان میں کام چلتا رہا اور ضروریات ڈینیس کے لئے جہاد کا سچا جوش قائم رہا جس کے سبب سے چنگیزی کفار کے خونخوار جراثیموں کو بار بار مار مار کر نکال دیا۔ عہد علانی میں اسی جوش کے بقیہ نے مظلوموں کے بڑی دلوں کو نواحِ دہلی سے بھاگا کر ہزاروں کو قید کیا۔ اس کے بعد ڈینیس کی ضرورت نہ رہی کیونکہ ہلاکو خان تو اخیر عمر میں حضرت ابو یوسف اور محمد خواجہ درہندی قدس اللہ سرہما کی کرامات محمدیہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا یا اسلام کی طرف مائل ہو چکا تھا اور اس کا پوتا پڑوتا صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی صحبت اور تعلیم کی برکت سے اپنی فوج اور قوم کی تعداد کثیرہ کے ساتھ مسلمان ہو کر ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کے لئے غیر مذہب کے حملوں کے واسطے سد سکندری ثابت ہوا۔ جنوب اور مشرق میں سمندر اور شمال میں ہمالہ تھا۔ خود ہندوستانی تو میں مسلمان بادشاہوں کے منصفانہ سلوک سے وفا داری کے میدان میں بڑھ بڑھ کر قدم باقی تھیں۔ ان بواعث سے کسی خارجی یا داخلی مذہبی یا قومی لڑائی کی ضرورت نہ پڑی اور سب جہاد کو بھول گئے۔

ہاں سلاطین و امراء کی خود غرضیوں سے بجائے اسلامی اتحاد کے ذاتی فوائد کا خیال پیدا ہو گیا اور بغاوتوں اور ہلکی لڑائیوں کا دورہ شروع ہوا اور سچا جوش فرو ہوتا گیا۔ سب سے زیادہ عظیم الشان سلطنت مغلوں کی شمار ہوتی ہے۔ گوجا پلوں مؤرخ مغل بادشاہوں کو عازمی۔ مجاہد کے القاب خانہ زاد سے مخاطب کریں لیکن ان کی تلوار بھی عموماً مسلمانوں کا گلا تھی کاٹتی رہی۔ مشہور ویندر سلطان اور نگزیب اتارا اللہ برہانہ نے راتائے اودھ پور اور سنیواچی کے خلاف جہاد کا جوش دانا چاہا مگر ہندوستان کے مردہ دلوں کو زندہ نہ کر سکا۔ بلکہ حقیقی فرزند محمد اکبر تو رانا سے جا ملا اور سنیواچی کی سرکوبی کو ہندو سپہ سالار تلاش کرنا پڑا۔ جب اورنگ زہبی گرجوش عہد میں یہ حال تھا اور اس مدبر اور غیور سلطان کی مثال اندیشی پر عمل نہ ہو تو آج کون جہاد کرنے والا اور کون کرانے والا ہے؟ یہ سخت اہلہ فرجی اور دغا بازی سے کہا جاتا ہے کہ آج ہندوستان کے مسلمانوں میں جہاد کا جوش ہے۔ فضلائے یورپ بخوبی جانتے ہیں کہ جہاد ایک قومی لڑائی ہے۔ وہ ہر قوم میں پائی جاتی ہے جن وجوہ سے اسلام میں جہاد کی ضرورت ہے۔ تقریباً انہیں بواعث سے ہر زمانہ اور ہر قوم میں یہ ضرورت رہی ہے اور رہے گی۔

آج جہاد کی کوئی وجہ پائی نہیں جاتی۔ ہر طرح امن وامان ہے۔ تبلیغ احکام قرآنی کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ادائے فرائض میں کوئی روک نہیں۔ مذہب اور ننگ و ناموس کو کوئی خطرہ نہیں۔ وینٹس کیلئے کوئی ضرورت نہیں۔ ایسے وقت میں مسلمانوں کو جہاد سے روکنے والا بننا اور گورنمنٹ کو احسان مند بنانا گورنمنٹ انگریزی کے اصول عاملانہ پر سخت حملہ ہے۔

کیونکہ مرہٹوں نے تمام ہندوستان کو پامال کر دیا۔ اسلامی ننگ و ناموس کو خاک میں ملا دیا۔ مغلوں کے سلطان کو زندہ درگور کیا مگر کسی نے بھی ان حربی کفار کے مقابلے کے لئے جہاد پر کمر نہ باندھی۔ اور بہادر آصف جاہ ثانی کو کسی مسلمان نواب یا رئیس نے مدد نہ دی۔ حالانکہ اس وقت سینکڑوں بااقتدار امیر موجود تھے۔ آخر احمد شاہ ابدالی کو جمعیت آئی اور پانی پت کے مشہور میدان میں داو جہاد دے کر مرہٹوں کی سفاکی سے ہندوستان کو پاک کیا۔ گو اس عالی شان فتح سے اسلامی سلطنت کو کچھ فائدہ نہ ہوا لیکن انگریزی سلطنت کے لئے استقلال کا راستہ کھل آیا جو مسلمانوں کے لئے مرہٹوں وغیرہ کی حکومت سے بدرجہا افضل ہے۔

سکھوں نے خاص اس حصہ پنجاب میں اسلام کی ہر قسم کی توہین کی جس میں آج مرزا قادیانی مسلمانوں کے مجاہدانہ خیالات کی ترمیم کر رہے ہیں۔ گو جبکہ مسجدیں گرتی۔ قبریں اکھڑتی۔ فرائض اسلام کی بندش ہوتی۔ مشائخ اور علماء قید ہوتے دیکھتے تھے تو ان کے اجداد میں سے کسی

بہادر مرزا کو مذہبی، قوی، ملکی جوش اور غیرت پیدا نہ ہوئی۔ سکھوں کے برخلاف مولوی اسماعیل صاحب شہید نے مذہبی جنگ کا اعلان دیا مگر پنجابی مسلمان بہت کم شامل ہوئے تھے بلکہ مجاہدین کی فوج پر کولہ باری کی خدمت انہیں پنجابیوں کے ذمہ تھی۔ خیر اس عہد کو اور سو سال گزر گیا۔ مسلمانوں کی ملکی، مالی، مذہبی طاقت اور بھی کمزور ہو گئی۔ علماء کا مقدس گروہ ملک سے معدوم ہو گیا۔ مذہبی تعلیم کی جگہ مغربی علوم کی تعلیم شروع ہوئی۔ دماغوں میں جدید خیالات سما گئے۔ نظمنڈ گورنمنٹ نے اصول سلطنت کو عادلانہ اصول پر قائم کر رکھا ہے اور مسلمان اس کے زیر سایہ نہایت آرام اور فراغت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں جہاد کے تصور کو اہل ہند کی نسبت باور کرنا سلطنت انگلشیہ پر مرہٹوں اور سکھوں کی سلطنت کو ترجیح دینا ہے اگر دور اندیش گورنمنٹ ایک صدی کی حکومت میں اپنی عادلانہ اور عاقلانہ پالیسی اور علوم مخصوصہ کی تعلیم سے اتنا بھی نہیں کر سکتی کہ مسلمانوں کے دماغ سے جہاد کے خیالات نکال سکتی اور اب تک اس بارے میں کسی فرد رعیت کی کوشش اور امداد کی محتاج ہے۔ تو مدبران سلطنت انگریز کی عقل و تدبیر فہم و فراست سخت نفرت کے قابل ہے۔

رہا ان احادیث کا وجود جن میں صلی اور مہدی علیہم السلام کی بشارتیں موجود ہیں اور مرزا قادیانی نے ان کی تاویل اس طرح کی ہے جس سے کسی جنگ جو مہدی کے آنے کا انتظار نہ رہے تو اس مرحلہ میں سرسید احمد خان مرحوم اور ان کی معزز پارٹی جو ان سے کئی منزل آگے ہے گورنمنٹ سے ڈبل شکر یہ کی مستحق ہے۔

پس یہ بھی کوئی خدمت نہیں جو گورنمنٹ کے سامنے پیش کی جائے اور بذریعہ رسالہ جات و اخبارات شہرت دی جائے۔ یہ سخت کوتاہ نظری اور پست ہمتی ہے کہ جو بات ہم میں پائی نہیں جاتی اس کو اپنی طرف منسوب کریں۔ گورنمنٹ انگریزی ہماری حالت اور طاقت سے بخوبی واقف ہے۔ اس کی طاقت اس قدر مضبوط ہے کہ کسی ہندوستانی مخالفت سے یک لخت جنبش نہیں کھا سکتی اور بچوں کی طرح خیالی اور وہمی اشکال سے ڈر نہیں سکتی۔

یہ خیال کہ کسی خاص مجمع میں علمائے اسلام سے مسئلہ جہاد کا تصفیہ کرایا جائے۔ فتنہ خوابیدہ کو جگانا اور مشکلات کا پیدا کرنا ہے۔ کوئی حقیقی خیر خواہ ایسا مشورہ نہیں دے سکتا اور نہ عاقبت اندیش گورنمنٹ ایسے ضرر رساں مشوروں پر کاربند ہو کر اپنی مشہور پالیسی ترک کر سکتی ہے۔

ایڈیٹر

مرزا قادیانی کی گہری پالیسی ہمارے معاصر بہت کم سمجھے ہیں چونکہ وہ اپنے

والشہرہوں کی تعداد تقریباً دو لاکھ بتاتے ہیں اور مذہب اسلام بلکہ تمام مذاہب کے خلاف ایک نیا مذہب گھڑ لیا ہے۔ لہذا ان کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو گورنمنٹ میری گروں ٹاپ لے اور مفسدہ پردازی کا الزام قائم کر کے مجھے کالے پانی پہنچا دے۔ پس مرزا قادیانی اس لئے جہاد جہاد پکار کر بار بار لگاتار گورنمنٹ کی خواہ آمد کر رہے ہیں۔

۲ مرزا قادیانی ترقی کریں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

موجودہ زمانہ ہر قسم کی ترقی کے انجن کی شیم ہے۔ فلسفہ بڑھ رہا ہے۔ سائنس بڑھ رہا ہے عقل بڑھ رہی ہے۔ الحاد بڑھ رہا ہے۔ ہیضہ بڑھ رہا ہے، طاعون بڑھ رہا ہے۔ الفرض نیچر ہر شے کو بڑھا رہا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ترقی تو ضرور کی ہے مگر موجودہ زمانہ اور اس کے نیچر کے موافق ترقی نہیں کی۔ مرزا قادیانی نے اول اول کچھ سٹر پٹر تعلیم پا کر انگریزی عدالتوں کا طواف شروع کیا۔ اس زمانہ میں مختاری اور عدالت آئندھی کے آم تھے۔ آپ مختار بن گئے۔ رشوت دلال اور وکیلوں کے پاس مقدمات لانے کے دلال بھی ضرور بنے ہوں گے۔ جیسا کہ آج کل بھی بیشتر مختاروں اور وکیلوں کے خوارق ہیں مگر جب حسب دل خواہ پو بارہ نہ ہوئے تو مختار کاری کی بیڑی پاؤں سے نکال کر خود مختار بن گئے۔ اور گوشہ زدیر میں بیٹھ کر آریوں کا رو لکھنا شروع کیا اور اعلان دیا کہ جو شخص میری کتاب براہین احمدیہ کا جواب لکھ دے میں اپنی بارہ ہزار روپے کی جائیداد اس کی نذر کر دوں گا۔ آریوں نے کلہ توڑ جواب بنام ”ابطال براہین احمدیہ“ لکھ دیا۔ انعام میں تھیلیاں اور ہمایاں اگلنے کا خط تو آپ کو اول ہی سے ہے مگر آج تک کسی کو پھوٹی کوڑی بھی دی ہو تو خدا کرے اس کی قسمت ہی پھوٹے۔ ہاں آپ بروزی نبی ہیں نا۔ انبیاء نے ہمیشہ ایسے ہی جموٹے لالچ دے کر دنیا سے اپنی نبوت تسلیم کرائی ہے؟

لعنت ہے اس دنیا پر تہی پر۔ چند روز تو آپ کو قبض رہا پھر دفعۃً الہام کے اسہال شروع ہوئے۔ اس حال میں آپ مثیل اسس بنے، نہ کہ ہو بہو مسیح موعود جب چند کاٹھ کے الو پھنس گئے تو پورے مسیح موعود اور مہدی مسعود بن گئے۔ پھر ذرا اور رجوعات ہوئی تو بروزی نبی اور امام الزمان ہوئے اور ابھی تک اس زینے پر معلق لٹکے ہوئے ہیں۔ آگے نہیں بڑھتے۔

ہم کو رہ کر افسوس آتا ہے کہ جب مرزا قادیانی نے اس بڑھتی ہوئی ترقی کے زمانہ میں ترقی نہ کی تو کیا چار کے کاغذ چڑھ کر ترقی کریں گے؟ کیا معنی کہ لاکھوں نبی گزر گئے۔ لاکھوں امام گزر گئے جو سب کے سب انسان تھے۔ مرزا قادیانی بھی انسان ہی رہے تو کیا خاک

ترقی کی۔ پھر بنے تو مسیح بنے جس میں دنیا کے عیوب موجود جس کی تانیاں اور داویاں کسبیاں تھیں (معاذ اللہ) اور خدا کے گئے بنے بھی بنے تو بخیر ولد یعنی لے پا لک۔

مرزا قادیانی کی اس دون ہمتی اور پست فطرتی پر براہ ولسوزی ایسا غصہ آتا ہے کہ کچھ نہ پوچھے۔ مگر خون کے گھونٹ پیکر رہ جاتے ہیں۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے اور خود زمانہ کی ترقی کی ہوا بھی یہی کہہ رہی ہے کہ اب مرزا قادیانی آسمانی باپ بنیں اور حکیم نور الدین صاحب کو مسیح اور اکلوتا فرزند بنائیں کیونکہ وہ بحیثیت طیب ہونے کے مسیح بننے کی عمدہ قابلیت رکھتے ہیں اور مریضوں کے اچھا کرنے کو انہوں نے مرہم عیسیٰ بھی تیار کیا ہے۔ پس جب سارا مسالہ موجود ہے تو ترقی کے پورے معیار پر پہنچنا بد قسمتی نہیں تو کیا ہے؟ ہمارا کام بھادینا ہے چاہے مانے چاہے نہ مانیں ورنہ دعوے سے دست بردار ہوں۔

۳ اخبار الحکم اور البدر قادیان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اب قادیان میں دوسری اخبار ہو گئے۔ الحکم تو مرزا قادیانی کا سات برس کا رفیق ہے جس نے مرزائیت کے پھیلانے میں سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے اور دنیا اور آخرت کے سرمایہ کا بہت بڑا گٹھا اپنے سر پر دھرا ہے اور مرزائیت کو خوب چمکایا ہے۔ اس کے اڈیٹر ہمارے مرزائیت نصاب، مثلیت طناب، مہدویت رکاب، مسیحیت قباب، تبیین رباب، ششی یعقوب علی صاحب تراب ہیں اور مرزا قادیانی جو کچھ ان کی قدر افزائی کریں۔ کار ثواب دور از عقاب سراسر صواب ہے۔ دوسرا اخبار البدر حال میں مرزا اور مرزائیوں کے خلیفہ اول اور ہمارے مشفق شفیق یا تحقیق بالخلافت ہلین فی المرزائیت غریق، فی نار، البروزیت حریق، منارۃ الطریق، اعارة التذقی، ادارۃ التوفیق، عمارۃ الاساطین، رکن الاراکین، قرن الحوارین مولوی حکیم نور الدین صاحب کی سرپرستی سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اگرچہ ہماری نظر سے نہیں گزرا مگر بعض مرزائی کہتے ہیں کہ ایسا ہے اور ویسا ہے اور الحکم اس کے مقابلے میں کھوٹا پیسا ہے اور البدر اس کے لئے جیسے کو تیسرا۔ خیر ایک سے دو بھلے۔ مل کے بچے گی تو زیادہ مزہ آئے گا۔ ہم تو دونوں کے مجدد اور ریفارمر ہیں۔ فیضان تجدید سب پر یکساں برسا چاہئے۔ مرزا قادیانی اور مرزائی، ہم کو کچھ ہی سمجھیں مگر ہم تو سب کے صالح مشفق اور یکساں خیر خواہ ہیں۔ فرائض تنگی ادا کرنا ہمارا کام ہے۔ کوئی برمانے یا بھلا۔

ہم کو معلوم ہوا ہے کہ البدر کا ایڈیٹر مولوی حکیم نور الدین صاحب کا کوئی دست پروردہ اور تربیت یافتہ ہے وہ چاہتے ہیں کہ البدر کو فروغ ہو کیونکہ الحکم پرانا ہو گیا۔ اب کل جدید لفظ کی

باری ہے۔ الحکم کوڑک دینے اور مرزائیوں میں اس کی آؤ بھگت مٹانے کی نبض حکیم جی نے یہ دیکھی ہے کہ اس کی قیمت سوادور پے سالانہ دیکھی ہے جو الحکم کی نصف قیمت سے بھی کم ہے۔ کیونکہ اس کی ادنیٰ درجہ کی قیمت پانچ روپے سالانہ ہے۔ کوئی شک نہیں کہ اب غریب الحکم کی بدھیایٹھ جائے گی۔ الحکم کو مناسب ہے کہ اپنا راتب البدر سے بھی کم مقرر کر دے یعنی دو روپیہ سالانہ قیمت رکھے ورنہ عموماً ساگلی میں عدم کا پاتراب کرے اور گورگڑ ہاتیار۔ تاکہ وقت پر توند نہ کرنا پڑے۔ اس سے ایک بات تو ضرور نکل آئی کہ البدر کا مربی خلوص کا پتلا ہے جو زیادہ ستانی کرنا نہیں چاہتا۔ اخبار کی آمدنی سے صرف اخبار کا خرچ نکالنا چاہتا ہے اور بس، کیونکہ وہ خود لکھتی ہے اور الحکم کا ایڈیٹر گھاؤ گھپ ہے۔ خیر نال اس کے ڈھڈکی تھاہ ہی نہیں جو آیا سب ہضم۔ ڈکار تک نداد اور پھر ہمیشہ قرضدار۔ واہ رے تیرے پیٹ کی سائی اور واہ رے تیرے معدے کی صفائی۔ مگر کچھ بھی ہو مرزا قادیانی کو الحکم بہت عزیز ہے۔ لال پیارا تو لال کے خالی بھی پیارے۔ اب مرزا قادیانی کی ڈائری پر بحث ہو رہی ہے۔ الحکم کا ایڈیٹر کہتا ہے کہ کسی کی کیا تھنی ہے کہ مجھ سے بہتر مرزا قادیانی کی جوں کی توں لچھے دار مرتب اور مسلسل ڈائری چھاپ کر شائع کر سکے۔ ڈائری الہام ہے تو اس کا مرتب کرنا کرامات ہے۔ نہ کہ گدھے کی لات۔ غریب ایڈیٹر الحکم نے بہت ہی گڑگڑا کر اور لیٹ کر منہ میں تنکے لیکر مضمون دیا ہے کہ اگرچہ میں کسی لائق نہیں مگر بروزی نبی میرے حال پر رحم کرے۔ ایسا نہ ہو رقیبوں کے چکھے میں آکر میرا آذوقہ بند کرادے۔ مگر قرین قیاس یہی ہے کہ اگر آذوقہ بند نہ ہوا تو الحکم کے لالے تللے ضرور ہی بند ہو جائیں گے۔

ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ دونوں ایڈیٹروں میں ایسا ایک بھی نہیں جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ اخباروں کی پیٹ بھرنے والی اھر ڈائری ہے تو اھر حکیم صاحب کی قرا با دین ہے۔ اگر ذیابیطیس سے کبھی مرزا قادیانی کا منہ بند ہو جائے پارگ ماہی اور مستفقور کے کباب کھانے سے کبھی حکیم جی کے پیٹ میں قرا ہو جائے تو الحکم کے شدے قبل از محرم ہی بڑھا جائیں گے انشاء اللہ (ایڈیٹر)

۴ وما یستوی الاعملی والبصیر ولا الظلمت ولا النور

لدھیانہ!

کہاں وہ مہدی آل محمد	کہاں اٹھوا کی آل مرزا
کہاں عیسیٰ یقین المال والے	کہاں ملیخ گدا کنکال مرزا
کہاں پاک عیسیٰ علیہ السلام	کہاں فال بین قادیانی غلام
مسح بزرگ آسمانی کہاں	مریض ہوس قادیانی کہاں

کہاں پاک مریم کا لخت جگر	کہاں بیوہ الطوا کا پر
کہاں مہدی شرع صاحب لوا	کہاں گمراہ آل الطوا
کہاں وہ مسجائے کش	کہاں قاعد خانہ بے رائی و ہش
کہاں وہ فلک جاہ رفعت مکان	کہاں یہ دنی ساکن قادیان
کہاں جس کی منزل منارہ دمشق	کہاں وہ جسے گھر کی ظلمت کا عشق
کہاں بندۂ ومرسل کردگار	کہاں صاحب ابیت مستعار
کہاں وہ جو اوروں کا کھودے مرض	کہاں وہ جسے خود ڈبو دے مرض
کہاں زیب بر جس کے مہر و ذقین	کہاں جس کے چہرے پر زروی و شین
کہاں وہ لقب جس کا فیاض مال	کہاں یہ جو پھیلائے دست سوال
کہاں وہ تھی دنیا سے نفرت جسے	کہاں یہ زبوں کردے عشرت جسے
کہاں وہ بنایا نہ تھا جس نے گھر	کہاں یہ جو مشغول دیوار دور
کہاں جو مبارک میاں بلاو	کہاں جس کی مردن زن جائیداد
کہاں ایسا طاہر لسان وقت سیر	کہے خاک تک کو بھی اذہب بخیر
کہاں اس قدر بد زبان بد گام	کہے اہل ایمان کونسل حرام
ہے اس پر خدا کے غضب کی دلیل	کہ بن بیٹھا اس پاک کا یہ مثل
ارے تو کہاں اور وہ عیسیٰ کہاں	چہ نسبت زمیں راست با آسمان
خدا نے کی جو تیری رتی وراز	بڑھی اور بے باکی کی حرص و آرز
فامطر علیناک اے شور کیا	نہیں یہ پڑھا تو نے اے کور کیا؟
واملیٰ لہم ان کیدی متین	یہ ساماں ہے بہر قطع و تین
کہ ہے ڈوبتی بھر کے ظالم کی ناؤ	رہے جب نہ کوئی سہارا بچاؤ
ہے عجل لسا قطناس لئے	خدا نے بہت تجھ سے غارت کئے
برس تجھ کو گزرے بہت کون سے	نہ غافل ہو انجام فرعون سے
تیری عمر ساری ہے اسی ۸۰ برس	نہیں عیش میں بھی بڑی دسترس
یہ کیا ہے جو لوگوں کے تو کھائے مال	مرض نے ہے تجھ کو کیا پامال
ذرا رحمت حق کی وہ چال دیکھ	خدائی کے دعوے پہ مہال دیکھ

بہت دیر تک اس کا دعویٰ چلا	انا ربکم تھی صدا بر ملا
تعیش میں اس کے نہ آیا خلل	یہ پیش آئی جب تک مسمیٰ جل
یہ امہال حق ہے بہت خوف ناک	مگر دیکھ آخر ہوا وہ ہلاک
نہیں وہ بھی اسلام کے روبرو	فقط مدعی نبوت ہے تو
کہیں لفظ جزی کی لاف و گزاف	کہیں اس پر تحدیث کا ہے غلاف
بظاہر طریق استحالت کا ہے	حقیقت میں دعوائے رسالت کا ہے
یہ کیا چال ہے دین سے اجنبی	نبی تو ہوں میں لیک گھٹیا نبی
کہ لی عقل کی سب نے تجھ سے رسید	ہوئے کورد کر گنگ تیرے مرید
پکاریں تو گمراہ ہیں بے خطا	جو عیسائی عیسیٰ کو ابن خدا
کہیں اس کو قرب خدا بے خطر	بجائے دلہ کادیانی ہوگر
کہ شاہد ہے اس پر تری ہر کتاب	شتر مرغیاں ہیں تیری بے حساب
ترا کن بھی بالکل خدا کا ہی کن	کبھی تو خدا بنتا ہے بے سخن
ہے توحید میں موجب صد فتور	مگر ابن مریم کا خلق طیور
غضب ہے تو اس کو نہیں مانتا	جہاں ساتھ ہے اس کے اذن خدا
نہیں بولتا ہچکچاتا ذرا	جہاں دعویٰ ہے دجی والہام کا
مجھے پاک اللہ نے دی ہے دجی	میری دجی بھی انبیاء کی ہے دجی
پھر اس دجی کی حدوپایاں نہیں	کہ اس میں ذرا دخل شیطان نہیں
ترے منہ میں ادمفتری خاک دھول	کہ مانند بارش ہے مجھ پر نزول
یہ سب جھوٹ ہے ”میں پیسیر نہیں“	بتا اب پیسیر تو کیونکر نہیں
وہ کہتے تھے ہم بھی ہیں اک آدمی	رہی کیا رسولوں سے تجھ میں کمی
بتا گر سوا اس کے کچھ اور ہے	مزیت یہی ہے کہ یوحی الٰہی
ارے دینِ ددنیا سے کھویا تجھے	ہے رمالیوں نے ڈبویا تجھے
مگر باز آیا نہ تو زہنہار	ملی روسیای تجھے بار بار
وہ دختر بھی آخر نہ جان بر ہوئی	پر کا تھا اعلان دختر ہوئی
تو پنجاب کو بھر دیا شور سے	پر پھر جب آیا بڑے زور سے

تھے ہم دے چکے جس کی پہلے خبر	کہ دیکھو وہ موعود ہے یہ پسر
ہوا قادیان میں بڑا ازہام	عقیقے پہ اس کے ہوئی دھام دھام
ہو ایک ہی سال میں گل چراغ	چمک کر بھی بلبل نے دیکھا نہ باغ
ہوا جدا کج لحد میں اسیر	وہ منحوس جو نام کا تھا بشیر
جزی اس پہ تاریخ نو سال کی	تو دجال نے اور اک چال کی
جو ہے رہنے والا وہ پھر آئے گا	یہ مرنے ہی والا تھا جو مر گیا
کہ چپ ہیں سچائے کاذب نفس	بجائے نو۹ گزرے اب ۱۳ برس
دیکھن ہے دل میں یہ دھڑکا غضب	پسر گو ہیں دو چار موجود اب
مبادا وہی کل کو پھر چل بے	وہ موعود ان میں کہوں اب کسے
نہ کچھ جانب حق وہ مائل ہوا	سوا سال میں پھر نہ آئیں ہوا
کہ ہر چار سو سے گواہی ملی	تجھے لعنت و روسیاء ہی ملی
ارے کاذب قادیان ڈوب مر	یہ ہے عبد حق غزنوی کی دعا کا اثر
زن صاحب اولاد کو دی طلاق	کیا واسطے جس کے بیٹوں کو عاق
ملا خاک میں مدعائے دلی	وہ عورت بھی مرزا نہ تجھ کو ملی
وہ برسوں سے سلطان کو ہے مباح	کیا جس کا لہم نے تجھ سے نکاح
مسح زمان کی علامت کوئی	مرید ہے یہ بھی کرامت کوئی
ہوئے شرم و غیرت سے بیگانہ تم	فافلکم ثم افلکم
عجب شرم والی تری ذات ہے	ارے قادیانی یہ کیا بات ہے
کہے تو نہیں شوخ دبے پاک وہ	ترے منہ میں دے بر ملا خاک وہ
اسے دیکھ اور اس کی اولاد دیکھ	اسے اپنے گھر میں تو دلشاد دیکھ
کمر باندھ پٹی نہیں ایسی دور	مرے قول میں گر تو سمجھے قصور
جو سننے کی ہو وہ سنا دوں تجھے	میرے ساتھ چل سب دکھا دوں تجھے
تو کیوں ایسی شوخیاں کرتا ہے وہ	اگر دل میں کچھ تجھ سے ڈرتا ہے وہ
تیری سادہ لوتی پہ صد آفرین	جو تو اس کو شوخی سمجھتا نہیں
شغالانہ بھکی تھی اک سربر	وہ جعفر کو تیرہ مہینوں کا ڈر

کیا گزرا نصف مہ جنوری ۱۹۰۰ء	ملی خاک میں ریلی افسون گری
نہ پہنچی اسے کوئی ذلت نہ رنج	تیرے منہ میں خاشاک اے باد رخ
وہ پہلے سے ہے اور آسودہ حال	پڑے تجھ پہ الٹے بہت سے وہاں
بہ فضل خدائے حمید و مجید	ہے سرکار میں عزت بو سعید
خدا نے کیا ان کو خوش کام و شاد	مرلج لے چار حسب مراد
ترے باپ دادا زمیندار تھے	بڑے خیر خواہاں سرکار تھے
طفیل ان کے تو آج حارث بنا	ہوئی تیرے حق میں یہ مدح و ثناء
محمد حسین اب زمیندار ہیں	کھلتے تیری آنکھ میں خار ہیں
انہیں یہ جراثیم ہے ذلت مگر	ارے شرم کر شرم کر شرم کر
ہوا اہل عزت میں ان کا شمار	جزا کیسی اور روسیہ جھک نہ مار
کہاں تک گنوں تیرے الہام میں	کہ سرتا پچا افترا کذب ہیں
گیا ضلع کی تو کچھری میں جب	ہوا تجھ پر نازل خدا کا غضب
یہ ثابت ہوا ہے تو جھوٹا نبی	تیرے ہی قلم سے تیری رگ کٹی
ہوئی بولتی بند الہام سے	تو مستغنی اپنے ہوا کام سے
وہاں تو نے تحریر دی اے اشتر	کہ اب ایسے الہام ہوں گے نہ پھر
مکدر کہے کشف عیسیٰ کو تو	تیرے منہ میں آتا ہے کیا کذب گو
غضب ہے مکدر ہو کشف مسیح	تیرا کشف ہو لیک صاف و صریح
مسلمان تو کہلائے اد بے حیا	کھسے یوں کہ وہ خاتم الانبیاء
نہ سمجھے نہ سمجھایا الہام کو	نبی آئے تھے اور کس کام کو
نہ عیسیٰ کو سمجھے نہ دجال کو	نہ اس کے گدھے ریل کی چال کو
مگر تجھ پر سب منکشف ہو گیا	ارے کچھ تو کر دل میں شرم و حیا
اگر یوں ہی اصرار تیرا رہا	رسالت کا ایسا ہی دعویٰ رہا
عذاب آئے تجھ پر تعجب نہیں	اس زندگانی میں اک دن یہیں
اگر دارودنیا میں امہال ہے	تو پھر آخرت میں برا حال ہے
قیامت کی پیشی ہے بس پر خطر	وہ ساعت بلا کی ہے ادھی د امر
جو حق پر کیا کرتے ہیں افتراء	ہے واں حال ان کا بہت ہی برا

یہ دنیا کی ہیں کیسیہ رویاں	سہ روئی ہوگی غضب کی وہاں
جہنم میں آخر ٹھکانا ملے	صدید اور زقوم کھانا ملے
عذاب آئیں جب پے بہ پے جاں گزا	بردوزی رسالت چکھائے مزہ
دبا سکتے ہیں کب یہ چیلے مرید	جہنم کا وہ جوش مل من مزید
در توبہ دا ہے جو توبہ کرے	اور آئندہ ان شوخیوں سے ڈرے
تو میرا خدا ہے غفور رحیم	بکھے اب توبہ سے نار بحیم
الہی ہمیں بخش دے بخش دے	ترے بندے پیارے ہیں غمزدے
تیرے بندے ہیں گو گنہگار ہیں	تیرے فضل و رحمت کے حق دار ہیں
بدی سے میری درگزر کی جیو	تو رحمت سے اپنی نظر کی جیو
گناہوں سے شرمندہ ہوں خوش نہیں	گنہگار ہوں لیکن سرکش نہیں
میں کیسا ہی ہوں پر ہوں بندہ تیرا	تیرا ہی فقط رکھتا ہوں آسرا
میرا تو ہی دارین میں ہو کھیل	ہو تو جس کا مولیٰ نعم الوکیل
چھپی تجھ سے خالق نہیں کوئی شے	تجھے خفیہ و جہر معلوم ہے
تو سینوں کی باتوں کو ہے جانتا	تجھے خوب ہر چیز کا ہے پتا
کہیں تیرے حق میں جو شرک صفات	بلند اے عزیز ان سے ہے تیری ذات
تیرے واسطے خاص حمد و سجود	تیرے انبیاء پر سلام و درود

۵..... مادہ تاریخ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے (ازالہ ابہام صفحہ ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹) پر ایک لطیفہ میں لکھا ہے کہ: ”مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل نام کے اعداد کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرہویں صدی کے پورا ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے ”غلام احمد قادیانی“ اس نام کے عدد پورے ۱۳۰۰ ہیں۔“

افسوس ہے کہ قادیانی کو یہ کشف بھی کیسا مہمل ہوا جس سے کچھ بھی ظاہر نہ ہوا کہ غلام احمد قادیانی ہے کیا (یعنی اس سے مسیح یا مہدی یا بردوزی نبی ہونا کہاں نکلا؟) بغیر ذرا سی توجہ کے یوں جملہ پورا ہوتا ہے یعنی ”غلام قادیانی دجال ہے“ مرزا اب غلام احمد تو رہا نہیں جن معنوں میں ماں باپ نے اس کا نام رکھا تھا کیونکہ جب اس نے خود ہی آقا بنا چاہا جس کا یہ غلام تھا تو آقا نے خود اسے مردود بارگاہ کر دیا تو اب غلام محض رہ گیا۔ یعنی اپنے نفس کا غلام۔ اس لئے غلام قادیانی دجال

ہے بہت صحیح حسب حال مادہ تاریخ حاصل ہو گیا جس کا مضمون علمائے اسلام نے تصدیق کر دیا اور اب آخر مرزا نے بھی اپنے آپ کو رسول اور نبی ٹھہرا کر حسب منشاء حدیث خاتم النبیین ﷺ خود ہی دجال ہونے کا اقرار کر لیا۔ ”فنعم الوفاق“ اور یہ ایسا جملہ ہے کہ اس زمانے میں بجز مرزا کے کسی پر صادق نہیں آسکتا۔ (راقم وی ۱۲۰۰ از لدھیانہ)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم مئی کے شمارہ نمبر ۷۱ کے مضامین

.....۱	لعنتی رزق	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	قلعہ صواب سنگھ تحصیل پسرور میں مباحثہ مابین اہل سنت والجماعت و مرزائیاں۔	

۱..... لعنتی رزق

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی الحکم میں کہتے ہیں کہ رزق کئی طرح کا ہوتا ہے یہ بھی رزق ہے کہ بعض لوگ صبح سے شام تک ٹوکری ڈھوتے ہیں اور برے حال سے شام کو دو تین آنے ان کے ہاتھ آتے ہیں مگر یہ لعنتی رزق ہے نہ کہ ”من حیث لایحتسب“ اس عیش پرستی اور دنیا پرستی کو دیکھئے کہ مزدوری اور کسب حلال کو یہ مکار لعنتی رزق بتا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے پیشتر صحابہ مزدور تھے۔ اکثر صلحاء اور اولیاء مزدور تھے اور بقدر سدر مق تھوڑی سی مزدوری کر لیتے تھے۔ اور اس تھوڑے سے اکل حلال کو سلطنت سمجھتے تھے۔ وہ شکم سیر روٹی خود نہ کھاتے تھے اور نفس کو پھاڑنے والا بھیڑیا نہ بناتے تھے۔ ”الکاسب حبیب اللہ (الحديث)“ مگر مرزا کے نزدیک ٹوکری ڈھونا گویا قدرت و فطرت الہی کا جرم ہے۔ جن اصحاب کی نسبت آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان کا ایک پیسہ خدا کی راہ میں دینا بھی کوہ احد کے برابر ہے۔ کیا وہ غریب مزدوری پیشہ کاسب حلال نہ تھے۔ کیا کروڑوں مسلمان جو مفلوک الحال اور مزدوری پیشہ ہیں وہ یا ان کا رزق لعنتی ہے۔ کیا قابل رحمت صرف متمول مسلمان ہیں جو عیش و عشرت میں بسر کرتے ہیں۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ان لوگوں کو مرزائی نہیں بناتے جو مزدور اور غریب ہیں بلکہ موٹے موٹے دنیوں کی قربانی چاہتے ہیں اور ان سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔

اسلام سب سے پہلے غریب مزدوروں، چرواہوں، کسانوں، شتر بانوں میں پھیلا ہے

اور ہر نبی کی امت میں سب سے پہلے مزدوری پیشہ غریب ہی داخل ہوئے ہیں۔ ورنہ کسی نبی کا دین اور خود اسلام ہرگز مشرق سے غرب تک نہ پھیلتا کیونکہ فی ہزار غریب غالباً ایک متمول نکلے گا۔ دنیا غریب مزدوروں ہی سے آباد ہے۔ مال و دولت والے بہت قلیل ہیں چونکہ تمام مزدور مرزا قادیانی کے نزدیک ملعون ہیں۔ لہذا ان کا قابو چلے تو سب کو پھانسی دلوادیں کیونکہ وہ مرزا قادیانی کی زنجیل نہیں بھر سکتے۔

غالباً قادیان میں ٹوکری ڈھونے والے مزدور نہ ہوں گے تو ہم حیران ہیں کہ جعلی مسیح کا منارہ جو الحاد کا ٹھا کر دوارہ ہے کیونکر تعمیر ہوگا؟ جس کی بدولت ہزاروں روپے مرزا قادیانی کے تلھوڑ میں اتریں گے اور جن سے ان کی توند پھول کر بے ایمانی کی قبر بن جائے گی۔

پنجاب کے کمشنر مردم شماری نے جو اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ مرزا قادیانی کی بعثت کا پہلا فرض بھگیوں کو اپنی امت میں داخل کرنا ہے تو مرزا قادیانی نے اس سے گھٹا ذی صورت بنائی تھی اور کمشنر مردم شماری کے اس نوٹ کو اپنے حق میں لائیکل سمجھا تھا اور گورنمنٹ میں عرضداشت بھیجی تھی کہ حلال خوروں کو اپنی امت میں شامل کرنے والا میں نہیں بلکہ میرا بھائی امام الدین تھا۔ اب صاف طور پر کھل گیا کہ حلال خور جو بول و براز کھاتے ہیں چونکہ غریب ہیں لہذا مرزا قادیانی کے کماؤ پوت نہیں بن سکتے۔

خود مرزا قادیانی ایمان سے کہیں کیا پنجاب میں مسلمان حلال خور نہیں ہیں جن کے جنازے کی نماز اسلامی طور پر پڑھی جاتی ہے جن کی فاتحہ درود مسلمان ملانے پڑھتے ہیں۔ پنجاب کے حلال خور کثرت سے مسلمان ہیں اور مصلیٰ کے نام سے مشہور ہیں۔ اکثر کشمیری مسلمان حلال خوروں کا کام کرتے ہیں۔ میلا اٹھاتے ہیں اور خود کشمیر میں میلا ڈھونے والے عموماً کشمیری مسلمان ہیں اور مسلمان نہ بھی سہی لیکن اگر کوئی حلال خور بطیب خاطر مسلمان ہونا چاہے تو کیا اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ تم اس کو مسلمان نہ کرو۔ چونکہ مرزا قادیانی مکر و فریب سے متمول لوگوں کی گاڑھی کمائی چٹ کر رہے ہیں اور حرام خوری ان کے رگ و پے میں خون کی طرح دوڑ گئی ہے۔ لہذا وہ غریب اور مفلس حلال خوروں کو کیوں پسند کرنے لگے؟ رزاقی خدائے تعالیٰ کی صفت ہے اور قرآن مجید میں ہے: "ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين"

پس رزق کو ملعون کہنا ملعونوں ہی کا کام ہے۔ کتا، سورا اور خون وغیرہ حرام ہیں مگر وہ دوسرے درندوں کا رزق ہیں۔ پس ملعون نہیں ہاں شریعت اسلامی نے جن چیزوں کے استعمال کی ممانعت کر دی ہے۔ ان سے محترز رہنا ہمارا فرض ہے۔ مگر چونکہ سب مرزوق چیزیں خدا کی پیدا کی

ہوئی ہیں۔ لہذا وہ ملعون نہیں ہاں ان کا استعمال انسان کے مناسب حال نہیں یعنی ان میں مضرتیں ہیں اور حرمت کے لئے کوئی نہ کوئی علت ضرور ہے جب تک وہ علت موجود نہ ہو کوئی شے حرام نہیں ہو سکتی۔ لہذا ہم کو ممانعت کر دینی خود اصول کا یہ قاعدہ ہے کہ: ”الاصول فسی الاشیاء الاباحۃ“ یعنی اصل ہر شے کی مباح ہونا ہے۔ مرزا قادیانی بتائیں کہ کس علت سے انہوں نے اپنے کو حلال خوروں کا گرد نہیں بتایا اور امام الدین جو آپ کا حقیقی بھائی تھا وہ بھگتیوں کا گرد بن کر کس علت سے ان میں اس طرح گھل گیا جیسے پیشاب میں پاخانہ اور آپ ان سے اس طرح کیوں نکل بھاگے جیسے گوہ سے کیزا کسی ایک بات کا جواب تو دیجئے۔

۲ قلعہ صوبہ سنگھ تحصیل پسرور میں مباحثہ

ما بین اہل السنۃ والجماعت و مرزائیہ

۹ مارچ ۱۹۰۳ء یوم سوموار کو جناب مولوی شاہ محمد صاحب اہلحدیث برادر زادہ مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن قلعہ میان سنگھ یہاں تشریف لائے۔ اس سے پہلے کوئی شخص ان سے آشنا نہ تھا۔ مگر گفتگو ہونے پر معلوم ہوا کہ آپ نے اپنا وجود باوجود اس لئے وقف کر دیا کہ جہاں مرزائی ہوں۔ وہاں پہنچوں اور ان کو مرزائی عقائد سے روکوں۔ مولوی صاحب موصوف مرزا قادیانی کی نسبت پکار کر فرما رہے تھے کہ وہ کاذب ہے، مرتد ہے، طحہ ہے اور تمام پیر یعنی جملہ مرزائی مرزا قادیانی کی تقلید کر کے خارج از اسلام اور طحہ و مرتد ہو گئے۔ یکا یک چودھری پیر محمد صاحب زمیندار مرزائی آگئے اور مولوی صاحب سے عرض کی کہ اگر آپ آج رات اقامت گزین ہوں تو نہایت انسب ہے۔ مولوی فضل کریم صاحب مرزائی ہم کو جناب مرزا قادیانی کی تقلید کی نسبت تسلی و اطمینان دیتے ہیں۔ آپ اگر مولوی فضل کریم صاحب (مرزائی) کے ساتھ بالمقابل گفتگو کریں تو ہم لوگوں کو حق و باطل میں تمیز ہو جاوے۔ مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ تمہارا مولوی فضل کریم موضع گھسن میں ہم سے شکست کھا چکا ہے۔ اب وہ ہمارے سامنے اور ہمارے مقابلہ پر نہ آئے گا اور اگر شاید آپ کے مجبور کرنے سے آیا بھی تو عہدہ برآ نہ ہو سکے گا۔ الفرض چودھری صاحب کے سوال پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ ۳ رچیت کو موضع گجوجک میں میری تاریخ مباحثہ مرزائیوں سے مقرر ہے۔ اور وہاں کے مرزائیوں نے مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کو میرے مقابلے کے واسطے طلب کیا ہے۔ مجھے وہاں جانا ضرور ہے۔ لیکن اگر آپ کا مولوی مرزائی کچھ تاب مقابلہ رکھتا ہے تو میں آج رات یہاں ٹھہرتا ہوں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف ٹھہر گئے۔ مرزائیوں نے اپنے مولوی فضل کریم سے جا کر کہا تو وہ ہوش

باختہ ہو گئے۔ کہ آگے ہی اس بلا سے خدا خدا کر کے خلاصی ملی تھی۔ اب پھر یہ حریف مقابلے پر آڈٹا ہے۔ اس نے اپنے مریدوں کو جمع کیا اور ممتاز مرید چوہدری شہاب الدین صاحب سفید پوش مالو کے کو مولوی صاحب موصوف کے پاس بھیجا کہ اس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں کہ دونوں مولوی صاحبان مسجد کے اندر ہیں اور باہر قفل لگایا جائے تو جو صاحب شکست کھا جائیں وہ لکھ دیں کہ ہم غلطی پر تھے۔

مولوی صاحب موصوف نے بتکرار تمام یہ بات بھی تسلیم کرنی مگر یہ کہا کہ مولوی فضل کریم کو کسی طرح میرے سامنے تو پیش کرو۔ میں انشاء اللہ نصف گھنٹہ میں فیصلہ کروں گا۔ اس کے بعد مولوی فضل کریم ایک گاڈن موضع داتا زید کا میں جو یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ اور وہاں ان کے لائق و فائق اتوام جٹ مرید تھے، چلے گئے۔ عوام میں چرچا ہو گیا کہ مولوی فضل کریم بھاگ نکلے۔ ۱۰ مارچ کو مولوی صاحب موصوف نے چودھری پیر محمد کو کہا کہ آپ کے مولوی صاحب کہاں گئے؟ چودھری صاحب نے کہا کہ ہمارے مولوی نظر چراتے معلوم ہوتے ہیں مگر بات یہ ہے۔ کہ آپ آج ایک بجے تک ضرور ٹھہریں۔ اگر ایک بجے تک ہمارے مولوی نہ آئے تو آپ سچے اور ہم جھوٹے۔ عین ایک بجے تک مولوی فضل کریم بھدقت موضع داتا زید کا سے بتقاضائے اپنے پیروؤں کے یہاں پہنچے اور چاروناچار مباحثہ کی ٹھہر گئی اور لوگ جوق در جوق گرد و نواح سے پہنچ گئے۔ مولوی فضل کریم کو طوعاً و کرہاً مقابلہ کے لئے پیش ہونا پڑا۔ اگر مقابلہ نہ کریں تو بے علمی ثابت ہو اور جملہ مرید بے اعتقاد ہو کر متفر ہو جائیں۔ اور اگر مقابلے کے لئے عامہ خلاق میں پیش ہو کر ساکت ہو جائیں تو مصیبت علی المصیبت ہے۔ ہر دو حالت میں تذبذب اور تشمت خاطر کچھ نہ کرنے دیتی تھی مگر مریدوں نے سہارا دیا اور کہا کہ کچھ فکر نہ کرو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ الغرض مریدوں کے سہارے پر مولوی فضل کریم نے بدل ناشادہاں کی۔

مولوی شاہ محمد صاحب مسجد اہل سنت والجماعت میں جہاں حافظ غضنفر علی صاحب حنفی امام مسجد ہیں، تشریف فرما تھے۔ گھڑی ان کے پاس تھی۔ ایک بجنے پر انہوں نے کہا کہ اب وقت ہو چکا۔ اتنے میں ادھر سے ایک آدمی آیا کہ آپ تیار ہو جائیں۔ ہم آتے ہیں مولوی شاہ محمد صاحب نے کہا، کہ ہم تو بالکل تیار بیٹھے ہیں۔ وہ آجاویں چونکہ ایک بیج چکا تھا۔ تمام مسلمانوں کی یہ رائے ہوئی کہ نماز ظہر پہلے ادا کی جائے۔ چنانچہ پہلے نماز ظہر ادا کی گئی۔ اور بعد ادائے نماز ظہر چودھری پیر محمد صاحب آئے کہ مولوی شاہ محمد صاحب ہماری (قادیاہی عبادت گاہ) میں تشریف لے چلیں۔ مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ چلو جہاں کہتے ہو چلتے ہیں۔ مولوی شاہ محمد صاحب

مرزائیوں کی عبادت گاہ میں جا کر صحن میں صف پر بیٹھ گئے لیکن مولوی فضل کریم مرزائی اندرون سے باہر نہ نکلتے تھے اور مرزائیوں نے بھی بڑی تائید کی کہ مولوی فضل کریم اندرون عبادت گاہ رہیں گے مگر جملہ کافر مسلمین نے ہرگز ہرگز نہ مانا۔ اخیر مرزائیوں نے کہا کہ ہمارے مولوی فضل کریم عبادت گاہ کے دروازہ کے اندر اور مولوی شاہ محمد صاحب دہلیز دروازہ کے باہر بیٹھ جائیں۔ جس پر قہقہہ اڑا اور مسلمانوں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ کے مولوی جی کو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ باہر صحن میں تشریف لائیں اور بحث شروع کریں تاکہ تمام لوگ دونوں مولویوں کی تقریریں سن سکیں۔ چنانچہ مرزائیوں کو مجبوری سے یہ امر تسلیم کرنا پڑا اور چاروں چاروں مولوی فضل کریم عبادت گاہ کے اندر سے نکل کر مولوی شاہ محمد صاحب کے بالقابل بیٹھ گئے۔ اس وقت مولوی فضل کریم کی حالت بڑی نازک تھی۔ ان کے چہرے اور گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھ پاؤں جکڑ کر کیوں مقابلے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ مگر آپ زبان حال سے دل میں فرماتے تھے کہ: "ان هذا لیوم عسر" آخر الامر مولوی فضل کریم نے بڑے جوش کے ساتھ کہا کہ حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام پر گفتگو ہوگی۔ اور میں تمام دلائل بابت ممات مسیح علیہ السلام پہلے سنا دوں گا۔ پھر مولوی شاہ محمد صاحب ان کی تردید کریں۔ مولوی شاہ محمد صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ مباحثہ کا یہ طریقہ نہیں۔ اس کے جواب میں مولوی فضل کریم نے کہا کہ اچھا میں پہلے کھڑا ہو کر ایک دلیل بابت ممات حضرت مسیح علیہ السلام پیش کروں گا پھر بیٹھ جاؤں گا اور آپ کھڑے ہو کر اس کی تردید کریں۔ مولوی شاہ محمد صاحب نے کہا کہ یہ منظور ہے۔ پس مولوی فضل کریم نے کھڑے ہو کر قرآن شریف سے سورہ مائدہ کا اخیر رکوع "واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ؑ انت قلت للناس انی فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید (مائدہ: ۱۱۶، ۱۱۷)" با آواز بلند پڑھا اور "فلما توفیتنی" کے معنی حدیث کہا "قال عبد الصالح، فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم" سے مطابق کر کے حضرت مسیح کی وفات ثابت کی۔ اور مشکوٰۃ شریف سے یہ تمام حدیث ہاتر جمہ پڑھی اور کہا کہ چونکہ قال کا لفظ صیغہ ماضی ہے لہذا "فلما توفیتنی" سے مطابق حدیث گزشتہ زمانہ میں موت مسیح علیہ السلام ثابت محقق ہوتی ہے۔ اس کے بعد مولوی فضل کریم بیٹھ گئے۔ اور مولوی شاہ محمد صاحب تردید کے لئے کھڑے ہو گئے۔ چونکہ مولوی شاہ محمد صاحب مسافر آدمی تھے اور ان کے پاس کوئی کتاب موجود نہ تھی۔ لہذا انہوں نے مولوی فضل کریم کو فرمایا کہ آپ مشکوٰۃ شریف مجھے دیوں مگر افسوس کہ مولوی فضل کریم نے مشکوٰۃ نہ دی اور کہا کہ اپنا اپنا ہونا چاہئے۔ مولوی شاہ محمد صاحب نے فرمایا کہ مجھے

پر وہ نہیں آپ جو کچھ فرماتے گئے ہیں میں دل میں نوٹ کرتا گیا ہوں۔ چنانچہ مولوی شاہ محمد نے باوا زبیلند فرمایا کہ مولوی فضل کریم نے جو ترجمہ کیا، یہ غلط ہے اور اس سے وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ سوال قیامت کو ہوگا۔ مولوی شاہ محمد صاحب کی ذہانت اور علمیت کا ذکر کیا کیا جاوے۔ باوجود مشکوٰۃ پاس نہ ہونے کے تمام حدیث اول سے اخیر تک حرفاً بحرفاً لفظاً بلفظاً پڑھ کر اور ترجمہ فرما کر سنادی اور فرمایا کہ یہ قصہ روز جزا کو ہوگا۔ مولوی فضل کریم کا ترجمہ بالکل غلط ہے۔ اس کے بعد مولوی فضل کریم پھر کھڑا ہوا اور اس پر زور دیا کہ قال کا لفظ صیغہ ماضی ہے اور یہ سوال برزخ میں ہوا ہے اور پھر آیت قرآن شریف ”قد خلت من قبلہ الرسل“ پڑھی اور بیٹھ گئے اور پھر مولوی شاہ محمد صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر برزخ میں یہ سوال ہو چکا ہے تو مولوی فضل کریم کوئی شاہد پیش کریں۔ کسی امام کا قول کسی صحابی کا قول کسی مجتہد کا قول۔ یا میں شاہد پیش کرتا ہوں۔ کہ یہ سوال قیامت کو ہوگا اور اس حدیث اور آیت سے ہرگز حضرت عیسیٰ کی ممات ثابت نہیں ہوتی۔ مولوی فضل کریم اس امر کے جواب سے تہی دست نکلے۔

اور ہو جب ”آنکہ چون بدلیل از خصم فردمانند سلسلہ خصومت چنانند“ پر عمل کیا اور مولوی صاحب کو کہا کہ آپ بڑے چالاک ہیں، چالباڑ ہیں اور ردیہ پیسہ جمع کرنے کے لئے ایسے مولوی لوگ آجاتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ایسے ہی بڑے غیظ و غضب سے الفاظ ناشائستہ زبان مبارک سے نکالے۔ جس پر چودھری نواب خان صاحب الہمدیٹ ساکن مالو کے نے چودھری..... پھر چودھری کرم الہی صاحب الہمدیٹ ساکن قلعہ صوبانگھ نے مولوی فضل کریم کو بڑے جوش سے کہا یہ کیا قاعدہ ہے کہ آپ مولوی شاہ محمد صاحب کو کلمات ناشائستہ کہتے ہیں۔ اگر آپ کی لیاقت یہی تھی تو بحث کی کیا ضرورت تھی۔ مولوی شاہ محمد صاحب نے فرمایا کہ ذرا تھوڑے عرصہ کے لئے ٹھہر جائیں اور میں انشاء اللہ بابت حیات مسیح میں سے دلائل بیان کئے دیتا ہوں صرف میرا اب کی دفعہ جواب سن لینا مگر مولوی فضل کریم کو یہ موقعہ شور و غل کامل چکا تھا آپ جلدی سے کتابیں لے کر عبادت گاہ کے اندر چلے گئے۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ مولوی فضل کریم کے لب مبارک گفتگو کے وقت خشک تھے۔ چنانچہ نصف گھنٹے میں دو دفعہ پانی پینا پڑا اور مولوی شاہ محمد صاحب برابر لکارتے رہے کہ اگر مرد میدان ہو تو باہر نکلو مگر مرزائی اور ان کا مولوی کہاں سامنے آسکتا تھا۔

اس کے بعد تین دن برابر مولوی شاہ محمد صاحب یہاں رہے اور اپنے وعظ سے تمام مسلمانوں کو محفوظ کیا اور مرزائیوں کی نسبت وعظ میں فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ مرزائیوں کے

ساتھ میل و ملاپ اور حقہ پانی وغیرہ تک بالکل ترک کر دیں۔ یہ لوگ طہ، مرتد اور بے ایمان ہیں، رسالہ دافع البلاء سے جو ان کے پاس موجود تھا مرزا قادیانی کے عقائد تمام لوگوں کو سنائے اور پھر مولوی فضل کریم کو برابر تین دن دعوت دیتے رہے کہ پولیس منگالیں اور خرچ پولیس کامیں دوں گا۔ اگر مولوی فضل کریم میرے مقابلے پر آ نہیں سکتے تو قادیان سے کسی شخص کو بلا لیں۔ مگر مرزائیوں کی طرف سے صدائے برنخواست۔ آخر تین دن بعد مولوی شاہ محمد صاحب یہاں سے رخصت ہوئے۔ العبد نواب خان حصہ دار مالو کے، العبد چودھری کرم الہی حصہ دار از قلعہ صوبا سنگھ، العبد: نواب خان بقلم خود ساکن مالو کے کی متصل قلعہ صوبا سنگھ الحمد بیٹ، العبد: چودھری غلام محمد نمبر دار قلعہ صوبا سنگھ، العبد: حافظ شمس علی حنفی عفی عنہ۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ مئی کے شمارہ نمبر ۱۸ کے مضامین

.....۱	قادیانی نبی کا کلمہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	عقائد مرزا اور حضرت عیسیٰ کی قبر کا افتراء۔	مولانا حکیم محمد الدین امرتسر!
.....۳	مرزا قادیانی کے مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	معجزہ کسے کہتے ہیں؟	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ قادیانی نبی کا کلمہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب مرزا قادیانی کامل بروزی نبی اور رسول بلکہ خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) ہیں تو تعجب ہے کہ اب تک آسمانی باپ نے اپنی الہامی تکسالی میں لے پا لک کی رسالت اور نبوت کا کلمہ کیوں نہیں گھڑا۔ ہلا اندھیرے نہ کہ تمام انبیاء کی رسالت کے کلمے تو دنیا میں دائر سائر اور لوگوں کے دروز بان ہوں۔ خصوصاً عیسیٰ مسیح جو مرزا کے عقیدے کے موافق اولوا العزم نبی تو کیا معنی مہذب انسان بھی نہ تھا۔ (معاذ اللہ) اس کا کلمہ مسلمانوں میں روح اللہ اور عیسائیوں میں ابن اللہ ہو، اور نہ ہو تو بروزی اور ظلی نبی اور آسمانی باپ کے لے پا لک اور خاتم الخلفاء کا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی ہانگیورٹ میں ابھی تک مرزا قادیانی کی نبوت پاس نہیں ہوئی اور نہ اس کے اجلاس

سے مرزا قادیانی کو ڈپلومہ ملا۔ آسمانی باپ کی یہ ڈپلومہ ڈھال اور جھول جھال خالی از علت نہیں۔ تمام مرزائی بے سرے بے گرے پھر رہے ہیں۔ ان کے پاس مرزا قادیانی کی تصدیق رسالت کی کوئی سند نہیں۔ جب تک ان کے پاس کلمہ شہادت نہ ہو۔ لوگوں کے سامنے اپنے رسول کے کیونکر تصدیق کر سکیں گے۔ یہ بڑی بھاری فروگزاشت ہے جس کی حلافی گھڑی کی چوتھالی بلکہ لمحے کی تہائی میں ہونی چاہئے۔ سخرے لے پالک کے کھوسٹ باپ کو تو کلمہ کی ضرورت محسوس نہ ہوئی مگر مجدد النہ شرقیہ شوکت اللہ کو محسوس ہوئی کیونکہ اسے لے پالک کے ساتھ خاص ہمدردی ہے لہذا پاس خاطر اس کا کلمہ حسب ذیل پاس کیا جاتا ہے۔ تمام مرزائی اپنے گینوں پر بلکہ اپنے دلوں پر کندا کرالیں اور چونکہ تمام مرزائیوں کے گھر میں بروزی نبی کی تصویر موجود ہے۔ لہذا ہر تصویر پر کلمہ ذیل لکھ دیں اور آئندہ تصویروں کا جو گھان تیار ہو سب پر یہ کلمہ وارد کر دیا جائے اور منارۃ المسیح پر بھی کھدوایا جائے۔ ”اشہد ان لا الہ الا الہ اب و غلام احمد الرسول البروزی والظلی والتناسخی والمسیح والمہدی والمتنبی وخاتم الخلفاء وامام الزمان“ دیکھئے کیسا مسلسل چوچو ہاتا پھڑکول ڈیل کلمہ ہے جو کسی نبی کو نہیں ملا۔ اور کیوں ملتا یہ تو صرف مرزا قادیانی کی قسمت کا نوشتہ تھا کہ کہاں مجدد النہ شرقیہ کے عہد تجدید میں مرزا قادیانی پیدا ہوں اور کہاں ان کی خاطر سے مجدد فصیح و بلیغ کلمہ اپنے الہام سے کہاؤ ڈکرے۔ اس کلمے کے شائع ہوتے ہی دیکھنا مستفقوری مجون اور چند بیدستری حلوا اس ضعیفی کے عالم میں کیا رنگ لاتا ہے۔ گھنٹوں گھنٹوں مزہ نہ آجائے تو جیسی کہنا اور پھر پانچوں گھی میں اور سرکڑاہی میں۔

۲ عقائد مرزا اور حضرت عیسیٰ کی قبر کا افتراء

مولانا حکیم محمد الدین امرتسرا!

اکثر سادہ لوح مسلمان صرف اس خیال سے کہ مرزا کلمہ پڑھتا ہے۔ صوم و صلوة ادا کرتا ہے۔ بظاہر احکام اسلامی کا پابند ہے اس کے دام ترویج میں پھنس جاتے ہیں پھر جب ان کو کچھ کہا جاتا ہے تو چونکہ دل اس طرف پہلے ہی مائل ہو چکا ہے۔ اس لئے نصیحت چنداں اثر نہیں کرتی۔ پس عموماً مسلمانوں اور خصوصاً دور دراز ملکوں کے رہنے والوں کی آگاہی کے لئے ذیل میں مرزا کے چند حقائق لکھے جاتے ہیں جو اس کی تحریر میں صاف صاف بغیر کسی ایچ بیج کے موجود ہیں مگر یاد رہے کہ یہ عقائد بالکل شتہ نمونہ از خردار ہیں۔ مفصل بشرط ضرورت کبھی شائع ہوں گے۔

..... میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱ اور توضیح مرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

- ۲..... میں اللہ کی اولاد کے رتبہ کا ہوں۔ میرا الہام ہے کہ ”انت منی بمنزلہ اولادی“
(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)
- ۳..... منم مسج زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد
(تزیان القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)
- ۴..... سورہ صف پارہ ۲۸/ میں جو آیت ہے یعنی ”مبشراہر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ وہ آنحضرت ﷺ کے لئے نہیں بلکہ میرے لئے ہے میں اس کے مطابق احمد ہو کر آیا ہوں۔
(ازالہ ص ۶۷، خزائن ج ۳ ص ۳۶۳)
- ۵..... میرا منکر کافر اور مردود ہے اس سے ضرور مواخذہ ہوگا۔ (تحفۃ الندیۃ ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۹۵)
- ۶..... میرے معجزات اور نشانات کے انکار سے سب نبیوں کے معجزات اور نشانات سے انکار کرنا پڑے گا۔
(اعجاز احمدی ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۸)
- ۷..... میرے آنے کی خبر تمام انبیاء نے دی ہے۔ (دافع البلاء ص ۱۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۲)
- ۸..... میرے آنے کا زمانہ تمام نبیوں نے اور قرآن شریف نے بتلایا ہے۔
(تحفۃ الندیۃ ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۹۶، فیض)
- ۹..... طاعون ملک میں میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے بھیجا ہے۔
(دافع البلاء ص ۱۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۲)
- ۱۰..... مجھے خدا نے بتا دیا ہے کہ جو میری چار دیواری کے اندر آئے گا وہی طاعون سے بچے گا۔
(کشتی نوح ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۸۶)
- ۱۱..... مرزا کے کسی فعل پر بھی اعتراض کرنا کفر ہے۔ (اخبار البدور ۹ جنوری ۱۹۰۳ء)
- ۱۲..... میں مسیح موعود ہوں جس کی بابت آنحضرت ﷺ نے حدیثوں میں خوشخبری دی ہے۔
(ازالہ ص ۴۱۶، ۴۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶، ۳۱۷، فیض)
- ۱۳..... میں مہدی ہوں اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔
(اشتہار میعار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸)
- ۱۴..... میں امام حسین علیہ السلام سے افضل ہوں۔ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)
- ۱۵..... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو..... اس سے بہتر غلام احمد ہے۔
(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

.....۱۶ ایک نم کہ حسب بشارات آدم
عیسیٰ کجاست تاہند پا بمحرم

(ازالہ ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

.....۱۷ حضرت مسیح کے معجزات مسریم سے تھے (جو جادو کی قسم ہے) اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو مسیح ابن مریم سے ایسے معجزات دکھانے میں کم نہ رہتا۔

(ازالہ اوہام ص ۳۰۹، ۳۰۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۷)

.....۱۸ میرے منکروں بلکہ متردوں کے پیچھے بھی نماز درست نہیں بلکہ ان سے سلام علیک بھی نہ کرنا چاہئے۔

(اربعین ج ۳ ص ۲۸، خزائن ج ۱ ص ۳۱۷، حاشیہ)

.....۱۹ گورنمنٹ انگریزی دجال ہے اور ریل اس کا گدھا ہے فرعون ایما عمار مر ہے۔

(ازالہ ص ۷۳۱، خزائن ج ۳ ص ۳۹۳، اخبار البدرا ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء)

.....۲۰ میرے معجزات انبیاء کے معجزات سے بڑھ کر ہیں۔ میری پیشینگوئیاں نبیوں کی پیشینگوئیوں سے بڑھ کر ہیں۔

(کشتی نوح ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۶۱)

.....۲۱ لیلۃ القدر کوئی رات نہیں بلکہ گمراہی کا زمانہ مراد ہے۔

(فتح اسلام ص ۵۴، خزائن ج ۳ ص ۳۲)

.....۲۲ چار سو نبیوں کی پیشینگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ (ازالہ اوہام ص ۲۹، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹) (یہ اس لئے کہتا ہے کہ کوئی مجھ پر طعن نہ کرے کہ تیری پیشینگوئیاں جھوٹی ہوتی ہیں۔ اس غرض سے یہ پیش باندی کرتا ہے جس سے یہ بھی غرض ہے کہ کافر لوگ انبیاء کو بھی ایسا ہی جھوٹا سمجھیں جیسا کہ اس کو سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ!)

حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں

یوں تو مرزا کی کوئی بات تناقض اور بہتان سے خالی نہیں مگر حضرت مسیح کی قبر کے متعلق جو کچھ اس کو توہمات ہیں الامان۔ ایک زمانہ میں حضرت مسیح کو ان کے وطن کلیں میں فوت کرنا چاہا بلکہ کر ہی دیا۔ دیکھئے (ازالہ ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۲) مگر آخر تحقیق یہ سوچھی کہ کسی طرح یہ مشابہت بھی پیدا ہو جائے کہ جس ملک میں خود بدولت پیدا ہوئے کوئی صورت ایسی ہو کہ اس میں حضرت مسیح کی تشریف آوری بھی ثابت ہو جائے۔ آخر غور کرتے کرتے کشمیر پر نظر پڑی تو وہاں ایک شخص کی قبر کا پتہ مل گیا جس کا نام یوزاسف ہے اس کو یسوع آصف بنایا گیا اور اس پر بڑی لمبی چوڑی تحریریں لکھیں۔ چنانچہ ایک رسالہ الہدیٰ کے نام سے لکھا جس میں چند اہالی کشمیر کے دستخط

ثبت ہیں کہ واقعی حضرت مسیح کی قبر یہاں ہے گودانا لوگ تو ہنستے ہیں کہ کہاں یوز اسف اور کہاں یسوع آصف اور کہاں انیس صدیوں کا واقعہ اور کہاں آج کل کے اہالی کشمیر کی تصدیق۔ مگر مرزا کو تو ایسے داناؤں سے کام نہیں۔ وہ تو احمقوں کی خیر مناتا ہے جو اس کے دام تزویر میں پھنسیں۔ اس لئے خدا نے اپنے ایک بندے جناب مولوی نور احمد صاحب ساکن موضع لکھو کے ضلع فیروز پور کو توفیق دی کہ انہوں نے کشمیر جا کر حکم بدر ابد "اندر ہایدنر مسانید" مسیح کا کذب کا کذب طشت از بام کر ہی دیا۔ یعنی وہاں کے معزز لوگوں کی دستخطی شہادتیں لائے کہ مرزا جھوٹ کہتا ہے۔ یہاں حضرت مسیح کی قبر ہرگز نہیں۔ چنانچہ وہ شہادتیں درج ہیں۔ اصل مفصل شہادتیں فارسی زبان میں ہیں۔ مگر ہم نے عام فہم کے لئے اردو میں ترجمہ کیا ہے اگر کسی کو اصل دیکھنی ہو تو انجمن نصرت السنہ امرتسر کے دفتر سے دیکھ سکتا ہے۔

سب سے پہلے جناب مولوی رسول بابا صاحب میر واعظ فرماتے ہیں کسی مورخ نے نہیں لکھا نہ کسی شخص سے سنا گیا کہ اس جگہ (کشمیر میں) حضرت عیسیٰ کی قبر ہے۔ حاشا دکلاء۔

”مفتی واعظ رسول عفی عنہ، نعمت اللہ، محمد شاہ مفتی کوٹھی دار مقام روضہ مل خانیا، مثنیٰ محمد دلاور شاہ سکنہ خانیا، مفتی محمد شریف الدین، غلام محمد احمد قادری، غلام مصطفیٰ خانیا، غلام یسین حسین قادری، میر یوسف قادری۔“

مرزا قادیانی اپنے دعوے میں (کہ کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر ہے۔) جھوٹا ہے اور سخت گمراہ اور مفتری، صحیح الاعتقاد مسلمان تو اس کی واہیات باتوں پر کان بھی نہ رکھیں گے۔

مفتی یوسف شاہ صاحب، مفتی جلال الدین صاحب، مفتی سعد الدین صاحب، مفتی سیف الدین صاحب، مفتی نور الدین صاحب، مفتی و مولوی صدر الدین صاحب۔

کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر نہیں اور کسی نے یہاں سے اس مضمون کی تحریر (مرزا کو) دی ہے کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں ہے (وہ سب اس کا دروغ بے فروغ ہے)

مفتی ضیاء الدین صاحب، احمد شاہ عفی عنہ، محمد یوسف شاہ، حقیر غلام محمد عفی عنہ، میر قمر الدین صاحب سجادہ نشین، سید کبیر صاحب سجادہ نشین، احسن صاحب ایسانی، میر غلام مصطفیٰ صاحب تارہ ملی، غلام محمد عاصم صاحب عالیکہ لی، میر علی شاہ۔

مواہیر خادمان خانقاہ معلیٰ

جو شہادت دیتے ہیں کہ کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر نہیں اور جو بعض جاہلوں (مرزائیوں) میں مشہور ہے کہ محلہ خانیا میں قبر یوز اسف کو حضرت عیسیٰ کی قبر قرار دیتے ہیں۔ غلط

اور واہیات ہے۔ یوزاسف کی توبت بھی ثابت نہیں۔

محمد یوسف، غلام رسول، ہمدانی، سید علی شاہ ہمدانی، خلیل بابا صاحب، بابا عبدالکبیر ہمدانی، سید احمد شاہ ہمدانی، سید محی الدین، علی بابا مؤذن، میاں خرم، عبدالحمید، احمد فراش درگاہ، نور الدین نعت خان صاحب، یوسف ہمدانی سجادہ نشین خانقاہ معلیٰ، مولوی حسن صاحب تقی خانیاری، سید محی الدین صاحب قادری، غلام علی ہمدانی۔

مواہیر خادمان مسجد جامع

ہم شہادت دیتے ہیں کہ کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر نہیں۔

احمد بابا خادم مسجد جامع، عبداللہ بابا خادم مسجد جامع، سید حسن خادم مسجد جامع، عبدالصمد خادم مسجد جامع، غلام رسول خادم مسجد جامع، سید سکندر خادم مسجد جامع، عبداللہ بابا خادم مسجد جامع، سلام الدین امام مسجد جامع، خادمان جمعہ جامع کلاں۔

مواہیر خادمان آستان حضرت مخدوم

کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر نہیں بعض جاہلوں (مرزائیوں) میں غلط مشہور ہے۔

غلام الدین مخدومی، اسد اللہ مخدومی، نور الدین مخدومی، احمد بابا مخدومی، نور الدین مخدومی، احسن اللہ مخدومی، محمد شاہ مخدومی، محمد بابا مخدومی، حفیظ اللہ مخدومی، میرک شاہ مخدومی، صدیق اللہ مخدومی۔

مواہیر حضرت خاندان سہروردیہ نقشبندیہ

حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر میں نہیں اور جو مرزا قادیانی کہتا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ

اس کا قول احتلام شیطانی ہے اور واہیات ہیں جس کی طرف کوئی مسلمان دھیان نہیں لگا سکتا۔

احقر نظام الدین عفی عنہ، محمد بن محمود رفیقی، غلام حسین رفیقی، غلام حمزہ رفیقی، عبدالسلام

رفیقی، سیف الدین رفیقی، عبداللہ رفیقی، نور الدین رفیقی عفی عنہ، شریف الدین رفیقی، غلام نبی

رفیقی، محمد قاسم رفیقی، انور رفیقی عفی عنہ، عبدالصمد رفیقی عفی عنہ، محمد مقبول بن نصیر الدین رفیقی عفی

عنہ، محمد یوسف رفیقی اسلام آبادی، سعد الدین رفیقی عفی عنہ، محمد مقبول رفیقی عفی عنہ، عبدالرحمن رفیقی

عفی عنہ، نور الدین محمد بن محی الدین رفیقی، محمد یوسف رفیقی عفی عنہ اسلام آبادی۔

مواہیر خاندان قدیمی

کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر نہیں اور جو بعض جاہل (مرزائی) یوزاسف کی قبر کو

حضرت عیسیٰ کی قبر قرار دیتے ہیں بالکل غلط اور واہیات ہے یوزاسف کی توبت بھی ثابت نہیں۔

علی شاہ صاحب قدیمی عفی عنہ، غلام محمد صاحب قدیمی عفی عنہ، امیر الدین صاحب قدیمی عفی عنہ، غلام محی الدین قدیمی، غلام حسن قدیمی، محمد شاہ صاحب قدیمی عفی عنہ، مولوی نور الدین قدیمی، قمر الدین صاحب قدیمی، غلام الدین صاحب قدیمی، غلام حسین صاحب قدیمی عفی عنہ۔
 مواہیر خاندان قریشی

کشمیر میں کوئی قبر حضرت عیسیٰ کی نہیں۔

محمد سعید الدین صاحب قریشی، نظام الدین صاحب زگیر عفی عنہ، سعد الدین قریشی محلہ خانپار، بدر الدین قریشی عفی عنہ، عبد المجید صاحب قریشی، غلام حسین صاحب قریشی عفی عنہ۔
 فیصلہ

قادیانی نے تو معمولی کید سے کام لے کر اہل کشمیر کو دھوکہ دیا اور بدنام کیا۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ ان لوگوں نے صرف یہ گواہی لکھی تھی کہ یہاں یوزاسف کی قبر ہے جس کو قادیانی نے اپنی طرف سے یسوع اور الیسوع سے مسخ بنا کر اتنا بڑا منسوبہ باندھ کر تین سو روپیہ احققوں سے چندہ بٹور لیا کہ اس قبر کی اشاعت کی جائے گی خیر اس کی تحقیق تو کافی ہو چکی کہ مرزا نے اہالی کشمیر کی نسبت جو کچھ لکھا ہے بالکل جھوٹ ہے۔ جیسی اس کی عادت ہے مگر مرزا اس بارے میں فیصلہ بھی کرے۔ فیصلے کی صورت یہ ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جس کے ممبر پانچ کس ہوں دو امرتسر کی انجمن کی طرف سے اور دو مرزا قادیانی کی طرف سے اور ایک انگریز یا سکھ جس کو یہ چاروں ممبر منتخب کر لیں وہ کشمیر میں حضرت مسیح کی قبر کی بابت تحقیق کریں۔ انجمن کو چونکہ تحقیق حق منظور ہے۔ اس لئے اپنے ممبروں کو نامزد کرتی ہے۔ اول جناب مولانا سید محمد حسن شاہ صاحب ساکن شوپیاں ضلع سرئی نگر کشمیر، دوم جناب حکیم محمد علی صاحب معالج خاندان شانی جموں و کشمیر، اگر اب مرزا کو سچائی کا کچھ بھی دعویٰ ہے تو بہت جلد اپنے ممبران کمیشن کو نامزد کریں اور ان کی روادگی کی اطلاع انجمن کے دفتر میں بھیجیں تاکہ اپنے ممبروں کو اطلاع دے کہ اس کام پر مستعد ہو جائیں۔

مرزا قادیانی کا صاحبزادہ فضل احمد نوجوان ۱۹ مارچ ۱۹۰۳ء کو مر گیا جس کی بابت مرزا قادیانی نے (مواہب الرحمن ص ۱۳۹، جزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰) بیٹا پیدا ہونے کا الہام لکھا تھا بجائے پیدا ہونے کے جوان بیٹا مر گیا۔ گورزا قادیانی کو افسوس ہوا اس لئے کہ مرحوم نے ان کی آسمانی منکوحہ کے دلانے میں امداد نہ کی تھی۔ یعنی ان کو بیوی دلانے کے لئے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی تھی۔ نیز والد ماجد (مرزا قادیانی) کو پاگل کہا کرتا تھا جو واقعی ہے۔

المستتر: حکیم محمد الدین سیکرٹری انجمن نصرت الہ امرتسر چوک لوہگڑھ ۲۵ مارچ ۱۹۰۳ء

۳ مرزا قادیانی کے مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مولوی کرم الدین صاحب نے جو مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں کے مدعی بھی ہیں اور مدعا علیہ بھی۔ چیف کورٹ میں درخواست دی تھی کہ مقدمات گوروا سپور سے منتقل ہو کر جہلم چلے جائیں وہ نام منظور ہوئی۔ اب مرزا قادیانی کی اس درخواست کا فیصلہ باقی ہے جو انہوں نے مولوی کرم الدین کے متدارتہ مقدمے کی نسبت دی تھی کہ وہ جہلم سے گوروا سپور میں منتقل ہو جائے۔ یہ ۱۵ مئی کو چیف کورٹ میں پیش ہوگی۔ غالباً اس کا حشر بھی ویسا ہی ہوگا جو مولوی کرم الدین صاحب کی درخواست کا ہوا۔ یعنی جب گوروا سپور سے مرزا قادیانی کا مقدمہ جہلم میں منتقل نہ ہوا تو جہلم سے مولوی کرم الدین صاحب کا مقدمہ حسب درخواست مرزا قادیانی گوروا سپور میں کیوں منتقل ہونے لگا اور انصاف بھی اسی کا مقتضی ہے کہ دونوں پلے برابر رہیں۔ یعنی مولوی صاحب کا استغاثہ جہلم میں رہے اور مرزا ہی کا استغاثہ گوروا سپور میں تاکہ فریقین کو مقدمہ بازی کا گھٹنوں گھٹنوں مزہ آجائے۔ مرزا قادیانی کا تو اس میں ہر طرح کا فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ قادیان سے جہلم تک کے سفر میں برابر بروزی نبی کی نمائش ہوتی رہے گی اور مرزائی امت بڑھتی چلی جائے گی اور لاکھوں تماشائی آئیں گے۔ مرزائی امت بڑھے گی اور اگر نمائش کا ٹکٹ لگا دیا جائے تو دوہرے مزے ہو جائیں گے۔

ہم کو تو صرف یہ تعجب ہے کہ چیف کورٹ میں مذکورہ بالا فتح پانے پر نہ تو شادیاں بچے نہ ہاتھی کے کان کے برابر شہادت لکھی نہ پیشینگیوں کا اظہار ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ مقدمات کی صورت دیکھ کر پہلے ہی الہام کی تانی مرچکی تھی اور آسانی باپ انگریزی عدالت کے خوف سے کونے میں جا دیکھا تھا اور لے پالک پر الہام کرنے سے ناطقہ بند ہو گیا تھا۔ لہذا دبی ملی نے چوہوں سے کان کٹوائے۔ لے پالک کو تو مقدمات کی خرابی بصرہ کیا معلوم ہوتی جبکہ آسانی باپ کو معلوم نہ ہوئی۔ ورنہ وہ مولوی کرم الدین صاحب وغیرہ ہم پر تاش داغنے کی کبھی اجازت نہ دیتا جس کی بدولت مرزا قادیانی کے پاؤں پر سنجور اور سر میں چکر نصیب ہوا کہ کبھی جہلم میں اور کبھی گوروا سپور میں۔

مانع دشت نور دی کوئی تدبیر نہیں

ایک چکر ہے میرے پاؤں میں کوئی زنجیر نہیں

معلوم نہیں آسانی باپ کو لے پالک سے کیسا بغض ہو گیا تھا اور یہ اس نے کب کب کا بدلہ نکالا کہ لوگوں پر تاش کرنے کا التا سبق پڑھایا کہ اب مرزا قادیانی کو نہ پائے رفتن ہے نہ جائے ماندن۔

ہم نے بارہا سمجھایا اور پیشینگوئی کی کہ ان جھگڑوں سے باز آؤ اور خیر اسی میں ہے کہ مقدمات کی استروں کی مالانگلی سے نکال ڈالو یعنی راضی نامہ دے دو اور مقدمات سے فی الفور دست بردار ہو اور آئندہ نام بھی نہ لو ورنہ خدا جانے ہندوستان میں کہاں کہاں کا چکر نصیب ہوگا۔ صرف گورداسپور اور جہلم کے چکر پر سنیچر اکتفا نہ کرے گا مگر انوس ہے کہ مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشینگوئی پیٹھ پیچھے کی بات سمجھی گئی۔ اور اس کو دشمن قرار دیا گیا۔ حاشا کہ مجدد لے پالک کا دشمن ہو وہ تو آسانی باپ سے بھی کہیں زیادہ لے پالک کا شفیق اور ہمدرد ہے۔ آسانی باپ تو کبھی کبھی لے پالک کے بارے میں غپا بھی کھا جاتا ہے مگر مجدد کی نگاہ مہر زیر سپہر کبھی قہر سے نہیں بدلی نہ اس میں کبھی زہر ملا۔

راضی نامہ دینے اور مقدمات سے دست بردار ہونے میں یہ کبھی نہ سمجھنا چاہئے کہ لے پالک کی ہٹی ہوگی اور موٹھیں نیچی ہو جائیں گی بلکہ آسانی باپ کی بارگاہ میں تو جو اپنے کو نیچا کرے وہی اونچا ہے۔

۴..... معجزہ کسے کہتے ہیں؟

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

(۲۳ اپریل ۱۹۰۳ء، انکم ج بے نمبر ۱۵ ص ۴) میں مرزا قادیانی نے معجزے کی چند شرائط بیان کی ہیں جو بالکل مہمل اور خرافات اور سراسر الحاد ہیں اور ان سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسانی باپ نے لے پالک کو ابھی تک علم کلام والہیات کے پرائمری سکول میں بھی نہیں بٹھایا اور اس میں کلام الہی کے سمجھنے کا مادہ نہیں پیدا کیا۔

مجملہ شرائط کے ایک شرط یہ ہے کہ ”معجزہ خارق العادہ ہو کیونکہ طلوع شمس اور شگوفہ ریح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے۔“ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو خرق عادہ کے معنی بھی معلوم نہیں۔ گویا عادت اللہ معجز نہیں اور اس کے مقابلے میں انسانی افعال معجز ہیں۔ نمرود سے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب ہاری کی روحانیت کے ثبوت میں معارضہ کیا تو یہ فرمایا: ”ان اللہ یاتمی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب“ یعنی میرا خدا وہ ہے کہ آفتاب کو مشرق سے طلوع کرتا ہے بھلا تو آفتاب کو مغرب سے طلوع کرے۔ ”فبہت اللہی کفر“ یعنی کافر مرد و نمرود اس دلیل پر مبہوت (دم بخود) ہو گیا۔ اب مرزا قادیانی فرمائیں کیا طلوع شمس اور فصل بہار و خزاں کا تغیر و تبدل انسانی افعال ہیں۔ ایک گھاس کی پتی کو دیکھو پتھروں اور پہاڑوں سے پھوٹ کر نکلتی ہے کیا انسان اپنی طاقت سے ایسا نمونہ دکھا سکتا ہے؟

قدرت الہی کے تمام افعال معجز ہیں۔ قطرے سے لیکر دریا تک اور ذرے سے لیکر صحرا تک سب معجز ہیں اور قدرت کے انہیں افعال و آثار سے مومنوں نے قادر مطلق اور واحد برحق کو پہچانا ہے اور یہی معجزات دیکھ کر سب ایمان لائے ہیں۔ سنو مرزا قادیانی آپ تو محض اپنی جھوٹی پیشینگوئیوں کو جو نبویوں اور مالوں کا کام ہے معجزہ قرار دیتے ہیں۔ مذہب اسلام میں تو انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے سچے معجزات بھی ایمان لانے کے لئے ضروری نہیں ہیں۔ سچے مومنوں کی صفت تو کلام الہی "یؤمنون بالغیب" ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں سب لوگ معجزات ہی دیکھ کر ایمان لائے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ معدودے چند۔ اسی لئے خود معجزات انگلیوں پر شمار کرنے کے قابل ہیں۔ کیا نبی کا یہ کام ہے کہ ہر وقت لوگوں کو معجزات دکھاتا رہے۔ نبی کا کام تو قدرت و فطرت الہی کے معجزات دکھانا یعنی دنیا کو ان سے آگاہ کرنا ہے۔ معجزات طلب کرنا منکروں کا کام ہے نہ کہ مومنوں کا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے؟

گر چہ کا ہے زپے ابو جہل جہلان لازم است

ماہ راجوز انمودن سنگ رازر داشتن

از کرامت عار اید مردور کا نصاب نیست

دیدہ از معشوق بر بستن بز یو رواستن

یعنی اگرچہ کبھی کبھی ابو جہل جیسے شخص کیلئے چاند کے دو گولے کرنے اور پتھر کو سونا بنا کر معجزہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن مرد کو کرامت طلب کرنے سے شرم آنی چاہئے کیونکہ یہ ایسی مثال ہے کہ معشوق کے ذاتی حسن و جمال پر تو نظر نہیں بلکہ زیور پر نظر ہے جس سے وہ خوبصورت معلوم ہو۔ انبیاء کے تمام افعال و اخلاق خارق عادت بشریہ (نہ کہ خارق عادت اللہ جس سے مرزا قادیانی نے دھوکا کھایا ہے) ہوتے ہیں کیونکہ معجزہ خرق عادت اللہ نہیں بلکہ خرق عادت انسانی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی طاقت خدا کی طاقت کو بدل سکتی ہے اور مغلوب کر سکتی ہے۔ لے پالک کو تو آسمانی باپ نے لکھنا پڑھنا بھی واجب ہی سکھایا ہے مجدد کے اس نکتہ سے تو بعض علماء اور فضلاء بھی ناواقف ہیں۔

سنو سنو مرزا قادیانی کی پہلی خرق عادت یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا کیونکہ اس کی شان "وما ینتطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی" ہے۔ معاذ اللہ وہ جھوٹی ہو تو نبی بھی جھوٹا ہے۔ پس فطرتاً ہی جھوٹ بولنا محال ہے۔ اب ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھئے کہ آپ نے

کتنے جھوٹ بولے ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ آپ کی نبوت کا خمیر جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ سچ ذرا بھی نہیں اور بجز جھوٹ بولنے اور دھوکا دہی کے آپ نے اپنے زمانہ بعثت میں کچھ بھی نہیں کیا۔ (باقی آئندہ)

(ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیر محمد ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ مئی کے شمارہ نمبر ۱۹ کے مضامین

.....۱	بیعت سے انکار۔	تفضل حسین اثادہ!
.....۲	طیر آبا تیل اور منارہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	طاغوتی نبوت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	چوٹی ملی اور جلیبوں کی رکھوالی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	حدیثیں کشفی طور پر صحیح ہو جاتی ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	دین مرزائی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱..... بیعت سے انکار

تفضل حسین اثادہ!

پرچہ البدن میں جو قادیان سے شائع ہوتا ہے لکھا تھا کہ ”مرزا قادیانی کا جو مرید سہ ماہی تک چندہ نہ دے گا اس کا نام بیعت سے خارج کیا جائے گا۔“ دھمکی تو اچھی تھی تاکہ ڈر کر مریدان با اعتقاد فوراً گلے اگل دیں۔ لیکن ہمارے شہر اثادہ میں اس کا اثر الٹا پڑا۔ چند روز سے دو تین اشخاص کو مریدان مرزا قادیانی نے بہکار کھا تھا اور امر دوز فرودا میں خط بیعت روانہ کر کے کاغذی بیعت میں داخل ہونے والے تھے مگر جب انہوں نے چندہ نہ دینے پر بیعت سے نام خارج ہونا سنا تو بیعت سے قطعی انکار کر دیا اور بدستور دین اسلام پر قائم رہے اور جو غریب تھے وہ بھی نام خارج ہونے سے گھبرائے اور قریب تھا کہ فتح بیعت کر دیں مگر بعض سخت مرزائیوں نے معلوم نہیں کیا سمجھا دیا کہ وہ بدستور ضلالت پر جسے رہے پھر بھی دو ایک مریدوں نے فتح بیعت کر ہی دی اور کہا کہ سچی ہدایت وہاں نہیں معلوم ہوتی۔ بیعت کے کوئی نقلی معنی فروخت کے ہیں مگر اصطلاح صوفیاء کرام میں مرید کا اپنے مرشد کی خدمت میں ہمدن تک جانا اور اپنے سارے اختیارات حیر کے حوالے کر دینا ہے مگر مرزا قادیانی نے نقلی معنی ہی پر عملدرآمد کیا۔ سبحان اللہ! بیعت کیا ہے آڑھت کا کھانا ہے۔ ایسی

بیعت ہم نے اسی زمانہ میں سنی۔ ایڈیٹر البدر کو چاہئے کہ تفصیل وار ایک نرغ نامہ بیعت کا شائع کر دے کہ فیس بیعت درجہ اول اس قدر ہے اور فیس بیعت درجہ دوم اس قدر اور درجہ سوم اس قدر۔ علی ہذا۔ بقدر مراتب۔ ایسی تحریر سے ہر شخص بخوبی واقف ہو جائے گا اور اپنی حیثیت کے موافق مرید ہوا کرے گا اور امراء لوگ تو ضرور درجہ اول ہی کی بیعت میں داخل ہوں گے وغیر ہاں کے حقیر درجہ میں رہنا کب پسند کریں گے۔ اس تدبیر سے کھٹا کھٹ رقم ہاتھ آتی چلی جائے گی۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب البدر ضرور میری رائے سے اتفاق کریں گے اور بہت جلد نرغ نامہ جس کی سرخی یہ ہوگی (نرغ نامہ بیعت مرزائی) تحریر کر کے شائع فرمائیں گے۔ مرزائی سوسائٹی حصول شہرت و حصول زر میں تدبیریں تو بڑھ بڑھ کر سوچتی رہتی ہیں مگر بعض دقت ایسی برعکس پڑتی ہے کہ بجائے نفع کے نقصان ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا کہ چند لوگ مرید ہونا چاہتے تھے مگر نام خارج ہونا ن کر بازر ہے۔ یہ نقصان ہوا یا نہیں۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ وہاں ہدایت و دایت کچھ نہیں بول تول کا کارخانہ کھلا ہے تو فوراً بیعت کو خیر باد کہا۔

الراقم: بندہ خاکسار ابو الفضل محمد تفضل حسین متوطن اثاودہ خادم شرع شریف مدرس

مدرسہ اسلامیہ اثاودہ۔

ایڈیٹر..... آسانی باپ اور اس کے لے پالک کے یہاں تو کماؤ پوتوں کی پوچھ ہے۔ خالی ہاتھ منہ تک نہیں جاتا۔ قادیان بھی جاؤ تو اپنا راجب ساتھ لیتے جاؤ اور بس!

۲ طیر ابا بیل اور منارہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک گزشتہ الحکم میں لے پالک نے آسانی باپ کے حضور فریاد کی کہ ”شام کے وقت ایک جانوران کی مجلس پر حملہ کرتا ہے۔ ہم اگر چاہے بعد میں چھوڑ ہی دیں مگر موقع پا کر ضرور پکڑیں گے۔“ ہم سے سنئے اوہ جانور لے پالک کے ہاتھ نہیں آسکتا کیونکہ آسانی باپ کا بھیجا ہوا ہے جو آج کل بد اعمالیوں کے باعث غضب ناک ہے وہ ”طیر ابا بیل تو میہم بمعجارہ“ ہے اور اصحاب المنارہ پر جو ہاتھی کا روٹ چکھ رہے ہیں حملہ کرتا ہے خصوصاً مرزا قادیانی پر جو بیت اللہ جانے سے اپنے چیلوں کو روکتے ہیں اور بجائے اس کے حج قادیان کی ہدایت کرتے ہیں۔ اول تو خود منارے کے تیار ہونے میں کھنڈت پڑ گئی ہے جیسا کہ ۳۰ مارچ پر ایل کے الحکم میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ دلائی گئی ہے کہ لوگ اس کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مدوح کی خدمت میں کچھ اعتراض گئی ہیں کہ منارے کی تعمیر سے حفظ امن میں خلل

ہوگا یا کوئی اور عذر کیا گیا ہے جس کی تشریح الحکم میں نہیں کی گئی۔ دوم منارہ تیار ہو بھی گیا تو بائبل متنبہ کرتا ہے کہ تیار ہوتے ہی ارارار اور ادھر ڈرام سے بیٹھ جائے گا اور آسمانی سنگریزوں سے جو اہل منارہ پر برسائی جائیں گی سب کے بدن چھلنی ہو کر ہڈیوں تک کا گودا باہر نکل پڑے گا اور بدن کھوکھلے ہو کر ڈھول کے اندر پول رہ جائیں گے انشاء اللہ! اب ہم ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس محدث اور مبتدع امر سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ بائبل فرقتہ مرزائیہ تمام مذاہب کے فیئنگ کو صدمہ پہنچے گا۔ کیونکہ نہ یہ مسلمانوں کی کوئی مسجد ہے نہ خانقاہ ہے نہ کوئی مزار ہے۔ نہ کوئی ہنود کا مندر ہے جس میں مورتی رکھی ہو نہ عیسائیوں کا گرجا گھر ہے نہ آتش پرستوں کا دھمہ ہے نہ سکھوں وغیرہ کا ساد ہے نہ شیعہ کا کوئی مصنوعی مقبرہ ہے نہ بودھ والوں کا کوئی سنگھاسن ہے نہ آریا کا سماج مگر ہے نہ کالی دیوی کا استھان ہے۔ نہ بھوانی کا مٹ ہے۔ الفرض ایک امر جدید ہونے کے باعث تمام مذاہب و اقوام کے فیئنگ کو مشتعل کرنے والا ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ منارے کے تعمیر نہ ہونے ہی میں مرزا قادیانی کا فائدہ اور ہر طرح امن کی ضمانت ہے۔ ورنہ خدا جانے کیا گل کھلے۔ ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے اور انگریزی اخباروں کی تحریروں نے اگر گورنمنٹ کو بدظن کر دیا کہ اب مرزا کا گردہ ہر طرح پورا ہو جائے گا اور چار طرف سے جوق جوق والٹیمئر منارے کی برجی کے کلس کی نوک پر کھیوں کی طرح بجنھنائیں گے۔ پھر تو آسمانی باپ کا غضب ہی ٹوٹ پڑے گا پس منارے نوں خیر نال اینویں ایں رہنے دیں۔

۳ طاعونی نبوت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی آسمانی غضب طاعون کو اپنے لئے عمدہ تقاضا اور اپنی نبوت کی خوش قسمتی سمجھتے ہیں اور بار بار الحکم میں شائع ہوتا ہے کہ طاعون میری وجہ سے آیا ہے کیونکہ لوگوں نے مجھے فرمائشی نہیں مانا۔ لیکن ہم کو حیرت ہے کہ جن سادہ لوحوں نے مان لیا انہیں طاعون کیوں چٹ کر گیا۔ ہمارے نام پنجاب کے شہروں سے متواتر خطوط آرہے ہیں کہ مرزائی برابر طاعون کا سلسلہ اور فی النار ہو رہے ہیں۔ پچھلے دنوں خود قادیان میں بہت سے مرزائیوں کو بھنھوڑا۔ انبیاء کے آنے سے قحط اور وبا کیں اور بلائیں دفع ہو گئی ہیں۔ یہ عجیب غضب ناک نبی ہے کہ اپنے ساتھ طاعون لایا ہے۔ نبی کی صفت نور تو رحمت اور برکت ہے مگر بروزی نبی کی صفت قہر اور نحوست اور نکبت اور ہلاکت ہے۔ پھر قہر الہی تو اس صورت میں نازل ہوتا ہے کہ نبی کو کوئی نبی نہ مانے حالانکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مجھ پر ایمان لانے والے والٹیمئر دو لاکھ ہیں۔ ظاہر ہے کہ دو لاکھ کی تعداد

ایک پوزیشن ہے پھر طاعون کیوں آیا؟ اور خوبی یہ ہے کہ ان دو لاکھ میں سے بھی دس پانچ ہزار ضرر طاعون کی جینٹ چڑھے ہیں جیسا کہ طاعونی شہروں کی آبادی کی اوسط تعداد اموات سے ثابت ہے۔ اپنے شہر میرٹھ کی تو ہم کہتے ہیں کہ اس کی آبادی کچھ اوپر ایک لاکھ ہے مگر ۵ ہزار آدمیوں سے کم طاعون سے فوت نہیں ہوئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے اور بعض اہل اللہ کے کشف نے بھی یہی ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان میں محض مفتی علی اللہ مرزا کی نحوست سے طاعون آیا ہے کیونکہ اس نے قرآن وحدیث کو جھٹلایا۔ بعض انبیاء کو جھٹلایا۔ بعض انبیاء کو برا کہا۔ شعائر اسلام کو توڑا۔ حج وکوفۃ کی ممانعت کی۔ قادیان کو مکہ اور مدینہ بنایا۔ کیا خدائے تعالیٰ کے نزدیک ایسے سخت جرائم جو منجر بشرک و کفر میں قابل عفو تھے۔ ہرگز نہیں پس ایک پاپی سارے جہاز کو لے ڈوبا۔ اور ابھی کیا ہے ذرا دیکھتے تو جائیے۔ قادیان میں کیا کیا گل کھلتے ہیں اور تمام منصوبے یکے بعد دیگرے کیونکر ڈھے جاتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ! خدا کی لاشی میں آواز نہیں ہوتی۔ انبیاء کو برا کہنا۔ موجودہ مشائخ عظام اور علماء کرام کا دل دکھانا ہرگز اوپر اوپر نہ جائے گا۔

ہترس از تیر باران ضعیفاں در کمین شب

کہ ہرگز ضعف نالاں تر قوی تر زخم پیکانش

۴ چورٹی ملی اور جلیبیوں کی رکھوالی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

تمام مرزائیوں میں امر وہی صاحب عین میں ایسے ہیں جیسے اندھوں میں واحد العین۔ ہمارے دل میں امر وہی صاحب کی کچھ وقعت تھی مگر جب تحریریں دیکھیں اور خود ہم سے لکر ہوئی تو قلعی کھل گئی۔ ہم حلفاً کہتے ہیں کہ اس شخص کو نہ تحریر کا سلیقہ ہے نہ مناظرہ کا شعور۔ نہ طریق استدلال صحیح نہ صغریٰ کی خبر نہ کبریٰ کی نہ نتیجہ کی۔ اگر کوئی محکم نقض وارد کرے تو اس کو خبر نہ ہوگی کہ صغریٰ پر نقض ہے یا کبریٰ پر۔ پھر انشا پر دازی ایسی بھوڑی اور بے جوڑ اور کھسڑ کھسڑ جیسی حکمہ ٹرانسپورٹ کی تھکی اونٹنی۔ یا جیسے دھوپ کا بڑی بھاری لادی لے جانے والا تیل۔ یا جیسے حکمہ صفائی کا کوڑا کرکٹ ڈھونے والا بھیٹا۔ انشا پر دازی مضبوط اور مربوط نہیں بلکہ بے ہنگم طور پر مخلوط اور بڑھیا کے چرنے کی ماں کی طرح منوط۔ الغرض امر وہی کے تار و پود دماغ کی کارگاہ کا کیڑا اسی نرالا ہے۔ عبارت میں ایسی الجھن کہ جیسے کسی کٹی ہوئی گڈی کی ڈور۔ باہنہمہ آپ دارالامان کے چبیتے پوت سپوت ہیں جب تک آپ تشریف کا گٹھا نہیں لاتے جو ابات ملتوی رہتے ہیں۔ گویا آپ مرزائیوں کے عقل کل ہیں سچ ہے۔

اذا كان الغراب دليل قوم

سيهد بهم طريق الهالكينا

۳۰ اپریل کے الحکم میں آپ نے کتوتیاں بدل کر مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی شیخ اہل قرآن پر خردجال بن کر دولتیاں جھاڑی ہیں۔ مگر ساتھ ہی مولوی محمد حسین بنا لوی سے ستارہ پیشانی نہیں دمدار ستارہ بن کر اپنا ستارہ نہیں بے سرا ستارہ ملانا چاہا ہے اور یاد دلایا ہے کہ جب آپ نے رسالہ اشاعت السنۃ جاری کیا تھا تو فدوی نے یوں مدد دی تھی اور وہ مدد ہی تھی گویا بڑے احسان کا چھپر مولوی صاحب پر دھرا ہے اور لکھا ہے کہ اب بھی ہم اور تم وہ نہیں ہیں جو صرف بعض حدیثوں میں ہمارا آپ کا خلاف ہے وہ رفع ہو جائے تو پھر وہی چکھوتیاں وہی چہل پہل ہے۔ اور ہم تم دونوں مل کر مولوی چکڑالوی کی اشاعت السنۃ کا مہرہ لیں اور سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت صحابہ کی بہت کچھ تعریف کی ہے گویا مولوی محمد حسین صاحب اور کل الہدیٰ کو چیتے کی طرح پھیلا یا ہے اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ میں ایسا ہی الہدیٰ اور اہل سنت ہوں جیسا مولوی ابوب محمد صدیق خان صاحب مرحوم کے زمانے میں تھا جن کی بدولت بھوپال میں شکم سیر آذوقہ اور منہ چھٹ خود اور رات بے ملتا تھا۔ ہم کو اس پر مندرجہ عنوان مثل یاد آئی کہ چورٹی ملی اور چلیبیوں کی رکھوالی۔

امروہی صاحب کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ مولوی محمد حسین صاحب ان چکنی چھڑی باتوں پر پھسلنے والے نہیں۔

او خوب سے شناسد پیران پار سارا

امروہی صاحب جیسے کچھ قبیح سنت ہیں سب پر روشن ہے۔ اگر وہ قبیح سنت ہوتے تو خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت و رسالت سے توبہ کر کے ایک دنیا پرست مکار کو بروزی اور ظلی نبی اور خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) ہرگز نہ بناتے وہ قبیح سنت ہوتے تو نہ صرف حدیث بلکہ خود قرآن مجید کا ہرگز انکار نہ کرتے۔ وہ قبیح سنت ہوتے تو کلمۃ اللہ سیدنا مسیح کو گالیاں دینا جو ان کے جعلی نبی نے دی ہیں۔ ان کا سننا اور تصدیق کرنا ہرگز گوارا نہ کرتے خصوصاً یہ شعر۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

وہ لوگ کس قدر قسی القلب ہیں جو عیسیٰ جیسے اولوالعزم نبی کو برا کہتے ہیں جن کی عظمت و رفعت و قربت اور جن کی والدہ ماجدہ کی حفت و عصمت کی گواہی قرآن مجید نے دی کہ ”کلمۃ

الْقَهَا الْمَرْيَمَ وَرُوحَ مِنْهٗ“ اور ”امہ صدیقہ“

کیا صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اولیاء اللہ اور ائمہ میں سے کسی نے نبوت کی تفریق کی ہے کہ ایک نبوت ناقصہ دوسری کاملہ ہے اور ناقص نبی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہاں کامل نبی کوئی پیدا نہ ہوگا۔ اور مرزا ناقص نبی ہے کامل نبی نہیں۔ کوئی ان آٹو کی دُموں فاختہ زادوں سے پوچھے کہ تم نے خود ہی اپنے نبی کو ناقص ٹھہرا دیا اور خود ہی ناقص بن گئے۔ کیا معنی کہ ناقص نبی کی امت بھی ناقص ہی ہوگی۔ جب مرزا ناقص نبی ہے اور اپنے کو ناقص نبی بنانے کے لئے تمام اولیاء اللہ حضرت پایزید بسطامی وغیرہ کو ناقص نبی بتاتا ہے تو پھر مرزا میں اور دیگر اولیاء اللہ میں کیا فرق رہا اور کیا ترجیح ہے کہ مرزا پر کوئی ایمان لائے۔ ہر دعویٰ میں حماقت اور تاقص ہے۔ ان بے دال کے بودموں کو اتنی خبر نہیں کہ نبوت اور ولایت کو جمع کرنے میں نبوت کی توہین اور تحقیر ہے۔ ان دونوں کا جمع کرنا ایسا ہے جیسا کوئی ستاروں کو آفتاب کے ساتھ جمع کرے۔ پھر ہم مدلل طور پر ثابت کر چکے ہیں کہ نہ کوئی نبی ناقص ہے نہ کوئی نبوت۔ خدائے تعالیٰ نے ہر نبی کو دنیا میں کامل کر کے بھیجا ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ پر سلسلہ نبوت کاملہ کا خاتمہ ہو چکا۔ تعجب ہے کہ نبوت کاملہ تو ختم ہو جائے اور نبوت ناقصہ باقی رہ جائے اور وہ بھی کس لئے؟ قادیانی مغل کے لئے، جیسی روح دیے ہی فرشتے۔ نبوت کو ناقص بتانا نبوت اور خود انبیاء کی مذمت اور توہین کرنا ہے۔ ہم کو خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں تعلیم دی ہے۔ ”لانفروق بین احد من رسلہ“ اس سے صاف ثابت ہے کہ تمام انبیاء کامل ہیں۔ اسی وجہ سے ہم کو تفریق نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر بعض انبیاء ناقص اور بعض کامل ہوتے تو احکم الحاکمین جو منصف ہے اور کسی کا حق غصب یا تلف نہیں کرتا اور حق دار ہی کو حق عطا کرتا ہے نہ کہ غیر حقدار کو۔ ضرور تفریق بین الانبیاء کا حکم دیتا۔ آنحضرت ﷺ نے باوصف اس کے کہ خاتم الانبیاء ہیں۔ یہی فرمایا ہے کہ ”لانفضلوا فی انبیاء اللہ“ یعنی انبیاء میں تفصیل نہ کرو۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! نبی کی یہ شان ہے برخلاف اس کے مردود قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیکر دوزخ کا کندہ بنتا ہے اور اپنے کو عیسیٰ مسیح سے بہتر بتا کر دارالہوار کو اپنا مسکن بناتا ہے اور تمام بے فکرے اپانچ۔ زلکھوے بے ایمان مرزا اور اس کے شیطانی احکامات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کیا اس کے معنی اتباع سنت ہیں۔

مولوی عبد اللہ چکڑالوی عامل بالقرآن تو ہیں۔ مرزا تو نہ عامل بالقرآن ہے نہ عامل حدیث۔ وہ تو عامل بامر حکم و مطیع نفس امارہ ہے۔ مطلب کی بات حدیث سے بھی لے لیتا ہے اور قرآن سے بھی۔ اپنی تصویر کی پوجا کرانے میں کہتا ہے کہ قرآن میں حرمت تصویر کا کہیں حکم نہیں اور

جب کہا جاتا ہے کہ قرآن میں مہدی کے بھی تو دوبارہ آنے کا ذکر نہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ذکر حدیث میں ہے۔ الغرض مرزا کا مطلب ثابت ہو تو حدیث اور قرآن دونوں پر ایمان ورنہ دونوں سے انکار پر تادیلیں ایسی سڑی بسی، گتھی، گتھی جیسے اس کے اپناج خواری۔

امر وہی خوب یاد رکھے کہ اس نے روغن قازل کر جو بمقابلہ اہل قرآن الہدیت کو شمشے میں اتارنا چاہا ہے تو مرزا کو اہل قرآن جس قدر لحد و مر تہ سمجھتے ہیں اس قدر بلکہ اس سے بڑھ کر الہدیت اس کو اکثر والحد و اضل اور مضل یقین کرتے ہیں۔ ہم بھی دیکھیں مولوی بنالوی صاحب کیوکر امر وہی کے دام میں پھنستے ہیں۔

۵ حدیثیں کشفی طور پر صحیح ہو جاتی ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۳۰ مارچ اپریل کے الحکم میں مرزا قادیانی نہ صرف عیسیٰ مسیح بلکہ سرے سے تمام انبیاء کے معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ عصمت بی بی ازبچاوری ہے۔ چونکہ آپ بردوزی اور ظلی نبی اور مسیح نہ مہدی بنے ہیں مگر کوئی معجزہ یا کرشمہ دکھانہیں سکتے۔ لہذا معجزات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ واقع میں نہ عیسیٰ مسیح سے سرزد ہوئے نہ کسی اور نبی سے۔ مرزا قادیانی تو پورے شعبہ ہا زمداری بھی نہیں جس طرح پورے زمانہ نہیں۔ رتل کی رو سے پیشینگوئی کی مگر ہوا میں اڑ گئی اوروں کی نسبت کیا خاک پیشینگوئی پوری ہوتی خود اپنی اور اپنے گھر کی پیشینگوئی پوری نہ ہوئی۔

تو براوج فلک چہ دانی صحت
چون ندانی کہ درسرائے تو کیست

گو یاد دنیا نے انبیاء کو ویسے ہی مان لیا۔ کسی معجزے یا خرق عادت کی وجہ سے نہیں۔ عیسیٰ مسیح کے احیاء اموات کے قائل نہیں۔ بلکہ اجماعی الموتی ہا ذن اللہ سے احیاء قلوب یعنی ہدایت مراد لیتے ہیں۔ لیکن کیا یہ معجزہ نہیں۔ حالانکہ آپ عیسیٰ مسیح کو نبی تو کیا معنی مہذب انسان بھی یقین نہیں کرتے۔ مگر ان سے معجزے کا صادر ہونا تسلیم کر لیا۔ بات بات میں تاقض اور حماقت ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے معجزات انبیاء سے تو بد بھی انکار مگر کشفی طور پر موضوع احادیث بھی صحیح ہو جاتی ہیں یعنی اولیاء اللہ اور اہل کشف الہام کی رو سے احادیث کو صحیح کر لیتے ہیں۔ گویا یہ معجزہ اور کرامت اور خرق عادت نہیں۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب (بنالوی) نے خود لکھ دیا ہے کہ اہل کشف اور ولی الہام کی رو سے احادیث کی صحت کر لیتے ہیں (یعنی خود آنحضرت ﷺ سے) ہم کو یقین نہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب نے ایسا کہا ہو اور اگر درحقیقت لکھا ہے تو یہ شائد اس

زمانہ کا ذکر ہے جب کہ نہ صرف مولوی صاحب بلکہ بعض دوسرے اہل اسلام بھی مرزا کو ایک خالص بزرگ آدمی سمجھتے تھے۔ تاہم ایسا لکھنا قابل افسوس ہے کیا معنی کہ اب دنیا میں موضوع اور مدلس حدیث ایک بھی نہ رہے گی سب صحیح ہو جائیں گی۔ یعنی ایک دنیا پرست مکار چند حتماء کے سامنے بنکار اٹھے گا کہ فلاں حدیث جس کو موضوع بتایا جاتا ہے صحیح ہے اور میں نے شنی طور پر آنحضرت ﷺ یا دیگر اصحاب سے اس کی تصدیق کر لی ہے یا مجھ پر الہام ہو گیا ہے جیسا کہ ظلی اور بروزی مرزا جو اپنے کوتاہی احمد قرار دیتا ہے وہ تو دم کے دم میں جسدِ عنصری سے نکل کر اپنے کو عالم برزخ میں پہنچا سکتا ہے اور پھر کھٹ سے قادیان میں اتر سکتا ہے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ رجال الاحادیث جن میں بڑے بڑے علماء اور صلحاء اور مشائخ تھے انہوں نے عبث احادیث کی تنقید میں جانکار رہی کی اور اپنے کو گھلایا۔ کیا ان میں سے کسی کا مرتبہ مرزا کے برابر نہ تھا کہ کشفی طور پر احادیث کی صحت کر لیتے۔ بھلا ایسے کھلے مضمون سفسطوں میں تو وہی لوگ آتے ہیں جن کا ایمان مردہ ہو گیا ہے یا جن کی آنکھ پھوٹ گئی ہو۔ کوئی عقلمند اور سچا مسلمان تو کیوں آنے لگا۔

پھر کشف والہام جس طرح موضوع احادیث کو صحیح کر سکتا ہے اسی طرح ان احادیث کو جو صحیح سمجھتی جاتی ہیں غلط کر سکتا ہے۔ اب مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کا الہام اور کشف کیوں صحیح طور نہ مانا جائے جو صحیح احادیث کو بھی غلطی اور ساقط الاعتبار بتاتے ہیں۔ اس کی کیا دلیل ہے کہ فلاں شخص پر تو کشف والہام ہوا ہے اور فلاں پر نہیں ہوا جبکہ کشف والہام ایک مرئی اور محسوس امر نہیں۔ کیا مرزائیوں میں سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم نے مرزا قادیانی پر جمعرات کے ساڑھے دو بجے الہام کا دو گنگڑا برستے دیکھا ہے جس کی ہیئت کذا کی بالکل ایسی تھی جیسی قطب صاحب کی لاٹھ کی یا جیسے منارۃ الاسحٰق قادیان کی۔ اس سے یہ خرابی بھی لازم آئی کہ شریعت اسلامی کوئی چیز نہیں۔ اہل کشف و اہل الہام جس حدیث کو چاہیں صحیح اور جس حدیث کو چاہیں غلط کر سکتے ہیں۔ پھر ظاہر ہے کہ الہام خدا کی طرف سے ہو پس ایک مدعی الہام یا مفتری علی اللہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں قرآنی آیت کی تعمیل کا اب زمانہ نہیں اور مجھ پر الہام ہو چکا ہے یعنی اب یہ آیت صحیح ہو گئی ہے اور قرآن میں پہلے بھی ناسخ و منسوخ آیات موجود ہیں۔

دیکھو مرزا قرآن کا نسخ نہیں کر رہا تو کیا کر رہا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ فلاں آیت میری نسبت ہے اس کے باوجود معنی ہوئے کہ آنحضرت ﷺ درحقیقت نبی ہی نہ تھے بلکہ ان کے ذریعے سے قرآن مجھ پر اترا ہے یا یہ معنی ہیں کہ فلاں آیت کا آنحضرت ﷺ پر نازل ہونا منسوخ ہو گیا ہے

اور اب خدائے تعالیٰ نے مجھ پر اس کے نزول کی منظوری بھیج دی ہے۔ اور جس طرح دنیا کی گورنمنٹیں ہمیشہ ایک اور سرگرم وغیرہ منسوخ کرتی رہتی ہیں اور اپنے ہاتھوں کا عزل و نصب تقرر و تبدل حسب مصلحت و موقع وقت عمل میں لاتی رہتی ہیں۔ یہی کیفیت آسمانی گورنمنٹ کی ہے۔ الغرض اہل کشف اور اہل الہام جو چاہیں کریں وہ ہر طرح مختار ہیں۔ اندھے کی داد نہ فریاد اندھا مار بیٹھے گا۔ ایسی ہی حماقت آمیز باتوں سے دیگر مذاہب کی نظروں میں مذہب اسلام حقیر اور ذلیل اور پوچ نظر آتا ہے۔ الہام کا ڈر باسلامت ہے تو دیکھتے جائیے۔ کیسی کیسی نگڑوں کی صدائیں سننے میں آتی ہیں۔ مرزا قادیانی تو جو چاہے سو کہے۔ اس کو اسلام سے سروکار ہی نہیں۔ تعجب تو مولوی محمد حسین صاحب پر ہے کہ انہوں نے کسی ترنگ میں ایسا لکھ مارا جو مرزا کے لئے دستاویز ہو گئی۔

اگرچہ مرزا کا یہ دعویٰ ہے کہ میں مستقل نبی ہوں اور ہر ایک شریعت کو نسخ اور نسخ اور اپنے کشف والہام سے آنتوں اور حدیثوں کو صحیح یا غلط کر سکتا ہوں۔ لیکن اس نے موضوع حدیثوں کے صحیح کرنے کے الزام کا جو مولوی بنا لوی کی گردن پر رکھ دیا ہے۔ کہ سب سے پہلے اس کے قائل وہی ہیں جو درحقیقت صاحب کشف والہام نہیں۔ پھر میں باوصف صاحب کشف والہام اور مستقل نبی ہونے کے کیوں اس کا قائل نہ ہوں۔ مجھ پر تو یہ واردات بروقت گزرتی رہتی ہیں۔

مولوی صاحب جو اپنے کو الہمدیث کا لیڈر بتاتے ہیں۔ جب دیگر مذاہب والوں کو ان کا یہ اجتہاد معلوم ہوگا تو ضرور یہی کہیں گے کہ تمام الہمدیث کا معاذ اللہ یہی عقیدہ ہے۔ بات یہ ہے کہ جب انسان میں خلوص نہیں رہتا یا کسی خود غرض کے دھوکے میں آجاتا ہے تو اس سے ایسی ہی حرکات سرزد ہوتی ہیں کہ اپنے ساتھ ساری سوسائٹی کو بدنام کر دیتا ہے۔ مذاہب غیر والے کہہ سکتے ہیں کہ مذہب اسلام کی باگ تو اسلامی علماء و فضلاء و اولیاء اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ اسلام کی جس بات کو چاہیں رد کر دیں اور جس بات کو چاہیں صحیح اور درست کر دیں اور اس صورت میں اسلام خدائی مذہب نہیں۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“

۶ دین مرزائی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

موجودہ زمانہ میں چونکہ مذاہب آزاد ہیں لہذا طرح طرح کے جدید مذاہب کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ اکثر مذاہب میں ریفاہ مر (مجدد) بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ زمانے کی ترقی کے آثار ہیں لیکن اصطلاح اور چیز ہے اور ترمیم اور نسخ اور چیز۔ مرزا قادیانی مسلمانوں سے سرخرو بننے اور ان کو دھوکا دینے کے لئے اپنے کو مجدد بتاتے ہیں اور حدیث کا حوالہ دیتے ہیں کہ ”ہر صدی پر مجددی“

الدرین پیدا ہوگا۔“ مگر حدیث میں یہ نہیں کہ وہ نبی بھی ہوگا بلکہ حدیث میں تو ”لانیسی بعدی“ مطابق آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ وارد ہے۔ مرزا قادیانی مجددی الدین والی حدیث کی تو تاویل نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ ان کے منشاء کے موافق ہے۔ مگر حدیث ”لانیسی بعدی“ کی تاویل کرتے ہیں اور چونکہ اسی حدیث اور ایک دوسری حدیث میں دجالوں، کذابوں اور دجالوں خلعون وارد ہوا ہے۔ لہذا ایسی حدیثوں سے ناک بھون چڑھاتے ہیں۔ تاویل بھی نہیں کرتے کیونکہ یہ ان کے دعوے نبوت کا ذبیہ کے لئے بلا وسواس بے التباس فاس الراس ہے۔

مجدد اور نبی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہر مذہب کا مجدد اس مذہب کے نبی کا تابع ہوتا ہے نہ کہ خود نبی۔ کیونکہ تابع ہرگز نبی نہیں ہو سکتا۔ مگر مرزا قادیانی امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ تابع بھی ہیں اور متبوع بھی۔ مسیح موعود بھی ہیں اور اصلی مسیح کو گالیاں بھی دیتے ہیں۔ مستقل نبی بھی ہیں اور ظلی بھی یعنی اصلی نبی بھی ہیں اور ظلی بھی۔ علیٰ ہذا کس کس خرافات اور تناقضات کو رد دیا جائے مگر جو کاش کے آؤ دام میں پھنسنے ہوئے ہیں ان کو کون سمجھائے۔ اور جو اصحاب الفیل ہاتھی کا روٹ چکھ رہے ہیں وہ بڑھتی دولت کے خواہاں ہو کر آنکھوں کے اندھوں کی گانٹھ کیوں نہ نکالیں۔

اگر مرزا قادیانی مجدد ہوتے تو دین محمدی کو چھوڑ کر اپنا نیا دین یعنی دین احمدی ہرگز قائم نہ کرتے اور چیلے جا پڑوں کو بجائے محمدی بنانے کے احمدی یعنی غلام احمدی نہ بناتے اور نہ سرکلر جاری کرتے کہ جو شخص مجھے مستقل نبی وغیرہ نہ مانے وہ واجب القتل ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک مسلمان جو محمد ﷺ کا تبع ہے اور آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں مانتا واجب القتل ہے۔ اب اسلامی پبلک سمجھ سکتی ہے کہ وہ سگ دنیا مارا اور دجال واجب القتل ہے جو ہندوستان کے ۲ کروڑ محمدی مسلمانوں کو واجب القتل بناتا ہے یا تمام مسلمان؟

کوئی حکمت عملی کوئی مصلحت ضرور ہے کہ مسیح کی طرح آنحضرت ﷺ پر کھلم کھلا سب و لعن نہیں کیا جاتا۔ اگرچہ ضمناً اور معنی کل انبیاء پر سب و لعن ہو چکا ہے۔ کیا معنی کہ جس شخص نے ایک نبی (عیسیٰ مسیح) کو گالی دی اس نے قرآن کا خلاف کیا اور تمام انبیاء کو گالی دی۔ انتظار صرف یہ ہے کہ نشیب میں پانی اچھی طرح نہیں مرا۔ مرزائی ابھی تعلیم و تربیت میں ادھرے ہیں۔ نبوت کے پرائمری سکول میں تعلیم پار ہے ہیں۔ ابھی ایسے گستاخ اور بے ادب نہیں ہوئے جیسا مرزا کا منشاء ہے۔ ”مگر دیر آید درست آید“ تمام بدن کی سونیاں تو کھل گئی ہیں صرف پلکوں کی سونیاں باقی ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو شخص لوگوں کو تمام انبیاء سے بڑا کر اپنی نبوت کا رشتہ جوڑتا ہے اس کے دل میں کسی نبوت کی وقعت کیونکر ممکن ہے۔ وہ تو انبیاء کا کھلا رقیب ہے اور دل سے چاہتا ہے کہ صفحہ

دنیا سے ان کا نام تک مٹ جائے اور دنیا کے دلوں پر مہر لگ جائیں کافروں میں سیسہ اور پارہ بھرا جائے کہ بجز مرزائی دین اور مرزائی نبوت کے کسی دین اور کسی نبی کی نبوت کی آواز دنیا نہ سن سکے۔ بس چار طرف میں ہی میں ہوں۔ جس طرح لمبی یہ چاہتی ہے کہ سب اندھے ہو جائیں اور جب چھینکا ٹوٹ پڑے تو جلیبیاں میرے ہی حصے میں آئیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۲ مئی کے شمارہ نمبر ۲۰ کے مضامین

.....۱	کلام کی تاویل سے متکلم کی توہین ہوتی ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	قادیانی گھنٹہ گھر۔	حاج بن پشاور!
.....۳	مرزائیوں کا تعصب۔	محمد ظہور خان سوداگر شاہجہاں پور
.....۴	کشمیر مردم شماری کا غضب ناک فقرہ	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	اروی صاحب ملت رسول کی بظاہر کیل حمایت کرتے ہیں؟	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزا قادیانی کے فتوے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	لندن کی مسیح اور قادیانی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ کلام کی تاویل سے متکلم کی توہین ہوتی ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اگر تاویل صرف انسانوں کے کلام تک محدود رہتی تو چنداں غم نہ ہوتا کیونکہ انسانوں کا کلام صدق و کذب دونوں کا مجموعہ ہے۔ موجودہ زمانے میں تو انسانوں کے کلام کی طرح آسمانی کتابوں کی بھی تاویل اور تویل ہو رہی ہے اور چاروں طرف اسی کا بازار گرم ہے۔ خصوصاً مذہب اسلام میں تو تاویلات ہی نے جنگ و ہتھیار دولت قائم کر دی ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں دوسرا کہتا ہے یہ معنی ہیں۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ کسی کلام کے مختلف معنی ہوں۔ خصوصاً کلام الہی کے۔ کسی کلام کا مختلف المعنی ہونا حد درجہ کی قباحت اور خرابی اور اس کی مسلمہ فصاحت و بلاغت بردہا ہانگانے والی اور بالآخر یہ نتیجہ نکالنے والی ہے کہ وہ کلام بھی جھوٹا اور متکلم بھی جھوٹا۔ موجودہ سلطنتیں بھی خلاف بیانی کے مرتکب کو سزا دیتی ہیں۔ اگر تاویل پر مدد رکھا جائے تو کوئی کلام سچا نہیں ٹھہر سکتا اور نہ متکلم کا اصل منشاء کسی پر کھل سکتا ہے۔ کیونکہ ہر کلام میں تاویل دخیل ہو سکتی

ہے۔ کسی کلام کا اجمال و ابہام بھی محل فصاحت و بلاغت ہے کیونکہ اس کا واروہد ارتاویل پر ہے۔ یعنی یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کے معنی درحقیقت کچھ بھی نہیں۔ محض الفاظ کا قالب اور خالی خولی برہنہ ڈھانچہ ہے جس کو تاویل کرنے والا معنی پہناتا ہے۔ پھر جب دوسرا ماؤل اس کو غلط کر دیتا ہے تو وہ ڈھانچا بدستور ٹھکے کا نگارہ جاتا ہے۔ ایک نے معنی پہنائے دوسرے نے وہ لباس اتار کر نیا لباس پہنایا اور اہم جرا۔ ملاحظہ کیجئے سیدھے سادھے کلام کی کس قدر بے وقوفی اور تقضیح ہوئی۔

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا

خیر سے ہمارے مرزا قادیانی کی ظلی اور بروزی نبوت کا کاغذی جہاز تو تاویل ہی کے طوفان خیر سمندر میں چل رہا ہے۔ آپ کو آسانی باپ نے تاویل و تسویل کا وہ سلیقہ عطا کیا ہے کہ آج تک کسی کو عطا ہی نہیں ہوا۔ تمام علماء متکلمین تمام محدثین تمام مفسرین کلام الہی کے وہ معنی نہیں سمجھتے جو انیسویں اور بیسویں صدی میں آپ سمجھے ہیں۔

تاویل کرنے والا تاویل نہیں کرتا بلکہ متکلم کے کلام کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کا اصلی مقصد یہ ہوتا ہے کہ متکلم نے غلطی کی ہے اس کو کلام کرنے کا سلیقہ نہ تھا ورنہ وہ کلام میں یہ الفاظ لاتا جن کو میں اپنی تاویل میں ظاہر کر رہا ہوں۔ قرآن مجید ”بحر لون الکلم عن مواضعہ“ سے ایسے ہی لوگوں کی تصدیق کرتا ہے۔

پھر تاویل کی بنیاد محض خود فرضی اور نفسانیت پر ہوتی ہے مثلاً مرزا قادیانی اور ان کے حواری آیت ”ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین“ کے التیسین میں الف لام عہد دہنی بتاتے ہیں یعنی آپ ان انبیاء کے خاتم ہیں جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کیا کہنا۔ ایسی تاویل تو خرد جال کو بھی نہیں سوجھی اور نہ سوجھ سکتی ہے۔ آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ الف لام استغراق کس موقع پر آتا ہے اور الف لام عہد دہنی کس موقع پر آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ جمع پر ہمیشہ الف لام استغراق کا ہوتا ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس صورت میں تو ہرنی اپنے سے پہلے انبیاء کا بلکہ ہر انسان اپنے سے پہلے انسانوں کا خاتم ہوگا۔ خصوصیت کیا رہی؟ اور خدائے تعالیٰ کا جو کلام عمل مدح میں تھا وہ عمل ذم میں ہو گیا۔ پھر مرزا قادیانی جو اپنے کو خاتم الخلفاء بتاتے ہیں تو آپ بھی گزشتہ خلفاء (انبیاء) کے خاتم مظہرے نہ کہ آئندہ انبیاء کے۔ پس ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد کوئی خلیفہ (نبی) صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود ظلی و بروزی نبی و امام الزمان) اور بھی پیدا ہو۔ حالانکہ ایسا کہنے والے پر مرزا قادیانی بھی ابھی مٹنی چھرا تیز کریں گے۔ لیکن جناب آپ نے آیت قرآنی کی ایسی تاویل کی کہ آپ نے منہ سے اپنی رسالت و نبوت کی کھذب کر دی۔ یہ ہے تاویل کا نتیجہ۔

اجماع امت اور سیاق و سباق اور لغت اور فن بیان و معانی کے خلاف قرآن مجید کی تاویل کرنا بچوں کا کھیل نہیں۔ ہم باز ہا لکھ چکے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ قادیان ہا لکل جہلاء اور انبیاء کا مسکن ہے۔ ان میں نہ کوئی حدیث و قرآن کا عالم ہے نہ کوئی فلسفی اور محکم ہے۔ نہ کوئی فن معانی و بیان اور فصاحت و بلاغت اور فن بدیع سے واقف ہے کہ بلکہ ہم بڑے دعوے سے کہتے ہیں کہ صرف دعوے سے بھی کما حقہ کوئی واقف نہیں۔ پس کس کی طاقت ہے کہ مجدد السنہ مشرقیہ سے آنکھ ملا سکے۔ انشاء اللہ! شوکت۔

دلیروں سے غرض ہے بزدلوں سے کام کیا اس کو
کہ شیوہ شیر گیری ہے غزال چشمِ فغاں کا
۲ قادیانی گھنٹہ گھر

ج، ن۔ پشاور

۳۰ مارچ ۱۹۷۱ء کے اخبار الحکم میں قادیانی گھنٹہ گھر کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور کی خدمت میں بہت کچھ رونا روایا گیا ہے۔ مگر تمام دروغ بظردغ اور سرتاپا دھوکا دکر دزدور ہے اور اس گھنٹہ گھر کی نسبت لکھا ہے ”خاص کر یہ منارہ اسلام کی مذہبی رسوم میں سے ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۶۶) یعنی اسلام میں ایسی صد ہا رسوم مثل تثلیث پرستوں اور اجموبہ پرستوں کے موجود ہیں جن میں سے یہ ایک گھنٹہ گھر کی بھی رسم ہے۔ ”لعنة الله على الكاذبين“ اس جھوٹ اور دھوکہ دہی کی بھی کوئی انتہا ہے۔ پبلک بلکہ حکام کی آنکھوں میں خاک ڈالنا اسی کو کہتے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اسلامی عمارتیں تو مساجد ہیں۔ گھنٹہ گھر مذہبی عمارت آج تک نہیں سنی گئی جن کی رسم ادا کرنا اسلامی رسم ہو سکے۔ اسلام میں تو پختہ مکان بھی ڈھانچنے کے قابل ہے۔ جیسا کہ ایک صحابی نے اپنا ایک چھوٹا سا پختہ گول گھر بنایا تھا مگر آنحضرت ﷺ کی ناراضی سے ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے حاجت سے زیادہ مکان بنانے پر اس کے مالک پر عتاب فرمایا ہے۔ یہ پختہ مکانات علامات قیامت سے ہیں۔ یہ قادیانی گھنٹہ گھر ڈھانچنے کے قابل ہے۔ اس کی مخالفت سچے مسلمانوں پر فرض ہے۔ چہ جائیکہ اس کو مذہبی عمارت تصور کر کے اس کی رسم ادا کی جائے۔

الحکم اس گھنٹہ گھر کو اسلامی عمارت بنانے میں کیا عمدہ دلیل پیش کرتا ہے۔ ”منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بہت بڑا گھنٹہ جو چار سو پانچ سو روپیہ قیمت کا ہوگا نصب کر دیا

جائے گا تا کہ نمازی لوگ اپنے وقت کو پہچانیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۱۶) اول تو حلوائی کی دکان اور دادا جی کی فاتحہ۔ لوگوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی کا روپیہ جو طرح طرح کے مکروہ حیلوں سے ٹھکا جاتا ہے وہ اس بے دردی سے فضول عمارتوں میں برباد کیا جاتا ہے جو بحکم آیت ”ان المبلدین کانوا اخوان الشیاطین“ یہ اسراف و فضل شیطانی ہے جو اسلام میں حرام ہے۔ علاوہ ازیں اسلام میں نماز کے واسطے اذان مقرر ہے۔ گھنٹہ تو کفار کا طریق ہے۔ جس کی مخالفت کا حکم اسلام میں ہے۔ پس گھنٹہ گھر کو اسلامی عمارت کہنا حکام کو صریح دھوکہ دینا ہے۔ اسلام میں آواز جس یعنی گھنٹہ آواز شیطانی ہے۔ اس کو اسلام سے کیا نسبت یہ جدید عیسائی (مرزائی) تصویر پرستی تثلیث پرستی میں پرانے عیسائیوں سے سبقت لے گئے ہیں۔ ان کے مذہب میں گھنٹہ گھر عبادت گاہ ہو سکی۔ مگر مذہب اسلام کیوں بدنام کیا جاتا ہے۔ الحکم میں اس دھوکے بازی سے قادیانی گھنٹہ کو مذہبی عمارت بتلا کر مندروں اور گر جا گھروں جیسے حقوق طلب کرتا ہے۔

گھنٹہ گھر پر لوگوں کا یہ اعتراض کہ دوسروں کے گھروں کی بے پردگی ہوگی بہت معقول اور بالکل صحیح ہے۔ اسلام میں کسی کے گھر کے اندر جھانکنا تا کتنا سخت گناہ ہے۔ اسلام کسی کی بے پردگی اور دل آزاری روانہ نہیں رکھتا۔ یہ تمام مرزائی مذہب کے اصول ہیں کہ جس طرح ہو سکے خلق اللہ کی دل آزاری کی جائے اور طرح طرح کی تداہیر فتنہ و فساد برپا کرنے کی نکالی جائیں۔ یہ مذہب گویا خلل اندازی امن مطلق اور فتنہ و فساد کی بنیاد قائم کرنے کے واسطے بنا ہے۔ اللہ اس مذہب کے شر سے مسلمانوں اور تمام مخلوق خدا کو بچائے۔ آمین!

۳ مرزائیوں کا تعصب

محمد ظہور خان سوداگر شاہجہان پور!

اہل سنت کے ساتھ مرزائیوں کا تعصب روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ خصوصاً جیسے مرزا قادیانی نے اپنے معتقدین و مریدین کو اہل سنت سے علیحدہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے تب سے ان لوگوں کی جماعت بھی علیحدہ ہوتی ہے۔ بات تو جب تھی کہ مرزا قادیانی مرزائیوں کے لئے نماز بھی نئی تصنیف کرتے۔ معلوم ہوتا ہے ابھی مرزا قادیانی نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ ابھی نئے نبی ہیں نئی امت میں رفتہ رفتہ سب کچھ ہو رہے گا۔ مرزائیوں کے تعصب کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہمارے شہر شاہجہان پور میں ایک با خدا عالم دین دار متقی پرہیزگار عارف باللہ حضرت مولانا عبیدالحق صاحب مرحوم کا انتقال تقریباً دو ہفتہ ہوئے بوجارضہ ہیضہ ہوا۔ مرحوم نہایت بزرگ خداترس عابد

زاہد شخص تھے۔ شاہجہان پور میں ان کی کوشش سے ایک مدرسہ بھی قائم ہوا جس میں سینکڑوں طلباء پڑھ کر فیضیاب ہوئے تمام شہر کو مرحوم کی ناگہانی موت پر بے حد افسوس اور صدمہ ہے مگر ناخدا ترس فرقہ مرزائیہ بجائے اس کے کچھ رنج کرتے، لگے بظلیل بجانے کہ چونکہ مرزا قادیانی کو مولوی صاحب مرحوم نہیں مانتے تھے۔ لہذا لعنتی مرض ہیضہ میں انتقال ہو گیا۔ حالانکہ حدیث شریف میں اسپہال کو بھی اسباب شہادت سے گنا ہے۔ مگر حدیث کون مانتا ہے اور بات بھی ٹھیک ہے۔ نئے پیغمبر کی حدیثوں کو مانیں یا پرانی و قدیم حدیثوں کو ہر مقامی اخبار کا فرض منہی ہے کہ شہر کی قابل ذکر خبریں لوکل کالم میں درج کرے مگر اخبار ایڈورڈ گزٹ شاہجہان پور باوجود یہ کہ اس ساتھ عظیم کو عرصہ گزر گیا اور مولانا مرحوم کے انتقال کے بعد اخبار مذکور کے چار نمبر شائع ہو چکے لیکن افسوس کہ لوکل کالم اب تک اس خبر سے خالی نظر آتا ہے۔ اگرچہ مشہور ہے مگر ہم کو یقین نہیں کہ مذکورہ بالا اخبار کے ایڈیٹر صاحب مرزائی ہوں اور مرزا کو مسج موعود مانتے ہوں۔ تعجب ہے کہ مولانا مرحوم کے انتقال کی خبر اپنے اخبار میں کیوں نہیں چھاپی۔

۳ کمشنر مردم شماری کا ایک غضبناک فقرہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی بار بار محض للوچو سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجتے ہیں کہ میں جہاد کے خلاف ہوں۔ کمشنر مردم شماری نے اپنی رپورٹ میں گویا مرزا قادیانی کے ٹھیک عندیے اور زعم کا یوں جواب دیا ہے ”اگرچہ یہ مثلاً (غلام احمد قادیانی) مذہبی جنگ (جہاد) کے خلاف ہے مگر عیسائیت، ہندو مذہب، شیعہ مذہب اور انگریزی تعلیم کی تحریک کی جس کا مرکز علی گڑھ ہے۔ سختی سے مخالفت کرتا ہے۔“ ذرا انگریزی اخباروں میں بھی دیکھو کہ لفظ مثلاً کیسے شخص کی نسبت مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً مثلاً، خشک عالم، مثلاً ہاڈا، مثلاً سوامی، مثلاً اخوند، مثلاً دیوانہ وغیرہ، انگریزی اصطلاح میں مثلاً کے معنی جنگجو کے ہیں۔ مرزا قادیانی تو محض بودم ہیں۔ اس غضب ناک اور عبرت ناک اور ہولناک فقرے کے نتیجے میں اور اس کی تہ تک کیوں پہنچنے لگے۔ وہ تو منارے کے گنبد میں بیٹھے ریگ ماہی اور ستھنور ملی ہوئی نان خطائیاں چکھ رہے ہیں۔ ہم سے سنئے مندرجہ بالا فقرے کا یہ مطلب ہے کہ مرزا اگر واقعی جہاد کا مخالف ہے تو صرف اس جہاد کا جو گورنمنٹ سے کیا جائے۔ (جس کا وجود ہندوستان میں نہیں) مگر وہ جہاد کا عموماً مخالف نہیں یعنی پادریوں، آریوں، شیعہ اور انگریزی تعلیم کے حامیوں کو اشتعال دلا کر سب سے جہاد کرنا چاہتا ہے۔ گویا گورنمنٹ کے ساتھ

جہاد کرنے کا تو منکر ہے مگر دنیا سے جہاد کرنے کے لئے غم ٹھوک رہا ہے۔

مرزا قادیانی کی عجیب کیفیت ہے کہ جس ہانڈی کھائیں اسی ہانڈی چھید کریں۔ سرسید کے خیالات اخذ کر کے اپنا کپاؤ لٹھ نہب تراشا اور سرسید ہی کے لگائے ہوئے درخت علی گڑھ کالج کی تعلیم کے مخالف بن گئے۔

سرسید نے ہمیشہ تمام انبیاء علیہم السلام اور کبراء اسلام کی عظمت کی ہے۔ بھلا ان کی تحریروں میں کوئی ایک لفظ تو ایسا دکھا دے جو انبیاء کی کسر شان کا موہم ہو۔ کم ظرف اور اوجھے تو صرف مرزا قادیانی ہیں کہ چٹھک پڑے اور منہ کی راہ براز کرنے یعنی انبیاء کو گالیاں دینے لگے اور بتانے لگے کہ میں ان سے بہتر ہوں۔

فی الحقیقت مرزا قادیانی مقدس بزرگوں کو گالیاں دینے میں ساری دنیا سے فرو ہیں۔ یعنی کسی مذہب کے پیشوا نے دوسرے مذہب کے پیشوا کو کبھی برا نہیں کہا۔ کیا ہنود کے کسی اوتار نے اسلامی انبیاء کو برا کہا ہے کیا بودھ نے کسی نبی کو گالی دی ہے۔ انبیاء اور رفقا مردوں اور اوتاروں کے نام لیوا کی تو ہم کہتے نہیں۔ مثلاً بے ادب اور گستاخ آریا وغیرہ جن کا درحقیقت کوئی مذہب نہیں اور جو محض عقل خام کی دیگ میں اپنے مذہب کی کچھڑی پکار ہے ہیں مگر مرزا اور مرزائی سب وشم میں آریا کے بھی کان کاٹ رہے ہیں اور روز بروز گستاخ اور خیرہ سرہوتے جاتے ہیں۔ انبیاء کی وقعت ان کے دلوں سے بالکل اٹھ گئی ہے۔ بظاہر مسلمان رہنے کے لئے آنحضرت ﷺ کا نام کبھی کبھی لیتے ہیں۔ چند روز میں یہ بھی بھول جائیں گے اور اپنے نئے نبی کا کلمہ جس طرح اب دل میں ہے اسی طرح زبان پر ہوگا۔

پس کسٹرمروم شماری نے بہت ٹھیک لکھا ہے کہ مرزا گورنمنٹ سے جہاد کرنے کا تو مانع ہے مگر خود ساری خدائی سے جہاد کرنے پر آمادہ ہے۔ ڈائنامیٹ اور بم کے گولوں کا میگزین تیار ہو رہا ہے یعنی مذہب غیر کو مشتعل کرنے والی کتابیں چھاپ رہا ہے۔ بس توپ میں بتی پڑنے کی دیر ہے پھر تو عالمگیر آگ پھیل جائے گی جس کے بجھانے پر گورنمنٹ بھی قادر نہ ہوگی۔ اور اس خواہ گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مذہب سے جنگ کرنا یا ان کو اشتعال دلانا خود مجھ سے جنگ کرنا اور مجھے اشتعال دلانا ہے۔ کیونکہ اس سے امن قائم نہیں رہ سکتا۔

۵ امر وہی صاحب سنت رسول کی بظاہر کیوں حمایت کرتے ہیں؟

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

یہ تو ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے بعد ختم نبوت ایک نیا نبی گھڑ لیا ان کا دعویٰ اجاب سنت

کیونکہ مسوع ہو سکتا ہے۔ نبی برحق ﷺ کی نبوت سے تو انکار اور ان کی سنت پر چلنے کا اقرار کیا جسے رکھتا ہے؟ ضرور اس میں کوئی کید ہے:

ہم جانتے ہیں نفس پر آنے کا مدعا آسودگی پسند تری شوخیاں نہیں
 اگرچہ تمام انبیاء کی کوئی عظمت و وقعت مرزا قادیانی اور ان کی امت کے دل میں نہیں
 مگر چونکہ مرزا قادیانی اپنے کو ظلی اور بردوزی ہی بتاتے ہیں یعنی آپ آنحضرت ﷺ کے ظل اور
 بروز ہیں تو انہوں نے دیکھا کہ سنت رسول اللہ کی کھلم کھلا مخالفت کرنے سے دنیا پر یہ ثابت ہو گا کہ
 یہ کیسا ظل اور بروز ہے جو اپنی اصل کی مخالفت کرتا ہے اور چونکہ عیسیٰ کی مخالفت کرنے اور ان کو
 گالیاں دینے سے (حالانکہ آپ ان کے بھی مغیل ہیں) اپنے ماتھے پر کلک کا پیکار لگا چکے ہیں تو مرزا
 قادیانی اور ان کے حواریین نے یہ خیال خام پکایا کہ عیسیٰ مسیح کی مخالفت صرف عیسائیوں کو ناگوار
 ہوگی نہ کہ مسلمانوں کو (حالانکہ مسلمانوں کو بھی عیسیٰ مسیح پر شب و دشمن کرنے سے کچھ کم صدمہ نہیں
 پہنچا) مگر مرزائی اس کو سہ گئے اور شربت کا گھونٹ سمجھ کر پی گئے۔ تو اب مرزا قادیانی اور امر وہی
 صاحب کو خوف ہوا کہ ہم نے جو احادیث کی مخالفت کی ہے تو ایسا نہ ہو بعض کچھ مرزائی جن پر اچھی
 طرح بروزیت اور ظلیت کا سمریزم دم نہیں ہوا یہ سمجھ کر مرزا جو اپنے کو اہل سنت جماعت میں گنتا
 ہے۔ سنت رسول اللہ و سنت صحابہ کا کٹا مخالف ہے۔ فرٹ ہو جائیں اور پھر کلنگ کا ایک دوسرا ٹکڑا
 ماتھے جائے اور بقول مثل دھوبی کا گنا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ جس طرح عیسائیوں اور محمدیوں سے مطرود
 ہوئے اسی طرح مرزائیوں سے بھی مردود ہونا پڑے۔ پس وہ سنت سنت بگھار رہے ہیں۔

امروہی صاحب کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور کون نہیں سمجھ سکتا۔ اور
 اگر وہ واقعی سنت رسول اللہ ﷺ کے حامی ہیں تو غالباً نئے نبی کے انحال سے تائب ہو گئے ہیں اور
 ایمان کی تجدید کر لی ہے، اس صورت میں چشم ماروٹن دل ماشاد اور ہم امر وہی صاحب کو مبارکباد
 دیتے ہیں۔ اب امر وہی صاحب ضرور یہ شعر پڑھیں۔

باز منی شدم و دل بمحمد دادم

شوکت اللہ بیاید بمبارکبادم

۶..... مرزا قادیانی کے فتوے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اخواہ اب تو مرزائی فتویٰ بھی دینے لگے۔

مینڈکی بھی چلی مداروں کو

بھلا اسلامی مفتیوں اور مشائخ اور علماء نے جس شخص کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا ہے وہ کیونکر

مفتی بن سکتا ہے؟

الحکم میں بعنوان (استفسار اور ان کے جواب) سوال و جواب شائع ہوتے ہیں کسی نے سوال کیا کہ مولود کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں۔ تو آپ کیا دو ٹوپی جواب ہاں کہتے ہیں کہ محض آنحضرت ﷺ کا تذکرہ عمدہ چیز ہے اور قرآن میں بھی ہے: "و اذکر فی الكتاب ابراہیم" سوال از آسمان جواب از ریسمان اسی کو کہتے ہیں۔ بھلا ایسا کونسا مسلمان ہے جو ذکر اللہ اور ذکر الرسول کو باعث سعادت نہ جانتا ہو۔ اس میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ البتہ مجالس میلاد کے انعقاد کی ہیئت کذائی میں اختلاف ہے۔ مرزا قادیانی اس کو گول کر گئے اور بے چارہ سائل جواب سے محروم رہا۔ بات یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی خاتم الخلفاء ہیں تو کسی نبی کا ذکر ولادت یا مطلق ذکر آپ کو کیوں گوارا ہونے لگا۔ یہ تو شرک فی الرسالہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ذکر میلاد کو جو آپ نے گول مول بیان کیا۔ یعنی بطور من چاہے منڈیا ہلائے۔ اس سے روگردانی کی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ گور میں پاؤں لٹکانے بیٹھے ہیں۔ یایوں کہو کہ قبر کا حریر ابن گئے ہیں تو خیال ہوا کہ اگر میں محفل میلاد سے انکار کروں گا تو میرے بعد کوئی خاص میری میلاد کی محفل ہرگز منعقد نہ کرے گا جس کا انعقاد مرزائیوں کا فرض ہے کیا معنی آنحضرت ﷺ کا تو مولود ہو اور آپ کے ظل اور بروز کا مولود چار کے کا ندھے چڑھنے کے بعد نہ ہو۔ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ نہ آپ ظل ہیں نہ بروز ہیں۔ جب زندگی میں آپ نے اپنے چیلوں چا پڑوں کو "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کہنے کا تاکید حکم دے دیا ہے تو اس جرنیلی آرڈر کا نفاذ تا قیامت سمجھئے اور جس طرح آنحضرت ﷺ کے مولود کی مجلسیں ہوتی ہیں آپ کے مولود کی مجلسیں بھی کیوں نہ ہوں۔

دوم..... ہماری رائے میں تو آپ نے حکیم صاحب بھیروی اور مولوی صاحب امرتسی کو جو کسی زمانہ میں خصوصاً بزمانہ حیات سید صدیق حسن خان صاحب مرحوم کاڑھے اہلحدیث تھے اور اب تک مجلس میلاد کو برا سمجھتے ہیں میلاد کی درپردہ برائی بیان کر کے خوش کیا ہے ورنہ مرزا قادیانی کسی نبی کا مولود دھندلی آنکھوں دیکھ سکیں اور اس کا فتویٰ دے سکیں۔ توبہ توبہ!

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندیم

گوش رائیہ حدیث تو شنیدن ندیم

تجرب یہ ہے کہ مذکورہ بالا اور سود اور رہن وغیرہ کی حلت و حرمت کے فضول سوالات تو کئے جاتے ہیں مگر یہ سوال نہیں کیا جاتا کہ تصویر کا بنانا اور اس کا گھر میں رکھنا اور نامحرم عورتوں کو دکھانا

کیا ہے اور حج کرنا اور دعویٰ کے ساتھ پیشینگوئی کرنا یعنی اپنے کو غیب دان بتانا مذہب اسلام میں کیا ہے؟ ہم حیران ہیں کہ جب مرزا انیا نبی ہے تو پرانی اسلامی شریعت پر کیوں چلتا ہے۔ اس کا کلمہ کھلا انکار کر کے اپنی نئی شریعت کیوں جاری نہیں کرتا؟ یہ کیا کہ آدھا تیرا آدھا بیٹر۔ کوئی پوچھے کس کا خوف ہے۔ زمانہ آزاد، عہد سلطنت آزاد، خیالات آزاد، اسی سے تو مرزا قادیانی کی کمزوری ظاہر ہوئی ہے کہ وہ بالکل اپنے کائنات کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ لے پالک کا تو اب صرف یہ کام رہ گیا ہے کہ قرآن وحدیث میں جو باتیں ان کے مطلب کے موافق ہیں وہ تو صحیح اور باقی غلط، ہم تو جب جانتے کہ کوئی نیا قانون جاری کیا جاتا جو بطور کلیہ کے ہوتا۔ مذہب اسلام سے جدی کوئی ہدایت جاری ہوتی۔ ہدایت تو رہی بالائے طاق، ہاں طرح طرح کی ضلالتیں ضرور جاری ہوتی ہیں۔ یا نئے نئے بے معنی الہامات کہ لے پالک ایسا ہے اور لے پالک ویسا ہے اور پیشینگوئی بھی گول مٹول ہوتی ہے جس کے وہ دو منہ منافقوں کے منہ کی طرح ہوتے ہیں تاکہ آئندہ تاویل کرنے اور اپنے حتماء کے ٹیلنے کا موقع ہاتھ آئے کہ چپت بھی مرزا قادیانی کی اور پت بھی مرزا قادیانی کی۔ پس قادیان آنکھوں کے اندھوں اور گائٹھ کے پوروں کے لوٹنے کا اچھا خاصہ قمارخانہ ہے اور بس۔

(ایڈیٹر)

۷ لندن میں مسیح اور قادیانی مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جیسے لندن میں مسٹر پکٹ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا مرزا قادیانی کے پاؤں تلے کی توہین نکل گئی کہ ہیں! سچا مسیح موعود تو میں یہ مکار جھوٹا لباڑیا کہاں سے کود پڑا؟ مگر ذرا مسٹر پکٹ سے بھی پوچھنا چاہئے کہ وہ مرزا قادیانی کو کیا سمجھتا اور کیا کہتا ہے؟ پکٹ کے گروہ نے پکٹ کو مسیح تسلیم کر لیا اور مرزا قادیانی کے گروہ نے مرزا قادیانی کو۔ حالانکہ دنیا میں ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں جن کے معتقدین لاکھوں آدمی ہیں۔ ان میں سے ہر شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں مسیح ہوں۔ مہدی ہوں۔ لیکن کیا وہ سب مہدی اور مسیح ہو سکتے ہیں؟ سوڈان میں کتنے مہدی پیدا ہوئے۔ کیا ان میں ایک بھی سچا مہدی تھا۔ اپنی اپنی مکاری کی ڈیوٹی پوری کر کے حشرات الارض کی طرح معدوم ہو گئے۔

مرزا قادیانی نے جھلا کر اور غصے سے کپکپا کر ایک چٹھی مسٹر پکٹ کے نام لکھی ہے جس میں بدستور دوپٹی پیشینگوئی ہانگی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”اگر وہ (مسٹر پکٹ) اپنے ان غیر متعلق دعویٰوں سے توبہ نہ کرے گا تو بہت جلد میری زندگی ہی میں ہلاک ہو جائے گا۔“ یہ ویسی ہی تاویل

ہے جیسی میعاد مقررہ پیشینگوئی میں مسٹر آسٹم کے نہ مرنے پر کی گئی یعنی اس کے دل میں خوف طاری ہو گیا تھا۔ اس لئے ہلاک نہ ہوا۔ اس لغو تاویل کی بارہا چٹھاڑ ہو چکی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی خود جانتے ہیں کہ میری پیشینگوئی غلط اور گوزمتر ہے۔ لہذا کوئی میعاد نہیں بتائی کیونکہ ان کو آسٹم والی پیشینگوئی کا خوف ہوا۔ صرف لفظ (بہت جلد) لکھنے پر ٹالا۔

دوم..... اگر مسٹر ہکٹ مرزا قادیانی کی زندگی میں نہ مرا تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے یہ قید لگائی تھی کہ اگر وہ اپنے دعویٰ سے توبہ نہ کرے گا تب ہلاک ہوگا۔ اب چونکہ وہ زندہ رہا لہذا ضرور اپنے دعویٰ سے تائب ہو چکا ہے۔ وہی آسٹم والی راگ مالا۔ ”لعنة الله على الكاذبين“ اب فرمائیے مرزا قادیانی کی پیشینگوئی نے کیا تیر مارا؟ ہر مدبر بلکہ ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ فلاں معاملے کا پہلو یوں نہ ہوا تو مضر ہوگا۔ اور یوں ہوا تو مفید ہوگا۔ ایک وکیل اپنے طرز موکل سے کہہ سکتا ہے کہ اگر تم نے اپنی ذنیض عمدہ طور پر کی تو تم رہا ہو جاؤ گے۔ ورنہ سزا پاؤ گے۔ دونوں باتوں میں سے ایک بات ضرور ہو کر رہتی ہے مگر کیا ہر دیکل مسخ موعود ہے۔ معلوم نہیں مرزائیوں کی عقل کہاں غت ریوڑ ہو گئی ہے کہ اپنے پیر و مرشد کی چالوں کو نہیں سمجھتے اور اس کو مسخ موعود تسلیم کر لیتے ہیں۔ ”صم بکم عمی لہم لا یرجعون“ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم جون کے شمارہ نمبر ۲۱ کے مضامین

.....۱	الہام اور پیشینگوئی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	عیسیٰ مسیح کے معجزات سے انکار بھی اور اقرار بھی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	وہی منارہ مرزائیوں کا شہا کردوارہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	نہی ہے یا قہر الہی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	الہام کی تعریف۔	

۱..... الہام اور پیشینگوئی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

بے شک ہر انسان کے دل پر اس کے کائنات کی صلاحیت اور قابلیت کے موافق الہام

ہوتا ہے۔ الہام نہ صرف نیکی سے بلکہ بدی سے بھی متعلق ہے۔ ”الہمھا فجورھا وتقوھا“

مگر یہ ایسی کیفیت نہیں جس کو بجز ملہم کے کوئی اور محسوس کر سکے کیونکہ عظیم بذات الصدور صرف خدائے علام الغیوب ہے۔ ہاں سچے ملہم کے آثار دوسروں پر بھی کھل جاتے ہیں۔ جیسے پھولوں کی خوشبو کہ آنکھوں سے محسوس نہیں ہوتی مگر دماغی حس میں پہنچ جاتی ہے۔ سچے الہام کی یہی صفت ہے۔ اور چونکہ کوئی شخص اپنا دل چیر کر کسی کو نہیں دکھا سکتا معلوم ہو کہ الہام ہے یا اضغاث احلام یا دوسرے احکام یا خیالات فسق و حرام، یا صور اصابہ ادہام، لہذا ہر مکار دعویٰ کر سکتا ہے کہ مجھ پر الہام ہوتا ہے۔ جس کا ثبوت مریدوں اور چیلوں کے محض عقیدے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ بعض بہرہ و پے اور سادھو بچے تو روغن قازمل کر وہ وہ روپ گانتھتے ہیں کہ بڑے بڑے سیانے کو بے ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔

بھوپال کا ایک سادھو بچہ

یہ مکار بڑی بڑی چالوں سے لوگوں کو ٹھکاتا تھا۔ ایک مرتبہ اپنے وطن سے متواتر اپنے نام خطوط منگوانے کہ فلاں شخص کے قرض میں آپ کا گھر نیلام ہونے والا ہے۔ اور عدالت نے اس کو ڈگری دے دی ہے۔ اس عیار نے لوگوں کو وہ خطوط دکھائے اور یوں رقیں ایشئیں۔ بالآخر دفتری کے نوٹوں کے تشق میں بدنام ہو کر یہ لوہی بڑی رسوائی اور تفضیح کے ساتھ نکالا گیا۔ زار و قطار روتا ہوا ہمارے پاس آیا کہ لالہ میری دیکھیری کرو اور مجھے وطن تک پہنچا دو الغرض ہم نے پانچ روپے دیئے اور رخصت کیا۔

یہ سادھو بچہ متصل کے ایک اور قصبہ میں پہنچا اور وہاں کے مسلمانوں کو چکنے چڑے و عفظ سے ٹھکنا چاہا۔ ایک صاحب نے حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صلعب محدث دہلوی مرحوم کے نام اس شخص کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے خط بھیجا۔ حضرت مرحوم نے جواب میں لکھا کہ یہ شخص بڑا ظالم ہے۔ اس کے کید سے بچتے رہو۔ بالآخر وہاں سے بھی نکالا گیا۔

اس شخص کی ظاہری حالت یہ تھی کہ ایک نیا کرتا اور ایک تہہ اور ایک کبیل اوڑھے ہوئے تھا۔ گلے میں حائل کلام مجید تھی اور بس۔ خواہ خواہ بھی ہر شخص دھوکے میں آ جاتا تھا کہ ایک باخدا بزرگ بلکہ ولی اللہ ہے۔

سادھو بچے تو وہ وہ روپ گانتھتے ہیں کہ مرزا قادیانی ان کے مقابلے میں پیرنا بالغ ہیں۔ کیا طاقت ہے کہ ان کی خود غرضی کا بھید کسی پر کھل سکے۔ مرزا قادیانی نے تو اکثر اوقات آپ اپنی قلعی کھول دی ہے اور کھول رہے ہیں۔ گر گٹ کی طرح بیس پچیس سال کے عرصہ میں کیا کیا رنگ بدلے۔ اولاً الہام کے بدی، پھر مثل اسحٰب، پھر صبح موعود اور مہدی مسعود، پھر ظلی اور بروزی

نبی پھر خاتم الخلفاء اور امام الزمان ہو گئے۔ جس شخص کو ذرا بھی عقل ہے وہ اس تغیر حالت سے نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ بظاہر سب کچھ مگر درحقیقت کچھ بھی نہیں۔ مرزا قادیانی اپنی زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

گر کوئی آکے دیکھے تو کچھ بھی نہیں ہوں میں

سر پر اٹھائے پھرتے ہیں شور و دنگان مجھے

مرزا قادیانی اگر صرف مدعی الہام رہتے تو یقیناً دس گنا زیادہ ترقی کرتے۔ مگر چور کے

پاؤں کہاں ہوتے ہیں؟ کچے سادھو بچوں میں استقلال کہاں۔ اولاً پیٹ میں قراقرم ہوا۔ ریاح

فاسدہ کی گھوڑ دوڑ ہونے لگی۔ پھر سوہ ہضم کی نوبت آئی۔ پھر تھمہ ہوا پھر ہیضہ ہوا پھر اس کی سمیت

دوبائی طور پر تمام مرزائیوں میں پھیل گئی۔ کیونکہ بے احتیاطی کے نتائج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہیضہ

اور طاعون وغیرہ سب انسانی افعال کے ثمرات ہیں۔ خدائے تعالیٰ جس کی صفت رحمن درجیم ہے

کسی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا۔ بلکہ انسان خود ہلاکت میں پڑتا ہے ورنہ خدائے تعالیٰ ہرگز یہ ارشاد

نہ کرتا: "لا تسلقوا بایدیکم المی التهلکة" یعنی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ کچھ

اس سے ثابت ہے کہ اکثر ہلاکتیں خلاف مرضی الہی اور خلاف مشیت ہیں جس طرح شرابخوری،

حرام کاری، قتل اور سفاک، ظلم اور نہب خلاف مرضی الہی ہے۔ پس مکاروں اور کند ابوں کا الہام بھی

ہرگز خدا کی طرف سے نہیں ہوتا۔ یہ تو خدا پر تہمت ہوتی ہے اور مفتری علی اللہ سخت عتاب کا

مستوجب ہوتا ہے۔

جب آپ نے براہین احمدیہ لکھی تو بیان کیا کہ میرے وطن سے الہام کی سرسراہٹ ہوتی

ہے اور پھر جھٹ سے بارہ ہزار روپیہ کی جائیداد کا انعام اس شخص کے لئے مشتہر کیا جو براہین کا

جواب لکھ دے۔ آریہ نے "تکذیب براہین" لکھ کر شائع کر دی۔ انعام کا ضبط تو آپ کی گھٹی میں

نیچرل طور پر پڑا ہے۔ ہر معاملہ میں تھیلیاں اور ہسیانیاں اگلتے ہی رہتے ہیں مگر آج تک کسی کو پھوٹی

کوڑی بھی دی ہو تو خدا کرے قسمت ہی پھوٹے اور تو کیا کہیں۔

فی الحقیقت چال تو بہت خاصی ہے۔ حقاء میں غل جج جاتا ہے کہ ایک شخص اپنی ساری

جائیداد اٹھی پر دھرے دیتا ہے۔ بالکل ولی اللہ اور خلوص اور للہیت کا پتلا ہے یہ خیر نہیں کہ۔

زر زرد کشد در جہان گنج گنج

مرزا قادیانی گویا اپنی نبوت کو روپیہ پیسہ کا لالچ دے کر فروخت کر رہے ہیں۔ اگر کسی

نے انعامی مجوزہ رقم دے دی تو نبوت گویا فروخت ہو گئی اور مرزا قادیانی اس کے حلقہ بگوش غلام بن

گئے اور کوئی گامک نہ ہوا تو آپ فرمائی نبی ہیں ہی۔ گویا مرزا قادیانی یہ ثابت کر رہے ہیں کہ میں نبی نہیں بلکہ ایک متمول سیٹھ سا ہو کار کوٹھی والا ہوں۔ میرے پاس لاکھوں روپیہ جمع ہے۔ کیا کسی نبی نے اپنی نبوت کا دار و مدار روپیہ چھپے پر رکھا ہے اور اس طرح اپنی نبوت اور اپنا اعجاز فروخت کیا ہے۔ جب آتھم کی پیشینگوئی میں مرزا قادیانی کے منہ پر قدرتی تھپڑ لگا۔ یعنی وہ میرا مقررہ میں فوت نہ ہوا تو آپ نے جھٹ سے اشتہار دیا کہ آتھم حلف سے کہہ دے اس پر (پیشینگوئی) کا خوف طاری نہ ہوا تھا اور دس ہزار لے جائے۔ مرزا قادیانی کو خوب معلوم تھا کہ انعام کی یہ شرط ہرگز پوری نہ ہو سکے گی کیونکہ اس کے یہ معنی تھے کہ آتھم جو سچی ہے مرزائی بن جائے۔ اس عیاری پر مرزائی پھولے نہیں ساتے کہ حضرت اجبت و انجس و انجس و انجس مابین ظل و بروز کی پیشینگوئی بال باندھی پوری ہوئی۔ ارے واہ رے بہادر تمہارے کیا کہنے ہیں۔ نامردی تو خدا نے دی مگر مارا تو رکھے جاؤ۔

الہام تو قرآن وحدیث سے بالضرور ثابت ہے مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ جس پر الہام ہو وہ غیب دان پیشینگو بھی ہو۔ یعنی اس میں خدائے علام الغیوب کی صفت غیب دانی پیدا ہو جائے۔ اس صورت میں تو وہ خدا ہوانا کہ صاحب الہام۔ اس لئے مذہب اسلام میں رمالوں اور نجومیوں اور پیشینگوئی کرنے والوں کی مذمت داروہوئی ہے مگر حقاء کا کیا علاج کہ جو شخص صاحب الہام ہو اس کو غیب دان بھی تصور کرنے لگتے ہیں۔ ایسے ضعیف الاعتقاد مسلمان لاکھوں موجود ہیں جو مشائخ اور پیروں کو غیب دان جانتے ہیں۔ مرزائیوں پر حصر نہیں۔

مرزائیوں کی ڈھٹائی دیکھئے کہ کھلم کھلا خلاف کتاب وسنت بکارتا ہے کہ فلاں شخص اتنے عرصہ میں مر جائے گا اور میری سینکڑوں پیشینگوئیاں (غیب دانیاں) آفتاب نصف النہار کی طرح پوری ہوں گی۔ (ایک بھی پوری نہیں ہوئی اور سب کی سب سچ کھیت پٹ پڑیں) مگر بے حیائی تیرا آسرا۔ خوب یاد رکھو کہ جو شخص کسی انسان میں خدائی صفت ٹھونتا ہے وہ اس کو خدا سمجھتا ہے نہ کہ صرف نبی اور رسول۔ اب مرزائیوں سے پوچھو کہ وہ مرزا قادیانی کو غیب دان جانتے ہیں یا نہیں۔ اگر جانتے ہیں تو کافر ہوئے اور نہیں جانتے تو مرزائیت کی جانب سے مردود و مطرود ہو گئے۔

۲ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے معجزات سے انکار بھی اور اقرار بھی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۷ ارمی کے احکم میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے سوال کیا کہ ”عیسیٰ مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کی کوئی صریح کلام مجید میں ہے۔“ مرزا قادیانی نے جواب میں آیت ”ان مثل عیسیٰ“

عند اللہ کمثل آدم“ پیش فرمائی یعنی عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک ایسی ہے جیسی آدم کی مثال جو نہ صرف بے باپ کے بلکہ بے ماں کے بھی پیدا ہوئے۔ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ کی پیدائش پر تو تم کو تعجب ہے مگر آدم کی پیدائش پر تعجب نہیں جو اس سے بھی عجیب تر ہے۔

یہاں تک تو مرزا قادیانی بہت خامسے رہے۔ مگر جو حجرات خود عیسیٰ مسیح نے دعوے کے ساتھ دکھائے کہ ”اہل الاکامہ والاہرہن واحی الموتی باذن اللہ“ اس سے مرزا قادیانی کو انکار ہے حالانکہ یہ بھی قرآن مجید کی ہی آیت ہے۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ سے درحقیقت کوئی معجزہ ہی نہیں ہوا اور آیت میں مراد احیاء قلوب یعنی ہدایت ہے لیکن ہدایت تو انبیاء اور اولیاء اور اہل اللہ اور علماء بھی کرتے ہیں۔ عیسیٰ کی کیا تخصیص ہوئی اور وہ کیونکر دوسرے انبیاء سے اس خاص معجزے میں ممتاز ہوئے۔ یہ وہی بات ہے کہ ”نؤمن ببعض ونکفر ببعض“ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ایمان خدائی حجرات پر ہے انبیاء و رسل کے حجرات پر نہیں۔ یہاں وہ لازمی نیچر کے قائل ہیں کہ کوئی بات اس کے خلاف نہیں ہو سکتی تو پھر مرزا قادیانی نبی بن کر اپنی فیثیوٹیوں کو معجزہ کیوں قرار دیتے ہیں اور اپنی کتابوں کا نام اعجاز مسیح اور اعجاز احمدی کیوں رکھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک تو انبیاء خلاف نیچر کوئی معجزہ دکھا ہی نہیں سکتے۔ یہ پرانی بدھگونی کیلئے اپنی ناک پر استرا چلانا نہیں تو کیا ہے؟

مرزا قادیانی کا یہ جواب صرف مسلمانوں کے لئے ہے نہ کہ مخالفان اسلام دہریوں وغیرہ کے لئے کیونکہ جب وہ عیسیٰ مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کے قائل نہیں تو آدم کے بن باپ اور ماں کے پیدا ہونے کے کب قائل ہوں گے۔ پرانے فلاسفر تو یہ کہتے ہیں کہ تمام لوہیں قدیم ہیں۔ پس نوع انسان بھی قدیم ہے۔ اسی بناء پر یورپ کے بعض جدید فیلسوف کہتے ہیں کہ انسان اصل میں بندر اور لنگور تھے۔ اور دیکھ لو دونوں کا چہرہ بشرہ مشابہ ہے جب ان کی نسل بڑھی تو جنگوں کے غاروں اور پہاڑوں کی کھڑیوں سے نکل کر جمو پٹے بنانے لگے اور محنت و ریاضت اور مس وغیرہ سے ہال گر گئے۔ دم جمڑ گئی اچھے خاصے مہذب اور متہذبن انسان ہو گئے۔ مرزا قادیانی کو اگر کوئی آریالٹ جائے تو غلطیاں جھانکنے لگیں گے۔ حالانکہ وہ آریا کی تردید کے مدعی ہیں اور اوائل میں ان کی بھت اس لئے تھی۔

پھر اگر کوئی دہریہ یا آریا کہنے لگے کہ مرزا قادیانی آیت موصوفہ کا ایک جزء کھا گئے۔ وہ کیا (مخلقة من تراب) یہ کھلایا تو آدم کی صفت واقع ہو گیا حال۔ مطلب یہ ہوا کہ عیسیٰ کی مثال آدم کی سی ہے جس کو خدا نے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر مٹی سے تو تمام اجسام پیدا ہوئے ہیں جو عناصر

اربعہ کا ایک رکن ہے۔ اگر عیسیٰؑ بھی اسی سے پیدا ہوئے تو کیا اعجاز ہوا۔ اور اگر کہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نسبت قرآن مجید میں یہ آیت دارد ہے کہ ”وَنفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوْحِنَا“ اور روح مجردات سے ہے نہ کہ مادیات سے تو خدائے تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی جو مثال آدم علیہ السلام سے دی ہے کہ اس کو مٹی سے پیدا کیا وہ غلط ہوگی۔ مرزا قادیانی اور ان کے عقل کل اور تمام مرزائی اس اعتراض کا جواب دے دیں تو ہم اپنا دعویٰ تجدید چھوڑ دیں۔ جب مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ میں امام الزمان ہوں تو تمام مذاہب کے اعتراضوں کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ ایڈیٹر صاحب الحکم اور الابدرد کو دو ہفتہ کی مہلت دی جاتی ہے اس کے بعد ہم خود جواب دیں گے کیونکہ سخنِ نبوی عالم بالا معلوم ہے۔

۳ وہی منارہ مرزائیوں کا ٹھا کر دوارہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

منارہ کیا ہے فساد کا شرارہ، خلاف کا انگارہ، شرکِ نبی الرسالتہ والتوحید کا نقارہ۔ طرح طرح کی احداث کا پتارہ۔ بدعت کا پشتارہ، کدورت و نفاق کا غبارہ، الغرض ہر طرح ناکارہ ہے۔ مگر ایڈیٹر صاحب الحکم اس کو مجملہ مذہبی شعائر کے قرار دیتے ہیں۔ مقدس مذہب اسلام تو ایسی معزرف بدعات اور ناپاک شرکیہ تعمیرات سے بالکل منزہ ہے۔ ہاں جدید مذہب مرزائی کی شعائر سے ہو تو مضا نقہ نہیں۔

جب صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حضور اس کی مخالفت میں چند عرض گزریں اور بنالہ کے تحصیلدار صاحب بغرض تحقیقات قادیان تشریف لائے اور فریقین کے عذرات قلمبند کر کے لے گئے تو اب الحکم میں یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ یہ منارہ مرزائی عبادت گاہ کے متعلق ہے اور عبادت گاہ ہے کوئی میر گاہ نہیں جس پر چڑھ کر تماشائی لوگ شرفاء کے مکانات میں جھانک لگائیں گے اور مستورات کی پردہ دری کریں گے۔ حالانکہ منارہ اس لئے ہوتا ہے کہ لوگ اس پر چڑھیں اور اس کے گرد پیش کا نظارہ کریں جیسا کہ ہمارے اخبار کے بیشتر ناظرین کو بھی جامع مسجد کے مینار پر چڑھنے اور اس کے گرد پیش مکانات اور حوالی کی فضا کے نظارے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ یہ منارے مسجد سے علیحدہ نہیں ہوتے بلکہ اس کا جزء ہوتے ہیں اور نہ ان کا کوئی جدا گانہ نام ہوتا ہے جیسا اس منارے کا نام ”منارۃ المسج“ ہے اور اخبار الحکم کی پیشانی پر اس کی تصویر ہے اور اس کے نیچے یہ شعر لکھا ہے۔

نظر آئے گی دنیا کو تیرے اسلام کی رفعت
سجا کا بنے گا جب یہاں مینار یا اللہ

منارۃ المرزا کے دعوے تعمیر میں دہلی کی ایک نظیر پیش کی گئی جو حال میں صاحب ڈپٹی کشنز دہلی نے فیصل کی ہے اور مسجد کے بنانے کی اجازت دی ہے مگر منارۃ المسیح کو اس سے کیا تعلق ہے مسجد کے معنی ہی سجدہ گاہ کے ہیں۔ کیا اس منارے کے اندر یا اس پر چڑھ کر نماز پڑھی جائے گی۔ یہ تو محض شہرت اور دنیا طلبی کے واسطے ہوگا۔ یہ منارہ عبادت گاہ کا جزو تو اس صورت میں ہوتا کہ اس کے برج کی تعمیر کے دائیں بائیں ہوتا۔ یعنی چھوٹی برجی کو بلند کیا جاتا جیسا کہ خود احکم میں لکھا ہے کہ یہ منارہ مرزائی عبادت گاہ کے مشرقی گوشہ پر بنایا جانا تجویز ہوا ہے۔ احکم ہی بتائے کیا کسی مسجد کا مشرقی گوشہ بھی مسجد ہوتا ہے۔ البتہ مغربی گوشہ تو مسجد ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی جدید شریعت کی رو سے مرزائیوں کو بجائے مغرب کے مشرقی جانب منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ کیا موجودہ مسجد نماز پڑھنے کو کافی نہیں۔ کہ مسجد میں دوسری مسجد بنائی جاتی ہے۔ یہ محض اسراف ہے جس کی مذمت قرآن مجید میں ہے کہ "ان الله لا يحب المسرفين" اور محض تہذیب ہے جس کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے: "ان المبلدین کانوا اخوان الشیاطین" یعنی خدائے تعالیٰ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور تحقیق فضول خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ حسب منطوق آیت بالا مرزائی لوگ مقامات دور دراز سے اس کی زیارت کو جوق در جوق آئیں گے کوئی بوسہ دے گا کوئی اس کے آگے ماتھا رکڑے گا۔ کوئی منٹیں مانے گا۔ کوئی منٹیں پوری کرے گا یہ تو اچھا خاصہ بت خانہ بلکہ بتخانہ سے بھی گیا گزرا ہے۔ کیونکہ اس میں آخر کوئی صورت تو ہوتی ہے۔ یہاں تو ڈھاک کے تین پات بھی نہیں۔ ہاں مرزا قادیانی اس میں اپنا بت رکھوادیں تو بت خانہ کی پوری تکمیل ہو جائے اور جب کہ مرزا قادیانی کی تصویر ہر مرزائی کے گھر میں موجود ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس میں تصویر نہیں۔ یہ ایسا خبیث اور ملعون فعل ہے جس سے مقدس اسلام کی توہین ہوتی ہے اور کسی مسلمان کا کام نہیں کہ اس کی تائید کرے۔

منارے کی ہوس میں کیوں تو بت خانے سے پھرتا ہے

کہ یاں تو کوئی صورت بھی ہے واں دھوکا ہی دھوکا ہے

خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے شرک اور ایسے شرکاً نہ مذہب سے بچائے اگر یہ منارہ تعمیر ہو گیا تو دنیا دیکھے گی کہ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد چند پانچ اس کے مجاہدین کے بیٹھیں گے اور کیا عجب ہے کہ اس میں مرزا کا بت بھی رکھا جائے۔

مرزا اور مرزائیوں کو اب تو یہ مرن ہے کہ منارے کی تعمیر پر مسیحیت اور مہدویت اور

بروزیت منحصر ہے۔ منارہ نہیں تو مرزائی مذہب بھی نہیں۔ یہ وہ منارہ ہے جس کی نسبت سالہا سال سے پیشینگوئیاں ہو رہی ہیں کہ منارے کے تیار ہوتے ہی مرزائی چار طرف سے ہل پڑیں گے اور دھڑا دھڑ مجدے میں گریں گے۔ پھر تو چھنا چھن کی پو بارہ ہو جائے گی۔ جائیدادیں خریدی جائیں گی اور تمام مغلانیان مرصح بجواہر زیورات سے گوندنی کی طرح لد جائیں گی۔ اب یہ تمام ارمان خاک میں ملے جاتے ہیں۔

مسیحیت یا دجالیت برباد ہوتی ہے اور ہم کو معلوم ہوا ہے کہ جیسے تعمیر منارہ کی مخالفت ہوئی ہے مرزا قادیانی انگاروں پر لوٹ رہے ہیں۔ خواب و خور حرام ہو گیا ہے۔ ہر چند بعض قانونی مرزائی تشفی دے رہے ہیں اور ڈھارس باندھ رہے ہیں کہ حضور اقدس منارہ کی تعمیر کار کنا محال عظمیٰ و عادی ہے کیونکہ گورنمنٹ آزاد ہے۔ اس نے مذہب کو آزادی عطا کر رکھی ہے۔ وہ ہرگز اپنی عطیہ آزادی کو سلب نہیں کر سکتی۔ اور اچھا ہم مسلمان نہ سہی اور مذہب اسلام میں ایسی تعمیرات کی اجازت بھی نہ سہی۔ لیکن آخر ہمارا کوئی مذہب تو ہے جس کی گورنمنٹ محافظ ہے۔

لیکن مرزا قادیانی پر یاس غالب ہے اور جی چھوٹ گیا ہے اور یہی علامت بری ہے کیونکہ جب کسی مریض پر خوف غالب ہو جاتا ہے خواہ اس کا مرض ایسا نہ ہوتا، ہم وہ جانیر نہیں ہوتا تا امید ہی اس کے حق میں ملک الموت بن جاتی ہے۔ لہذا کسی کبوتر پر چھپنا مارے اور وہ اس کے پنجے سے نکل جائے خواہ کوئی زخم بھی کبوتر کے نہ لگا ہوتا، ہم وہ خوف سے مر جاتا ہے۔ منارہ تو گیا جہنم میں، ہم کو تو اس کے ساتھ مرزا قادیانی کی جان کے لالے نظر آتے ہیں۔ مسیحیت اور مہدویت (مرزائیت) چند اینٹوں پر موقوف ہے وہ ڈھے گئیں تو مذہب بھی ڈھے گیا۔ اس سے زیادہ کونسا مذہب خام اور بے اصل ہوگا۔

ہم ابھی نہیں کہہ سکتے کہ منارہ کے مقدمے کا انجام کیا ہوگا۔ ہاں استخارہ کر کے جناب باری سے دعائیں گے کہ ہم پر اس کا انجام ابھی منکشف ہو جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ منکشف ہوگا اور پھر ناظرین کو اطلاع دیں گے۔ کیونکہ یہ ایک امر اہم ہے جس پر الحاد و ارتداد کا قیام ہوا استحصال دانہدام منحصر ہے۔

۴ نبی ہے یا قہر الہی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کے بھیجے ہوئے رسولوں اور نبیوں کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ یوں کہے کہ خدائے تعالیٰ کے بعد ان کا درجہ ہے لیکن انبیاء ہی کے واسطے دشواریاں اور طرح طرح

کے ابتلاءات بھی تھے جو دنیوی تکالیف اور مصائب کی صورت میں نازل ہوئے اور وہ بتوفیق الہی ان سب کو جھیلنے اور تمام آزمائشوں میں پورا اترے ہیں۔ انہوں نے کئی اور مردار دنیا کو رضاء الہی کے عصاء سے ہمیشہ دھتکارا اور اس کو کبھی منہ نہ لگایا۔ دیکھو سچے نبیوں کی یہ صفت ہے۔

انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے جو تکلیفیں صبر و رضا کے ساتھ برداشت کیں۔ ان کا تحمل عام انسانی طاقت سے باہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے حالات اور سوانح دیکھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور دلوں میں ان کی وقعت و عظمت گڑ جاتی ہے۔

اب فرمائیے مرزا قادیانی پر کونسا ابتلا ہوا؟ کیا تکلیف اٹھائی؟ کونسا مجاہدہ کیا۔ کیا کیا ریاضتیں کیں؟ آسمان سے ان پر کوئی نئی ہدایت کونسا نیا قانون اترتا؟ بجز اس کے کہ میں اپنے باپ (خدا) کا لے پا لک ہوں اور وہ میری جانب محبت سے یوں دوڑتا ہے جیسے کوئی مرئی پر پھیلا کر بچوں کی جانب دوڑتی اور ان کو اپنے گرم گرم پردوں میں لیتی ہے کہ کہیں ملی نہ اٹھالے جائے۔ مرزا قادیانی نے تمام عمر عمارت کاری کے زمانے سے لے کر اب تک پھولی پھولی ماما سٹھیاں کھائیں۔ اور بردوزی نبوت نے تو گویا بادرہی خانہ میں ایک ہی گاڑ دیا۔ مزے ہیں۔ اللہ تلئے ہیں۔ روغن بادام کے دم کئے ہوئے پلاؤ اور بریانیاں ہیں۔ مستفوری اور جند بید ستری مجوین ہیں۔ ساٹھے پاٹھے بنے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی تمام حواری سنڈیا رہے ہیں۔ ہل رہے ہیں۔ چکنے چڑے پھرب بن گئے ہیں کہ کبھی بھی بدن پر بیٹھے پھسلتی ہے۔

انبیاء نے جسمانی اور روحانی مصائب سے۔ مظالم پر صبر کیا اور خدائے تعالیٰ کی جناب میں دعا فرمائی کہ ظالموں کو چشم بینا عطا کر اور ہدایت دے۔ خود آنحضرت ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لعلک باخع نفسک علی آثارہم" یعنی اے محمد ﷺ (تجھے قوم کے ساتھ جو کچھ ہمدردی اور بھڑاس ہے) شاید تو اپنے نفس کو ان کے پیچھے ہلاک کر دے گا۔ سبحان اللہ! اب انیسویں صدی کے فرمائشی نبی مرزا قادیانی کے خوارق دیکھئے کہ کسی نے ایک کہی تو آپ نے سو سنائی۔ اگر کسی نے ایک چنگلی لی تو آپ نے کلباڑا رسید کیا۔ پھر عوام کو نہیں بلکہ علماء کرام اور مشائخ عظام کو جنہوں نے محض خلوص سے مرزا کو راہ راست پر لانا اور المجد اور تدا سے روکنا چاہا پھر اس پر بس نہیں بلکہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدسہ کو بھی اس کی تیغ زبان اور سان قلم سے پناہ نہ ملی۔ جھوٹے اور مکار مصنوعی لوگ ایسی ہی حرکتوں سے پہچانے جاتے ہیں۔ پس مرزا قادیانی سے ان کا صادر ہونا ضروری اور عین حکمت و مشیت الہی ہے۔

انبیاء کا نزول ایک رحمت ایزدی ہے مگر مرزا قادیانی کا خروج ملک کے لئے مصیبت

اور رحمت ہے۔ ان کی نبوت کی پہلی تبلیغ تو ہوئی کہ فلاں اتنے دنوں میں ہلاک ہوگا اور فلاں اتنی مدت میں۔ حالانکہ ایک بھی ہلاک نہ ہوا۔ الغرض نئے نبی صاحب اپنے ساتھ ہلاکت کی لینڈوری لائے۔ آسانی باپ نے اپنے ننھے منے لے پالک کو ہلاکت ہی کا سبق پڑھا کر بھیجا نہ کہ نجات کا۔ پھر آپ دعوے سے کہتے ہیں کہ میں طاعونی نبی ہوں اور طاعون میرے ساتھ ساتھ آیا ہے۔ الغرض خدائے تعالیٰ نے اب تک دنیا میں ایسے غضب ناک نبی کی نظیر بھیجی ہی نہیں۔ آپ طاعونی اور غضب ناک نبی ہونے میں جزئی حقیقی ہیں۔ پھر مرزا نیوں کے سوا دنیا میں کوئی شخص مرے، مرزا قادیانی یہی کہیں گے کہ میری بددعا سے مرا کیونکہ اس نے مجھے نبی اور امام الزمان تسلیم نہ کیا تھا لیکن ہم پوچھتے ہیں سینکڑوں مرزائی اور وہ بھی طاعون سے جو مرزا کا ایڈیگا تک ہے کیوں مرے۔ ان کو کس کس بددعا کھا گئی۔ علماء کرام اور مشائخ عظام کی؟ اب دیکھو ہمارے علماء اور مشائخ زبردست ہیں یا مصنوعی بروزی نبی کہ اس کی بددعا سے تو باوصف پیشینگوئی کے ایک بھی نہ مر اور ہمارے علماء اور مشائخ کا اقبال اور جبروت دیکھئے کہ انہوں نے بددعا بھی نہیں کی مگر خود طاعون جو مرزا کا سرہنگ ہے خود مرزا قادیانی کے بچوں کو کھا گیا جیسے سکندر کے اقبال سے دارا کے دو پیادوں نے دارا کا کام تمام کر دیا۔ ”فاعتبروا یا اولی الابصار“

۵ الہام کی تعریف

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم مطبوعہ ارسنی میں الہام کی کوئی سات تعریفیں لکھی ہیں مگر معلوم نہیں ان میں ذاتی یعنی بالکنہ کمنہبہ یا بالوجد اور بوجہ کونسی ہے اور عرضی کونسی۔ یہ وہ جانے جس نے منطق پڑھی ہو۔ قادیان میں کوئی ایسا غوجی اور قال اقول بھی پڑھا ہوا نہیں تاکہ ذرا سے غور سے معلوم ہو۔ کہ ایک شے کی متعدد ماہیتیں نہیں ہوتی اور اگر یہ سب عرضیات ہیں تو مبہم میں قطعی اور ممیز نہیں۔ منجملہ سات تعریفوں کے ایک تعریف یہ بھی لکھی ہے۔ ”سچا الہام خدائے تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشینگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔“

معلوم نہیں یہ قرآن میں یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ جس پر الہام ہو وہ پیشینگو (غیب دان) بھی ہو جائے یعنی بروزی طور پر خدائی صفت اس میں حلول کر جائے۔ الہام تو سب پر ہوتا ہے۔ فاسق ہو یا پرہیزگار، فاجر یا بدکار، آیت ”الہمھا فجورھا وتقوھا“ پھر ملاحظہ ہو انسان تو انسان، ہمیں پر وحی نازل ہوتی ہے جیسا کہ کلام مجید میں ہے: ”واوحی ربک الی النحل“

یعنی اے محمد تیرے خدا نے کبھی پر وحی نازل کی۔ قرآن وحدیث میں تو ہے نہیں شاید بروزی لے پالک کی لال کتاب میں لکھا ہو کہ کبھی بھی پیشینگو اور غیب دان ہے۔

سچے الہام کی یہ تعریف بھی لکھی ہے کہ ”اس میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور غضب ناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔“ اور جھوٹے الہام کی یہ تعریف بیان کی ہے کہ ”اس میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی جیسی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔“ غالباً مرزا قادیانی کو اس کا تجربہ ہو گیا ہے اور تجربہ بغیر جلیس اور انیس ہونے کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

کند ہمجنس باہمجنس ہر واز

مرزا قادیانی نے دونوں باتیں اپنے تجربہ سے بیان کی ہیں جن کا یہ مطلب ہوا کہ ان پر جھوٹا الہام بھی ہوتا ہے اور سچا بھی۔ یہ عجیب بروزی نبی ہے جو اضا دکا مجموعہ ہے۔ اب یہ کام حواری کا ہے کہ منارے کے پتھروں بیچ کے درمیان میں بیٹھ کر مرزا قادیانی سے پوچھیں کہ آپ پر جھوٹا الہام کس وقت ہوتا اور سچا کس وقت۔ اور وہ شیطان کے جلیس کس وقت ہوتے ہیں اور آسمانی باپ کے انیس کس وقت۔ مرزا قادیانی یہ دونوں باتیں الہام ہی سے بتائیں گے۔ پس دو جانب سے الہام کے دو گٹڑے چھما چھم برسیں گے۔ ایک باپ کی جانب سے دوسرا شیطان کی جانب سے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء / ۸ جون کے شمارہ نمبر ۲۲ کے مضامین

.....۱	حضرت مجدد الف ثانی پر مرزا انیسوں کا بہتان۔	ولی محمد لدھیانوی!
.....۲	مرزائی اشعار کا ترکی بہ ترکی جواب۔	حکیم محمد ناصر خان لدھیانوی!
.....۳	پیشینگوئیاں پیشانی کا دھابن لگیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	تحریف لفظی ومعنوی۔	محمد احسن اٹاوا!
.....۵	اعجاز احمدی کا جواب۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	ضمیمہ کا اثر۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	نیچریت، مرزائیت، عیسائیت	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ حضرت مجدد الف ثانی پر مرزائیوں کا بہتان

ولی محمد لدھیانوی!

ہم نے اکثر لکھے پڑھے مرزائیوں کو مرزا قادیانی کی مسیحیت کی یہ دلیل کرتے سنا ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں (بلاحوالہ جلد و نمبر مکتوبات و صفحہ و سطر) لکھتے ہیں کہ ”جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تو علماء ان کو کافر کہیں گے چونکہ مرزا قادیانی کو تمام مولوی کافر کہتے ہیں اس لئے آپ ہی صحیح مسیح ہیں۔“

بالفرض اسے صحیح بھی مان لیں تو کیا نتیجہ مقدمہ اولاً تو صحیح ہے کہ مرزا قادیانی کو تمام علماء کافر کہتے ہیں۔ مگر یہ غلط ہے کہ جس شخص کو علماء کافر کہیں وہ نعوذ باللہ مسیح ابن مریم ہو۔ ہاں مسیح الدجال ہو تو ہو۔

تجسس و تلاش سے معلوم ہوا کہ مکتوبات جلد دوم نمبر ۵۵ صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۱ء میں یہ عبارت ہے۔ ”نزدیک است کہ علماء ظواہر مجتہدات اور از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند مثل روح اللہ مثل امام اعظم کو فی است کہ بہرکت و روع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتهاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز اند، مجتہدات اورا بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند اورا واصحاب اورا اصحاب الرائے ہندارند“ ”کل ذالک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ و درانہ و عدم الاطلاع علی فہمہ و فراستہ“ یعنی قریب ہے کہ علماء ظواہر آپ کے مسائل اجتهاد یہ کا انکار کریں اور کتاب و سنت کے مخالف جانیں کیونکہ ان مسائل کا ماخذ گہرا اور نہایت دقیق ہوگا۔ روح اللہ کی مثال امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ کی مانند ہے کہ تقویٰ اور پرہیزگاری کی برکت اور اتباع سنت کی بدولت آپ کو اجتهاد اور استنباط میں ایسا بلند درجہ حاصل ہوا ہے کہ دوسرے اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں اور آپ کے مسائل اجتهاد یہ کو دقت معانی کی وجہ سے کتاب و سنت کے مخالف جانتے ہیں اور آپ کو اور آپ کے تابعین کو اصحاب رائے خیال کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں صرف اس لئے ہیں کہ آپ کے علم کی حقیقت اور ماہیت تک نہیں پہنچے اور آپ کے فہم و فراست پر مطلع نہیں ہوئے۔ انتہی!

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح امام الائمہ حضرت امام اعظم کے مسائل اجتهاد یہ کو بعض علماء کتاب و سنت کے خلاف بتاتے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ کے مسائل اجتهاد یہ کو

خلاف کتاب و سنت کہیں۔ کیا علماء حضرت امام اعظم کو نعوذ باللہ منہا کا فر کہتے ہیں۔ حاشا وکلا۔ ہرگز نہیں، بلکہ آپ کے اتقاء اور ورع اور تقاہت وین کے معتقد ہیں۔ فردی اجتہادی مسائل میں اختلاف اور چیز ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ کے اجتہادی مسائل کو بعض علماء خلاف کتاب و سنت کہیں۔ کیونکہ یہ ان کی عادت اور سمجھ کا تقاضا ہے لیکن یہ صرف قیاسی بات ہے۔ کلمہ نزدیک است کی طرف غور و فکر کرنے سے اہل فہم پر بات مخفی نہیں رہ سکتی۔

ہر صورت یہ بات بالکل غلط اور سراسر افتراء ہے کہ کہیں حضرت مجدد الف ثانی نے تحریر فرمایا ہو کہ علماء حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ کا فر کہیں گے۔ پس ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے عرض کرتے ہیں کہ اس فرقے کی دھوکہ بازیوں اور چالاکیوں سے خبردار اور ہوشیار ہیں۔ والسلام!

۲ مرزائی کے اشعار کا ترکی بہ ترکی جواب

حکیم محمد حسن خان لدھیانوی!

ایس ایم یوسف صاحب مرزائی نے اپنے پیشوا مرزا کی تعریف میں انکل پیچہ کچھ تکبیدی کی تھی جو ضمیمہ شہنہ ہند میں درج ہو چکی ہے اور اس کا ایک جواب نظم میں بجانب نصیر احمد صاحب ایجنٹ بھی شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا جواب حکیم محمد حسن خان صاحب برادرزادہ حکیم محمد ناصر خان صاحب لدھیانوی نے حسب ذیل دیا ہے۔

ارے او! مریدان مرزا خدارا
رسول خدا سے پھرے جا رہے ہو
دلوں میں نہیں خوف رکھتے خدا کا
گھٹایا ہے رتبہ حبیب خدا کا
بلاشبہ ہیں چرخ پر ابن مریم
دوبارہ جب آئیں گے عیسیٰ زمین پر
گھٹا اس میں کیا رتبہ خیم الوریٰ کا
گئے ہیں فلک پر مع الجسم عیسیٰ
احادیث و قرآن کو دیکھو سمجھ کر
عبث دین برحق کو چھوڑا ہے تم نے
تصانیف مرزا پہ رکھتے ہو ایمان

بتاؤ کہ ہے دین کیا تمہارا
نبوت کو مرزا کی تم گارہے ہو
نہ اندیشہ ہے تم کو روز جزاء کا
بڑھایا ہے رتبہ مکر مرزا کا
زمین میں مکین ہیں رسول مکرم
پس مرگ مدفون ہوں گے یہیں پر
حبیب خدا اشرف انبیاء کا
ہوا ہے یہ قرآن سے ہم پر ہویدا
پڑے ہیں تمہاری تو عقلوں پر پتھر
صداقت سے منہ اپنا موڑا ہے تم نے
بھلا بیٹھے دل سے احادیث و قرآن

تو یوں دین حق سے نہ گمراہ ہوتے
سنو غور سے لا اذ ایمان بتا دیں
پڑھو اس کی تفسیر میں کیا لکھا ہے
صداقت سے سب عالموں نے ہے مانا
سبھی شفق حق کے اس قول پر ہیں
جو مرزا نے ہے اس صدی میں سمجھائی
رہے گا ہمیشہ سے یونہی رہا ہے
اسی قول کو مانتے آئے سارے
ہوئے جاتے ہو قائل قول منکر
پڑھو علم دین جو جہالت مٹائے
جو ہیں ابن مریم خدا کے پیہر
حدیثوں سے بڑھ کر بھلا کیا سند ہے
کہ عیسیٰ کو لائے فلک سے زمین پر
خدا کے تو نزدیک ممکن سبھی ہے
تو سمجھو کہ دین سے کیا ہے کنار
ذرا لا بخاری کہاں یہ لکھا ہے
تو پنجاب کے موضع قادیان میں
جو ہیں مرگ عیسیٰ پر کرتی دلالت
دقات مسجا کا جھگڑا مٹاتے
کہ مرزائیوں پر وہ ظاہر ہوئے ہیں
کہ موعود کا دقت جن سے عیاں ہو
کہاں پہلے دجال اس سے ہوا ہے
بغادت کے مرزائیو تم ہو بانی
رعایا کے حق میں جو فضل خدا ہیں
بنے ہیں بگڑتے ہوئے کام اتنے
کہ دجال اب ان کو جاتا ہے تم نے

کلام خدا سے جو آگاہ ہوتے
کلام الہی سے لو ہم پتا دیں
چھٹے پارہ قرآن میں سورہ نساء ہے
فلک پر مع الجسم عیسیٰ کا جانا
فقہ و حدیث ہوئے جس قدر ہیں
سمجھ میں نہ سیاست کیا ان کی آئی
عقیدہ یہی اہل اسلام کا ہے
یہی تھا بزرگوں کا مذہب تمہارے
مگر آج تم دام مرزا میں پھنس کر
تمہیں کون رستہ بتانے کو آئے
دوبارہ وہ آئیں گے پیشک زمین پر
عقیدہ ہمارا یہی مستند ہے
نہیں بات مشکل یہ کچھ تردد اور
تمہاری سمجھ گرچہ الٹی ہوئی ہے
عقیدہ نہیں ہے جو اس پر تمہارا
بتا کیا رسول خدا نے کہا ہے
کہ موعود عیسیٰ جو آئے جہاں میں
دکھاؤ وہ ہیں کون سی تمیں آیت
کوئی ایک آیت تو لا کر دکھاتے
نشان سادی بھلا کون سے ہیں
ذرا ان نشانوں کا ہم کو نشان دو
سجائے موعود گر مرزا ہے
یہ ہے افتراء محض اور بدگمانی
وہ انگریز تم پر جو فرمانروا ہیں
طے عہد میں جن کے آرام اتنے
یہی ان کا احسان مانا ہے تم نے

نہایت ہی محسن کش و ناسزا ہو یہ بے ہودگی اور خری ہے سراسر سوار اس پہ ہوتے ہیں کیوں لنگڑے کانے گدھے پہ چڑھے اس کے بیہات مرزا کہ بن بیٹھے عیسیٰ عبث مرزا جی کہ موعود ہوگا عیاں قادیان میں کسی دعویٰ مرزا پر گواہی کہ دجال تیس آئیں گے جان لو تم کہ مرزا نہیں فی الحقیقت مسلمان حدیث اور قرآن پر ایمان لاؤ کہ ہے مرزا مفتری اور کاذب مسلمان بنو مانو کہنا ہمارا وہ دجال ہے اس سے منہ اپنا موڑو نبی کے ہٹانے سے پیشک ہٹے گا بنایا اسے تم نے دارالامان ہے سمجھتے ہو جانا وہاں حج اکبر ہوئے حیف کیوں تم گرفتار لعنت محمد نبی خاتم الانبیاء کی جہنم کو مرزائیوں سے بھرو گے کہ رکھنا ہمیں سیدھے رستے پر قائم کسی اور رستے نہ جائے وہ ہٹ کے فدائی رہے سنت مصطفیٰ کی گناہوں کی ظلمت دلوں سے مٹادے کہ معمور ہو نور سے۔ میرا سینہ کہ پانچیر ہو خاتمہ مومنوں کا

۳ پیشینگوئیاں پیشانی کا دھبہ بن گئیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اہل ہوا کے واسطے ہے اوج ہی زوال
فوارے نے اچھال کے پنکا ہے آب کو

عجب بدگمان ہو بڑے بے وفا ہو بتاتے ہو ریلوں کو دجال کا خر اگر ریل کو کوئی دجال مانے وہ دجال جو ہو عدوے مسیحا ہوئے کب ہیں ظاہر نشان ساوی کہاں ہے یہ فرمایا حق نے قرآن میں نہ زہار دے گا کلام الہی یہ قول نبی صدق سے مان لو تم بتاتے ہیں ہم کو احادیث و قرآن خدا کے لئے سیدھے رستے پر آؤ مریدی سے اب اس کی ہو جاؤ تائب عقیدہ کرو ٹھیک اپنا خدارا خدا سے ڈرو اس کی بیعت کو توڑو خدا کے مٹانے سے پیشک مٹے گا جو دارالافتن موضع قادیان ہے ہوئے حج کعبہ سے منکر سراسر پسند آئی دجال کی کیوں اطاعت اطاعت جو ہے چھوڑی رسول خدا کی یقین ہے اسی حال میں تم مرد گے دعا ہے خدا یا یہ نامی کی دائم رہے شیفہ دین خیر الوری کی بحق نبی حج کعبہ کرا دے دکھا اپنے پیارے کا مجھ کو مدینہ یہ نامی کی ہے التجا میرے مولیٰ

ہم معمولی پیشینگوئیوں کی بارہا حقیقت کھول چکے ہیں مگر مرزا قادیانی ان میں بھی بیٹے ہی نکلے اور کیوں نہ نکلے عادیۃ اللہ اسی طرح جاری ہے کہ مفتری علی اللہ کی تحریر اور تقریر خود مفتری کے لئے سواد الوجہی الدارین بن جاتی ہے۔

سینکڑوں نجومی لال پوتھیاں لئے سینکڑوں رمال قلمدان اور قرعہ یا کعبتین بغل میں دبائے کوڑی پیسہ روٹی ٹکڑا مانگتے پھرتے ہیں۔ کوئی ان سے تعرض نہیں کرتا۔ آپ نے باوصف ادھورے رمال اور ادھ پھرے نجومی ہونے کے چونکہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ لہذا مسلمانوں پر آپ کی مزاج پر سی فرض ہوگئی ہے پھر نجومیوں اور رمالوں کی انکل کا حیرتو کبھی کبھی نشانے پر لگ بھی جاتا ہے مگر آپ کی ساری پیشینگوئیاں اتاڑی کے تیر کی طرح ہوا میں اڑ گئیں۔ پھر بھی دم خم وہی ہے کہ سب پوری ہوئیں۔ کیا بے چاری حیا کو قادیان سے بالکل ہی دیس نکالا دے دیا ہے۔ پہلی پیشینگوئی یہ تھی کہ مغلانی کے حمل کے اصطبل سے کنوتیاں بدلتا ہوا ایک عراقی نرنکلے گا مگر افسوس۔

چودم برداشتہم مادہ برآمد

دوسری دفعہ آپ نے چند بیدستر اور ستھقور اور ریگ ماہی کے حلوے کھا کر اور کچکا کر (۷ اگست ۱۸۸۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۳۱) کو اعلان دیا اب کے ضرور بالضرور اور پر ضرور حاضر در کے عین میں عین لڑکا ہوگا اور یہی بشیر موعود ہے یوں کرے گا اور دوں کرے گا ایسا ہوگا اور دیا ہوگا اور جیسا تیسرا ہوگا۔ تمام شاہان روئے زمین اس سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور خود لے پالک کا آسانی باپ فخر کرے گا کہ کیسا کلونتا ڈیننگر اپوتا پیدا ہوا۔ گویا دادا ہی بروزی طور پر پوتے کے قالب میں ڈھل کر آئے گا مگر یہ نرم چارہ تھوڑے ہی دنوں میں گزبہ اجل کا لقمہ بن گیا۔ مرزا قادیانی پھر بھی بیٹگی ملی نہ بنے اور باوصف آسانی تھپڑ کھانے کے پیشینگوئیاں کرنے سے نہ چو کے۔

ستھقوری اور چند بیدستری معجون کا اچھان جو اٹھتا ہے۔ تو صحت سے مستہر کر دیا کہ خود آسانی باپ نے آسان میں میرے نکاح کا لگا فلاں مسماۃ سے لگا دیا ہے اور یہ نکاح بہت سی برکتوں کا اسٹور ہوگا (دیکھو مرزا قادیانی کا خط مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۰ رسالہ میلہ قادیانی کا کر شیطانی یا نکاح آسانی کا راز نہانی مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر (روزنامہ فضل رحمانی ص ۱۲۳) اور پیشینگوئی کہ اگر کوئی اور شخص اس سے نکاح کرے گا تو اڑھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ یہ میعاد اگست ۱۸۹۳ء میں ختم ہوگی اور خالق اثاث و ذکور و ذواجن نے اس مسماۃ کو ایک نوجوان شخص کے حوالے کیا۔ اب میرا شیر مرزا قادیانی کی چھاتی پر مونگ دل رہا ہے اور ان کے ارمانوں کا دلایا

کر رہے ہیں۔ کوئی نصف درجن بچے تو نکال چکا ہے۔ خدانے چاہا تو چند روز میں درجن بھر بچے ہو جائیں گے۔ ہاں مرزا قادیانی چونکہ آداگوں کے قائل ہیں اور اپنی بردزی یا استدراجی نبوت پر انکا ایمان ہے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ جو رو تو درحقیقت میری ہے مگر میں نے نیوگ کے موافق بچے نکلوانے کو اپنے رقیب کے سپرد کر رکھی ہے کیونکہ میری کمر میں اب بوتانہیں رہا اور رجولیت ریشہ عظمیٰ بن گئی ہے اور میں نے یہ قانون اپنے بعض مریدوں کی بیگمات کے لئے بھی بوجہ موجود ہونے رگ شیطانی کے نیوگ کے لئے جاری کر دیا ہے اور اس کی سند بعض اخبارات اور ضمیرہ شحہ ہند سے مل سکتی ہے۔

اگر بعض مرزائی کہیں کہ مرزا قادیانی تو نیوگ کے مخالف اور آریوں پر معترض ہیں تو جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی جس امر کو اوروں کے لئے برا سمجھتے ہیں اس کو اپنے لئے باعث فخر و شہتی قرار دیتے ہیں۔ مثلاً مسیح کی جانب فحش کو منسوب کیا اور خود کو ان کا مثیل بلکہ عین بتایا۔ اخباروں اور اشتہاروں میں تقویٰ اور طہارت اور صداقت کی ڈیک ماری مگر خود جھوٹ کے پتلے اور مکر کے فوٹو بن گئے۔ یہی حال نیوگ کا ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بیوہ آلتوا کی آل ہونے کی باعث خود نیوگ کی نسل سے ہیں۔ گویا نیوگ ان کے نیچر میں یوں مل گیا ہے جیسے زعفرانی حلوے میں ریگ ماہی کاست۔ کیونکہ ان کے جدا احمد اور ولی مھنگر چنگیز خان نے جس کا ضمیر بدھ کے مذہب سے تھا۔ اسی نیوگ کی بدولت جنم لیا تھا اور مرزا قادیانی کو اول اول اسی بنام پر عیسیٰ مسیح کے مثیل بننے کا خط سوجھا تھا کہ ان کی داوی بی بی آلتوا بیوہ نے کسی شخص سے بچے جنے تھے۔ شاید انہیں حالات پر قیاس کر کے مصنف کتاب عصا موسیٰ نے مرزا قادیانی کو ولید بن مغیرہ کا کامل مثیل سمجھ کر آیت (لا تطع کل حلاف مہین) کو ان پر چسپاں کیا ہے۔

پچھلے دنوں اعجاز احمدی میں پیشینگوئی کی کہ مجھے پانچویں لڑکے کا وعدہ دیا گیا ہے حالانکہ بجائے نر کے مادہ (دختر) پیدا ہوئی۔ دوم! اولاد زینہ کی تعداد میں جو اضافہ ہونے کی پیشینگوئی تھی بجائے اس کے اضافہ ہوتا۔ ایک جوان کماؤ بیٹا سال کا سا پورا جس کے سہارے پر مرزا قادیانی آسمانی منکوحہ کے تعشق میں اس کو اپنے حق میں بڑی بھاری فتح بتائیں گے کہ فرزند ارجمند نے مرزا قادیانی کا حکم نہ مانا اور اپنی زوجہ کو طلاق نہ دی لہذا سزا پائی۔ وہ کہیں گے کہ چند روز میں میرے رقیب کی بھی بھاری ہے ابھی تو ذرا بچا ٹپکی شروع ہے۔ ذرا تیل دیکھئے تیل کی دھار دیکھئے۔ رقیب مرے اور ضرور مرے اور پھر آسمانی منکوحہ میرے ہتھے چڑھے اور ضرور چڑھے۔ اور جب خود مورث اعلیٰ آسمانی باپ نے نکاح پڑھ دیا ہے تو کیوں میرے قبضہ میں نہ آئے۔

۴ تحریف لفظی و معنوی

محمد احسن انادو!

حضرت مجدد النہ مشرقیہ سلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ ہم چند روز سے مرزائیوں کی زبانی رسالہ عمل مصفیٰ کی بڑی دھوم دھام سے تعریف سنتے تھے کہ اس میں یوں لکھا ہے دوں لکھا ہے۔ اس کے دیکھنے سے ضرور بالضرور لوگ مرزا قادیانی کو مہدی برحق مان لیں گے۔ میں نے بھی کتاب مذکور تلاش کر کے دیکھنا شروع کیا۔ واللہ! لکھتا ہوں کہ وہی رسم قدیم جو مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی عادت ہے۔ لفظی تحریف، معنوی دھوکہ، کفر بکنا۔ بجز اس کے کچھ حقانیت اس میں نظر نہ آئی۔ چنانچہ لفظی یہ کہ ہم اکثر یہ شعر سنا کرتے تھے۔

آسمان پر عیسیٰ اور داؤد موسیٰ خاک میں

لے کے توریّت دزبور انجیل حق سے چال سے

مصنف عمل مصفیٰ تحریفاً یوں لکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ نبی داؤد موسیٰ خاک میں

لے کے توریّت دزبور انجیل حق سے چال سے

معنوی تحریف یہ کہ مجمع البحار میں توفی کے معنی اس طرح لکھے ہیں کہ ”متوفیک

ورالعک علی التقدیم والتاخیر وقد یکون الوفات قبضاً لیس بموت“ مصنف عمل مصفیٰ اس کا تحریفی ترجمہ کرتے ہیں یعنی ”متوفیک ورافعک“ مقدم مؤخر ہیں اور موت قبض کی موت ہوگی نہ حقیقی موت ”وقد یکون الوفات قبضاً لیس بموت“ کے صریح معنی ہیں کہ کبھی وفات کے معنی قبض کے ہوتے ہیں نہ موت کے۔ مگر مصنف عمل مصفیٰ نے کیا ایمان داری سے معنی لکھے ہیں اور کس قدرت تحریف برتی ہے۔ دھوکہ وہی ملاحظہ ہو۔ عمل مصفیٰ کے صفحہ ۵۹۴ میں دجال کے معنی گردہ عظیمہ کے لکھے ہیں۔ تمام کتب لغات معنی الارب قاموس وغیرہ کا حوالہ دیتے دیتے یہاں تک لکھا ہے کہ غیاث اللغات میں بھی یہی معنی لکھے ہیں۔ چونکہ یہ کتاب اکثر مقام پر بکثرت دستیاب ہو سکتی ہے۔ ہمارے محلہ کے قریب چار جلد کتاب مطبوعہ مطبعہ نولکشور علی بخش جو ۱۲۶۹ء میں چھپی ہیں جس کو عرصہ ۵۲ برس کا ہوتا ہے موجود ہیں۔ چاروں لغات میں دال وجم کی معنی میں بجز چار الفاظ دجی، دجاج، دجاجہ، دجلہ پانچواں لفظ ہی نہیں۔ دیکھئے جس نے جھوٹ اور دھوکہ وہی پر علانیہ کمر باندھ رکھی ہو۔ اس سے خدا بچائے۔ کیا عوام بے چارے ان کے دھوکہ اور دام فریب میں نہیں آسکتے ہیں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ضرور تمام کتب تقاسیر و کتب لغات و تواریخ وغیرہ جن جن

کا اپنے رسالہ میں حوالہ دیا ہے۔ سب میں تحریف اور دھوکہ دہی کام میں لائے ہیں۔ جس کو مشنہ نمونہ از خروارے ہم نے ظاہر کر دیا۔ کفر بکنا ملاحظہ ہو۔ اسی کے آخر میں دو قصیدے درج ہیں۔ ایک قصیدہ میں شعر لکھا ہیں۔

زندہ کردی دین احمد بلکہ احمد مصطفیٰ

زندہ کردی نور قرآن بلکہ جملہ انبیاء

یہاں جو اہل علم تھے ان سے میں نے معنے پوچھے سب نے یہی کہا کہ اس کا مطلب صریح کفر ہے اور غلام کو آقا سے بڑھا لیا ہے۔ اب میری التجا ہے کہ ہمارے مجدد صاحب السنہ مشرقیہ بوضاحت اس شعر کا مطلب پبلک پر ظاہر فرمائیں گے اور اس رائے سے صاف و صریح طور پر جیسا کہ ہمیشہ شخہ ہند کے ضمیمہ میں تحریر فرمایا کرتے ہیں تحریر فرمائیں گے۔ اس میں کیا تاویل ہو سکتی ہے انہوں نے کہ مرزا قادیانی و مرزائیاں راہ حق کے تو مہدی نہیں ہیں۔ طریقہ ضلالت کے مہدی البتہ ہو سکتے ہیں۔

گر ہمیں است مہدی معبود

کھینچے دین غرق خواہ بود

۵ اعجاز احمدی کا جواب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے اپنے مندرجہ بالا قصیدہ کا جواب لکھنے والے کیلئے دس ہزار روپیہ کے انعام کا اعلان دیا تھا ہم اس کا نصف یعنی پانچ ہزار روپیہ طلب کرتے ہیں بشرطیکہ کہ کسی مقام پر اپنے اور ہمارے مقبولہ امین یا کسی کمیٹی کے پاس جمع کر دیئے جائیں ورنہ مرزا قادیانی کا کیا اعتبار ہے کہ پانچ ہزار روپیہ دے سکیں گے۔ کتنی مرتبہ مرزا قادیانی نے خالی خولی تھیلیاں دکھائیں مگر کسی کو ایک لکا بھی نہیں دیا۔ ہم بڑی جرأت اور دلیری اور استحکام کے ساتھ لکھتے ہیں کہ ۵ ہزار روپیہ کی پوری کفالت ہو جائے تو ہم تمدنی کرنے پر تیار ہیں۔ مرزا قادیانی یہ بھی بتائیں کہ کس قسم کے مضامین چاہتے ہیں۔ کیا وہی تردیدی مضامین جو ہمیشہ ضمیمہ شخہ ہند میں شائع ہوتے ہیں یا کسی اور قسم کے مضامین دو ہفتے کے مابین جواب دیں۔

۶ ضمیمہ کا اثر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

خدا کی عنایت سے ضمیمہ اخبار کے ساتھ اور نیز علیحدہ جو پلندے بندھ بندھ کر جاتا ہے

اور مدارس اور انجمنوں اور لائبریریوں میں اس کا مطالعہ ہوتا ہے۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ کم از کم دس آدمیوں کی نظر سے گزرتا ہے تو ہفتہ وار کئی ہزار آدمی اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور تحریریں بھی وہ مدلل اور دھواں دھار کے نہ تو آج تک مرزائیوں اور مرزا قادیانی کی طرف سے کبھی ان کا جواب بن پڑا نہ آئندہ کبھی بن پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ شوکت اللہ کی تحریریں کا نفاذ اور سیاہی سے اٹھ کر پبلک کے سویداء قلب میں گھس جاتی ہیں اور ریز بن کر دوسوسات شیطانی کو چاٹ جاتی ہیں۔ ایک مرزائی نے ہم کو لکھا کہ ایسے لاکھ ضخیمے بھی جاری ہوں تو حضرت اقدس کا مشن رک نہیں سکتا۔ درہنچہ شک۔ لیکن مرزائیوں کو خبر نہیں کہ غضب الہی کی بجلی میں چمک اور دھڑاکے کی آواز نہیں ہوتی۔ وہ آنکھوں سے الوپ الجبن ہو کر منکروں کے خرمن امید پر گرتی اور جلا جلا کرتا ہ اور بھسم کر ڈالتی ہے۔

مرزا قادیانی اپنے مرزائیوں کی تعداد تقریباً دو لاکھ بتاتے ہیں مگر کشن مردم شماری صرف ۱۳۰۰ بتاتا ہے۔ اگر مرزائیوں نے درحقیقت اپنے مرزائی جدید مذہب کو چھپایا ہے یعنی بجائے احمدی لکھوانے کے اپنے کو محمدی لکھوایا ہے تو وہ نہایت بوڑھے اور بزدل بلکہ سخت منافق ہیں وہ مشرک فی الرسالہ ہیں کہ جدید نبی گھرنے کے بعد بھی اپنے کو دوسرے نبی کی جانب منسوب کرتے یعنی محمدی بنتے اور کہلاتے ہیں۔ اس لئے کسی طرح مرزا قادیانی کے رجسٹر بیعت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں اور خود مرزا قادیانی الحکم میں چند ہاں ایسے دورویہ مرزائیوں کو ڈانٹتا چکے ہیں اور جبکہ مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کا میں رسول اور نبی اور امام الزمان ہوں اور مجھ پر ایمان لانا فرض ہے اور جو شخص ایمان نہ لائے وہ دنیا میں کشتنی اور حقنی میں جہنمی ہے تو نہایت افسوس کی بات ہے کہ دو لاکھ آدمی ہا اسٹنٹی تیرہ سو کے اپنے کو محمدی لکھوائیں اور وہ بھی کہاں کشن مردم شماری کے دفتر میں جو فی دس سال ہندوستان کی مردم شماری اور آبادی کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ ان بزدل مرزائیوں نے تو غضب ہی کر دیا کہ مرزا قادیانی کی نبوت کو عرش سے دھکا دے کر تخت اطری میں گرا دیا۔ ایسے مرزائی منہ پھونک دینے کے لائق ہیں۔

مرزا اپنی بعثت و رسالت ۳۰ رسال سے بتاتے ہیں مگر حیرت ہے کہ جب ۲۶،۲۵ رسال میں ۱۳ سومریہ پیدا کئے ہیں تو پانچ چھ سال میں یعنی سب سے بعد کی مردم شماری سے لیکر اب تک کچھ کم دو لاکھ مرید کہاں سے اور کیونکر پیدا ہو گئے۔ اگر بفرض محال بجائے ۳۰ رسال میں ۱۳ سومریہ ہونے کے فی سال ۱۳ سومریہ بڑھے جب بھی سات آٹھ ہزار مریدوں سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ اور بفرض محال مرزا قادیانی کی مصنفہ تعداد ۲۰ لاکھ سہی مگر ضمیر شہد ہند تو ہے کہ کروڑ مسلمانوں کو ہفتہ وار درس دیتا اور دین محمدی پر قائم رہنے اور ضلالت سے بچنے کی ہدایت

اور تنبیہ کرتا ہے تو خیال کر لیجئے کہ بڑے کروڑ محمدیوں کے مقابلے میں دو لاکھ طحلوں کی کیا حقیقت ہے؟ اور کس کا اثر قوی ہے یعنی ضمیمہ کا یا مرزا قادیانی کے مشن کا۔ مرزائی مشن جو اہل اسلام کی طبائع پر زہرا گھتا ہے۔ ضمیمہ تریاق بن کر اس زہر کا ازالہ کر دیتا ہے۔ ہر سال مرزا قادیانی پیشینگوئی کرتے اور اپنے خامکاروں کو طفل تسلی دے کر تھاتے ہیں کہ ضمیمہ اب بند ہو اور اب بند ہو مگر ہر سال جھوٹے کے منہ میں وہ ہو جاتا ہے اور ضمیمہ طحلوں کے سروں پر آئے کی طرح گزرتا چلا جاتا ہے اور انشاء اللہ گزرتا چلا جائے گا اور بالآخر ایک ایک سر اور ایک ایک دھڑ کے دو دو کر دے گا۔

بعض بد معاش مرزائی بھی یہ دیکھنے کو کہ ہمارے لال گرد کی کیسی درگت ہو رہی ہے۔ ضمیمہ کی خریداری کے لئے مختلف لوگوں کے نام سے درخواستیں بھیجتے ہیں مگر آپ جانئے ہم تو ایسے بد معاشوں مفت خوروں کے گورگڑھے تک سے واقف ہیں۔ جواب میں دو جوتے اور حقے کا پانی بھیج دیتے ہیں۔ پھر بھی یہ حرام زادے ایسے بے حیا ہیں کہ حرامی پنپے سے باز نہیں آتے اور پھر کر دھوکے دیتے ہیں۔ ہم کبھی ان کی قلمی اچھی طرح کھولیں گے۔ یہ لوگ مرزا قادیانی کے خوارق کے بہت اچھے نمونے ہیں۔ ”الولد سرلابیہ“

۷..... نیچریت، مرزائیت، عیسائیت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اس میں بالکل شک نہیں کہ مرزائیت، نیچریت سے بدتر ہے کیونکہ کسی نیچری نے آج تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ چونکہ آج کل نئی تہذیب نئی روشنی اور پھر سائنس اور فلسفہ کی تعلیم کا زور ہے۔ لہذا سرسید مرحوم خواب غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کو مغربی تعلیم کی ٹھوک مار گئے ہیں اور اس لحاظ سے ان کو ایجوکیشنل رفارمر کہنا بے جا نہیں اور اس وقت تقریباً ایک کروڑ مسلمان ان کے پیرو ہیں اور درحقیقت ان کو رفارمر سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو تو تمام عمر بھی یہ فروغ نصیب نہ ہوگا وہاں مرنے کے بعد مرزائی لوگ منارہ کی پرستش کیا کریں تو شاید مرزائیت کا چراغ روشن رہے۔

لیکن نہ تو سرسید نے آج تک نبی ہونے کا دعویٰ کیا نہ ان کے معتقدین نے کبھی ان کو نبی سمجھا۔ نہ خلاف اصول و عقائد اسلام ان میں کوئی عظمت و فضیلت بتائی نہ پیدا کی۔ حالانکہ اگر سرسید چاہتے تو دعویٰ نبوت میں کامیاب ہو سکتے تھے مگر انہوں نے ایسے دعوے کو الحاد و ارتداد اور سراسر کفر سمجھا کیونکہ وہ مسلمان تھے اور قرآن پر ان کا ایمان تھا۔ بھلا وہ قرآن کا خلاف کیونکر کر سکتے تھے۔ مرزائیت تو عیسائیت سے بھی گئی گزری ہے۔ عیسائی عیسیٰ مسیح کو خدا کا بیٹا اور خدا یقین کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی ان کی تقلید پر اپنے کو خدا کا لے پا لک بتاتے ہیں۔ نہ کہ بیٹا کیونکر اس سے

عیسوی مذہب کے ساتھ سمجھ ہوتا تھا لیکن اب بھی بات ایک ہی ہے۔ کیونکہ بیٹوں کی دو ہی قسمیں ہیں۔ صلیبی اور ختنی مرزا قادیانی نے تو یہ غضب ڈھایا کہ سیدنا مسیح کو گالیاں دیں کیونکہ وہ رقیب اور وراثت کا شریک تھا۔ پس انہوں نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ باپ نے صلیبی بیٹے کو عاق کر دیا ہے کیونکہ اس کے خوارق اچھے نہ تھے اور مجھے گود لے لیا ہے لیکن کسی نے یہ دعویٰ تسلیم نہ کیا۔ عیسائیوں نے فخر اڑھا اور مسلمانوں نے کافر اور ملحد بنا کر اسلام کی چار دیواری سے بارہ پتھر باہر نکال دیا۔ از انسور اندہ واز نیسور ماندہ۔ مرزا قادیانی نے تو سب کچھ بننا چاہا کہ بروزی محمد بھی ہیں۔ مہدی بھی ہیں، مسیح بھی ہیں۔ مگر میں کے گلے پر بالآخر چھری ہی پھر گئی۔ جو دعویٰ ہے لہجہ اور متناقض۔ جب آپ لے پالک ہیں تو بروزی محمد کیونکر ہیں۔ کیا آنحضرت ﷺ نے جنیت کا دعویٰ کیا تھا اور آپ مسیح ہیں تو محمد کیونکر ہیں کیا مسیح اور محمد ﷺ پہلے باہم بروزی ہو چکے ہیں۔ حالانکہ عیسیٰ مسیح آپ کے نزدیک ایک مہذب انسان بھی نہ تھا۔ کیا مہذب کا غیر مہذب کے ساتھ بروز ہو کر پھر دونوں

.....؟

تعارف مضامین ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ جون کے شمارہ نمبر ۲۳ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کے دعاوی۔	نامہ نگار از کرزن گزٹ!
.....۲	مرزائی دیانت۔	نامہ نگار از کپور تھلہ!
.....۳	وہی جعلی بیعت اور فرضی فہرست۔	محمد احسن پنشنر پولیس!
.....۴	نبی بننے کا ارمان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	جعلی بیعت۔	مکتوب مولانا بخش!
.....۶	ایضا از جانب کلوجام۔	کلوجام گدا علی ٹولہ اتادہ!

۱..... مرزا قادیانی کے دعاوی

نامہ نگار از کرزن گزٹ

کرزن گزٹ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم مرزا کو اس وقت سچا جانیں کہ وہ کامل تیراہ ایران روم۔ عربستان بخارا میں خود جا کر یا کسی حواری کو بھیج کر تبلیغ رسالت کریں۔ تو ہم بھی نقد چہرہ شاہی حال کا دس ہزار روپیہ نذر کریں گے۔ اس شرط پر کہ وہ مرقومہ الصدر شہروں میں پہنچ کر ہم کو

ایک خط بھیجیں کہ لو صاحب ہم وہاں پہنچ گئے اور اشاعت دین احمدیہ مرزا سے کر رہے ہیں ہم اسی وقت خالص اور کھرے کھرے دس ہزار نیچے بیچ ہزار گن کر حوالہ کر دیں گے۔ اگر ضمانت مانگتے ہیں تو ہم مولوی سراج دین احمد صاحب بیرو سٹریٹ لاء مالک چودھویں صدی کو پیش کرتے ہیں مگر ساتھ ہی اپنی وجہ بھی شائع کر دیں گے جو ہم کو اس وقت ہوگی کہ مرزا قادیانی پھر مع الخیر کبھی قادیان (جس کو مرزا قادیانی دارالامان کہتے ہیں) کی ہوانہ کھائیں گے۔ وہیں کے لوگ آپ کی زیارت اس جگہ بنالیں گے۔

ناظرین پر بخوبی روشن ہے کہ ہر وقت مرزا قادیانی اور مرزائی جماعت اس دھن میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی موٹا مرغا چھنے کوئی فریہ شکار ہاتھ لگے۔ دھڑا دھڑا چندے ہوں۔ مینار بنے اثاث الیبت زیورات سجاوٹ کے سامان عیش و عشرت کے اسباب مہیا ہوں۔ ایک صاحب جھٹ شعر موزوں کر کے اخبار کے ٹائٹل بیچ پر دھتے ہیں۔

چکویم باتوگر آئی چہادر کادیان بنی

دو اینی شفا بنی غرض دارالامان بنی

دوسرے صاحب شیخ چلی کی روح کو خوش کرنے کی غرض سے چلی قلم سے یہ شعر جڑ دیتے

ہیں۔

نظر آئے گی دنیا کو تیرے اسلام کی رفعت

مسیحا کا بنے گا جب یہاں مینار یا اللہ

آنحضرت ﷺ نے تو نہ دنیاوی سامان بنائے، نہ چندے ہوئے، نہ زیورات خریدے وہ تو ایک مسافر کی طرح بغیر دل بستگی کے جیسے تشریف لائے۔ ویسے ہی تشریف لے گئے، میں حیران ہوں کہ کیسی ظلیف اور کیسی بردزیت اور کیسا آئینہ کا عکس۔ مشہ اور مشہ بہ میں کچھ تو مماثلت ہونی چاہئے۔ ہم بجز اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

تیرے اسلام کو ہرگز نہیں مینار کی پروا

یہ حیلہ ہے برائے درہم دینار یا اللہ

مگودارالامان آنرا کہ آن دارے ست از خسران

عزیز من مرو آنجا کہ در ایمان زیان بنی

اور اس پر یہ غرور اور خشونت اور بدزبانی جیسا کہ اس جماعت کا طریقہ ہے اس کی نظیر

دنیا میں تمہیں گویا حلم موعظہ حسنہ خلق محمدی کی یہ جماعت بالکل ضد ہے۔

مرزا قادیانی کی جماعت میں آگے سے جو موٹے موٹے شکار موجود ہیں۔ کسی کو حکیم الامت کا خطاب کسی کو خلیفہ اول کا کسی کو خلیفہ ثانی کی عزت کسی کو خلیفہ ثالث کا فخر کسی کو خلیفہ چہارم کا عرف بخشا گیا ہے۔ یہ تو معمولی بات ہے کہ جب خود مرزا قادیانی نے خلعت نبوت پہن کر محمد کا روپ دھار لیا ہے تو مریدوں کو خلفاء مبارک کا خطاب ملنا ضروری ہے یہ مرزا قادیانی کی فیاضی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں ”خدا کا وعدہ ہے کہ نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“ یعنی قرآن کریم کی گم شدہ عزت اور عظمت کو پھر بحال کرنے کے لئے غلام احمد کی صورت میں یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ آیا اور خدا نے آسمان سے قرآن کریم کی حفاظت اور اس کی عظمت و جلال کے اظہار کا ایک ذریعہ پیدا کیا۔ اور ارادہ کیا کہ قرآن کریم کا نزول دوبارہ ہو اور پھر دنیا کو اس کی عظمت پر اطلاع دی جائے اس غرض کے لئے اس نے پھر محمد ﷺ کو بروزی رنگ میں غلام احمد قادیانی کی صورت میں نازل کیا۔ (الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء ص ۹ کالم اول) اور پھر ایسے سامان کی موجودگی میں یہ بھی لازم ہوا کہ بقول مرزا قادیانی ممانکت سلسلہ موسوی کی غرض سے خدا نے تیرہ سو برس تک تو نبوت اور وحی پر مہر لگائے رکھی اور بہ پاس ادب آنحضرت کسی نئے نبی و رسول کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اب تیرہ سو سال بعد (چونکہ مرزا قادیانی کی خاطر تو واضح اور آؤ بھگت خدا کو زیادہ منظور تھی) وہ مہر توڑ دی اور اس عاجز (یعنی مرزا قادیانی) کو نبی اللہ صریح طور پر پکار کر ممتاز فرمایا اور سلسلہ موسوی کی طرح جیسا کہ حضرت موسیٰ کے حواری نبی کہلائے۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا (مرزا قادیانی) بھی نبی کہلایا۔ (الحکم مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۰۳ء)

اس پر طرہ یہ کہ مرزا قادیانی کو آنحضرت کی قبر میں مسیح موعود کے دفن ہونے کا بھید بہت ہی عجیب طور سے منکشف ہوا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود کی قبر میری قبر میں ہوگی“ اس پر میں نے سوچا یہ کیا سر ہے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت کا یہ ارشاد ہر قسم کی دوری اور دوی کو دور کرتا ہے اور اس سے اپنے مسیح موعود کے وجود میں ایک اتحاد کا ہونا ثابت کرتا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ کوئی شخص باہر سے آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ مسیح موعود کا آنا گویا آنحضرت کا آنا ہے جو بروزی رنگ رکھتا ہے۔ اگر کوئی اور شخص آتا تو اس سے دوی لازم آتی اور عزت نبوی کے تقاضے کے خلاف ہوتا۔ خداوند کریم نے جو قرآن شریف میں اس قدر تعریف رسول ﷺ کی کی ہے اور آپ کو خاتم انبیاء ٹھہرایا ہے اگر کسی اور کو آپ کے بعد تخت نبوت پر بٹھا دیتا تو آپ کی کس

قدر کسر شان ہوتی جس سے یہ ثابت ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی بہت ہی کمزور ہے۔
آنحضرت نے فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اطاعت کرتے اس سے مطلب یہ
ہے کہ کتنی بڑی بات ہے کہ اگر سوائے میرے مسیح موعود وہ عیسیٰ جو بنی اسرائیل کا آخری نبی ہے۔
آئے اور آنحضرت کی ختم نبوت کی مہر توڑے تو آپ کو غیرت نہ آوے گی؟ اور کیا خدا تعالیٰ
آنحضرت کی اس قدر ہتک کرنا چاہتا ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ باوجود مسلمان ہونے اور آنحضرت
کو خاتم الانبیاء ماننے کے نبوت کی مہر توڑتے ہیں۔“ (الحکم ص ۲۲ کا لم دومرہ ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء)

مرزا قادیانی کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ
السلام اولوالعزم پیغمبر پھر تشریف لائیں تو اس سے ہتک اور کسر شان اور قوت قدسی کی کمزوری
آنحضرت کی ثابت ہوتی ہے اور خود بدولت مرزا قادیانی نبی بن کر اس مہر کو توڑیں تو اس میں نہ نبی
کو غیرت آئے اور نہ خدا بھی برامانے کیونکہ محمد نے مرزا قادیانی میں روپ دھارا ہے۔ میرا اور ہر
مسلمان کا کائنات یہ کہتا ہے کہ خدا نے محمد رسول اللہ ﷺ کو ختم الانبیاء فرمایا اور نبوت پر مہر لگادی۔
اب نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مجال ہے کہ خدا کی لگائی ہوئی مہر توڑ سکے اور نہ حضرت موسیٰ علیہ
السلام کی مرزا قادیانی بے چارے کس باغ کی مولیٰ ہیں۔ کسی کو کیا بڑی ہے کہ مرزا قادیانی کی ابلہ
فریبوں میں آئے اور ہاتھ کو سر کے گرد گھما کر ناک کو پکڑے۔

مرزا قادیانی عقل کے اندھوں ہی کو جل دے کر اپنا آتو سیدھا کریں۔ ہم ایسے خدا کو جس
کا قول اور فعل مخالف ہو ایک ناقص بے کار۔ کم عقل خدا کہیں گے کہ کہے کچھ اور کرے کچھ، تیرہ سو
سال تک تو نبوت کی مہر مضبوط لگائے رکھی اور تیرہ سو سال کے بعد کمال بے وقوفی سے ایک ادنیٰ
ترین انسان کے واسطے اپنے قول کا خیال نہ کر کے اس مہر کا توڑ دیا۔ بات بات پر جو مرزا قادیانی دس
دس ہزار پانچ پانچ ہزار روپیہ کی شرطیں لگاتے ہیں۔ شاید ان کا خدا نفع نقصان میں شریک ہے۔ ہمارا
خدا تو نہایت صادق الوعد دانا بیٹا قول کا سچا۔ غیور ہے جو بات کہتا ہے اس کو کبھی نہیں بدلتا۔ اس کا
قول اور فعل موافق ہے جیسے اس نے نبوت اور وحی پر مہر لگائی ہے۔ قیامت تک اس کو نہ توڑے گا۔
مرزا قادیانی جیسے کروڑوں کو ہلاک اور پیدا کرے گا۔ کانے سنبھلے لنگڑے تو کس شمار میں ہیں؟

۲ مرزائی دیانت

نامہ نگار راز کپور تھلہ!

حضرت مولانا شوکت اللہ محمد الدام محمد کم۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہاں شہر
کپور تھلہ میں ایک مسجد بنا کر وہ حاجی ولی اللہ صاحب مرحوم حج ریاست کپور تھلہ وریس سراوہ ضلع

میرٹھ جس کا متولی حضرت حاجی صاحب کا برادرزادہ مسی حبیب الرحمن مرزائی ہے مسجد کے متعلق سرکار والا کی طرف سے آپ کو ایک سو اسی روپیہ سالانہ کی آمدنی معاف ہے۔ حاجی صاحب کے انتقال کو تیرہ سال ہو گئے۔ مسجد کی آمدنی مرزائی نور میں پڑتی رہی اور مسجد کا چاہ شکستہ اور سقاہہ مثل غربال یاد دل عاشق ہے۔ غسل خانہ کی بھی یہی حالت ہے اس کا پانی کنویں میں پڑتا ہے مسجد اور حجروں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ تمام مسجد میں ایک صف ہے۔ نہ شطرنجیوں کا انتظام ہے نہ دیگر سامان ضروری متعلقہ مسجد ہے۔ افسوس ہے کہ جس مسجد کی آمدنی اس قدر ہو۔ اس کی مرمت تک نہ ہو اور ایک سو اسی روپیہ مرزائیوں اور قادیان کے تور میں پڑے یا پلاؤ مستفقوری دھن چڑھایا جائے یا متولی مرزائی صاحب ہضم فرمائیں اور گو اس آیت شریف کا ماقبل قیاموں کے حق میں ہے مگر مسجد کا مال بھی اس سے کم نہیں مگر مرزاقادیانی کی طرح اپنے مطلب کے واسطے آیت کی قطع و برید نہیں۔

”انما یا کلون فی بطونہم ناراً و میصلون سعیراً“ کی مصداق ہوں اس مسجد کے متعلق دو مرزائی تنخواہ دار امام متولی صاحب نے مقرر فرما رکھے ہیں۔ حافظ امام الدین مرزائی دو روپے ماہوار۔ مولوی عبدالقادر لدھیانوی مرزائی اڑھائی روپے ماہوار۔ مولوی صاحب اول درجہ کے امام ہیں اور حافظ امام الدین صاحب دوئم درجہ کے سیدھے سادھے مسلمان عوام الناس آج تک ان ہی کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں اور بعض علیحدہ علیحدہ پڑھتے رہے۔

جب مرزاقادیانی اور ان کی مریدوں کی طرف سے زیادہ غلو ہوا تو تمام مسلمانوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھنا چھوڑ دیا۔ پھر تو مرزائیوں نے یہ طعنہ دیا کہ تمہارا تو امام نہیں قریب ایک ماہ سے مادہ فساد پک رہا تھا جس فریق کو موقع ملتا اپنی جماعت اول اول کر لیتا اور نماز مغرب میں لمبی قرأت کی جاتی۔ چنانچہ ۲۴ مئی ۱۹۰۳ء کو مسلمان نماز پڑھ رہے تھے اور جماعت آخری قعدہ میں تھی کہ ۲۵، ۲۰ مرزائیوں نے حملہ کیا اور امام کا دوپنہ اتار لیا اور اس کے کان کھینچے۔ قصہ مختصر مسلمانوں نے نماز صبر سے تمام کی اور پھر اشتعال پا کر مرزائیوں پر پل پڑے۔ پھر تو ایک مرزائی بھی نظر نہ پڑا۔ ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اب مقدمہ بازی ہو رہی ہے۔

اعلیٰ حکام تک ناراض ہیں۔ حواریین صلح کے خواستگار ہیں۔ مسلمان کہتے ہیں کہ آمدنی ایک سو اسی روپیہ مسلمان کے سپرد ہو۔ جس کا انتظام مسلمانوں کی معزز اور موثر انجمن کرے اور ۱۳ سال کا گزشتہ حساب دیکھتے اور مسجد میں کوئی مرزائی قدم نہ رکھے۔ حضرت ایک سو اسی روپیہ کا سوال کیڑا ہے مسجد کی تو خیریت ہے اور اس کے لئے سجدہ گاہ قادیان کافی ہے۔

(نامہ نگار از کپور تھلہ)

۳ وہی جعلی بیعت اور فرضی فہرست محمد احسن پنشنر پولیس!

مگر منامولا ناشوکت! سلام مسنون درحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے کچھ عرصہ سے مرزائی اعتقادات کی نسبت شبہ تھا اس لئے اکثر تصانیف مرزا اور اخبار الحکم اور المبرد دیکھتا رہا لیکن بجز جب جاہ دو دنیا طلبی کچھ دیکھنے میں نہ آیا اور جب مرزائی اخباروں میں میں نے فرقہ احمدیہ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد (تقریباً دو لاکھ) دیکھی تو ہجوم و سادوں نے پریشان کر دیا مگر الحکم مطبوعہ ۲۴ اپریل ۲۳ و ۳۱ مئی دیکھ کر وہ دوسرے بھی رفع ہو گیا یعنی ۲۴ اپریل کے الحکم میں بیعت کرنے والوں کے جو نام شائع ہوئے ہیں وہ محض بنظر اضافہ جماعت مرزائیہ ہیں۔ مثلاً جو نام دین محمد ساکن کرمل ضلع میں پوری کا نمبر ۱۷ پر درج ہوا ہے وہی نام اسی فہرست کے نمبر ۸۸ میں درج ہے اور نمبر ۵۳ پر حکیم محمد یوسف کا نام لکھا ہے اور پھر یہی نامہ نمبر ۱۸۱ پر مکرر اس طرح درج ہے۔ (حکیم یوسف علی صاحب نیچر صبح صادق پولیس اثاودہ) اور جس مقام پر یہ مطبوع ہے وہیں میرا مکان بھی ہے اور نمبر ۱۱ پر نام خداداد خان ہے اور زیر اسماء بیعت کنندگان میزان محل ۱۱۲ رشوگی گئی ہے پھر الحکم ۳۱ مئی میں وہی خداداد خان ولد قائم خان ساکن اثاودہ خاص درج ہے یعنی تعداد بڑھانے کو ایک جگہ بلا ولدیت اور دوسری محلہ ولدیت و سکونت ہے۔ ارے واہ رے مرزا تو تمہارے کیا کہنے ہیں (بسنے کی گون میں لاکھ من کا دھوکہ) مجھ پر مرزا قادیانی کی نبوت کا پاکھنڈ ضمیمہ شخندہ ہند اور صحیفۃ الولاء اور درۃ اللذرائی وغیرہ سے اچھی طرح کھل گیا۔ بیعت کی فہرست کا عنوان یہ ہے (خاص خدا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فہرست) اور دھوکہ کی یہ کیفیت؟ معلوم ہوا کہ مرزا کا خدا ہر وقت دھوکے ہی کا الہام کرتا رہتا ہے یا لکھنے میں غلط کار ہے۔ مرزا اور اس کا خدا دونوں ایک ہی کھیت کی وسادہ ہیں۔ کیا عجب ہے کہ چند روز میں اپنی خدائی کا ٹھیکہ مرزائی کو دے دے پھر تو چند مرتدوں اور طغیوں کے سوا ایک مسلمان بھی زندہ رہے تو میرا ذمہ۔ مرزا کے خدا نے طاعون تو اپنے نبی کی لینڈوری میں بھیج ہی دیا ہے۔ پس دیر کیا ہے۔ ایک ہی اشارے میں مرزائی نبوت کے مکرین کا صفایا ہے۔ انعام میں دس ہزار اور ۱۲ ہزار کی رقم صرف کاغذ پراگھنا کچھ بات ہی نہیں۔ لیکن اگر کسی کے لئے پیسوں کی بھی تھیلی کا منہ کھلا ہو تو خدا کرے مرزا کی طرح اعلیٰ واسئل کے امراض میں دائم المریض ہو جائے الغرض وہی مثل ہے۔

روٹی تو کما کھائے کسی طور پر چھندر اور دودھ ملیدہ بھی اڑا لائے قلندر
(راقم محمد احسن پنشنر پولیس ۹ جون ۱۹۰۳ء)

ایڈیٹر..... اگر مرزا قادیانی کو ذیابیطیس نے ہڑپ نہ کیا تو سال بھر میں ایک کروڑ مرید ہو جائیں گے۔ کیونکہ اضافہ کرنے کو قلم ان کے ہاتھ میں ہے جتنا چاہو بڑھا دو۔ لیکن جتنے بڑھیں گے درحقیقت گھٹیں گے کاغذی ناؤ چل نہیں سکتی۔ عربی نے اپنے ممدوح کی تعریف میں کیا خوب لکھا ہے۔

گر جاہ حسودت بر بندسی افتد

در مرتبہ نقصان رسد از صفر رقم را

یعنی تیرا حاسد ایسا بد بخت ہے کہ اگر کسی مہندس یا محاسب کے خیال میں اس کا رتبہ آجائے تو جس قدر صفر دے گا بجائے بڑھنے کے وہ عدد گھٹتا ہی چلا جائے گا۔ مرزا قادیانی تو تمام انبیاء کے حاسد۔ تمام اولیاء کے حاسد۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام کے حاسد۔ ان کا مرتبہ محض مفروضی رقموں اور ہندسوں اور ناموں سے کیوں بڑھنے لگا اور پھر مرزا قادیانی کو یہ شعر گنگنا تا پڑے گا۔

بے اعتبار یوں سے سبکار ہم ہوئے

جتنے زیادہ ہو گئے اتنے ہی کم ہوئے

۴..... نبی بننے کا ارمان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

انسانوں کے دلوں میں مادے اور فطرت کے موافق مختلف ارمان ہوتے ہیں۔ مفلس یہ چاہتا ہے کہ میں مالدار ہو جاؤں۔ مالدار یہ چاہتا ہے کہ میں بڑا رئیس ابن رئیس ہو جاؤں۔ رئیس یہ چاہتا ہے کہ میں بادشاہ ہو جاؤں۔ بادشاہ یہ چاہتا ہے کہ میں شہنشاہ ہو جاؤں۔ الفرض جو دنیا دار ہاتھی پر چڑھا ہے وہ بانس پر چڑھنا چاہتا ہے۔ اگر چہ آخر میں سب کو چار کے کا ندھے چڑھنا ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا ایک طالب علم یہ چاہتا ہے کہ میں عالم فاضل ہو جاؤں۔ ایک عابد و زاہد صوفی صافی یا طالب حق یہ چاہتا ہے کہ میں ولی اللہ ہو جاؤں لیکن یہ کوئی نہیں چاہتا کہ میں نبی ہو جاؤں کیونکہ یہ امر اس کی فطرت اور قابلیت اور حیثیت و ظرف اور امکان سے باہر ہے بلکہ طلب محال ہے۔

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کیسے کیسے اولیاء اللہ اور مقرران الہی گزرے جن کے نام بڑی وقعت و عظمت کے ساتھ زبانوں پر جاری ہیں اور جن کے سنجیدہ حالات اور ستودہ صفات سے تواریخ کے دفاتر معمور ہیں۔ بھلا ان میں سے کسی نے بھی نبی بننے کی خواہش کی۔ چہ جائیکہ دعویٰ نبوت کیا ہے۔ سوڈان میں بھی بہت سے مکاروں نے مہدویت کا دعویٰ کیا مگر بروزی یا ظلی محمد بننے کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا۔ مرزا کی جسارت دیکھئے کہ نبی کیا معنی خود خاتم الانبیاء محمد بن

گیا۔ پھر اس میں یہ شرارت اور فریب کہ میں محمد کا غیر نہیں تاکہ مہر نبوت ٹوٹ جائے بلکہ میں تو ہو بہو محمد ہوں۔ گویا خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح پاک نے حلال خوروں کے لال گرد کے بھائی کے ناپاک جسد میں حلول کیا ہے؟ (معاذ اللہ)

آپ کے بھائی لال گرد کے خوارق کا نمونہ سب دیکھ چکے ہیں۔ پس آپ اس سے گھٹ کر کیوں رہنے لگے۔ دونوں ایک ہی جھاڑو کی تیلیاں ایک ہی سنڈ اس کے کیڑے۔ ایک ہی کوڑی کے درخت ایک ہی کھیت کے کھاوا ایک ہی جیسے کماؤ پوت پس جو نسبت آپ کو اپنے بھائی سے ہے۔ وہی نسبت آپ کے چیلوں کو بھائی کے چیلوں سے ہونی چاہئے۔

تعلیم و تربیت کے موجودہ زمانے میں رفاہی مشن کا دور دورہ ہے اور ہر قوم اور ہر فن کا ایک ایک رفاہی موجود ہے۔ لیکن ان میں سے کسی نے نبی بننے کا دعویٰ کیا ہے؟ مرزا قادیانی نے تو اپنے کو پرافت (غیب دان) بنا لیا ہے۔ پس وہ نبی نہیں بلکہ چھلے چھلائے فرمائشی خدا ہیں اور یہ کچھ چھپی بات نہیں وہ کھلم کھلا کہتے ہیں۔ کہ دیکھو میری فلاں پیشینگوئی پوری ہوئی اور فلاں پوری ہوئی۔ کیا اس کے یہی معنی نہیں کہ میں غیب دان خدا ہوں حالانکہ انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی نے نہ تو غیب دانی کا دعویٰ کیا نہ غیب دانی کو اپنی نبوت کی صداقت کا معیار ٹھہرایا اور کیونکر ٹھہراتے خود انبیاء کا اس پر ایمان ہے کہ غیب دان صرف خدا ہے جس کی صفت علام الغیوب ہے۔

مرزا قادیانی اپنے کو مسلمان اور قرآن پر اپنا ایمان بتاتے ہیں حالانکہ قرآن کا سراسر خلاف کر رہے ہیں قرآن میں ہے ”اللہ یعلم ما فی الارحام“ یعنی خدا ہی جانتا ہے کہ تم مادر میں مذکر ہے یا مؤنث اور ”و ما کسدری نفس ہامی ارض تموت“ اور خدا ہی جانتا ہے کہ انسان کونسی زمین میں مرے گا مگر مرزا قادیانی نے علی رؤس الاشهاد متواتر غیب دانی (پیشینگوئی) کی کہ میری زوجہ کے آئندہ گاہ بھ سے مجھ جیسا بلکہ مجھ سے بڑھ کر فرزندار جنم پیدا ہو گا لیکن قدرت کی جانب سے گھونسا جو لگتا ہے تو نر کی جگہ کھٹ سے مادہ نکل پڑی۔

مرزا قادیانی نے غیب دانی کی کہ طاعون میرا ایڈیکا ٹنگ ہے مرزائیوں کو اس سے کچھ خوف نہ کرنا چاہئے اور خاص کر جو شخص میرے نزول و بعثت کی سر زمین میں آجائے گا وہ تو مجھ سے پہلے مر ہی نہیں سکتا۔ مگر آپ جاننے طاعون ایک ہی کانیاں ہے۔ نہ لے پالک کا منہ کیا، نہ آسمانی باپ کا، اور نہ صرف مختلف مقامات میں بلکہ خود دارالامان قادیان میں مرزائیوں کا کھلیان لگا دیا۔ بہت سے مرزائی قادیان کے بلوں میں دم سے چھاج باندھ باندھ کر گھسے مگر طاعونی چوہوں کی طرح مرے کے مرے رہ گئے اور گورداسپور کی میونسپلٹی کو ان چوہوں کے مارنے پر انعام بھی مشتہر

کرنا نہ پڑا اور میونسپلٹی کا فنڈ اس رقم میں نکال کر خرچ کرنے سے محفوظ رہا۔ مرگئے مردود فاتحہ نہ درود اور
بجگم رب و دود ہا لک مردود، منہ کالے اور دست و پا کیو، عاقبت نامحمود انجام نامسود۔ سراسر بے
بہبود، از سر تا پا بے سود، مود و ہو کر قعر عدم میں غت ریوڑ ہو گئے۔ فی النار و السقر مع الجہد و الہد رہا تھ
تیری پیشینگوئی کی دم میں بینارۃ المرزا کا گلے۔

موجودہ زمانہ یورپین آزادی کی کسمال ہے کھرے کھوٹے کا کوئی جانچ کرنے والا
نہیں۔ نبی کیسا خدائی کا بھی کوئی دعویٰ کرے تو باز پرس نہیں لیکن اگر بروزی رسالت کی تبلیغ
افغانستان اور وسط ایشیا وغیرہ خود مختار اسلامی ریاستوں میں کی جائے۔ تو گھٹنوں گھٹنوں مزا
آجائے۔ (ایڈیٹر)

۵ جعلی بیعت

مکتوب مولانا بخش!

مولانا شوکت۔ السلام علیکم! ہم لوگ شباب خان معمار ولد گھاسی خان ومولوی بخش
ساکنان اٹاودہ محلہ شاہ گدا علی اپنا نام قادیانی اخبار البدرد نمبر ۱۹ جلد ۲ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۰۳ء مطابق
کیم ریج الاول ۱۳۲۱ھ میں بیعت کنندگان کی فہرست میں درج دیکھ کر بہت متعجب ہوئے ہم حلف
سے کہتے ہیں کہ ہم لوگ مرزا کے مرید نہیں اور نہ ہم نے بیعت کا خط بھیجا۔ اب ہم آپ کو بذریعہ
خط اطلاع دیتے ہیں کہ آپ ہمارا خط ضمیمہ شخہ ہند میں درج فرما کر پبلک پر ظاہر کر دیجئے کہ ہم لوگ
مرزا قادیانی کے مرید نہیں۔

ایڈیٹر البدرد کو چاہئے کہ دیکھ بھال کی فہرست شائع کیا کرے۔ تاکہ جھوٹوں میں شامل ہو کر
(لعنة الله على الكاذبين) کے نیچے نہ آجائے۔

العبد

العبد

مولانا بخش جدام ناخواندہ ساکن اٹاودہ

شباب خان بقلم خود ساکن اٹاودہ

۶ ایضاً از جانب کلو جدام

از: کلو جدام گدا علی ٹولہ اٹاودہ

مولانا شوکت سلام مسنون۔ شباب خان ومولانا بخش کے ہمراہ میرا نام بھی اخبار البدرد
نے مریدان مرزا کی فہرست میں شائع کر دیا۔ میں مرزائی بیعت پر تڑا بھیجتا ہوں نہ میں نے پہلے
اس سے بیعت کی نہ آئندہ میرا ارادہ۔ مجھے قرآن وحدیث کے سوا کسی ہیر کی حاجت نہیں میں تو ان
ہی سے بیعت کر چکا ہوں۔
راقم: کلو جدام گدا علی ٹولہ اٹاودہ!

ہم ضمیمہ میں بارہا ایسے جعل پر شرم دلا چکے ہیں مگر۔

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

آخر مرزا قادیانی وہ گھانا کسی طرح پورا بھی کریں جو ۱۳۰۰ء اور دو لاکھ کے مابین ہے۔

افسوس ہے کہ پبلک پر مرزائی فریب روز بروز کھل رہا ہے۔ جس شخص نے ایک جھوٹ بولا اس نے تمام جھوٹ بولے کیونکہ جھوٹ اور سچ کا آلہ ایک ہی ہے۔ یعنی صرف زبان اور تحریری جھوٹ کا آلہ صرف قلم۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی تمام کارروائیاں جعلی اور مصنوعی اور بالکل فریب اور محض شہرت اور دنیا طلبی پر مبنی ہیں۔ بہر حال بہت جلد تمام تار و پود ضمیمہ کے ذریعے سے کھلا جاتا ہے۔ انشاء اللہ جو خلف مرزائی حضرت انجس و انجس میں رسوخ پیدا کرنے کو اٹکل بچھ اور فرضی نام بیعت کنندگان کا لکھ کر بھیجتے ہیں ان کے کان کیوں نہیں کھینچے جاتے وجہ یہ ہے کہ کلنگ کا ٹیکہ نوشتہ تقدیر ہے۔ ایسے مرزائی مرزا قادیانی کے کماؤ پوت ہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۴ جون کے شمارہ نمبر ۲۴ کے مضامین

.....۱	انجیل مقدس کی عجیب پیشینگوئی۔	مسیحی اخبار طبیب عام دینا نگر!
.....۲	پشاور میں مرزائیت کا دھڑ ٹوٹ گیا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	وہی منارہ مرزائیوں کا ٹھا کر دوارہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	نبی اور محمد میں فرق۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	ایک بھیدی نے لٹکا ڈھا دی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائیوں کی کارستانیوں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ انجیل مقدس کی عجیب پیشینگوئی

مسیحی اخبار طبیب عام دینا نگر

مسیحی اخبار طبیب عام دینا نگر لکھتا ہے (متی آیت ۲۳: ۲۳) ”اگر کوئی تم کو کہے کہ دیکھو

سچ یہاں یاد ہاں ہے تو ہا ورنہ کرنا کیونکہ مسیحان کا ذب و انبیاء کا ذب ظاہر ہوں گے اور ایسے بڑے

نشان اور کرامات دکھائیں گے کہ اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔“ حاجت نہیں کہ اس پیشینگوئی کے بموجب جھوٹے نبیوں کی فہرست دی جائے۔ کیونکہ تواریخ دان لوگوں پر روشن ہے کہ سن مسیح کی دوسری صدی تک تو یہ پیشینگوئی کچھ خاموش رہی لیکن تیسری صدی سے زمانہ حال تک بہت سے جھوٹے مسیح ظاہر ہو کر معہ اپنی بطالت کے لقمہ اجل ہوئے تاہم زمانہ حال پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کی صداقت پر یہ پیشینگوئی مہرازی ہے اور کوئی مخالف مسیح اس کے برخلاف دلیل نہیں دے سکتا۔

کئی اخباروں کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ شہر لندن میں بھی ایک مسیح موعود ظاہر ہوا مگر اس کی نسبت اور کچھ معلوم نہیں مگر یہ پیشینگوئی جس قدر ملک پنجاب میں مکمل اور آشکارا ہوئی دیگر ممالک میں شاید ہی ہوئی ہو۔ موضع قادیان میں چند سال سے مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں مثیل مسیح ہوں اور الہام اور نبوت و معجزات کا بھی مدعی ہے۔ غور کرنے کی جگہ ہے کہ آیت مذکورۃ الصدر میں صاف لکھا ہے کہ علامتیں اور معجزے انبیاء کا ذب بھی دکھائیں گے۔ خواہ سچ ہوں یا نہ ہوں اور پھر یہ کہ اگر کوئی تم کو کہے کہ مسیح یہاں یا وہاں ہے تو مت مانو حالانکہ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مسیح قادیان میں ظاہر ہوا اور وہ میں ہوں۔ ۲۳ آیت میں یہ مسطور ہے کہ برگزیدوں پر بھی ہاتھ ڈالیں گے۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ اس نے بہت سے عیسائیوں پر فتح پائی ہے اور ان کو اپنی مسیحیت کا قائل کر دیا بلکہ وہ ایسے چندے لگاتا ہے کہ مسیحی حیران رہ جاتے ہیں اور اکثر ٹھوکریں بھی کھا جاتے ہیں مگر ایسوں کی بابت یہ نہ سمجھنا کہ وہ برگزیدوں میں سے تھے کیونکہ یوحنا حواری یوں فرماتے ہیں کہ وہ نکلے تو ہم میں سے ہیں مگر ہم میں سے نہ تھے۔ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے۔ لیکن ہم میں سے اس لئے نکل گئے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ سب ہم میں سے نہیں۔

یوحنا ۱۹-۲۱۔ افسوس ہے کہ مرزا بائبل کے اور مقامات تو بڑی ہوشیاری سے نقل کرتا ہے مگر کبھی اس کی تصنیف میں ایسا تذکرہ نہیں ہوتا۔ شاید اس سے خود مرزا قادیانی کو شرم آتی ہوگی مگر کیا کرے کیونکہ وہ ایک منہ سے دعویٰ کر بیٹھا۔ اب کس منہ سے کہے کہ یہ جھوٹ ہے، چاہئے کہ مرزا اتنے ہی قناعت کرے اور آئندہ کے لئے سچا تائب بنے اور جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک کی جھیل میں ہوگا۔ جہاں تو بہ کا موقع نہیں ملتا۔ (مکالمہ باب ۲۱ آیت ۸)

۲ پشاور میں مرزا ایت کا دھڑ ٹوٹ گیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

یہاں اول اول مرزا ایت نے خروج کیا تھا مگر آپ جانتے ہیں جہاں سانپ ہوتے

ہیں وہاں ان کا سر بھجھوڑنے والے آنسو لے اور ان کا زہر دور کرنے والے تریاتی بھی خدا تعالیٰ پیدا فرماتے ہیں۔ بعض خاصان الہی نے مرزائیت اور دجالیت کے افسوس کو اپنی سجادہی سے کارگر نہ ہونے دیا اور ان قدسی نفسوں کی باصر صر نے جعلی بروزیت اور مصنوعی ظلیت کا چراغ گل کر دیا۔ اور کتاب وسنت کے عصاء موسیٰ کی ضربوں سے خانہ ساز نبوت کا سر کچل دیا۔ جزا ہم اللہ۔ اب چند غریب عطائی مرزائی اپنے حیر کی لکیر پیٹ رہے ہیں اور بس۔

اور چونکہ پشاور میں بعض رجال الغیب کی مردانہ ہمت سے ضمیمہ شہنہ ہند کو بہت کچھ فروغ ہے اور ہفتہ دار سینکڑوں مسلمانوں کی نظر سے گزرتا ہے تو ضمیمہ کے ہوتے مرزائیت کے پاؤں کیوں جننے لگے؟ یوں اکھڑ گئے جیسے برٹش فوج کے مقابلے میں ٹرنسوالی بوڑروں کے اور جیسے ٹرکی فوج کے مقابلے میں مقدونی باغیوں کے پاؤں۔

اور اخیر میں مولانا محمد ابراہیم صاحب داعظ کے دھواں دھار و عظوں سے تو مرزائیت یوں کا فور ہو گئی جیسے تند ہوا کے جھکڑ سے پتلے پتلے جھوٹے بادل۔ مولانا موصوف صرف قرآن مجید سے خود رو مہدیوں اور جھوٹ اور مکرو فریب کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے مسیحیوں کی کارستانیوں کے تار و پود بکھیرتے ہیں۔ معزز نامہ نگار نے لکھا کہ مولوی صاحب ممدوح کے وعظ سے پشاور میں اچھا اثر پڑا ہے اور اب تمام طاعونی بروزی چوہے شیرے کے منکلوں کی پیندی میں دبک گئے ہیں اور چوروں کی مائیں کوشی میں سردیکر رور رہی ہیں۔ خدائے تعالیٰ مولوی صاحب کے دل و دماغ میں زیادہ قوت دے اور ان کے وعظ میں مجرودی پیدا کرے۔ آمین!

۳ وہی منارہ مرزائیوں کا ٹھا کر دوارہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

منارے کے مقدمہ کی نسبت اول ہی سے قادیان میں افسردگی چھائی رہی نہ کلنگ کی سی گردن اٹھا کر امنگ کے ساتھ خروس کی طرح پیشینگوئی کی خارج از آہنگ نکلروں کوں ٹاپے سے سننے میں آئی نہ مرگ آتھم کی پیشینگوئی کی طرح ہاتھی کے کان سے بھی لمبا چوڑا کوئی اشتہار نکلا اور غضب تو یہ ہے کہ جب صاحب مجسٹریٹ بہادر گورداسپور نے منارے کے مقدمے میں دست اندازی سے انکار فرمایا اور عذر داروں کو عدالت دیوانی میں مقدمہ دائر کرنے کی ہدایت کی جب بھی مرزا قادیانی کے محل پر فتح پابی کے نقاروں کے بجانے کی نوبت نہ آئی۔ نہ قادیان پر جو منارے کے متصل ہے دھونے بجے کہ۔

دون است دون است دجال دون

یہ افسروگیاں تو ہم کو بھی معلوم نہیں ہوتی۔ یہ پست حوصلکیاں صاف بدشگونیاں ہیں جن سے بخوبی مترشح ہوتا ہے۔ کہ مرزا قادیانی نے ہمت ہار دی اور سارا جوش و خروش ہانڈی کے ابال کی طرح بیٹھ گیا ہے اور ساتھ ہی لے پالک کے آسانی باپ نے بھی اپنی گردن سے فتح یابی کے الہام کرنے کا جو اچھینک دیا ہے بلکہ الہام کا دفتر ہی گاؤ خورد کر دیا ہے۔ کیونکہ باپ بیٹے دونوں کو الہامی پیشینگوئی کے پورا ہونے کا اعتماد نہیں رہا۔ رمل کے فرعون اور نجوم کی پوتھیوں کو دیمک چاٹ گئی۔ انکل بچے کے تیروں کا ترکش خالی ہو گیا۔ پیشینگوئیوں کی وہ تو ہیں جو آئے دن و نادان گونجتی تھیں۔ اب ان کی سرسراہٹ نیپے تک بھی نہیں پہنچتی۔ یا تو ذیل درگنبد تھیں یا اب سب کی سب آواز دفرش ہو گئیں۔ کیا کہیں ہمیں تو رہ رہ کر ارمان آتا ہے کہ کیا سے کیا ہو گیا۔ اور یہ بھی اس وقت جبکہ ٹھیک ٹھیک لمڈھیک منارہ اپنی گردن بلند کر کے تمام فرعونی گردن کشوں کا قبلہ گاہ بنتا۔ چونکہ قدرتی طماچوں سے پیشینگوئیوں کے منہ پھر گئے ہیں اور ”اننا جعلنا فی اعناقہم اغلالاً“ فہی السی الاذقان لہم مقمحوں“ الآتیت کے مصداق بن گئے ہیں یعنی ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں جو ٹھوڑیوں تک ہیں پس ان کے منہ الٹ گئے ہیں۔

کوئی پوچھے کہ جو لگا تار پیشینگوئیاں چند سال قبل ہوتی تھیں۔ اب وہ کیوں بند ہو گئیں؟ خصوصاً مقدمات جو انگریزی عدالتوں میں دائر اور مرزائی مشن کے حق میں اہم ہیں ان میں بھی خاصۃً منارہ جو بروزی نبوت کا حسن حصین اور مسیحیت کا رکن رکن ہے اس کی نسبت بھی آسانی باپ نے لے پالک کے منہ میں ٹھکنیاں بھردی ہیں۔ پھر پیشینگوئیاں بھی زیادہ تر لوگوں کی ہلاکت کے بارے میں ہوئی ہیں یا اپنی فتح یابی کے متعلق۔ حالانکہ اب تک نہ کوئی مرانہ لے پالک کو کوئی آسانی فتح حاصل ہوئی بلکہ ٹھکت ہی ٹھکت ملتی رہی مگر ٹھکت کی پیشینگوئی کبھی نہیں کی گئی۔

یہ جعل اور فریب نہیں تو کیا ہے۔ مرزا قادیانی بالکل اپنے کانشنس کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ نہ میں غیب دان ہوں نہ نبی اور مہدی اور مسیح ہوں اور جو کچھ کر رہا ہوں محض دنیا کو فریب دینے اور سادہ لوحوں سے روپیہ پیسہ ٹھکنے کو کر رہا ہوں۔ کیا اپنے کانشنس کے خلاف کارروائی کرنے والا نبی صادق ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ آنحضرت ﷺ جن کی صفت وما یبطلق عن الہوی ہے فوراً بذریعہ وحی متنبہ کیے جاتے تھے۔ حضرت زینب کا معاملہ ازواج مطہرات کا تنازع اور شہد کا اپنے اوپر حرام کرنا وغیرہ جناب باری نے بذریعہ وحی تمام مؤمنوں پر منکشف کر دیا۔

مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ سے بھی زیادہ معصوم بلکہ خدا کی طرح بالکل بے عیب ہیں

کہ کوئی خطا آپ سے سرزد نہیں ہوئی کہ بذریعہ الہام اس کی اصلاح ہو جائے۔ (معاذ اللہ) مرزا قادیانی تو سراسر خطا اور ہمت نہ عیوب ہیں پس عیوب کو یوں چھپاتے ہیں جیسے بلی اپنے براز کو اور عورٹس اپنے لتوں کو۔ اپنی برائی اور مخالفوں کی بھلائی کی کبھی پیشینگوئی نہیں ہوتی۔ الہام بھی وہی ہوتا ہے جو تعریفوں سے بھر پور ہو کہ لے پالک ایسا ہے اور ویسا ہے اور آسانی باپ اس کی جانب یوں جھپٹتا ہے جیسے بکری میاقتی ہوئی اپنے بزغالہ کی طرف اور گائے ڈکراتی ہوئی اپنے پھڑے ہوئے پھڑے کی جانب۔

دیکھو اظہار صداقت اسے کہتے ہیں یعنی جناب باری آنحضرت ﷺ کی غیب دانی کی نفی یہی دھوم دھام کی دجی سے کرتا ہے۔ ”قبل لو كنت اعلم الغیب لا استکثرت من السخیر وما مسنی السوء“ یعنی کہہ دے اے محمد ﷺ کہ اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو کثرت کے ساتھ خیر ہی خیر کرتا اور مجھ کو نہ برائی چھوتی۔ ﴿اس آیت سے تین باتیں نکلیں۔ اولاً! آنحضرت ﷺ غیب دان نہ تھے۔ دوم! آپ بھلائی کرنے پر قادر نہ تھے۔ سوم! نقصان آپ کو بھی چھوسکتا تھا۔ کیونکہ خیر و شر کا مالک صرف خدائے وحدہ لا شریک ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا ایمان قرآن پر نہیں ہے وہ خیر و شر کے مالک ہیں وہ اپنے کو خیر ہی خیر اور اپنے مخالفوں کو شر ہی شر پہنچانے پر قادر ہیں۔ وہ غیب دانی کے مدعی ہیں کہ فلاں اتنے دنوں میں مرے گا اور فلاں اتنے دنوں میں۔ اور میں قیامت تک منارے کے گلس کی چوٹی پر بے دال کا بودم بن کر یا بدوح کے بھیا تک نعرے مار دے گا۔

کیا وجہ کہ نہ تو آسانی باپ نے الہام کیا نہ لے پالک نے پیشینگوئی کا اظہار کیا کہ منارے کے بننے میں ضرور کھنڈت پڑے گی اور پھر مقدمہ دیوانی میں جائے گا کیونکہ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے یہی حکم دیا ہے کہ میں دست اندازی نہیں کرتا یعنی اس معاملہ کا استقرار حق اور احقاق حق دیوانی کا منصب ہے جو مالی معاملات کا تصفیہ کرتی ہے اور مال کی دو ہی قسمیں ہیں دینی اور دنیوی، دینی مال دنیوی مال سے افضل اور قیمتی ہے کیونکہ فانی نہیں اور دنیوی مال فانی ہے اور چونکہ منارے کی تعمیر ایک احداث اور بدعت ہے۔ لہذا دینی مال کا غصب ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جہاں کہیں ایک بدعت حادث ہوتی ہے وہاں سے ایک سنت اٹھ جاتی ہے اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنا مسلمانوں کا ایمان ہے۔ لہذا منارے کی تعمیر مسلمانوں کے دینی مال کا غصب کرنا ہے جس کو برٹش عدالتیں ہرگز جائز نہیں رکھتیں اور مال مغصوب کو قاصبوں اور ظالموں کی

واڑھوں اور آنتوں سے نکال لیتی ہیں۔

امید کی جاتی ہے کہ قادیان کے سنی مسلمان جنہوں نے عذر داری کی ہے حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر گورداسپور بالضرور عدالت دیوانی میں رجوع کر کے اپنا دینی حق حاصل کریں گے اور اعلیٰ محکموں اور عدالتوں تک بھی تعاقب سے باز نہ آئیں گے اور خدائے تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ کامیاب ہوں گے اور یہ ہم کو پہلے ہی یقین ہے کہ جب تک دیوانی سے فیصلہ نہ ہو جائے۔ منارے کی تعمیل خیر التواء میں جا پڑی ہوگی اور فیصلہ کے لئے سالہا سال درکار ہیں کیونکہ طرفین سے یکے بعد دیگرے ضرور اپیلیں ہوں گی۔ الغرض منارہ ابھی ایک عرصہ تک معلق رہے گا اور چونکہ مرزا قادیانی اعلیٰ اور اسٹل کی بیماریوں میں مبتلا اور اپنی زندگی سے مایوس ہیں۔ لہذا امید نہیں کہ ان کی زندگی تک منارے کا تصفیہ ہو جائے اور بعد میں تصفیہ ہوا بھی تو کس کام کا۔

گر از پس من کن فیکون شد شدہ باشد

افسوس ہے کہ مسیح کا ذب تو نہ ہو اور منارہ ہو۔

میرے خیال بعد مرے پر نشان رہے

افسوس ہے کہ میں نہ رہوں اور جہاں رہے

۴ نبی اور مجدد میں فرق

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کی تو وہی مثل ہے کہ اوکھٹے کو ٹھیلے کا بہانہ۔ کسی سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سن لی کہ ہر صدی کے بعد ایک مجدد پیدا ہوتا رہے گا۔ پھر کیا تھا حتماء میں پہلے آپ الہامی ہوئے پھر مجدد ہوئے۔ پھر مثل مسیح ہوئے۔ الغرض جب گمان اچھی طرح تیار ہو گیا تو کھٹ سے بروزی اور ظلی نبی اور خاتم الخلفاء اور مسیح مسیح اور امام الزمان بن گئے۔ آپ کو بایں ریش ویش یہ بھی معلوم نہیں کہ اسلامی اصطلاح میں مجدد کسے کہتے ہیں اور نبی اور رسول کسے۔ کیا مجدد اور نبی باہم مترادف ہیں۔ مجدد تو نبی کا تابع ہوتا ہے نہ کہ خود نبی، ورنہ رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے کہ ہر صدی پر ایک نبی پیدا ہوگا۔

مجدد کے معنی کسی پرانی شے کے نیا کرنے والے کے ہیں یعنی شریعت مستقلہ کاملہ کے وہ اصول و ضوابط جو لوگ بھول گئے ہوں یا ان کی جانب سے تغافل اور ان کے تعامل سے تسامح کرتے ہیں۔ ان کو یاد دلانے اور تازہ کرے۔ اور جو کمال ہدایات عین دینی المصاحف موجود ہوں

ان کو رواج دے اور دنیا کے دلوں میں ان کی عظمت و جلالت کی بنیاد اسی طرح ڈالے جس طرح قریب زمانہ نبوت کے لوگوں کے دلوں میں ڈالی گئی تھی۔ مجدد کے یہ معنی نہیں کہ شریعت کی ترمیم کر کے نیا نبی بن جائے۔ مرزا قادیانی جس نبی اُمی ﷺ کے قول کی سدا پنے مجدد ہونے پر لاتے ہیں۔ اسی نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ لائمی بعدی اور نہ صرف نبی اُمی نے بلکہ خود خدائے تعالیٰ نے وحی نازل کر دی ہے کہ ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ اب فرمائیے مجدد کیونکر نبی ہو سکتا ہے۔

تمام اولیاء اللہ مجدد گزرے ہیں۔ تمام اسلامی علماء اور فضلاء اور مشائخ مجدد ہیں جو توحید و سنت کو یاد دلاتے اور ان پر قائم ہونے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اگر یہ سب انبیاء ہوتے تو نبوت کے مدارج کا خاتمہ ہو جاتا یعنی نبوت کوئی شے نہ رہتی، آندھی کے آم اور جھڑبھری کے پیر ہو جاتی جیسی سالہا سال سے قادیان کے جنگل میں ہو رہی ہے۔

مجدد کے لقب سے ہر شخص جو کسی علم و فن کی تجدید کرے ملقب ہو سکتا ہے۔ ہر شخص جو کسی حرفت و صنعت کا موجد ہو مجدد کہلا سکتا ہے۔ مگر اس کو نبی اور رسول کوئی نہ کہے گا اور نہ وہ خود اپنے کو اس لقب سے ملقب کرنے پر رضامند ہوگا ورنہ موجودہ زمانے کے سائنس والے جنہوں نے حیرت انگیز ایجادوں میں ترقی کی ہے اور کر رہے ہیں اور آئندہ کریں گے سب نبی اور رسول بن جائیں گے۔

دخانی قوت سے کام لینے والوں اسٹیمر اور صنعت و حرفت کی مشینیں اور ریلوے انجن کے موجدوں کو خود مرزا قادیانی دجال تو کہتے ہیں مگر مجدد بمعنی نبی نہیں کہتے۔ کیا جس طرح عیسیٰ مسیح دجال کو قتل کریں گے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی ان دجالوں کو قتل کر کے ان کی مشینوں اور انجنوں کو عمارت کریں گے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں خونریز مہدی اور مسیح نہیں ہوں لیکن وہ کم از کم دجالوں اور ان کے کارناموں کے مٹانے کو تو ضرور ہی مبعوث ہوئے ہیں۔ اور اگر صرف حسب قول مرزا قادیانی ریلیں ہی دجال ہیں تو مسیح موعود کا فرض ہونا چاہئے کہ ان کا قلع قمع کرے اور جس طرح ممکن ہو۔ ہندوستان میں ان کا اجراء بند کر دے کیونکہ ظاہر ہے کہ دجال عیسیٰ مسیح کا بڑا بھاری مخالف اور رقیب ہوگا اور اگر مرزا قادیانی عہد ایسا نہ کر سکیں گے۔ تو صاف ثابت ہو جائے گا کہ دجال اور مرزا قادیانی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ایک ہی نسل کی پیدائش۔ ایک ہی خاندان کے رکن ایک ہی سوسائٹی کے ممبر ہیں۔ اور انیسویں صدی میں دجال اور مسیح دونوں ٹکھڑ اور آسمانی باپ کے پاس سے پاس لے کر آئے ہیں اور اگر ریلیں دجال کے گدھے ہیں تو مرزا قادیانی اور

مرزائی بارہا ان پر سوار ہوئے ہیں۔ اب فرمائیے دجال کون ہوا؟ مرزا قادیانی کے یہ دلائل ایسے ہیں جن کو سن کر گدھے بھی کان دبا کر اور دم اٹھا کر ڈھبھنجوں ڈھبھنجوں پکارتے لید کرتے کنوتیاں بدنتے پشتگیں جھاڑتے قادیان کے پڑاؤں سے بھاگتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے نزدیک مجدد اور ولی اور نبی سب ایک ہیں۔ حالانکہ ولی اور مجدد ہرگز نبی اور امام الزمان نہیں ہو سکتا۔ یعنی ناقص اور کامل کسی ایک فرد میں جمع نہیں ہو سکتا۔ آپ کی تصانیف ایک متناقض خرافات کا مجموعہ ہیں۔ کیا معنی کہ جب آپ آنحضرت ﷺ کے بروزی نبی بنے ہیں۔ یعنی آپ کے ناپاک اور خبیث قالب میں۔ آنحضرت ﷺ کی روح اطیب واطہر نے (معاذ اللہ) حلول کیا ہے تو آپ مجدد اور ولی اور ناقص نبی کہاں رہے جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ کامل نبوت کا خاتمہ ہوا ہے نہ کہ ناقص نبوت کا۔ آپ تو ہو بہو آنحضرت ﷺ بن گئے پھر کبھی تو آپ بجائے مجدد اور مہدی و مسیح ہونے کے جبری اللہ فی حلال الانبیاء بنتے ہیں یعنی تمام انبیاء کے لباس میں آپ نے حلول کیا ہے اور کبھی صرف بروزی محمد۔ تمام انبیاء کے قالب میں حلول کرنے کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی پلید روح نے قبل از مرگ تمام انبیاء کے اجسام میں داخل کیا ہے۔ اول! تو ایک روح متعدد اجسام میں داخل نہیں ہو سکتی۔ دوم! انبیاء کے لباس (اجساد) اب کہاں ہیں جن میں آپ کی روح نے حلول کیا ہو۔ سوم! ”جبری اللہ فی حلال الانبیاء“ کو آپ الہامی فقرہ بتاتے ہیں جو آپ کے دعوے کا مساعدا نہیں بلکہ علی العکس ہے۔ آپ کا مطلب تو یہ ہے نا کہ تمام انبیاء نے مرزائی قالب میں حلول کیا ہے۔ اور مرزا سب کا بروزی ہے۔ حالانکہ ”جبری اللہ فی حلال الانبیاء“ سے یہ لازم آتا ہے کہ جیتے جیتے آپ کی روح تمام انبیاء کے قالب میں داخل گئی ہے۔ چہارم! جب آپ بروزی محمد یعنی عین محمد ہیں اور اب اسلامی شریعت کی ترمیم کر رہے ہیں تو یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت ﷺ نے انیسویں صدی میں تشریف لا کر خود اپنی شریعت کی ترمیم و تنسیخ کر دی کہ تصور پرستی جائز اور حج بیت اللہ قطعی موقوف اور اب بجائے حرمین شریفین کے قادیان کا حج کرو وغیرہ۔

ایک خطبہ ہو تو کوئی صبر کرے آپ تو بالکل ”یتعبطہ الشیطان من المس“ کے فوٹو بنے ہوئے ہیں اور لے پالک سے بڑھ کر آسمانی باپ الو کا بھیجا کھا گیا ہے کہ ایسے بے معنی الہامات القاء کرتا ہے جیسی اوٹ پٹانگ تاویلیں مرزا قادیانی کر رہے ہیں۔ ہم حلفاً کہتے ہیں کہ ہمارے شاگردان شاگرد ایسی تاویلیں گھڑنے کو اپنے حق تین عار سمجھیں گے۔

۵ ایک بھیدی نے لٹکا ڈھادی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ضلع مراد آباد کے ایک رئیس کا شوق چرایا کہ قادیان جا کر مرزا قادیانی کے دعویٰ کا تاؤ دیکھے۔ ہمارے ایک شاگرد رشید مولوی صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا مجھے بھی اپنے ساتھ لیجئے گا تو مزہ آئے گا۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ دونوں صاحب قادیان روانہ ہوئے۔ جب بنالہ پہنچے تو قادیان جانے کو یکہ کرایہ کیا۔ مرزا قادیانی کے حواری بنالہ میں اس لئے موجود رہتے ہیں کہ قادیان جانے والوں کے پیچھے فرشتوں کی طرح نہیں شیطان کی طرح لگ لیس اور جن گاڑیوں اور کیوں میں مسافر سوار ہوں۔ انہیں میں بیٹھ کر سات کوس تک برابر نئے نبی کی بھٹی کرتے چلیں اور ان کے دل میں ڈال دیں کہ مرزا قادیانی نبی اللہ اور بروزی اور ظلی اللہ لے پالک اور صاحب معجزات ہیں۔ یہ مرزا قادیانی پر حصر نہیں بلکہ پنجاب کے اکثر سادھو بچے ایسے ہی کرتے ہیں۔ اس کے میں بھی تین مرزائی وارد ہو کر لگے اپنی وہی حمام گردبار کی داستان سنانے۔ سات کوس تک خوب کان کھائے۔ ہمارے شاگرد رشید مولوی صاحب نے کہہ دیا تھا کہ میں قادیان پہنچ کر دیوانہ (کار خویش عاقل) بن جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب قادیان پہنچے تو مشہور کیا گیا کہ یہ صاحب جلالی عملیات پڑھنے سے مجنون ہو گئے ہیں۔

مرزا قادیانی دعا کریں یا حکیم الامت المرزا سیہ مولوی نور الدین صاحب اپنے معالجہ سے مریض کو شفا بخشیں۔ اب جعلی مجنون لگا اچھلنے اور بکر کو دھانے۔ یہاں گھس گیا وہاں گھس گیا۔ لوگ گھیر گھا کر لائے۔ خیر کھانا چنا گیا۔ مرزا قادیانی بھی تشریف رکھتے تھے مگر دسترخوان پر آپ کا خاصہ لگ تھا۔ اس میں کوئی ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا۔ مجنون صاحب نے غراب سے ہاتھ مارا اور خستہ اور بیسی پراٹھے تر بتر مستحور اور چند بیدستر آمیز کئے ہوئے تھمایا لئے۔ ہائیں ہائیں یہ کیا۔ مگر کون سنتا تھا۔ مطلق العنانی تو تھی ہی۔

دیوانہ ہاش خانم تو دیگران خورد

سب کو آئیں خائیں شائیں بتا کر موذی کے چنگل میں جس قدر پراٹھے آئے سب کے سب بندر کی طرح دکھا دکھا کر چکھ لئے۔ کسم ہے منارے دی وڈے بے (بڑے مزے) آئے۔ ایسے خستہ کرارے۔ پراٹھے عمر بھر نصیب نہ ہوئے ہوں گے اور پھر ان میں رجولیت کا مصالحہ کھانے کو تو کھا گئے مگر رات بھر یہ کیفیت رہی کہ کچھ نہ پوچھئے۔ کروٹیں بدلتے بدلتے تڑکا ہو گیا۔ موقع لگے تو پھر بے ٹوہیں سے۔ مگر دانے ہائیں کوئی نظر نہ آیا۔ مرزا قادیانی کے شیبہ

استاد کی تہلیل پر ترقیہ کر کے متعہ ہی کر لیتے مگر یہ بات بھی ہاتھ نہ آئی۔

علی ہذا ایک روز مجنون صاحب گھومتے گھومتے مرزا قادیانی کے خاص خلوت خانے میں جا ڈٹے۔ دیکھتے کیا ہیں خلوت خانہ کیا ہے پری زادوں کا جھکھٹ اور اندر کا اکھاڑا ہے اور مرزا قادیانی سب کے درمیان کے بیٹوں بیچ میں کٹھیا بنے بیٹھے ہیں۔ مزے ہیں، بہاریں ہیں، اس قلندری ملنگ اور مجنونی نہنگ کے دیکھتے ہی سارا نظر فریب زاہد کش طلسم زیروز بر ہو گیا اور پری زادیں پھر سے اڑ گئیں۔

بڑی محفل میں ہلچل اٹھ چلے سب کیا قیامت ہے
یہ کیسا صورتوں نے نالہ آتش افشاں پھونکا

خیر! دوسرے روز مجنون صاحب اسی طرح اس کمرے میں جا گھسے جہاں آسمانی باپ کی جانب سے لے پالک پر الہام ہوتا ہے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ چار طرف عربی کتابیں کھلی ہیں اور مرزا قادیانی الفاظ کی کاٹ تراش کر رہے ہیں کہ کسی فقرے کا سر لیا اور کسی کا پاؤں اور پھر ان کو محاورات عرب سے منطبق کیا۔ مجنون صاحب کے بچپن ہی یہ سارا کاغذی جہاز جو جہل کے طوفان میں چل رہا تھا۔ ڈانواں ڈول ہو گیا۔ الغرض مرزا قادیانی کے غل چمانے پر دو چار آدمی ادھر ادھر سے دوڑے اور جنونی صاحب کو ڈنڈا ڈولی کر کے باہر لا ڈالا۔

جب جاسوس بن کر کوشمی کھٹلے کا سارا ادھر اڈھکا معلوم ہو گیا تو مجنون صاحب قادیان میں بھلے چنگے ہو گئے۔ مرزائی چار طرف سے دوڑے اور لگے چہ میگوئیاں کرنے۔ بھلا مجال تھی کہ بیماری یا جن بھوت یا مومکل اور ہیر کا اثر اک لمحہ کو بھی رہ سکتا۔ یہ باتیں تو حضرت اقدس کے ناخنوں میں پڑی ہیں اور چونکہ آپ نبی اللہ ہیں لہذا تمام جن اور بھوت اور مومکل آپ کے تابع ہیں۔ حکم نہ مانیں تو رہیں کہاں۔ مازندران سے سب کے چھو پڑے اکھاڑ کر پھینک دیئے جائیں اور پلٹتے سلاگا کر سب کو فی النار ولسقر کر دیا جائے۔

۶ مرزائیوں کی کارستانیاں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اثادہ کے جن سیدھے ساوھے مسلمانوں کا نام مرزائی اخبار البدر نے بزمہ بیعت کنندگان مشتہر کیا تھا اور پھر انہوں نے گزشتہ فیصلہ میں تردید چھپوائی تھی اور بیعت پر ہتھ اٹھایا تھا اب ہم کو بذریعہ نامہ نگار معلوم ہوا ہے کہ مرزا قادیانی کے بعض حواری ان غریبوں پر زور ڈال رہے ہیں اور سختی کر رہے ہیں کہ مرزائی ہونے کی تردید کیوں شائع کرائی گروہ لوگ بدستور دین اسلام پر

قائم ہیں جو لوگ فتح بیعت کر چکے پھر وہ رجوع ہونے والے نہیں اور جن لوگوں کے دلوں میں مرزائی ہونے کے دوسے پیدا ہو گئے تھے اب وہ قطعاً دور ہو گئے۔

جبکہ مرزا قادیانی اور ان کے حواری قرآن پر ایمان لانے اور ایمان رکھنے کے مدعی ہیں تو ”لا اکراہ فی الدین“ پر کیوں ان کا عمل نہیں اور جبکہ جبراً کوئی شخص بھی اپنا مذہب نہیں بدل سکتا اور تبدیل مذہب پر کسی کو مجبور کرنا قانوناً بھی منع بلکہ قابل تدارک ہے تو ہم حیران ہیں کہ ان مظلوم اور ناکردہ گناہ مسلمانوں پر کیوں جبر کیا جاتا ہے کہ جھک مارو اور مرزائی مذہب قبول کرو۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اناوہ کے مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث معلوم ہوگی کہ ”لا تشرک وان قنلت او حوقت“ یعنی شرک نہ کرا اگرچہ تو قتل کیا جائے یا جلایا جائے اور ظاہر ہے کہ مرزائی بنانا نہ صرف ”شُرک فی الرسالۃ“ بلکہ ”شُرک فی اللہ“ ہے کیونکہ مرزا قادیانی بعد شتم رسالت نبی بنے ہیں اور اپنے کو خدا کا لے پالک بنایا ہے جو بالکل اس ”وحدہ لا شریک“ کی صفت ”لم یلد ولم یولد“ کی نقیض ہے پھر کونسا سچا مسلمان ”شُرک فی الرسالت“ اور ”شُرک فی التوحید“ کا مرتکب ہو کر اپنے کو مخلوقی النار کا مستوجب بنا سکتا ہے۔

ان جبریہ کا روایتوں سے صاف ثابت ہے کہ مرزائی مذہب میں نہ کوئی کشش ہے نہ صداقت ہے کچھ لوگ محض دنیوی لالچ سے مرزائی دین قبول کرتے ہیں اور کچھ تحویف اور جبر سے۔ ”لعنة الله على الظالمين والجاهلین والمعوفین“ امید ہے کہ معزز نامہ نگار ہم کو مفصل حالات سے مطلع کرتے رہیں گے۔ کیونکہ شخہ ہند اس لئے معبوث ہوا ہے اور اس کا فرض تنصیبی بھی ہے کہ جاہدوں اور ظالموں کا آسمانی عدالت میں چالان کرے اور ان کو سزا دلوائے تاکہ جناب باری کا وعدہ پورا ہو کہ ”سيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون“

تعارف مضامین ضمیمہ شخہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم جولائی کے شمارہ نمبر ۲۵ کے مضامین

.....	ایک طویل مراسلت	نور الدین قادیانی کی اپنا استاذ مولانا الہی بخش سے طویل مراسلت
نوٹ.....	یہ مراسلت شمارہ نمبر ۲۵ سے شروع ہو کر ۲۶ کے آخر کے قریب تک چلی گئی تھی۔ ہم نے یہاں جمع کر دیا ہے تاکہ تسلسل برقرار رہے۔	

۱ ایک طویل مراسلت

مولوی نور الدین مرزائی کا خط اپنی استاد کی طرف!

مولانا تسلیم۔ اس وقت آپ کے ایک شاگرد نے جن کا نام محمد شریف اللہ ہے اور ضلع پشاور کے ہیں۔ آپ کے پرانے شاگرد نور الدین سے ذکر کیا ہے کہ میرے بزرگ استاد مولوی الہی بخش نے مجھے نصیحت کی ہے کہ پیروں کے پھندے میں نہ آنا اور نہ مرید بننا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ نے مولانا سے یہ بھی پوچھا کہ پیر کس کو کہتے ہیں اور مرید کیا ہوتا ہے واجب تھا کہ آپ جامع مانع معنی پیر و مرید کے پوچھ لیتے مگر انہوں نے جواب میں صفر کو بیان کیا۔ مجھے دیر تک تعجب رہا کہ کہیں اس نصیحت میں خود مولوی الہی بخش صاحب بایں پیری و غیر نہ بنے ہوں اور محمد شریف اللہ کو مرید نہ بنا لیا ہو (پیری و صدعیب والی پیری میں تو خود ہماری مولانا۔ بلکہ بوڑھے سید بھی داخل تھے۔ میری مراد اس پیری سے نہیں اور نہ جناب کا منشاء ہوگا) میں نے سید کے اتباع کو اور خود سید کو بھی دیکھا ہے کہ وہ پیری و مریدی اور علماء کے اتباع سے روکتے تھے اور خود اپنی اتباع کو عملاً پسند فرماتے تھے۔ اس معما کو اگر آپ حل فرمادیں گے تو آپ کی قدیم استادی کا لازمہ ہوگا۔ اس خط کا راقم آپ کا پرانا شکر گزار شاگرد نور الدین ساکن بھیرہ اور محمد شریف اللہ ساکن ضلع پشاور۔ نور الدین از قادیان و اراکمن والا ایمان ضلع گورداسپور۔ ۳ مئی ۱۹۰۳ء

جواب از جانب استاد مولوی الہی بخش صاحب مدرس پنشنر

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام
 على محمد وآل محمد الطيبين وعلى اله واصحابه اجمعين۔ جناب مولوی نور الدین صاحب۔
 السلام علی من اتبع الهدی۔ آپ کا خط پہنچا نہایت تعجب ہوا۔ اب تک تو پیری و صدعیب
 والی حالت پر نہیں پہنچی پھر ایسے اختلاط احتمال کا کیا باعث۔ آپ کو بایں پیری و مریدی جدید
 پیر و مرید کے معنی میں کس قدر تردد و تحیر ہوا کہ اس کا معنی جامع و مانع پوچھتے ہیں اور پھر اس کو
 (باوجود اظہار من الغمض ہونے کے جس کو جہال و اطفال بھی جانتے ہیں) معما جان کر اس کے حل
 کرنے سے اس قدر ممنونیت ظاہر فرماتے ہیں کہ اس کو قدیم استاذی کا لازمہ جانتے ہیں اگر اتنی
 بھی سمجھ نہیں تو پھر میرے حل کو آپ کس طرح سمجھیں گے۔ خیر! میں نے تو محمد شریف اللہ کو بحکم
 الدین العصیمی کے یہ نصیحت کی ہے کہ جو زمانہ حال کے پیر ہیں کہ اپنے مریدوں کو بدعات و محدثات
 و زندقہ و الحاد کی تعلیم کرتے ہیں بلکہ شرک کی طرف توجہ دلاتے ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ نہ یہ کہ
 جو علماء و صلحاء صراط مستقیم صراط منعم علیہم من التبیین والصدیقین والشہداء والصلحین اور مہاجرین

وانصار کا راستہ بتائیں ان کی بات بھی نہ ماننا۔ اب اپنے معنی کا حل سنئے۔

مولوی صاحب پیر کہتے ہیں۔ راہ نما اور پیشوا کو اور وہ منقسم ہیں دو قسم پر قسم اول پیر ہدایت جو اپنے مرید کو صراط مستقیم کے صراط منعم علیہم کا ہے دکھاتے ہیں اور بدعات و محدثات و رسومات کفر و جاہلیت سے ڈراتے ہیں۔ جیسے اہل خیر قرون وائمہ ہدیٰ و مصباح دینی و اتباع صادقین ان کے۔ قسم دوم پیر ضلالت و الحاد و زندقہ جو لوگوں کو بدعات و محدثات و زندقہ و الحاد و رسوم جاہلیت کی طرف بلاتے ہیں جیسے مخالفین انبیاء و علماء ہر زمانہ میں جیسے اس زمانہ میں آپ کا پیر و مرشد مرزا قادیانی ہے جس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا رسالت و نبوت کا کیا اور علماء و انبیاء و صالحین کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے اور علو و عتو و فساد میں حد سے گزر گیا ہے یہاں تک کہ مرسل و مجدد و مہدی و مسیح و ابن اللہ و ابواللہ اور اللہ بنا اور اپنی بی بی کو ام المومنین کا خطاب دیا۔ پس میں نے محمد شریف اللہ کو قسم اول کے اتباع سے نہیں روکا بلکہ میں نے قسم دوم کے دھوکوں اور فریبوں سے روکا ہے۔

آپ نے معنی جامع و مانع پیر کا پوچھا پس ہم نے پیر ہدایت و پیر ضلالت کا معنی بیان کر دیا۔ اب آپ بتادیں یہ معنی جامع ہیں یا نہ۔ بر تقدیر ثانی کو سافر و اس معنی سے خارج ہو اور اس کی جامعیت کو توڑا اور مانع بھی ہے دخول غیر سے یا نہ، بر تقدیر ثانی کو سافر و غیر کا اس میں داخل ہو اور اس کی جامعیت کو نقصان پہنچایا۔ ہاں یہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں ایک قسم ثالث بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض امور میں باطل پر ہو۔ لیکن یہ خدشہ آپ کا بے جا ہے کیونکہ اعتبار اصول و عقائد و ضروریات دین و عقاب امور کو ہے اور بعض فروعات میں خطا مضرت نہیں کیونکہ یہ اختلاف صحابہ سے لے کر آج تک چلا آیا ہے اور ضرور راستے دو ہی ہونے چاہئیں۔ ایک صراط مستقیم صراط منعم علیہم کا جس کا ختمی جنت اور رضا الہی ہے اور دوسرا صراط مغضوب علیہم و الضالین کا جس کا ختمی جہنم اور غضب رب العالمین کا ہے اور پھر تعجب یہ کہ آپ باوجود اس قدر ادعاء علم و فضل کے کہ الحکم میں حکیم الامت سے ملقب ہیں۔ معنی لفظ کا جامع و مانع طلب کرتے ہیں۔

سبحان اللہ جناب من یہ شرط جمع و منع کے اب تک کسی نے الفاظ کے معانی میں بیان نہیں فرمائی بلکہ معانی میں اشتراک اور تواف و تضاد و عموم و خصوص و تو اطلاق و تھکیک و حقیقت و مجاز و غیرہ بھی ہوتی ہے۔ پھر یہ شرط اطراد و انعکاس یعنی جامع و مانع ہونے کے کس طرح صحیح ہو سکتی ہے۔ یہ شرط جامع و مانع ہونے کے تو تعریفات و حدود میں علماء بیان کرتے ہیں نہ معانی الفاظ میں سبحان اللہ اس فہم پر یہ دھوم و دھام اور اپنے استاد سے یہ گستاخیاں۔ آپ کے اس قول سے (مجھے دیر

تک تعجب رہا کہ کہیں اس نصیحت میں خود مولوی الہی بخش صاحب ہائیں پیری پیر نہ بنے ہوں اور محمد شریف اللہ کو مرید نہ بنا لیا ہو۔ الخ

مجھ کو نہایت افسوس اور تعجب ہے کہ مولوی صاحب کا ہوش و عقل و حکیم امت ہونا کہاں چلا گیا باوجود اس شیخی و دعویٰ عقل کے اتنا بھی سمجھتے کہ پیر وہ ہوتا ہے جو عالم با عمل متقی صابر موقن لوگوں کو حق کی طرف بلانا اس کی صفت لازمہ ہو اور شب و روز تعلیم دین و ہدایت خلق میں مشغول ہے۔ "قال تعالیٰ وجعلناہم ائمة یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون" اگر ایسا ہوتا جس طرح آپ نے سمجھا ہے کہ میں محمد شریف اللہ کو ایک نصیحت کرنے سے پیر بن گیا تو چاہئے کہ ہر کوئی مسلمانوں میں سے پیر ہی ہو جو جہاں میں مرید کوئی نہ ہو کیونکہ حدیث شریفہ میں آیا ہے: "الدين النصيحة قالوا المن یارسول الله قال الله ولرسوله ولائمة المسلمین وعامتہم او كما قال رسول الله ﷺ" پس چاہئے کہ ہر ایک مسلمان بلکہ کفار بھی پیر ہی ہوں کیونکہ کوئی انسان فی الجملہ نصیحت سے خالی نہیں۔ پھر علاوہ بریں آپ کو دھوبی و خیاط و ناکی و درگریز وغیرہ بلکہ بہتر و بھنگی و قصائی بنا پڑے گا۔ بقول خود کیونکہ غالباً یہ سب کام آپ نے کئے ہوں گے گو تمام عمر میں ایک دو دفعہ کئے ہوں کیونکہ جب میں ایک نصیحت کرنے سے پیر و مرشد بن گیا تو کیا آپ ایسے کاموں سے گو تمام عمر میں ایک دو دفعہ کئے ہوں۔ بھنگی بہتر نہیں بنیں گے ورنہ کوئی فارق بتادیں۔ دونوں میں آگے انصاف آپ پر ہم نے چھوڑا ہے اور چونکہ آپ جامع و مانع بیان فرمانے معانی کے مشتاق و ماہر ہیں۔ اس لئے ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں براہ مہربانی حد و تعریف بدعت شرعیہ کی بیان فرمائیں جو مطرد و منعکس یعنی جامع و مانع ہو اور پھر اپنے پیر و مرشد کے بدعات و محدثات کو اس حد سے اخراج کریں اگر آپ بمقتضائے۔

فبعین الرضاعن کل عیب کلیة

وبحکم حکم الشئ یعمی ویصم

اپنے پیر و مرشد کے محدثات و بدعات سے بخوبی واقف نہ ہوں تو ہم سے اس کے بدعات و احداثات کی فہرست طلب کریں۔ لیکن اول جامع و مانع تعریف و حد بدعت شرعیہ کے ضرور لکھنی پڑے گی اور نیز ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیت "الیوم اکملت لکم دینکم (الآیة)" کے کیا معنی ہے۔ کیا خاتم النبیین محمد ﷺ کے عہد ہدایت مہد میں دین اسلام پورا و کامل مکمل ہو چکا تھا اور مہاجرین و انصار نے اس دین کامل کو بیان کیا۔ یا وہ دین ناقص و نامکمل و قابل ترمیم رہا اور معاذ اللہ خدا نے خلاف واقعہ یہ اکملت کہہ دیا اور تکمیل و ترمیم آپ کے

پیر و مرشد مرزا قادیانی کے عہد میں ہو رہی ہے اور تیسری بات ہم یہ پوچھتے ہیں کہ جب آپ اور ہم کسی آیت یا حدیث میں اختلاف کریں تو فیصلہ کس طرح ہوگا۔ آیا مہاجرین و انصار و خیر قرون وائمہ ہدئی کے اقوال سے یا کوئی اور حکم مقرر فرمائیں گے۔

ہم کو امید کامل ہے کہ آپ اس کے جواب میں صرف صفر کو کام میں لائیں گے۔ اور بالکل جواب نہ دیں گے کیونکہ جب آپ کے پاس اتنا بھی فہم و علم نہیں کہ پیری و مریدی کا معنی سمجھیں یا معانی الفاظ اور حدود و اشیاء میں فرق کر سکیں تو اس کا جواب کس طرح دے سکیں گے۔ اور پھر اعجاب العجائب یہ کہ پیر و مرشد آپ کا مرزا قادیانی قصبہ قادیان کو قصبہ یزیدیوں کا کہتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۶۶ تا ۷۳ حصہ اول، خزائن ج ۳ ص ۱۳۵، ۱۳۸ تا ۱۳۹) اور آپ دارالامن والایمان فرماتے ہیں: ”من چه میگوید و ظنہورہ من چه میگوید“ اور علماء اسلام کثرتاً ہم و نصرتاً ہم اس کو دارالارتداد و الزندقہ و الطغیان کہتے ہیں۔ پس اولاً آپ اپنے پیر و مرشد کے مخالف بنے اور ثانیاً تمام علماء اسلام کے مخالف نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے۔ نہ خدا ہی ملانہ وصال منم۔

پس اب آپ ہی انصاف فرمادیں کہ وہ معما مرمومہ آپ کا جس نے آپ کو دیر تک تعجب و حیرت میں ڈالا تھا خوب وجہ حل ہوا یا نہ..... اور پھر یہ چوتھی بات بھی ذرا بیان فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ”کل بدعة ضلالة قطیبة“ موجب کلیہ ہے اور نقیض اس کی سالبہ جزئیہ آتا ہے جو کم اور کیف میں مخالف اصل کے ہوتا ہے۔ پس بنا براں بعض البدعة لیس بھلائے مناقضہ رسول اللہ ﷺ کا ہوگا یا نہ۔ فقط: و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین والحمد لله رب العلمین۔

خط مولوی نور الدین مرزائی بجواب استاد مولوی الہی بخش صاحب پشتر
جناب الدین الصمد صحیح حدیث کا جملہ ہے اور اس سے مقدم قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس میں ارشاد ہے ”لا تسبوا اللدین یدعون من دون اللہ“ اور باستدلال بالاوٹی سب سے روکا ہے۔ پس آپ نے غلام احمد کو کن کن الفاظ سے یاد فرمایا ہے اور آخری عمر کے حصہ میں اپنے نامہ اعمال میں کیسا اضافہ کیا غلام احمد اور یہ کتابت آپ کی۔ بہر حال شریف اللہ یہاں سے بیعت کر کے واپس وطن کو گئے ہیں۔ شیخی دعویٰ اور حکیم الامتہ کا اذعا میری فطرۃ میں ہے نہیں۔ ہاں اتم شہداء اللہ کے منہ سے نکلا ہے۔ ”واللہ اعلم فان الاسماء تنزل من السماء“ الہی بخش الہی بخش الہی بخش، آپ استاد اور شاگرد کو پہلے ہی شوخ فرما چکے۔ اب میں دریافت کروں تو کیا دریافت کروں۔ بتاؤں تو کیا بتاؤں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کہوں غلام احمد کو برا کہنے والے صراط

مستقیم سے بہت ہی دور ہیں۔

چشم بازو گوش بازو ایں زمان
خیرہ ام از چشم بندی خدا

”سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم. وصلى الله على سيدنا
ومولانا محمد خاتم النبيين ورسول رب العالمين وعلى اصحابه وخلفائه ونوابه
التي يوم الدين ثم اعلم. ان الله يعلم سرنا وبخوانا وهو يعلم السر واخفى.
ونشهد الله وملائكته وكل من سمع. بانا شهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له
ونشهد ان محمداً عبده ورسوله خاتم الانبياء. خاتم الرسل خاتم الكملاء
ونؤمن بالملائكة والرسل والكتب واليوم الآخر والقدر ونقيم الصلوة ونوتى
الزكوة ونصوم رمضان وحججنا البيت ونحج انشاء الله تعالى ونعقد بان القرآن
شفاء وهدى ونور وان مولانا محمد رسول الله المكي المدني خاتم النبيين
ورسول رب العالمين معلمنا ومزكينا ومن خالف هديه ودله وصمة وما جاء به
واما مفضوب واماضال. خلهذه الكلمات وقل ماتشاء وسنسال من الله تعالى
انشاء الله تعالى“ آپ کی دھمکی کہ اخبار میں آپ شائع کریں گے۔ ”اضحویۃ الصبیان
والله المستعان“

نور الدین ۲۰ مئی ۱۹۰۳ء از دارالامن والایمان قادیان

جواب منجانب استاد مولوی الہی بخش صاحب پشتر سابق مدرس نارتھ سکول راولپنڈی

ایہا کہ بعد بسم الله الرحمن الرحيم وایہا کہ نستعین

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين محمد

وآله واصحابه اجمعين اما بعد. جس جناب مولوی نور الدین صاحب السلام علی من
اتبع الهدی۔ آپ کا جواب بعد انتظار مدید پہنچا موجب تعجب و افسوس ہوا۔ ”انا لله وانا الیہ
راجعون“ اس سے تو بالکل جواب نہ دینا اچھا تھا۔ اس میں میرے خط کے کسی فقرہ کا جواب نہیں
اور فقرہ شکایات و مہمل فقرے بہت ہیں بلکہ کل خط مہمل و بے نتیجہ ہے۔ بجز چند کلمات طیبات تسبیح
و توحید و تمجید کے وہ بھی دھوکہ دہی کے واسطے کہا۔ سچ لکھتے ہیں۔ جناب من میرے خط میں
مضامین قابل جواب ۱۶، ۱۵ تھے جس میں سے آپ نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا گویا آپ کا خط
میرے خط کا جواب ہی نہیں۔

یہ کارروائی نیک نیتی و صداقت و شرافت و انصاف سے بہت بعید ہے۔ خصوصاً آپ جیسے لائق شاگرد سے استاد کے حق میں یہ نئے نئی قادیان کی تعلیم کا اثر و نتیجہ ہے۔ فہرست مضامین جو میرے خط میں تھے اور آپ نے ان سب کو نظر انداز کر دیا۔ تفصیلاً نصیحت محمد شریف اللہ، معنی جامع و مانع پیر کا۔ تقسیم پیر و قسم پر پیر ہدایت و پیر ضلالت مع تمثیل کے۔ بیان دعاوی کا ذبیہ مرزا قادیانی۔ سب و قسم مرزا حق میں انبیاء و صلحاء علماء کے۔ آپ نے سے استفسار کہ یہ معنی جامع و مانع ہے یا نہ بر تقدیر ثانی وجہ کیا ہے اور رفع عہد شہ قسم ثالث کا اور شہ کہ راستے دو ہی میں منحصر ہیں اور توجہ آپ کے ادعاء علم و فضل و حکیم امت ہونے سے کہ الفاظ کے معانی جامع و مانع پوچھتے ہیں اور حدود و رسوم و تعریفات میں اور الفاظ کے معانی میں فرق نہیں کر سکتے۔ اور حخطیہ آپ کا اس میں کہ میں ایک نصیحت سے پیر بن گیا اور الزام ہو یا آپ کو خیاط و محکم قصابی و نائی وغیرہ بننے کا بقول آپ کے۔ ورنہ کفار قریب و دور اور حد و تعریف بدعت شرعیہ کے جامع و مانع کا سوال اور کلامی استخراج بدعات و محدثات مرزا کا بدعت کی حد سے اور پلٹ پلٹ کر کہ آپ سے کبھی اور اسی کا جواب نہ ہو سکے گا۔ خواہ یا نہیں ہوگا اور قادیان کو دارالامن والایمان کہنے میں آپ مخالف اپنے پیر و مرشد مرزا قادیانی کے بنے اور نیز علماء اسلام کے اور استصاف آپ سے کہ آپ کا معما موعومہ بخوبی و چل ہو یا نہ اور اخیر میں آپ سے یہ سوال کیا کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کل بدعت ضلالہ اس کا نقیض کیا ہوگا۔ سونا ظہرین دیکھ لیں گے کہ آپ نے باوجود اس اذعا کے کہ میرا نام آسمانوں سے حکیم امت اتر ہے کس مضمون و کون سے فقرہ کا جواب لکھا ہے اور آسمانی حکمت کا کیا نمونہ دکھایا ہے۔ یہ وطیرہ مصنفین کا ہرگز نہیں۔ فضلا عن المؤمنین کہ اولاً خود چھٹریں اور پھر یہ معاملہ۔

اب جناب مولوی صاحب اپنی تحریر اٹھو کہ صبیحاں کا جواب سنیں۔

قولہ..... جناب! مولوی صاحب نے مارے تعصب و غصہ کے اپنے استاد شیخ کے سلام سے بھی استغفار کیا بلکہ السلام علی من اتبع الهدی بھی نہ لکھا۔ اس سے آپ کے تعصب اور تکبر کا پتہ لگ سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اگر کفار کو بھی خط لکھتے تو السلام علی من اتبع الهدی لکھ دیتے دیکھو بخاری مطبوعہ احمدی ص ۵۵ استادی شاگردی تو درکنار آشنائی قدیر بھی گئی۔ مولوی صاحب کی یہ عادت و فطرت نہ تھی لیکن مرزا کذاب کی تعلیم و اثر صحبت کا یہ بد تاثر و نتیجہ ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قولہ..... "الدین النصیحة" صحیح حدیث کا جملہ ہے۔

اقول..... واہ سبحان اللہ کیا ہم نے آپ سے اس حدیث کی تصحیح طلب کی تھی۔ یہ کیسا بموقع و بے ربط فقرہ ہے کہ نہ خود اس سے استدلال کیا اور نہ ہماری کسی مضمون کا جواب اور نہ سیاق و سباق سے کچھ تعلق شاید سکر کی حالت میں لکھ دیا ہو۔

قولہ..... اس سے مقدم قرآن کریم کی وہ آیت ہے جس میں ارشاد ہے "لا تسبوا السلیمن یدعون من دون اللہ" اور باستدلال بالاولیٰ سب سے روکا ہے۔

اقول..... سبحان اللہ اولاً کیا اس حدیث اور آیت میں تعارض و تناقض ہے۔ اس واسطے مولوی صاحب آیت کو مقدم رکھتے ہیں کیونکہ دونوں پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ لہذا مولوی صاحب ترجیح کے درپے ہوئے ہیں۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ یہ تو ایسی جہالت ہے کہ امید نہیں کہ طفل کتب خوان سے بھی سرزد ہو۔ ثانیاً آپ نے آیت کا اخیر حذف فرما دیا اور یہ الآیت لکھا تا کہ کہیں پہلی ہی دفعہ شرمندہ نہ ہونا پڑے اور استدلال بالاولیٰ آپ کا کہیں ٹوٹ نہ جائے۔ اخیر آیت کا یہ ہے "فیسبوا اللہ عدواً بغير علم" یعنی مشرکوں کے معبودوں کو مت گالی دو۔

پس وہ جہالت سے اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کو گالی دیں گے۔ یعنی پھر تمہاری گالی سبب بنے گا۔ اللہ عزوجل کی گالی کا۔ واہ سبحان اللہ عجیب تفقہ و فہم ہے۔ مولوی صاحب کا اور تقویٰ اور نیک نیتی۔ وچالنا اس میں اشارہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مولوی صاحب کا معبود و طاغوت ہے اگر تم مرزا غلام احمد کو گالی دو گے تو ہم تمہارے اللہ کو گالی دیں گے۔ ورنہ یہاں کوئی اور موقع مناسبت کا موجود نہیں۔ ورابعاً استدلال بالاولیٰ آپ کا یہاں۔ اعجب العجائب سے ہے اور یہ مولوی صاحب کا خانہ زاد استدلال ہے۔ کسی مخمور و پوسٹی نے بھی ایسا استدلال بالاولیٰ بالاضعف کہنے سے بھی آدمی کو شرم آتی ہے۔ فضلاً عن المؤمن المسلم کیونکہ یہ استدلال بالاولیٰ جب بنے کہ اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ تمام مخلوقات سے ادنیٰ و حقیر تر و اضعف ہو۔

نعوذ باللہ من هذه الجراة علی اللہ وعلیٰ رسولہ وعلیٰ کلامہ مضمون
قول مولوی صاحب کا یہ ہوا کہ جب اللہ عزوجل کو گالی دینی منع ہوئی یا ایسی چیز کو گالی دینی منع ہوئی جو سبب ہو اللہ عزوجل کی گالی کا جیسے مشرکوں کے معبود۔ تو اور درں کو گالی دینی بطریق اولیٰ منع ہے کیونکہ اور سب چیزیں اولیٰ ہیں ساتھ تعظیم کے اللہ عزوجل و تبارک وتعالیٰ سے۔ مطلب یہ ہوا کہ خادم، نوکر یا دشمن و مخالف یا منافق و کافر و مرتد و زندیق و طغ یا کستی ملی وغیرہ کو گالی دینی بطریق اولیٰ

منع ہے۔ بہ نسبت اللہ عزوجل کے کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ تبارک و تعالیٰ سے بہتر ہیں۔

سبحان اللہ و تعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیراً اصول فقہ میں قیاس بالاولیٰ کی یہ مثال دیتے ہیں ”ولا تنقل لهما اف“ یعنی ماں باپ کو جب اف کہنی منع ہے تو سب و شتم و ضرب بطریق اولیٰ منع ہوئی کیونکہ یہ امور اف سے زیادہ ہیں۔ اہانت و ایذا میں۔ دیکھو مولوی صاحب کا علم و فضل و نیک نیتی و تقویٰ و شہادت کلمہ و حج حج پکارنا حج فرمایا ”اللہ عزوجل تبارک و تعالیٰ نے سا صرف عن ایاتی الدین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا کل آیة لا یؤمنوا بہا وان یروا سبیل الرشدا لا یتخذوہ سبیلاً وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلاً ذالک بانہم کذبوا ہایتنا وکانوا عنہا غافلین“ مرزا کذاب نے مولوی صاحب کی فطرت کو ایسا بگاڑا ہے کہ کچھ ہوش ہی نہیں آتی۔ مجاہدین کی سی بڑھیں ہاں کتے ہیں۔

ہوش اس وقت آئے گی جب کہا جائے گا ”لقد کنت فی غفلة من ہذا فکشفنا عنک غطانک فبصرک الیوم حدید“ جب خود مولوی صاحب اپنی زبان سے اعتراف فرمائیں گے ”لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر“ اور جواب طے گا ”فاعترفوا بذنوبہم فسحقاً لاصحاب السعیر“ یا جب کہیں گے ”یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً یا ولیتی لیتنی لم اتخذ فلاناً“ مرزا قادیانی ”خلیلاً لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان الشیطن للانسان خذولاً“
 قولہ پس آپ نے غلام احمد کو کن کن الفاظ سے یاد فرمایا ہے اور آخری عمر کے حصہ میں اپنے نامہ اعمال میں کیسا اضافہ کیا۔

اقول مولوی صاحب ہوش میں آجائیے اور مرزا کذاب کی محبت کی پٹی تھوڑی دیر تک اپنی آنکھوں سے اتار لیجئے۔ شاید آپ کے کچھ سمجھ آجائے لیکن بظاہر مشکل ”قال تعالیٰ فلما زاغوا از اغ اللہ قلوبہم، بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون وقال تعالیٰ انا جعلنا فی اعناقہم اغلالاً فہی الی الاذقان فہم مقمحوں وجعلنا من بین ایدہم سداً ومن خلفہم سداً فاغشینہم فہم لا یبصرون“ بات تو ظاہر ہے لیکن وہ حجاب مستور حائل ہو جاتا ہے۔ ”وجعلنا بینک و بین الدین لا یؤمنون بالآخرة حجاباً مستوراً“

خیر میں کچھ نصیحت بیان کرتا ہوں ہدایت اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے۔ مولوی صاحب مرزا کذاب خود صریح اس آیت کے ساتھ کفر کرتا ہے اور سخت مخالف ہے۔ اس کلام پاک

کا ”ولاتسبوا الدين يدعون من ذون الله فليسوا الله عدواً بغير علم“ کیونکہ اس نے عیسیٰ کو کہہ لیا کہ اللہ عزوجل انبیاء سے ہے اور جہا ہیر انبیاء و مرسلین سے افضل ہے اور نصاریٰ کا معبود بھی ہے۔ بہت سخت گالی دیں اور قحش و قذف درمی کیا ان کو کن کن الفاظ سے یاد کیا ہے۔

ان الفاظ سے چوڑا، جھوٹا، ناڈان، موٹی عقل والا، بے جا حرکت کرنے والا، علمی و عملی قویٰ میں بہت کچا، شریر، مکار، فریبی، شعبذہ باز، متکبر، ناپاک خیال، راستبازوں کا دشمن، بدچلن، ان کی تین وادیاں و تانیاں کسی زنا کار تھیں۔ یہ سب کچھ ضمیمہ انجام آہتمم میں اپنے نامہ اعمال میں اضافہ کیا اور مسمریزم یعنی سحر کا کام کرنے والا، اور کہا کہ اگر میں ان ہاتوں کو قابل نفرت و مکروہ نہ سمجھتا تو ان العجوبہ نماؤں میں ابن مریم سے کم نہ ہوتا۔

دیکھو اللہ عزوجل قرآن مجید میں معجزات عیسیٰ کو آیات بینات فرماتا ہے اور یہ مولوی صاحب کا گرو کیا کہتا ہے اگر ”وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقیہوہ ولی اذانیہم وقرا“ والی بات نہ ہوتی تو مولوی صاحب ایسے لاعقل تو نہیں کہ ایسی واضح باتیں نہ سمجھیں۔

واللہ ما یدری الفتی بمصابہ

والقلب تحت الختم والخذلان

اور ہندوؤں سے ان کے معبودوں کو گالی دے کر رسول اللہ ﷺ کو سخت سخت گالی دلوائیں۔ چنانچہ عیسائیوں سے گویا یہ سب گالی مرزا نے دیں۔ باوجود مخالفت آیت ”لاتسبوا الدین یدعون“ الایہ کے صحیح حدیث کا خلاف فاحش کیا۔ ”قال رسول اللہ ﷺ من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یارسول اللہ وهل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابالرجل فیسب اباه ویسب امہ فلیسب امہ متفق علیہ“ اور علماء امت کو یہودی و بدذات وصال و دجال و اعمی و غول اغوص و شقی و ملعون و کتا و خنزیر وغیرہ سے یاد کرتا ہے بلکہ خدا کو گالی دیتا ہے کہ خود خدا کا بیٹا بنتا ہے اور اس کو اللہ عزوجل نے حدیث قدسی میں گالی کہا ہے۔

”قال تعالیٰ کذبنی ابن آدم ولم یکن له ذالک و شتمنی ولم یکن له ذالک السی قولہ تعالیٰ واما شتمہ ایای فقوله لی ولد و سبحانی ان اتخذ صاحبۃ او ولدأ (رواہ البخاری)“ اور (انجام آہتمم ص ۴۱، جزائن ج ۱ ص ۱۵۸) میں کہا کہ مریم کا بیٹا کھلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا اور کھلیا رام چندر کی ماں کا نام ہے۔ اور (ضمیمہ انجام آہتمم ص ۷، جزائن ج ۱ ص ۲۹۱ حاشیہ) میں تمام جد و نسل عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قذف درمی کیا۔ حالانکہ جد و نسل تمام انبیاء کی ایک ہی ہے۔ تمام انبیاء ابراہیم خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل سے ہیں اور ابراہیم

نوح کی نسل سے اور نوح آدم کی اولاد سے ”قال تعالى ان الله اصطفى آدم ونوحا وآل ابراهيم وآل عمران على العالمين ذرية بعضها من بعض“ زوال المعاد جلد دوم ص ۲۶۸ میں لکھا ہے ”فان الله سبحانه جعل عيسى من ذرية ابراهيم بواسطة مريم امه وهى من صميم ذرية ابراهيم. انتهى“ پس مرزا کذاب نے خدا کو گالیاں دیں۔ عیسیٰ کو خاتم النبیین کو علماء کو، تمام جد انبیاء کو، تمام مسلمانوں کو، اس نالائق مرتد کی گالی سے کوئی نہیں بچا۔ البتہ ناک کی بڑی تعریف کرتا ہے اور اس کی کرامتوں کا معتقد (دیکھو سوت بچن) پس اب فرمائیے کہ مرزا کذاب۔ اس آیت کا مخالف ہو یا ہم۔ اگر طبع و ختم نہ ہو تو فوراً سمجھ آ جاتی ہے کہ مرزا تمام دیانات و شرائع سے خارج ہے۔ علماء و عملاً اصولاً و فروغاً و مبادیاً و معاداً لیکن ختم طبع مانع ہو جاتی ہے۔ ”وقالو قلوبنا غلف بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون الا قليلا كذا لک بطبع الله على كل قلب متكبر جبار“

اور ہم نے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس آخری عمر کے حصہ میں اپنے نامہ اعمال میں ایمان و حسنات اضافہ کئے ہیں کہ دنیا میں طہوں و زندقوں مفسدوں مرتدوں سے علیحدہ ہو کر ان سے بعض اللہ کیا، تاکہ آخرت میں ان سے جدا ہوئیں۔ جب کہا جائے ”احشروا الذين ظلموا وازواجهم“ اور کہا جائے ”وامتازوا اليوم ايها المجرمون“ اور مہاجرین و انصار و انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کا راستہ پکڑ کر ان سے حب اللہ کیا تاکہ ان کے ساتھ ہمارا حشر ہو اور ان کی معیت دنیا اور برزخ اور آخرت میں نصیب ہو۔

”ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً“ مگر افسوس آپ کی حالت نازک پر کہ مرزا کذاب مدعی نبوت و سب انبیاء و شاتم اللہ عز و جل کے نیچہ میں بری طرح پھنس گئے۔ ”کالدی استهوته الشیاطین فی الارض حیران له اصحاب یدعونہ الی الہدی العنا“ اگر اسی حالت میں آپ گزر گئے تو آپ کا ”اذا النفوس زوجت“ کے وقت کیا حشر ہو گا جب آپ کو حکم المرز مع من احب مرزا ملعون کے ساتھ جکڑ کر کہا جائے گا ”فاهدوهم الی صراط الجحیم“ ہم تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ عز و جل آپ کو مہاجرین و انصار و انعمہ بدے و مصابح دینی کا جمع منجی گردانے اور کذاب ظالم کے نیچہ و گنہگار سے بچا کر توفیق توبہ کی دے۔ آمین!

قولہ غلام احمد اور یہ کتابت آپ کی۔ قول۔ غلام احمد میں احمد سے مراد سید احمد نجری ہوگا۔

اس لئے آپ نے مجرد احمد کہا بغیر صلوة مسنونہ یا مفروضہ کے وایضا مرزا قادیانی نے یہ سب سرمایہ اسی سے حاصل کیا ہے۔ اس نے اولاً انکار ختم نبوت کا کیا جبغا اسطوا بن سینا۔ اس نے انکار معراج نبوی بحمد مبارک و انکار تولد مسیح علیہ السلام بے باپ وغیرہ کا کیا ”السی غیبر ذالک من شلو ذاتہ“ پس تمام سرمایہ نبوت و مجدوی و مہدی و تفروات کا مرزا نے اسی سے حاصل کیا۔ اسی واسطے مرزا اسی کا غلام و ممنون ہے۔ اگر وہ محسن مرزا میں اپنی نیچریت مستعار واپس لے لے تو پھر مرزا قادیانی کے پاس کچھ نہیں رہتا۔ بلکہ دیوالیہ بن جاتا ہے اور احمد بن عبد اللہ ہاشمی فدائہ ابی وای علیہ السلام کا تو مرزا سخت دشمن ہے اور نہ ان سے کچھ لیتا ہے۔ مگر اگر ہاتھ پہنچے تو ختم نبوت چھیننے کو تیار ہے۔ اگر بالفرض احمد سے مراد محمد ہوں تو یہ نام ماں باپ نے رکھا ہے۔ اس وقت مسلمان تھا۔

”کل مولود یولد علی الفطرة (الحديث)“

پھر جب مرتد ہوا تو اس غلامی سے استکفاف و استکبار کر کے خود محمد و احمد و اولو العزم انبیاء سے افضل بنا اور کہتا ہے کہ سورۃ صف میں ”وہبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ سے مراد ہوں اور میرے حق میں اتری ہے۔ نہ محمد ﷺ کے حق میں اور اپنی جماعت کا نام فرقہ احمدیہ رکھانہ غلامیہ۔ یا اول آسمان سے لڑکین میں غلام احمد اتر اہو اور بعد الارث اوزندیق مرتد کافر ملعون وغیرہ اترے ہوں۔ ”فان الاسماء لتنزل من السماء“ اور ہماری کتابت میں تو کوئی کلمہ بے جا نہیں بلکہ بعض امور واقعہ کا بیان ہے اور آپ خلاف واقعہ بسبب اطروغلو کے گالی تصور کرتے ہیں۔ جیسا نصاریٰ نے رسول اللہ ﷺ سے جب مسیح بن مریم کے حق میں عبد اللہ و رسولہ سنا تو اطراء کے باعث کہنے لگے عیسیٰ مسیح یعنی تو نے مسیح کو گالی دی۔ اس میں بھی آپ اپنے مرشد کی نص کے مخالف ہوئے دیکھو ازالہ الایمان اپنے مرشد کا ص ۱۳، ۱۴، خزائن ج ۳ ص ۱۰۹۔

قولہ..... بہر حال شریف اللہ یہاں سے بیعت کر کے واپس وطن کو گئے ہیں۔ اقول۔ بہر حال کا اس جگہ کیا معنی اور پھر آپ کس قدر اس آیت کے نیچے آئے ہیں ”لیحملوا اوزارہم کاملۃ یوم القیمۃ ومن اوزار الذین یضلونہم بغیر علم الاساء ما یزرون“ اور آیت ”ولیحملن الثقالہم واثقالہم واثقالہم ولسألن یوم القیمۃ عما کانوا یفعلون قال تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ولئنک یعرضون علی ربہم ویقولون الا شہاد ہؤلاء الذین کذبوا علی ربہم الا لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یضنون عن سبیل اللہ ویضونہا عوجاً و ہم بالآخرۃ ہم کافرون الی قولہ تعالیٰ لا جرم انہم فی الآخرۃ ہم الایحسرون“

قولہ..... شیخی و دعویٰ اور حکیم الامتہ کا ادعاء میری فطرت میں ہے نہیں ہاں انتم شہداء اللہ کے منہ سے نکلا ہے۔ ”واللہ اعلم فان الاسماء تنزل من السماء“ الہی بخش الہی بخش الہی بخش۔ قول۔ یہ کیسا تافحش فاحش ہے کہ اول انکسار فطرتی بیان کرنا اور پھر آسمان پر چڑھ بیٹھنا کہ میرا نام حکیم امت آسمان سے اتر ہے اور شہداء اللہ نے رکھا ہے۔ آپ منہ سے میاں مٹو۔ من تراقاضی بگویم تو موا حاجی بگو۔ جناب من آپ بمقتضائے حدیث ”اذا رقیتم المداحین فاحضوا الی وجوہہم التراب“ ایسے شہداء العیطان کے منہ میں مٹی ڈالتے نہ یہ کہ میاں مٹو بن کر فخر کرتے بلکہ ایسے نام جس میں مدح و خود ستائی و تزکیہ نفس ہو ممنوع ہیں قال تعالیٰ ”فلا تنسوا انفسکم“ جیسے نور دین و امام دین و خمس الدین وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ ایسے ناموں کو تبدیل کرتے اور علماء اسلام نے بھی منع کیا ہے اور بعض ناموں کو رسول اللہ ﷺ نے اسخ الاسماء کہا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ”بئس الاسم الفسوق بعد الایمان“ کیا یہ سب جائز و مطابق واقعہ ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ آپ نے:

برعکس نہند نام زنگی کافور

نہیں سنا اور شاید کالے کتے کا نام موتی بھی نہیں سنا۔ اور عبد اللہ بن ابی ابن سلول رأس المنافقین کے کیسا عدو دین اور نام عبد اللہ اور اس کے بیٹے کا نام بھی عبد اللہ۔ ”وبینہما کما بین السماء والارض“ ایسی مثالیں بے شمار ہیں کوئی عاقل اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ پھر یہ اسماء نہیں القاب ہیں نام آپ کا نور الدین اور لقب حکیم امت اور دونوں خلاف نفس الامر اور مطابق۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

اور کیا یہ القاب آپ کے آسمان سے اترے ہیں اور شہداء اللہ کی زبان سے نکلے ہیں؟ اور جو تمام اہل اسلام قبیح مہاجرین و انصار آپ کے حیر و مرشد کے حق میں بولتے ہیں کہ مرزا قادیانی کافر مرتد زندقہ طرد ملعون لعین جاہل مجہول وغیرہ ہے اور شب و روز لعنتیں دیتے ہیں اور وہ لوگ قدیمی پختہ مسلمان قبیح سلف امت ہیں۔ آپ جیسے حزنزل و تمحیر و متذبذب ”لا الہی ہولاء و لاء الہی ہولاء“ نہیں پس وہ اسماء آسمان سے نہیں اترے اور شہداء اللہ کی زبان سے نہیں نکلے جن کے حق میں وہ حدیث آئی ہے اور وہ مہاجرین و انصار و اتباع ان کے ہیں۔ الہی یوم الدین۔ نہ مرزائی کہ شہداء العیطان ہیں اور مخالف مہاجرین و انصار کے ہیں اور کو رو اندھا کہنے والے ان کے۔ یہ تو آپ نے تین دفعہ الہی بخش الہی بخش الہی بخش کہا ہے۔ میں کہتا ہوں اگر دل میں ایمان و اخلاص و انابت و تقویٰ نہ ہو تو اگر مرتد دفعہ کہیں تو بھی آپ کے حق میں ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ ”قال

اللہ تعالیٰ فی امثالکم واسباحکم استغفرلہم ولاستغفرلہم ان تستغفرلہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم“ اور فرمایا: ”ولا تصل علی احدمنہم مات اہداً ولا تم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وہم فاسقون“
 قولہ..... آپ استاد اور شاگرد کو پہلے شوخ فرما چکے اب میں دریافت کروں تو کیا دریافت کروں اور آپ کو بتاؤں تو کیا بتاؤں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کہوں غلام احمد کو برا کہنے والی صراط مستقیم سے بہت ہی دور ہیں۔

چشم بازو گوش بازو این زبان
 خیرہ ام از چشم بندگی خدا

اقول..... استاد نے آپ کو پہلے شوخ نہیں کہا بلکہ جب آپ نے پہلے خود استاد کو چھیڑا اور تسخر و استہزاء کیا اور طعنیں لگائیں۔ ہاں جو اس کم فہمی اور بے علمی و بدینتی کے تو البتہ نصیحت نہ کیا گیا کہ ایسی گستاخی نہ چاہئے اور آپ مان چکے ہیں کہ الدین النصیح حدیث کا جملہ ہے لیکن پھر بھی آپ باز نہ آئے اب احصو کۃ الصبیان اور صراط مستقیم سے بہت دور وغیرہ استاد کے حق میں اضافہ کیا اور کہا کہ اپنا نامہ اعمال اس آخری عمر میں تباہ کیا کہ مرزا غلام احمد کو بے جا الفاظ سے یاد کیا وغیرہ۔
 پھر آپ خود انصاف کریں کہ یہ شوخی و گستاخی ہے یا نہ؟ اور پھر یہ شوخی اور سب سے زیادہ گستاخی کا سوال از آسمان و جواب از ریسمان۔ استاد کے خط کے کسی فقرہ کا جواب نہ دیا اور بے ہودہ باتوں میں ٹالا۔ ایسا معاملہ استاد سے سوائے آپ کے کوئی نہیں کرتا۔ بازی بازی بارش باہام بازی۔ اور مطابق شعر مرقومہ کے چشم و گوش اپنے کو معطل کر کے اپنی چشم بندی سے خیرہ ہونے کا اقرار کیا گویا اپنے صمم بگم ہی ہونے پر اس شعر سے استدلال کیا۔ ”قال تعالیٰ والشعراء یبعہم العاوان الم تر انہم فی کل وادیہمون وانہم یقولون مالا یفعلون“ آپ کے پاس ہے ہی کیا جو بتاویں بجز صریح مخالفت منقول و مقول اور تکذیب رسول اور تکذیب ”بما لم یحیطوا بعلمہ“ اور ”تقول علی اللہ وعلی الرسول“ اور ”تکلم بغير علم“ اور الحادوزنقہ مرزا کذاب کے ”قال تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ بل کذبوا بالحق لما جاہلہم فہم فی امر مریج اور تکلم“ ”بغیر علم سخت حرام ہے“ قال تعالیٰ ما انتم ہنولاء حاجتکم فیما لکم بہ علم فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ علم وقال تعالیٰ وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون وقال تعالیٰ الم یؤخذ علیہم میثاق الکتاب ان لا یقولوا علی اللہ الا الحق ودر سوامافیہ“ اور بغیر مجادلہ وجدال بالباطل اور

دفع حق کے آپ کے پاس کچھ نہیں۔” وجادلوا بالباطل ليد حضوا به الحق،
يجادلونك في الحق بعد ما تبين“ اور آپ کے پاس لیاقت ہے کیا جو کوئی بات معقول
دریافت کریں۔

اگر دریافت کریں گے تو پوچھ بے معنی جیسے آپ کا پیر و مرشد دریافت کرتا ہے۔ کہ عیسیٰ
کے لئے آسمانوں پر ٹٹی کہاں ہے اور کھاتے کیا ہیں؟ پہنتے کیا ہیں؟ وغیرہ۔ پس آپ کو اپنی نادانی و کم
فہمی کے چھپانے کے واسطے اچھا بہانہ مل گیا کہ استاد نے مجھ کو شوخ کہہ دیا۔ سبحان اللہ! اور پھر آپ
نے مجھ کو صراط مستقیم سے بہت دور تو کہہ دیا لیکن صراط مستقیم کی حد و تعریف نہ لکھی اور نہ ہماری دور
ہونے کی کوئی دلیل و سلطان بیان کیا۔ مجرد دعویٰ ہی دعویٰ کیا۔ انصاف و دیانت و عقل و حکیم امت
ہونا آپ کا اسی کوچا ہوتا ہے ”قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین“ آپ نے بسبب اپنی
کج فہمی و کج ادائیگی کے صراط معوج و صراط حجیم کو جو صراط مغضوب علیہم
و ضالین کا ہے۔ صراط مستقیم سمجھ لیا ہے۔

فاتحہ الکتاب میں ہے کہ صراط مستقیم وہ ہے جو صراط منعم علیہم کا ہے نہ
مغضوب علیہم و ضالین کا اور سورہ نساء میں منعم علیہم کو بیان کیا کہ وہ نبیین
و صدیقین و شهداء و صالحین ہیں اور مہاجرین و انصار ہیں جو بعد انبیاء کے افضل
الاولین و الآخرین ہیں۔ سورہ توبہ میں اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ میں مہاجرین و انصار اور ان کے
تابعداروں سے راضی ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہیں اور فرمایا: ”و يتبع غیر سبیل المؤمنین
نولہ ما تولیٰ و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا“ اور مؤمنین اس وقت مہاجرین و انصار تھے۔
پس اب اگر کچھ بقیہ و آلائش و اثر انصاف و امانت کا آپ کی فطرت میں باقی ہے تو بتاؤ کہ ہم اس
صراط مستقیم سے بہت دور ہیں یا آپ اور آپ کا پیر کذاب جو انبیاء و صدیقین و مہاجرین و انصار کو
گالی دینے والا تغلب سے ختم نبوت توڑنے والا سب مؤمنوں کو کور واندھا کہنے والا۔ سید احمد نجری
کا کاسہ لیس و غلام۔ نہ احمد عربی ہاشمی رضی اللہ عنہ کا۔ اب انصاف آپ ہی پر ہم چھوڑتے ہیں لیکن اگر
آپ نے اللہ عز و جل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ و طرف داری کو بخاطر پیر و مرشد کذاب اپنے کے
صاف چھوڑ دیا تو اس کو بجز بے ایمانی کے کیا کہا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پیر آپ کا صراط
مستقیم سے بمرآصل دور اور عدو ہے۔ احمد عربی فداہ ابی و امی رضی اللہ عنہما کا۔ اگر یہاں آپ چشم بند کر کے
اکذب الکذابین و اظلم الظالمین کو صادق خیال فرما کر صدم بکم غمی ہو رہے تو میں ڈرتا ہوں کہ کل آپ کو
کہنا پڑے گا ”لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر“ اور مرزا کذاب کو یہ کہو

کے ”اللہ ان کنا لفی ضلال مبین اذ نسویکم برب العلمین“
 قولہ..... ”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم و صلی اللہ سیدنا ومولانا
 محمد خاتم النبیین الیٰ قولہ الیٰ یوم الدین“

اقول..... جب مرزا خدا کا بیٹا بنا اور آپ اس کی تصویر کے پجاری تو صبح کا کیا معنی؟ اور اللہ
 عزوجل آپ کے نزدیک عاجز و لاچار ہو کہ ایک آدمی کو مع جسد آسمان پر نہیں لے جاسکتا وغیرہ۔ تو
 تمہید کا کیا معنی ہوا، اور جب پیر کذاب آپ کا رسول و نبی بنا تو خاتم النبیین کا سوائے نفاق کے کیا
 معنی۔ اور جب اصحاب و خلفاء آپ کے مرشد مفتری کے نزدیک اندھے ہوئے یعنی گمراہ تو ان پر
 صلوة منافقانہ کیسے ہوئی اور پھر ”خاتم النبیین و خاتم الرسل و خاتم الکملاء“ کس تجویز
 سے بنے اور فرشتے جب روح کو اکب کے ہوئے اور کو اکب سے جدا ہونا ان کا اور زمین پر اترنا
 ان کا محال ہوا۔ آپ کے پیر کے نزدیک اور پھر اثر ان کا تمام لوگوں پر یکساں ہوا۔ حتیٰ کہ زانیہ پر
 حالت زنا میں اور کوئی آدمی آسمان پر جانہ سکا تو نبوت و کتب و ملائکہ کے ساتھ ایمان آپ کا کیا ہوا
 بجز نفاق ظاہری کے۔

قولہ..... ”ثم اعلم ان الله يعلم سرنا ونجوانا وهو يعلم السرو اخفى ونشهد
 الله. الخ“

اقول..... یہ سب باتیں آپ کی نظر زبانی جمع خرچ ہیں دھوکہ دینے کے لئے اور اللہ عزوجل کے
 اس قول کی تصدیق ”ومنهم من يعجبك قوله فى الحياة الدنيا ويشهد الله على
 ما فى قلبه وهو الءالخصام واذ اتولى سعى فى الارض لىفسد فيها ويهلك
 الحرث والنسل والله لا يحب الفساد واذ قيل له اتق الله اخذته العزة بالائم
 فحسبه جهنم وبئس المهاد“ و قوله تعالى ”واذا قيل لهم امنوا كما آمن الناس قالوا
 انؤمن كما آمن السفهاء الا انهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون“

و قوله تعالى ”فلما جاءتهم رسلهم بالبينات فرحوا بما عندهم من العلم“
 وغیرہ ذالک مرزا کذاب مفتتری علی اللہ سبحی اتی خرابی و فساد فی الارض و بتای نہ کر سکتا اگر آپ کا
 وجود شریف اس کو نہ ملتا۔ اکثر بھیرہ جوں کشمیر وغیرہ اماکن میں آپ کی بدولت یہ فساد و زندقہ و الحاد
 و کفر و ارتداد جہاں میں پھیلا اگر توبہ مقدر نہ ہوئی تو ماشاء اللہ آپ رئیس و امام و سرگردہ ملاحظہ
 و زندقہ کے محشر میں ہوں گے ”وجعلناهم ائمة يدعون الی النار الیٰ مقبو حین
 (قصص)“ ہم تو آپ کے واسطے دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل آپ کو توبہ نصوح نصیب کرے اگر

”ازاغ اللہ قلوبہم ونولہ ما تولی۔ وسواء علیہم الذلرتہم ام لم تنلرتہم“ اپنا کام نہ کر گئی ہوں اور اگر ان کے پیچھے چکے ہیں تو پھر ”اللہ والنا الیہ راجعون“ کے سواء کیا کہیں؟

قولہ..... ”نقیم ونوتی ونصوم وحججنا ونحج“

اقول..... یہ کلمات ریاضت و ضرور کے کئی بڑی جہالت قلب پر دال ہیں۔ مولوی صاحب آپ اس آیت میں فکر کریں اور خوب تدبیر کریں۔ حقیقت آپ پر کھل جائے گی قال تعالیٰ ”الفلان یتدبرون القرآن ام علی قلوب الفالہا ان اللین ارتلوا علی ادبارہم من بعد ما تبین لہم الہدی الشیطان سول لہم واملی لہم ذالک بانہم قالوا للین کرہوا ما انزل اللہ سنطیعکم فی بعض الامر اللہ یعلم اسرارہم فکیف اذاتوفتہم الملائکۃ یضربون وجوہہم وادبارہم ذالک بانہم اتبعوا ما امسخت اللہ وکرہوا ارضوانہ فاحبط اعمالہم“

اور اس آیت میں ”قل هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعبہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا بایات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم فلا نقیم لہم یوم القیمۃ وزنا“ قولہ تعالیٰ ”وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباء منثوراً وایضاً“ مولوی صاحب نے حج قبل الردۃ کیا اس کو ردت نے باطل کر دیا۔ مومن تو ہر وقت اپنے اعمال کے باطل وضائع ہونے سے ڈرتا ہے اور منافق کے تو دانت ہاتھی کی طرح دکھانے کے اور ہوتے ہیں اور حج جیسا متکلم مع الغیر کا سینہ ہے اور مرزا کذاب نے توحیح نہیں کیا پھر اس کو سوائے فخر و تعظیم نفس کے کیا سمجھا جائے۔ ”وما حججنا البیت من البیت معرف باللام“ سے قادیان مراد ہو۔ اسی واسطے اس کو آپ بار بار دارالامن والایمان کہتے ہیں جو خاص نام مسجد الحرام کا ہے اور اس کے ساتھ اللہ عزوجل نے مخصوص کیا ”واذجعلنا البیت مثابۃ للناس وامننا۔ ومن دخلہ کان آمنا“ اور ایمان کی دعا ”رب اجعل هذا البلد آمنا (الایہ)“ اور آپ کا پھر کذاب بھی قادیان کو مکہ و مدینہ قرار دیتا ہے۔ چنانچہ انما را آپ کا بھی یہی گواہی دیتا ہے۔ اور انشاء اللہ آپ کا مثل طائفہ مرآتہ کی ہو کہ تمام اعمال بدین استثنیٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ”آمنت انشاء اللہ وغیر ذالک“ یعنی اب بھی ہم حج کرتے رہتے ہیں۔ قادیان دارالامن والایمان والایمان کا اور کذاب نے اپنے گھر کی پیشانی پر یہ آیت لکھی ہے ”ومن دخلہ کان آمنا“ اور (ازالہ ص ۱۳۵، خزائن ج ۳ ص ۱۶۸) میں یہی آیت اپنے گرجا کی نسبت لکھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ غیبی

بھی مثل ابرہہ کے صرف حج کا مکہ سے قادیان کی طرف چاہتا ہے۔ ورنہ وہ تو مکہ شریف کے داخل ہونے سے ممنوع و مجبوس ہے۔

مثل صبح الدجال کے کیونکہ یہ مثل صبح الدجال کا ہے۔ اگر اس میں شک ہے تو اس کو آپ ذرا لے تو جائیں حج تو اس پر سالہا سال سے فرض ہے "وَللهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مِنَ السَّطَاعِ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ" یہ اور دلیل اس کے کفر کی ہے۔ "فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْبَصَارِ"

قولہ..... آپ کی دھمکی کا اخبار میں آپ شائع کریں گے "احسوا كفة الصبيان والله المستعان"

اقول..... ہم نے آپ کو دھمکی نہیں دی بلکہ واقعی بات لکھی ہے اور بحکم الدین الصبیحہ کے جس کو آپ نے صحیح حدیث کا جملہ تسلیم کر لیا ہے۔ اس کا طبع کرانا مفید و مناسب جانا ہے۔ تاکہ ناظرین پر کھل جائے کہ جب اس ورکس مرزائیوں کے ہیں اور اپنے نفس کو حکیم امت سمجھتے ہیں وہ ایسے دھوکہ باز بے انصاف خائن مطلقین حق سے روگردانی کرنے والے مرزا کو طاغوت بنانے والے بے علم و کج فہم ہیں کہ اول خود اپنے استاد کو ایسی بدتہذیبی سے چھیڑتے ہیں اور پھر جب جواب معقول ملے تو جواب سے لاپرواہی سے اغراض کر کے لغو باتیں خارج بحث لکھ مارتے ہیں اور وہ بھی مجرور و عادی بلکہ برہان اور تقویٰ و دیانت و امانت کے بوادی میں نہیں۔ چنانچہ ان کے مرشد کذاب کا بھی یہی سلیقہ ہے۔

چنانچہ اس نے دہلی انبالہ مثالہ وغیرہ اماکن میں کیا اور جلسہ لاہور کا خود محرک بنا پھر موقدہ پر بے حیائی سے مستورات میں مستور ہو گیا۔ ایسا ہی جب مولوی ثناء اللہ صاحب اس کی پیشگوئی کی تکذیب کے لئے اسی کی درخواست پر قادیان جا پہنچے تو مرزا کذاب بیت الخلاء پر مع الخوالف بیٹھ گئے۔ ایسا ہی ایام جلسہ علماء مدوہ میں بہت علماءوں کے دستخط کر کے درخواست بھیجی تو سوائے سرکاری رسید کے کچھ جواب نہ دیا۔ ایسا ہی تمام مرزائیوں کا طریقہ ہے مثل شیخ و معلم اول اپنے کے اولاً السار جالکم کہہ دیتے ہیں اور پھر موقع پر بوقت تقابل صفیں و تقاء چندیں و ترائی ٹھنڈیں "النسی ہری منک النسی اخاف اللہ رب العلمین" کہتے ہیں جیسا آپ نے جواب سے اعراض کر کے زمانہ شکایتیں کہ مجھ کو شوخ کہا وہ کیا یہ کیا ثلثہ اعمال سیاہ کیا وغیرہ اور پھر شہادت کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔

لہذا ہم تمام مرزائیوں کے حق میں یہ آیت پڑھتے ہیں "وَشَهِدَ اللَّهُ عَلَى مَا لِي

قلبه (الایہ) ہم نے اس واسطے اس کا چھاپنا مناسب سمجھا ہے۔ ”نصیحة الله ولسوله والائمة المسلمين وعامتهم“ پس آپ دھمکی نہ سمجھیں۔ ”یحسبون كل صيحة عليهم هم العدو فاحذرهم قاتلهم الله انى يؤفكون“ اور دیکھا جائے گا کہ ہم اضحوكة الصبيان ہیں یا آپ ”ان تضحكوا منا فانا لضحك منكم كما الضحكون“

الله اكبر هتكت استاركم
حتى غلوتكم ضحكة الصبيان
تالله قد لاح الصباح لمن له
عينان نحو الفجر ناظران
واخوالعماية فى عمائية يقول
النبيل بعد يستوى الرجلان

قولہ..... نور الدین از دارالامن والایمان قادیان۔

اقول..... اگر نور الدین میں ایک ذرہ بھر نور دین و انصاف کا ہوتا تو پہلے ہمارے خدشہ کا جواب دیتا کہ مرزا قادیان کو یزید یوں کا قصبہ کہتا ہے اور علماء اسلام اس کو دارالکفر والزندقہ والظغیان فرماتے ہیں اور تم سب سے مخالف دارالامن والایمان کہتے ہو تم سب کے مخالف بنے۔

نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

فلاحول ولا قوة الا بالله یہ کیسا ظلم ہے کہ بے دلیل مہربان ایسے انجس اجنب مکان کو جو مجمع مفسدین مرتد ضالین و مغضوب علیہم کا ہو جیسے رأس الکذا بین مرزا و عبد الکریم۔ سیا لکوٹی و امر وہی و نور دین جو ایمانی و روحانی قطاع الطریق ہیں۔ ایسے ناپاک کفر خانہ کو بیت اللہ شریف کا خاص لقب دیا جائے۔ یہ ایمان سے بہت بعید ہے۔ مکہ شریف کے مبارک و دارالامن والایمان ہونے پر تو اللہ عزوجل نے قرآن شریف میں گواہی دی ہے اور بانی اس کا ابراہیم خلیل الرحمن واسطیل ذبح اللہ علیہا السلام ہیں اور ابراہیم کی دعا۔ اور مقام ابراہیم و حجر اسود ارکان و صفا و مروہ و زمزم و مزلقہ و مشعر الحرام و عرفات وغیرہ۔

شعائر اللہ و اعلام اسلام و تبرکات ہیں۔ اور مولد خاتم النبیین کا ہونا اور مجموع عالم ہونا اور جن جبارہ نے اس کا قصد کیا مثل ابرہہ کے ان کو آسمانی عذاب سے ہلاک کرنا اور انبیاء سابقین کے بشارات وغیرہ و لائل ہیں۔ اب آپ ذرا براہ مہربانی بتادیں کہ اس پلید جعہ کے دارالامن

والایمان ہونے کی کیا دلیل ہے۔ ورنہ خدا و رسول سے شر مائیں۔

لفظ مرزا خبیث کی تقلید پلید پر۔ واہ سبحان اللہ! یہ ہے علم و فضل و انصاف و امانت و حکیم امت ہونا اس المرزائیں کا فلاح و لا فلاح الا باللہ العلی العظیم۔ ہم بطور پیشینگوئی کہتے ہیں کہ اگر تم تمام مرزائی جماعت جمع ہو جاؤ مع مرزا کذاب کے تو بھی ہماری اس تحریر کا جواب اس طرح قول قول پکڑ کر جس طرح ہم نے تمہاری تحریروں کا جواب لکھا ہے۔ مبرہن و مدلل منصفانہ کبھی نہ لکھ سکو گے۔

”وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار الّتی وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين“ کیونکہ ہم کو آپ کا سرمایہ علم و فضل معلوم ہے۔ ہاں یا آپ بالکل سکوت کر جاؤ گے یا عورتوں کی طرح شکایتیں و طعن و تشنیع قبیح بلا برہان و لغویات سے پیش آؤ گے۔ کیونکہ حجت و برہان و دلیل کے نام سے آپ واقف نہیں۔ اگر اور کچھ نہ بن سکا تو جھوٹا تصوف دیا۔ فریبانہ تعظیم لے بیٹھیں گے۔

اگر آپ مرد میدان ہیں تو چاہئے کہ میدان میں ٹکٹیں اور مردانگی دکھائیں جیسا پہلے خود چھیڑا اس مناظرہ کو تمام بھی کریں حجت و برہان سے۔ آپ تو ایسے زبردست نئے رسول کی امت ہیں جو اولوا العزم انبیاء کے مقابلہ میں انسخیر منہ کہتا ہے۔ چنانچہ اس کے معلم اول نے آدم کے مقابلہ میں انسخیر منہ کہا تھا۔ آپ کا رسول کہتا ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(درشین اردوس ۲۲)

اور چاہئے تھا اس طرح کہتا۔

ذرا اٹلیس کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بدتر غلام احمد ہے

تو پھر آپ کو چاہئے کہ پورا پورا جواب لکھیں۔ مبرہن و مدلل قول قول پکڑ کر جیسا ہم نے تمہاری تحریروں کا جواب دیا اور پہلی تحریر کا بھی ضرور جواب دیں مجرد استبعادیں آپ کی کام نہیں آتیں۔ جیسا آپ فرماتے ہیں۔ غلام احمد اور یہ کتابت آپ کی۔ یہ دھوکے مرزائیوں کو دیتے تھے اور اگر آپ ایسا جواب بالاستیعاب مبرہن نہ دیں (اور نہ دے سکو گے) تو پھر مہربانی فرما کر ہمارے اوقات کی تضحیح نہ کریں۔ ہم کو امید کمال ہے کہ آپ جواب میں شکایتیں جو عورتوں کا شیوہ ہے اور

عجز کی دلیل مجھ کو یہ کہا وہ کہا وغیرہ۔ لغویات و بہتان پیش کریں گے۔

ما عندکم الا الدعای والشکا

وی او شہادات علی بہتان

ہذا الذی واللہ لنا منکم

فی الحرب الذی تقابل الصفان

”لفظ السلام علی من اتبع الهدی، وصلى الله تعالى على خير خلقه

ورسوله محمد وآله واصحابه اجمعين والحمد لله رب العلمين“ ”علی صاحبہ

والصلوة والسلام الحمد لله رب العلمين“

(مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۰۳ء مطابق ۲۵ ماہ فروری ۱۳۲۱ھ)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ جولائی کے شمارہ نمبر ۲۶ کے مضامین

.....	شمارہ نمبر ۲۶ میں زیادہ تر ”طویل مراسلت“ کا بقیہ تھا جو شمارہ ۲۵ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد شمارہ ۲۶ کے ایک مضمون
.....	”صومالی مہدی اور مرزا قادیانی کے دولاکھ والٹیمئر“ از مولانا شوکت اللہ میرٹھی باقی رہ جاتا ہے جو یہ ہے۔

۱ صومالی مہدی اور مرزا قادیانی کے دولاکھ والٹیمئر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اپنے رقیبوں لندن میس مسٹر کٹ اور پیری مسج ڈاکٹر ڈوئی اور صومالی

مہدی عبد اللہ کا جب نام سنتے ہیں تو مارے غصے کہ دانت پیستے ہیں اور بدن کارواں رواں بڑھیا

کے چرنے کے نکلنے کی طرح بل کھا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ایسے موقع پر اپنے دولاکھ

والٹیمئر سے کام نہیں لیتے۔ پیرس اور لندن پر تو چڑھائی کرنا فضول ہے کیونکہ خود وہاں کی تعلیم یافتہ

اور مہذب پبلک دونوں مسیحیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور ان کی کوئی حقیقت اور بساط نہیں

سمجھتی اور یہ دونوں مسیح اپنی اپنی گورنمنٹ کے مخالف بھی نہیں اور نہ انہوں نے گورنمنٹوں کے خلاف

کوئی جھٹکا قائم کیا ہے۔

البتہ صومالی مہدی تمام گورنمنٹوں خصوصاً ہماری برٹش گورنمنٹ کا بہت بڑا حریف ہے اور اس سے بڑھ کر قادیانی مہدی کا حریف اور گارڈ حریف ہے۔ پس معلوم نہیں مرزا قادیانی کس خواب خرگوش میں ہیں اور ان کے دولاکھ والٹیمبر کس مرض کی دارو ہیں۔ اگر ایسے وقت کام نہ آئے تو کیا چولہے میں جموٹکے جائیں گے۔ مرزا قادیانی برٹش گورنمنٹ کی بار بار خوشامد تو کرتے ہیں کہ میں اس کے خانہ زاد غلاموں کا غلام ہوں مگر خالی خولی غلامی سے کیا کام چلتا ہے۔ غلام اپنے آقا کے کام نہ آئے تو منہ جھلس دینے کے لائق ہے۔

پس مناسب ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دولاکھ والٹیمبروں کی خدمت جہم صومالی کے لئے گورنمنٹ میں منتقل کر دیں۔ اگر یہ کہو کہ ان کے کان صرف شہنائی کی سریلی آواز سے آشنا ہیں۔ بندوق کی ٹھوں ٹھان اور توپوں کی دن دن سے اٹکا کلیجا دھرتا ہے اور پچاسٹا سادل پٹھے کی طرح ہلتا اور برگ بید کی طرح لڑتا ہے۔ اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ تلو اور بندوق کس جانب سے چلائی جاتی ہے تو اس کا علاج سہل ہے۔ مرزا قادیانی دس دس اور بارہ بارہ ہزار کی تھیلیاں جھکانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ پس اس جنرل کے سٹاف کی معقول معخواہ مقرر کریں۔ خدا نے چاہا تو چند ماہ میں دولاکھ والٹیمبر تیار ہو جائیں گے اور پھر جان توڑ کر نہ صرف گورنمنٹ کے لئے بلکہ اپنے مہدی اور امام الزمان کے لئے صومالی مہدی سے لڑیں گے اور جب اسے زیر کر لیں گے تو برٹش گورنمنٹ اس امداد کے حصے میں مرزا قادیانی کو صومالی مثلاً کاجائین بنا کر وہاں کا مہدی مقرر کرے گی مگر اس کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ خود مرزا قادیانی اپنی مرزائی فوجی کی کمان کریں تاکہ ایک جانب صومالی مہدی اور دوسری جانب قادیانی مہدی ہو اور پھر دیکھیں گون چت کون پٹ ہوتا ہے۔

اور اگر اس عرصہ میں جبکہ مرزا قادیانی کے والٹیمبر تیار ہوں۔ برٹش فوج نے صومالی مہدی کی پٹھنی کر دی یا اس کو الٹھی پٹھر سے میں قید کر کے کسی جزیرہ کو چلتا کر دیا تو مرزا کا اس میں ڈبل فائدہ ہوگا ایک تو رقیب کا مجموعہ بڑا چمک جائے گا اور برٹش گورنمنٹ کو یقین ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی ہمیشہ میری پٹھنی کرتا اور خیر خواہ ہے اور جان نثاری کا دم بھرتا تھا تو یہ محض دکھاوانہ تھا بلکہ واقعی تھا۔

پس مرزا قادیانی کو لحد کی چوتھائی میں گورنمنٹ کے حضور درخواست بھیج دینی چاہئے جو کتنا نہ چاہئے کیونکہ وقت کا سرگمجا ہے۔ اس کے ماتھے پر ہال ہیں گدی پر نہیں۔ اگر ماتھے کے ہال پکڑے جائیں گے تو وہ قابو میں رہے گا ورنہ بھاگ جائے گا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ٹمبلہ دولاکھ کے کتنے مرزائی والٹیمبر سروں کے تختہ ہونے پر رضا مند ہوتے ہیں اور کتنے مارے خوف کے طاعونی نبی کے طاعونی چوہے بنتے ہیں۔ اس میں یہ بھی

فائدہ ہوگا کہ مرزا قادیانی کو اپنے سب مرزائیوں کا امتحان ہو جائے گا کہ مرد میدان خالص مرزائی کون ہے اور ہاتھی کے روٹ میں پتی لڑانے والا کون ہے۔ ہم تو ہر وقت مرزا قادیانی کے بھلے میں ہیں۔ برے میں نہیں اور ہمیشہ نیک صلاح دیتے رہتے ہیں مگر افسوس ہے کہ مرزا اور مرزائی ہم پر ایمان نہیں لاتے۔

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ جولائی کے شمارہ نمبر ۲۷ کے مضامین

.....۱	تثلیث اور تبنیت، مسیحیت اور مہدویت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	قرآن مجید پر عمل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزائیوں کو مرزا قادیانی کی ڈانٹ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	نبیوں کی قسمیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	تین زبانیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱..... تثلیث اور تبنیت، مسیحیت اور مہدویت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۲۳ جون ۱۹۰۳ء کے الحکم میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دونوں ایک ہی ہیں آدم زاد کی پرستش کرتے ہیں ایک دوسرے سے ممتاز نہیں۔ ایک بیٹے کی پرستش کرتا ہے تو دوسرا ماں کو بھی خدا بناتا ہے اور اس معاملہ میں وہ عقل مندی سے کام لیتا ہے۔ جب بیٹا خدا ہے تو ماں ضرور خدا ہونی چاہئے۔“ اٹخ!

مگر آپ نے بھی مرزائیوں کو رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ سے کچھ کم درجہ عنایت نہیں کیا۔ آپ بھی آسمانی باپ کے لے پالک ہیں جب باپ خدا ہے تو بیٹا کیوں خدا نہ ہوا۔ وہاں تثلیث ہے تو یہاں تبنیت ہے۔ آپ نے اپنی تصویر کی پرستش کرائی گویا معبود بن گئے۔ یہ تصویر ہر مرزائی کے گھر میں موجود ہے جس کو تڑک تڑک ننگے پاؤں منہ نہار ڈنڈوت کی جاتی ہے۔ پھر آپ کس منہ سے کہتے ہیں ”اب وقت آ گیا ہے کہ انسان پرستی کا ہتیر ٹوٹ جائے۔“ اگر آپ کے دم میں چند روز اور دم ہے تو علاوہ انسان پرستی کے دنیا میں تصویر پرستی اور منارہ پرستی بھی شائع ہو جائے گی۔

مگر قدرت الہی جھوٹے معبودوں اور جھوٹے نبیوں کے ڈھیر بہت جلد توڑ ڈالتی ہے اور دنیا میں بہت دنوں ان کو پھولنے پھلنے نہیں دیتی۔ چند روز کی شورشوری کے بعد یوں غائب غلبہ ہو جاتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے بینگ اور انیونی کے دماغ سے ہینگ کھلانے کے بعد پینگ کی پینگ بھلا جھوٹے نبیوں اور مہدیوں کا دنیا میں آج کے روز کوئی نام لیوا بھی ہے مر گئے مردود فاتحانہ درود، ٹوٹ گیا سب کا تار پود، اور جہنم واصل ہو گئے اہل نرود، مطرود، و نزل علیہم غضب الرب الودود۔

خیر سے مرزا قادیانی کے علاوہ اس وقت تین مسیح معبود اور ایک مہدی نامسود موجود ہے۔ یعنی لندن میں پروٹسٹنٹ مسیح مسٹر پکٹ اور پیرس میں رومن کیتھولک مسیح ڈاکٹر ڈوئی اور صومالی لینڈ میں مثلاً عبداللہ مہدی۔ یہ بھی خدائے تعالیٰ کی حکمت سے چاروں کا عقیدہ ایک دوسرے کے مقابل کھل رہا ہے۔ یعنی عقلمند پبلک پہچان رہی ہے کہ چاروں جھوٹے ہیں۔ اور در حقیقت پبلک کی تکذیب کی بھی ضرورت نہیں خود ہر مسیح اور مہدی دوسرے مسیح اور مہدی کی تکذیب کر رہا ہے گویا چاروں آپ اپنی آگ میں جل رہے ہیں۔

یہ بد معاش جو دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ میدان میں آ کے آپس میں کیوں فیصلہ نہیں کر لیتے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ مگر جب یہی جھوٹے ہیں اور ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم جھوٹے ہیں تو فیصلہ کرنے کو گھروا ہے سے کون نکلے، بھلا کہیں چوروں کے بھی پاؤں ہوتے ہیں؟

ان مہدیوں اور مسیحوں میں اتنا فرق ہے کہ یورپ کی پبلک تو فلسفی مزاج ہے جب وہ تہذیب و آزادی اور فلسفیانہ تعلیم کی بدولت خود مسیح کو واجبی ہی مانتی ہے تو فصلی اور نقلی مسیحوں کو کیوں ماننے لگی۔ صاف کہہ دے گی کہ انہیں ماننا لیا ہے گردن میں گہرا پلاسٹر لگا کر پاگل خانے بھجوا دو اور اگر کوئی عہد آفیشنس کے خلاف مسیح بنا ہے اور دنیا کو لوٹنا چاہتا ہے تو پولیس کے حوالے کر دو تاکہ وہ آوارہ گردی اور بد معاشی میں چالان کروے اور عدالت سے سال بھر کی قید اور تین ماہ کی کال کوشی کرادے۔

مگر وحشی ممالک سوڈان اور افریقہ وغیرہ میں جھوٹے مہدیوں کی وال بہت جلد گل جاتی ہے اور ان کے ساتھ ایک جم غفیر ہو کر سلطنتوں کے حق میں خوفناک ہو جاتے ہیں۔ سوڈان کے مہدیوں کی حالت مشاہدہ ہو چکی اور صومالی مہدی کی حالت نصب العین ہے اور غالباً چند روز اس کا وجود باعث تکلیف ہو گا مگر انجام وہی ہو گا جو تعاشی اور اس کے چیلے کا ہوا۔

اب رہے ہندی مسیح مرزا قادیانی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے تو بظاہر باعث تکلیف نہیں کیونکہ کیا پدی کیا شور با، مگر مذہب اسلام کے لئے خصوصاً اور دیگر مذاہب کے لئے عموماً باعث تکلیف ہیں۔ کیونکہ انہوں نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہ لادے وہ ہر طرح کی دینی اور دنیوی عقوبت کا مستحق ہے۔ اس لئے ان کے وجود سے جب تک وہ زندہ ہیں ضرر کے پہنچنے کا احتمال ہے۔ اب بھی وہ درگزر کرنے والے نہیں مگر خیر یہی ہے کہ خدا نے کچھ کو ناخن اور لنگڑے کو پائے رقم قرار نہیں دیا۔

نامراد۔ وارڈ این افزونی خواہش بدہر
آب برمن بستہ آمد آرے راستقائے من

برٹش گورنمنٹ ایک آزادی پسند گورنمنٹ ہے لہذا ہندوستان میں چند روز مرزا قادیانی کی چلے چڑھے گی اگر آپ افغانستان یا ایران وغیرہ اسلامی ممالک میں ہوتے تو معلوم ہوتا کہ کتنے دنوں مہدیت اور مسیحیت کی گرم بازاری رہتی ہے۔

ممالک یورپ چونکہ آزادی کے کھیت ہیں اور وہاں کی سرزمین میں آزادی خود رو گیاہ کی طرح آگتی ہے۔ لہذا مرزا قادیانی اپنی تصویر اور اپنے رسالے بھیجتے ہیں اور بعض مقامات پر ایجنٹ بھی مقرر کرتے ہیں مگر افغانستان اور وسط ایشیا میں نہ کوئی مشن جاتا ہے نہ کوئی ایجنٹ جبکہ آپ امام الزمان ہیں تو ساری خدائی میں اپنی امامت کی یکساں منادی کیوں نہیں کرتے۔ اس صورت میں گویا خود مقرر ہیں کہ میں صرف پنجاب وغیرہ کے مرزائیوں کا امام ہوں نہ کہ دیگر ممالک کا۔

دعویٰ تو یہ اور بزدلانہ کارروائی۔ یہ کیا امام الزمان اور رسول کی یہ شان ہے کہ وہ جان کے خوف سے اپنی امامت اور رسالت کی تبلیغ میں ہیر پھیر کرے۔

درکے جام رسالت در کھے سندان حق

ہر مومنا کے عائد جام و سندان باختم

مرزا قادیانی روح اللہ کہلانے سے شرماتے ہیں

مرزا قادیانی اپنے کو بروزی نبی اور ظلی رسول اور مثیل اسح اور مسیح موعود وغیرہ تو کہتے ہیں مگر روح اللہ نہیں کہتے جو اہل اسلام کے عقیدے کے موافق حضرت عیسیٰ مسیح کا لقب ہے اور خود خدائے تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا: ”کلمۃ القہاہا السی مومیم وروح منہ“ مرزا قادیانی اپنے کو کلمۃ اللہ بھی نہیں کہتے۔ گویا خود بدبختی کو بلا تے ہیں۔ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کیسی اعلیٰ درجے کی صفات ہیں جن سے جناب باری نے سیدنا اسح کو ممتاز فرمایا ہے مگر مرزا قادیانی کو چونکہ

سبح سے عداوت ہے۔ لہذا انہوں نے ان دونوں مقدس جبرک خطابوں سے انکار کر کے اپنے کو روح الشیطان اور کلمتہ ابلیس کہلانا پسند فرمایا۔ سچ ہے جیسی روح ویسے ہی فرشتے اور جیسا منہ ویسے ہی ملانچے۔

جب روح اللہ اور کلمتہ اللہ کہلانے سے عار ہے تو آپ مثل السبح اور پھر اصل السبح یعنی عین میں سبوح موجود کیونکر ہیں۔ آپ نے تو اپنی آبرو پر خود پانی پھیر دیا۔

پھر آدھا تیغز آدھا شیر بھی ہے کیا سستی کہ آپ روح اللہ اور کلمتہ اللہ تو نہیں ہیں۔ ہاں مسیحیوں کے عقیدے کے موافق ابن اللہ (لے پالک) ضرور ہیں یعنی اسلام سے خارج ہو کر عیسائیوں میں ملے ہیں مگر ذرا عیسائیوں سے تو پوچھو کہ وہ آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ اتنا تو ہم کو معلوم ہے کہ جب کسی سستی کے سامنے آپ کا تذکرہ ہوتا ہے تو وہ دھار مارنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

الغرض آپ ادھر تو مسلمانوں کے مردود، ادھر مسیحیوں کے مطرود، اور آریوں نے تو جیسا قدم کیا ہے آپ کا جی ہی خوب جانتا ہے پھر کس برتے پر حق پانی آپ کی تو حسب تعلق شوکت اللہ القہار یہ حالت ہے۔

نظرت ہے جو مومن کو تو ہے گہر کو ضد
آغوش میں لے نہ کعبہ نے دیر ہمیں

۲ قرآن مجید پر عمل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا نیوں کے حکیم الامتہ ۲۳ جون ۱۹۰۳ء کے حکم میں فرماتے ہیں ”قرآن شریف کی تلاوت کرو مگر عمل کے لئے۔ اگر قرآن شریف میں کوئی ایسی آیت پاؤ جو درد بھر معلوم ہو اور ایسا نظر آئے کہ اس پر عمل نہیں ہو سکتا تو یاد رکھو ایسا خیال سخت خطرناک ہے۔“ حکیم صاحب کی یہ چکنی چیز ہی باتیں نرا فکاری کا جال یا لاسا اور مرزا نیوں کا دلاسا ہے یا اس میں کچھ صداقت بھی ہے۔ ہم تو یہی دیکھ رہے ہیں کہ مرزا نیوں میں قرآن مجید پر عمل کرنا درد بھر کیا سستی حال ہو رہا ہے۔

مرزا قادیانی کے گھر میں علاوہ زرنقہ دینہ اور غزینہ کے مستورات کے پاس ہونے کے جلاؤ زبورات موجود ہیں اور جائیدادیں علاوہ مگرچ کے نام سے موت آتی ہے اور زکوٰۃ تو کیوں ادا ہونے لگی۔ کچھ دیں گے بھی تو بھوتوں کو نہیں بلکہ قادیان کے بھوتوں کو جو کما لاپتوں سے بڑھ کر ہیں۔ خود حکیم صاحب لکھتی ہیں مگرچ کے نام سے لڑہ چڑھتا ہے اور نظر لگے یہ کہتا ہے میں ڈر لگتا ہے۔ جا بجا قریظے ہیں کوئی پوچھے قریظہ میں کیا خرابی ہے اور حج کی ممانعت کس گورنمنٹ نے

کب کی؟

یوں کیوں نہیں کہتے کہ جہازوں کے غرق ہو جانے کا خوف ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اب خروج دجال کا وقت ہوا ہے۔ باوجود قرظیہ وغیرہ کی دشواریوں کے لاکھوں مسلمان اقطار دنیا سے حج کرنے جاتے ہیں اور من استطاع الیہ سبیلاً الآیہ پر عمل کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے حج کے لئے صرف استطاعت کی قید لگائی ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی شرط ہے نہ کوئی قید ہے۔ ہاں بزدلوں، نامردوں، خدا اور رسولوں کے چوروں کو ہر وقت خوف ہے اور مرزا قادیانی جس صورت میں مارے خوف کے بجز اجراء من یا وارنٹ کے گھروا ہے سے بھی باہر نہیں نکل سکتے تو حج کو کیا خاک جائیں گے؟

اگر اب کے پھرے جیتے وہ کعبہ کے سفر سے

تو جائیں کہ مرزا پھر سے اللہ کے گھر سے

حالانکہ آسمانی باپ الہام کر چکا ہے کہ لے پالک کو کوئی ہلاک نہ کر سکے گا۔ مگر الہام پر لے پالک کا ایمان نہیں۔ وہ خیالی خوف سے کولوں کھدوں میں چھپا پھرتا ہے۔ دیکھو سچا الہام اور سچی پیشینگوئی اسے کہتے ہیں جو ہمارے معزز نامہ نگار نے ضمیمہ میں کی تھی کہ مرزا اگر چاہے گا بھی تو حج کو نہ جاسکے گا اور خدائے تعالیٰ یہ نعمت اس کو ہرگز عطا نہ کرے گا۔ یہ نعمت اس کی پھوٹی قسمت میں لکھی ہے۔

باوصف اس کے آنحضرت ﷺ پر رسالت اور نبوت ختم ہو چکی۔ قرآن شاہد حدیث شاہد۔ پھر بھی ایک نیانمی گھڑ لیا گیا اسی کا نام عمل بالقرآن ہے؟ حکیم صاحب کو ابلد فریبیوں اور منافقانہ وعظموں سے شرم کرنا چاہئے۔

۳ مرزائیوں کو مرزا قادیانی کی ڈانٹ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ایک گزشتہ الحکم میں مرزا قادیانی نے مرزائیوں کو ڈانٹا ہے کہ اگر وہ متحمل نہیں ہیں یا ان کے دلوں میں دیگر گویں خیالات ہیں تو مجھ سے علیحدہ ہو جائیں وغیرہ۔ ایسے فاسد العقیدہ مرزائیوں کا نام بھی شائع ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ ترکی پٹا اور تازی تھراتا۔ معلوم نہیں یہ کب کا واقعہ ہے اور کس قدر مرزائیوں کا عقیدہ ڈانواں ڈول ہو گیا۔ دو کا یا چار کا۔ دس کا یا بیس کا سو کا یا ہزار کا۔ کیونکہ جمع کا لفظ بولا گیا ہے۔

اگر یہ حال کا واقعہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں کی ایک جماعت کثیر فرنت ہو گئی

ہے۔ اس صورت میں دو لاکھ کی مزعومہ تعداد کو دیمک کی طرح چاٹ جانا ضروری ہے اور اگر یہ کوئی پرانا خواب ہے جیسا کہ ایک صاحب جو مرزا کے کوشی کھٹلے اور قادیان کے اسرار سے خوب واقف ہیں ان کی زبانی معلوم ہوا کہ بعض خواص مرزائیوں کے تیور چند سال قبل کسی بات پر بگڑ گئے تھے اور انہوں نے مرزائیت کا جبہ قلم اتارنا اور اسلامی چولا پہننا چاہا تھا اور مرزا قادیانی نے اس پر ان کو مرقومہ ڈانٹ بتائی تھی۔ تو اب اس کا درج کرنا حماقت اور ناعاقبت اندیشی ہی نہیں بلکہ بدگھوٹی ہے۔

انہی صاحب سے جب ہم نے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا واقعہ قادیان میں ہوا ہے تو انہوں نے وہی جواب دیا کہ آئٹم کی زندگی کے وقت جبکہ وہ پیشینگوئی کی میعاد کے بعد زندہ رہا اور بعض مرزائی فرٹ ہو گئے تھے۔ مرزا قادیانی نے اسے سچ دی تھی وہ حال میں چھاپی گئی کیونکہ اب تو الحکم میں خوگر کی بھرتی ہو رہی ہے جب کوئی مضمون نہیں ملتا تو مرزا قادیانی کی پرانی ڈھرائی کرم خوردہ عتیاقی نوی تحریریں شائع کر دی جاتی ہیں۔ اور آج کل اور بھی مجبوری ہے کیونکہ غریب ایڈیٹر الحکم مقدمات کی پیروی میں سرگامی اور پاؤں بھٹے بنا پھرتا ہے اور آپ جانتے ہفتہ وار اخبار کا پیٹ پورا کرنا ضروری ہے پس روٹس جو آئے روا ہے اور یہ تحریر ضرور بے اطلاع حضرت اقدس شائع ہوئی ہے۔

ورنہ کبھی شائع نہ ہونے دیتے اور تاک کی ضرور خیر مناتے یہ تحریر ایڈیٹر الحکم کی غیبت میں چھپی ہے اور الحکم کے کاپی نویس کسی پر کبھی چپکانے والے ایک پیر جی ہیں جو بدھو شاہ کے سونے اور منارہ کے کلس اور کھڑے الف میں تمیز نہیں کر سکتے۔ ادھر ادھر سے جو کچھ مل گیا دھر گھسیٹا۔ ایڈیٹر۔ خوش آمد در آمد کر کے مرزا قادیانی کے ملفوظات اور حکیم صاحب کی قرابادین سے لستم پستم کچھ اخذ کر لیا کرتا ہے اور جب وہ قادیان سے غیر حاضر ہوتا ہے تو کاپی نویس ہی کو سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ تیل باتر بوزا گرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ۔

اور اب تو حکیم صاحب کی بھی چار آنکھیں ہو گئی ہیں کیا معنی کہ ان کو اپنے چہیتے لے پالک کے اخبار الہد رہی کی بیوند کاری اور مرمت سے فرصت نہیں ملتی۔ وہ برسات کے دنوں میں پہلے اپنی چھان پر پھوس رکھ لیں تو وہ سروں کا چھپر چھائیں اور یہ ملکہ کسی میں ہے ہی نہیں کہ قلم اٹھایا اور دریا بہا دیا۔ مجددانہ مشرقیہ سے بیعت کریں تو کسی قابل ہو جائیں۔ مجدد کا فیض تو عام ہے اس کو کسی سے بخل نہیں۔ اس کے شاگرد تو علاوہ اہل اسلام کے آریا بھی میں سنا تن دھری بھی عیسائی بھی ہیں۔ پس فن شاعری اور انشاء پردازی میں اس کو مرزائیوں سے کیوں بخل ہونے لگا۔ مرزا

میں بڑی ہماری کمی بھی ہے کہ انہوں نے شاعری اور انشاء پر دازی میں مجدد سے بیعت تجرید نہیں کی۔ ورنہ کیا طاقت تھی کہ ان کے کلام پر عرب و عجم میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا۔ اور اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ مرزا قادیانی بیعت کر کے تجریدین کا کرشمہ دیکھ لیں۔

در فیض ست مطلقین از کشائش تا امید انبیا

برنگ دانہ از ہر قفل سے روید کلید انبیا

۳ نبیوں کی قسمیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے جہاں دوسرے بے سرو پا رسالے تصنیف کئے وہاں انبیاء کی قسمیں بھی تصنیف کر دیں یعنی بروزی اور ظلی، جلالی اور جمالی، ناقص اور کامل، اور عیسیٰ بھی دو تصنیف کے ایک اسمیل دوسرا شیل۔

قرآن وحدیث میں اس تقسیم کا کہیں پتا نہیں پھر اپنے کو جری اللہ فی حلال الانبیاء بھی بتاتے ہیں یعنی آپ تمام انبیاء کے لباس میں ہیں اور جو صفیں اور خواص تمام انبیاء میں تھے۔ وہ سب ذات شریف مجموعہ ربیع و خریف، صیغ و کیفیت میں موجود ہیں گویا آپ اضداد و نقائص کے مورد مکمل ہیں۔ کیا سنی کہ آپ صنی نبی بھی میں اور ظلی اور بروزی بھی۔ جلالی بھی ہیں اور جمالی بھی، ناقص نبی بھی ہیں اور کامل نبی کیونکہ ظل اور بروز میں کی جلالی جمالی کی اور ناقص کامل کی ضد ہے۔ اور جس صورت میں آپ نے نبوت کو متواہل نہیں بلکہ منقسم اور مٹھلک قرار دیا ہے اور اپنے کو فی حلتہ الانبیاء بتایا ہے تو تمام مذکورہ بالا اضافات کا آپ کے وجود بے بہود و تاسود میں جمع ہونا لازمی ہے۔ پھر آپ کو یہ بھی بتانا پڑے گا کہ فلاں نبی بروزی اور ظلی تھا اور فلاں جلالی اور جمالی اور فلاں ناقص اور کامل یعنی جتنے انبیاء گزرے ہیں سب میری طرح مجموعہ اضداد تھے آپ فرماتے ہیں کہ آیت ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین“ میں کامل انبیاء کا خاتمہ ہوا ہے نہ کہ ناقص انبیاء کا۔ پس میں ناقص نبی ہوں کامل نبی نہیں۔ لیکن یہ محض اہلہ فرعی اور اپنے حتماء کو جھانسا دینا ہے بظاہر تو قرآن کی بات بتانے کو یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ میں ناقص ہوں اور دل میں اپنے کو تمام انبیاء سے کامل اور مکمل سمجھاتا اور مرزا نبیوں کو یقین دلایا جاتا ہے ورنہ غیر ممکن تھا کہ سیدنا مسیح کو دشنام سے یاد کیا جاتا۔ مسیح اولوا الحرم انبیاء میں سے ہیں۔

اور جب حسب زعم مرزا معاذ اللہ ایک اولوا الحرم نبی ناقص ہے تو سارے انبیاء ناقص ہیں۔ اگر مرزا کو کوئی کہہ دے یا لکھ دے کہ تو ناقص اور نکما ہے تو وہ قائل کی سات پشت کو بھی نکما اور

ناقص بتا کر یہاں چھوڑے۔ پس یہ وہی بات ہے کہ۔

کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور

کامل انسان صرف انبیاء ہیں ان کے سوا تمام انسان ناقص ہیں تو مرزا قادیانی کی طبع زاد منطق کے موافق ہر انسان کو ناقص ہی کہہ سکتے ہیں۔ پس آپ کی کیا خصوصیت رہی۔ انبیاء جو انسان کامل کے لقب سے ملقب ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ان میں تمام انسانی صفات کاملہ موجود ہے پس وہ ہرگز ناقص نہیں ہو سکتے۔ در نہ زید عمر بکر وغیرہ لاکھوں کروڑوں انسان ہی ناقص کہلائیں گے اور اذلیس فلیس۔

اب مرزائیوں کو شرم کرنی چاہئے کہ وہ کامل اور اکمل نبی کو چھوڑ کر ناقص نبی کی امت بنے ہیں۔ جبکہ مرزا خود کہتا ہے کہ میں ناقص نبی ہوں تو تمہارا بھی فرض ہے کہ اس کو دل و جان سے ناقص نبی سمجھو اور اس کی ناقص نبوت پر ایمان لاؤ۔ مرزا خود اپنے قول سے جموٹا ہے کیونکہ اپنے کو نبی حلتہ الانبیاء کہتا ہے ظاہر ہے کہ انبیاء تو ناقص نہیں ہیں مرزا ہی ناقص ہے اور ناقص کاملوں کے حلوں میں نہیں آسکتا۔ پس غیر ممکن ہے کہ مرزا نبی ہو اور انبیاء کے حلوں میں آیا ہو۔

ہاں جموٹے نبیوں اور کاذب مہدیوں اور دجالوں کی روجوں نے ضرور اس کے جسم میں حلول کیا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ پلیدی روحیں کہہ رہی ہیں۔

در پس آئینہ طوطی صفتش داشتہ اند

آنچه دجال در گفت ہاں میگوید

۵..... تین زبانیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے حکیم الامت صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کو تین زبانیں سیکھنی لازم ہیں۔ اول دین کی زبان، ملک کے شرفاء کی زبان، حاکم وقت کی زبان۔ معلوم نہیں یہ تقسیم از روئے الہام سے یا از جسم ادہام۔

دین کی زبان سے غالباً مرزائی دین کی زبان مراد ہے جس کو دین اسلام سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ نیامی اور بجائے دارالاسن مکہ کے نیا دارالامان۔ اور بجائے مسجد الحرام کے نئی مسجد اور بجائے بیت اللہ کے منارہ پھر قرآن شریف میں تو یہ ارشاد ہے کہ ”ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ“ مرزا قادیانی اپنے کو چینی مٹل بتاتے ہیں اور پھر رسول تو پھر ان کی قومی اور دینی

زبان چینی ہونی چاہئے۔

عربی میں الہام کیوں ہوتا ہے اور کثرت سے فارسی اور اردو میں بھی ہوتا ہے مگر اس کو الہام نہیں کہا جاتا۔ صرف زبان عرب میں چند بے معنی الفاظ کے کبھی کبھی حادث ہو جانے کا نام الہام ہے اور جبکہ بروزی احمد ہیں تو جو صفت صاحب و ما یسطق عن الہوی کی تھی۔ آپ کی صفت کیوں نہیں یعنی آپ اپنے فارسی اور اردو کلام کو کیوں وحی اور الہام نہیں کہتے۔ اب رہی شرفاء کی زبان۔ زبان تو ہر قوم کی ایک ہی ہوتی ہے صرف غلط اور صحیح تکلم کا فرق ہوتا ہے۔ اب رہی حاکم کی زبان یہ فقرہ محض خوشامدی ہے ورنہ حاکم کی زبان کا سیکھنا مذہب اسلام میں فرض (لازم) نہیں لیکن آپ کو اسلام سے کیا غرض؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۳ جولائی و یکم اگست کے شمارہ نمبر ۲۸، ۲۹ کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کا آسمانی نشان۔	عبدالحق سرہندی!
.....۲	تحریف اور مجاز۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی کے مختلف چندے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	معجزات کا انکار۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	فتح بیعت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائیوں کے مکائد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	مرزائی لوگ پاہیوں کے مشوں سے نکالے جاتے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	مارو گھٹنا پھولے لے آگے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ مرزا قادیانی کا آسمانی نشان

عبدالحق سرہندی!

قاضی اشفاق حسین صاحب وکیل درجہ اول ریاست پٹیالہ ساکن سرسدا نے مرزا قادیانی کو لکھا کہ میری والدہ بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ اگر آپ کی دعا سے صحت یاب ہو جائیں تو

میں تمام عمر آپ کی خدمت میں صرف کروں گا۔ اور اکثر خلق خدا کو ہدایت نصیب ہوگی مگر بصورت دیگر مجھے آپ سخت سے سخت مخالفوں میں شمار کریں۔ اس کا جواب مرزا کے حواری کی قلم سے جو کچھ تحریر ہوا ذیل میں معترض دیدرج کیا جاتا ہے۔

جواب قادیان یکم رمسی۔ اقول مرزا اور مرزا کے حواری خود تصدیق کر رہے ہیں کہ ہم کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ورنہ بسم اللہ اور اسلامی تاریخ اور مہینہ لکھا جاتا۔

قولہ معجزات کا اقتراح یعنی سوال کبھی کسی مامور سے سعید الفطرتوں اور صدیقیوں نے نہیں کیا۔ اقول نہ معلوم یہ مسئلہ کس لال کتاب کا ہے۔ قرآن حدیث تو اس امر کے ثبوت میں مملو ہیں کہ انبیاء اور اولیاء نے معجزات اور کرامات دکھلائے بلکہ خود انبیاء نے بھی نشان دیکھنے کے لئے خدا تعالیٰ سے سوال کئے۔ دیکھو قصہ ابراہیمؑ و اذ قال ابراہیم رب انی کیف تحیی الموتی وقصہ عزیرؑ و ذکریاؑ و موسیٰؑ وقصہ من وسلویٰ وقصہ سوال نزول مائدہ جو قرآن شریف میں بالتشریح موجود ہیں۔

کیا معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ یہ انبیاء صلحاء و حواریین، سعید الفطرت و صدیق نہ تھے۔ قولہ خدائے تعالیٰ صدیقیوں کو خود ہزاروں نشان ایمان کے بعد دکھلا دیتا ہے۔ اقول اگر نشان کا دکھلانا ایمان سے مشروط ہے تو عرصہ تیس سال یہ دعویٰ کیسا ہے کہ اگر مخالفین نشان آسانی و یکنا چاہیں تو قادیان آکر دیکھیں۔ سچ ہے دروغ گورا حافظ نباشد۔ قولہ نشان مانگنے والے ہمیشہ شقی بے نصیب رہے اور راستبازوں کے منہ سے خطر ناک القاب سنے۔

اقول یہ اعتراض آپ کا پہلے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عزیرؑ پر ہوا سچ ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میل اور طعنہ پاکان برد

دوسرے یہ کلام آپ کا بالکل دروغ بے فروغ ہے قصہ نزول مائدہ ان کی شہادت دے رہا ہے اور احادیث نبوی میں ایسے قصہ ہزار ہاں ہیں۔ یہی جتنی میں قصہ سوسمار موجود ہے کہ ایک اعرابی نے لات و عزا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ جب تک آپ اس سے بریان سوسمار کو زندہ نہ کرویں اور یہ ایمان نہ لاوے میں ایمان نہ لاؤں گا۔

پس آن حضرت نے سوسمار کو پکارا۔ اس نے کہا لبیک و سجدیک اور ایمان لایا۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر فوراً ایمان لایا۔ شفاغے قاضی میں حضرت عمرؓ سے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اور ایک

روایت داری میں ہے کہ ایک اعرابی نے کہا کہ جب تک فلاں درخت ایمان نہ لائے گا۔ میں ایمان نہ لاؤں گا۔ چنانچہ وہ درخت آپ کے ارشاد سے آیا اور ایمان لایا اور اعرابی بھی یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لایا۔ ایسی ہزاروں مثالیں سیرت نبوی میں موجود ہیں اور قصہ قوم یثرب بالشریح قرآن شریف میں مذکور ہے اور عیسیٰ کا معجزہ دیکھ کر بادشاہ کا معاہدہ اپنے ارکان کے ایمان لانا۔ یہ سب بعد مانگنے اور دیکھنے نشان کے سعید الفطرت ہوئے یا نہیں لعنة الله على الكاذبين! اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا تو مسائل پر تمام حجت کرتے۔ آپ کے دعویٰ تو محض فریب اور جھوٹ ہیں۔

مامور پر یہ تکلیف نہیں کہ مخالفین یا نشان مانگنے والوں کی آئندہ سعادت و شقاوت پر کاربند ہو یہ تو علم غیب خدا ہی کو ہے۔ مامور پر یہ فرض ہے کہ وہ علم جو اس کو خدا نے دیا ہے۔ پہنچا دے اور وہ نشانات جو اتمام حجت کے لئے اس کو مرحمت ہوئے ہیں دکھا کر مخالفین کو عاجز کر دے۔ تاکہ حجت اللہ تمام ہو اور خطرناک القاب قرآن شریف میں تو معلوم نہیں ہوتے۔ شاید قادیانی پر قادیان میں قرآن نازل ہوئے ہوں گے۔

قولہ..... حضرت مسیح موعود کی تائید میں خدائے تعالیٰ نے سینکڑوں نشان دکھائے کتابوں میں موجود ہیں لا اتمی مخلوق گواہ ہے۔

اقول..... وہ ہزاروں سینکڑوں نشانات کیا بیت الفکر قادیان کے اندر دکھائے گئے۔ کیا یہ وہی نشانات پیش گوئی موت آتھم و تزویج مسات محمدی و پیدائش فرزند ارجمند ہیں۔ جن کا فوٹو ہم نے اپنے رسالہ مظہر نعت کے اخیر میں اچھی طرح کھینچ دیا ہے اور جن کے جھوٹ ہونے کی کل مخلوق خدا گواہ ہے مگر سچ ہے۔

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن
اور اپنی کتابوں میں لکھ کر خوش ہونا اس شعر کا مصداق ہوتا ہے۔
نشائے خود بخود گفتمی نمی نہد ترا صائب
چون پستان خود مالد مخلوط نفس کے یابد
ایک تو نشان دکھایا ہوتا کہ آپ۔

کار مردان روشنی گرمی است
کے مصداق ہوتے اور

کارود نان حیلہ و بے شرقی است

کے نہ ہوتے۔

قولہ..... آپ ان کی طرف استخفاف کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور نیا سوال کرتے ہیں یہ امر خدا کی سنت کے خلاف ہے۔

اقول..... جھوٹوں اور مینڈھروں کی طرف ہمیشہ استخفاف کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ تعجب کیوں کرتے ہیں جس امر کا وجود کتاب و سنت سے ثابت ہو گیا وہ سوال نیا اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

قولہ..... ہم دونوں گواہ موجود ہیں جو بے شمار نشان دیکھ چکے ہیں ایک سلیم الفطرت کا دل کس طرح گوارا کرتا ہے کہ ہماری تکذیب کرے۔

اقول..... مرزائیوں کا گواہ ہونا خواجہ کا گواہ ڈڈو کی مثل ہے۔ کوئی سلیم الفطرت آپ جیسے کا ذہن کی ہرگز ہرگز تصدیق نہ کرے گا۔ ہاں وہ شخص جس کے دل پر غلبہ شیطانی ہو جائے۔

۲..... تحریف اور مجاز

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

چونکہ مرزا قادیانی اور ان کے حواری نہ صرف معجزات انبیاء بلکہ معجزات الہی کے بھی منکر ہیں۔ لہذا اہل نجر کے مقلد بن کر تاویلات کرتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ قرآن مجید میں تحریفات معنویہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں۔ کلام الہی میں پیشینگوئی وارد ہو چکی ہے کہ ”یحرولون الکلم عن مواضعہ“ قرآنی ”کو نو اقرودہ خاصین“ میں تاویل کرنے پر کسی مسلمان نے اعتراض کیا تھا کہ قرآن میں مجاز ممکن نہیں۔ اگر حکایات میں ہوگا تو سب قرآنی احکامات مجاز ہوں گے اور اس سے کلام الہی میں کذب ثابت ہوتا ہے۔“

اعتراض معقول تھا اس پر حکیم الامتہ المرزائیہ فرماتے ہیں کہ کلام مجید میں مجاز عقلی بکثرت ہے۔ پس اس آیت میں بھی مجاز عقلی ہے۔ افسوس ہے کہ حکیم صاحب حقیقت اور مجاز اور تشبیہ و استعارات میں فرق نہیں کر سکتے۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسی ”اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح“ ہم کہتے ہیں ”اناللہ وانا الیہ راجعون“ اس آیت میں مشہ بہ اور مشہ بہ اور اداۃ تشبیہ (کاف) موجود ہے ”کو نو اقرودہ خاصین“ میں مشہ اور مشہ بہ اور اداۃ تشبیہ کہاں ہے براہ عنایت بتائیے۔

آیت میں کان بمعنی صار ہے جو ماہیت کے استحالے اور تبدل کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ یعنی مسخ ماہیت ہو کر بن جاؤ کہنے بندریا بندریاں یہاں تشبیہ اور استعارہ کہاں ہے۔ یوں نہیں فرمایا کہ کو نو اقرودہ خاصین پھر یہ مثل دیگر احکامات الہی کے ایک حکم ہے اور احکامات ہرگز

مجازات نہیں ہو سکتے ورنہ تعیل غیر ممکن ہوگی۔ اور یہ خرابی لازم آئے گی کہ خدا کہتا کچھ ہے اور عمل کچھ کرتا ہے۔ پھر یہ کسی نبی کا معجزہ نہیں جس سے آپ کو اس لئے خدا اور رقابت ہے کہ آپ کا بروزی نبی معجزات دکھانے سے قاصر ہے۔

یہ تو خدائی معجزہ ہے۔ اب معلوم ہوا کہ آپ اور آپ کے امام الزمان معجزات قدرت کے بھی منکر ہیں۔ آپ تاویل کرتے ہیں کہ مراد عادات کا بگڑ جانا اور منکروں کے دلوں کا مسخ ہو جانا اور ان میں بندروں کے کمینہ خواص کا پیدا ہو جانا ہے مگر یہ خواص تو ان میں پہلے بھی موجود تھے نافرمانی کی کیا سزا ملی۔ اور جناب باری کا عتاب کیونکر مرتب ہوا؟ البدر یا الحکم میں جواب دیجئے مگر جلد۔

۳ مرزا قادیانی کے مختلف چندے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

تواریخ موجود ہے کہ کسی نبی اور فارم نے اپنی نبوت کی اشاعت کے لئے آئے دن کے چندوں کا ٹیکس لگا کر دنیا کو نہیں لوٹا نہ کبھی اپنی دھوم دھام اور شہرت چاہی۔ صداقت ہرگز شہرت کے وسائل نہیں چاہتی وہ خود بخود آفتاب کی طرح دنیا میں پھیلتی اور اپنی برقی اور مقناطیسی قوت سے قلوب کو کھینچ لیتی ہے۔ انبیاء کی نبوت کا خود بخود اقطار عالم میں پھیل جانا مجملہ معجزات کے ایک معجزہ ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی حد درجے زور لگا رہے ہیں اور اپنی تصویریں بھیج کر بروزی نبوت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ مگر بے سو۔ کیا کسی نبی نے دنیا میں اس طرح شرک پھیلا کر اپنا فرض ادا کیا ہے اور ایسے ناجائز وسائل سے کامیابی چاہی ہے۔ تمام انبیاء صرف تصویر پرستی اور بت پرستی ہی کی بیخ کنی اور توحید کے پھیلانے کو دنیا میں آنے کیونکہ اسلام کے معنی ایک وحدہ لا شریک مالک الموت کے آگے گردن جھکانا ہے اور بس اور ظاہر ہے کہ تصویر کی عظمت اس کی مخالف ہے۔ اسلام کا صرف یہ مقصد ہے کہ بجز واحد مطلق اور واہب برحق کے کسی کی ذرہ بھر وقعت بھی دل میں نہ ہو۔ ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا قادیانی کی تصویر کو تمام مرزائی آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ چومتے ہیں۔ عزت و حرمت کے ساتھ گھروں میں رکھتے ہیں۔

اکثر مرزائی اور مرزا مین تصویر کے درشن سے پراپت ہو کر باغ باغ ہوتیں اور ول کی مرادیں پاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمارے ایسے پرابست کہاں کو مہاراج دھراج طاؤس دیوتا کے درۃ التاج، بروزی معبد کے سراج وہاج، آج کل کے کال کے رواج میں خالص اناج پٹکلے کے چھاج، عسی مزاج، ظلی معدن کے پھراج، آکل الجند بیدستر و السقھو رد الدراج، راز کر کے چھانے میں

فرمیں کی لاج، ٹھکست خوردہ آریاساج، مرزاجی مہاراج کی مور تیکے چرنوں میں براجمین۔ مرزا کہتے ہیں کہ میں اپنی تصویر کی اشاعت اس لئے نہیں کرتا کہ لوگ اس کی پرستش کریں۔“ بھلا صاحب اور کس لئے کرتے ہیں۔ مثل ہنود پرستش نہ سہی۔ آخر عظمت تو ہے۔ گوہ نہیں چھی چھی۔ اگر کوئی شخص اس نیت سے بے سود لے کہ اس سے غریبوں اور محتاجوں کی مدد کر دوں گا۔ تو کیا مذہب اسلام میں سود لینا جائز ہو جائے گا۔ ہاں آپ کو اسلام سے کیا غرض۔ نیانہی نیانہب، مختلف چندوں نے کی مرزائیوں کی چندیا کا پلاستر بگاڑ دیا۔

مہمانوں کی تواضع اور مدارات کا چندہ، اشاعت کتب و اشتہارات کا چندہ، اخبارات کا چندہ، مقدمات کا چندہ، تعلیمات کا چندہ، کالی جمعرات کا چندہ، حلوئے ریگ ماہی شہرات کا چندہ، الغرض ہر بات کا چندہ، دن رات کا چندہ، چندہ ہی چندہ، چندا کہہا کی گدھی کی طرح ایک ایک مرزائی چندوں کے پالان میں ایسا دبا ہوا ہے کہ لٹ سے مس نہیں ہو سکتا اور بوجھ اٹھاتے اٹھاتے جب بہت سے مرزائیوں کی کسریں لگ گئیں۔ پنوں اور کمروں میں زخم کیسے گڑھے پڑ گئے تو پالاں پھینک ”کھڑے کہ دم اٹھایہ جاوہ جا“ وجہ یہ کہ الحکم میں جرتلی آڈر شائع ہوتا رہتا ہے کہ جو صاحب ہفتے کے درمیان میں فلاں چندہ نہ بھیجیں گے ان کا نام مرزائی دفتر سے خارج ہوگا۔

اگر کوئی مرزائی سخت جان بن کر چندے کے گھاؤ جمیل گیا تو اس کی سفارش کے لئے بھائی رضوان کے نام سرٹیکٹ لکھ دیا کہ اس مرد مسلمان بود، بس کھٹ سے جنت میں داخل اور جو مرزائی چندے کی بھاری پنجر نکلو ابھا گا۔ اس کی کیفر کردار کے لئے مالک کے نام وارنٹ بھیج دیا کہ گھڑی کی چوتھائی میں اس کو جہنم کے طبقہ اسفل میں دھکیل اور اصل یہ ہے کہ بروزی نبی کے یہاں تو بے چندے کام چل ہی نہیں سکتا۔ چندہ کے لئے قہیلوں کا منہ کھولنے پر نجات اور بٹوے میں چٹنیں پڑ جانے پر دوزخ کی عقوبات اور نادر ہندی کی مکافات۔

۴ معجزات کا انکار

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی عیسیٰ کے معجزہ احیاء موتی کا انکار کرتے ہیں اور نہ کہتے ہیں کہ مراد روحانی احیاء ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ سب معجزوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ روح جس کو بھی موت نہیں جب وہ بھی مرکز زندہ ہو سکتی ہے تو جسد مردہ کیوں زندہ نہ ہو۔ دوم! جب ایک معجزے کا انکار ہے تو انبیاء کے تمام معجزات کا بدرجہ ادنیٰ انکار ہے۔ خصوصاً حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کو ”قال فلخذاذ

بعض من الطير فصرهن اليك هم اجعل على كل جبل منهن جزءا ثم ادعهن
يا ايها سعياء (الآية)“

یہ دیکھیں مرزا قادیانی یہاں کیا تاویل کرتے ہیں اور اگر اس کو مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے
کہ دیگر انبیاء کے معجزات تو مانے جائیں اور عیسیٰ مسیح کا معجزہ نہ مانا جائے۔ جی ہاں وجہ یہ ہے کہ میں
موجود یعنی ان کا رقیب ہوں اس لئے عیسیٰ مسیح کی کوئی بات ٹھنڈے کلچے نہیں مان سکتا۔

پھر انبیاء کے معجزات سے تو انکار مگر اپنے معجزات پیشینگوئیوں وغیرہ کا اقرار۔ بلکہ
کتابوں اور رسالوں میں مکرر یہ کر رہے اور ان پر اصرار، حالانکہ ساری پیشینگوئیاں کسی پاگل کا خط
اور کسی مجذوب کی بڑکلیں۔ اور ایک حیر بھی نشانے پر نہ لگا۔

۵ فتح بیعت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مولانا شوکت۔ بعد ہدیہ سلام سنت خیر الانام عرض ہے کہ فدوی الہی بخش بزاز ولد
حاجی رحیم بخش ساکن، جسونت نگر ضلع اٹاواہ کریم بخش ساکن اٹاواہ عرصہ سے مرزا قادیانی کے سلسلہ
بیعت میں داخل تھے۔ اب بسبب پیدا ہوجانے شکوک کے بیعت مذکورہ بالا فتح کردی اور اس
سے (مرزا سے) بیزار ہو گئے۔ لہذا عرض ہے کہ براہ بندہ نوازی ضمیر شحہ ہند میں چھاپ دیجئے کہ
ہم لوگ ممنون منت ہوں گے اور دوسرے لوگ بچیں گے۔ واجب تھا عرض کیا۔ فدوی الہی بخش
بزاز ولد حاجی رحیم بخش ساکن جسونت نگر کریم بخش ساکن اٹاواہ۔

ایڈیٹر..... ”جزاکم اللہ وھذاکم اللہ الی یوم الدین“ ممکن ہے کہ انسان کسی غلطی میں پڑ
جائے اور ایمان کا اقتضاء ہے کہ غلطی کے رفع ہو جانے پر بے تامل راہ راست پر آجائے اور غلطی کا
اعتراف کرے کیونکہ آدمی کا شیطان آدمی ہوتا ہے۔ تھوڑی سی سمجھ والا بھی سمجھ جائے گا کہ جو شخص
بعد ختم نبوت اپنے کو نبی بتاتا ہے اور پھر بعض انبیاء کو گالیاں دیتا ہے۔

نبی اور رسول کیا معنی وہ تو مسلمان بھی نہیں پھر اس کی بیعت کیسی؟ پھر زیادہ تر تعجب یہ
ہے کہ باوصف مخالفت قرآن وحدیث کے اپنے کو مسلمان بتاتا ہے۔ دنیا میں آج کل آزادی کا
رواج ہے۔ بہت سے نئے مذاہب پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی بھی سب مذاہب سے جدا
نیامدہب گھڑ لیتے تو کون مزاحم ہو سکتا تھا۔ مگر بدبختی کہاں جائے۔ جب گیدڑ کی شامت آتی ہے تو
شہر کی جانب بھاگتا ہے۔ آپ نے باوصف دعویٰ مسلمانی اسلام ہی کے اصول کو توڑا اور اسلام ہی
کے خلاف نبی بن گئے۔

انجام یہ ہوا کہ اسلام ہی نے آپ کو ہر طرف سے مردود کر دیا۔ شیاطین زاووں کے اغواء سے جو بعض سیدھے سادھے بے لکھے پڑھے مسلمان راہ راست سے ڈگمگا جاتے ہیں تو رجال الغیب کی مدد اور جاہلہ توفیق الہی سے پھر راہ راست پر آ جاتے ہیں اور شیطان الانس اور تمام شیطان زلادوں کا بیچ میں منہ کالا ہو جاتا ہے۔ مگر اس ایمان داری کو دیکھئے کہ مرزائی پرچوں میں بیعت کرنے والوں کے نام تو شائع ہوتے ہیں اور سینکڑوں آدمی جو بیعت بر لعنت بھیج کر از سر نو اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ وجہ یہ ہے کہ جڑ سے ناک کٹتی ہے۔ پھر طرہ یہ ہے کہ جب مریدوں کی تعداد بتائی جاتی ہے تو بیعت فتح کرنے والے مستحق نہیں ہوتے بلکہ بدستور قائم رہتے ہیں اور رجز سے بھی ان کا نام خارج نہیں کیا جاتا اور کیسا ہی گھانا ہو مگر بارہا ہی بتایا جاتا ہے اور کاغذی ناؤ ہمیشہ جھوٹ ہی کے طوفان میں چلتی رہتی ہے مگر کب تک صداقت اور راست بازی ایسی شے ہے کہ انسان کو اپنا گردیدہ کر لیتی ہے۔ اور ہرگز اپنے قبضے سے نہیں نکلنے دیتی۔ پس جو لوگ کسی ہو کے میں آ کر بیعت کرتے ہیں وہ بوجھ نا تجربہ کاری اور سادہ لوحی یا جہالت کے آپ کو حق پر سمجھ کر پیر یا نبی یا امام الزمان مانتے ہیں مگر چونکہ واقع میں آپ ایک دنیا پرست مکار ہیں۔ لہذا چند روز میں لفافہ کھل جاتا ہے اور مطلب سعدی پڑھ کر سب ففرو ہو جاتے ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیں۔ آپ کو اپنا پیشوا سمجھیں اور چند روز میں انگوٹھا دکھا کر رخصت ہو جائیں اور پھر آپ کے نام کا کتابھی پالیں یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے جس سے ہر شخص پر آپ کی مکاری تھوڑی سے تامل کے بعد کھل سکتی ہے۔ جو شخص کسی سے بیعت کرتا ہے وہ خدا اور رسول کو بیچ میں ڈال کر ایک قسم کا معاہدہ کرتا ہے۔

جس کا توڑنا امر اہم جانتا ہے لیکن کوئی بات تو مکار مرشد میں ایسی دیکھتا ہے جو معاہدہ فتح کرنے پر مجبور کر دیتی ہے حالانکہ اس نے بیعت اس واسطے نہ کی تھی کہ مجھے ایک روز اس کو توڑنا پڑے گا۔

بات کرنے میں رقیبوں سے ابھی ٹوٹ گیا

دل بھی شاید اسی بدعہد کا بیان ہوگا

۶ مرزائیوں کے مکائد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کچھ عرصہ ہوا کہ شاہ جہان پور میں خدا جانے کہاں کا خدائی خوار ایک پنجابی مرزائی آکلا جس کا بیان تھا کہ میں صرف مرزا قادیانی کے مذہب کی اشاعت کے لئے سیر و سیاحت کرتا ہوں۔

پھر کیا تھا یہاں کے مرزائیوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بڑی آؤ بھگت کی اور مرزائیوں کے گرو گھنٹال نے جن کی بدولت اس شہر میں یہ مذہب جدید جاری ہوا ہے۔ اپنے مکان پر مہمان کیا اور خاطر تواضع کی کچھ نہ پوچھے۔

اس سے قبل الحمدیٹ کو یہاں کے بعض مرزائی یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ اب عرصہ سے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرزائی حقانیت کے قائل ہو گئے ہیں اور مرزا کو مسیح موعود تسلیم کرنے لگے ہیں اور عنقریب وہ کھلم کھلا یہی اقرار کریں گے اسی وجہ سے اب انہوں نے بہت عرصہ سے مرزا کے خلاف کچھ نہیں لکھا اور کوئی اشتہار دور رسالہ وغیرہ ان کی ترویج میں شائع نہیں کیا اور ان کے اس بیان کی تصدیق بڑے زور و شور سے اس نو وارد مرزائی نے بھی کی اور کہا کہ اگر یقین نہ ہو تو ابھی خط بھیج کر دریافت کر لو۔ کہ وہ اب ہرگز مرزا قادیانی کے خلاف نہیں ہیں۔ اس پر میرے ایک مہربان نے جن سے مولوی صاحب موصوف کی خط و کتابت تھی اس بارے میں استفسار کیا۔ مولوی صاحب موصوف کا جواب بلفظہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

رازم: ابو السخا محمد رفعت اللہ عفی عنہ شاہ جہان پور!

ایڈیٹر..... ہم سے بھی بعض مرزائیوں نے کہا کہ مولوی صاحب کو من یغیب کی جھلک پر فریفتہ کیا گیا ہے مگر الحمد للہ کہ یہ بات غلط نکلی۔

گرامی نامہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

مجمعی سید صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱۱ مئی کا محبت نامہ وصول ہوا ۱۹۰۲ء سے میں مرزا کی ایسی ہی خبر لے رہا ہوں جیسی آگے خبر لیتا تھا۔ اور اس کو ایسا ہی گمراہ خارج از اسلام سمجھتا ہوں جیسا آگے سمجھتا تھا۔

جلد ۱۹..... رسالہ اشاعت السنہ کے کئی نمبروں میں اس کے رد میں کئی مضامین شائع

کر چکا ہوں۔ جو ۰۳۔۱۹۰۲ء میں شائع ہوئے ہیں۔ اس جلد کی قیمت تین روپیہ ہے، منگا کر ملاحظہ کریں اگر قیمت نہ دے سکیں تو محصول ڈاک ۲/۲ خرچ رجسٹری ۲/۲ کل ۴ کے ٹکٹ ارسال کریں بعد مطالعہ و کار بر آری جلد مذکورہ اسی طور پر واپس کر دیں۔ میرا یہ خط جس کو چاہیں دکھائیں مجھے کوئی لحاظ کسی مرزائی کا نہیں ہے۔ (ابوسعید محمد حسین بٹالوی مہتمم اشاعت السنہ)

۷..... مرزائی لوگ پادریوں کے مشعوں سے نکالے جاتے ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخبار البدر مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۳ء میں ایک نہایت اندوہناک مضمون چھپا

ہے مضمون کیا ہے گویا سرخ آنسوؤں سے لکھا ہوا ماتمنا نامہ ہے۔ کوئی صاحب غلام محمد نام امریکن مشن گورڈ اسپور سے اس لئے موقوف کئے گئے ہیں کہ وہ مرزائی تھے۔ البدر نے اس پر بہت کچھ داویلا کی ہے کہ پادری لوگ سخت متعصب ہیں وغیرہ۔ اس مضمون کا غیر محل اور ناموزوں عنوان (کسر صلیب) رکھا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ بتاتا ہے کہ اس کا نام کسرمناہ یا کسرمج مجہول ہو۔ مرزا قادیانی اور ان کے حواری دنیا کو تو متعصب بتاتے ہیں۔ مگر اپنی آنکھ کا ہتیر نہیں دیکھتے۔ اس سے زیادہ اور کیا تعصب ہوگا کہ کسی نبی کے معجزات و خوارق عادات ان کو نہیں بھاتے۔

اور سرے سے معجزات ہی کا انکار کر بیٹھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک تمام انبیاء کے مراتب و کمالات خواب و خیال بلکہ تقویم پارینہ ہیں پھر آپ سے ساری خدائی کو تعصب کیوں نہ ہو۔ جب آپ عیسیٰ مسیح کو اپنی کتابوں میں گالیاں دیں اور حواری ان کتابوں کو پڑھ کر عیسائیوں سے مباحثہ اور مناظرہ کریں تو وہ عیسائی نہایت ہی بے غیرت ہیں۔ جو آپ کے گردہ سے تعصب نہ رکھیں اور حتی الوسع ان کی جڑیں کھود کر نہ پھینکیں اور درحقیقت یہ مقدس مذہب اسلام سے ارتداد کرنے اور ملحدانہ عقائد پر فریفتہ ہونے کی قدرت الہی سے سزا مل رہی ہے اور انشاء اللہ طے گی۔

تمام انبیاء کو گالیاں، مسلمانوں سے جنگ، ہنود سے مہا بھارت، آریا سے پیکار، عیسائیوں سے کارزار ہے تو مرزائیوں کو زیر آسمان کہیں بھی پناہ نہ ملے گی اور ہر مقام، ہر دفتر، ہر محکمہ سے ان کا تھم اکھڑ جائے گا اور طلب معاش اور دانہ دانہ کی تلاش میں زمین کا گز بن کر بیوند زمین ہو جائیں گے۔ مرزائی چونکہ اپنے افعال و پنجار یعنی یادہ گوئی اور سب دشمن میں اپنے پیشوا کے قدم بقدم اور اس کے خوارق کے آئینے ہیں لہذا سب جگہ مطعون اور خستہ و خراب ہیں۔ اور خود موجودہ زمانہ ان سے برسر جنگ ہے اور یہی لیل و نہار ہے تو چند روز میں دنیا دیکھ لے گی کہ مرزا اور اس کی کارروائیوں کا نام و نشان بھی نہ رہے گا اور منارہ پرا الو بولیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تارو پودے سے تند بر قصر قیصر عنکبوت

چند نوبت سے زند بر گنبد افرا سیاب

اور درحقیقت مرزا قادیانی کو اپنے نئے پنتھ کے پھیلنے کا بھی چنداں خیال نہیں وہ تو کماؤ پوت چاہتے ہیں جو اپنے گاڑھے خون کا کمایا ہو اور یہ قادیان کو بھیجیں اور منہ مانگے چندے دیں۔ اس لئے وہ اشتہار دیتے ہیں کہ جو مرید چندہ نہ دے گا رجسٹر بیعت سے اس کا نام خارج ہوگا۔ پس وہ موٹا اور حرب شکار چاہتے ہیں نہ کہ صید لاغر۔

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

امریکہ میں ایک سوسائٹی ہے جو اپنے عمل سے انسان کو بے ہوش کر کے اس کی روح سے مردوں کی روحوں کے ساتھ ملاقات کراتی ہے۔ مذہب اسلام میں اس علم و عمل کا کہیں پتہ نہیں۔ غالباً یہ ویسا ہی دھوکا اور کرشمہ ہے جیسے ہمارے ملک کے مداری پھنک ایک پھنک دو کہہ کر ڈگ ڈگی بجا کر لوگوں کو تماشا دکھاتے اور ان سے کوڑی پیسا نکلنے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اور ان کے حواری اس ضعیف الاعتقادی کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزائی اخبار البدر میں کسی امریکن کی ایک چشمی شائع ہوئی ہے جس کے راقم نے لکھا ہے۔ ”بعض اعلیٰ درجے کی روحوں نے ہمیں بتایا ہے کہ مسیح واقعہ صلیب سے ۱۲ سال بعد فوت ہوا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد ایک پتیل کی تختی ملے گی جو اس وقت ریت میں دبی ہوئی ہے جس پر مسیح کی موت کے متعلق تمام ضروری باتیں پائی جائیں گی۔“

”اس پر البدر خوشی سے پھول کر منارہ بن گیا ہے اور لکھتا ہے کہ خدا کے وعدوں کے موافق حضرت مسیح موعود کے انتشار روحانیت نے کس طرح زمین کا تختہ الٹ دیا ہے اور آپ کی تائید میں کس طرح اہل زمین عیسویت کی تردید میں ہاتھ بٹا رہی ہیں اور مسیح کو آسمان سے اتار کر زمین میں ایک دن شدہ میت ثابت کیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں جب عالم ارواح کا علم مذکورہ بالا سوسائٹی کو حاصل ہے تو خود مسیح کی روح سے کیوں نہیں پوچھ لیتے کہ تم زمین میں دفن ہو یا آسمان پر ہو اور تمہارے اصلی واقعات کیا ہیں؟ دوم! مسیح بالفرض زمین ہی میں دفن ہیں تو اس سے مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا کیونکر ثابت ہوا۔ مسیح کی روح سے کیوں نہیں پوچھا جاتا کہ قادیانی مرزا مسیح موعود ہے یا مسیح الدجال یا کچھ بھی نہیں۔“

(ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۸ اگست کے شمارہ نمبر ۳۰ کے مضامین

.....۱	دعویٰ نبوت نے مرزا قادیانی کا کسر شان کر دیا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	خصوصاً برطانیہ شہزادہ عبدالحمید مرزائی سبھی لدھیانوی بکورد ۲۰۰۔ لدھیانوی!
.....۳	وہی حیات و ممات مسیح۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزائی مردہ زندہ ہو گیا۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ دعویٰ نبوت نے مرزا قادیانی کا کسر شان کر دیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جب مرزا قادیانی اپنے استھان پر براجمان ہوتے ہیں اور گرداگرد چیلوں کو دیکھتے ہیں تو اس وقت کی خوشی کا عالم کچھ نہ پوچھئے اور جب وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور یہ سارا محکمہ میری امت ہے تو مارے خوشی کے داڑھی کا ایک ایک بال ایسا کھل جاتا ہے کہ عربی گھوڑے کی دم اور کسی مہنت لال گرد کے چنور اور اون اور ریشم کے لچھوں کو شرماتا ہے اور موٹھیں کھاتا تو نہیں سونے کی تار بن جاتی ہے۔ لیکن ہم سے پوچھئے تو مرزا قادیانی نے اپنے مرتبے اور شان اور قد بے کے موافق کچھ بھی ترقی نہیں کی۔

انبیاء تو ایک لاکھ کئی ہزار گزرے ہیں جب مرزا قادیانی بھی نبی ہی رہے تو کیا کمال کیا۔ وہ تو انبیاء کے مقلد ظہرے اور اپنے مرتبے سے گر گئے کیونکہ مقلد کبھی مجدد نہیں ہو سکتا اور خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بھی ہوتے تو کونسا تیر مارا۔ اپنے شخصی اوصاف اور خواص اور شخصیات کا ہر شخص خاتم ہے اور ہر شخص اپنے عوارض میں بے مثل ہے۔ اولوالعزیز تو اس امر کی متعقبات تھی کہ مرزا قادیانی تقلید انبیاء کی بیڑی پاؤں سے نکال کر آگے بڑھتے۔ آج کل تو فلسفہ اور سائنس کا دور ہے۔ دنیا پرانے پن سے اجیرن ہو گئی ہے اور جدت پسندی انسانی طبائع کا خمیر بن گئی ہے۔ مرزا قادیانی اول اول ایک بزرگ پارسا ہوئے، پھر الہامی، پھر صاحب کشف، پھر مثل اسحٰب، پھر عین مین مسح موعود اور مہدی مسعود پر ظلی اور بروزی نبی اور امام الزمان پھر خاتم الخلفاء بن گئے اور یہاں آ کر کاندھے سے جوا ڈال دیا۔ ہمت ٹوٹ گئی حوصلہ پست ہو گیا۔ گویا مرزا قادیانی کی ترقی کرنے کا اب کوئی زینہ باقی نہ رہا۔ واہ جی واہ۔ بس آپ اتنے ہی پانی میں تھے؟ ہا۔ ہنہمہ الوالعزیز نمرود اور فرعون سے بھی گئے گزرے جو خدا بن گئے تھے آپ کو اتنے زینے ملے کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تو ہم ذمہ کرتے ہیں کہ خدا بننے میں بھی کوئی مشکل پیش نہ آئے گی۔ فرعون بھی آخر آپ جیسا انسان ہی تھا اس میں سرخاب کا کونسا پر تھا جو آپ میں نہیں۔ ہم کو مرزا قادیانی کی تھتھیا ہارنے پر اس قدر غصہ آتا ہے کہ قابو چلے تو منارے سے سروے ماریں اور سر پیت ڈالیں۔

غضب ہے تاکہ فرعون بے سامان اور نمرود و مردود تو خدا بن جائیں اور مرزا قادیانی ابھی تک نبوت ہی کے زینے پر دہرے رہیں۔ جس طرح فرعون کے زمانہ میں خود غرض امتوں، چڑھتوں، فحاشی اور حواری کی کمی نہ تھی۔ اسی طرح اب بھی کمی نہیں۔ کیا صحیحے کہ فرعون کو اول اول خورشاد یوں نے خدا بنایا۔ رفتہ رفتہ فرعون ان کی چالیسی اور لاکھ گری سے متاثر ہو کر واقعی اپنے کو

خدا سمجھنے اور انارہکم الاعلیٰ کے نعرے مارنے لگا۔

پس جن اُلو کے پٹھوں، چغدا کا بھیجا کھانے والوں ہونقوں کی قے چاٹنے والوں، یا روٹ چکھنے والوں، لنگڑے لوگوں، اپاہجوں نے مرزا قادیانی کو نبی بنایا ہے کیا وہ خدا نہیں بنا سکتے۔ اگر چاہیں اور ہمت کریں تو ضرور بنا سکتے ہیں۔ اور ترقی نہ کرنے میں درحقیقت مرزا قادیانی کا قصور نہیں کیونکہ وہ تو ایک پتلی ہیں۔ نہیں بلکہ بت پرستوں کے ہاتھوں میں ایک مورتی ہیں کہ مندر کے جس استھان پر چاہیں رکھ دیں۔

قصور تو پوجاریوں اور ہمشوں کا ہے جو اپنی مورتی کو عالم بالا کے کنکروں پر نہیں بٹھاتے۔ اور ابھی تک صرف خاتم الانبیاء کے زینے پر ٹیک رکھا ہے۔ اور سچ پوچھے تو جس طرح مرزا قادیانی نے اول نبوت کا اعلان نہ کیا تھا اگرچہ نبی کے اوصاف اپنے اندر بتاتے تھے۔ اسی طرح اگرچہ اب کھلم کھلا اپنے کو خدا نہیں بتاتے مگر خدائی اوصاف کے ساتھ متصف ہونے کے ضرور قائل ہیں۔ کیا معنی کہ عالم الغیب خاص خدا کی صفت ہے۔

مرزا قادیانی اپنی پیشینگوئیوں سے بتا رہے ہیں کہ میں بھی عالم الغیب ہوں، محی اور ممیت خاص خدا کی صفت ہے مگر مرزا قادیانی بھی نمود کی طرح انا احمی وامیت کے نثارے دنیا میں بجارہے ہیں کہ میں نے اپنے فلاں مخالف کو اس کی مخالفت کی وجہ سے مار ڈالا۔ جتنے مخالف میرے سب میرے مارے ہوئے ہیں۔ پھر آپ کے مخالف تو علاوہ دیگر ممالک کے خود ہندوستان میں ۳۰ کروڑ ہیں۔ ان میں سے جو شخص مرتا ہے اس کو آپ ہی مارتے ہیں۔

ہاں مرزائیوں کو دوسرا خدا مارتا ہے جو آپ سے زبردست اور جبار و قہار ہے یہاں آپ کی خدائی طاق میں دہری رہتی ہے۔ زندہ مخالفوں کو تو آپ مارتے ہیں مگر اپنے مرزائیوں کو موت کے چنگل سے نہیں بچا سکتے۔ شروع سال پر پیشینگوئی کی کہ امسال میرے مخالفین بہت مریں گے۔ اب ہندو مسلمانوں، عیسائیوں وغیرہ میں جو مرتا ہے اس کو آپ ہی مارتے ہیں۔ روم کے اسقف اعظم (پوپ) نے جو ۲۰ جولائی گزشتہ کو قضا کی تو البدر مطبوعہ ۳۱ جولائی میں لکھا ہے کہ یہ بھی مرزا قادیانی کی پیشینگوئی سے مرا۔ کیونکہ وہ بھی مثل دیگر عیسائیوں کے مرزائی مذہب کا سخت مخالف تھا۔ اس کے مارنے والے بھی خیر سے آپ ہی ہیں۔ واہ رے مرزائیو تمہارے عقل اور تمہارے عقیدے کے قربان جائیے۔

پس مرزا قادیانی کے خدائی اوصاف کے تو ڈنکے بج رہے ہیں۔ مگر خدا ہونے کا ابھی تک پورا پورا اعلان نہیں جو وہ بھی غالباً ہونے والا ہے۔ مہینوں یا برسوں یا دنوں کی تعداد تو مجدد

المنہ مشرقیہ نہیں بتا سکتا۔ ہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ مذکورہ بالا تمام غرے ڈبے جلد خاک میں ملنے والے ہیں کیونکہ عادت الہیہ اسی طرح جاری ہے خدا کی لاشی میں آواز نہیں ہوتی۔ (ایڈیٹر)

۲ خصوصاً بمطالعہ شہزادہ عبدالحمید مرزائی مسیحی لو دھیا نوئی بگورد

۲۰۰۔ لدھیانوی!

جن اشعار کے اول نشان لکھا ہے وہ خود شہزادہ صاحب کے اشعار ہیں جو آپ نے

مسیحیوں کے حق میں ارشاد فرمائے تھے۔

حدیث مصطفوی خوان بہ چشم دانائی
 یہ تم ان علینا بیانہ آئی
 تودر اطاعت آن جدوجہد ہنماکی
 بہ مصطفیٰ زکرامات و فضل مولائی
 نماز روزہ کی تفصیل ہے کہاں آئی
 ممانعت ہے بہ تغیر غلق ایمانی
 گدھانہ کھا کہ گدھا کھانے میں ہے رسوائی
 حدیث ہی نے خباث کی شرح فرمائی
 نبی کو وحی خفی نے وہ سب ہے سمجھائی
 مسیح بھگند آخر صلیب ترسائی
 زبان کشودہ بہ تفسیران بگویائی
 دوبارہ آمد تم ہست عہد ایفائی
 برائے کشتن دجال قوم موسائی
 بہ گفتہ حسن بصرہ دیدہ بکھائی
 کہ نیست بیچ بس از من رسول بالائی
 پے رسول شدن ہر یکے تمنائی
 نبی و مرسل یزدان ز قوم مرزائی
 کشید فتنہ دجال سربہ بالائی
 یہ صفت اسنے ازالہ ص ۱۸۹ میں خود ہی دکھلائی
 وہ مبتدا ہوا دجال ہے خبر پائی

الا مفسر قرآن مشوبہ خود رائی
 بیان حق زیباں رسول اگر فہمی
 حدیث مصطفوی چوست وحی پاک خدا
 عطاء شدست چو قرآن پاک با قرآن
 جو اس میں ہو متکبر تو پوچھ قرآن لیں
 کہاں ہے قص شوارب ہے ذکر خنتہ کہاں
 کہاں ہے لفظ محدث کہاں ہے حرمت خر
 حدیث ہی نے کہا ہوتے تھے محدث بھی
 اسی طریق سے تفصیل کل ہے قرآن میں
 حدیث گفت بہ شان و شکوہ و جاہ و جلال
 ابوہریرہ بہ الا لیؤمن بہ
 بہ ابن ماجہ روایت شدہ کہ گفت مسیح
 خدائے قبل قیامت مرا کند نازل
 نمرود عیسیٰ دبا ز آید آمدہ بہ حدیث
 رسول گفت کہ من خاتم النبیینم
 زنی دجالہ آگاہ کرد امت را
 بہ قادیان شدہ زان جملہ یک ستمکارہ
 چو دور سیزد ہم در زمانہ کرد ظہور
 ہیں اس کے نام کے اعداد تیرہ سو پورے
 ہوا غلام جو موصوف قادیانی کا

یہ پورا جملہ نبی بن کے قادیانی نے
 خروج کر وہ بہرہ کھینچے آن کافر
 کہ ام محبت انسان و اب محبت حق
 نہیں جدا کوئی روح القدس یہ ہے تثلیث
 باسماؤ ولد کرو متعمم حق را
 مسیح راؤ مرا حاصل ست اہیت
 ہاں خیال کہ اسلام را فرو بخورد
 گرفت چنبر اسلام باستغزہ و کین
 خون و جادوے مکش قرار دلہا ہر
 چناں اسیر بدام فریب او جہاں
 متاع دین کہ چو کعبے پہ بعض دلہا جلوہ
 گرہہ بخیر وان خود ستودگان ہاوی
 جماعتے ست فراہم زاعور و اعرج
 زشور فتنہ شان مسیح زندگانی طلق
 نخست گفت جمالا منم مثیل مسیح
 شریک اس میں یہ عاجز یہ ابتدا سے تھا
 کہ وہ توہین جسدی اور ظاہری مصداق
 تھے اک درشت کے ہم دونوں پھل مسیح اور میں
 زبان پہ لاؤ نہ اب ذکر ابن مریم کو
 کہا مسیح کہ او پانہندہ منبر من
 کبھی تو لکھتا تھا آئیں گے وہ جلال کے ساتھ
 بنا تھا تو تو جہاں جلال یہ کیسا
 تو مدعی تھا کہ عیسیٰ دوبارہ آئیں گے
 اسے تو لکھتا ہے ظاہر کیا گیا مجھ پر
 بوسے مشابہت تامہ چناں داری
 تو کامران و ترقی تست روز افزوں

خروج اپنے کی تاریخ ہم سے لکھوای
 بعشق بہشت تثلیث گشتہ سوداکی
 نتیجہ روح قدس در مرام مرزائی
 جو احمقوں کی سمجھ میں ابھی نہیں آئی
 باستعارہ ہمان اعتقاد ترسائی
 کلفت ہیچ مریدے چہ ڈاڑھ میٹائی
 دھن کشادہ مثال نہنگ دریائی
 چنانچہ حلقہ زنداؤ دہائے صحرائی
 شدہ مسخراد ہرزہ کار ہرچائی
 چنانکہ محو تما شا بود تماشائی
 بہ برد جملہ بغارت چو خوان یغنائی
 ستائش بزبان ہمہ بیگنائی
 کنند بردوے روز و شب جبیں سائی
 چنانکہ تلخی کام از مواد صفرائی
 نمود چندے ازاں رفق مسند آرائی
 جو عیش گوئی سیما کے حق میں ہے آئی
 مجھے خدا سے ملی باطنی توانائی
 ولیک اب ہے مجھے برتری و بالائی
 ہے اس سے افضل و اعلیٰ غلام مرزائی
 ضمیر اس کی یہ کہتے ہوئے نہ شرمائی
 اور آج بکتا ہے گم گشت آں میسائی
 لگا جو بکنے چہ در انتظار عیسائی
 جہاں میں بات یہ مامور ہو کے پھیلائی
 وہ کون تھا ترا مظہر یہ کس نے سمجھائی
 مسیح رفت بنا کامی وہ پس پائی
 ہاں سخن بہ مریدان کنی دل افزائی

نشان زندگی اولین عیسانی
 مسیح مردو نمائش کنوں مسیانی
 خبر وفات کی تفسیر نیچری لائی
 کہ یہ ہدایت اسی نیچری سے ہے پائی
 طمع کے دام میں ٹھوکر یہ کیا بری کھائی
 تو کیوں جئے نہ تیرے منہ پر کفر کی کائی
 کہ پیر عشتی و نابذ زبیر بر تائی
 تو رو بھی کہ بہ سلطان دوزخہ بر تائی
 بگو ز دوست رقیبہ چساں ہلکیا پائی
 بہ محصم شاد بہ ہمیش دول بیاسائی
 ارے یہ مرگ پد کیسی بے سری گائی
 چو روز و شب ہمہ تن محو این تمنائی
 مہدی دیک قول خود نے پائی
 گئے مثل دے دگاہ خود مسیانی
 زبان طعن بہ عیسیٰ مسیح نکشائی
 الا وہن بہ محمد منم نیا لائی
 ز نسل مرتضوی نیستی مغل زائی
 یکے مغل قرشی شد بہ طرفہ رعنائی
 یقین کہ پتچ نہ ہرزہ باد بیانی
 گزار بوالہوی و شکستہ بیانی
 فدائے عشوہ ہر فتنہ کہ میزائی
 تواز تار سر کبر بر ثیائی
 بکبر و مفسدہ ہر لحظہ خامہ فرسائی
 عجیب مہدی عیسانی بے سرو پائی
 جو تو نے فوٹو میں تصویر اپنی کھپائی
 تو صاف نکلا اداگون کا تو لائی

باکسار و توکل بہ غربت و ایثار
 کجاست زندگی ثانی مسیح اگر
 اشارہ کرتا تھا قرآن سوے نزول جلال
 ہے احمد یہ لقب ٹھیک تیرے فرقہ کا
 ڈبو دیا تجھے تفسیر نیچری نے ارے
 وہ دابہ علماء ہیں سو ہیں ترے مکلف
 امید نیست کنوں باز ایستادہ شوی
 گمان بخویش مبر شیر مرد و برنام
 گوز آتھم و پنڈت بزرگ و شیخ حسین
 چہ غیر تیسف کہ از بہر زوجہ است ترا
 وہ کیا وفات پداری سے ہو چکی بیوہ
 چرا جدائی ازد با وجود زوجک
 ازیں کہ معنی تجدید نو نمودن شد
 گئے محدث و گہ حارث و گئے مہدی
 نصیحتے کسمت اے ولید بوذنجبر
 معقول ہستی دا نقو است جدہ تو
 گو کہ مہدی آل محمد آمدہ ام
 ہر آنکہ سے شنود حیرتس ہمکیرد
 شدی محمد و احمد پس از غلامی دے
 خلیفہ و آدم و نوح آمدی ہمہ یکجا
 بکلم کل جدید لذید مغتوان
 رسول مدحت سلمان فارسی فرمود
 توئی کہ حارثی و مہدی و امام زمان
 نہ دین بدست تو چیزے نہ دولت ایمان
 یہ بت فردشی ہے بنیاد بت پرستی کی
 بنا ہے یوں جو بروزی محمد آخر کار

بدیں سبب توڑ ایمان دین معرانی
 یہ مصطفیٰ کہ زخوائش توڑلہ برہائی
 مگر بہ مزیلہ کفر لب پھدائی
 تو نیز پایہ سلاسل بہ قادیان شائی
 مجاور تو بیک چشمی و بے کہائی
 بہ پیش حاکم گورواسپور نہ شرمانی
 تو پیش خیمہ آئی بزور و رعنائی
 کہ اس مسج وغل عفتت پذیرائی
 چو وقت قطع سہیا بود تہرائی
 بیاس و غصہ بیخنی بقعر تہائی
 فغان و نالہ کنی ہر دو دست خود خائی
 بہ ضعف بندۂ عاجز خبیر دانائی
 بہ حق وصف رحیمی و شان یکتائی
 کہ در متابعت وی کنم جبین سائی
 بروح پاک دے از ما قبول فرمائی
 شہزادہ صاحب اگر اس کا جواب صحیح دیں یا کوئی اور ان کا بھائی یا خود ان کا مسج تو مبلغ

یہ معجزات رسل عیب مسریم تھی
 نہ شد حقیقت و جال و وابہ معلوم
 بناشد آنچہ نبوائش تو از کجا بخوری
 شدی مثل مسیحیکہ در محسوس اوست
 زحلیہ تو کند دور نقص و جالی
 ز توبہ کردن از الہام و پیشگوئی ہا
 و جابلہ ہمہ رھمد و آخری باقیست
 ایا کہ بھر نجات ہمیں قدر کافی ست
 بدیں حیات پندی رفتش چہ سو وہد
 جواب بشنوی ازوے فلا تلو مونی
 کہ ہائی ہائی فلاں رائے گرفتہ یار
 پناہ تست خدا یاز قنتہ و جال
 تراہستم و بس آن موحد گردان
 محمد عربی ہادیم براہ تو بس
 پے صلوة و سلام آچننا نہ کہ فرموی

شہزادہ صاحب اگر اس کا جواب صحیح دیں یا کوئی اور ان کا بھائی یا خود ان کا مسج تو مبلغ پانچ روپے انعام پائیں مگر بدگلامی اور کذب سے بچیں۔ ۲۰۰ لدھیانہ۔

ایڈیٹر..... سبحان اللہ کتنا مضبوط اور مربوط اور ٹھوس اور مدلل اور مسکت و مطمئن کلام ہے۔ مرزا اور مرزائیوں کا کیا منہ ہے کہ ایسا ایک مصرعہ بھی موزوں کر سکیں۔ اگر کوئی صحیح جواب دے سکے تو درہم بھی دیں گے۔ کیوں بھئی مرزائیوں کو کیا دیر ہے۔ دو دو اور چھڑی چلو، دوڑو، لپکو۔ مگر پانچ اور بم غص کیا خاک لپکیں اور دوڑیں گے۔

۳ وہی حیات و ممات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم عصر کرزن گزٹ کا نامہ نگار صلاح دیتا ہے کہ سنی علماء مرزائی علماء سے حیات و ممات مسیح پر بحث کریں۔ ہماری رائے میں یہ بحث فضول ہے ہم بارہا قرآن وحدیث سے مسکت مضامین اس مسئلے پر لکھ چکے ہیں مگر مرزائی لوگ جنہوں نے ایک نیانہی گھڑ لیا ہے۔ وہ قرآن

وحدیث کے دلائل ہرگز نہ مانیں گے۔ مرزائی تو آنحضرت ﷺ کی معراج کے بھی قائل نہیں اور اس میں بھی ویسی ہی تاویلیں کرتے ہیں۔ جیسی حیات مسیح میں گویا معجزات کے منکر ہیں۔ پس وہ معجزات پر ویسے ہی اعتراض کرتے ہیں۔

جیسے آریا اور دہریے کہ دو ہزار برس تک کوئی انسان بے کھائے پیئے کیونکر زندہ رہ سکتا ہے اور کیا عیسیٰ مسیح کو حضرت مریمؑ روٹیاں پکا کر کھلاتی ہیں اور کیا آسمان پر کوئی پاخانہ اور سندا اس بھی ہے جہاں عیسیٰ بول و براز کرتے ہیں۔ یہ وہ اعتراضات ہیں جن کو سن کر سادہ لوح مسلمان ساکت ہو جاتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ ایسی گفتگو میں ملحدانہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں اور بارہا کہہ چکے ہیں کہ مرزا اور مرزائیوں سے یہ بحث ہی نہ کرنی چاہئے جب تک وہ یہ اقرار نہ کریں کہ ہم آریا یا دہریے ہیں مسلمان نہیں۔ ان سے تو یہ کہنا چاہئے کہ تم مرزا کا مہدی اور مسیح اور نبی امام الزمان ہونا ثابت کرو۔ ہم تھوڑی دیر کو فرض کئے لیتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح آسمان پر نہیں گئے مگر یہ تمہارے لئے مفید نہیں۔ تمہارے لئے جب مفید ہو کہ جس کلام الہی سے تم مسیح کی وفات ثابت کرتے ہو اسی سے دنیا میں مسیح موعود کا آنا بھی ثابت کرو اور پھر قادیان سے اس کا خروج۔ وجہ یہ ہے کہ آپ احادیث کو یکساں نہیں مانتے۔ صرف ان احادیث کو مانتے ہیں جو آپ کے مطلب کی ہیں۔ مثلاً عیسیٰ موعود کے آنے کی حدیث پر تو ایمان ہے مگر ثلاثون دجالون والی حدیث سے انکار ہے گویا اس آیت پر عمل ہے کہ ”نومن ببعض و نکفر ببعض“ بس آپ محض قرآن سے جس پر آپ کا اور ہمارا یکساں اتفاق ہے۔ مسیح موعود کا آنا ثابت کریں۔

اس کے بعد خود بدولت کا مسیح ہونا جتنے مہدی اور مسیح موعود آج تک گزرے اور اب بھی مسیحیت و مہدویت کے تین مدعی موجود ہیں کیا ان میں سے کوئی مکار اپنے وعدے میں سچا نکلا ہے جو آپ کے سچے ہونے اور حکم امتحان پر پورا اترنے کی امید ہے۔ جیسی دگیل آپ پیش کرتے ہیں اس سے کہیں بڑھ کر آپ کے رقیب پیش کر رہے ہیں۔ پس کس کو سچا ماننا چاہئے۔ مہدی مسیح کو کوئی تعلق آپ کے دعویٰ سے نہیں اور یہ بھولے بھالے اور ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے لئے ایک سفسط ہے۔ ایسی تحریک کرنے والے ضرور مرزائی ہیں جو دھوکا دے کر لوگوں کی آنکھوں میں خاک ڈالنا اور ان کو مقدس مذہب اسلام سے منحرف کرنا چاہتے ہیں۔

ذی عقل اور ذی ہوش مسلمانوں کے لئے ہماری تحریر بالا کافی ہے اور ہم عصر کرزن گزٹ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ ایسی غلطی میں پڑے گا نہ ایسی دھوکا دینے والی بحث کے لئے کرزن گزٹ کے کالم کھولے گا بلکہ مرزائیوں اور مرزا قادیانی سے صرف ان کے مسیح موعود ہونے

کے دلائل طلب کرے گا۔ اس میں بخیہ کھل جائے گا۔ اور دو تین ہی بجٹوں میں ترکی تمام ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ! اب رہا آپ کا یہ دعویٰ کہ میں پیشین گو اور رمال اور نجومی ہوں۔ علاوہ اس کے کہ آپ اس دعویٰ میں بھی بیٹے اور جھوٹے ہیں۔ جیسا کہ واقعات شہادت دے رہے ہیں جن کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ خود قرآن کی رو سے غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے مردود ہیں۔ اور اگر آپ کو اپنی لطم و نثر کا دعویٰ ہے اول تو اس کی بھی ہم کما حقہ چٹھاڑ کر چکے ہیں۔ دوم! اصلی مسخ نے ناظم و ناشر اور شاعر بننے کا کب دعویٰ کیا اور قرآن وحدیث میں کہاں لکھا ہے کہ مسخ موعود و ناظم اور ناشر اور شاعر بن کر آئے گا۔ کسی بات کا تو آپ جواب دیں۔

۴ مرزائی مردہ زندہ ہو گیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

گزشتہ مرزائی اخبار میں لکھا ہے کہ فلاں مرزائی کا لڑکا سخت علیل قریب بمرگ تھا۔ مرزا قادیانی کی دعا اور توجہ سے زندہ ہو گیا۔ اس صورت میں تو تمام طبیب جو سخت سخت امراض کا علاج کرتے ہیں۔ مسخ موعود ہیں پھر مرزا قادیانی کا مردے کو زندہ کرنا تو خلاف قانون فطرت نہیں۔ مگر عیسیٰ مسخ کا احياء اموات خلاف فطرت ہے۔ یعنی ”ایمز الاکمه والابوص واحصی السموتی باذن اللہ“ سے مراد روحانی احياء ہے۔ جو بات دیگر انبیاء کے لئے محال ہے۔ وہ مرزا قادیانی کے لئے ممکن بلکہ واقع ہے۔ اس مسئلے کو آپ کی بلا جانے کہ ممکن ممکن داما والجمال محال داما۔ پچھلے سال خود مرزا قادیانی کا اکلوتا اور چھینٹا بیٹا ہاتھوں پر آ گیا تھا اور ام المرزائین روتی بسورتی نسوے بہاتی۔ اپنے لامانی نبی (شوہر) کے پاس آئی تھی کہ یہ آسانی باپ کا پیارا ہو گیا ہے۔ اس کو واپس لاؤ۔

مرزا قادیانی نے اسی وقت پھنک ایک اور پھنک دو کا بروزی چھونتر بڑھ کر زندہ کر دیا تھا اور اس کی شہادت خود ام المرزائین نے دی کہ لے پالک کی قسم آسانی باپ کی قسم۔ منارے کی قسم مرزائی تھا کر دوارے کی قسم۔ جو اس میں ذرا بھی شک ہو۔ ہو ہو عین میں اسی طرح ہوا۔ اب غور فرمائیے کہ ام المرزائین کی ایک شہادت دو لاکھ مرزائیوں کی شہادت کے برابر بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے پھر جب خاص الخاص مرزا قادیانی کا نور العین مرکزہ ہو گیا تو کسی مرزائی کا فرزند کیوں زندہ نہ ہو۔ اب تو مرزائی سنت جاری ہو گئی۔ درنچہ شک۔ بھلا ایسی حماقتوں پر وہی بے وال کے بودم ایمان لاتے ہیں جن کی آنکھیں نیل کر کی سلائی پھیر کر ابلیس علیہ اللعنه نے چوہٹ کر دی ہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ شہنہ ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۳ء کے ۱۶ اگست کے شمارہ نمبر ۳۱ء کے مضامین

.....۱	مرزا قادیانی کا مکاشفہ یا تریا چلتر	مولانا عبدالحق کوٹلہ سرہند!
.....۲	وہی حیات و ممات مسیح۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	بہت بڑا نکتہ فرمایا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	الحاد کی تعلیم۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	بے معنی الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مسیح موعود کے زمانے میں عمریں بڑھ جائیں گی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	اسلام سے ارتداد کی وجہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ مرزا قادیانی کا مکاشفہ یا تریا چلتر

مولانا عبدالحق کوٹلہ سرہند!

بسم الله الرحمن الرحيم. حامداً ومصلياً • اما بعد! مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مولوی نذیر حسین صاحب بعد انتقال مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل ہوئے۔ البدر نمبر ۱ ج۔ اس مکاشفہ کے سمجھنے میں مرزا قادیانی نے بڑا دھوکہ کھایا کہ اپنی ناپاک جماعت سمجھ لی۔ مولوی صاحب تو اس جماعت میں داخل ہوئے جس کا ذکر حدیث مانا علیہ واصحابی کے متصل ہوا ہے۔ مکشورہ اور جس جماعت کے تابع مولوی صاحب زندگی میں تھے اور جس جماعت سے علیحدہ ہونے کے باعث مرزا قادیانی معذریۃً خود بخود یہ اللہ علی الجماعت ومن شد شد فی النار قابل دخول جہنم بن رہے ہیں۔

یہ عجیب قصہ اور غریب معرکہ ہے کہ مولانا صاحب تو مرزا قادیانی کو زندقہ و جال فرما رہے اور مرزا قادیانی ان کو اپنی جماعت میں داخل شدہ بتاتے ہیں۔ ہذا ہی عجیب۔ نہیں نہیں مرزا قادیانی نے اپنے مریدین کے پچانے کے واسطے تریا بید کا چلتر کھلیا ہے۔ یہ تو اس عالم نبی کا حال ہے جس کی خبر کوئی سوائے خبر صادق آنحضرت ﷺ کے نہیں دے سکتا اور جس پر سوائے عالم الغیب و اشہادت کے کسی کو اطلاع نہیں مگر مرزا قادیانی جو کچھ کہیں بحکم حب القبیحی و ہم مرزائی اندھا

دھند سر تسلیم خم کرنے لگتے ہیں۔ مرزا قادیانی تو مولوی محمد حسین صاحب کو بھی اپنی جماعت کی طرف مائل اور داخل فرما کر اپنے اندھے مریدوں کو تسلیم کر رہے ہیں اور بتکم۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

یہ کہتے ہوئے ذرا نہیں جمع کجکتے۔ غرض مرزا قادیانی نے عملاً قولاً۔ بے حیاباش ہر چہ خواہی کن پر خوب عمل کر کے دکھایا ہے اور اپنے آپ کو معتمدہ طفلان بنایا ہے۔ فقط مساجد کی بربادی کی آرزو کرنے سے مرزا اور مرزائیوں کی خانہ بربادی

اللہ جل جلالہ دم نوالدا اپنی کتاب پاک میں فرماتے ہیں: ”ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اولئک ما کان لہم ان یدخلوہا الا خائفین لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الآخرة عذاب عظیم“

یعنی اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے خدا کی مسجدوں میں وہاں اس کا نام لینے سے روک دیا اور بربادی کے لئے دوڑا یہ لوگ اس قابل نہیں کہ اس میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ سبحان اللہ اس کلام معجز نظام کا یہ کیسا روشن معجزہ ہے کہ ہاں جو کسی کے مانع نہ ہونے کے بھی مرزائی لوگ مساجد میں داخل ہونے سے ڈرتے ہی نہیں بلکہ ان کی خرابی و بربادی کے درپے ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”مسجدیں برباد ہو کر ہمارے قبضہ میں آجائیں گی۔“

(الہدیر نمبر ۶، جلد ۱، ملفوظات ج ۳ ص ۳۳۱)

یہی وجہ ہے کہ مرزائیوں کو ہر جگہ اور ہر موقع میں سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا اور جیسے مرزائی مساجد کی دیرانی کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح جہنم ان کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے۔ بے شک بتکم ”ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ“۔ یہ معجزہ قرآنی ہے کہ مرزائیوں کے کفر و شرک کے باعث ان کا خیال معاذ اللہ مساجد کی بربادی کی طرف دوڑتا ہے نہ آبادی کی جانب، کیونکہ تعمیر مساجد بتکم ”الما یعمرو مساجد اللہ“ ایمان سے مشروط ہے جس سے مرزا مرزائی کو سوں دور و مجبور ہیں۔ لاریب بتکم ”انما المشرکون نجس فلا یقرؤوا المسجد“ ایسا ہی ہونا چاہئے مسجدیں تو بتکم ”ان المساجد لله فلا تدعوا مع اللہ احدا“ واسطے واحد پرستی کے ہیں۔ پس جو شخص تصویر اور حلیٹ پرستی کا دوطیرہ رکھتا ہے۔

اس کو مساجد سے کیا کام اور مساجد کی بربادی نہ چاہئے تو کیا کرے۔ بھلا انقض الخلق

احب البلاد کی طرف کیوں جھکیں وہ تو انقض المواضع و منارہ کی جس قدر پرستش کریں بجا ہے۔
الغرض مرزا قادیانی تو لا عملاً اس امر کا کافی ثبوت دے رہے ہیں کہ بحکم آیت قرآنی معذریہ خود
مجسم شرک و کفر ہیں ورنہ مومن باللہ کی زبان سے بے ادبی اور توہین شعار الہی کی کب ہو سکتی ہے
نہیں نہیں جبکہ تعظیم شعائر الہی بحکم ”ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب“ اہل
تقویٰ کا شعائر اہل ایمان کا دثار ہے تو مرزائی ان کی تعظیم کس طرح کر سکتے ہیں۔ قال اللہ تبارک
و تعالیٰ ”یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون“

جواب کافی دینے پر دس روپیہ انعام کا وعدہ

البدن نمبر ۳۲ جلد ۱ میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ عبد اللہ آختم نے پیشینگوئی کے پہلے دن
رجوع کیا تھا چالیس مسلمان اور عیسائی گواہ ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ اگر پہلے دن رجوع کر لیا تھا تو
پندرہ ماہ تک اس کی موت کا کیوں انتظار کیا گیا اور ہر طرف مرزائی جماعت میں شور و غوغا کیوں پڑا
رہا اور چار جانب سے مرزائیوں نے تارکی گھوڑ دوڑ کیوں جاری رکھی اور پندرہویں مہینے کے اخیر دن
کے غروب تک قادیان میں مرزائیوں کا کیوں تھمیلہ رہا اور پیٹ پیٹ کر اور روڑ کر کیوں دعائیں
مانگی گئیں۔ اگر مرزا قادیانی اس کا معقول جواب جس کو مخالفین مذہب تسلیم کر لیں۔ عطا کریں تو مبلغ
۱۰ روپیہ انعام۔ ورنہ لعنہ اللہ علی الکاذبین، والسلام علی من اتبع الهدی!

۲ وہی حیات و ممات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی آیات قرآنی میں تحریف بالمعنی کر کے مسیح کو اس لئے مارتے ہیں کہ اگر وہ
زندہ ہیں اور مخبر صادق ﷺ کی بشارت کے موافق دنیا میں آئیں گے تو میں مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔
لیکن آپ کا پیٹ پھر بھی خیالی پلاؤ سے نہیں بھر سکتا۔ آپ اور آپ کے چیلے گلے میں منادی کا
ذہول ڈال کر عبت پیٹ پیٹ رہے ہیں۔

پھر آپ کی تحریف اور تاویل بھی دو کوڑی کی ہے۔ اس کی وجہ ایک تو خبط اور مانجھ لیا اور
فریب اور کید۔ دوم جہالت ہے۔ اگر کلام مجید کی بلاغت سے واقفیت ہوتی تو یہ ہڈیاں ہرگز نہ بکا
جاتا۔ ”ہل رضعہ اللہ“ میں آپ رضع روحانی بتاتے ہیں۔ یعنی روحانی بلندی یا رضع الدر جاتی۔
اول تو خود سیاق آیت اس معنی کے منافی ہے کیونکہ کلام مجید میں رضع سے جہاں کہیں رضع درجات

مراد لی ہے۔ وہاں رفع کا مضاف الیہ ضرور مذکور ہوا ہے۔ مثلاً ”رفعهنا مکانا علیا“ یعنی رفع مکان اور الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح ہر فعلہ یعنی صعود کلمات اور رفع عمل۔ تھوڑی سی عربی استعداد والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ صعود کے معنے اوپر چڑھنے کے ہیں جس کے مقابلے میں رفع موجود ہے۔ اس کے معنے بھی چڑھنے اور بلند ہونے کے ہیں۔ اور بل رفع اللہ میں ضمیر مفعول صیغی مسج کی جانب ہے یعنی خود صیغی مسج کو اٹھایا۔

یہاں رفع کے ساتھ درجات یا مکان نہیں یعنی یوں نہیں فرمایا کہ بل رفع اللہ درجات۔ پھر قتل اور صلب کے بعد رفع حیات ہوتا ہے یا رفع روحانی۔ رفع روحانی (روح کی رفیع الدرجاتی) تو حالت زیت میں بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ روح حالت حیات میں بھی قائم موجود رہتی ہے۔ ہاں بعد ممات اس کا تعلق جسم سے قطع ہو جاتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء اور صلحاء کی روح حالت حیات ہی میں بڑے بڑے درجے پاتی ہے۔ کیا صیغی مسج حالت زیت میں رفع الدرجات نہ تھے جو بعد ممات ہوتے ہاں۔ مرزائی عقائد تو یہی ہیں کہ صیغی مسج (معاذ اللہ) نبی کیا معنے مہذب انسان بھی نہ تھے۔ ہم حیران ہیں کہ بعد ممات رفع الدرجات کیوں ہوئے۔ مرزا اور مرزائی اپنے منہ پر پھپھڑ ماریں۔

پھر ما قتلوه وما صلبوه میں جو قتل ہے تو ضرور باعتبار مقابلہ کے بل رفع اللہ میں نفی موت مقصود ہے۔ یعنی خدائے تعالیٰ اضراب تاکید کی کے ساتھ فرماتا ہے کہ نہ تو صیغی مسج کو یہود نے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا۔ بلکہ خدائے تعالیٰ نے اس کو زندہ اٹھایا اور اگر نفی موت مراد نہیں تو نفی قتل نے کیا فائدہ دیا اور حسب عقیدہ مرزائی اگر صیغی فوت ہو گئے ہیں تو لفظ رفع بے کار ٹھہرتا ہے۔ پس یا تو ما قتلوه وما صلبوه کو بے کار سمجھو یا بل رفع اللہ کو۔ قرآن مجید سے تو مرزا قادیانی کا مطلب ثابت ہو نہیں سکتا اور قرآن مجید حشو و زوائد اور اختلاقات سے بالکل پاک ہے۔

ذرا خیال کرنا چاہئے کہ کلام مجید میں جہاں کہیں تونی کا لفظ آیا ہے تو سیاق و سباق کے قرینے سے اس کے معنے موت کے ہیں کہیں بھی لفظ رفع نہیں آیا صرف آیت ”یا عیسیٰ النسی معولہک ووالدہک الی“ میں رفع کیا ہے۔ اس میں بھی مرزا قادیانی کے عقیدے کے موافق وہی خرابی ہے کہ جب وفات ہو چکی تو پھر رفع فضول۔ حالانکہ تونی کے معنے مجملہ دیگر معانی کے پورا کرنے کے لئے جائیں نہ کہ وفات کے تو رفع سے رفع درجات مراد ہو سکتی ہے۔

بل کے ساتھ اضراب کرنا اور پھر تائید میں ”کان اللہ عزیزاً حکیماً“ فرمانا ضرور ایک مہتم بالشان واقع پر دلالت کرتا ہے اور وہ کیا ہے۔ صیغی مسج کا زندہ آسمان پر جانا۔ ورنہ رفع

روحانی تو ہر ذی روح کا ہو جاتا ہے۔ عیسیٰ کی کیا خصوصیت ہوئی اور اس صورت میں لفظی شک منہ
الآیہ بھی فضول ٹھہرتی ہے کیونکہ رفع روحانی (سلب روح) میں کسی کو شک نہیں۔ علی ہذا شبہ لہم بھی
بے کار ہوگا۔ یوں کہئے کہ سارا واقعہ بھی غلط ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کا تو صرف اتنا مقصد ہے کہ
عیسیٰ مسیح دنیا میں اپنی موت مرے۔ اتنی سی بات کی خاطر آپ قرآن مجید کو جھٹلا رہے ہیں۔

قرآن جھوٹا ہو، حدیثیں غلط ہوں، مگر عیسیٰ کس طرح مرے۔ جن کو مسلمانوں نے زندہ
رکھ چھوڑا ہے پھر بھی معصیت ثل نہیں سکتی یعنی آپ کسی طرح مسیح موعود نہیں بن سکتے۔ کیونکہ مسیح کی
مہمت سے کوئی تعلق قادیانی مغل کو نہیں۔

ہزاروں برس تک بے کھائے پیئے کسی کا زندہ رہنا اور طبقہ زمہریر تک کسی ذی روح کا
صحیح سالم پہنچنا محال ہے مگر آسمانوں کی چھتوں پر آسمانی باپ کا اپنے چہیتے لے پالک کی محبت میں
دوڑے دوڑے پھرنا اور اس کی بھڑاس میں بھیر کر طرح میاں اور گائے کی طرح ڈکرانا اور مرغی کی
طرح پنکھ پھیلانا ممکن بلکہ واقع ہے۔

تمام انبیاء کے معجزات خلاف فطرت مگر مرزا قادیانی کے مصنوعی فطرت کے خلاف نہیں
کیا معنے کے رفع اللہ میں رفع مسیح خدا کا فعل ہے جو رفع کا قائل ہے خود عیسیٰ مسیح کا فعل نہیں جو
مفضول ہیں مگر مرزا اس کے منکر ہیں۔ یہ بات بھی خلاف فطرت الہی ہے حالانکہ فطرت الہی کے خود
منکر۔ اس سے بڑھ کر کوئی بلاوت، مفاہت، خرافات، حماقت یا قائل لعنت تہمت اور خلاف ایمان
جرات و جسارت ہوگی جو چند خود غرض رکھو دن نے ان میں پیدا کر دی ہیں۔

۳ بہت بڑا نکتہ فرمایا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

(الہمد لمیلوہ ۷ مارچ ۱۹۰۳ء، لٹورنگات ج ۶ ص ۷۸) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ
”میرے خیال میں یہ بات گزری کہ دوزخ کے توسات وردازے اور بہشت کے آٹھ ایک نمبر
کیوں بڑھ گیا۔ مگر معاذ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ حرائم کے اصول بھی سات ہیں اور
محاسن کے بھی سات۔ مگر ایک دروازہ رحمت الہی کا جو بہشت کے دروازوں میں زیادہ ہے۔“
ماشاء اللہ کیا کہتا ہے۔ ہلا ایسے کتنے بجز مرزا قادیانی کے کون بیان کر سکتا ہے اور ایسے
معے کو کون حل کر سکتا ہے۔ یہ الہامی باتیں ہیں۔ دوسروں میں ایسی باتوں کے اثناء ہونے کا مادہ
کہاں۔ کیوں جناب خدا کی رحمت کا بس ایک ہی دروازہ ہے۔ باقی سات دروازوں میں رحمت
نہیں آپ کے قول کے موافق شاید زحمت ہے۔ معاذ اللہ!

تو خدا کی رحمت کو آپ نے تنگ اور محدود کر دیا۔ حالانکہ بہشت جس کا نام ہے وہ خود رحمت ہے۔ بہشت کا گوشہ گوشہ رحمت ہے۔ بہشت کی ہر شے رحمت ہے۔ خدا تعالیٰ کا وہاں ہر وقت دیدار ہونا عین رحمت ہے۔ مگر یہ وہ سمجھے جو رحمت کی ماہیت سے واقف ہو۔ آپ رحمت خداوندی سے دور ہیں لہذا رحمت کو کیوں جاننے لگے؟

مجدد پر یہ الہام ہوا کہ مرزا بالکل جھوٹا ہے۔ اس پر ہم نے کوئی الہام نہیں کیا وہ چونکہ ہماری رحمت کو تنگ اور محدود دیتا ہے تو جیسا ہم اپنے قرآن میں فرما چکے ہیں کہ ”ان الشیاطین لیسو حون الیٰ اولیٰ الہام“ اس پر شیاطین اضراط کرتے ہیں کیونکہ وہ ہماری رحمت کے منکر ہیں۔ بہشت کے آٹھ دروازے اس لئے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ”سبقت رحمۃ علیٰ غضبی“ یعنی میری رحمت غضب پر سبقت لے گئی ہے۔

۴ الحاد کی تعلیم

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی نمبر کے البدر میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ”قرآن شریف سے جو نتیجہ نجات کے بارے میں استنباط (مستہبط) ہوتا ہے وہ یہ کہ نجات نہ تو صوم سے ہے نہ صلوٰۃ سے نہ زکوٰۃ اور صدقات سے۔ بلکہ محض دعا اور خدا کے فضل سے ہے۔“ (ملفوظات ج ۶ ص ۸۰) بھلا اس سے بڑھ کر کوئی طہرانہ تعلیم ہوگی کہ نجات خدائے تعالیٰ کے فرض کئے ہوئے فرائض اور احکام کے بجالانے سے نہیں ہوتی بلکہ محض دعا اور خدا کے فضل سے ہوتی ہے۔ کوئی محض خدائے تعالیٰ کے احکام تو جانہ لائے اور صرف دعا کر لیا کرے تو کیا اسکی نجات ہو جائے گی اور ایسے شخص پر خدا کیونکر فضل کر سکتا ہے۔ کلام مجید کی پہلی تعلیم پارہ الم کے شروع میں یہ ہے۔ ”یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ ومما رزقناہم ینفقون“ آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے۔ ”اولئک علیٰ ہدیٰ من ربہم واولئک ہم المفلحون“ یعنی نماز پڑھنے والے۔ زکوٰۃ دینے والے۔ اپنی کمائی خرچ کرنے والے ہی فلاح (نجات) پانے والے ہیں۔

علیٰ ہذا اسی مضمون کی اور آیتیں بھی ہیں۔ معلوم نہیں مرزا قادیانی نے اپنے قول کے موافق مذکورہ بالا نتیجہ قرآن کی کوئی آیت سے مستہبط کیا ہے کہ نماز روزہ۔ زکوٰۃ، حج ادا نہ کرو اور صرف دعا مانگو بس خدائے تعالیٰ فضل کرے گا۔ بس اب کیا تھا یا لوگ شراب خوری، عیاشی، فسق و فجور میں دھڑلے سے مصروف ہوں گے اور کبھی کبھی بھاگتے دوڑتے لکریں مار لیا کریں گے اور دعا کر لیا کریں گے۔

بس بیڑا پار ہے اور جب محض فضل نجات کا ذریعہ ہے تو اس کھڑاگ کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ فضل کی تعریف یہ ہے کہ بے علت ہو۔ اسلام کی بنیاد چار چیزیں ہیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور انہیں پر نجات منحصر ہے جیسے عناصر رابعہ پر اجسام کا وجود منحصر ہے مگر مرزا قادیانی انہیں چار ارکان کے مخالف ہیں۔ گویا اسلام کی بنیاد و حانا اور مسلمانوں میں وسیع الشریک کا طوفان پھیلا نا اور سب کو اسلامی شریعت سے آزاد اور مطلق العنان کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ اللہ وہ نماز جس کی نسبت آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر“ اور ”الفرق بین المؤمن والکافر الصلوٰۃ“ اور خود قرآن مجید میں ہے ”فویل للمصلین الذین ہم عن صلاحہم ساهون“ اور ”اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالی“ دیکھو نماز میں سستی کرنے والوں کے لئے وعید ہے تو تارکوں کے لئے کیسی وعید ہونی چاہئے۔

لیکن مرزا قادیانی اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور مسلمانوں کو تارک الصلوٰۃ بنانا اور فرقہ مرجیہ میں داخل کر کے جہنمی کرنا اور اسلام کو دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں لیکن اسلام تو کسی کے مٹانے یا قیامت مٹ نہیں سکتا۔ سینکڑوں طہر اور مرتد پیدا ہو گئے مگر خود ہی مٹ گئے۔

۵ بے معنی الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے حال میں تازہ تازہ نو بنوؤ ال کا ٹوٹا یہ الہام بیان کیا کہ ”الصدقات والصدقات“ (تذکرہ ص ۴۷۷، بطح سوم) اور فرمایا کہ اب الہام بھی اسے کیا کہیں۔ ایسی صاف اور واضح وحی ہوتی ہے کہ ”کسی قسم کے شک و شبہ کی بالکل گنجائش نہیں رہتی۔ شاذ و نادر ہی کوئی ایسی وحی ہو تو ہو ورنہ ہر وحی میں پیشینگوئی ضرور ہوتی ہے۔“ درحقیقت شک!

الہام کیا معنی یہ تو آسانی باپ کی جو چاہتی وحی ہے جس کا مطلب یا تو آسانی باپ نے سمجھا ہے یا لے پا لک نے۔ الہام تو ابلاغ و تلخ اور ہدایت کے لئے ہوتا ہے جس کی صفت یہ ہے کہ واضح ہو صاف ہو۔ کیا ایسا مجمل اور مہمل اور ناقص کلام ربانی الہام ہو سکتا ہے جس کا سر ہے نہ پاؤں۔ فتنہ اور صدقات علاوہ اس کے کہ باہم متضاد ہیں کیونکہ جہاں صدقہ اور خیرات کو دخل ہوگا۔ وہاں کسی قسم کے فتنہ کو ہرگز دخل نہ ہوگا اگر ان کو معطوف و معطوف علیہ مانا جائے تو صرف مبتداء ہوگی جس کی خبر غت ربود ہے۔

بظاہر معلوم نہیں ہوتا کہ صدقے اور فتنے دونوں جمع ہو کر کیا کریں گے لیکن مجدد اس کے معنی لے پا لک اور آسانی باپ دونوں سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرزائی لوگ کفر اور

الحاد شرک اور بدعت کے کاموں تعمیر وغیرہ میں صدقات (چندہ) دیں گے اور فتنہ (غضب الہی) میں جتلا ہوں گے۔ اسی الہام کے حقیقی معنی تو یہی ہیں اور لے پا لک نے اس کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ جلد جلد صدقہ وہی چندہ دو روزہ فتنہ میں جتلا ہوں گے۔ سر نیچے ہوگا اور ٹانگیں اوپر۔ اور پھر کیا عجب ہے کہ سولی پر لٹکائے جاؤ کیونکہ قادیانی مسیح وہ مسیح نہیں کہ خود سولی پر لٹک کر دنیا کا کفارہ بنے اور سب کو پاک کر دے۔ یہ تو وہ مسیح ہے کہ ان کو سولی پر چڑھائے گا اور خود ناپاک رہے گا۔

یہ ویسا ہی الہام ہے جیسا چند سال قبل ہوا کرتا تھا کہ فلاں اور فلاں مارا جائے گا اس کے پیٹ میں بغاء بھونکا جائے گا اور اس کے سر پر آرا چلایا جائے گا۔ فلاں کو لہو میں پیش گے اور فلاں کو تہ تیغ کریں گے۔ اتنا فرق ہے کہ یہ غضب ناک الہام خاص و عام دونوں کے لئے تھا جس کی بولتی صاحب مجسٹریٹ بہادر گورداسپور نے بند کر دی۔ لے پا لک اور باپ دونوں سہم گئے۔ خطا ہو گئے۔ مچھلی لگ گئی اب اسز نو یہ غضبی الہام خاص خاص مرزائیوں کے لئے ہوا ہے کہ بچہ جی! صدقہ تو نہ دو گے تو ایسے رگڑے میں جوتے جاؤ گے کہ لید تک نکل پڑے گی اور گھاس دانہ اور خرید اور رات ب سب بھول جاؤ گے۔ کبھی کبھی کا کھایا یا اگھنا پڑے گا۔ ہم تو کچھ نہیں ہاں مرزائیوں کو چوہے کا نل ڈھونڈ لینا چاہئے۔ خیر اسی میں ہے کہ کچھ کم آ سیدھا قادیان کو چلتا کر ورنہ تم ہوا اور طرح طرح کے فتنے (بلائیں) ہیں پھر تو بھاگتے راہ نہ ملے گی۔ نہ آسان پناہ دے گا نہ میں۔

اس کے مقابلہ میں مجدد السنہ مشرقیہ شوکت اللہ پر یہ الہام ہوا ہے کہ ”الفتنة والدجال۔ البروزی والطاعون الزوری اللعنة۔ الملحد والنار۔ المقتری والادبار۔ الکذاب البطان والدجال الوبال الکذاب۔ والسجین۔ الجاعل والعداب المہین۔ المنکر المرتد المرید وسوط النار والحديد۔ وغلوه ثم الجحیم صلوه ثم فی سلسلہ زر عھا سبعون زرا عا لفا سلکوہ۔ لعنتی الی یوم الدین“

ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ ہمارا الہام فصیح و بلیغ۔ مربوط و مضبوط ہے یا آسانی باپ کا الہام جو لے پا لک پر ہوا ہے؟

۶ مسیح موعود کے زمانے میں عمریں بڑھ جائیں گی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی فرماتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں کہ موت کا دروازہ بند ہو جائے گا بلکہ یہ معنی ہیں کہ ”جو لوگ اس کے (جعلی مسیح) کے موید اور جان و مال سے اس کے ساتھ ہوں گے اور ہر حال میں اس کے شفیق درفتی رہیں گے۔ ان کی عمریں بڑھادی جائیں گی اور وہ لوگ ویر تک زندہ

رہیں گے۔ الخ“

(ملفوظات ج ۶ ص ۷۶)

اس مردودیت اور نمودیت اور اسکتبار کو ملاحظہ فرمائیے کہ مذکورہ بالا عبارت میں مردود نے خدا کا کہیں نام نہیں لیا صرف یہ لکھا کہ (ان کی عمریں بڑھادی جائیں گی) گویا یہ دجال عمریں بڑھائے گا۔ کلام مجید میں تو خدائے تعالیٰ یہ حکم دے کہ "لا تسقولن لشیئ انی لفاعل ذالک غدا الا ان یشاء اللہ" اور یہ مردود استثنائی بھی نہ کرے گویا اپنے کو فاعل عتبار اور قادر مطلق سمجھے۔ پھر اعمال حسنة اور تقویٰ اللہ کا بھی ذکر نہیں صرف مسح موعود کا ذکر ہے کہ جو لوگ جان و مال سے اس کے ساتھ ہوں گے وہ ان کی عمریں بڑھادے گا۔ اس کا دوسرا پہلو یہ نکلا کہ جو لوگ جان و مال سے اس کے ساتھ ہوں گے۔ اور جس طرح ممکن ہو گا سو گنہگار مار ڈالا کا ڈال کر جو لوگ چندہ نہ دے گا ان کی عمریں کم ہو جائیں گی اور وہ مرجائیں گے۔ گویا خلق اللہ کی حیات و ممات مرزا کو چندہ دینے اور نہ دینے پر موقوف ہوئی۔

ہم حیران ہیں کہ جب مرزا قادیانی چندہ نہ دینے والوں کی عمریں گھٹا سکتے ہیں یعنی ان کو ہلاک کر سکتے ہیں تو چندہ دینے والوں پر ہمیشہ کے لئے موت کا دروازہ کیوں بند نہیں کر سکتے۔ الغرض مقصود تو چندہ ہے جس طرح بنے چندہ دو۔ چندے ہی کے لئے طرح طرح کی دھمکیاں ہیں جرنیلی آرڈر ہیں۔ الہام بھی اسی کے ہوتے ہیں۔ وعظ بھی اسی کا ہوتا ہے۔ مرزائی اخبارداروں کا کوئی پرچہ ایسا نہیں ہوتا جس میں چندے کے لئے ہاتھ نہ پھیلائے جاتے ہوں اور یہ تازیانہ نہ جمایا جاتا ہو اور دھمکی نہ دی جاتی ہو کہ جو لوگ چندہ نہ دیں گے بیعت کے رجسٹر سے ان کا نام خارج کیا جائے گا۔ بھلا کسی نبی نے آج تک ایسا کیا ہے اور یوں کا سہ گمانی گھر گھر اور در در پھرایا ہے کہ میرے پاس وہی لوگ آئیں۔ جو چندہ دیں یعنی موٹی چڑیا اور چرب شکار ہوں۔ انبیاء کو تو سب سے پہلے غریبوں اور مسکینوں نے قبول کیا ہے اور وہ لوگ انبیاء کی بیعت میں داخل ہوئے ہیں۔ جنہوں نے دنیا پر لات ماری ہے کیونکہ سب سے پہلے انبیاء نے دنیا پر لات ماری ہے۔ پھر مرزا قادیانی بارہا اسباب پرستی کے خلاف وعظ کرتے ہیں اور توکل کی تلقین فرماتے ہیں لیکن چندہ طلب کرنا اسباب پرستی نہیں یہ خدا پرستی ہے۔ یہ تو کھلی شکم پرستی اور عیش پرستی۔ مرزا قادیانی کی نبوت اور بعثت کا وجود تو صرف چندہ پر ہے یہ نہیں تو نبوت گاؤں خورد اور بعثت دریا برد ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

۷ اسلام سے ارتداد کی وجہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی سچ کہتے ہیں کہ خود غرض آدی اغراض کی وجہ سے اہل اقبال کے ساتھ ہو

لیتے ہیں۔ سوال یہ تھا کہ لوگ مرزا نیت سے کیوں تائب ہوتے ہیں اور کس لئے فتح بیعت کرتے ہیں۔ اس کا جواب مرزا قادیانی نے کتنا مقبول دیا ہے۔ مطلب یہی ہوا نا کہ میں دولت مند ہو گیا ہوں۔ اس لئے لوگ میرے پیچھے ہوئے ہیں۔ یہ بات مرزا قادیانی نے تجربے سے کہی ہے کیونکہ بہت سے خود غرض اپانچ جن کو ہر طرف سے جواب مل گیا ہے اور خدا نے بھی ان کو جواب دے دیا ہے۔ قادیان میں پڑے روٹیاں مروڑ رہے ہیں اور مرزا قادیانی کے دم قدم اور ان کے منارے کی خیر منار ہے ہیں کہ اس کی جڑ تحت الثری میں ہو اور شاخیں عالم بالا میں یہ لوگ بے شک اسلام ہی سے ارتداد کر کے قادیان آئے ہیں جب دولت مندی اور اقبال مندی ہے تو خلوص اور اللہیت معلوم۔ غریب غرباء اور اپانچ اور نادار مفلس تو محض لالچ اور طمع سے شامل ہوتے ہیں۔ وہ بکے مومن نہیں ہے۔ سچے اور بکے مومن تو مالدار ہیں جو مرزا قادیانی کا خزانہ بھرتے اور آپ کی مستورات کو سونے کے جڑاؤ زیوروں کے بنانے کا موقع دیتے ہیں۔ پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمام منافقین جو قادیان میں ترقے کھا کھا کر ایڈر رہے ہیں۔ بیک بنی و دو گوش بارہ پتھر باہر نکال دیئے جائیں اور ان کی جگہ قارون کے پوتے پڑ پوتے وارد کر دیئے جائیں جو کماؤ پوت بن کر رہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء کے ۲۴ اگست کے شمارہ نمبر ۳۲ کے مضامین

.....۱	مسح اور مہدی کیوں پیدا ہوئے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	قادیانی مرزا اور امیر کابل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	کفر بھی اور اشاعت اسلام بھی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

..... ۱ مسح اور مہدی کیوں پیدا ہوتے ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

فطری طور پر انسان اپنے کو دوسرے با اقبال انسانوں کی مانند بنانا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے طرح طرح کی تدابیر اور وسائل اور مکر جیل کام میں لاتا ہے۔ دنیا میں اکثر واقعات بلکہ خون ریزیاں اسی رشک اور خبط اور دنیوی جاہ و جلال کیلئے ہوئیں سوڈان میں مہدیوں کے

متواتر پیدا ہونے کے یہی وجوہ ہیں۔ ”مرزا قادیانی نے سوچا کہ وہ نبی بنا کیا مشکل ہے؟ نبوت میں کونسا عقائد کا پر ہے ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر جو دنیا میں گزرے ہیں سب کے سب انسان تھے۔ اگر وہ انسان نہ ہوتے بلکہ فرشتے ہوتے تب تو البتہ مشکل تھی مگر جب ہر جگہ انسانیت ہی کا ظہور ہے تو جو کام ایک انسان نے کیا کیا وجہ ہے کہ اس کو دوسرا انسان نہ کر سکے اور جو صفت ایک انسان میں ہے کیا وجہ ہے کہ دوسرے انسان میں نہ ہو یا وہ اپنے میں پیدا نہ کر سکے۔

قدرت الہی بخیل نہیں وہ سب کو ایک آنکھ دیکھتی ہے۔ وہ ہر انسان کو نبی بنا سکتی ہے۔ بلکہ خود ہر انسان چاہے تو نبی بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے کو پست فطرت نہ بنائے اور اولوالعزمی کو طاق لسیان پر نہ دھردے۔ مرزا قادیانی نے کہا حواسِ خمسہ، قوتِ مدرکہ، و ماغِ عقل وغیرہ جو کچھ انبیاء میں تھا مجھ میں بھی موجود ہے۔ بلکہ ان سے کئی حصہ زیادہ اور کسی شخص کا امتی (غلام) بنا ایک ذی عقل اور ذی ہوش انسان کے لئے باعثِ تنگ ہے اور عالی فطرت انسان کا کام ہے کہ اوروں کو (جاہلوں اور وحشیوں کو) اپنا امتی بنائے نہ کہ خود کسی کا امتی اور غلام بنے۔ والدین نے میرا نام غلام احمد رکھا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو میں مزہ دکھاتا۔ باپ کی تو داڑھی کھسوٹتا اور ماں کا چوڑا پکڑ کر گھسیٹتا کہ تم نے کیا جھک مارا کہ مجھے عرب کے ایک امی کا غلام بنا دیا۔ خیر میں اب اس کی یوں تاویل کرتا ہوں کہ احمد خود میں ہوں یعنی آپ اپنا غلام ہوں۔ خود ہی غلام اور خود ہی آقا ہوں۔ ایسی تھی ماں باپ نے جیسی میری تو ہیں کی تھی اس سے سو حصہ زیادہ میں نے اپنی عزت و وقعت بڑھالی۔ کیا معنی کہ خود نبی بن گیا اور دو لاکھ آدمیوں کو اپنی امت (غلام) بنا کر ان کی ناک میں کیل ڈال دی اب جس طرح چاہتا ہوں ان سے اٹھک بیٹھک کراتا ہوں اور ان کے گاڑھے خون کا کمایا ہوا روپیہ مانگ لیتا ہوں اور مستفقوری حلوے اور متجو نہیں کھاتا ہوں۔“

دوم! جب حیا اور ایمان اٹھ گیا تو انسان سب کچھ بن سکتا ہے۔ نبی کیا معنی خدا بن سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ دنیوی طمع اور حبِ جاہ نے مرزا قادیانی کا کائنات بالکل الٹا تو بنا دیا نورِ ایمان سلب ہو گیا۔ اب اپنے کو جو چاہیں بنا دیں۔ تمام کارروائیاں کائنات کی خلاف ہیں۔ اپنی غلطی کبھی تسلیم نہ کریں گے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی پیشینگوئیاں عبداللہ اہتم کا مرنا اور آسمانی منکوحہ کا ان کے قبضے میں آنا وغیرہ سراسر غلطی تھیں لیکن مرزا قادیانی سے غلطیوں کا کوئی اقرار تو کرا لے۔ آسمانی باپ بھی آسمان سے نازل ہو کر غلطیوں پر متنبہ کرے جب بھی انشاء اللہ اقرار نہ کریں گے۔ اقرار کریں تو نبوت باطل ہوتی ہے کیونکہ نبی جموٹ نہیں بولتے لیکن چونکہ مرزا قادیانی اپنے جموٹ کو چھپانے کو تاویلیں گھڑتے ہیں لہذا ایک جموٹ کے ثابت کرنے کو بہت

سے جموٹ بولتے ہیں۔

مرزا قادیانی کو اپنے پاکھنڈ کا حال اچھی طرح معلوم ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ میں روپ گانٹھ رہا ہوں۔ ان کو خوب معلوم ہے کہ جس طرح ۱۳ سو برس میں میرے دوسرے بھائی جعلی مہدی وغیرہ بنتے چلے آئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ ایسا ہی میں ہوں اور ممکن ہے کہ میرے بعد بھی کوئی عیار اور چالاک پیدا ہو کر میرے اور تمام گزشتہ مہدیوں کے چونا لگا دے پھر بھی اپنے کو خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) بنا لیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ بروزی اور ظلی محمد ہیں یعنی آنحضرت ﷺ کی روح اطیب نے ان کے اجسد خبث میں حلول اور بروز کیا ہے۔ بروز اور حلول اور تناخ تینوں ایک ہیں۔

گویا آپ نے ہنود پر بھی ثابت کرنا چاہا ہے کہ جو لوگ ہاشت میں جس کلنگ اوتار یا کلجک اوتار کے آنے کا ذکر ہے وہ میں ہوں تو چونکہ آپ اپنے کو آنحضرت ﷺ کا بروزی بتاتے ہیں اور آپ خاتم النبیین تھے تو بروزی بھی ضرور ہے کہ خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) ہو اس لئے آپ نے اپنے کو خاتم الانبیاء کا لقب عطا کیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ آپ عیسیٰ مسیح بھی بنے، مہدی بھی بنے۔ بروزی محمد بھی بنے، کلنگ اوتار بھی بنے مگر نہ تو عیسائیوں نے آپ کو مسیح مانا نہ مسلمانوں نے مسیح اور مہدی نہ ہنود نے کلنگ اوتار اور آریانے تو ایسی گت بتائی اور بتا رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کا جی ہی جانتا ہے۔

اگر آپ سچے ہوتے تو کوئی گروہ تو ماننا نظروں سے گر جانے کی وجہ یہ ہوتی کہ آپ سبھی کچھ بن گئے۔ مجدد، نبی، مسیح، مہدی، اوتار مگر بالآخر کچھ بھی نہ رہے۔ سر پر یوگ زلف چڑھے اور گر گئے اور اگر کچھ بڑے دل یا اعجاز پرست یا بھولے مسلمان آپ کے ساتھ ہو لئے ہیں تو ان پر نہ پھولے۔ یہ چند روز کی ہوا ہے۔ جب تار و پود کھل گیا تو یکے بعد دیگرے سب کے سب نفرو ہو جائیں گے۔ چنانچہ پکا ٹھکی تو ابھی سے لگ گئی ہے۔ یہ خدا کی عنایت اور جاذبہ توفیق محض ضمیر کی وجہ سے ہے۔ سوم! سادہ لوحی اور بوالہوسی انسان کے ساتھ لگی ہے جب تک حقاہ کا وجود دنیا میں باقی ہے جموٹے مہدی اور مسیح اور نبی پیدا ہوتے ہی رہیں گے۔ اس معاملے میں وحشی اور مہذب قومیں دونوں برابر ہیں کیا معنی کہ جس طرح سوڈان میں متواتر مہدی پیدا ہوئے۔ اسی طرح اب یورپ میں مسیح پیدا ہوئے۔ لندن میں مسٹر کاکٹ اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی۔ اگر یورپ میں فلسفہ کی تعلیم نے جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے گھنڈی پھیلائی ہوتی تو مسیحیوں کا پیدا ہونا محال تھا۔

صدق اللہ تعالیٰ! "ان الانسان خلق هلو جا"

جب عالم بالا کی تہذیب اور تعلیم و تربیت کی یہ کیفیت ہے تو ہندوستان جو جہالت کی طغیان میں گرا ہوا ہے اور پھر مسلمان جو انجوبہ پرستی میں لاجواب ہیں کیوں مہدی اور مسیح پیدا نہ کر لیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ مرزا قادیانی عیاری، طراری، چالاک، بے باکی میں آج کے روز اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ دس پانچ ہزار آدمیوں کو موٹو ٹا اور پھران سے رئیس اینٹھنا اور مختلف کارخانے کھڑے کر دینا ہر شخص کا کام نہیں پھر دل اور گردہ بھی بہت بڑا ہے یعنی بعد ختم نبوت نبی بن جانا مرزا قادیانی کے سوا دوسرے مسلمان کا کام نہیں۔ (ایڈیٹر)

۲ قادیانی مرزا اور امیر کا بل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کچھ دن گزرے کہ مثلاً لطیف جو علاقہ سرحد میں جاگیر دار تھا اور امیر صاحب کا بل سے اچھا رسوخ رکھتا تھا۔ حج بیت اللہ کے لئے تیار ہوا۔ تقریباً ایک ہزار روپے امیر صاحب کا بل کی طرف سے اس کو زادراہ ملا۔ جب ملا صاحب مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں قادیان میں وارد ہوئے اور قادیانی مسیح موعود کی دل فریب باتوں میں آ کر ان کے مرید بن گئے۔ مکہ معظمہ کے جانے کا ارادہ فتح کر کے مرزا قادیانی کے لئے وعظ کرنے کی ٹھانی۔

جب یہ معاملہ امیر صاحب کا بل کو معلوم ہوا تو انہیں کسی طرح بلوا کر سمجھایا کہ یہ فرقہ خارج از اسلام ہے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے عالموں کے فتویٰ موجود ہیں۔ لہذا اس خیال سے باہر آؤ اور سوچنے کے لئے مہلت بھی دی گئی۔ لیکن مثلاً لطیف اپنی ہی بات پر ڈٹے رہے اور یہ امید رہی کہ اگر ہم کو کوئی ایذا پہنچائے گا تو اس کی خبر ہمارے مسیح کو بذریعہ الہام پہلے ہی ہو جائے گی اور وہ ضرور مدد کریں گے۔

لیکن بعد ایام مہلت کے صاحب توپ کے سامنے کھڑے کر کے اڑوا دیئے گئے۔ ہم بڑے افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ شاید اب وہ الہام کی تار (جو آسمانی خدا اور قادیانی مرزا کے درمیان لگی تھی جس کے سبب سے وہ آئندہ آنے والے واقعوں کو پہلے ہی جان جاتے تھے۔) ٹوٹ گئی ہے لیکن نہیں۔ شاید بوڑھا ہونے کے سبب وہ الہام کا مقناطیسی اثر جاتا رہا ہے۔ یا دوسرے بادشاہ کی حکومت میں یہ ڈھکوسلے نہیں چل سکتے۔ خیر کچھ ہو پو ل تو کھل ہی گیا۔

نوٹ یہ خیر بالکل سچ ہے کیونکہ یہ میرے ایک دوست سے مثلاً لطیف کے مچھیرے بھائی نے بیان کی ہے۔ اور اس واقعہ کو ایک ماہ کے قریب گزرا ہے۔

(راقم نامہ نگار سرحد ساکن ہوں (پنجاب ساچار)

ایڈیٹر..... ضمیر میں اس معاملے پر متواتر بحث ہو چکی ہے اور ایک صاحب اعلان دے چکے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی افغانستان جائیں تو میں پچاس ہزار روپیہ دینے کو تیار ہوں اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا بل خود تو کیا جائیں گے اپنا ڈیپوٹیشن بھیجتے ہوئے بھی کپکپاتے ہیں کیونکہ افغانی عملداری میں لٹروں اور مرتدوں کے ساتھ زبان سیف سے تصفیہ کیا جاتا ہے۔ نہ کہ قلم اور زبان سے، سو وہاں دلیل و دلیل طلاق پر دھروی جاتی ہے اور سیدھا دارالہوار کو چلتا کر دیا جاتا ہے۔ ”کشتہ زن، تو میگوئی کہ من نبی ہستم، متبعی الہہ ہستم، مسیح موعود ہستم، مہدی ہستم، مایان بار سر ترا ازدوش تو جدا میکنم و ترا ازین رحمتھا کہ بر خود قبول کردہ مے رھانیم امے مادر بخطا، باش کہ ترا درند بیجان و جلیسان و انیسان تو یعنی ترد نمرود و فرعون میرسانیم و خطہ پنجاب بل قلمرو ہندوستان را از وجود وبے بہبود و جسم خبیث تو پاک میکنم“ یہ کہہ کر ایک بغدادی سید کرتے ہیں تو سر بھٹا سا گردن سے الگ جا پڑا اور دوسرا بغدادی کہہ رہا تھا ہے تو زمین پر آنتوں کا ڈھیر ہو گیا اور دوزخ کے مالک نے ندا دی کہ اہلآ و سہلآ خوش آمدی اور جناب با، ی نے حکم دیا ”فصبوا فوق راسہ من عذاب الحمیم، ذق انک انت العزیز الکرم“ بھلا مرزا قادیانی یا مرزائی کا بل جائیں اور جہنم میں داخل ہوں تو توبہ توبہ۔

۳..... کفر بھی اور اشاعت اسلام بھی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اخبار زمیندار لاہور لکھتا ہے کہ ”اکثر مسلمان تو مرزا صاحب کے مکلف یا سخت مخالف ہیں مگر یہ عجیب کفر ہے کہ (بقول خود) اشاعت اسلام بھی کر رہا ہے۔“ ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا کفر جو اشاعت اسلام کر رہا ہے کچھ بھی عجیب نہیں ہاں ہمارے ہم عصر کا عجیب معلوم ہونا عجیب تر ہے شاید قرآن وحدیث پر اس کی نظر نہیں قرآن میں ہے ”ولکن رسول اللہ و خاتم السنین“ جب آنحضرت ﷺ پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا تو اب کسی مرتد اور طرد کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں نبی بلکہ خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) ہوں قرآن کا جھٹلانا ہے جو صریح کفر ہے۔ اب خود غرضی کی یہ تاویل رکیک کہ نبوت کاملہ کا خاتمہ ہوا ہے نہ کہ نبوت ناقصہ کا، اور مرزا قادیانی نبی ہیں اور ناقص انبیاء قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ کسی عقل مند کا کام تو ہے نہیں کہ ایسی لغو تاویل کو مانے۔ دین اسلام تو حسب آیت ”اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی“ کامل اور اکمل اور جو انبیاء اکمیل قیامت تک پیدا ہوں وہ ناقص۔ پھر خدائے تعالیٰ کی اس میں کیا حکمت ہے کہ

پہلے تو ایک کامل نبی بھیجے اور پھر بہت سے ناقص انبیاء کے بھیجنے کا تانا باندا دے کیونکہ کامل کے بعد ناقص کی کیا ضرورت؟ ایسی تاویل اور ایسا عقیدہ کفر نہیں تو کیا ہے اور اس میں تعجب کیا۔ پھر جب کہ مرزا قادیانی بروزی نبی یعنی ہو بہو معاذ اللہ آنحضرت ﷺ ہیں جو ہر طرح کامل اور اکمل نبی تھے تو آپ ناقص نبی کیوں ہیں۔ معلوم ہوا کہ بروزی نہیں ہیں بلکہ کسی کے برازی ہیں۔ پھر ناقص بھی اور خاتم الخلفاء یعنی خاتم الانبیاء بھی۔ ایک حماقت ہو تو صبر کیا جائے۔ آپ تو خیریت سے حماقتوں کے پزادے ہیں۔ ہمارے ہم عصر (زمیندار) کو مرزا قادیانی کے کفر اور دعویٰ اشاعت اسلام پر کچھ تعجب نہ کرنا چاہئے۔ اجتماع ضدین و تقیضین تو ان کی قسمت میں لکھا ہے۔ یعنی جس طرح کفر اور اسلام میں ضد اور تقیض ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے سب دعویٰ باہم متناقض و متضاد ہیں۔ جیسا کہ ہم نہ صرف اب، بلکہ بارہا ثابت کر چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد ۳۰ جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک بھی دُعا کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ لا نبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

یہ پیشینگوئی بالکل پوری ہو رہی ہے۔ سیلہ سے لیکر اب تک کتنے جھوٹے نبی اور مہدی پیدا ہوئے اور سوڈان میں تو دس، پانچ برس کے بعد مہدی پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ یہ سب اپنے کفر کے ساتھ اشاعت اسلام ہی کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہی دعویٰ کرتے کرتے فی النار ہو جاتے ہیں۔ پس ہمارے ہم عصر کو مرزا قادیانی کے کفر کے ساتھ اشاعت اسلام پر بالکل تعجب نہ کرنا چاہئے۔ مرزا قادیانی تو اپنے جدید مذہب اور کفریہ عقائد کی اشاعت کرتے ہیں۔ اسلام کا دعویٰ سادہ لوحوں اور بواہوسوں کے پھانسنے کا ایک لاسا ہے۔

ماخوب عن شایم بمران پار سارا
ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا ہم عصر اگر مرزا قادیانی کے کریکٹر پر اچھی طرح غور کرے گا
تو جس تعجب کا اس نے اظہار کیا ہے وہ بالکل جاتا رہے گا۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۳ کے مضامین

.....۱	سچ موعود اکثر ڈوٹی کے پاس کئی کروڑالر۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	مکتوب اثاودہ۔ عبدالحکیم اثاودہ۔

.....۳	تازہ بے معنی الہام۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	قادیان کے مقدمات۔	نمائندہ سراج الاخبار جہلم!
.....۵	مرزا قادیانی نے تمام مرزائیوں کو غیر مقلد بنا دیا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائی طلسم کا تارو پود کھل رہا ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۷	دم دار ستارہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۸	مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار خواب ہے۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ مسیح موعود و ڈاکٹر ڈوئی کے پاس کئی کروڑ ڈالر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اخباروں میں یہ خبر چکر کاٹ رہی ہے کہ ایک حواری نے ڈاکٹر یعنی مسیح موعود پر کسی وجہ سے لائبل کی نالاش دائر کی تھی۔ مقدمے کے دوران تحقیق میں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس کئی کروڑ ڈالر جمع ہیں۔ "مسیح موعود بننے کے یہ مزے اور ٹھہرے ہیں۔ ہم کو افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو ۳۰ سال تک مسیحیت دہم دیت کے پا پڑ بیٹے گزر گئے مگر کئی کروڑ کیا معنی، کئی لاکھ روپیہ بھی نصیب نہ ہوا ہاں مرزائینوں کے پاس دو چار دس پانچ ہزار کا زور مرصع بجواہرات ضرور موجود ہے اور سنا ہے کہ مرزا نے کچھ جائیداد بھی اپنی جیب سے روپیہ دے کر اوروں کے نام سے خریدی یا رہن کی ہے بس یہی کائنات اور یہی اڈھنا اور کچھوٹا ہے۔

ہمارے نزدیک تو قادیان میں وہی حواری اچھے ہیں جو زندہ پیر کے مجاور بنے بیٹھے ہیں اور چڑھا دے چکھ رہے ہیں اور ایسے تو ندیلے اور کیم و شیم ہو گئے ہیں کہ اگر کالو تو خون نہ نکلے گا۔ چربی ہی چربی برآمد ہوگی۔ مزے میں درحقیقت یہ لوگ ہیں۔ دلالی میں مرزا قادیانی کے تو ہاتھ ہی کالے ہیں۔

آپ کو سوخت اور کولڈت

یہ تماشا کباب میں دیکھا

کس قدر افسوس ہے کہ دو لاکھ مرید۔ اور ہمیشہ دست سوال کشادہ ہے۔ کاسے گدائی گشت کرتا ہے چھڑکیاں دی جاتی ہیں۔ ڈانٹ بتائی جاتی ہے۔ قارون کے سگوں نادہندوں کے ہمیشہ اخباروں میں مزے لٹے جاتے ہیں۔ پھر بھی مرزائی فنڈ میں دس، پانچ ہزار روپیہ بھی جمع

نہیں۔ بات یہ ہے کہ مرید ہی نالائق ہیں۔ اگر اپنے بروزی نبی کے سر پر سارا مال و متاع دہرا ڈھکا جمع پونجی قربان نہ کر دیا تو ایسے مریدوں کو لے کر کیا بھاڑ میں جھونکیں۔ ایسے پیٹ پٹانے والے چپاتی شکم جنم میں جائیں۔

اگر مرزا قادیانی تھا بیک بنی دود گوش ٹرڈوں ہوتے اور نبوت کا دعویٰ کرتے اور ایک جہنمی کوٹری بلکہ بھوتی بھاگ بھی حبیب میں نہ ہوتی تو کچھ غم نہ تھا کیونکہ مجبوری تھی۔ غصہ تو ہم کو اس بات پر ہے کہ مرزا قادیانی کے دو لاکھ والنٹیر کس مرض کے دارو ہیں۔ اگر سب کے سب کاسہ گدائی میں ایک ایک پیسہ ڈالیں تو دو لاکھ پیسے ہوتے ہیں۔ پھر چندے مختلف ہیں۔ منارے کا چندہ، سکول کا چندہ، مقدمات کا چندہ، مرزائی مہمانوں کی خاطر ودارت کا چندہ، اشتہارات کا چندہ، جدید مطبوعات کا چندہ، لات و منات یعنی مرزا قادیانی کی تصویرات کا چندہ، فی چندہ ایک ایک پیسہ گویا قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہے۔ مگر مرزائیوں نے تو ایسی ہتھیاری ہاری ہے کہ سب کا منہ جھلسا دیا جائے۔

اور تو کیا کہیں کم بختوں کو ذرا شرم نہیں آئی کہ ان کا بروزی نبی اور امام آئے دن پیسے کوڑی کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ عقیدت اور ارادت کے تو یہ معنی ہیں کہ دھرا ڈھکا جو کچھ ہو سب قادیان میں جمونک دیں اور بال بچوں کو سکھیا دے دیں۔ ڈاکہ ڈالیں، چوری کریں۔ مگر بروزی نبی کا تلہد بھریں۔ آنتوں کا گودا تک نکال کے دے دیں۔ نہیں تو یاد رکھنا محمد السنہ مشرقیہ ایک ایک کے کان پڑ کر افریقہ کو چلتا کر دے گا اور سب کے سب صومالی ملٹا کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ جہاں نہ دانہ ہے نہ پانی، گھنے کو پان پان سیر اور کھانے کو پیسا بھی نہیں۔ اے میری مینا تک..... اور تاتھیا اور چل میرے بھیا ہمارے امام الزمان، ہمارے مسیح موعود، ہمارے مبروزی نہیں مبرزی، اے تو بہ بروزی نبی، مگر نکا خرچ کرتے تھیلی اور بڑے کے منہ میں چٹنیں پڑ جاتی ہیں۔

قسم ہے آسمانی بیودی (آسمانی باپ کی) اگر ہم نے پھر سنا کہ چندہ دینے میں کسی نے جھول جمال لگائی ہے تو ہم سے برا کوئی نہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بہت سے نو گرفتار مرزائی چندے کی کھکھید اٹھانے کو دہرہ سمجھ کر کندھے سے جوا پھینک کر چپت ہو گئے ہیں۔ آخر ہم ہی تو دیکھیں وہ جائیں گے کہاں اور رہیں گے کہاں۔ چار طرف آسمانی باپ کی عملداری اور دنیا میں لے پالک کا سکہ جاری، جہاں جائیں گے پکڑے جائیں گے۔ دھرے جائیں گے۔ ہم پولیس والوں کے حوالے کئے جائیں گے۔ کھڑے کھڑے ملیں گے اور لیٹے لیٹے موتیں گے۔ (ایڈیٹر)

از عبدالحکیم اٹاوا!

جناب مولانا احمد حسن صاحب شوکت ادا م اللہ شوکتہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سلام مسنون، اخباری دنیا میں یہ پہلا موقع ہے کہ میں آپ کی خدمت میں عریضہ ہزار واندہ کرتا ہوں۔ قبل اس کے کہ میں اظہارِ دعا کروں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنا حال بھی مختصراً عرض کر دوں۔ میں پہلے اس سے ایک سیدھا سا دھاکلمہ گو پابند صوم و صلوة تھا جب سے طوفان بے تمیزی مرزائیہ اعتقادات کا اٹاوا میں زور شور ہوا تو مجھ سے ایک معزز و مقتدر حواری مرزا قادیانی نے جو بقول مرزا قادیانی موصوف اپنے ذات خاص کو اہل جنت اور اس فہرست میں جو بہشتی لوگوں کے لئے مثل اصحاب بدر بنجکم مرزا قادیانی مرتب ہوئی ہے داخل ہیں مجھے بزر باغ عذاب و ثواب کا دکھلا کر خواہش کی کہ میں مرزا کا معتقد ہو جاؤں۔

چونکہ میں علم عربی سے نا بلند محض تھا ان کی فہمائش کا ایسا اثر مجھ پر ہوا کہ میں مرزائی ہو گیا۔ بعد چندے جب علمائے عظام نے فتویٰ تکفیر مرزا قادیانی کی نسبت لکھا تو میرے کان کھڑے ہوئے اور میں نے سوچا کہ پیشوائے ملت کافر ہے تو حواری ضرور مردود کہلائیں گے اور علاوہ اس کے یہ بھی غور کیا کہ اہل اسلام میں بہت سے فرقہ ہیں ہر فرقہ ایک دوسرے کا مخالف ہو رہا ہے مگر مرزا قادیانی کی نسبت مجمع اہل اسلام حتیٰ کہ اشخاص مختلف بالمذہب بھی بہتیرا کہہ رہے ہیں اور ہم خیال ہیں اور مسلمان تو عموماً مرزا قادیانی کو ٹھنڈا اور دجال کہہ رہے ہیں تو میں نے مرزائی بیعت سے قطع کر دیا۔

اگرچہ یہ امر ان بزرگوں کو جن کی تحریک سے میں مرزائی مرتد ہوا تھا شاق گزارا مگر میرے حق میں اکسیر ہوا کہ ایسے خود پسند کو تہ اندیش خلاف گوارا۔ تھ کی بیعت سے کلمہ پڑھ کر میں علیحدہ ہو گیا۔ مولا بخش حجام و شہاب خان معمار کا انکاری خط جو آپ کے ضمیمہ اخبار گوہر بار میں درج ہوا ہے میرے ہاتھ کا لکھا ہے اور ان کا لکھایا ہوا تھا۔ اس ضمیمہ کو دیکھ کر حواری دوئم جو خود بھی ماشاء اللہ زمانہ بھر کے بڑے نہایت نیک چلن پابند شرع شریف ہیں اور جن کی خوش وضعی اٹاوا میں زبان زد خاص و عام ہے بہت جوش میں آئے اور چونکہ مولا بخش حجام ان کا خدمت گزار تھا اس کو دھمکایا، ڈرایا۔ دنیا کی حالت تو ظاہر ہے۔ کہ اچھے پڑھے لکھے آدمی حلوے مائٹوں کی چاٹ کی وجہ سے مرزا قادیانی کا کلمہ جو درحقیقت کفر ہے پڑھنے لگے ہیں تو ناخواندہ آدمی اور وہ بھی گھر کا خدمت گار کیا کر سکتا تھا۔ مجبور ہوا مگر اسی دن شام کو ایک موقع پر جہاں اور بھی مقتدر لوگ موجود

تھے۔ مولانا بخش آیا اور کہا کہ میں مرزا قادیانی پر تمہارا بھیجتا ہوں اور اعتقادات مرزا سے کا دل سے متنفر ہوں اور کلوجام نے روبروئے جناب مولوی کریم الدین صاحب اہل حدیث قطعی انکار کر دیا کہ میں مرزا کا معتقد نہیں ہوں اور جو اختراعات مرزا قادیانی نے کئے ہیں سراسر کفر و بدعت ہیں۔ اب رہا شتاب خان معمار وہ اس وقت تک مرزا قادیانی پر تمہارا کر رہا ہے اور مرزا قادیانی کو طرد و دجال جیسا کہ علماء وقت تحریر فرما چکے ہیں سمجھ رہا ہے۔ مجھے اس تحریر کی ضرورت نہ ہوتی مگر بقول۔

فحصے من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

جب میں نے اخبارات البدر مطبوعہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۳ء والحکم ۱۷ اگست سن روان مقام قادیان واقع ایمان کو دیکھا کہ ایڈیٹر ان اخبار مذکور بزم خود پر بنا تحریر معمولی بہت کچھ درخشانی کر رہے ہیں اور اپنے منہ میاں مٹھو بن رہے ہیں تو میں بھی یہی آمادہ ہوا کہ مفصل حال ضمیمہ شخند ہند میں درج کر دوں کلوجام کی نسبت جو اخبارات مذکور میں تحریر کیا گیا ہے کہ پہلے مرزا قادیانی سے پھر گیا تھا مگر بعد کو برہنہ ایک خواب کے از سر نو معتقد ہو گیا۔ اس کی کچھ بھی اصلیت نہیں تھی۔ اگر خواب کے اعتبار پر مرزا قادیانی مرسل نبی اللہ خیال کئے جاتے ہیں تو حاجی صاحب ساکن اثادہ کا خواب جو جنوری ۱۹۰۳ء یا بعد میں درج ہوا ہے۔ اس سے بڑھا ہوا ہے کلوجام کو عرس شریف کی ہوا تک نہیں لگی ہے۔

اور کریم بخش جس کا خواب درج ضمیمہ ہو چکا ہے۔ حاجی حرمین شریفین ہے آپ خود بھی انصاف فرما سکتے ہیں کہ کون سا خواب با وقعت ہے۔ ہر روایت کے واسطے راوی کے معتبر ہونے کی ضرورت ہے۔ حاجی صاحب کے خواب نے مرزا قادیانی کے پوری طور پر قلبی کھول دی ہے۔ اگر شتاب خان سے پوچھا جائے تو وہ صاف طور پر کہہ دے گا کہ میں مرزا قادیانی کو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں۔ میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے تکلف کہا کہ مرزا مسلمان نہیں ہے۔ حق پوش ناحق کوش لوگ ساکنان اثادہ جن کو مرزائی تعلیم میں پورا غلو ہے اور اسلام کے سخت مخالف ہیں۔ اس امر کے کوشاں ہیں کہ اور لوگ راہ راست سے بہکا کر مرزائی کئے جائیں مگر خدا کا شکر ہے کہ ان کے دام تزییر میں اب تک کوئی جدید شکار نہیں آیا نہ انشاء اللہ آئندہ آئے گا۔

اور اگر کوئی بے علم جو واقعی اندھا خیال ہو سکتا ہے کسی وجہ سے راہ راست کو چھوڑ کر مرزائی ہو جائے تو اسلام کی عظمت میں کچھ بھی فرق نہیں آسکتا۔ یہ زمانہ آزادی کا ہے ہر گورنمنٹ کو اس معاملہ سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ جس وقت میں کہ ابولہب و ابوجہل سے کافران مخرب اسلام صاحب

دولت جو باعتبار طائفہ المسلمو کی حاکم وقت سمجھے جاتے تھے۔ موجود تھے تو اس وقت میں تو ان سے اسلام کا ایک بال بھی کٹندہ نہ ہوا۔ اب ایسا شخص کہ کاسہ گدائی ہاتھ میں لئے ہوئے اخبارات میں چندہ کی فرمائشات کر رہا ہے۔ اور لوگوں کے گاڑھے پسینہ کی کمائی سے اپنا پیٹ بھر رہا ہے۔

کیا کر سکتا ہے پیشگوئی اور الہامات اس کے حصہ میں ہی کوئی نہ ہوئی چندہ کے روپیہ سے خزانہ بھرایا مگر اب تک مرزا قادیانی پر فرض نہیں ہے۔ وجہ عدم روانگی حج یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ تبلیغ رسالت کا کام پورا نہیں ہوا۔ شاید پیوند خاک ہونے کے بعد یہ کام پورا ہوگا چھوٹی سی حکومت اہل اسلام کا بل ہے وہاں جا کر ہی نبوت جدیدہ کا اظہار کروائیں تو ہم یہی خیال کریں کہ ہاں کچھ ہیں مگر وہاں جانے سے تو انکار قطعی ہے۔ بلکہ وہاں کے نام سے جامہ ملبوسہ نہ پاک ہوتا ہے واہ ری نبوت جھوٹے کو خدا سمجھے۔ میری اس تحریر کو شائع کر دیجئے اور مجھے ممنون فرمائیے۔ ۲۱ اگست ۱۹۰۳ء عریضہ نیاز عبدالحکیم بقلم خود۔ اٹاؤہ محلہ شاہ گدا علی۔

۳ تازہ بے معنی الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

گورداسپور میں مرزائیوں کے مقدمات فوجداری چل رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ مسیح موعود اور امام الزمان کا اجلاس چھوڑ کر یہ مقدمات برٹش عدالتوں میں گئے جبکہ دنیا پر لے پالک کا ہر طرح قبضہ ہے اور آسمانی باپ ملک پر ہے تو مخالفوں کو خود سزا مل جاتی۔ ان کے گھروں کا اتالیق ہو جاتا۔ ان سے جیل خانے بھر جاتے آزدے دریائے شور کی زمینیں آباد ہو جاتیں ایک ایک مخالف پر طاعون مسلط ہو جاتا جو لے پالک کا ایڈیٹنگ ہے۔ مگر مرزائیوں نے لٹیا ڈبودی۔ ایسا اجلاس چھوڑ کر انگریزی اجلاس میں گئے اور اپنے ساتھ لے پالک کو بھی سبک اور خفیف کیا۔ بات یہ ہے کہ انگریزی عدالتیں آسمانی باپ اور اس کے لے پالک سے بہت زبردست ہیں اور تو اور جب سے مقدمات کے دائرہ ہونے کا سلسلہ شروع ہوا ہے جس کو تقریباً گیارہ ماہ ہوئے الہام بھی غت ربود ہو گیا۔

اس عرصہ میں آسمانی باپ گونگے گا گڑ کھا گیا اور لے پالک گپ شپ کے لٹو، انگریزی عدالت کا کچھ ایسا خوف غالب ہوا کہ دونوں کا ناطقہ بند ہو گیا۔ اب ذرا عدالت کا رخ اور تاؤ دیکھ کر ادھر تو آسمانی باپ نے مہر سکوت توڑ دی اور نھامنا چھوٹنا لے پالک ہوں ہاں کرنے اور چرخے لگا۔ چنانچہ خاص گورداسپور میں جب مقدمہ کی چند پیشیاں ہوئیں اور لے پالک بھی بطور

شہادت حاضر ہوا تو آسانی باپ نے کٹ سے یہ چوچو ہاتا الہام ٹپکا دیا۔

”ساگر مک بعد التوہین“ (تذکرہ ص ۲۷۹) یعنی میں توہین کے بعد تجھے بزرگی دوں گا۔ یہ الہام سنتے ہی راسخ الاعتقاد مرزائیوں کے عقیدے کی کڑھائی میں اذعان اور یقین کے گلے پکنے لگے۔ کہ بس فتح ہے۔ پانچوں گھی میں اور سر جو لہے میں۔ یہ فقرہ ایسا بھدا اور بے ربط اور لچر ہے کہ ہدایت الخو اور کافیر پڑھنے والے طلبہ اس سے بہتر گھڑ لیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں بعد التوہین۔ جب توہین کامل طور پر ہو چکی یعنی مولوی کرم دین کے استغاثے پر آپ کے نام وارنٹ نکلا تو اب اکرام کیسا؟ اور نہ صرف لے پالک کی بلکہ خود آسانی باپ کی بھی توہین ہو چکی کیونکہ ضرب المثل ام اہلہ المولوی تو آسانی باپ کو اب اس کے مدارک کی فکر بالکل فضول ہے۔ یوں کہتے تھے کہ خود آسانی باپ نے توہین کی اور پھر چکارا دیا کہ میں نے بہت جھک مارا کہ انگریزی عدالت کے ہاتھوں تیری توہین کر دائی۔ یہ وہی بات ہے کہ کوئی شخص کسی کی مرمت اور درگت کرے اور پھر قصور معاف کرانے لگے یہ تو عذر گناہ بدتر از گناہ بلکہ الٹا چڑاٹا ہوا۔ پھر توہین تو ہوئی تقریباً دس ماہ پیشتر اور اکرام ہوا۔ اب ذلت کی میعاد تو بھگتی ہی پڑی۔ اگر کوئی قیدی اپنی دس ماہ کی مقررہ سزا بھگت کر جیل خانے سے نکلے تو کیا اس کی توہین اکرام سے بدلی جائے گی اور کلک کا ٹیکا جو اس کے ماتھے پر لگ چکا ہے۔ وہ دھل جائے گا۔

الغرض بعد کے لفظ نے الہام کی مٹی خراب کر دی۔ اگر آسانی باپ کو زبان عرب سے کچھ بھی مس ہوتا تو یوں الہام کرتا ”سوہنک اکرامک“ یعنی تیری توہین ہی درحقیقت اکرام ہے چونکہ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ لہذا جس قدر بڑی توہین اسی قدر بڑا اکرام ہوا۔ توہین نہ ہوتی تو اکرام کی شان کیونکر معلوم ہوتی۔ پس توہین ہی درحقیقت اکرام ٹھہری۔ جاؤ کیا یاد رکھو گے مجدد نے ایسی فصیح و بلیغ اصلاح دی ہے کہ آسانی باپ مان جائے گا گوشے پالک نہ مانے۔

(ایڈیٹر)

۴ قادیان کے مقدمات

نمائندہ سراج الاخبار جہلم

اخبار وطن بحوالہ سراج الاخبار لکھتا ہے کہ ۱۳ اگست سے اب تک عدالت رائے چند لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور میں یکے بعد دیگرے مقدمات پیش ہوتے رہے۔ جن کی مختصر کیفیت کالب لباب یہ ہے کہ ۱۳ اگست ۱۹۰۳ء کو حکیم فضل الدین بنام مولوی محمد کرم الدین صاحب کا مقدمہ سرقہ کتاب نزول مسخ پیش ہوا۔ اور بعد بیانات مستغیث اور شہادت

استغاثہ اور اس پر جرح و قدح وغیرہ کے وکلاء فریقین کی تقریروں کے لئے یکم ستمبر کی تاریخ مقرر ہوئی۔ ۱۵ اراگست کو ازالہ حیثیت عربی والا مقدمہ پیش ہوا جو شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم نے بنام مولوی صاحب موصوف اور ایڈیٹر سراج الاخبار دائر کر رکھا ہے جس میں اگرچہ دن بھر شیخ صاحب کے بیانات پر جرحیں ہوتی رہیں مگر ختم نہ ہوئیں۔ اس لئے اس کی آئندہ تاریخ پیشی ۲۳ ستمبر قرار پائی۔

۱۸ کو مقدمہ ازالہ حیثیت عربی مولوی کرم الدین صاحب بنام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی و حکیم فضل الدین صاحب پیش ہوا۔ پہلے مرزا قادیانی کے وکیل نے درخواست کی کہ مرزا قادیانی کو حاضری عدالت سے معاف رکھا جائے۔ مگر عدالت نے منظور نہ کیا اور حکم دیا کہ مرزا قادیانی سے حاضری عدالت کے لئے چمک لیا جائے۔ چنانچہ اس وقت چمک لے کر دیا گیا اور آئندہ پیشی کی تاریخ ۲۳ ستمبر مقرر ہوئی۔ ۱۹ کو چوتھا مقدمہ پیش ہوا جو حکیم فضل الدین صاحب نے مولوی کرم الدین صاحب پر زیر دفعہ ۴۱۷ دعا کا دائر کیا ہے۔

یہ اجلاس عدالت نے کمرہ عدالت سے باہر میدان میں شامیانہ لگا کر کیا تھا اور علاوہ فرش دریوں کے بہت سی زائد کرسیاں اور بنچیں رکھوا دی گئی تھیں جن پر عدالت کی کارروائی دیکھنے کے لئے علاوہ مرزا محمد ظفر اللہ خان صاحب درائے لہور ام صاحب مجسٹریٹاں درجہ اول ضلع دہلوی نیاز علی صاحب اسٹنٹ انسپکٹر مدراس دہلوی محمد اشرف صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدراس درائے سو بہارام صاحب سول سرجن دہلی اور سرجن علی صاحب اسٹنٹ سرجن شفا خانہ اور سردفتر صاحب ضلع کے اکثر وکلاء صاحبان اور معزز اہلکاران گورنمنٹ اسپتال فرماتے۔ اور عوام الناس کا تو کچھ شمار نہ تھا۔ انتظام کے لئے ایک گارڈ پولیس معہ ہتھیاروں اور سارجنٹ کے موجود تھے۔

پہلے گواہان استغاثہ پر منجانب وکلاء مولوی کرم الدین صاحب کچھ جرح کی گئی۔ پھر مرزا قادیانی کا جو بطور گواہ ملزم طلب ہوئے تھے۔ بیان ہوا جو اراگست سے شروع ہو کر ۲۲ بجے ختم ہوا مرزا قادیانی سارا بیان عام گواہوں کی طرح اجلاس میں کھڑا کر کے لیا گیا۔ اس عرصہ میں مرزا قادیانی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دودھ میں برف ملا کر نوشجان فرماتے رہے۔ باقی گواہوں کی شہادت کے لئے ۲ اکتوبر ۱۹۰۳ء کی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔

۵ مرزا قادیانی نے تمام مرزائیوں کو غیر مقلد بنا دیا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے چیلے چاڑے، یوں تو نہ مقلد ہیں نہ غیر مقلد کیونکہ یہ دونوں مسلمانوں

کے فریق ہیں اور وہ مرزائی امت ہیں جو اسلام کو استغناء دے چکے ہیں۔ مگر یقیناً کثرت سے برائے نام حضرت امام ابوحنیفہؒ ہی کے مقلد ہیں لیکن مرزا قادیانی نے اب ان کو اس مقلدی سے بھی آزاد کر دیا اور غیر مقلد بنا دیا۔ کیا معنی کہ احکم میں ایک مرزائی کی نماز جنازہ غائب پڑھنے کا فتویٰ شائع کر دیا جو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مذہب میں جائز نہیں۔ جو مرزائی اس سے پہلے حنفی مقلد تھے وہ تو ضرور چوکتا ہوئے ہوں گے کہ بروزی نے ہمارے باپ دادا کی رسم اٹھادی یعنی ہم نے آج تک اپنے کسی مردے کی نماز جنازہ غائب نہ پڑھی تھی نہ باپ دادا سے ایسا سنا تھا۔ آسمان سے یہ سنگ سخت کیسا نازل ہوا۔

لیکن جب وہ یہ غور کریں گے ہم تو اب نہ حنفی رہے نہ محمدی، نہ محمدی نہ مسلم بلکہ مرزائی ہو گئے۔ یعنی مرزا کو بعد ختم نبوت نبی مان لیا تو ان کو صبر آجائے گا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مرتبہ آنحضرت سے تو زیادہ نہیں پس جب ہم نے انہیں کو چھوڑ دیا تو امام ابوحنیفہؒ کیا چیز ہیں۔ وہ اگر امام ہیں تو اپنے مقلدوں کے اور مرزا قادیانی امام الزمان ہیں یعنی ساری دنیا کے امام، چہ نسبت خاک راہا عالم پاک۔ جہلاء کیا جانیں کہ اب ہم کہیں کے بھی نہیں رہے نہ خدا کے نہ رسول کے یعنی مشرک فی الرسالت بھی ہو گئے۔ اور مشرک فی التوحید بھی۔

کیونکہ مرزا قادیانی تو ان پر یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کا قبیح ہی نہیں ہوں بلکہ ہو بہو وہی ہوں۔ بس جہلاء ایسے جہانسون میں آجاتے ہیں اور ظلی اور بروزی نبی پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور قادیان میں غیر مقلدوں کا اکھاڑ تو پہلے ہی سے حکیم نور الدین صاحب غیر مقلد مولوی عبدالکریم صاحب غیر مقلد اور مولوی محمد احسن صاحب تو اب تک سنت سنت لگا رہے ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب بنا لوی کوششے میں اتار رہے ہیں اور بہت کچھ لٹو پتو کر رہے ہیں۔ اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑ لوی قرآنی کو ملا حیان سار رہے ہیں تاکہ مولوی محمد حسین خوش ہوں۔

مگر اب تک تو بروزی افسوس کا رگر ہوا نہیں آئندہ یا قسمت یا نصیب۔ ہم کو تعجب ہے کہ جب نیانمی گھڑ لیا تو نبی انسی ﷺ کی سنت پر عمل کیا اور حنفی تقلید تو کوئی چیز ہی نہیں مگر سادہ لوح مسلمانوں کو دام تزویر میں لانے کے لئے مرزا قادیانی اور ان کے حواری حنفیوں میں حنفی اور غیر مقلدوں میں غیر مقلد بن جاتے ہیں لگا لگائے لگا لگائے جتنا داس جتنا داس۔ یہ منافقانہ کاروائیاں اور صداقت کا دعویٰ۔ جھی! جھی! جھی!

۶ مرزائی طلسم کا تار و پود کھل رہا ہے مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس طرح سیہ بختی سے مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشینگوئیاں اٹلے توے کی طرح روز روشن میں چمک اٹھیں اور مرزا قادیانی ان کے منہ پر وہیں دھونکڑی کا سپید پوڈر مل کر سرخ و بننے کو ہی کہے جاتے ہیں کہ میری پیشینگوئیاں سچی تھیں اسی طرح جو ساوہ خصوصاً دھننے جولا ہے تیلی تبولی، چمار اور کوئی بعض مرزائیوں کے جھانسنے میں آکر چند روز کے بعد دام تزدیر سے نکل جاتے ہیں اور مرزائیت کے منہ پر جھاڑو مار جاتے ہیں۔ ان کی نسبت مرزائی اخباروں میں خواہ مخواہ یہی مشتہر ہوتا رہتا ہے کہ وہ تو بدستور راسخ الاعتقاد مرزائی ہیں۔ گویا مرزائیت کے منہ کی کالک دھونے کو یہ دوسرا فریب گانٹھا جاتا ہے حالانکہ وہ روسیا ہی ان جمع ہو کر بروزیت کا منہ اور بھی کالا کرتی ہے اور قسمت کی روسیا ہی پر کالک کی دوسری تہہ چڑھ جاتی ہے مگر اس کا غم کسے؟ العیاء من الایمان!

اثادہ کے چند مسلمانوں کا حال جو مرزائیت پر تین حرف کہہ کر از سر نو دائرہ اسلام میں آئے۔ ضمیمہ میں چھپ چکا ہے مگر مرزائی اخبار یہی لکھے جاتے ہیں۔ کہ وہ لوگ بدستور مرزائیت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور ضمیمہ میں جو کچھ لکھا گیا وہ بالکل غلط ہے۔ اس کے جواب میں بجز اس کے لفظ اللہ علی الکافین لکھا جائے۔ ہم اور کیا لکھ سکتے ہیں۔ مرزائیوں کے از سر نو مسلمان ہونے کی جو خبریں ہم کو ملتی ہیں وہ ایسے مستند اور ثقہ اور معتبر حضرات کی بھیجی ہوئی ہوتی ہیں جن پر کذب کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔

اور اگر بعض حجام وغیرہ رذیل اقوام کسی ذبایالاج وغیرہ سے بظاہر مرزائی ہونے کا اقرار کرتے ہیں تو یہ کون سے فخر کی بات ہے۔ یہ غریب تولے پالک کے بھنڈارے میں ایک پیسہ سے بھی واحد شاید نہیں ہوتے پھر معلوم نہیں جی کے بدلے جی کیوں دیا جاتا ہے۔ اثادہ کی مراسلت ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

۷ دم دار ستارہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

المؤید لکھتا ہے کہ جو ستارہ حضرت عیسیٰ کی ولادت باسعادت کے وقت آسمان پر ظاہر ہوا تھا اس کی نسبت ماہران علم نجوم و ہیئت نے خبر دی ہے کہ ۱۹۱۰ء و ۱۹۱۱ء میں یہ دم دار ستارہ پھر ظاہر ہونے والا ہے جیسا کہ یوسٹون مورخ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ یہ ستارہ اب تک ۲۳ دفعہ آسمان پر ظاہر ہو چکا ہے اور اب جو بیسویں دفعہ اس کا ظہور ہونے کو ہے۔ آج کل کے نجوم سے

کو کب مائلی کہتے ہیں۔ اس ستارہ کے ظہور پر دنیا میں کوئی عالیشان بزرگ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ منجمنوں نے اس ستارہ کو دیکھ کر حضرت عیسیٰ کے وجود پر استدلال کیا تھا کہ بیت الحکم میں کوئی بزرگ پیدا ہوا ہے۔ شاید اب بھی کوئی بزرگ پیدا ہو۔

ہم کہتے ہیں کہ جس طرح دم دار ستارے اکثر پیدا ہوتے ہیں اسی طرح مہدی اور مسیح بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر نجومی اپنے مرحوم بزرگ کی پیدائش ۱۰، ۱۱، ۱۹۱۱ء میں بتاتے ہیں مگر مہدی اور مسیح تو ۱۹۰۳ء میں پیشگی ہی موجود ہیں۔ اور خدا جانے چھ سات برس کے عرصہ میں حشرات الارض کی طرح کتنے پیدا ہو جائیں گے۔ سب کے ساتھ دم چھلے کی طرح ایک ایک ستارہ ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ چٹقلش اور ہما ہی مٹ جاتی یعنی ہر ایک مہدی اور مسیح کا نشان جدا جدا ہوتا۔

قادیانی مسیح اگرچہ اپنی بعثت و رسالت ۳۰ رسال سے بتاتے ہیں مگر اب یہ تاویل کریں گے کہ میرا کامل عروج ۱۰، ۱۱، ۱۹۱۱ء میں ہوگا اور چونکہ ان کے پیچھے چند امراض ذیابیطیس، احتلاج قلب وغیرہ لگے ہوئے ہیں اگر وہ اس عرصہ میں آسمانی باپ کے پیارے ہو گئے تو منارہ و تارہ سب دھرا رہ گیا اور ہاتھی کراروٹ چکھنے والوں کی چکھوتیاں بھی ہوگا و خورد اور اگر اس عرصہ تک مرزا قادیانی زندہ رہے (امید تو زندہ رہنے کی ہے نہیں کیونکہ مجدد پر الہام ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی کسی طرح تین سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ انشاء اللہ!) تو لندن میں مسیح مسٹر پکٹ اور ہیری مسیح ڈاکٹر ڈوئی سے ان کی خوب کھٹ پٹ ہوگی اور ہر ایک کو اپنے اپنے موعود ہونے کا ثبوت دینا پڑے گا اور انجام میں سب جھوٹے نکلیں گے۔ انشاء اللہ!

۸ مرزا قادیانی کی صداقت کا معیار خواب ہے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی اخباروں میں اکثر مرزائیوں کے خواب شائع ہوتے رہتے ہیں کہ ”فلاں نے مرزا قادیانی کو اس حالت میں دیکھا اور فلاں نے اس حالت میں اور خواب میں فلاں بشارت یوں ہوئی اور فلاں دوں ہوئی پس مرزا قادیانی سچے نبی ہیں۔“ اگر خواب ہی پر نبوت کا دار مدار ہو تو ہر شخص نبی ہے کیونکہ ایسا کوئی انسان نہیں جو اچھا یا برا خواب نہ دیکھتا ہو۔ پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ جو شخص مرزا قادیانی کو ٹھیک ان کے حالات و افعال کے موافق بری حالت میں دیکھے تو وہ خواب غلط اور ایک دوسرے اور جو شخص اچھی حالت میں دیکھے تو وہ روایا صادقہ۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے خواب میں مرزا قادیانی کا سران کے قدموں سے لگا ہوا دیکھا تھا گویا ان کا قدمنے کی کمان تھا۔ یہ خواب ٹھیک آیت قرآنی ”یوم یصرف المعجمون“

بسمہم فیوخذ بالنواصی والاقدام“ کے مطابق تھا۔ خواب میں ہم نے کہا کہ کیا مرزا قادیانی آیت موصوفہ کے مصداق ہیں۔ بھلا جو خواب قرآن مجید کے موافق ہووے کیونکر جھوٹا ہو سکتا ہے مگر مرزائیوں کا ایمان قرآن پر ہو بھی یہ عجیب سچائی ہے کہ اپنے مریدوں کو تو اچھی حالت میں نظر آتا ہے اور غیروں کو بری حالت میں۔ سچے انبیاء تو سب کو یکساں حالت میں نظر آتے ہیں کیونکہ ان کا جاذبہ صادقہ خاص و عام کو اپنی صداقت کی جانب کھینچ لیتا ہے۔

مختلف صورت و اشکال میں ظاہر ہونا تو جن و شیاطین کا خواص ہے نہ کہ انبیاء کا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ”من رانی فقد راء الحق فان الشيطان لا يتمثل بصورتی“ یعنی جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے ٹھیک مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی ہرگز نبی نہیں ہیں ورنہ وہ بیشتر صلحاء کو بری حالت میں نظر نہ آتے۔ ضرور شیطانی بروزان کے قالب میں حلول کئے ہوئے ہے۔

الہام اور وحی کی بھی یہی صورت ہے۔ یہ دونوں بھی نبوت کے معیار نہیں کیونکہ کلام مجید میں ”فألهمها فجورها وتقورها اور ان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم“ دیکھئے فحور کا بھی الہام ہوتا ہے۔ اور شیطان بھی وحی کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو خواب یا جو الہام کتاب و سنت کے مطابق ہووے سچ ہے اور جو اس کے خلاف ہووے وسوسۃ الشیطان ہے۔ اب ناظرین غور کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا ایک فعل بھی کتاب و سنت کے موافق نہیں۔ دعویٰ نبوت ہی کونسا کتاب و سنت کے موافق ہے جب نبوت ختم ہوگئی تو وحی بھی ختم اور منقطع ہوگئی کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ اصل شے لینے جو ہر کا تو خاتمہ ہو جائے اور اس کی صفت یعنی عرض جس کی صفت قائم باخیر ہے قائم رہے۔ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششمہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۲ کے مضامین

.....۱	شیطانی اور رحمانی رنگ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	ضمیمہ میں تم نام اور غیروں کے نام سے مضامین۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب پر حملہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

.....۴	درازی عمر کالیکا۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کے رقیب بلائے بے درماں ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	مرزائی علماء۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ شیطانی اور رحمانی رگ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کے دام میں جو نادان شکار پھنستا ہے اور پھر چند روز میں رگ دریشہ سے واقف ہو کر پھر سے اڑ جاتا ہے۔ تو ندامت منانے کو مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ اس میں شیطانی رگ تھی جو میری رحمانی رگ سے مل گئی تھی۔ گویا بعد میں رحمانی رگ پر شیطانی رگ غالب ہو گئی۔ اور آسمانی باپ نے جو رشتہ قائم کیا تھا وہ بھی ٹوٹ گیا۔ لے پالک کو تو شیطانی رگ کا کیا علم ہوتا مسخرے آسمانی باپ کو بھی علم نہ ہوا۔

یہ تو کہتے نہیں کہ اپنا ہی قصور تھا یعنی اس پر تار و پود اچھی طرح نہ تھا تھا۔ مگزی کا جالا بھی کمھی پر بخوبی نہیں تاجا تا تو وہ دام سے نکل جاتا ہے۔ یہ تو انسان تھا مگر معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا دام تزویر تار عنکبوت سے بھی زیادہ لچر اور ست ہے۔ جب راز فاش ہوا تو جو شکار دام سے نکل جاتے ہیں ان کا کھمی ذکر بھی نہیں ہوتا کیونکہ یہ خوف ہوتا ہے کہ دوسرے شکار بھی نکل جائیں گے۔ مگر جو شکار پھنستے ہیں ان کے پھنسنے کی ڈونڈی ضرور پھنکتی ہے۔ شاید مرزا قادیانی کو یہ امید ہوتی ہے کہ وہ پھر پھنسیں گے یا بظاہر اڑ گئے ہیں مگر درحقیقت پھنسنے ہوئے ہیں جیسے آسمانی منکوحہ جو بظاہر حبلہ نکاح میں نہیں آئی مگر دراصل مرزا ہی کے نکاح میں ہے؟

پس بیعت فتح کرنے والوں کا نام اسی وجہ سے نہ تو مشہور کیا جاتا ہے نہ رجسٹر سے ان کا نام خارج ہوتا ہے اور دو لاکھ مریدوں کی تعداد برابر محسوب ہوتے ہیں اور اب جب تک لے پالک آسمانی باپ کے پاس نہ جائے گا برابر محسوب ہوتے رہیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزائیوں کی بڑی تعداد اصل لم سے واقف ہو کر بدظن ہو گئی ہے بلکہ بیعت فتح کر چکی ہے مگر بظاہر اقرار نہیں کرتی۔ یہ خوف رہتا ہے کہ لوگ مطعون کریں گے کہ کیا سمجھ کر بیعت کی تھی اور کیا سمجھ کر اب فتح کی؟ ایسے لوگ بے شک ضعیف الایمان ہیں ورنہ سچے مومنوں کا یہ کام ہے کہ جب ان کو اپنی غلطی پر آگاہی ہو تو کھلم کھلا اس کا اظہار کریں اور جناب باری میں توبہ اور استغفار کر کے اپنے کو

مرکی اور اطیب بنائیں۔

مرزا قادیانی چاہتے تو ہمیشہ یہی ہیں کہ دام میں موٹے شکار پھنسیں مگر بد قسمتی سے اکثر شکار لاغری پھنستے ہیں۔ ان سے پیسا نکا۔ دھیلا دمڑی تو خاک وصول نہیں ہوتا ہاں رجسٹر کی تعداد بڑھانے میں کام آتے ہیں۔ کیا معنی کہ جب مرزا قادیانی گورنمنٹ میں کوئی خوشامدی میموریل بھیجتے ہیں تو گورنمنٹ پر دھونس ڈالنے کو یہ ضرور لکھتے ہیں کہ میرے مرید ۹۹ ہزار کم ایک لاکھ ہیں۔ بس گورنمنٹ سہم جاتی ہے کہ جس شخص کے قبضے میں اتنے والٹیمز ہیں وہ جب چاہے گا غدر ۷۵ رقم کرا دے گا۔ بھلا دھوبی، جولا ہوں، تیلی، تنبولی کی بھیڑ بھاڑ کا یہ فائدہ کیا کم ہے کہ ان سے گورنمنٹ پر بدون توپ گولے کے دھونس پڑتی ہے اور لے پالک کی سلطوت و جبروت کے دھونے بچ جاتے ہیں۔

بہت سے آدمی جن میں رحمانی رگ ہے نہ کہ شیطانی جو بیعت کرنے کے بعد پیدا ہو جاتی ہے ہم سے کہا کرتے ہیں کہ مرزائیوں نے جھانے دے کر ہمارا ایمان بھی بگاڑنا چاہا تھا مگر جب ہم نے غور کیا اور جاذبہ توفیق الہی نے کشش کی تو ہم بال بال بچ گئے۔ ایک صاحب نے ہم سے جو مرزائیوں کے بڑے بھاری جتھے میں رہتے ہیں مگر دین اسلام کے صراط مستقیم پر قائم ہیں۔ مسئلہ حیات و ممات مسیح میں بحث کی۔

ہم نے ان کا کافی اطمینان کر دیا اور اخیر میں کہا کہ قرآن ہی سے مسیح موعود کا آنا بھی ثابت کرو۔ انہوں نے کہا کہ آتنا و صدقہ مرزا اور مرزائیوں کے ساکت کرنے کو اس دلیل سے بڑھ کر دوسری دلیل نہیں۔ اب میرا ایمان بالکل راسخ ہو گیا ہے۔ علی ہذا بعض گاڑھے مرزائی بر ملا کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو اپنا بزرگ مانتے ہیں مگر نبی نہیں مانتے۔ یہ مزائق مرزائی ہیں۔ مرزا قادیانی کا فرض ہے کہ کانوں کے بیچ میں ان کا سر کر دیں۔

۲ ضمیمہ میں گم نام اور غیروں کے نام سے مضامین

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم مطبوعہ ۲۲ رگست میں ایک مراسلت منشی مختار احمد صاحب ایڈیٹر اخبار ایڈورڈ گزٹ کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔ یہ ہم کو بھی معلوم ہوا کہ منشی صاحب مرزائی ہیں پس مجدد السنہ مشرقیہ کی تجدید سے جو کچھ ان کو جنسہ بانہ مخالفت ہے۔ اب ہم کو اس کا کچھ تعجب اور افسوس نہیں رہا وہ اپنے اخبار میں مجدد کے خلاف جو کچھ لکھیں ان کو زبیا ہے کیونکہ تعصب نہ رہا ہے وہ جو ہر کمال کو نہیں دیکھ سکتا۔ حالانکہ ہم نے بحیثیت مجدد ہونے کے غیر مذاہب والوں سے کبھی تعصب نہیں

برتا۔ ہندوستان میں ہمارے شاگرد مختلف مذاہب کے لوگ ہیں۔ شیعہ، سنی، آریا، عیسائی اور خود بعض مرزائی ہمارے شاگرد ہیں۔

ہمارے پاس آتے ہیں ہم سے مستفید ہوتے ہیں۔ خاص فن شاعری اور تجدید کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر شفی عتار صاحب کے تمدن اور تہذیب کا ہادوا آدم سب سے اور خود اپنے مذہبی بھائیوں سے نرالا ہے۔ لہذا اشکایت کا کوئی محل نہیں خیر۔

کجا بود مرکب کجا تا ختم

بحث یہ تھی کہ مذکورہ بالا مراسلت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یکم اگست ۱۹۰۳ء کے ضمیمہ میں جو مضمون بعنوان (مرزائیوں کے مکاتذمناجیب ابوالسنا محمد رفعت اللہ صاحب شاہجہان پوری شائع ہوا ہے۔ وہ ان کا بھیجا ہوا اور لکھا ہوا نہیں اور اس مراسلت میں ایک خط محمد رفعت اللہ صاحب کا بھی ہے جو شہنہ ہند میں مضمون مذکور کے بھیجنے کے بالکل منکر ہیں۔ اس مراسلت سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ وہ مضمون رفعت اللہ خان صاحب کا بھیجا ہوا نہیں اور ہم کو بھی افسوس ہے کہ ان کے نام سے کیوں شائع ہوا مگر مراسلت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اصل واقعہ جو ضمیمہ میں شائع ہوا وہ غلط تھا مثلاً مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کا خط جس کی نقل نہ صرف ضمیمہ میں بلکہ الحکم میں بھی بذیل مراسلت مذکور شائع ہوئی ہے اس کی تکذیب نہیں کی گئی۔

مراسلت کے پیرایہ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مضمون چند حضرات کی صلاح اور مشورے سے لکھا گیا اور ایک صاحب کی جانب سے شہنہ ہند میں بھیجا گیا مگر بعد میں بعض خارجی وجہ سے آپس میں نزاع ہو گیا۔ خیر ہم کو اس سے مطلب نہیں۔ جب محمد رفعت اللہ صاحب انکار کرتے ہیں کہ وہ مضمون میرا بھیجا ہوا نہیں تو کوئی ان کو مجبور نہیں کر سکتا کہ تم خواہ مخواہ مضمون کے بھیجنے کا اقرار کرو۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ فی الحقیقت وہ مضمون انہوں نے نہیں بھیجا۔ لیکن اصل مضمون کی تکذیب تو جب ہوتی کہ تمام واقعات مندرجہ شہنہ ہند کی مدلل اور معقول تردید کی جاتی۔ ناظرین کی نظر تو واقعات پر ہوتی ہے۔ خواہ ان کا بھیجنے والا کوئی ہو۔

محمد رفعت اللہ خان صاحب نے جہاں مضمون کے بھیجنے سے انکار کیا ہے اگر واقعات کا بھی انکار کر دیں تو ہم بھی انکار اور تردید پر آمادہ ہیں۔ بے شک شہنہ ہند میں بیسیوں مضامین جو چادہ تہذیب سے گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے خلاف آتے ہیں مگر ہم ان کو شائع نہیں کرتے۔ ہمارا اور مرزا قادیانی کا معاملہ تو ہے اور خیر نال عباد اور قبائے سے دھوتی کا تال میل۔ ہم مجددانہ مشرقیہ اور مرزا قادیانی موعود۔ ہم ان کو چاہیں لکھیں مگر اور ان کی کیا مجال ہے کہ مرزا

قادیانی کی شان کے پتھوں میں کچھ کر سکے۔

ہم سب کے مجدد ہیں تو مرزا قادیانی کے بھی مجدد ہیں اور جب خود چند مرزائیوں نے ہم کو مجدد مان لیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ مرزا اور ان کے بعض نئے مرید (مثلاً منشی مختار صاحب) مجدد پر ایمان نہ لائیں ورنہ قسم ہے آسانی باپ کی ہم سے برا کوئی نہیں کیونکہ ایمان کا نکل جانا ہم نہیں دیکھ سکتے۔

۳ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب پر حملہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

کوئی باجو مرزائی کسی شیخین سے بدل کر گوڑہ ضلع راولپنڈی کے شیخین پر آئے ہیں۔ گوڑہ حضرت پیر صاحب محمود کا وطن ہے اور پیر صاحب نے مرزا قادیانی کو بارہا کھلتیں دی ہیں کہ وہ کبھی میدان علم و فن میں مناظرہ اور مہلبہ کے لئے پیر صاحب کے مقابلہ پر نہیں آئے اور طاعونی چوہوں کی طرح ہلوں میں چھپتے ہی رہے کہ باجو شاہدین صاحب چونکہ ایک سخت مخالف کے علاقہ میں ہیں جہاں ان کے پیروؤں کا (جو سرحدی علاقہ کے پر جوش پھان ہیں) زور ہے۔ اس لئے وہ امن میں نہ رہیں گے الخ۔ بھلا ایڈیٹر صاحب کو گدی کے نیچے ہاتھ لے جا کر ناک پکڑنے اور ایچ پی کے ساتھ فقرے لکھنے کی کیا ضرورت ہوئی۔ صاف کیوں نہ لکھا کہ باجو صاحب کو پیر صاحب قتل کرادیں گے۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ پیر صاحب بڑے ظالم اور قاتل ہیں۔ ایسے الزام سے چشم پوشی کرنا صابروں اور حلیم مزاجوں کا کام ہے۔ سچ ہے انسان کو اپنی آنکھ کا تو تنکا بھی نظر نہیں آتا مگر دوسروں کی آنکھ کا شہتیر نظر آتا ہے۔ ساری خدائی کی ہلاکت کا تو مرزا قادیانی اعلان دیں اور مخلوق کی اسی ہلاکت کو اپنی بعثت کا تمغہ بنا لیں۔ اور جب ان کے مخالفوں میں سے کوئی شخص بقضاء الہی مر جائے تو بڑے دعوے سے اعلان کریں کہ میری مخالفت نے اس کو ہلاک کیا اور پھر ہلاکت کی پیشینگوئی یا دلائی جائے اور جعلی حرفوں سے اشاروں اور اخباروں میں شہتیر کی جائے پھر بھی مرزا قادیانی تو قاتل نہ ٹھہریں اور دوسرے لوگ جو کج عافیت میں گوشہ نشین ہیں نہ بروایت وسیعیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ نہ کسی کی ہلاکت کے درپے ہو کر اسکی نسبت پیشینگوئی کرتے ہیں جن کو ہمیشہ غلطی اللہ کی صلح اور امن سے کام ہے قابل ٹھہرائے جائیں۔

بھلا پر امن برائے عمل داری میں کون کسی کو قتل کر سکتا ہے۔ قتل کرنا تو کیا معنی ادنیٰ سی تخویف کے لئے بھی قانون تصور موجود ہے لیکن صرف مرزا قادیانی ہیں جو جرم تخویف کے بارہا

مرتب ہوئے لوگوں کی ہلاکت کی پیشینگوئیاں کیں۔ بالآخر اس طوفان بے تیزی کو برٹش حکام نے روکا اور مرزا قادیانی سے توبہ نامہ اور عہد نامہ لکھوایا کہ توبہ ہے توبہ ہے۔ کان پکڑتا ہے اور وادت میں تنکے لے کر عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کسی کی ہلاکت کی پیشینگوئی نہ کروں گا۔ برٹش کی دوہائی اور آسانی باپ کی چوتھائی ہے کہ مخلوق خدا کا بدخواہ نہ ہوگا۔ جن مرزا قادیانی کے چند ماہ بوشریہ غرتے ڈبے تھے۔ اب وہ بیگلی بی بی بن کر اوروں پر الزام دھرتے ہیں کہ وہ لے پالک کے ننھے منھے معصوم بچوں کو قتل کر ڈالیں گے۔ اے تیری قدرت۔ معلوم ہوتا ہے کہ آسانی باپ نے مرزا قادیانی اور ان کے اہالی موالی سے اپنی حفاظت اٹھالی اور نکا سا جواب دے دیا کیونکہ خود آسانی باپ میر علی شاہ کے جبروت کو مان گیا اور لے پالک صاحب سے کہہ دیا کہ یہاں میری بھی پیری نہیں چلتی تم اپنے رونوں بھونوں کی حفاظت کے خود ذمہ دار ہو۔

۴ درازی عمر کا لٹکا

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی باوصف مسیح ہونے کے مردے تو زندہ کر نہیں سکتے۔ نہ کوڑھیوں کو اچھا کر سکتے ہیں۔ لہذا انہوں نے سوچا کہ کم از کم اتنا تو ہو کہ بیسویں صدی کا مسیح لوگوں کی عمریں بڑھا سکے۔ پس وہ اپنے چیلوں کو اکثر یہ تلقین کرتے رہتے ہیں کہ دین مرزائی کی تبلیغ کرنے سے سچ کھیت عمریوں بڑھتی ہے۔ جیسے پانی سے کھیتی۔ قرآن میں تو یہ حکم ہے "اذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون" عمر تو اتنی ہی رہے گی جتنی مقدر میں لکھی ہے۔ البتہ اعمال نیک اور اتقاء سے صحت انسانی بڑھتی ہے اور فسق و فجور میں مبتلا رہنے سے صحت خراب ہوتی ہے۔ پس عمر کی درازی اور کمی کی بھی لم ہے پھر بھی یہ دونوں تابع تقدیر ہیں۔

مگر مرزا قادیانی نے عمر کے بڑھنے اور گھٹنے کا کوئی پیمانہ نہیں بنایا کہ بروزی نبی کی تبلیغ کرنے سے زیادہ زیادہ کہاں تک عمر بڑھتی ہے اور تبلیغ نہ کرنے سے کتنی عمر گھٹتی ہے تاکہ مرزائیوں کو پورا معیار مل جاتا اور پھر وہ جان توڑ کر رات دن مرزائیت کی تبلیغ کرتے کیونکہ عمر کی درازی اور کمی ایک اضافی امر ہے۔ مثلاً جس شخص کی عمر سو برس کی ہوئی وہ اس شخص سے کم عمر ہے جس کی عمر ۱۴۰ یا ۱۵۰ برس کی ہوئی۔ علیٰ ہذا!

۵ مرزا قادیانی کے رقیب ملائے بے درمان ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم لکھ چکے ہیں کہ یورپ میں اس وقت دو مسیح معبود و مرزا قادیانی کے رقیب پیدا

ہوئے ہیں۔ لندن کی مسٹر پبلک کا تو مرزا قادیانی کو چنداں خیال نہیں شاید اس سے دانت کاٹی ٹھکر گئی ہے اور تنبان اور چٹلون کا رشتہ مل گیا ہے۔ مگر فرانسسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی مرزا قادیانی کی نگاہ میں کھٹک رہے ہیں۔ ان کا ذکر بار بار ہوتا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ڈاکٹر ڈوئی مرزا قادیانی سے زیادہ چلتا ہوا ہے اور قرینہ بھی یہی بتا رہا ہے کیونکہ یورپ کے لوگ فلسفی تعلیم یافتہ اور بڑے کاریاں ہیں اور ہندوستان کے باشندے نرے وحشی۔ سادہ لوح اور بالکل بودم ہیں۔ مگر جب ڈاکٹر ڈوئی نے یورپ والوں کو بھی موٹا لیا ہے تو مسیحیت میں مرزا قادیانی سے ان کا مرتبہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ مرزائی یورپ و امریکا میں اپنے رسالے اور تصویریں بھیج رہے ہیں مگر بجز اس کے کہ لوگ ان کو دیکھ دیکھ کر قہقہے اڑائیں اور کسی پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔

پھر وہاں جب یورپین کے گوشت پوست ڈاکٹر ڈوئی جیسے مسیح موعود کا سکھ جما ہوا ہے تو ایک اجنبی سادھو بچے کو کون پوچھتا ہے۔ یورپ میں مرزا قادیانی کا کچھ سکھ جسم بھی جاتا مگر شامت کے دھکے کہاں ٹٹنے والے تھے۔ آسمانی باپ کے حقیقی بیٹے عیسیٰ مسیح کو جو رب انصاری ہے گالیاں دینی شروع کر دیں۔ یورپ والے کب گوارا کر سکتے تھے کہ ان کے خدا کو کوئی گالیاں دے پس مرزا قادیانی کے نام پر یوں چار طرف سے شیم شیم (شرم شرم) کے آوازے بلند ہونے لگے۔ قرآن مجید میں توبت پرستوں کو بھی برا کہنے کا حکم نہیں۔

چنانچہ ”لا تسبوا اللہین یدعون من دون اللہ (الآیہ)“ وارو ہے اور مرزا قادیانی ایک اولوالعزم نبی اور یورپ کے خدا کو گالیاں دیں۔ بھلا اس شنیع فعل اور کینہہ حرکت کو کون گوارا کر سکتا تھا۔

بالآخر مصیبت یہ پڑی کہ خود آسمانی باپ لے پالک سے ناراض ہو گیا۔ اگرچہ چھوٹی اولاد سے والدین کو زیادہ محبت ہوتی ہے اور گو بقول مرزا قادیانی عیسیٰ مسیح نے اپنے کو آسمانی باپ کا خلف ارجمند ثابت نہیں کیا مگر آپ جاننے خون کا جوش اور خون کی محبت ایک نیچرل امر ہے۔ صلیبی بیٹا کیسا ہی نالائق ہو مگر ہر حالت میں باپ کو اس کے ساتھ لے پالک سے بہت زیادہ محبت ہوگی۔ پس لے پالک نے جو گالیاں اپنے سوتیلے بھائی اور آسمانی باپ کے سکے بیٹے کو دیں وہ گویا آسمانی باپ کو دیں۔ پس وہ ایسا ناراض ہو گیا کہ اب لے پالک کے نام کا کتابا لانا بھی گوارا نہیں کرتا۔ پھر دوسرے یورپین بیٹے کیوں ناراض نہ ہوں۔

بیٹا کیسا ہی نالائق اور باپ کیسا ہی کٹر اور قسی القلب ہو مگر آپ جانتے ہیں کہ ہاتھ ٹوٹے گا تو گلے کو آئے گا باپ بیٹے کا اپنا خانگی معاملہ ہوتا ہے۔ دوسرا شخص ان کے پٹھے میں پاؤں

دے گا تو دل پھٹ جائے گا۔ پس صلیبی بیٹے نے باپ سے فریاد کی اور آسمانی پریوی کونسل میں اس فریاد کی ساعت ہوئی۔ یوں لے پالک راندہ درگاہ ہو گیا۔ مرزا قادیانی نے بیس برس تک بعثت اور رسالت کی خوب ماما بختیاں کھائیں مگر اب آکر وہ سب ٹیڑھی کھیر ہو گئیں۔ آسمانی باپ چونکہ ناراض تھا لہذا اس نے الہام نہ کیا کہ تیرے درویش اور بھی پیدا ہوں گے جو بردزیت اور مسیحیت میں کھنڈت ڈالیں گے اور منہ سے ترلقہ چھین لیں گے۔ (ایڈیٹر)

یورپ کے عیسائیوں کو تو رہنے دیجئے۔ مرزا قادیانی نے اپنے جورسالمے مصر وغیرہ کے عربی اخبارات میں پیچھے اور ان پر جو کچھ ریویو لکھے گئے مرزا قادیانی ان سے خوب واقف ہیں۔ ضمیرہ میں بھی ان کی نقلیں شائع ہو چکی ہیں۔ پس مرزا قادیانی کا حال شوکت اللہ کے اس شعر کے مطابق ہوا۔

ہر مومن دگبر کو ہے یکساں نفرت
آغوش میں لے نہ کعبہ نہ دیہ ہمیں

پس لندن اور پیرس کے ددگاڑھے حریفوں کا خیال مرزا قادیانی کے لئے بلائے بے درمان اور سوہان روح ہو رہا ہے مگر ان کو مرزا قادیانی کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں۔ کیونکہ وہ آسمانی بادشاہی کی دراشت اور ملکیت کے شفیق اور خلیفہ ہیں مسیح ان کا اور وہ مسیح کے۔ مرزا قادیانی تو نہ تین میں نہ تیرہ میں۔ پھر کورنگی سے باپ بیٹے دونوں کے دشمن۔ (ایڈیٹر)

۶ مرزائی علماء

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

میراجی سراج الحق صاحب جو پہلے جمالی تھے اور اب مرزائی ہو گئے ہیں۔ تعجب ہے کہ اپنے کو بجائے احمدی کے نعمانی (حقی) لکھتے ہیں۔ یہ تو شرک فی الرسالہ البروزیہ ہے۔ کیا مجتہد کا مرتبہ نبی سے زیادہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک بچے مرزائی نہیں ہوئے۔ مجدد الہ مشرقیہ کو یہ بات سخت ناگوار ہے کہ وہ اپنے کو دوسرے کی جانب منسوب کریں۔ خیر اسی میں ہے کہ اس شرک جلی سے توبہ کیجئے ورنہ مجدد فتویٰ دے گا کہ آپ دارالامان قادیان میں رہنے کے لائق نہیں ہیں۔ بھلا لے پالک کے مندر میں مشرکوں کا کیا کام۔ خیر یہ تو ایک تمہیدی غزل کا مقطع سنئے! آپ نے احکم میں اعلان دیا ہے کہ میں حضرت اقدس کی تائید میں عجیب طرز کا ایک رسالہ لکھ رہا ہوں۔ ایک ضروری مقام علماء احمدیہ کے ناموں کا آگیا ہے۔ پس مناسب ہے کہ جماعت احمدیہ میں جس قدر علماء ہیں یعنی جنہوں نے باقاعدہ علم عربی کی تحصیل

کی ہے۔ اپنے اپنے نام خاکسار کے پاس بھیج دیں۔

واقع میں یہ رسالہ عجیب طرز کا ہوگا۔ آخر آپ خاندانی بھرتی ہیں نا۔ اگر آپ کو ایسے لکھے نہ سوجھیں تو کسے سوجھیں مگر معلوم نہیں۔ مرزائی جماعت میں علماء کو نئے ہیں۔ ہم کو تو لٹوشاہ اور پٹوشاہ اور چترنوشاہ اور مدار بخش اور خواج بخش وغیرہ کے سوا کوئی معلوم نہیں ہوا۔ خندقوں کھائیوں کوٹھی کھٹلوں میں مرزائی علماء چھپے ہوں تو ہوں۔ علماء ہوتے تو قادیان میں ہوتے۔ ہاں لے دے کے صرف مولوی حکیم نور الدین صاحب ہیں یہ بے شک عالم ہیں اور یہی قادیان کی کان کے شب چراغ ہیں اور کسی زمانہ میں تو برگزیدہ علماء اہلحدیث سے تھے۔ خیر خدائے تعالیٰ رحم کرے۔ حکیم صاحب کے بعد مولوی محمد احسن صاحب امر دہی ہیں۔

یہ بھی کسی زمانے میں بشرح صدر تھے۔ آپ اکثر اوقات مرزا قادیانی کے مخالفوں کی تصانیف کے رد میں کتابیں اور رسالے اور اخباروں میں مضامین بھی دیتے رہتے ہیں۔ یوں کہتے کہ لے پا لک نے ان کو اپنا کفارہ بنا رکھا ہے۔ خدائے تعالیٰ ان پر ڈبل رحم کرے۔ علماء کے نام سے باقی صفر۔ ہاں جس طرح ہر ایک وکیل امتحان پاس کر کے عالم بن جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک شخص مرزائی ہونے کے بعد مولوی اور عالم بن جاتا ہو تو مضائقہ نہیں۔

شوکت اللہ نے ہر طرح دیکھ بھال لیا۔ ٹٹول لیا۔ کوٹنی پر کس لیا مگر مرزائیوں میں کوئی کامل عیار نہیں نکلا۔ منطوق فلسفہ، ہیئت، کلام، معانی و بیان کے مضامین کا ضمیمہ میں دریا بہا دیا مگر کوئی خواص اور بزرگ معلوم نہ ہوا۔ علوم و فنون سے کسی کو مس بھی نہیں۔ مرزا قادیانی کو البتہ قاری اور عربی نظم لکھنے کا سلیقہ ہے مگر سب اصلاح طلب ہے۔ سارا کلام مجددی نظر سے گزر جائے تو کندن ہو جائے۔ اور پھر ہندوستان میں کسی کی کیا طاقت ہے کہ مرزا قادیانی کے کلام پر چونچ کھول سکے۔

اس میں بالکل شک نہیں کہ مرزا قادیانی اور ان کے لکھے پڑھے حواری دل میں مجددی تجدید پر ایمان لے آئے ہیں۔ مگر ہم کو قصہ صرف اس پر ہے کہ جس طرح سب تصدیق بالقلب کر چکے ہیں۔ اسی طرح اقرار باللسان بھی کریں اور تو اور ایڈورڈ گزٹ کے نمونہ آئی ایڈیٹر کو دیکھئے کہ غریب نہ لکھنا نہ پڑھا مگر ہاتھی سے گئے کھانے چلا ہے۔ اس بے چارے کو الفاظ کی ستم و سخت تک کی خبر نہیں مگر اپنے بہرے کے خوش کرنے کو اخبار میں انکل پیچہ کچھ نہ کچھ ہانکتا ہی رہتا ہے مجدد کے کلام کا حمل نہیں سمجھ سکتا۔ ایک شعر کا مطلب نہیں بتا سکتا۔ ویسا شعر لکھنا تو کجا۔ اگر اس کے استاد والا سا تذہ بھی گور سے نکل کر آئیں تو مقابلے میں ایک مصرعہ موزوں نہیں کر سکتے۔ لیاقت کی یہ

کیفیت کہ جو کچھ لکھتا ہے اسے خود نہیں سمجھتا۔ تاہم مجدد سے غرض دنیا میں شوکت التجدید کے نفاذ کے نئے نئے۔ مگر اس کے کانوں میں چونکہ تعصب نے سیسا پلا دیا ہے۔ لہذا قوت سامعہ کا فور ہو گئی ہے۔ اس لئے یہ عطائی مجبور ہے۔

شود مردہ دل از بانگ دور
معنی لا تسمع من فی القبور

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۵ کے مضامین

.....۱	کلام مجید کی آیات میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی کرنا کفر ہے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	قادیانی امر و عی کے کلام میں تقاض۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	کیا مرزا قادیانی حرمین شریفین کی زیارت کریں گے۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا قادیانی کا الہامی قصیدہ۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی نے اپنی رسالہ بشت میں کیا کارروائی کی۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۶	الحیاء شعبة من الايمان
.....۷	نبی اور خلیفہ

..... ۱ کلام مجید کی آیات میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی کرنا کفر ہے۔

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کو نہ خدا کا خوف ہے نہ بندوں کی شرم ہے۔ آیات قرآنی میں یہ کہہ کر کہ مجھ پر یہی آیتیں جو خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد ﷺ پر بطور وحی نازل ہو چکی ہیں۔ مکرر الہام ہوتی ہیں بے تاثر تغیر و تبدل کرتے ہیں۔ مثلاً ایک حصہ کسی آیت کا لیا اور اس میں ایک حصہ اپنی طرف سے ملا دیا گویا کم خواب اور اطلس میں نہیں۔ بلکہ سندس واستمبق کے بہشتی حلوں میں جو مومنین صادقین اور توحید و رسالت پر قائمین کے لئے قطع اور تیار ہوئی میں ٹاٹ کا پوند لگاتے ہیں۔ مرزائی کتابوں اور اخباروں میں ایسے الہامات سینکڑوں موجود ہیں۔ جن میں آیات قرآنی کو مسخ کیا گیا ہے۔ الامان الامان۔ ان مرزائیوں کی عقلوں پر خدا جانے کیسے پتھر پڑے ہیں کہ کلام الہی اور دین

الہی کے ناخ اور مرہم اور محرف کو مامور من اللہ اور نبی اور رسول وغیرہ سمجھتے ہیں۔ عاقبت کے وبال اور نکال میں جتلا ہونے کے علاوہ یہ حرکت کس قدر حماقت آمیز ہے کہ جو کلام ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ پر نازل ہو چکا۔ وہی دوبارہ مرزا پر نازل ہوتا ہے۔ گویا جو واقعات پیغمبر عرب ﷺ کو پیش آئے۔ جن کے مطابق وحی نازل ہوئی۔

وہی محدود واقعات لوٹ کر قادیانی کو پیش آتے ہیں اور وہی آیتیں نازل ہوتی ہیں مگر حواری نہیں سمجھتے ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہیں۔ دہریوں کا ایک فرقہ ہے جو رعاء دھر کا قائل ہے اس کے نزدیک تمام گزشتہ واقعات مثلاً طوفان نوح اور سکندر ذوالقرن کے واقعات سب زمانہ کے ظرف میں موجود ہیں مگر ہماری آنکھوں سے مخفی ہیں۔ ماہصل یہ ہے کہ اس فرقہ خالہ کے نزدیک کوئی شئی محدود نہیں۔ یہی فاسد عقیدہ بروزی قادیانی کا ہے۔

حضرت قاضی عیاضؒ اپنی کتاب شفاء میں لکھتے ہیں: "قد اجمع المسلمون علی ان القرآن المتلو فی جميع القطار الارض المكتوب فی المصحف بایدی المسلمین مما جمعه اللہ فی اول الحمد لله رب العالمین فی آخر قل اعوذ برب الناس انه کلام الله المنزل علی نبیہ محمد ﷺ وان جميع ما فیہ حق وان من نقص منه حرفا قاصداً لذلک او بدله بحرف آخر مکانه او زاد فیہ حرفاً مما لم یشتعل علیہ المصحف الذی وقع علیہ الاجماع و اجمع علی انه لیس من القرآن عامداً لکل هذا انه کافر" تمام مسلمانوں نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ تحقیق جو قرآن زمین کی تمام اطراف میں تلاوت کیا گیا ہے اور جو جلدوں میں لکھا ہوا مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے جس کو جمع کیا ہے۔ دو گتوں میں شروع الحمد سے لیکر آخر قل اعوذ برب الناس تک خدائے تعالیٰ کا کلام ہے جو اس کے نبی ﷺ پر نازل ہوا ہے اور جو کچھ اس میں ہے۔ حق ہے جس شخص نے اس میں سے ایک حرف کم کرنے کے ارادے سے کم کیا یا کوئی حرف اس کے حرف کی جگہ بدلایا کوئی ایسا لفظ بڑھایا جو قرآن میں نہیں ہے۔ محمدؐ ایسی تمام باتوں کا ارتکاب کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔ ﴿

اور مفتاح السعادت میں لکھا ہے "ویکون وطیہ مع امراتہ زناء و المتولد منہما فی ہذہ الحالۃ ولد الزنا وان اتی بکلمتی الشہادۃ بطرق العادۃ" اور ایسے مرتد کا اپنی عورت کے ساتھ محبت کرنا زناء ہے اور ایسی حالت میں جو بچہ پیدا ہو وہ حرامی ہے۔ گرچہ بطریق عادیہ مرتد توحید و شہادت کا کلمہ پڑھے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے شخص پر اعتقاد رکھنے

والے بلکہ تاریخ و مرم قرآن کو نبی سمجھنے والوں کی نسبت بھی یہی حکم ہوگا اور اشباہ و نظائر میں ہے۔
 ”واذا مات او قتل علی ردتہ لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اهل ملتہ وانما
 یلقی فی حضرة کالکلب“ اور یہ مرتد جب مر جائے یا اپنے ارتداد کے باعث قتل کیا
 جائے تو مسلمانوں اور اہل ملت کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے اور کتے کی طرح گڑھے میں ڈال
 دیا جائے۔ ﴿

۲ قادیانی امر وہی کے کلام میں تناقض

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مولوی محمد احسن صاحب کا رقیمۃ الوداد ۲۴ اگست کے احکم میں چھاپا ہے جو کسی سائل
 کے خط کے جواب میں ہے جس نے چند سوالات کئے تھے۔ اپنے موعود کی دعوتوں کے ثبوت ہیں۔
 آپ فرماتے ہیں: ”اگر یہ پیشین گوئیاں خبر صادق کی جس کا مصداق یہ مسیح موعود ہے نہ بھی ہوں
 تب بھی یہ مجدد اسلام اپنی ذات میں ایک ایسا مجمع نشانوں الہی کا ہے جس کی تصدیق کے لئے
 قرآن و حدیث ہم کو مجبور کر رہے ہیں۔“ ازل تو لفظ اگر سے جو حرف شرط اور تھکیک پیدا کرنے
 والا ہے۔ یہ لگتا ہے کہ مسیح موعود کی نسبت آنحضرت ﷺ کی پیشینگوئیاں قطعی اور یقینی نہیں ہیں۔
 اس صورت میں موعود موعود نہ رہا۔ حالانکہ وہ حدیثوں ہی کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتا
 ہے۔ مثلاً ”ان الله یبعث لہذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ من یجد دلہا دینہا“ اگرچہ یہ
 اس پر منطبق نہ ہو کیونکہ اس صورت میں آنحضرت ﷺ کی وفات سے لے کر اب تک ۱۳ مجدد
 ہونے چاہئیں جنہوں نے نبی، مہدی مسعود، مسیح موعود، امام الزمان، خاتم الخلفاء ہونے کا دعویٰ کیا
 ہو۔ کیونکہ آپ کے نزدیک مجدد تو وہی ہے۔ جو مذکورہ بالا صفات کا مجموعہ ہو اور اگر آپ تاویل سے
 ثابت کریں کہ ۱۲ مجدد تو اس شان کے نہ تھے بلکہ مرزا قادیانی سے کفیل تھے۔ اول تو حدیث میں
 نہیں لکھا کہ وہ مجددین مراتب میں ناقص اور کامل ہوں گے۔ یعنی ۱۲ مجدد تو ناقص اور تیر ہواں مجدد
 سب سے اکمل اور خاتم الخلفاء ہوگا۔

اور اس صورت میں خود ۱۲ مجددوں ہی کی نفی ہوتی ہے کیونکہ ناقص فی الکمال یانی
 الدین ہرگز مجدد نہیں ہو سکتا۔ پھر خدا کو کیا ضرورت تھی کہ اپنے کامل دین کے لئے ناقص مجدد بھیجتا۔
 سب کو کامل ہی بنا کر کیوں نہ بھیجا اور اگر مولوی صاحب یہ کہیں کہ سب کامل تھے اور قیامت تک
 کامل ہی مجدد پیدا ہوں گے تو مرزا قادیانی کی کوئی خصوصیت نہ رہی اور دعویٰ خاتمہ خلفاء بھی
 باطل ہو گیا کیونکہ آپ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ حدیث من یجد دلہا دینہا کا وہی مجدد ہوگا۔

خواہ خلیفہ اول صدیق اکبرؓ ہوں یا مسیح موعود خاتم الخلفاء و مہدی مسعود ہو۔ لیکن صدیق اکبرؓ نہ تھے۔ ورنہ مرزا قادیانی خاتم الخلفاء ہرگز نہ ہوتے اور اگر یہ کہو کہ مرزا قادیانی حضرت ابو بکر صدیق سے افضل ہیں۔ کیونکہ وہ خلیفہ اول تھے اور مرزا قادیانی خلیفہ آخر اور خاتم الخلفاء ہیں تو اب قیامت تک۔ کسی اور مجدد کی بعثت نہ ہونی چاہئے جو حدیث مذکور کے منطوق واجب الوثوق کے بالکل خلاف ہے کیونکہ حدیث میں علیؓ راس کل ملئہ وارد ہوا ہے۔

اپنے یعنی ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد پیدا ہوگا یہ نہیں لکھا کہ چودھویں صدی کے شروع میں جو مجدد پیدا ہوگا وہ خاتم المجد دین ہوگا۔ آگے چل کر آپ دفع دخل کے لئے فرماتے ہیں۔ ”ہاں یہ مجددین سب کے سب یکساں اور مساوی فی الدرجہ نہیں ہیں۔ بلکہ بحکم ”سَلِّكِ الرَّسُلَ فَفَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ“ امت محمدیہ میں بھی یہ حکم فضیلت جاری و نافذ ہے۔“ آپ نے مرزا قادیانی کی خاتمیت پر غارت کر دی۔ علاوہ اس کے یہاں رسولوں کی فضیلت کا ذکر ہے نہ کہ مجددوں کی فضیلت کا تاکہ حدیث مذکور سے مطابقت ہو۔

اور اگر آپ دینی سنجی اور لنگڑی تاویل کریں کہ تمام مجدد رسول ہیں تو آئیہ خاتم النبیین کا انکار ہے گویا آپ کو کسی کی کچھ پروانہ ہو اور دائرہ اسلام سے خارج ہونا پڑے۔ اگر مجدد سے مراد نبی ہوتے تو یہ حدیث اس طرح وارد ہوتی۔ ”ان الله يعث لهداه الاممة على راس كل مائة نبیاً یجدد لها دینہا“ آپ کا یہ فرمانا کہ سب مجددین یکساں اور مساوی فی الدرجہ نہیں اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ مرزا قادیانی سب سے افضل ہیں اور رسولوں سے بھی افضل ہیں کیونکہ آیت ”سَلِّكِ الرَّسُلَ فَفَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ“ کا پیش کرنا اس غرض سے ہے۔ اس سے آپ کا اور تمام مرزائیوں کا عقیدہ اچھی طرح کھل گیا۔ خواہ آپ اپنے عقیدے پر کیسا ہی پردہ ڈالیں۔

لاکھوں لگاؤ ایک چورانا نگاہ کا

لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب میں

خدا کرے آپ ہمارا مطلب اچھی طرح سمجھیں اور نازک طبع نہیں نہ کہ بلید الطبع۔ اور

بہتر ہے کہ آپ قلم اٹھائیں اور پھر مجدد کی جولانیاں دیکھیں۔

۳ کیا مرزا قادیانی حرمین شریفین کی زیارت کریں گے

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہرگز نہیں کیونکہ سفر حجاز میں مصائب ہیں۔ جہازوں کے ڈوبنے کا خوف ہے پھر جدہ

اور مکہ اور مدینہ کی راہ میں بدو لگتے ہیں جو مال و اسباب لوٹ لیتے ہیں ورنہ مار ڈالتے ہیں جا بجا

قرنطینے ہیں۔ طاعون ہے ہیضہ ہے الغرض طرح طرح کی آفات ہیں۔ اس لئے نہ مرزا قادیانی خود جائیں گے نہ اپنے حواری اور مریدوں کو حج کی اجازت دیں گے۔ بس ایسے پر آشوب وقت میں تو قادیان ہی مکہ اور مدینہ بلکہ ان سے بھی کئی حصے زیادہ شرف رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ دارالامان ہے اور مکہ اور مدینہ اور ان کی راہ میں امن نہیں بلکہ ہر وقت جان کا خطرہ ہے۔

لیکن مرزا قادیانی کا یہ عذر رنگ ثابت کرتا ہوں کہ وہ موعود عیسیٰ نہیں بلکہ مردود و جال ہیں چنانچہ ابن عساکر نے ابی ہریرہ سے روایت کی کہ ”قال رسول اللہ ﷺ ليهيطن الله عيسى بن مريم حكماً عدلاً واماماً مقسطاً فليسكن فوج الروحاء حاجاً او معتمراً وليقفن على قبري ليسلمن على ولا دن عليه (کنز العمال ص ۳۳۵)“
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ خدائے تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو اتارے گا حاکم، عادل اور امام منصف بنا کر پھر وہ حج یا عمرہ کرتے ہوئے روحاء کی راہ سے طیس کے (روحاء ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے ۳۶ کوس ہے اسی راہ سے انبیاء حج کو جاتے تھے) اور میری قبر پر آ کر مجھے سلام کریں گے اور میں سلام کا جواب دوں گا۔ اب فرمائیے مرزا قادیانی مسیح موعود کیونکر ہوئے ان کے واسطے تو روحاء قادیان اور گورداسپور کی سڑک ہے وہ اس راہ سے بھی اس وقت بچو رہی جاتے ہیں جبکہ مقدمات میں عدالت ان کو طلب کرتی ہے۔

خدا نہ کرے مرزا قادیانی حرمین شریفین کو جائیں وہاں تو سچے مومن جاتے ہیں جو خدائے وحدہ لا شریک اور اس کے رسول خاتم النبیین پر ایمان رکھتے ہیں۔ مرزا قادیانی احادیث کے اس جزء کو مانتے ہیں جو ان کے مطلب کے موافق ہوتا ہے باقی اجزاء نہیں مانتے۔ وہ اس آیت کے مصداق ہیں ”لؤمن ببعض و نکفر ببعض“

۴ مرزا قادیانی کا الہامی قصیدہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کا ایک فارسی قصیدہ (جس کو الہامی بتایا جاتا ہے اور جس پر مرزائیوں کو بہت بڑا دعویٰ ہے) مرزا قادیانی کو تو سب سے زیادہ ہوگا کیونکہ وہ ملہم ہیں (نظر سے گزرا ہم ذیل میں اس کے پیاز کے سے چھلکے اتار کر دکھاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ پوست ہی پوست ہے۔ مغز نثار دلچھے۔

جائیکہ از مسج و زوڈش سخن رود
گویم سخن اگرچہ نثار ند باورم

کاند رد لم دمید خداوند کرد گار
کان برگزیده راز رہ صدق مظہر

(درشین قاری ص ۷۸)

لیجے جناب عیسیٰ مسیح برگزیدہ ہو گئے شاید یہ قصیدہ بروزی اور مہدی موعود بننے سے پہلے
تصنیف کیا گیا ہے اور جب جنون اور مانجھ لیا نے زور کیا تو عیسیٰ مسیح کو خدا جانے کیا کیا بنا کر
چھوڑا۔ نبی ہونا تو کجا وہ تو مہذب انسان بھی نہ رہے۔ جو مسیح ایسے اور ویسے ہیں مرزا قادیانی ان
کے مظہر بنے ہیں۔ یہ شعر قصیدہ انوری کے اس شعر سے اخذ کیا ہے۔

جانیکہ از بلندی دستی سخن رود
از آسان بلند تر از خاک کترم

قرآن میں سے جو آیتیں چرا کر تغیر و تبدل اور مسخ کے بعد اپنا الہام قرار دیتے ہیں وہ
تو مسلمانوں پر کھل جاتا ہے کیونکہ ہزاروں علماء اور حفاظ موجود ہیں پس کاجل کا چوراہا منہ کالا
کرتا ہے تو پکڑا جاتا ہے مگر شعراء کے قصائد پر تو لوگوں کی بہت سی نظر ہوتی ہے۔ پس آپ
اس کو چرا کر حقیقہ میں سرخرد ہو جاتے ہیں لیکن تاڑنے والے تاڑ جاتے ہیں اور مجددانہ مشرقیہ
کے سامنے تو مرزا قادیانی کی کوئی چوری کب چھپ سکتی ہے۔ اس کی شان میں تو مولانا نقاشی
پہلے ہی فرما گئے ہیں۔

اگر دزد برودہ برآرد نفیر
بے دوست او فحشہ دزد گیر
موعودم دکلیہ ماور آدم
حیف است گر بدیدہ نہ بیند مظہر

(درشین قاری ص ۷۸)

ہم نے تو یہ سنا تھا کہ کانوں سے دیکھتے ہیں ناک سے دیکھتے ہیں سر سے دیکھتے ہیں۔
پاؤں سے دیکھتے ہیں۔ گھٹنوں سے دیکھتے ہیں؟ یہ آج ہی مظلوم ہوا کہ لوگ آنکھوں سے دیکھتے ہیں
جبکہ آپ کا یہ مصرعہ نظر پڑا۔

حیف است گر بدیدہ نہ بیند مظہر
یوں فرمائیے!

حیف است اگر بغور نہ بیند مظہر

از کلمہ منارۃ شرقی عجب مدار
چوں خود ز مشرق است تخیلی نیرم

(درشین فارسی ص ۷۹)

تمام اشعار میں مفتوح ہے مگر یہاں کسور۔ یہ لفظ نیر بروزن فی فعل بکسر باء ہے نہ کہ بلتخ
یاء۔ یہ آپ کی الہامی شاعری اور ہمدانی ہے۔ جی ہاں بجا ہے جو مشرق میں رہے اور ایک منارہ
کھڑا کر لے وہ مسخ موعود ہے۔

ان قبلہ رو نمود بکیتی بچار دہم
بعد از ہزار دسہ کہ بت انگند در حرم

(درشین فارسی ص ۷۹)

چار دہم کو بسکون ہا ہوز ملاحظہ کیجئے۔ پھر چار دہم سے چودھویں صدی مراد لیتا شاید
تقاضا الہام ہے۔ علی ہذا ہزار دسہ سے تیرہویں صدی۔ پھر تو انگند در حرم کے تو یہ معنی ہوئے کہ
حرم میں بت لا کر ڈال دیئے۔ برا انگندن البتہ ڈھا دینے کے معنی میں مستعمل ہے۔ ترکیب کتنی
مضطرب ہے۔ آپ جو کچھ چاہتے ہیں شعر میں اس کو ادا نہیں کر سکتے۔ آپ کا مدعا یہ ہے کہ دنیا
میں اس قبلہ (آنحضرت ﷺ) نے تیرہویں کے بعد پھر منہ دکھایا جس نے حرم سے بتوں کو
اکھاڑ پھینک دیا تھا۔

مگر شعر سے یہ معنی نہیں نکلتے بلکہ اس کے خلاف نکلتے ہیں یعنی اس قبلہ نے پھر منہ دکھایا
جس نے تیرہ سو برس قبل حرم میں بت لا کر ڈال دیئے تھے۔ یہ آنحضرت ﷺ اور ان کے بروزنی
کی تعریف ہوئی؟ واہ واہ الہام کیا ہے خط کا مرتق ہے۔

جو شید آنچنان کرم منبع فیوض
کامہ ندائے یار زہر کوئے و مجرم

(درشین فارسی ص ۷۹)

(یار) تو بہت ہی خوب ہے اور کوئے کے ساتھ مجرم کے تو کیا ہی کہنے ہیں۔ مجرم بالفتح
بمعنی ہل اور بالکسر بمعنی کشتی ہے یہاں دونوں معنی سے کیا مناسبت ہے یوں فرمائیے!

کاندائے عیب زہر کوئے و مظرم
آخر نخواندہ کہ گمان کو گیند
چون میردی برون زحد دوش برادرم

جو شخص اپنے کو بر ملا خدائے تعالیٰ کا لے پا لک بتائے۔ بعد ختم نبوت و دعویٰ نبوت کرے۔ انبیاء کو گالیاں دے اور اپنے کو غیب دان بتائے۔ اس پر گمان نیک کرنا مومن کا کام نہیں اور (برادر م) تو بہت ہی فصیح واقع ہوا ہے۔

مامورم و مراچہ درین کار اختیار
رو این سخن گو بخداوند آمرم

(درشین فارسی ص ۷۹)

پھر قافیہ غلط۔ امر بکسر میم ہے نہ کہ بفتح میں۔ مرزا قادیانی ایہ شاعری ہے کا تا اور لے دوڑی نہیں۔

ای قوم من بکفۃ من تک ول مباح

زاول چنین مجوش ہیں تا باخرم

قافیہ پھر غلط سنئے ایک آخر تو بکسر خاء اسم فاعل ہے اور ایک آخر بفتح خاء بمعنی دیگر کے ہے۔ آپ کی مراد بکسر خاء ہے نہ کہ بفتح خاء ورنہ بے معنی ہوگا اور یہ معنی ہوں گے کہ مجھے دوسرے کے ساتھ دیکھ۔ خود بدولت کا بھی یہ مطلب نہیں اور آخر اسم فاعل کی صورت میں روی غلط ہوتی ہے۔ الفاظ کی صحت و سقم کی بھی تیز نہیں۔

ہر لحظہ ی خوریم ز جام وصال دوست

ہر دم انیس یار علی رزم منکرم

(درشین فارسی ص ۸۰)

روی پھر غلط۔ آپ کی مراد منکر بکسر کاف اسم فاعل ہے نہ کہ منکر بفتح کاف اسم مفعول ورنہ مہمل ہے۔

برسنگ میکند اثر این منظم مگر

بے بہرہ این کسان ز کلام موثرم

(درشین فارسی ص ۸۱)

روی پھر غلط۔ کیونکہ موثر سے اسم فاعل مراد ہے جو بکسر تاہ مثلثہ ہے نہ کہ بفتح۔

ز انگو نہ دست او لم از غیر خود کشید

گوئی گے نبود گر در تصورم

(درشین فارسی ص ۸۱)

واہ واہ! رومی بجائے مفتوح کے کسور تو ہو رہی تھی اب رومی مفہوم بھی ہونے لگی کیوں

جناب۔

تصور بضم واو ہے یا فتح واو
ہر تار و پود من بسر اید بعشق او
از خود تہی و از غم آن دلستان پر

(درشین فارسی ص ۸۱)

رومی پھر مضموم۔ تار و پود کا گانا نیا محاورہ ہے۔ یوں فرمائیے!
ہر تار مومے من بسر اید بعشق او
من عیستم رسول دنیا در وہ ام کتاب
ہاں ملہم اتم و ز خداوند مندرم

(درشین فارسی ص ۸۲)

رومی پھر غلط۔ آپ ڈرانے والے ہیں یا ڈرائے گئے۔ بے شک ڈرائے گئے اور مجدد
الہ مشرقیہ آپ کا مندر یعنی قہر خدا اور عذاب آخرت سے ڈرانے والا ہے۔ یہ قصیدہ غالباً اس
زمانے کا لکھا ہوا ہے جبکہ دماغ کے قہر یا میٹر کا نمبر مانگو لیا کے درجے سے بڑھ کر رسالت تک نہ
بڑھا تھا اب تو آپ فرمائشی بردوزی رسول ہیں۔

آپ تو الہامی قصیدے کے لکھنے میں مجبور ہیں۔ قصور تو مسخرے آسمانی باپ کا ہے کہ عالم
فلم جو کچھ چاہتا ہے الہام کر دیتا ہے۔ اس کا فرض یہ تھا کہ لے پالک پر الہام کرنے سے پہلے یہ
قصیدہ مجدد کے پاس بغرض اصلاح بھیج دیتا کہ رسوائی نہ ہوتی۔ خبردار جو آئندہ ایسی خود سری کا
سودائے خام پکایا۔

۵..... مرزا قادیانی نے اپنی سہ سالہ بعثت میں کیا کارروائی کی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم کو نہایت ارمان بھرے دل اور طرح طرح کی امیدوں سے جو قادیانی مہدی کے
وجود سے وابستہ ہیں۔ یہی کہنا پڑتا ہے کہ اس نے اپنی سہ سالہ بعثت میں فرہاد بن کر کوئی کوہ کنی کی
فرہاد نے شیریں کے غم میں اور کچھ نہیں تو ما پوسی کی حالت میں اپنا ہی سر چھوڑ لیا اور معرکہ عشق و محبت
میں تمام بوالہوسوں سے بازی لے گیا۔ اور ایک بڑا مہتمم بالشان کارنامہ چھوڑ گیا اور ایسا کام کر گیا
کہ قیامت تک کوئی نہ کر سکے گا۔ مرزا قادیانی سے تو کچھ بھی نہ ہو سکا۔ قادیان سے باہر نکلے ہوئے

مارے خوف کے روح قبض ہوتی ہے۔

حالانکہ آسمانی باپ وعدہ کر چکا ہے کہ میں تیری جان کا ہر وقت محافظ ہوں اگر بری نگاہ سے کوئی دیکھے گا تو آکھیں نکال کر اس کو ٹم کر دوں گا۔ مگر مرزا قادیانی کو آسمانی باپ کی ڈھارس باندھنے پر ذرا بھی ایمان و اعتماد نہیں۔ ہم کو حیرت ہے کہ جب خود لے پالک آسمانی باپ کے وعدوں کو گزشتہ اور دال بھات ساگ پات کھانے والوں کی توعد کا اچھان سمجھتا ہے تو عوام میں اپنی اور آسمانی باپ کی ہوا کیا باندھ کر سکے گا۔ جب ہم تواریخ میں گزشتہ مہدیوں کے کارنامے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے دنیا میں انقلابات ڈال دیئے۔ بڑی بڑی سلطنتوں میں زلزلے پیدا کر دیئے۔ چار طرف کھلبلی مچا دی۔ میدان ہستی کو تہ و بالا کر دیا تو رہ کر ہمارے دل میں بھی ارمان پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے زمانے کا مہدی ان کے مقابلے میں کچھ تو ہاتھ پاؤں ہلاتا ان سے آدمی تہائی چوتھائی دسواں بیسواں سواں حصہ ہی اپنی مہدویت کے ٹھہرو پر کر دکھاتا۔ گزشتہ مہدیوں کی تو دور بلا۔ بڑوں کی باتیں بڑیں۔ ان کا کام بڑا ان کا نام بڑا۔ خود ہمارے زمانے کے مہدیوں محمد احمد نقاشی وغیرہ نے مصر کو کیا کیا ناچ نچایا۔

وہ بہادر انگریز جن کی وسیع سلطنت میں آج کے روز آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ جب انہوں نے مصر کی کمک پر آ کر فوج کشی کی تو سوڈانی مہدی نے ان کو کیا کیا تماشائیں دکھایا۔ بالآخر یہ غریب اپنی جان پر کھیل گیا اور تمام مہدیوں کی آبرورکھ گیا۔ ٹکست و فتح نصیبوں سے ہے مگر اے میر مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا۔ حال کو حجت نہیں صومالی مثلاً عبداللہ ہی کو دیکھ لیجئے۔ کس دم خم اور کس ٹھاٹھ سے برٹش کے مقابلے کی کڑی جھیل رہا ہے۔ ماتھے پر چین تک نہیں۔ میرا شیر افریقہ کے جنگلوں اور کھجوروں میں دھڑوک رہا ہے اور ایسے ہیبت ناک نعروں سے کوک رہا ہے کہ مرزا قادیانی اگر سن پائیں تو پتہ پانی ہو کر رہ جائے۔ دیکھئے مہدیوں کی یہ شان ہے۔ ایک ہمارے قادیانی مہدی ہیں کہ نہ ان میں جوش ہے نہ ہمت ہے نہ جرأت نہ اولوالعزمی ہے گوشہ عافیت میں بیٹھے چار طرف کاغذی گھوڑے دوڑا رہے ہیں اور توپ گولے کی جگہ خالی خولی گیدڑ بھکیوں (موت کی پیشینگوئیوں) سے کام لے رہے ہیں اور ہنکار رہے ہیں کہ میری فوج تو طاعون ہے کالرا ہے جو آنکھوں سے الوپ اٹھن ہو کر مخالفوں کی کمینگاہ میں ہر وقت لگا ہوا ہے اور ہڑپ کوئی منکر ڈھب پر چڑھا اور ادھر اس نے ہڑپ کیا۔

بھلا کسی مہدی نے بزدل بن کر ایسی کارروائیاں کی بھی ہیں۔ انہوں نے صرف زبان تنغ سے بڑی بڑی جرات سلطنتوں کی مزاج پرسی کی ہے اور اپنی شان جبروت دکھا کر منکروں کو منوایا

ہے ان کی ناک میں تیر ڈال دیا ہے۔ پس کس مسالے پر آسمانی باپ خوش ہو سکتا ہے کہ میرا لے پالک کسی قابل ہوگا اور آسمانی باپ کے پوتے کس برتے پر اچھل کود رہے ہیں کہ ہم اپنے باپ دادا کے کئی حرفیوں پر فتح یاب ہوں گے۔ اگر مرزا قادیانی کا یہی جین ہے تو یاد رکھیں کہ مجدد المشرق قہ مہدویت کا جبہ قلم چھین کر کسی دوسرے مہدی کو دے دے گا اور قادیانی مہدی کو معزول کر کے بیک بنی دود گوش عدم آباد کو چلتا کر دے گا۔

۶ الحیاء شعبۂ من الایمان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مخبر صادق ﷺ کا مندرجہ عنوان الرشاد کتنا صحیح اور درست اور بے حیاءوں کے مطابق حال ہے اگر اس ارشاد پر عمل ہو تو دنیا میں ایک بھی بے حیاء نہ رہے اور بے حیائی اپنا منہ کالا اور ہاتھ پاؤں نیلے کر کے کا فور ہو جائے۔ بھلا تیرہ سو برس کے عرصہ میں یہ ڈھٹائی اور بے حیائی کس نے اپنا شعار بنایا ہے کہ اپنے کو مسلمان اور امت محمدیہ میں بتائے اور نبی بننے کا دعویٰ کرے۔ اسلام کی بنیاد ڈھالے اور بدستور مسلمان بنا رہے اور جب اس کا دعویٰ مختلف مضبوط دلائل سے توڑا جائے تو ذرا شرم نہ آئے بلکہ اڑیل ٹٹو کی طرح اور بھی ہٹ کرے۔ تمام صحابہ عظام۔ اولیاء کرام، کبراء الختام کو جو تہج سنت خیر الامام اور عمائد اسلام تھے جھوٹا بتائے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ حیاء جو ایمان کا شعبہ ہے باقی نہیں رہی اور بے حیائی جو کفر کا تمنہ ہے اس کے دل پر مسلط ہو گئی ہے۔ دین میں شرک سے بڑھ کر کوئی بے حیائی نہیں شرک فی التوحید اور شرک فی الرسالت سے زیادہ کون بے حیاء ہوگا۔

سچ ہے حیاء مومنین کی صفت ہے۔ صالحین کی صفت ہے صدیقین کی صفت ہے۔ انبیاء کی صفت ہے اور خود خدائے سبحانہ و تعالیٰ کی صفت ہے۔ بھلا ملحدوں اور مشرکوں کو اس صفت سے کیا واسطہ؟

جس شخص میں حیاء نہیں نہ اس کے لئے کوئی ضمانت ہے نہ اس کا کوئی ضامن ہے نہ اس کا کوئی کفیل ہے نہ اس کا قول و فعل قابل اعتماد ہے۔ کیونکہ اس کے دل میں مطلق خوف خدا نہیں رہا۔ وہ خدا کا منکر ہے اور عملہ اُضد کو بھول گیا ہے۔ دنیا کے سارے کاموں میں حیاء اس طرح داخل ہے جیسے اجسام میں خون اور خون میں حرارت اگر حیاء موجود ہو تو کوئی مجرم کسی جرم کا ارتکاب نہ کر سکے۔ عدالتیں جو مجرموں کو سزا دیتی ہے تو یہ ایک قسم کی تاویب اور سرزنش ہوتی ہے کہ دیکھو تم نے جو حیاء جیسی صفت سے قطع تعلق کر لیا تو اب تم کو جبراً حیا دلوانی جاتی ہے اور جب تک تم اس سزا

میں جتلا رہو گے۔ تمہارا نور ایمان تمہیں خود حیا اور شرم دلاتا رہے گا تو نے جو کچھ جھک مارا تھا اب اس کا خمیازہ چکھ۔

قیامت میں جب بحرین دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ اور عقوبت میں جتلا ہوں گے تو یہی کہیں گے ”یا لعینی اتخذت مع الرسول مسیلاً“ یہ ان مجرموں کا حال ہوگا۔ جنہوں نے رسول مقبول ﷺ کا طریقہ چھوڑ دیا ہے اور جو لوگ خود ہی رسول بن گئے ہیں اور رسول کو جھٹلایا ہے خیال کرنا چاہئے کہ ان کی کیسی بری حالت ہوگی۔ کاش وہ خدا اور رسول سے شرم کریں۔ بے حیا نہ بنیں اگر دنیا میں ان کو بے حیائی کا تذکر نہیں ملا تو وہ اس پر نہ پھولیں کیونکہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے اور دائمی ہے۔

۷ نبی اور خلیفہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آنحضرت ﷺ کو خدائے تعالیٰ نے خاتم النبیین بنایا۔ اسی بناء پر آپ نے فرمایا ”لا نبی بعدی“ مرزا قادیانی کو آسمانی باپ نے خاتم الخلفاء بنایا۔ لہذا آپ نے نعرہ مارا کہ لا خلیفۃ بعدی۔ کلام مجید میں بجز حضرت آدم علی مینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے کسی کو جناب باری نے خلیفۃ اللہ کہہ کر نہیں پکارا۔ مگر مرزا قادیانی کو آسمانی باپ نے نہ صرف خلیفۃ اللہ بلکہ خاتم الخلفاء بنا دیا کیونکہ آپ آسمانی باپ کے خلف فرزند ہیں۔ باقی سب ناخلف، اور خلیفۃ اور خلف ہم معنی ہیں۔ مرزا قادیانی کا مقولہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کامل اور اکمل انبیاء کے خاتم ہیں نہ کہ ناقص انبیاء کے ناقص انبیاء قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

اس پر ہم بارہا بحث کر چکے ہیں۔ اگر اطمینان نہ ہوا ہو تو اور لیجئے۔ ناقص ناقص کا خاتم ہوگا اور کامل کامل کا پہلے تو اس فاسد عقیدے نے آنحضرت ﷺ کا کسر شان کیا۔ پھر خود مرزا قادیانی کا۔ کیونکہ آپ اپنے کو خاتم الانبیاء کہتے ہوئے تو ذرا جھکتے ہیں مگر خاتم الخلفاء بڑے دھڑلے سے بنتے ہیں۔ اس صورت میں آپ ناقص خلفاء کے خاتم ہوں گے نہ کہ کامل خلفاء کے۔ اور خلفاء بھی انبیاء ہیں تو اپنے ساتھ آپ نے تمام انبیاء کو ناقص ٹھہرا دیا۔

اور آپ کے عقیدے کے موافق قیامت تک جتنے خلفاء (انبیاء) ہوں گے سب ناقص ہوں گے۔ یہ وہی بات ہوئی۔

میں تو ڈوبا ہوں مگر تم کو بھی لے ڈویں گا

آسمانی باپ نے بایں ریش ویش لے پاک کو تاویل کرنا بھی نہ بتایا۔ اتنی خبر نہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کمال نبوت کے خاتم اور مکمل ہیں تو ناقص نبوت کے بدرجہ اولیٰ ختم اور مکمل ہیں۔ یہ تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو چاند ماند ہو جاتا ہے مگر ستارے ماند نہیں ہوتے۔ گویا آفتاب صرف چاند کو مظلوم کرتا ہے نہ کہ ستاروں کو۔ ایسی اندھی تاویل کو وہی لوگ دیکھیں اور پسند کریں گے جو انسانی ماہیت سے مسخ ہو کر چکا ڈر کی ماہیت میں حلول اور بروز کئے ہوئے ہیں۔

مرزا قادیانی تمام انبیاء کو ناقص بتاتے ہیں لیکن اگر کوئی ان سے کہے کہ آپ ناقص خاتم اختلفاء اور ناقص امام الزمان ہیں تو وہ اور ان کے چیلے چاڑ کاٹ کھانے کو دوڑیں گے۔

کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت اور

ناقص چیزوں اور ناقص انسانوں کی خاتمیہ کونسا عجوبہ امر یا اعجاز ہے؟ ناقص انسان یا ناقص اشیاء تو کامل ہوں ورنہ ان کا معدوم ہو جانا بہتر ہے۔ آسمانی باپ کے سب بیٹے یا تو خلف ہوں ورنہ تلف۔ جب مرزا قادیانی ناقص نبی یا خلیفہ ہیں تو آپ کی امت بھی ناقص ہی ہوگی۔ تعجب ہے کہ آنحضرت ﷺ تو کامل اور آپ کا بردار اور ظل، ناقص۔ (ایڈیٹر)

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۲ ستمبر کے شمارہ نمبر ۳۶ کے مضامین

.....۱	آرا آرا دھڑیم۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	نبی اور مجدد۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	تردید و التجدید۔	ایم۔ ڈی۔ ایل شاہ جہان پوری!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ آرا آرا دھڑیم

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ارے بیٹھے بٹھائے یہ دھماکے کی آواز کیسی آئی؟ آسمانی باپ کی طرف سے کوئی زلزلہ تو

نہیں آکودا۔ جس طرح لے پالک کی حمایت پر طاعون ایڈیکا نگ بن کر آکودا تھا مکروہ تو تمام ہندوستان میں اچھلتا کودتا رہا۔ اس کا بڑا ہوائی زلزلہ خاص قادیان دارالامان ہی میں تشریف کا پونڈیا دوبار کا گھٹا لایا۔ لیکن نہ توینارے پر نہ لے پالک کے محل سرا پر غریب ایڈیٹر الحکم کے ہی مکان پر یوں گرا جیسے مردار پر کندھے جوڑ کر گد۔ ما حاصل یہ ہے کہ پچھلے مینہ کے موسلا دھار دو گھڑوں میں بے چارے ایڈیٹر کا مکان یوں بیٹھ گیا جیسے کسی مایوس اور ناکام عاشق کا دل اور دم کے دم پلن لے پالک کی چوکھٹ اور منارے کے استھان کے آگے سر بجمو ہو گیا۔

زلزلہ بھی تھا عقلمند کہ غریب ایڈیٹر ہی کے مکان کو قادیان کے مکانات کا کفارہ بنایا۔ اب مکان کی تعمیر کے لئے چندہ ہو رہا ہے۔ چندوں میں ایک ڈبل چندہ یہ بڑھ گیا۔ یہ الہی چندیا کی خیر۔ اب ہمیں قادیان کے دوسرے مکانوں کے لالے پڑ رہے ہیں کیونکہ آسانی باپ کے ایڈیکا نگ کا دست شفقت تو سبھی پر پھرنا چاہئے۔ جیسے طاعون۔ کہ آیا تو مخالفوں کے لئے مگر خود آسانی باپ کے بعض جان بہار پوتوں کا بھی سلفہ کر گیا۔ ہماری رائے میں تو یہ تعمیر منارے سے بھی مقدم ہو کیونکہ الحکم ہی نے منارۃ السخ کو پبلک میں بائس پر چڑھایا ہے اور ہفتہ وار چڑھاتا رہتا ہے۔ ورنہ کہیں وہی معاملہ نہ ہو کہ کباڑی کے چھپر پر سہوس نہیں ہوتا۔ (ایڈیٹر)

۲ نبی اور مجدد

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

نبی اور رسول صاحب شریعت ہوتا ہے مگر مجددان امور کو جو مرد الزمان کی وجہ سے پرانے یا دلوں سے نسیا منسیا ہو گئے ہوں۔ نئے کرتا اور یاد دلاتا ہے نہ وہ نبی اور رسول ہوتا ہے نہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرتا ہے۔ جیسے مولانا و مجددانہ اسٹیل شہید کہ مسلمان توحید و سنت کو بھول گئے تھے چار طرف شرک اور بدعت اور ہوا پرستی پھیل گئی تھی۔ آپ نے تجدید کی ٹھوکری لگائی اور مردہ سنت و توحید کو زندہ کر دیا جس سے نہ صرف عوام بلکہ سچے علماء کرام کی بھی آنکھیں کھل گئیں۔ بے شک یہ حضرت شہید مغفور مبرور ہی کے دم قدم کی برکت ہے کہ ہندوستان میں توحید کا نور پھیل رہا ہے اور اتباع سنت کا ظہور ہو رہا ہے مجدد ایسے ہوتے ہیں جن کی نسبت حدیث شریف میں ”یجدد لها دینھا“ کی پیشینگوئی وارد ہوئی ہے۔ بھلا اس زمانہ سے لے کر اب تک حنفی علماء میں سے کسی نے بھی مولانا مرحوم کی تجدید سے انکار کیا۔ ہرگز نہیں بلکہ آپ کا نام بڑی عظمت سے

مسلمانوں کی زبان پر دائرہ سائر ہے اور قیامت تک رہے گا اور مسلمان ہمیشہ آپ کی مساعی جلیلہ کے منکھور رہیں گے۔

اب مرزا قادیانی بھی کو دیکھئے ہندوستان سے لیکر حرمین شریفین اور تمام ملک عرب تک کسی عالم نے بھی آپ کے لاٹائل و عودوں کو مانا؟ پچاس سو، دس، بیس دو چار کو تو جانے دو کسی مرے گرے ایک آدھ عالم نے بھی آپ کو حق پر سمجھا۔ مشائخ عظام اور علماء کرام نے آپ کے نام اور کام پر تین حروف ہی بھیجے اور چار طرف سے بیش باد کا طرہ لگا۔ کوئی عالم ایسا نہیں جس نے تکفیر نہ کی ہو اور کفر کے فتوؤں پر اپنی مہر یاد مستحظ مثبت نہ کئے ہوں۔

وجہ یہ ہے کہ معاملات دین سے علماء ہی باخبر ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے مکاروں کا کر اور زوریوں کا زور چل نہیں سکتا۔ انہیں نفوس قدسیہ سے دین اسلام قائم ہے۔ انہیں کی برکت سے مسلمان راہ راست سے نہیں ڈمگاتے اور گمراہ گمراہی سے نکل کر صراط مستقیم پر قائم ہو جاتے ہیں اور صدی پر خدائے تعالیٰ ایسے مجددین بھیجتا رہتا ہے کیونکہ وہ اپنے دین کا حامی اور حافظ و ناصر ہے۔

موجودہ عہد سلطنت میں آزادی اور وسیع المشربی کا دور دورہ ہے۔ کل جدید لذیذ والوں کی چاشنی کی خوب وال گلتی ہے۔ ہر طبقہ میں آسان پسندی پھیل گئی ہے۔ تکالیف شرعیہ سے بپا عث ضعف ایمان و اعتقاد کے سب بچتے ہیں۔ بس سادھو بچوں کی تڑھ بنی ہے۔ اگر ہندوستان کے علماء اور مشائخ مرزا قادیانی کا تعاقب نہ کرتے اور مرزائی عقائد کی مسموم ہواؤں کو بذریعہ خواہی دین اسلام کے تقریر اور تحریر یعنی کتابوں اور رسالوں کی اشاعت سے دور نہ کرتے تو ہندوستان میں مرزائی مذہب طاعون کی طرح پھیل جاتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علماء کا وجود باوجود دین اسلام کے قیام و استحکام کی ضمانت ہے۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ اگر مجدد نبی ہوتا تو آنحضرت ﷺ خاتم النبیین کیونکر ہوتے؟ بھلا کسی نے آج تک عرفاء و اصطلاح الغیۃ و شرعاً مجدد کو نبی یا نبی کو مجدد مانا بھی ہے؟ نبی کو مجدد کے لقب سے ملقب کرنا اس کی توہین ہے۔ ہر فن کا ایک ایک مجدد ہوتا ہے۔ یورپ میں اس وقت سائنس اور جرنیل اور ڈاکٹری وغیرہ فنون کے صدہا مجدد ہیں لیکن وہ رسول اور پرافٹ (غیب دان) نہیں ہیں نہ انہوں نے ایسا دعویٰ کیا۔ پھر رسول اور نبی مامور اور مبعوث من اللہ ہوتا ہے مجدد ایسا نہیں ہوتا۔

مگر مرزا قادیانی کو لٹوی اور اصطلاحی اور شرعی مناسبت سے کیا غرض۔ انہوں نے تو تمام عمدہ اور بزرگ خطابات چھانٹ کر الم ظلم تو ند میں بھر لیے۔ یہ نہ سوچے کہ ان کی ساتھی بھی ہوگی

کہ نہیں اور یہ مختلف اور متضاد و خطا بات پیٹ کے ڈربے میں جا کر آپس میں لڑتے تو نہ لگیں گے۔
مرزا قادیانی کو دنیا طلبی اور حسب جاہ کی عیاری تو خوب سوجھی مگر یہ نہ سوجھا کہ چل بھی
سکے گی یا نہیں۔ اب مانینگے لیا یا واقعی الحاد و ارتداد کے طغیان کی نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ مرزا اور
مرزائیوں کی نظروں میں کسی نبی اور رسول اور مجدد کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور ہے بھی تو اتنی کہ کوئی نبی
اور رسول ہوں گے مگر اب کہاں ہیں مر گئے مگل گئے۔

ان کے اقوال ان کے الہامات ان کے وجود ہی کے ساتھ فرسودہ ہو گئے۔ مرزا قادیانی
زندہ نبی، زندہ رسول، زندہ امام الزمان وغیرہ ہیں۔ پس ان پر نہ صرف مسلمانوں بلکہ ساری خدائی
کو ایمان لانا چاہئے۔

آپ حدیث رسول اللہ ﷺ سے اپنا مجدد ہونا اخذ کرتے ہیں اور کلام مجید سے صرف
یسی مسیح کا مرنا مگر قرآن سے اپنا یسی موعود ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قرآن میں یسی موعود ہی کے
آنے کا ذکر ہے۔ مگر حدیث میں جو تمیں جموئے دجالوں کے آنے کا ذکر ہے۔ اس سے جین
برجیں ہوتے ہیں کیونکہ خود بدولت بھی انہوں میں سے ہیں۔ خود مرزا قادیانی ایمان سے کہیں کہ
دنیا میں اب تک بہت سے جموئے مہدی اور جموئے نبی آئے یا نہیں پس؟ کیا ضمانت ہے کہ آپ
خلاف قرآن و حدیث کے سچے مہدی اور مسیح موعود ہیں۔ گھبرائیے نہیں چند روز میں سب کھلا جاتا
ہے اور ذرا ذیاطیس اور ضعف قلب کو بڑھنے دیتے۔
(ایڈیٹر)

۳ تردید و اتحاد

ایم۔ ڈی۔ ایل شاہجہان پوری!

چند ہفتہ سے ایڈیٹر ایڈورڈ گزٹ شاہجہان پور مولانا شوکت ایڈیٹر شہنہ ہند میرٹھ پر بے
جاملے کر رہا ہے۔ ہم سوچتے تھے کہ آخر اس بحث کا خٹا کیا ہے اور کیوں ایڈیٹر ایڈورڈ گزٹ نے
مولانا کو اپنا مخاطب بنایا ہے لیکن تھوڑے غور سے معلوم ہو گیا کہ ایڈیٹر مذکور کو دو چیزوں نے اس
بحث کے لئے ابھارا۔ اول! تو طلب شہرت جس کا ذریعہ آج کل اس سے اچھا اور کوئی نہیں۔ کہ کسی
بڑے شخص سے الجھ کر اپنے کو مشہور کیا جائے۔ یا کسی معزز اخبار کے کالموں میں اپنا نام لکھوا کر اپنے
نام کو شہرت دی جائے۔ چونکہ آج کل یہی طریقہ شہرت کا ہے۔

اس وجہ سے نشی مختار احمد نے اس پر عمل کیا اور ایک اچھا موقع شہرت کا ڈھونڈ نکالا اور
بے جا طور پر دخل در معقولات دیا۔ یہ ضرور ہے کہ ان کے دخل در معقولات سے ان کی کم علمی روز
روشن کی طرح ظاہر ہوگئی۔ مگر انہوں نے اس مصرع پر عمل کیا کہ۔

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا
اب رہی دوسری چیز (جس نے ان کو خاص کر مولانا شوکت کے ساتھ الجھنے پر مجبور
کیا۔) تو وہ ان کا مرزائی ہونا ہے اور انہوں نے اس عداوت کو اس پر ایہ میں ظاہر کیا ہے۔ گو عام
طور پر لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ کس چیز کے جٹے پھپھولے پھوڑے
جاتے ہیں اور کس پر ایہ میں دل کی بھڑاس نکالی جاتی ہے۔ ایڈیٹر صاحب خواہ آپ کسی رنگ میں
جلوہ افروز ہوں اور کسی پیرایہ میں سلسلہ کا شکر شروع کریں۔ مگر

من انداز قدرت راے شام

حضرت جو تازنے والے ہیں قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ اچھا تو پھر آپ کا یہ دعویٰ کرنا
کہ ہم مولانا شوکت صاحب کے دوست ہیں اور خیر خواہی سے کہتے ہیں۔ کیا بالکل جھوٹ اور سفید
جھوٹ نہیں۔ کیا آپ باوجود یہ کہ مرزا غلام احمد کے مرید ہیں اور ان کی شان میں ایک قصیدہ لکھ
چکے ہیں۔ مجدد کے دوست ہو سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں یہ صریح جھوٹ ہے اور اگر آپ گریبان
میں منہ ڈالیں تو خود آپ کا دل آپ کو بتا دے گا۔ کہ میں کسی نیت سے اخبار میں اس قسم کے مضامین
لکھ رہا ہوں اور سچائی کس طرف ہے۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے مختار کے قصیدہ کے چند شعر اس مقام پر
نقل کریں۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہو جائے گا کہ مختار ایک سخت متعصب اور پرانے
(مرزائی) ہیں یہ قصیدہ مسک العارف، مصنفہ محمد احسن امر دہی مرزائی کے صفحہ ۶۲، ۶۳، ۶۴ میں
شائع ہوا ہے جو کہ مارچ ۱۸۹۸ء میں طبع ہوئے ہیں۔ قصیدہ میں اس بات کا صاف طور پر بیان
موجود ہے کہ مرزا مسیح موعود اور سچے رہنما ہیں چنانچہ ہمارے دوست مختار مرزا کی شان میں فرماتے
ہیں۔

تو ہے ہمارا پیشوا	تو ہے ہمارا	تو ہے ہمارا	رہنما
تو ہے ہمارا مقتدا	تو ہے ہمارا	تو ہے ہمارا	ہم
گورنر ہم سہتے ہیں ہم	گورنر ہم سہتے ہیں ہم	گورنر ہم سہتے ہیں ہم	ہم
لیکن یہی کہتے ہیں ہم	لیکن یہی کہتے ہیں ہم	لیکن یہی کہتے ہیں ہم	ہم
ہوتے ہیں ظلم ناروا	ہوتے ہیں ظلم ناروا	ہوتے ہیں ظلم ناروا	کیا
جب تیرے آگے کر دیا	جب تیرے آگے کر دیا	جب تیرے آگے کر دیا	ختم
ہے سب کو ہی اے نیک خو	ہے سب کو ہی اے نیک خو	ہے سب کو ہی اے نیک خو	آزاد

کرتے ہیں تیری گفتگو لکھ لکھ دم بدم
ایک جگہ پر فرماتے ہیں۔

اے مہدے عالی ہم
اے عیسیٰ فرخ شیم
اے عشق تو ایمان من
اے درد تو درمان من
اے ہادیے والا حشم
اے رہبر راہ ارم
اے الفت تو جان من
اے اکٹوں بمطلب آدم
اور ناظرین مقطع کی دادیں۔

مخار روک اپنی زبان معیار تمام اپنا قلم
معزز ناظرین یہ ہے معیار کا قصیدہ جس سے آپ کو ان کے متعصب مرزائی ہونے کا
کامل عقیدہ ہو جائے گا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم قصیدہ کی غلطیاں بھی پبلک پر ظاہر کریں۔ لیکن چونکہ
ہم اس وقت دوسرے پہلو پر گفتگو کر رہے ہیں۔ اس لئے قصیدے کی اصلاح کو دوسرے وقت پر
اٹھار رکھا ہے۔ معزز ناظرین آپ کو یہ تعجب ضرور ہوگا کہ جب ایڈیٹر ایڈورڈ گزٹ کے ان مضامین
لکھنے کا منشا بغض و عناد ہے تو وہ کیوں نہیں کھلم کھلا مرزا غلام احمد کی تائید کرتا اور کیوں نہیں ضمیر کے
مضامین کا جواب دیتا۔

تو ہم آپ کا تعجب دور کرنے کے لئے یہ جواب دیتے ہیں کہ اول تو اس بے چارے
میں اس قدر لیاقت نہیں کہ اپنے پیر کی حمایت کر سکے۔ دوسرے ایڈیٹر ایڈورڈ گزٹ یہ نہیں چاہتا
کہ میں تعلیم یافتہ پبلک اور اخباری دنیا میں اپنا مرزائی ہونا ظاہر کروں۔ اس وجہ سے وہ دوسرے
طور پر اپنے مخالفوں سے الجھتا ہے اور اپنے نام کو شہرت دینا چاہتا ہے کیونکہ بوجہ بے علم ہونے کے
اس کے پاس کوئی شہرت کا ذریعہ نہیں ہے۔ بھلا جو شخص صحیح اردو لکھتا تک نہ جانتا ہو اور خدا کے
لئے محسوس کا لفظ استعمال کرے تو کیا زبان دانی کے متعلق اس کی رائے قابل وقعت ہو سکتی ہے۔
ایسے شخص کو کبھی مذہبی اور علمی بحثوں میں دخل نہ دینا چاہئے۔

حالانکہ ایڈیٹر ایڈورڈ گزٹ نے ان تمام چیزوں میں دخل دیا ہے۔ جس کو ہم آگے چل
کر ظاہر کریں گے۔ ایڈورڈ گزٹ میں ردالتجدید کے عنوان سے کئی مضمون شائع ہو چکے ہیں۔ ہم
چاہتے ہیں کہ سلسلہ داران مضامین کی تردید کریں۔ اس وقت ہماری میز پر ۱۳ اگست کا ایڈورڈ
گزٹ رکھا ہوا ہے۔ جس کے ص ۲ میں جلی قلم سے (ردالتجدید) درج ہے۔ یہ عنوان کسی طرح
درست نہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نویسی نفس تجدد کا رد کرتا ہے یا بالفاظ دیگر وہ کسی مجدد کے

آنے کا قائل نہیں۔ حالانکہ اس کا قول اس کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ وہ مرزا غلام احمد کو نہ صرف مجدد بلکہ مسیح دمہدی وغیرہ مانتا ہے۔ لہذا ہم اس کو نصیحت کرتے ہیں کہ مضمون کا عنوان تبدیل کرے۔ خیر یہ تو عنوان پر بحث تھی۔

آگے چل کر تجزیہ فرماتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی کو دوستانہ سمجھایا جاتا ہے تو اس کو بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ ایڈیٹر شخہ ہند کو چاہئے تھا کہ وہ ہمارا شکر گزار ہو کر دعویٰ تجدید سے باز رہتا کیا خوب، آپ اور دوستانہ طور پر سمجھائیں اور وہ بھی کس کو ایڈیٹر شخہ ہند کو۔ سچ ہے اور بہت سچ۔ مگر حضرت یہ تو فرمائیے کہ ایڈیٹر شخہ ہند آپ کا شکر گزار کیوں ہوتا۔ کیا اس وجہ سے کہ آپ کھلم کھلا مہمل اعتراضات اس پر کر رہے ہیں۔ کیا اس وجہ سے کہ آپ اپنے اخبار میں اس کو سخت دست لکھ رہے ہیں۔ بھلا ہم بھی تو کہیں کہ وہ کون اسباب ہیں اور آپ کے اس پر کیا احسانات ہیں جس کی وجہ سے اس کو شکریہ ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

ایڈیٹر مذکور نے ایک پرچہ میں لکھا تھا کہ خدا کو ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کا جواب شخہ ہند میں ایک نامہ نگار نے کافی طور پر دے دیا ہے۔ کیوں نہ ہو میرے بھولے ایڈیٹر (ٹھیکنس) اس کے بعد فرماتے ہیں۔ ہمارے معزز ہمعصر نے یہ تو لکھ دیا کہ ہم کو اول کمال علم و فن اور پھر تعلیم یافتہ پبلک نے مجدد بنایا ہے۔ ایسے مہمل فقرے تفصیل طلب ہیں۔ مجدد کو بتانا چاہئے کہ وہ کون سے علوم و فنون ہیں جنہوں نے کامل بنا دیا اور یہ کہ وہ علوم و فنون اس نے کس حد تک حاصل کئے۔ ہم تعلیم یافتہ پبلک کی تعداد بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

اگر ہم عصر نے یہ لکھ دیا تو غضب کیا۔ کیا کمال علم و فن کے سوا کوئی اور چیز بھی انسان کو معزز بناتی ہے۔ مگر ہم سمجھائیں تو کس کو سمجھائیں؟ آپ کی عبارت کا یہ حال ہے کہ آپ نے مذکورہ بالا عبارت میں۔ دو سوال کئے ہیں جن میں سے دوسرا بالکل مہمل ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ وہ کون سے علوم و فنون ہیں جنہوں نے کامل بنا دیا اور اس کے بعد لکھتے ہیں کہ وہ علوم و فنون اس نے کس حد تک حاصل کئے۔

حالانکہ دوسرے سوال کا مطلب پہلے سوال میں بخوبی آ گیا کیونکہ جب علوم نے کامل بنا دیا وہ یقینی انتہا درجہ تک حاصل کئے ہوں گے۔ پھر اس سوال کی کیا ضرورت کہ وہ علوم و فنون اس نے کس حد تک حاصل کیے۔ کیا دوسرا سوال مہمل نہیں رہا۔ یہ سوال کہ ہم تعلیم یافتہ پبلک کی تعداد معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا شوکت نے کوئی رجسٹر تعلیم یافتہ پبلک کے نام درج کرنے کے لئے نہیں بنایا ہے۔ جن کی فہرست اخبار میں شائع کر دی جائے۔ مگر نہیں آپ نے

اپنے پیر پر مولانا شوکت کی حالت کو بھی خیال کیا ہے۔ جن کے یہاں مریدوں کے نام کا ایک رجسٹر موجود ہے جن کی تعداد کبھی ایک لاکھ بتائی جاتی ہے اور کبھی ایک دم سے دو لاکھ۔ حالانکہ کاشنر مردم شاری بہت ہی تھوڑی تعداد لکھتے ہیں اور نیز ضمیمہ میں بار بار مریدوں کی تعداد کی قلعی کھل چکی ہے۔ خیر یہ تو مرزا کی پرانی عادت ہے۔

ہم کو اس سے بحث نہیں اس وقت یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ مولانا شوکت کے پاس کوئی رجسٹر نہیں اور رجسٹر کا نہ ہونا مولانا شوکت کے ساتھ خاص نہیں ہے کسی ذی علم و فاضل دمہ دہنے اپنے متعلقین کی کوئی فہرست شائع نہیں کی۔ آپ کے پیر مرزا غلام احمد نے ضرور ایک فہرست ۳۱۳ ناموں کی (ضمیمہ رسالہ انجامِ اہم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۷۵) شائع کی ہے۔ اس میں ان لوگوں کے نام ہیں جو اپنی حماقت سے مرزا قادیانی کے پسندے میں پھنس گئے۔ ہاں تو اب بھی آپ کی سمجھ میں آیا کہ فضلاء کے کمال کو لوگ خود بخود تسلیم کر لیتے ہیں وہ فہرستیں نہیں شائع کرتے مگر ساتھ ہی کچھ حاسد بھی ایسے لوگوں کے پیدا ہو جاتے ہیں جو ان کی شہرت کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے بعد آپ ارشاد فرماتے ہیں یہ تفصیل دریافت ہونے پر ہم مقابلہ کریں گے کہ اب ہندوستان میں کوئی دوسرا شخص بھی اس کمال کا ہے یا نہیں اور وہ خاقانی اور بے دل اور غالب وغیرہ کے کلام کا حل لکھ سکتا ہے یا نہیں حضرت ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ تعلیم یافتہ پبلک کی تعداد دریافت ہونے کے بعد دوسروں کی لیاقت پر کیسے رائے زنی کر سکیں گے کہ فلاں شخص اس کام کو کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے لئے تعلیم یافتہ پبلک کی تعداد دریافت کرنا بالکل غیر ضروری ہے۔ مولانا شوکت نے ان شاعروں کے کلام کا جو حل کیا ہے اس کو دیکھئے اور ان سے مقابلہ کر لیجئے۔ آپ کو زیادہ جھٹ کی کیا ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ مولانا شوکت تو ان شاعروں کے کلام کا حل کر چکے ہیں۔ آپ اب دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آیا کوئی حل کر سکتا ہے یا نہیں۔ گویا آپ امکان پر بحث کر رہے ہیں اور ہم وقوع پر اور اس کے علاوہ آپ نے ابھی تک تصنیح بھی نہیں کیا کہ فلاں شخص اس کام کو کر سکتا ہے اور اگر بالفرض آپ کسی کا نام لے بھی دیں تو ہم کیسے یقین کر لیں کہ یہ شخص اس لیاقت کا ہے؟

ہاں جب حل کر کے دکھایا جائے گا اس وقت پبلک خود فیصلہ کر لے گی۔ خالی باتوں سے کام نہیں چل سکتا اور اگر آپ کے نزدیک کسی کام کا کر سکتا اور کرنا برابر ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ فلاں فلاں ادیب مرزا قادیانی کے قصیدہ کا جواب لکھ سکتے ہیں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اس کہنے کے وقت تم کہتے ہو کہ لکھ کے دکھاؤ جب جانیں حالانکہ اس قصیدے سے عمدہ قصیدے

اس وقت موجود ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ ان شاعروں نے اعجاز کا دعویٰ نہیں کیا اور اگر صرف اعجاز کا دعویٰ کرنا کوئی قابل وقعت چیز ہے تو حتمی نے صرف اپنے عمدہ کلام کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ پھر مرزا میں اور حتمی میں کیا فرق؟ بہر حال جب تک لکھ کر نہ دکھایا جائے۔ مولانا شوکت کا دعویٰ باطل نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ امکان کے لئے وقوع ضرور نہیں ورنہ ہم ہر شخص کو ذی انوار شرابی کہہ سکیں گے کیونکہ اس میں زنا اور شراب نوشی کی قوت موجود ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں کہتے (مگر نہیں آپ اپنے کائنات کے موافق ہر ایک پر حد لگانے کا فتویٰ دے دیں گے (الٹی توبہ) اور یہاں تو تم نے اس کام کے لئے کسی کا نام بھی نہیں لیا۔ اس کے بعد بھولا ایڈیٹریوں لکھتا ہے۔ ایک دانشمند کا مقولہ ہے کہ جو بلا ضرورت قسم کھاتا اور حلف اٹھاتا ہے اس کی کوئی بات سچی نہیں ہوتی۔ کیا خوب اب تو آپ مسائل شرعیہ میں بھی دخل دینے لگے (حالانکہ خیر سے عربی کا آپ ایک حرف بھی نہیں جانتے) کہ قسم کھانا ناجائز ہے۔

مگر افسوس کہ ہم کو اس دانش مند کا نام اب تک نہ معلوم ہوا جس نے احکام شرع کے خلاف یہ زبردست فتویٰ دیا اور قوانین مردہ کو بھی درہم برہم کر دیا۔ آنکھ کھول کر دیکھو کہ شرع کا کھلا ہوا مسئلہ ہے۔ ”الہینۃ للمدعی والیمن علی من انکر“ مگر نہیں نہیں محاف فرمائیے۔ شاید وہ دانشمند (مگر آپ ہی کے نزدیک) مرزا غلام احمد ہوں گے لیکن اگر آپ کا یہی خیال ہے تو بالکل غلط ہے کیونکہ وہ خود بھی سیکٹروں جگہ بلا ضرورت قسم کھاتے ہیں اور دوسروں کو قسم کھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی نے ڈیڑھی عبد اللہ آتھم کو قسم کھانے کے واسطے کس قدر مجبور کیا تھا اور پے در پے متعدد اشتہار شائع کر کے اس پر زور دیا تھا کہ وہ قسم کھائے تو میں اس قدر روپیہ اس کو دوں گا۔ اور پھر بڑے زور و شور سے یہ پیشین گوئی کی کہ وہ ہرگز قسم نہیں کھائے گا۔ کیونکہ وہ جھوٹا ہے۔

چنانچہ (انجام آتھم ص ۳، نثران ج ۱۱ ص ۳) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”ناظرین یاد رکھیں کہ آخری پیغام جو آتھم صاحب کو قسم کھانے کے لئے پہنچایا گیا وہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کا تھا اس میں یہ فیرت دلانے والے الفاظ بھی تھے کہ اگر آتھم کو عیسائی لوگ گلے گلے بھی کر دیں اور زنج بھی کر ڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے۔“ ان کے علاوہ بھی اور بہت سی عبارات ہیں جن میں قسم پر زور دیا گیا ہے اور ہم بوجہ طوالت اس کو چھوڑے دیتے ہیں۔ اب ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ ہم مرزا قادیانی کی بات مانیں یا ان کے مرید عتبار کی مگر ہم تو دونوں کو گمراہ سمجھ کر چھوڑتے ہیں

اور صرف شارع کے اقوال پر عمل کرتے ہیں۔

اس کے بعد مختار نے پنجابی اخباروں پر حملہ کیا ہے۔ (کیونکہ ایڈیٹر شمنہ ہند نے پنجاب اور ہندوستان کے معزز اخباروں کو اس فیصلہ کے لئے حکم بنایا تھا) اور ان اخباروں کی نسبت یہ لکھ دیا ہے کہ وہ زبان اردو سے ماہر نہیں اور ہندوستانی اخباروں کی نسبت یہ لکھ دیا کہ وہ ہمارے حق میں ڈگری کریں گے۔ حالانکہ اردو زبان دانی اور خوش فہمی کسی خاص شخص کا حصہ نہیں۔ ابھی یہ بات کی ہندوستان کے اخبار ہم کو ڈگری دیں گے۔ یہ صرف خیال ہی خیال ہے۔ جن کا آپ کے پاس کچھ ثبوت نہیں۔ اس کے علاوہ ہم بہت تعجب سے دیکھتے ہیں کہ مختار کو پنجابی اخباروں پر اعتراض کرتے وقت مرزا غلام احمد کی ارو و نوہی کا کچھ بھی خیال نہ رہا۔ اور بے ساختہ پنجابیوں کو لتاڑ ڈالا۔ گویا اور کسی کے شان سے بعید نہ ہو۔ مگر مختار جیسے پیر پرست کی شان سے ضرور بعید ہے۔ اس کے بعد آپ نے ریاض الاخبار کے ایک نوٹ پر جو مولانا شوکت کی بابت ہے آپ نے رائے دی ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ریاض الاخبار کا منشاء مولانا شوکت کی تعریف کا نہ تھا۔

اگر مختار اس نوٹ کو کسی پرچہ میں نقل کریں۔ تو ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا وہ کس کی جانب ہے۔ چونکہ ہم نے وہ نوٹ نہیں دیکھا اس وجہ سے ہم نے اس پر بحث بھی نہیں کی۔ اب ہم مختار احمد سے چند سوال کرتے ہیں اور ہم کو امید ہے کہ وہ ضرور ان سوالوں کا جواب دے کر پبلک پر اچھی طرح اصل حال ظاہر کر دیں گے۔ اور نیز ہم بھی باخبر ہو کر اس پر اچھی طرح بحث کر سکیں گے۔

سوالات متعلق اخبار

نمبر ۱..... کیا یہ اخبار آپ نے اس وجہ سے جاری کیا ہے کہ قوی اور ملکی خدمت کریں۔

نمبر ۲..... یا اس لئے کہ آئندہ چل کر اس اخبار کو مرزا غلام احمد کی تائید کا ذریعہ بنائیں۔

نمبر ۳..... یا اس لئے کہ اس سے روپیہ کمائیں اور اس کو تجارتی اصول پر قائم رکھیں۔

بہر حال جو وجہ ہو اس کو ظاہر فرمائیے۔ سوالات متعلق ایڈیٹر

نمبر ۴..... آپ کو مرزائی ہونے کس قدر زمانہ گزرا۔

نمبر ۵..... آپ مرزائی خود ہونے یا کسی کی تحریک سے۔

نمبر ۶..... آپ نے مرزا قادیانی کو دیکھا ہے یا نہیں اور اگر دیکھا ہے تو کب اور کتنی مرتبہ۔

نمبر ۷..... آپ نے عربی تحصیل کی ہے یا نہیں اور اگر کی ہے تو کہاں تک اور کس سے اور جب

آپ نے عربی تحصیل کی ہے تو ضرور ہے کہ آپ قرآن و حدیث سے بھی واقف ہوں گے تو ایسی

صورت میں تو آپ پر ضرور لازم ہے کہ مرزا قادیانی کے سچے ہونے کے دلائل کافی طور پر پیش

کریں اور اگر عربی تحصیل نہیں کی تو پھر کس وجہ سے مرزائی ہوئے اور اب مرزائی ہونے کے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں۔

نمبر ۸..... کیا آپ نے کسی زبان کی نثر و نظم میں کوئی کتاب لکھی ہے اور اگر لکھی ہے تو اس کا نام کیا ہے اگر آپ نے ان تمام باتوں کا جواب دیا تو خیر ورنہ ہم تحقیق کر کے ان تمام باتوں کا جواب شخہ ہند میں ارسال کریں گے۔ اس کے علاوہ ہم کو یہ بھی امید ہے کہ آپ ہمارے اس مضمون کا جواب بھی ضرور شائع کریں گے۔ مگر یہ ضرور خیال رہے کہ ہماری تمام باتوں کا جواب بالتفصیل دیا جائے اور خاص کر ان باتوں کا جو مرزا قادیانی کے متعلق ہیں اور آپ نے اپنی سعادت مندی سے اپنے پیر صاحب کا جا بجا خلاف کیا ہے۔ اگر آپ نے ان باتوں کا جواب نہ دیا تو آپ کی بہت بڑی گریز سبھی جائے گی۔ اور آپ کی کم علمی عام طور پر ظاہر ہو جائے گی۔ مائی ڈیئر مختار تسلیم اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں اور عنقریب انشاء اللہ روانہ ہونے کے دوسرے نمبر کا رد لکھ کر آپس میں ملاقات کریں گے۔

تعارف مضامین ضمیمہ شخہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۴ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۷ کے مضامین

.....۱	کپورتھلہ کی ایک مسجد پر مرزائیوں کا دعویٰ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	الہمد للہ لہذا قرآن اور مرزا قادیانی کا دخل در معتولات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱..... کپورتھلہ کی ایک مسجد پر مرزائیوں کا دعویٰ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

یہاں کے سنتوں اور مرزائیوں کے مابین ایک مسجد کی بابت تنازع ہو رہا ہے۔ مرزائیوں نے عدالت میں اپنے استقرار حق کا دعویٰ کیا ہے۔ کچھ عرصہ ہو ضمیمہ میں اس نزاع کی کسی قدر ابتدائی کیفیت درج ہو چکی ہے۔ اب بڑے زور سے مقدمہ چل رہا ہے۔ اگرچہ اکثر ویسی ریاستوں میں کسی قانون پر بہت کم عمل درآمد ہوتا ہے۔ جس طرح جی میں آتا ہے مقدمات کا تصفیہ کرویا جاتا ہے تاہم اکثر انگریزی قوانین ہی پر عمل ہوتا ہے۔

سنتوں کا یہ دعویٰ ہے کہ مرزائی لوگ مسلمان نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے ایک نیا نبی پیدا

کر لیا ہے اور ان کے بہت سے عقائد بالکل دین اسلام کے خلاف ہیں۔ حج کو باوصف استطاعت کے ضروری نہیں سمجھتے۔ تصویروں کے بنانے اور شائع کرنے کو برا نہیں سمجھتے۔ بلکہ تصویر مرزا کو مرزائی دین کی اشاعت کا بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں ارکان نماز میں بھی اختلاف ہے اور مرزا قادیانی اپنے کو خدا کا جہتی (لے پالک) بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھ پر یہ الہام ہوا ہے۔ ”انت منسی بمنزلہ ولدی“ (تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم) اور ”انت منی وانا منک“ (تذکرہ ص ۳۲۲، طبع سوم) یعنی تو میرا لے پالک ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ یہ عقیدہ مرتع شرک اور عیسائیوں کے عقیدے سے ملتا جلتا ہے اور مرزائیوں کے مسلمان نہ رہنے کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ فحول علماء ہندوستان نے جن میں نہ صرف ہر طبقہ کے سنی علماء ہیں بلکہ شیعہ علماء نے بھی ان کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ اور باوصف اس کے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں۔

عیسائیوں نے بھی آسمانی باپ کی بادشاہی اور اس کے فرزندوں کے گروہ سے نکال باہر کیا ہے۔ تعجب ہے کہ آپ تو بڑے زور و شور سے اپنے کو مسیح موعود اور مہدی اور امام الزمان اور بردوی یعنی تاجی کلنگ ادا رہتائیں اور مسلمانوں، ہندوؤں اور عیسائیوں اور آریہ وغیرہ سے کوئی بھی آپ کو اپنا نجات و ہندہ نہ مانے۔ اور حسرتوں کا ہر طرح خون ہو اور تمام ارمان یوں زندہ در گور ہو جائیں۔ مولانا عبدالقادر صاحب بیدل مرحوم نے کیا خوب لکھا ہے۔

من و پریشانی حسرتی کہ گم است مقصد بسمش
بھدائے خون ز سے مگر بزبان خنجر قاتلش

علماء اسلام کو مرزا قادیانی سے کچھ عداوت نہ تھی نہ مرزا قادیانی نے کسی کا باپ مارا تھا کہ خواہ مخواہ بھی سب کے سب بالاتفاق ان کو کافر بتاتے۔ اسلامی علماء نے عرصہ تک بڑے غور سے مرزا قادیانی کے خوارق کو دیکھا اور انتظار کیا کہ شاید راہ راست پر آجائیں اور مانگو لیا حب جاہ دور ہو جائے۔ علماء اور مشائخ نے مرزا قادیانی کے دعوؤں کے جواب میں مبسوط کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسالے بھی شائع کئے کہ شاید اب سمجھیں اور اب سمجھیں مگر کس کا سمجھنا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بالآخر حسب مقولہ عرب آخر الدواہ لکی یعنی آخری علاج داغ دینا یا پچھتا لگانا ہے۔

ہمارے علماء نے اپنا منصبی فرض ادا کیا یعنی تکفیر کا فتویٰ دیا تاکہ عوام اہل اسلام گمراہی سے بچیں۔

اور اب بھی کچھ نہیں بگڑا اگر مرزا قادیانی ایمان اور سچے دل اور خلوص سے توبہ کریں اور

ظاہری علامات سے علماء پر ثابت کرویں یعنی عمل کر کے بھی دکھادیں یعنی خلاف عقائد اسلام جس

قدر رسالے اور کتابیں لکھی ہیں ان کی تردید کر دیں اور سب کتابوں کو تفتی دکھادیں تو ہم ذمہ کرتے ہیں کہ ہمارے علماء بھی تکفیر کے فتوے واپس لیں گے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ
صدبار اگر توبہ کھستی باز آ

مسلمانوں کی باگ بالکل حقانی علماء اور مشائخ کے ہاتھ میں ہے جو شریعت محمدی کے وارث ہیں وہ خود سر اور مطلق العنان نہیں اور موجود زمانہ کی عدالتیں بھی علماء ہی کے فتوؤں کو مانتی ہیں اور کوئی عدالت خلاف شریعت محمدی فیصلہ نہیں دے سکتی پس پور حتمہ کی عدالت میں یہ تمام فتویٰ پیش ہوں گے تو وہ انہی کے مطابق فیصلہ دے گی اور مرزائیوں کی جھوٹی تاویلیں جو آیات و احادیث کے معانی میں برخلاف جمہور علماء و مجتہدین و محدثین و مفسرین کرتے ہیں ہرگز نہ چل سکیں گی۔ نہ تقیہ کا رگڑ ہوگا جیسا کہ مرزا قادیانی نے ایک کتاب بنام (ایک غلطی کا ازالہ) شائع کی ہے۔ ہاں جیسا کہ ہم ابھی ابھی لکھ چکے ہیں اگر عدالت میں سچے دل سے تائب ہوں اور تمام دعاوی سے باز آئیں تو ہم ذمہ کرتے ہیں کہ پور حتمہ کے سنی مسلمان مرزائیوں سے مساجد میں آنے کے مزاحم نہ ہوں گے اور ان کو اپنا بھائی سمجھیں گے۔ اور پھر عدالت کا وہ فیصلہ مع توبہ نامہ کے تمام ہندوستان میں شائع ہوگا۔

مگر مرزائیوں سے یہ کام غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی مہدی مسعود اور مسیح موعود ہندوستان سے لیکر یورپ تک مشتہر ہو گئے۔ آپ کی تصویریں جا بجا پھیل گئیں۔ منارہ تیار ہو گیا جس پر دعویٰ سے تیس سال بعد مسیح موعود اتریں گے۔ حالانکہ منارہ تیار بھی نہیں ہوا۔ تعمیر کی راہ میں روڑے لگے ہوئے ہیں۔ بس تمام دعوؤں اور تمام بنا کردہ آثار و علامات پر پور حتمہ کے چند مسلمانوں کی خاطر خاک ڈال دینا بڑے جگر کا کام ہے اور پور حتمہ کی عدالت سے مرزائی دعویٰ خارج بھی ہو گیا تو کیا ایسی پٹہ پیچھے کی باتیں تو بہت سی ہو چکی ہیں اور شاید بہت سی ہوں۔ وہی بات ہے کہ ہم تو بڑے بڑے مخلوں سے نکلوائے گئے ہیں یہ تو عدالت کا چھوٹا سا کرہ ہے۔

مرزائی لوگ داڑھی مویں پر ہاتھ پھیر کر عدالت میں بھی کہیں گے کہ ہم سچے اور سچے مسلمان توحید و رسالت پر ایمان رکھنے والے محمدی ہیں اب ہمارا احمدی (مرزائی) ہو جانا محمدی ہونے میں خلل نہیں اور ہم نے سنا ہے کہ مرزائیوں کی طرف سے عدالت میں وہ فیصلے پیش کئے جائیں گے جن میں الحمد للہ کو عدالت ہائے ماتحت سے لیکر پریوی کونسل لندن تک مساجد کے متعلق ڈگریاں ملی ہیں۔ معلوم نہیں یہ فیصلے مرزائیوں کے حق میں کیا مفید ہوں گے؟ الحمد للہ کی

جانب سے ایک جزوی دعویٰ (آئین بالجبر) کا تھا اور وہ بھی شاذ و نادر شہروں میں۔

تمام مقلدین اور علماء مقلدین خوب جانتے ہیں کہ آئین بالجبر سنت رسول اللہ ہے ورنہ امام شافعی وغیرہ ائمہ اس کے کیوں عامل ہوتے ہیں اور سیکلزڈوں شہر ایسے ہیں جہاں آج تک مقلدین اور اہلحدیث کے مابین آئین بالجبر وغیرہ پر کبھی جھگڑا نہیں ہوا اور فریقین ایک ہی مسجد اور ایک ہی جماعت میں ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ خود جامع مسجد دہلی میں جا کر جس کا جی چاہے دیکھ لے۔

پس یہ ایک فروعی اختلاف ہے نہ کہ اصولی۔ اہلحدیث نے خدا نخواستہ کوئی نیابتی نہیں گھڑا۔ نہ اصول اسلام کو مرزا قادیانی کی طرح برہم کیا۔ انہوں نے تو صرف ”نہی امسی وما یمنطق عن الہوی“ کے اتباع اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کے لئے زور دیا۔

اہلحدیث اور مقلدین تو حید و رسالت پر یکساں ایمان رکھتے ہیں اور ارکان اربعہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو فرض جانتے ہیں اور ان کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے چاروں اصول میں ترمیم بلکہ قطع برید اور چھانٹ چھوٹ کر دی اور تو حید و رسالت کو بھی کھو دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ پس حنفی مقلدین کے دعویٰ میں جو انہوں نے اہلحدیث پر کیا اور مرزائیوں کے دعویٰ میں جو انہوں نے کپور تھلہ کے سنیوں پر کیا زمین و آسمان کا فرق ہے اور فریقین مرزا کی تکفیر میں یکساں متفق ہیں۔ امید نہیں کہ باخبر عدالت اس دعوے کے میں آئے۔ باقی آئندہ۔ (ایڈیٹر)

۲ اہلحدیث اور اہل قرآن اور مرزا قادیانی کا دخل در معقولات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اہلحدیث و اہل قرآن میں چند روز سے بحث ہو رہی ہے۔ اہل قرآن کہتے ہیں کہ صرف قرآن واجب العمل ہے۔ اہلحدیث کہتے ہیں کہ حدیث بھی مثل قرآن ہے۔ مرزا قادیانی کو تو نہ حدیث سے غرض نہ قرآن سے آپ خواہ مخواہ دونوں کے بیچ میں کیوں کھورولائے اور وہ بھی اس طرح کہ ایک کھلی کھلی اہلحدیث کو دکھائی تو باچھیں چیر کر دوسری تیز چلی اہل قرآن پر چلائی۔ آپ تو حدیث اور قرآن دونوں کو استغنیٰ دے چکے ہیں کیا معنی کہ جب خود نبی بن گئے تو قرآن وحدیث دونوں مسترد ہو گئے۔ پھر ان کا ذکر ہی کیا۔

آپ فرماتے ہیں فریقین افراط و تفریط کی جانب گئے ہیں۔ ترکستان کی جانب۔ جیسا کہ سہی فرمائے ہیں

این رہ کہ تو میری ہترستان ست

آپ نے الہدیت و اہل قرآن دونوں پر طوفان اور بہتان باندھا ہے۔ چنانچہ ریویو کے ص ۲ پر لکھتے ہیں وہ (الہدیت) حفظ مراتب کے قاعدے کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں جس سے قرآن شریف کی جنک لازم آتی ہے اور اس سے قرآن سے انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت و معارضت کی وہ (الہدیت) کچھ پرواہ نہیں کرتے اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر حالت میں مقدم سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ”فہای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون (الجماعہ: ۶)“ ہم اس کے جواب میں قرآن پر عمل کریں گے۔

یعنی یہ کہیں گے کہ لعنة الله على الكاذبين! اس ڈھٹائی اور سینہ زوری کو دیکھئے کہ اپنا الزام اوروں پر دھرتے ہیں۔ کلام مجید اور حدیث شریف دونوں کی خود پروا نہیں کرتے۔ خدائے تعالیٰ تو یہ فرمائے کہ ہم نے یہ قرآن نبی امی محمد ﷺ پر اتارا ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مجھ پر اتارا ہے۔ خدائے تعالیٰ تو یہ فرمائے ”وما محمد الا رسول اور وما كان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ اور مرزا کہیں کہ ”وما غلام احمد قادیانی الا رسول اور معاذ اللہ قرآن میں خاتم النبیین کا لفظ غلط ہے۔ دیکھو میں فرمائی ہاں کتا نبی خاتم الخلفاء یعنی خاتم الانبیاء موجود ہوں۔ آنحضرت ﷺ تو یہ فرمائیں کہ ”ما من صوره الا طمة“ یعنی میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ کسی تصویر کو بغیر منائے نہ چھوڑوں اور فرمائیں۔ ”لعن الله المصور والمصور له“ اور مرزا قادیانی تصویر کی اشاعت کو اپنی نبوت کا اعلیٰ رکن سمجھیں۔

فرمائیے قرآن و حدیث دونوں کو کس نے طاق پر رکھ دیا۔ اگر صرف قرآن پر آپ کا عمل ہے تو بتائیے قرآن میں عیسیٰ موعودہ بھی ہندوستان خصوصاً ملک پنجاب اور پھر قادیان میں مرزا غلام احمد بیگ عیسیٰ موعود کا ذکر کہاں ہے؟

کوئی صحیح حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں اور نہ صرف الہدیت بلکہ تمام فرق اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہو وہ حدیث نہیں بلکہ ایک مردہ قول ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے شیخ اہل قرآن مولوی عبداللہ صاحب کے سر پر دست شفقت پھیرا ہے مگر عجیب طرح سے۔ بظاہر تو مقابلہ الہدیت مولوی صاحب کے مرتے لئے ہیں مگر دلائل سے الہدیت کی مزاج پرسی کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں اور مولوی عبداللہ صاحب نے تقریظ کی راہ پر قدم مارا

ہے اور سرے سے احادیث ہی کا انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ احادیث کا انکار ایک طور سے قرآن شریف کا بھی انکار ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ”قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی“ اور آگے چل کر فرماتا ہے میں اور مولوی عبداللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہے۔ اس خیال کی اصل جڑ محمد ثین کی ایک غلط اور نامکمل تقسیم ہے کیونکہ وہ یوں تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے۔ اور دوسری حدیث اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے گویا احادیث ایک بیج کی طرح کرسی پر بیٹھی ہیں اور قرآن ان کے سامنے مستغیث کی طرح کھڑا ہے اور حدیث کے حکم کا تابع ہے۔ پس قرآن تو یوں ہاتھ سے گیا کہ بغیر قاضی صاحب کے فتوؤں کے واجب العمل نہیں اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف میلے کھیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں جن سے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں کیونکہ ظن دروغ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا۔ اس صورت میں نہ تو قرآن ہمارے ہاتھ میں رہا نہ حدیث۔ اس غلطی نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا۔ الخ“

حافظہ تو ملاحظہ ہو کہ ہاتھ تو لپکایا تھا مولوی عبداللہ صاحب کی واڑھی کسوٹے کو اور مونچھ جا کر اکھاڑی الحمدیث کی ہنگوی تو آپ نے دکھائی اہل قرآن کو اور اکڑنے لگے پر جاڑا یا الحمدیث کو ارے واہ رے چکیت تیرے کیا کہنے ہیں۔ لیکن آپ خود ہی میدان میں چپت ہو گئے۔ کیونکر یوں۔

اڈل تو النیۃ ”قاضیہ علی الکتاب“ وارد ہوا ہے نہ کہ: ”الحدیث قاضیہ علی الکتاب“ اور خود آپ کے قول کے موافق حدیث اور سنت میں بڑا فرق ہے۔ حدیث قول ہے اور سنت وہ تعادل ہے جو بطور توازن ہم تک چلا آیا ہے۔ آپ نے گویا عہد اٹھو کا دیا اور سخنہ کے اجلاس میں جرم خلاف بیانی کے مرتکب ہوئے جس کا فیصلہ بہت جلد سنایا جائے گا۔ دوم ایہ ایک قول ہے نہ کہ حدیث اور آیت۔

اور یہ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ الحمدیث بجز قرآن و حدیث کے کسی قول کو مستند اور واجب العمل نہیں سمجھتے۔ دوم! النیۃ قاضیہ علی الکتاب کے یہ معنی ہیں کہ اگر اختلاف طہائع کی وجہ سے آیات کلام اللہ کے محل و معانی کے سمجھنے میں نزاع واقع ہو تو سنت اس کا فیصلہ کر دے گی یعنی اختلاف کو منادے گی۔ خود قرآن مجید ہم کو ایسا ہی حکم دیتا ہے کہ ”فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول“ اگر سنت یا حدیث مراد نہ ہوتی تو اس آیت میں الی اللہ کافی تھا نہ کہ

والرسول بھی جو بالکل مشہور ہوتا ہے اور ایسے معاملات ہمیشہ واقع ہوتے رہتے ہیں جب کسی آیت کے سمجھنے میں اختلاف واقع ہوتا ہے تو لوگ علماء تبعین سنت کی جانب رجوع کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ انسوس ہے کہ سنت کے لغوی معنی کے سمجھنے میں بھی آپ غیا کھا گئے۔ سنت کے معنی طریقے کے ہیں۔ یعنی قرآن و حدیث کے مسئلہ پر جس طریق سے صحابہ و تابعین نے عمل درآمد کیا ہے اور آج تک ہو رہا ہے۔ اسی طرح تم بھی کرو کیونکہ اللہ قاضی علی الکتاب پنجم اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ سنت صرف قرآن کے موافق حکم جاری کرنے والی ہے نہ کہ قیاس اور رائے اور ہوائے نفس کے مطابق۔ ایک لفظ کے صحیح اور حقیقی معنی نہ سمجھنا اور ویسے ہی اعتراض کر بیٹھنا کچھ مشکل نہیں۔ ہاں پچھا تھا مناسبت ہے۔ کوئی قاضی یا مفتی یا جج اپنی جانب سے حکم نافذ نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ایک قانون کا پابند ہوتا ہے۔ کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کی سنت قرآن کے خلاف ہو اور اس کے خلاف کوئی حکم نافذ کرے۔ اس صورت میں یہ متضاد معنی پیدا ہوں گے کہ سنت جس کا تعامل کتاب اللہ کے موافق ہے وہ کتاب اللہ پر حکم اور نج ہے۔ پس اس قول کے معنی غلط سمجھے گئے ہیں اور بناء فاسد علی الفاسد تعمیر کی گئی ہے۔ ہفتم قاضی قانون شریعت کا نگران ہوتا ہے کہ اس کے مطابق عمل ہوتا ہے یا نہیں اور کوئی شخص اس قانون کے خلاف تو نہیں کرتا۔

پس سنت کے قاضی ہونے کے یہ معنی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ سنت کے نام ہی سے دراصل مخالفان کو نفرت یا خوف ہے کیونکہ سنت ان کے ہتھکنڈے اور پینٹیرے نہیں چلنے دیتی اور ان کی بنی بنائی اور چنی چنائی تعمیر و حادثی ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ تمام الحدیث حدیث کے قسے کو ان قصوں پر ترجیح دیتے ہیں جو کلام اللہ میں بتصریح موجود ہیں اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر حالت میں مقدم سمجھتے ہیں جو صریح غلطی اور جادہ انصاف سے تجاوز ہے..... الخ“ ناظرین اس کی لم بہت کم سمجھے ہوں گے۔

اس سے مرزا قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید سے ان کے زعم میں عیسیٰ مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور حدیث شریف سے حیات۔ “لیکن قرآن شریف میں عیسیٰ اور مہدی کے آنے کا ذکر کہاں ہے؟ جس کے آپ قائل ہیں۔ پھر عیسیٰ مسیح کی حیات کا تو انکار اور حدیث شریف میں جو دونوں کے آنے کی پیشینگوئی ہے اس کا اقرار۔

یہ زیادہ علی القرآن نہیں تو کیا ہے۔ ایسے کو رنک اور احسان فراموش بھی کم دیکھے ہوں گے کہ جو حدیث مرزا قادیانی کو عیسیٰ موعود اور مہدی مسعود بتاتی بتاتی ہے۔ اسی کے دشمن ہیں اور عاملین بالحدیث کو برا سمجھتے ہیں۔ حدیث کے بغیر چارہ نہیں اور حدیث ہی کی جڑ کھود رہے ہیں۔

آگے چل کر آپ فرماتے ہیں ”ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارضہ و مخالف قرآن و سنت نہ ہو تو خواہ کیسی ہی ادنیٰ درجے کی حدیث ہو وہ اس پر عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے تو سنت میں نہ قرآن میں توفیقہ حنفی پر عمل کریں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادے پر دلائل کرتی ہے..... الخ“

بہتر ہوتا کہ مرزا قادیانی اپنے پیٹ کی بات ظاہر کر دیتے اور لکھ دیتے کہ تصویر کا بنانا چونکہ قرآن کی رو سے حرام نہیں بلکہ جواز ثابت ہے جیسا کہ حضرت سلیمان کے عہد میں تماہیل اور محاریب بنائی جاتی تھیں اور احادیث میں مصوری حرام ہے لہذا اس حدیث کو نہ ماننا چاہئے لیکن حج کے باب میں کیا کہئے گا جو قرآن و حدیث دونوں کی رو سے فرض ہے اور مرزا قادیانی اتنا ہی آڈر صادر کر چکے ہیں اور اس کی جگہ قادیان کے حج کا نادر شاہی حکم دے چکے ہیں۔ حنفی جماعت کی کثرت کو جو آپ نے ارادۃ اللہ کے موافق قرار دیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ آپ اسی بڑی جماعت کی مخالفت کر کے نبی اور امام الزمان بنے ہیں۔ ہندوستان میں کم و بیش سات کروڑ حنفی مقلدین ہیں اور سب سے پہلے علماء حنفیہ ہی نے آپ کی تکفیر کے فتویٰ دیئے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان کی مخالفت کر کے ارادۃ اللہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

اور مرزا قادیانی سے بھی تعجب ہے کہ وہ ان کو فقہ حنفی پر عمل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ گویا آپ اپنی نبوت و امامت کی تردید کرتے ہیں۔

آگے چل کر آپ فرماتے ہیں ”ہماری جماعت بہ نسبت عبد اللہ کے احمدیٹ سے اقرب ہے۔ اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزائی جماعت مولوی چکڑالوی سے قریب تو ہے مگر اقرب نہیں اور احمدیٹ سے اقرب ہے مگر احمدیٹ سے تو ذرا پوچھئے کہ وہ مرزائی جماعت کو اپنے سے اقرب سمجھتے ہیں یا العبد۔“ مذہبی ست گواہ چست۔ احمدیٹ تو مرزائیت کے نام کا کتابھی نہیں پالتے۔ البتہ مولوی محمد احسن صاحب اور مولوی حکیم نور الدین صاحب جو کسی زمانہ میں احمدیٹ کے نام لیا تھے۔ سب سے پہلے یہی مرزائی ہو کر احمدیٹ سے خارج ہو گئے مگر اب تک اپنے کو بظاہر احمدیٹ ہی میں بتاتے ہیں۔

پس مرزا قادیانی نے ان دونوں غلیظوں کی بھی دلداری کی ہے اور چونکہ مولوی صاحب بٹالوی اور مولوی صاحب چکڑالوی کے مابین چل رہی ہے لہذا بٹالوی صاحب کو بھی تھاما ہے اور ساز باز کرنے کے لئے ان کو مرزائیت کے شمشے میں اتارا ہے مگر یقین نہیں کہ وہ شمشے میں اتر سکیں اور مرزا قادیانی کا فسوں ان پر چل سکے کیونکہ وہ پڑھے جن ہیں۔ آگے چل کر مرزا قادیانی

نے اپنی وہی بروزیت اور وہی مطلب سحری بگھارا ہے۔

یعنی آپ نوٹ میں فرماتے ہیں ”میں جب اشتہار کو ختم کر چکا شاید دو تین سطریں باقی تھیں تو خواب نے میرے پر زور کیا یہاں تک کہ میں مجبوری کا غذ کو ہاتھ سے چھوڑ کر سو گیا تو خواب میں مولوی محمد حسین صاحب بنا لوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑ لوی نظر کے سامنے آ گئے۔ میں نے ان دونوں کو مخاطب کر کے یہ کہا ”حسب القمر والشمس فی رمضان، فباہی الاء ربکما تکلبہان“ (تذکرہ ص ۳۳۱ طبع سوم) یعنی چاند اور سورج کو تو رمضان میں گرہن لگ چکا پس تو اے دو لو صاحبو کیوں خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو۔ پھر میں خواب میں اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کو کہتا ہوں الاء سے مراد اس جگہ میں ہوں اور پھر میں نے ایک دالان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اس میں چراغ روشن ہے گویا رات کا وقت ہے اور اسی الہام مندرجہ بالا کو چند آدی چراغ کے سامنے قرآن شریف کھول کر اس سے یہ دونوں فقرے نقل کر رہے ہیں۔ گویا اسی ترتیب سے قرآن شریف میں وہ موجود ہے اور ان میں سے ایک شخص کو میں نے شناخت کیا کہ میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسری ہیں۔“

ابو ہو ہو ہوا! کیا کہتا ہے۔ گواہ کتنے معتبر اور ثقہ ہیں۔ یہ الہام ٹھیک قرآن کے موافق ہے اور یہ دونوں آیتیں بھی قرآن ہی کی ہیں۔ کلام مجید کو کیسا منسوخ کیا ہے اور خدائے تعالیٰ پر کیسا بہتان رکھا ہے۔ اگر زمین دھس جائے اور آسمان پھٹ پڑے تو کچھ تعجب نہیں۔ یہی شامت اور تیرہ بختی ہے جس کی وجہ سے غضب الہی طاعون کی صورت میں نازل ہوا اور ابھی کیا ہے اگر مرزا قادیانی کا وجود ہے تو دیکھتے جائیے آسمان سے کیسی کیسی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ آگے چل کر آپ نوٹ میں فرماتے ہیں: ”بعض نیم ملاً مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں یہ خوشخبری دے رکھی ہے کہ تم میں تیس دجال آئیں گے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ جواب یہ ہے کہ اے نادانو، بد نصیبو کیا تمہاری قسمت میں ۳۰ دجال ہی لکھے تھے چودھویں صدی کا نفس بھی گزرنے کو ہے۔ اور دنیا ختم ہونے لگی مگر تم لوگوں کے دجال ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے شاید تمہاری موت تک تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اے نادانو وہ شیطان جو دجال کہلاتا ہے خود تمہارے اندر ہے۔ اس لئے تم وقت کو نہیں پہچانتے۔ آسانی نشانوں کو نہیں دیکھتے مگر تم پر کیا افسوس۔ وہ جو میری طرح موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اس کا نام بھی یہودیوں نے دجال ہی رکھا تھا۔ فالقلوب تشابہت“

(ریویو مباحثہ بنا لوی و چکڑ لوی ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۱۵ حاشیہ)

مرزا قادیانی ہی تو اریح کو ٹٹول کر بتائیں یا آسمانی باپ کے سامنے روئیں گڑگڑائیں۔
 بالک ہٹ کریں تاکہ وہ الہام کر دے کہ ۳۰ درجالوں کی تعداد اب تک پوری ہو گئی ہے یا کچھ
 دجال ابھی تک آنے باقی ہیں۔ تمیں دجال تو یورپ و افریقہ میں مرزا قادیانی کے سامنے ہی
 ڈنڈ پیل رہے ہیں اور خم شھوٹک رہے ہیں اور خود مرزا قادیانی ان کو اور وہ مرزا قادیانی کو دجال
 بتا رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے پاس کیا ضمانت ہے کہ آئندہ کوئی دجال نہ آئے گا اور اگر آئے تو یہ
 عجیب امر ہوگا کہ مسیح موعود کے بعد دجال آئیں گے۔ حالانکہ جن احادیث کو مرزا قادیانی اپنی
 مسیحیت کا تمغہ بناتے ہیں ان میں یہ درج ہے کہ پہلے دجال آئے اور عیسیٰ موعود نازل ہو کر اس کو
 قتل کریں گے۔ مرزا قادیانی نے تو اب تک ایک چوہیا کا بچہ بھی قتل نہیں کیا۔

وہ فرماتے ہیں کہ دجال ریلیں ہیں تو کیا مرزا قادیانی نے ریلیں برباد کر دی ہیں یا
 آئندہ برباد کریں گے اور ریلیوں کے ڈرائیوروں اور منتظموں کو تہ تیغ کر دیں گے۔ بے شک
 شیطان بھی دجال سے کم نہیں بلکہ وہ تو تمام دجالوں کا قبلہ گاہ اور خالق و جالہ ہے جو دجال صفت
 انسانوں کو عیسیٰ موعود بناتا اور ان کو یقین دلاتا ہے کہ تم مسیح موعود ہو۔ یہودیوں پر کیا حصر ہے جنہوں
 نے اولوالعزم پیغمبر کو دجال بتایا بلکہ دنیا کی مختلف قوموں نے تمام انبیاء خصوصاً آنحضرت ﷺ کو کیا
 کچھ نہیں کہا لیکن کیا ان کا کہنا کچھ چل سکا۔

انبیاء تو انبیاء ہی رہے اب ہم بہت جلد دنیا کو دکھائیں گے کہ مرزا قادیانی تمام گزشتہ
 دجالوں کے مقابلہ میں اکیلے دجال ہی رہے یا ان سے بھی کئی بانس آگے بڑھ گئے اور انشاء اللہ ہم
 اپنی زندگی ہی میں علاوہ موجودہ چار دجالوں کے چند دجال اور بھی پیدا ہوتے دکھائیں گے اور وہ
 بھی دنیا کو اسی طرح دعوت دیں گے جس طرح مرزا قادیانی دے رہے ہیں۔

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۸ کے مضامین

ضمیمہ شحنہ ہند کے شمارہ ۳۸ میں رفعت اللہ خان مسلمان اور شرافت خان قادیانی کے درمیان شاہجہان پور میں ہونے والے مباحثہ کی رپورٹ شائع ہوئی۔ اس کا بقیہ ۱۶ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۹ اور ۲۴ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۴۰ میں بھی شائع ہوا۔	
ان تینوں کو ہم نے یہاں ترتیب سے جمع کر دیا ہے۔ (مرتب)	

مباحثہ

درمیان محمد رفعت اللہ خان محمدی شاہجہان پوری محلہ ایٹہ و شرافت اللہ خان مرزائی

شاہجہان پوری محلہ مہمند جلال نگر!

معزز ناظرین یہ مباحثہ کوئی باقاعدہ نہیں تھا۔ دوران گفتگو میں ہو پڑا۔ صرف دو پرچہ ہوئے ایک ان کا اور ایک میرا۔ اور پھر وہ ساکت ہو گئے آج تک جواب نہیں دیا۔ میں اہل انصاف سے انصاف چاہتا ہوں کہ دونوں پرچوں پر نظر کر کے مرزائیوں کی سخت کلامی کی داد دیں اور باقی مفصل حالات میرے جواب الجواب سے معلوم ہوں گے۔

سوال از جانب رفعت اللہ خان (مسلمان)

جو موجودہ حالت اسلام کی ہے کبھی نہ یہودیوں کی ہوئی نہ عیسائیوں کی نہ اور کسی امت کی۔ ہاں کسی آئندہ زمانہ میں وہی شکل ہو جائے تو بحث سے خارج ہے اور اگر کسی کو دعویٰ ہو تو آیت یا حدیث صحیح قابل اعتبار سے ثابت کیا جائے۔ فقط راقم رفعت اللہ خان عفی عنہ بقلم خود اور یہاں اس امر پر بحث ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ ایلیا نبی آسمان سے اترے گا بعد کو عیسیٰ آئے گا۔ جواب عیسیٰ یوحنا یعنی یحییٰ ممالکت کی شکل میں آچکے لہذا میں سچا ہوں اگر آیت یا حدیث سے یہ بات ثابت ہوگئی تو بلا کسی دوسرے عقیدہ پر جرح کرنے کے میں بیعت مرزا قادیانی کی کر لوں گا۔ فقط رفعت اللہ خان عفی عنہ۔

جواب از جانب مرزائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم! واضح ہو کہ ایلیا نبی یعنی حضرت الیاس کے آنے کی پیشینگوئی ملاکی نبی کی کتاب کے باب ۴ آیت ۵ میں درج ہے اور حضرت عیسیٰ اس پیشینگوئی کے متعلق انجیل متی ۱۱، ۱۷ میں فرماتے ہیں کہ الیاس جو آنے والا تھا یہی ہے (یعنی حضرت یحییٰ) چاہو تو قبول کرو جس کے کان سننے کو ہوں سنے۔ اب جاننا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود نے یا جماعت احمدیہ کے کسی اور شخص نے جہاں کہیں اس واقعہ کا بیان کیا ہے وہ انہیں کتب مقدسہ کے حوالے سے لکھا ہے اور یہی کتابیں اس دعوے کی تائیدی گواہ ہیں۔ آپ ان کتابوں کو دیکھ کر اپنا اطمینان اور اس دعوے کی تصدیق کر سکتے ہیں اور اگر ان کتابوں کا دیکھنا بوجہ الہمدیث ہونے کے مکر وہ یا حرام سمجھتے ہوں تو کسی پادری صاحب سے دریافت کر کے اپنی تسکین کر سکتے ہیں لیکن آپ کو تو اس سے کچھ غرض نہیں کیونکہ یہ تو وہی کر سکتا ہے

جو طالب صادق اور متلاشی حق ہے۔

تجربہ ہے کہ آپ نے نہ اصل دعویٰ کو دیکھا کہ کس کتاب سے کیا گیا ہے اور نہ اس کے ثبوت پر غور کیا کہ کہاں سے دیا گیا ہے اور نہ ان کتابوں پر توجہ فرمائی جن کا حوالہ دیا گیا تھا بلکہ اپنی طرف سے جھٹ ایک ایسا سوال کہ جو انکار کا پہلا اپنے اندر رکھتا ہے اور کوتاہ بینیوں اور تنگ نظریوں کی نگاہ میں مخالفت ظاہر کرتا ہے۔ اپنے فرضی خیال کے موافق سامنے ہو کر پیش کر دیا اگرچہ یہ سوال اس روشن ثبوت کے سامنے اس قابل نہ تھا کہ اس پر کچھ توجہ کی جاتی یا قلم فرسائی کر کے اوقات عزیز کو ضائع کیا جاتا مگر ہم صرف اس خیال سے اس کا جواب لکھ دیتے ہیں تاکہ آئندہ آپ اپنے تراشیدہ خیالوں کے موافق یہ کہہ کر کہ ہمارے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ عوام کو دھوکے میں ڈالنے کی جرات نہ کر سکیں۔

لہذا اب سن لیجئے آپ جو کچھ فرماتے ہیں میرے نزدیک اس کا خلاصہ آپ کی طرف سے یہ ہے کہ اگر آیت یا حدیث سے یہ بات (یعنی خبر متذکرہ بالا) ثابت ہوگئی تو میں مرزا قادیانی کی بیعت کر لوں گا تو آپ کے اس بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاید آپ کے نزدیک توریت یا انجیل کی آیت آیت نہیں ہے۔ اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ کا قول حدیث نہیں ہے۔ شاید اس جگہ آپ کی مراد آیت سے آیت قرآن مجید اور حدیث سے مراد حدیث رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے مگر آپ نے قرآن شریف کا نام پاک کسی وجہ سے جس کو آپ جانتے ہوں گے۔ تحریر نہیں کیا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کا اسم مبارک کسی عقیدہ مخفیہ کی وجہ سے نہیں لیا۔ مگر یہاں پر ہم کو آپ کے اس عقیدہ مخفیہ پر بحث کرنا منظور نہیں ہے۔

اگر آئندہ خدا خود کو کھول دے یا آپ کی تحریروں سے ظاہر ہو جائے تو اس وقت ہم کو بھی اس کی تصدیق میں کچھ تامل نہ ہوگا۔ اب آپ اپنے سوال کے جواب کو ملاحظہ فرمائے۔ اول تو جہاں تک مجھ کو معلوم ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس خبر میں کسی آیت قرآن شریف یا حدیث رسول اللہ ﷺ کا حوالہ نہیں دیا گیا تو آپ کا فرض ہے کہ اس آیت یا حدیث کو بحوالہ اس کتاب کے جس میں یہ خبر درج کی گئی ہو یا وہ عبارت کہ جس میں اس خبر کی بابت کسی آیت یا حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس سے آپ کی تسکین نہ ہوئی ہو پیش کریں اور جب آپ ایسا کریں گے تو ہمارا فرض یہ ہوگا کہ ہم اس کو ثابت کر کے آپ کو دکھلا دیں اور اگر ایسا نہ کیا تو پھر ہم کو اسی بات کے ظاہر کرنے کا حق حاصل ہوگا کہ آپ کے یہ بات بخوبی ذہن نشین تھی کہ اس خبر کی بابت کسی آیت یا حدیث رسول اللہ ﷺ کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔

لیکن آپ نے عوام الناس کے بہکانے کے واسطے اس سوال کو پیش کر کے جواب طلب کیا تاکہ جاہلوں میں بیٹھ کر اس کہنے کا فخر حاصل ہو جائے کہ ہم نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دعوے کی تصدیق قرآن و حدیث رسول اللہ ﷺ سے چاہی لیکن ان کی جماعت سے کوئی شخص نہ کر سکا تو اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ خالق باری کی فلاں بیت بہت اچھی ہے تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بیت ہم کو گلستان میں دکھلا دو تو ہم اس کے اچھے ہونے کا اعتبار کر سکتے ہیں یا مثلاً کوئی کہے کہ داری یا نسائی کی فلاں حدیث صحیح ہے تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث ہم کو بخاری میں دکھلا دو تو ہم اس کی صحت کے قائل ہو سکتے ہیں یا مثلاً کوئی کہے کہ گورنمنٹ ہند نے فلاں فلاں قانون بہت مفید جاری فرمایا ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قانون ہم کو سلطان روم کی ممالک میں دکھلا دو۔

یا مثلاً کوئی کہے کہ سورہ بقرہ میں آیت الکرسی بہت متبرک آیت ہے تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آیت ہم کو سورہ یٰسین میں دکھلا دو تو ہم اس کی فضیلت کا اقرار کر سکتے ہیں۔ یا مثلاً کوئی کہے کہ زمین پر جو دریا جاری ہیں ان سے مخلوق کو بہت نفع پہنچتا ہے تو کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دریا ہم کو آسمان پر جاری دکھلا دو تو ہم مان سکتے ہیں اور ان کی نفع رسانی کے قائل ہو سکتے ہیں۔ ان مثالوں کے بیان کرنے سے تو آپ اپنے سوال کا جواب بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ لیکن یہاں پر آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جو دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا فرمایا ہے اور جو دلائل و ثبوت اس کی تائید میں تحریر فرمائے ہیں تو وہ دلائل و ثبوت کسی خاص قوم یا فرقہ کے مقابلہ میں نہیں لکھے گئے ہیں بلکہ تمام دنیا کے کل مذاہب کے لوگوں جیسے یہود و نصاریٰ ہنود وغیرہ اور کل فرقہ کے لوگوں و جیسے آریہ، برہمنو، مقلد غیر مقلد وغیرہ کو مخاطب ٹھہرایا گیا ہے اور ہر مذہب کے موافق دلائل اور ثبوت پیش کر دیئے گئے ہیں۔

اب ان میں سے ہر شخص ہر مذہب والا اپنے اصول کے موافق استنباط کر کے ان کی رد سے سوال و جواب بحث مباحثہ کر کے اپنی تسکین کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ دعوت عام ہے نہ کہ خاص کسی ایک مذہب کے لوگوں کے لئے لیکن آپ نے ان آیات قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ سے جو اہل اسلام کے مذہب کے موافق پیش کی گئی ہیں کچھ فائدہ نہ اٹھایا اور ان کو چھوڑ کر اس سوال کو اختیار کیا کہ جو یہودیوں نے کیا تھا جس کی تصدیق تو ریت اور انجیل سے ہوتی ہے تو اب ہم حیرت میں ہیں کہ آپ کو کس مذہب اور کس فرقہ میں شمار کریں تا وقتیکہ ہم کو آپ سے کوئی دستاویز خاص آپ کے اصل مذہب کی بابت حاصل نہ ہو جائے تب تک ہم آپ کو اپنی رائے سے کسی فرقہ

میں داخل نہیں کر سکتے اور یہاں پر آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جن کو حق تعالیٰ نے چشم بینا گوش شنوا دل زندہ و داغ روشن عقل سلیم فہم رسا عطا فرمایا ہے۔

وہ ہر ایک حکایت ہر ایک روایت ہر ایک شے ہر ایک ذرہ ہر ایک فطرت سے عبرت اور نصیحت حاصل کر لیتے ہیں اور جن کی آنکھیں اندھی کان بہرے دل مروے و داغ گندے عقلیں موٹی فہم کوتاہ ہیں ان کا ذریعہ کیا ہے اور ان کا وعظ و پند میں حصہ ہی کیا ہے وہ تو آیت کریمہ ”ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوة“ کی تحت میں داخل ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس شرط کے لگانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید آپ کے نزدیک وہ قول یا فعل یا خبر یا پیشینگوئی خواہ کسی نبی کی ہو یا ولی اور خواہ قبل از نزول قرآن مجید ہوئی ہو یا بعد میں اور خواہ وہ قبل از جمع ہونے احادیث رسول اللہ ﷺ ہوئی یا بعد میں اس وقت تک قابل اعتبار و استدلال نہیں ہے جب تک کہ وہی قول یا فعل یا خبر یا پیشینگوئی ہو، ہولفظ باللفظ قرآن مجید یا احادیث رسول اللہ ﷺ میں آپ کے ملاحظہ اقدس سے گزرانہ دیا جائے اگر آپ کا یہی عقیدہ ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اس عقیدے کی رو سے کوئی اہل اسلام کسی فریق مخالف پر کفر نہیں پاسکتا اور حق و باطل میں فرق کر کے نہیں دکھلا سکتا تا وقتیکہ انہیں کی کتابوں انہیں کے قول اور فعلوں اور خبروں سے ان کے دلائل کو توڑ کر نکلے نہ کروے تو اب بجز اس کے کہ ہم آپ کی اس شرط لگانے کو آپ کی عدم استعداد یا سادہ لوحی پر محمول کریں یا آپ کے کسی حیلہ باطنی پر مبنی سمجھیں اور کیا کہہ سکتے ہیں تیسرے یہ کہ اگر آپ حق کی تلاشی اور صدق کے طلبگار ہوتے تو ان امور پر بحث کرتے اور ثبوت مانگتے جن کا حوالہ قرآن شریف اور احادیث رسول اللہ ﷺ سے دیا گیا ہے لیکن آپ نے اس پر کچھ التفات نہ کیا تو اب فرمائیے کہ یہ یہودیت کی مشابہت ہوئی یا نہیں۔ کیا قرآن مجید کی آیتیں آپ کے سامنے پیش نہیں کی گئیں کیا احادیث رسول اللہ ﷺ آپ کے سامنے پیش نہیں کی گئیں۔ کیا اقوال صحابہ، وائمہ مجتہدین و مجددین آپ کے سامنے پیش نہیں کئے گئے کیا بندگان دین اور اولیاء اللہ کے الہامات و مکاشفات درو یائے صادقہ آپ کے سامنے پیش نہیں کی گئیں کیا عمل مصطفیٰ کا مطالعہ آپ نے نہیں کیا۔ کیا آپ نے ان پیش کردہ ثبوتوں پر کچھ توجہ فرمائی۔ کیا آپ نے آیات الہی کو قبول کیا۔ کیا آپ نے احادیث رسول اللہ ﷺ کو نظر و وقعت سے دیکھا۔ کیا آپ نے اقوال صحابہ وائمہ و مجتہدین و مجددین کو غور سے پڑھا کیا آپ نے اولیاء اللہ کے الہامات و مکاشفات درو یائے صادقہ پر کچھ غور و خوض کیا ہرگز نہیں کیا بلکہ کچھ بھی نہیں کیا آپ نے تو ان سب کو پس پشت ڈال دیا اور ان سے منہ پھیر لیا۔ افسوس صد افسوس سوچھی تو کیا سوچھی یعنی وہ سوال جو یہودیوں نے

پیش کیا تھا اور جس کا رد حضرت عیسیٰ نے کر دیا تھا۔

اسی کو معیار صداقت اور وسیلہ بیعت ٹھہرایا یہی تو یہودیت کی مشابہت یا اور کچھ ہے۔ چوتھی یہ کہ یہودیوں میں وہ کون کونسی صفتیں تھیں جن کی وجہ سے وہ مغضوب علیہم کا نشانہ بن گئے یہی تو نہیں کہ انہوں نے کتب سادہ میں تحریف و تبدیل کی تھی۔ نبیوں کو جھٹلایا تھا ان کی توہین و تحقیر کی تھی۔ طرح طرح کی بدزبانوں سے ستایا تھا۔ کافر و ملحد ٹھہرایا تھا ان لفظوں کو خوب یاد کر لیجئے اور پھر یہ بھی یاد کر لیجئے اور خوب اچھی طرح یاد کر لیجئے کہ وہ یہودی جن سے یہ حرکتیں وقوع میں آئی تھیں وہ کون تھے اور کس لقب سے مشہور تھے وہ سب عامل بالحدیث تھے اور الہدیت کہلاتے تھے جیسا کہ آج کل ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ غیر مقلدوں کا ہے جو اپنے آپ کو عامل بالحدیث کہتا ہے اور الہدیت ہونے پر بڑا فخر ظاہر کرتا ہے۔

اب آپ ہی ذرا انصاف کر دیجئے کہ یہودیوں کی طرح غیر مقلدوں کا عامل بالحدیث ہونا اور اپنے آپ کو الہدیت کہنا یہ کہلانا کیا یہ یہودیوں کی مشابہت ہے یا نہیں کیا ان غیر مقلدوں نے یہودیوں کی تقلید کی یا نہیں۔ یہ پہلی صفت یہودیوں کی تھی۔ کہ انہوں نے کتب سادہ سابقہ میں تحریف کی تھی لفظوں کو بدل دیا تھا معنی کو الٹ پلٹ دیا تھا اور ان الہدیت غیر مقلدوں نے قرآن مجید کی سورتوں اور آیتوں کو منسوخ کر دیا۔ آیات قرآن کو احادیث کا تابع بنا دیا۔ وہی معنی چسپاں کئے جن کو احادیث نے قبول کیا۔ ان اسرار و حقائق قرآنی کو رد کر دیا جن سے احادیث نے مخالفت کی مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کر کے تراشیدہ معنی درست کئے۔ کیا اب بھی ان الہدیت نے یہودیوں کی مشابہت کی یا نہیں۔ کیا اب بھی ان الہدیت نے کلام مجید کے معجزہ ہونے سے انکار کیا یا نہیں کیا اب بھی ان الہدیت نے احادیث کو فرضی قرآن ٹھہرایا یا نہیں۔

تیسری صفت یہودیوں کی یہ تھی کہ انہوں نے ان نبیوں کو جھٹلایا تھا اور ان کی توہین و تحقیر کی تھی اور ان کو بدزبانوں سے ستایا تھا جو ان کے زمانہ میں موجود تھے اور ان غیر مقلدوں الہدیت نے جن کے فرقہ میں شاید آپ بھی شمار کئے جاتے ہیں۔ ان تمام نبیوں اور رسولوں کو جو ابتدائے عالم سے دنیا میں مامور من اللہ ہو کر بحیثیت نبوت یا رسالت بشیر و نذیر ہو کر تشریف لائے جن پر وحی الہی و مقافوت نازل ہوتی رہی جو احکام الہی کی تبلیغ فرما کر اہل عالم کو ہدایت فرماتے رہے جن کی پھروی باعث نجات اور جن کی مخالفت باعث عذاب و عتاب ٹھہری جن کو ظلیل اللہ، کلیم اللہ، روح اللہ، حبیب اللہ کا لقب حاصل ہوا۔

صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین اور جن پر کتب سادہ یہ زبور، توریت، انجیل، قرآن مجید نازل ہوا

اور تمام ملائکہ مقربین جن میں حضرت جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام بھی شامل ہیں جن کا اقرار ہو جب آئیے کہ یہ ”کمل آمنہ باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسمہ لا نفرق بین احد من رسلہ“ ہمارا جزو ایمان ٹھہرا کتاب تقویۃ الایمان میں جو ان الٰہدیت کا دستور العمل ہے ان پاک اور مقدس نفوس کو لفظ مخلوق میں شامل کر کے اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل بنا دیا تو اب جب کہ ان جلیل القدر نبیوں اور فرشتوں کا یہ مرتبہ ٹھہرا تو صحابہ کرام و اولیاء عظام و صالحین و مجتہدین کس حساب میں رہے اور اب ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بعد اس عقیدہ مذکور کے یہ غیر مقلد کس درجہ میں شمار کرنے کے قابل ہیں۔

کیا اب بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان الٰہدیت نے سنت یہود کو اختیار نہیں کیا۔ کیا اب بھی یہ لوگ یہودیوں سے پیچھے رہ گئے بلکہ یوں کہو کہ منزلوں آگے نکل گئے۔ یہاں تک تو صرف تھوڑا سا ذکر یہودیت کی مشابہت کا کیا گیا ہے۔ اب آگے عیسائیت کی صفات کا ملاحظہ فرمائیے اور وہ یہ ہیں کہ پادریوں بے چاروں نے صرف اس عقیدہ پر اکتفا کیا تھا کہ مسیح صلیب پر چڑھ کر اپنے سچے عیسائیوں کے گناہ کا کفارہ ہو کر تین دن رات ہادیہ میں رہ کر آسمان پر اپنے باپ کے پاس جا بیٹھے لیکن یہ الٰہدیت مسلمان عقائد عیسائیت کے نشہ میں آ کر کچھ ایسے مست و مدہوش ہو گئے کہ آگے دیکھا نہ پیچھے دوں کی جولی تو جھٹ حضرت عیسیٰ کو جیتے جاگتے اسی جسد عرضی کے ساتھ سیدھا آسمان پر چڑھا دیا۔

اور پھر اسی جسد عرضی کے ساتھ آسمان سے اترنے کے منتظر ہو بیٹھے اور پھر اس پر طرہ یہ کہ خالق الطیور و روحی اموات وغیرہ صفوں سے بھی موصوف کر دیا۔ کیوں نہ ہو سچی عیسائیت اسی کا نام ہے۔ خیر یہاں تک بھی خیریت تھی۔ اب آگے اور سنئے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو الوہیت کا ایک جزو قرار دیا اور یہ الٰہدیت جو جوش میں آئے تو دجال میں وہ وہ صفیں ثابت کر دیں جو کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہو سکتیں یہاں تک کہ نعوذ باللہ منہا خدا بنا دیا۔ اگرچہ بظاہر اس کی خدائی کا تو اقرار نہیں کیا لیکن وہ سب صفیں جو خاص باری تعالیٰ کی ذات پاک سے تعلق رکھتی ہیں۔

اس میں ثابت کر دیں جیسے زندوں کو مارنا مردوں کو جلا ناپانی کا برسانا کھیتی کا اگانا وغیرہ وغیرہ اور طرفہ یہ کہ اس کی پیشانی پر کافر بھی لکھا ہوا ہوگا اور ہاؤ جو کافر ہونے کے ساری خدائی کے اختیار بھی رکھتا ہوگا۔ اب کہئے کہ یہ مشرکانہ عقائد نہیں ہیں تو کیا ہے یہ نصرانیت کا جوش نہیں تو کیا ہے۔ یہ عیسائیت کی مشابہت نہیں ہے تو کیا ہے اگر اب بھی کچھ کسراتی رہ گئی ہو تو وہ بھی پوری کر لو تا کہ دل میں کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے۔

اے عقل کے دشمنو! اور اے غافلو! ذرا خدا سے ڈرو اور اس کے قہر و غضب سے پناہ مانگو کہیں ایسا نہ ہو جو ان عقائد کی وجہ سے یہودیوں کی طرح تم پر بھی طاعون مسلط ہو جائے اور پھر بجز حسرت و افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئے اب ایک طرفہ ماجرا اور سنئے کہ الہحدیث غیر مقلدوں نے اسم ذات باری تعالیٰ کے بعد جو الفاظ تعظیسی مثل جل شانہ و عم نوالد و تعالیٰ و عز اسمہ اور مثل اس کے دیگر الفاظ اہل اسلام استعمال کرتے ہیں بجائے ان کے اپنے اختراع و ایجاد سے لفظ صاحب کا موزوں کیا ہے جو کہ بنی آدم کے تمام فرقوں کے ناموں کے بعد عموماً اور عیسائیوں اور انگریزوں کے ناموں کے بعد خصوصاً مستعمل ہوتا ہے جیسے علی العموم کہتے ہیں شاکر صاحب، پنڈت صاحب، بابوصاحب، ماسٹر صاحب وغیرہ بلکہ ہندوستان میں اہل یورپ کو بلا اظہار کئے اور نام کے صرف اسی لفظ کے ساتھ مخاطب کیا جاتا ہے۔

اسی طرح سے الہحدیث اپنی تحریروں اور اپنے قولوں میں بجائے اللہ جل شانہ و عم نوالد کے لکھتے اور کہتے ہیں کہ اللہ صاحب نے یہ کہا اور اللہ صاحب نے یوں کہا۔ اے بے ادب! ذرا تو سوچو کہ جناب الہی میں یہ کیا گستاخی اور بے ادبی ہے جو تم اپنے عقائد اور اپنے اقوال سے کر رہے ہو کیا تم کو کوئی کلمہ تعظیسی جو شان الہی کی عظمت اور جلال کو ظاہر کرتا کلام مجید یا احادیث رسول اللہ ﷺ میں نہیں ملتا تھا جو تم نے اس کلمہ کو جو ادنیٰ ادنیٰ فرقہ کے لوگوں کے واسطے بولا جاتا ہے اختیار کیا۔ اسی حالت میں اب بجز اس کے ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ خداوند کریم تم پر رحم کرے اور تمہارے دلوں سے ان مجابوں کو دور کرے تاکہ تم عظمت الہی کو چشم یقین سے مشاہدہ کر کے خالص نیت سے اس پر ایمان لاؤ۔ اب سنو اور غور سے سنو کہ جب الہحدیث مسلمانوں کی یہاں تک نوبت پہنچی اور یہودیت اور عیسائیت میں یہاں تک غلو کیا کہ بالکل اقوال و افعال ان کے انہیں لوگوں کے مشابہ ہو گئے۔

تب عزت الہی جوش میں آئی اور اس قادر و الجلال نے اپنی رحمت خاص سے مفسدان دین کی سرکوبی کے واسطے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چودھویں صدی کے سر پر محمد و مامور فرما کر کھلے کھلے آسمانی نشانات کے ساتھ دارالامان قادیان میں نازل فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اور اسی مؤید من اللہ مہدی برحق کے نزول اجلال کی آسمان، زمین، چاند، سورج، رات، دن، ماہ، سال، قرآن مجید و احادیث رسول اللہ ﷺ و اقوال صحابہ و ائمہ مجتہدین و مجددین الہامات و مکاشفات اولیاء اللہ و دیانے صادقہ بزرگان دین نے جیسا کہ بالتفصیل

کتبوں میں درج ہے۔ گواہیان دین اور تصدیق کی (دیکھو اگر آنکھیں رکھتے ہو اور سنو اگر کان رکھتے ہو، براہین احمدیہ دالہ ادہام و آئینہ کمالات و تحفہ گولڈی و کشتی نوح وغیرہ کو) لیکن نہ مانا تو ان الٰہدیت نے یہاں تک کہ جو پچھلا مادہ یہودیت و عیسائیت کا دلوں اور دماغوں میں باقی رہ گیا تھا وہ سب مہمان پر اگل دیا اور جیسا کہ عالم فاضل یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو بد زبانوں سے ستایا تھا اور فتویٰ کفر کا لگایا تھا۔

اسی طرح اس مثل المسح کے مقابلہ میں محمد حسین بنالوی نے جو کہ بڑا مفسد متعصب غیر مقلد الٰہدیت یہودیت کی رنگت میں سر تا پا غرق ہے فتویٰ کفر کا مرتب کر کے پہلے اپنے استاد نذیر حسین دہلوی سے جو کہ گزشتہ مہینہ میں اپنے نقش قدم پر چلنے والوں کو قد غلت کا سبق دے گئے ہیں۔ مہر کرائی اور پھر اپنے اور ہم سبقوں سے مہریں و دستخط کرا کے شائع کر دیا پھر کیا تھا چاروں طرف سے کفر کے فتویٰ نکلنے اور گالیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی اور اخباروں و اشتہاروں کی تو کوئی حد ہی نہ رہی۔

کوئی گندہ لفظ ایسا نہ رہا جو نہ لکھا ہو کوئی ناپاک فقرہ ایسا نہ رہا جو چھوڑ دیا گیا ہو۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ عیسائیوں سے دعویٰ قتل کا کر دیا اور خود الٰہدیت بن کر عیسائیوں کی طرف سے عدالت میں گواہی کو جامہ جو ہوئے۔ جس سے بجز ذلت اور ناکامی کے کچھ فائدہ نہ اٹھایا دیکھو کتاب البریہ تاکہ تم لوگوں کی آنکھیں کھلیں اور خواب غفلت سے بیدار ہو اب سچے دل اور پاک نیت سے خوب غور کر کے دیکھو کہ کیا یہی تعلیم قرآنی ہے۔ کیا یہی اسلام کی نشانی ہے کیا احادیث سرور عالم فخر بنی آدم ﷺ کا یہی منشاء ہے۔ کیا اسی کا نام عادل بالحدیث ہوتا ہے جو غیر مقلدوں سے سرزد ہوا ہے کیا اب بھی ان الٰہدیت کے اقوال و افعال اور دلوں اور باتوں اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں اور چہروں اور مہروں سے یہودیت نہیں چپکتی کیا اب بھی ان الٰہدیشوں کی تحریروں اور گفتگوؤں اور عقائد مشرکانہ اور حرکات جاہلانہ سے عیسائیت نہیں برستی۔

کیا اب بھی کوئی شبہ باقی ہے یا اب بھی انکار کا کوئی موقع ہے اور اس بات کو خوب سمجھ لو کہ یہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے ہے اور اس کا خدا خود مددگار ہے۔ کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ مخالفوں نے کیا کچھ زور نہیں لگائے۔ کیا کچھ فکریں نہیں کیں۔ آخر کو وہی ہوا جو خدا نے چاہا دن دو گنی رات چو گنی ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اب ایک لاکھ سے بھی زیادہ نوبت پہنچ گئی ہے اور روز ترقی افزوں ہوتی جاتی ہے ڈر اس خدا سے جو سب پر غالب ہے ڈر اس خدا سے جس کا عذاب سب عذابوں سے بڑھ کر ہے۔ وہی وقت قریب ہے جو طاعون سے

یہودیوں پر گزر چکا ہے۔

اب وہی وقت قریب ہے جس کا وعدہ ہو چکا ہے پس نصیحت حاصل کرو احوال انبیاء برحق سے اور عبرت پکڑو امت سابقہ سے تاکہ مومنوں میں شمار کئے جاؤ۔ اب میں آپ کے سوال کو لفظ بلفظ نقل کر کے اس کا جواب لکھتا ہوں۔ حرف (س) سے اپنے سوال کی عبارت اور حرف (ج) سے اس کا جواب سمجھ لیجئے گا اور دھیان لگا کر ہمد تن چشم ہو کر خوب غور سے پڑھے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ (س) جو موجودہ حالت اسلام کی ہے۔ کبھی نہ یہودیوں کی ہوئی نہ عیسائیوں کی نہ اور کسی امت کی (ج) اول تو یہ فرمائیے کہ کس تحریر کی آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھنا اور حمد و نعت کو ترک کر کے مطلب شروع کر دینا یہ طریقہ یہودیوں کا ہے اور عیسائیوں کا یا اہل اسلام کا اس تحریر کی رو سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فضائل کا انکار آپ نے کیا یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کو واجب الترتیب سمجھایا نہیں اس کا جواب آپ کے ذمہ ہے اور دوسرے جو معنی اس فقرہ کے مناسب الفاظ سے مترشح ہوتے ہیں وہ یہی ہیں یا کچھ اور کہ جو حالت خراب سے خراب اس وقت اسلام کی موجود ہے یہ حالت نہ کبھی یہودیوں کی ہوئی نہ عیسائیوں کی نہ اور کسی امت کی جس کا ما حاصل یہ ہوا کہ موجودہ حالت اسلام کی یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بری ہے تو اب کہئے کہ جب آپ خود ہی اسلام کو اس ذلت اور خرابی کو پہنچا رہے ہیں۔

اور اس کو یہودیت اور عیسائیت سے ذلیل اور بدتر ٹھہرا رہے ہیں تو پھر اب اور شواہد کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ عجب معاملہ ہے کہ خود ہی تو اسلام کی حالت کو یہودیوں اور عیسائیوں کی حالت سے بدتر ٹھہراؤ اور خود ہی دوسروں سے اس کا ثبوت مانگو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ آپ نے یہ طرز تحریر کہاں سے سیکھی ہے کہ جس کے ہر لفظ سے یہودیت اور عیسائیت کا جوش ہے اور اگر یہ معنی جو کہ میں نے بیان کئے ہیں۔ آپ کے نزدیک اس مفہوم سے جس کو آپ نے اپنے ذہن میں قائم کر رکھا ہے۔ مغائرت ظاہر کرتے ہوں تو آپ کو چاہئے کہ وہ معنی جو کہ ان الفاظ سے پیدا ہوتے ہیں ظاہر کر دیجئے۔

اور اگر آپ ظاہر نہ کر سکتے ہوں یا لکھ نہ سکتے ہوں تو اپنے استاد مولوی محمد صاحب یا کسی اور مولوی صاحب یا طالب علم صاحب نے لکھا کہ ان کے دستخط کرائیں تاکہ آئندہ وہ مولوی صاحب یا طالب علم صاحب اپنی قابلیت کی داد پانے سے محروم نہ رہیں۔ (س) ہاں کسی آئندہ زمانہ میں ہو جائے تو بحث سے خارج ہے۔ (ج) اب ان دونوں فقروں کے ملانے سے یہی

مطلب ہوایا کچھ اور کہ یہ خراب حالت اسلام کی جو اس وقت موجود ہے اگر آئندہ کسی زمانے میں یہودیوں اور عیسائیوں کی افضل اور عمدہ حالت کے مانند ہو جائے تو وہ بحث سے خارج ہے یعنی وہ ذکر سننے کے قابل نہیں ہے۔

انسوں صدانسوں آپ کی اس عقل رسا اور خوبی فہم و ذکا کی کہاں تک تعریف کی جائے اور کہاں سے الفاظ قابل مدح لائے جائیں بقول شخصے۔

اے ذہم و عقل و دانش دور تر
آنچه میگوئی بگوئی طرفہ تر

(س) اگر کسی کو دعویٰ ہو تو آیت یا حدیث صحیح قابل اعتبار سے ثابت کیا جائے (ج) یہ بھی عجیب فقرہ ہے نہیں معلوم ہوا کہ آپ کے ذہن شریف میں آیت کس کا نام ہے اور حدیث آپ کس کو کہتے ہیں آیا زبور کی آیت مراد ہے یا تورات کی یا انجیل کی یا فرقان حمید کی یا اور کوئی نشان اور حدیث سے حدیث سردار اولین و آخرین خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مقصود ہے یا اور کسی انبیاء اولیاء بزرگ مشائخ کے اقوال اول تو یہی نہیں ثابت ہوتا ہے کہ جس دعوے کا ثبوت آپ مانگتے ہیں وہ کونسا دعویٰ ہے آیا وہ یہی دعویٰ ہے کہ جو آپ نے اپنی اس تحریر میں اسلام کی موجودہ حالت کی نسبت ظاہر کیا ہے۔ یا کچھ اور ہے۔ اگر یہی دعویٰ ہے تو اس کو آپ خود ثابت کر چکے ہیں۔ دوسروں سے اس کے ثبوت مانگنے کی کیا ضرورت ہے اور آپ کو اپنے دعوے کی تائید کرانا منظور ہے تو کسی اپنے ہم عقیدہ وغیر مقلد وغیرہ کو تلاش کر لیا ہوتا تاکہ ایک نعتہ دوشد کا مصداق ہو جاتا اور اگر کوئی اور دعویٰ ہے کہ جو ابھی آپ کی زبان اور قلم سے نہیں نکلا ہے اور روز ازل سے اب تک آپ کے دماغ میں بند ہے تو کوئی اس کا ثبوت بھی کیا دے سکتا ہے اور آپ کے فرضی خیالوں اور ذہنی سوالوں کا جواب ہی کہاں سے لاسکتا ہے۔

اور دوسرے یہ کہ آپ کے الفاظ حدیث صحیح قابل اعتبار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شاید آپ کے نزدیک بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں کہ جو باوجود صحیح ہونے کے بھی اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ ورنہ حدیث صحیح کے بعد لفظ قابل اعتبار کا استعمال کرنا کیا معنی رکھتا ہے اگر آپ کا عقیدہ یہی ہے جیسا کہ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ تو بجز اس کے کہ ہم آپ کو خدائے رحیم و کریم کی حفظ و امان میں سپرد کردیں اور کچھ نہیں کہہ سکتے (س) اور یہاں اس امر پر بحث ہے کہ تورات میں لکھا ہے (کہ ایلیا نبی آسمان سے اترے گا بعد کو بیسی آئے گا) (جواب) یہاں پر یہ نہیں معلوم ہے کہ آیا اس عبارت کا تورات میں لکھا ہوا ہونا آپ خود ہی بیان کر رہے ہیں یا کسی کتاب کی نقل کر رہے

ہیں یا کسی کا قول ثابت کر رہے ہیں یا کیا لکھ رہے ہیں۔

یہاں پر وہی مثل صادق آرہی ہے کہ من بے سنے ڈ سے ایک حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کے آپ کیا منتظر ہیں کہ بے اختیار ہر شخص کی نسبت آسمان سے اترنے کا لفظ خود بخود زبان پر جاری ہو جاتا ہے کہ خواہی خواہی کوئی ہو اور کچھ ہی ہو۔ لیکن آپ اس کو آسمان ہی سے اتارنا چاہتے ہیں۔ بھلے آدی یہ تو دیکھا ہوتا کہ یہ خبر کتابوں میں کن الفاظ کے ساتھ لکھی ہوئی ہے اور اس کا مطلب کیا ہے یا یوں ہی بے سوچے سمجھے زمین آسمان کے قلابے ملانے لگے۔

(س) جواب عیسیٰ جو محتال یعنی بچی ممالکت کی شکل میں آپ کے (ج) اس فقرہ کی بھی وہی حالت ہے اول تو یہی نہیں ظاہر ہوتا کہ اس جواب کی صدا آپ کے کان میں کہاں سے آگئی اور ان الفاظ کا سبق آپ کو کس نے پڑھا دیا تو اس ہاتف غیبی کا نام لینا چاہئے تھا۔ جس نے یہ اعجاز بھری آواز آپ کو سنائی اور یا اس استاد شفیق کا ذکر کرنا چاہئے تھا جس نے یہ سبق دل کشا آپ کو پڑھایا اگر آپ کسی لکھے پڑھے سے اپنی تحریر میں اصلاح لے لیتے یا خود سوچ سمجھ کر خدا کا نام لے کر یا کسی کتاب کو اپنے سامنے رکھ کر اس سے نقل کر لیتے تو اس تحریف کے الزام کے نیچے نہ آتے جو یہودیوں اور عیسائیوں سے خصوصیت رکھتا ہے۔

اب بجز اس کے کہ آپ یہودیوں اور عیسائیوں کی ممالکت کا اقرار کریں اور کچھ چارہ نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ جو آپ نے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے نام پر اس شکل کا (ع) حرف عین بنا دیا ہے اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور حمد خدا اور صلوة رسول اللہ ﷺ کو تو پہلے ہی آپ ترک کر چکے تھے اب حرف سلام کا لفظ نہ گیا تھا جو انبیاء علیہم السلام کے نام کے بعد اہل اسلام لکھا کرتے ہیں۔ اس سے بھی منکر ہو گئے اور تہجد خداوند کریم اور تعظیم و تکریم انبیاء علیہم السلام سے پورا پورا انحراف ثابت کر دیا کیوں نہ ہو یہی غیرت اسلام اور تقاضائے ایمان ہے اور یا اس حرف (ع) کے لکھ دینے سے آپ کا منشاء یہ ہے کہ اس اشارہ کو سمجھ کر جس کا جی چاہے اور علو درجات مبعوث در سالت کا قائل ہو وہ سلام بھیج دیوے اور جس کا جی چاہے وہ اس کو علامت عیب سمجھ کر نہ بھیجے۔

اگر آپ کا مطلب یہ نہ ہوتا اور حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کی کچھ عزت اور وقعت آپ کی نظروں میں ہوتی تو ضرور تھا کہ ان کو لفظ سلام سے محروم نہ رکھتے اور یا اس حرف (ع) کے لکھنے سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ دراصل تو آپ کو لفظ سلام سے نفرت یا انکار ہے لیکن اس خوف سے کہ شاید کوئی مسلمان اہل ایمان اعتراض کر بیٹھے یہ اشارہ کر دیا تاکہ اس وقت یہ کہنے

کا موقع مل جائے کہ ہم نے علیہ السلام کا اختصار کر کے حرف (ع) تو لکھ دیا تھا اور اپنے دل میں بھی کہہ لیا تھا گو پورا نہیں لکھا تو کیا ہوا۔

آیت حدیث سے یہ بھی درست ہے (س) لہذا میں سچا ہوں (ج) اب یہاں پر لہذا کے بعد جو لفظ کا واقع ہوا ہے وہ بھی جب شان کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے نہیں معلوم کہ اس میں سے مراد آپ کی ذات شریف ہے یا آپ کے ذہن میں کوئی اور ہے جس کی صراحت آپ اپنے کسی تقاضائے باطنی کی وجہ سے نہ کر سکے ابھی بے جوڑ فقرہ گھڑنا اور ایسی بے نکلے لفظ میں لکھنا بس آپ ہی کا کام اور آپ ہی کا حصہ ہے۔

(س) اگر آیت یا حدیث سے یہ بات ثابت ہوگئی (ج) نہیں معلوم کہ آپ یہاں پر کس بات کا ثبوت مانگتے ہیں۔ آیا ان لفظوں کا ثبوت مانگتے ہیں جو آپ نے لکھے ہیں یا اس خبر کا ثبوت مانگتے ہیں جو توریت و انجیل سے ثابت ہوتے ہیں اور وہ آیت و حدیث جس سے آپ ثبوت چاہتے ہیں آپ کے ذہن شریف میں کوئی ہے کیونکہ توریت کی آیت اور حضرت عیسیٰ کا قول و حدیث ہونا تو خود آپ کی تحریر ہی سے ثابت ہے اور اگر آپ کو سوا اس کے اور کسی آیت یا حدیث کی تلاش تھی تو صراحت کے ساتھ اسکا ذکر کرنا چاہئے تھا یا اشارتاً کنایتاً مانا چاہئے تھا یا یوں ہی جیسے کورے کا غذا آپ پڑھتے ہو ویسے ہی دوسروں سے پڑھوانا چاہتے ہو اور اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے تراشیدہ الفاظ قرآن مجید یا احادیث رسول اللہ ﷺ میں نکل آئیں تو آپ کی اس مراد کو تو بجز خدائے غالب کے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور کوئی پورا نہیں کر سکتا اور اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ خبر آیات قرآن شریف یا احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہیں الفاظ مندرجہ توریت و انجیل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو اس کے واسطے پہلے آپ کو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ کتب سابقہ سادہ کی خبریں اور پیشینگوئیاں اور کل اقوال اور کل مسائل ہو بہو قرآن شریف یا احادیث رسول اللہ ﷺ میں پائی جاتی ہوں اور جب آپ یہ ثابت کر دیں گے تو آپ کا سوال خود بخود حل ہو جائے گا اور کسی سے کچھ پوچھنے اور ثبوت مانگنے کی ضرورت نہ رہے گی۔

(س) تو بلا کسی عقیدہ پر جرح کرنے کے میں بیعت مرزا قادیانی کی کر لوں گا (ج) آپ نے اپنی خوبی فہم سے اس ایک عقیدہ پر جرح کر کے جو نجانچ پیدا کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ تھوڑے بطور مشتمل نمونہ از خردارے اس مختصر میں لکھ کر آپ کے سامنے پیش کر دیئے گئے ہیں اور اگر آپ کا جی چاہتا ہے تو آئندہ کسی اور دوسرے عقیدہ پر جرح کر کے ارمان نکال لیجئے تاکہ کوئی آرزو دل کی دل میں باقی نہ رہ جائے اور اس کو خوب یاد رکھئے کہ آپ یا آپ کے ہم عقیدہ مولویوں

کے پاس کوئی دلیل عقلی یا نقلی ایسی نہیں ہے کہ جس سے وہ حضرت عیسیٰ کی حیات دنیوی ثابت کر کے ان کو آسمان سے اتار سکیں۔ بجز اس کے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے مامورین اللہ ہونے کا اقرار کر کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں اور کوئی ملجاء و ماویٰ نہیں ہے۔

منت آنچه حق بود گفتیم پیام

تو دانی دیگر بعد ازین والسلام

فقط راقم محمد شرافت اللہ خان

مورخہ ۹ نومبر ۱۹۰۲ء عیسوی

جواب الجواب

از جانب ابوالسقاء محمد رفعت اللہ خان ضلع شاہجہان پور محلہ اٹھ نمبر مکان ۲۲۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! ایک سوال میں نے ہاتوں ہاتوں میں اپنے معزز مہربان مرزا قادیانی سے کیا تھا۔ اس کا جواب میرے مقابل شرافت اللہ خان نے بغیر غور فرمائے ہوئے اور حالت دائمی کو چھپا کر لکھا اور فرقہ الحمدیٹ کو جو صراط مستقیم پر ہے سخت الفاعلی سے یاد فرمایا جو کچھ انہوں نے سخت الفاعلی سے کام لیا ہے میں اس کا جواب لکھ کر اپنے قلم کو خراب کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں چند دلائل فاسد جو ان کے طبع زاد ہیں ان کا جواب لکھتا ہوں۔ مجھ کو فرقہ احمدیہ سے سخت تعجب ہے کہ ان کے قلم سے وہ الفاظ نکلتے ہیں جو ان کے دعوے کے خلاف ہیں۔

ان کا اور نیز مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ہم کو اور ہمارے مطیعوں کو سخت الفاعلی نہ کرنا چاہئے اور اکثر قادیانیوں سے بھی یہ سنا گیا مگر وہ اس پر عامل نہیں جیسا کہ پرچہ شرافت اللہ خان صاحب سے ظاہر ہے اول پوری حقیقت لکھ دینا واجب ہے کہ میں نے سوال کیوں پیش کیا تو سنئے جیسا کہ میں اور پر ظاہر کر آیا ہوں کہ وہ میرے مہربان ہیں میں اکثر ان کی دکان پر جا کر بیٹھتا ہوں۔ اور وہ بہت خلق اور مہربانی سے (باوجود عقیدہ میں خلاف ہونے کے) پیش آتے ہیں ہاں ان سے عقیدہ میں گفتگو بھی ہوئی (اس کا ظاہر کرنا فضول ہے کہ وہ ہارے یا میں؟ پبلک جانین کی تحریروں سے خود فیصلہ کر لے کہ کس کو زک ہوئی) ایک روز گفتگو ہوتے ہوتے قادیانی صاحب فرمانے لگے کہ ہمارے بھائی مسلمان بالکل یہودیوں کی چال پر چلتے ہیں۔

دینی عادات اختیار کر رہے ہیں جو یہودیوں کے تھے اور ہمارے امام برحق کا دینی

معاملہ ہے جیسا کہ عیسیٰ کا تھا میں نے عرض کیا کہ بالکل غلط ہے ایسا نہیں ہے اور وہ کون سا دعویٰ عیسیٰ کا تھا اور یہودیوں نے کیا نہ مانا، تو فرمایا کہ تو ریت میں لکھا ہے کہ ایلیا نبی آسمان سے اترے گا اس کے بعد عیسیٰ آئے گا مگر ایلیا نبی نہیں اترے اور یوحنا یعنی یحییٰ نے دعویٰ کیا بعدہ عیسیٰ نے دعویٰ کیا اور عیسیٰ نے فرمایا (کہ یوحنا وہی ایلیا ہے جس کی خبر تو ریت میں تھی چاہو مانو یا نہ مانو) انجیل میں لکھا ہے پس یوحنا ایلیا ہو کر آئے مگر یہود ظاہر معنوں پر عامل رہے اور تمین نبیوں کا اس غلط فہمی سے انکار کیا۔ اسی طرح ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ اترے گا تو یہ حقیقی معنی یہ نہیں ہے بلکہ مجاز پر ہے یعنی ہمارے امام مرزا قادیانی مثیل ہو کر آئے۔

میں نے عرض کی جناب یہ حجت یہود و نصاریٰ پر پیش کیجئے جو کہ تو ریت و انجیل کو مانتے ہیں ہم سے کیا عرض ہم تو ان کو محرفہ کہتے ہیں ہمارے نزدیک ان میں تحریف ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی ملادی گئی ہوگی یا اصل تو ریت میں اور کچھ یہود نے اور کچھ کرویا ہو۔ لہذا ہم نہیں مان سکتے۔ گفتگو کو طول ہوا یہاں تک کہ میں نے عرض کی کہ آپ اس امر کو حدیث یا آیت سے ثابت کرویں کہ تو ریت میں جو کچھ ہے یا یہی پیشینگوئی بایں الفاظ ٹھیک ہے۔ یا انجیل میں اس کا جواب درست ہے تو میں بغیر جرح کے کسی دوسرے عقیدہ پر مرزا قادیانی سے بیعت کر لوں گا تو ہمارے اس قادیانی صاحب نے فرمایا کہ اگر کوئی قوت ثابت کرنے کی نہ رکھتا ہو تو میں نے کہا کہ دوسرے سے دریافت کر کے بتادے تو فرمایا کہ اگر آپ اپنے قول سے انکار کر جائیں۔

تو میں نے عرض کیا کہ لاؤ قلم و دوات کاغذ میں لکھ دوں چنانچہ میں نے چند سطریں انہیں کی بتائی ہوئی پیشینگوئی کے متعلق لکھ دیں مجھ کو ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ انجیل میں کیا ہے اور تو ریت میں جو کچھ اس قادیانی نے پیشینگوئی کے متعلق فرمایا لکھ دیا۔ خان صاحب اگر الفاظ پیش گوئی پر جرح کرتے ہیں تو واپس لیں یا مرزا قادیانی سے طالب جواب ہوں اور انکار اس پیشینگوئی کا اس وجہ سے کیا کہ تو ریت و انجیل محرفہ ہیں جس کے خان صاحب بھی قائل ہیں اور بندہ کے پاس کافی ثبوت ہے جو آگے لکھا جائے گا۔

اور بسم اللہ اور درود نہ لکھنے کی وجہ یہ کہ ایسے موقعوں پر جلدی میں اس کا خیال نہیں رہتا عموماً خلط و دیکھے جائیں فیصدی ایک میں شاید اس کا التزام ہو دوسرے اس کا لکھنا فرض و واجب نہیں۔ تارک اس کا گنہگار نہ ہوگا اور اگر ہو تو ہمارے مقابل ثابت کریں۔

تیسرے یہ کہ میں نے زبان سے کہا تھا لکھنا ضروری نہیں۔ زبان سے کہنا کافی اس کا کیا ثبوت کہ میں نے زبان سے نہیں کہا تھا۔ اور وہ سطریں یہ ہیں (جو موجودہ حالت اسلام کی ہے

کبھی نہ یہودیوں کی ہوئی نہ عیسائیوں کی نہ اور کسی امت کے ہاں کسی آئندہ زمانہ میں بھی شکل ہو جائے تو بحث سے خارج ہے اگر کسی کو دعویٰ ہو تو آیت یا حدیث صحیح قابل اعتبار سے ثابت کیا جائے۔ فقط راقمِ رفعت اللہ خان عفی عنہ بقلم خود) اتنا لکھ کر میں نے اس قادیانی کو دیا تو اس قادیانی نے فرمایا کہ تو نے پیشینگوئی جس کے متعلق گفتگو تھی نہ لکھی۔

ممکن ہے کہ تو انکار کر جائے اور کہے یہ نہیں یہ گفتگو تھی تو میں نے کہا ہاں میری گفتگو اسی سے ہے۔ مجھے اور معاملہ سے بحث نہیں مگر مجھ کو وہ پیشینگوئی معلوم نہیں جو لکھوں تو کہا میں بتاتا ہوں لکھو۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا اور میں نے لکھا ہاں الفاظ (اور یہاں اس امر پر بحث ہے کہ تو ریت میں لکھا ہے) کہ ایلیا نبی آسمان سے اترے گا بعد کو عیسیٰ آئے گا، جواب عیسیٰ، یوحنا یعنی یحییٰ مماثلت کی شکل میں آپکے، لہذا میں سچا ہوں) اگر آیت یا حدیث سے یہ بات ثابت ہوگئی تو بلا کسی دوسرے عقیدہ پر جرح کرنے کے میں بیعت مرزا قادیانی کی کر لوں گا فقط راقمِ رفعت اللہ (خان عفی عنہ) کاش کہ ہمارے خان صاحب موصوف مرزا قادیانی سے دریافت کر کے لکھتے تو ان کو غلطی نہ ہوتی۔

یہی واقعہ بے کم و کاست ہے جو میں نے نقل کیا۔ یہ قادیانی قسم کھا کر کہہ دیں کہ ایسا نہیں ہوا تھا۔ ہاں پھر اس قادیانی نے دوسرے روز مجھ سے فرمایا کہ آیت وحدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ اب کوئی اور مسئلہ دریافت کر میں نے کہا کہ میرے سوال کے جواب میں لکھ دو کہ اس کا ثبوت آیت وحدیث سے نہیں ہے تو پھر اور سوال کروں۔ بہت عرصہ کے بعد اس کا جواب لا کر دیا جس کا جواب الجواب یہ ہے نہ میری خان صاحب سے گفتگو تھی نہ ان کو سمجھانا مقصود تھا ورنہ ان کے فہم عالی کے موافق لکھتا جس کو سمجھانا مقصود تھا۔ وہ میرا مطلب سمجھ گیا تھا وہ قادیانی قسم کھا کر کہہ دیں کہ میں نہیں سمجھا تھا وہ کہہ دیں کہ تیری مراد آیت سے آیت قرآنی یا حدیث سے حدیث نبوی ﷺ نہ تھی یہ الفاظ تو ایسے معروف ہیں کہ ہر ایک بچہ اہل اسلام کا سمجھ لیتا ہے۔ تعجب ہے کہ خان صاحب نہ سمجھے۔

اول ہم جماعت قادیانیہ ہی کی کتابوں سے انجیل و توریت کا محرف ہونا ثابت کرتے ہیں۔ پھر خان صاحب کے دلائل کی طرف توجہ کریں گے۔ سراج الدین جس کا دوسرا نام برہان الحق ہے از تصنیف شیخ عبدالحق صاحب طالب علم بی اے مرزائی اس میں لکھا ہے نمبر ۱۶/راز سوالات ۲۸/چاروں اناجیل میں کیوں اختلاف ہے اگر خدا کے کلام میں فرق ہو تو انسان کا کلام کیوں ناحق ٹھہرتا ہے۔ عماد الدین اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ تالاب کے قصہ والا باب الحاق ہے۔ کیا

آپ اسے صحیح خیال کرتے ہیں جس کتاب کا ایک باب الحاق ثابت ہو گیا تو اس کے تمام بابوں پر بھی یہی شک لازم آتا ہے نمبر ۷۱ کیا ساری بائبل الہامی ہے اور کوئی انسانی ملامت اس میں نہیں۔ اس حالت میں کیا ضرورت ہر بار ہوتی ہے کہ نیا سے نیا ترجمہ کیا جائے الہام تو وہی پرانا ہو اور اسے بدل بدل کرنے الفاظ میں پیش کیا جائے تو کیا اس کی خوبی فوت نہ ہوگی۔ نمبر ۱۸ لکھا ہے کہ ایک رنی ایمان کے ساتھ عیسائی پہاڑوں کو بلا سکیں گے اگر یہ الہامی ہے تو کس زمانہ میں ایسا ہوا اور کس نے پہاڑوں کو ہلایا۔

اگر کوئی دعویٰ کرے تو ہمیں ایک تمہا ہلا کر دکھائے۔ اگر الہامی نہیں تو تحریف کسے کہتے ہیں نمبر ۱۹ یوحنا میں لکھا ہے کہ اگر مسیح کے کام لکھے جاتے تو اس دنیا میں سامنے سکتے۔ یہ بھی الہامی ہے..... الخ۔ نمبر ۲۱ پولوس نے چند رسومات کا ذکر کیا ہے۔ سوال ہے کہ مسیح کے مرنے کے بعد اور پولوس کے عیسائی ہونے تک کوئی الہامی تعلیم اس بات میں تھی۔ ثابت کر دو کہ پولوس ملم تھا۔ متی کی انجیل اکثر اشخاص اس بات پر متعلق ہیں کہ متی نے اپنی انجیل عبرانی زبان میں لکھی۔ برخلاف اس کے اکثر یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری موجودہ انجیل جو یونانی ہے عبرانی سے ترجمہ نہیں کی گئی بلکہ پہلا نسخہ یونانی ہی میں تھا۔

کیا متی نے دو انجیلیں لکھیں یا پہلے مصنفوں کو اس کے عبرانی خیال کرنے میں غلطی ہوئی یا وہ عبرانی نسخہ جس کا انہوں نے ذکر کیا، جعلی تھا۔ زمانہ کے بعد مصنفوں نے ایک کتاب بنام عبرانی کی انجیل لکھا جسے کلیسیا نے نام منظور کیا لیکن یہودا کے فرقہ نے قبول کیا۔ حوالہ دیا ہے اور اس کی عبارت بھی اخذ کی ہے بعض حصص اس انجیل کے اب تک موجود ہیں۔ لیکن ہماری انجیل کے ساتھ نہیں ملتی۔ متی کی انجیل، یوحنا یا لوقا کی انجیلوں کی طرح تدبیر و فکر سے نہیں لکھی گئی اور اسی لئے پہلے بزرگوں نے اس کا نام سو بیگ یعنی جسمانی انجیل رکھا ہے۔ ایڈیٹر صاحب کیوں اپنے بھائیوں کے جھگڑے کا فیصلہ نہیں کرتے انجیل تو ایسی تو فریب و ہندہ نہیں تھی لیکن متی نے جسمانی انجیل ضرور لکھی ہے۔ واہ ری جتی ہوئی قوم! مرقس کی انجیل یہ روایت صحیح ہے اس کی انجیل کے لئے پطرس سے سامان ملا تھا۔

بیکس جو دوسری صدی کے پہلے نصف حصہ میں گزرا ہے بیان کرتا ہے کہ پطرس ناقل مرقس نے نہایت صحت سے پطرس کی تحریریں قلم بند کی ہیں مگر اس میں خداوند کے قول و فعل کی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔ نیز ۱۲ اختتامی آیات یعنی ۱۶ باب کے ۹ آیت سے ۲۰ تک کے اصلی ہونے میں شک ہے۔ اسی صاحب کیوں نہیں کہہ دیتے کہ الحاق ہے ایڈیٹر صاحب اب سنئے

کہ یہ پادری صاحب کیا فرما رہے ہیں کہ ۱۲ آیات خدا کے بیٹے پر ایمان رکھنے والے کسی ملہم نے ملا دی ہیں۔ انجیل نویس تو ورق لکھیں کیا دوسروں کا اتنا بھی حق نہیں کہ وہ چند آیات بھی لکھ سکیں فرمائیے۔ کیا ایک گندی مچھلی تمام تالاب کو گندہ نہیں کر دیتی۔ لوقا کی انجیل لوقا کو اکثر روایتوں میں پیارا طبیب کہا جاتا ہے۔ مارکن مرتد نے جو صبح کے ۱۳۸ سال بعد ایک مصنف گزرا ہے لوقا کی انجیل کو مستعمل دیکھ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیا جیسے مرقس کی انجیل پطرس کے خیالات کے موافق تھی۔

وہی ہی لوقا کی انجیل پولوس کے نظرات کے لحاظ سے لکھی گئی چنانچہ پولوس حمطاؤس نے دوسرے خط کے باب ۲ آیت ۱۸ میں اس انجیل کو اپنی انجیل کہا ہے اس کی تصنیف کی جگہ معلوم نہیں۔ جناب من اگر ایک شخص نے لکھی ہو تو جگہ معلوم ہو سکتی ہے۔ اب بتائیے کہ اتنے مقامات کا پتہ ملنا کچھ آسان امر ہے۔ ایڈیٹر صاحب ذرا غور کیجئے شاید کسی آسمانی شہر یا گاؤں سے اتری ہو۔ یوحنا کی انجیل مخالفین نے اس انجیل پر خاص حملہ کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صبح کے بعد دوسری صدی کے دوسرے نصف حصہ تک اس کتاب کا نام و نشان نہ تھا۔ ناسٹک فرقہ یوحنا ہی کی زندگی میں پیدا ہوا جس نے انجیل کے واقعات کو فلسفہ کے ساتھ ملا دیا جسٹس گھیم جس نے اس انجیل کو رد کیا۔ اس کی تاریخ تصنیف ۱۰۰-۱۱۲ء بتاتا ہے۔

اب بتائیے کہ آپ کے پاس اس کی سچائی کے کیا دلائل ہیں یوحنا کی زندگی ہی میں اتنے تفرقہ پڑ گئے کہ بچانہ سکے۔ انجیل بھی رد کر دی گئی۔ ہمارے پاس ایسے الہام کی تردید کے اتنے ثبوت ہیں کہ اگر لکھے جائیں تو دنیا میں نہ سائیں۔ ص ۶۱، ۶۲، ۶۳ اور ہمارے خان صاحب اپنے پرچہ میں خود ہی فرماتے ہیں ”انہوں نے کتب سماویہ تحریف و تبدیلی کی تھی۔“ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ ”انہوں نے کتب سماویہ سابقہ میں تحریف کی تھی لفظوں کو بدل دیا تھا معنی کو الٹ پلٹ دیا تھا۔“ لفظ (انہوں) جمع ہے جو یہودیوں، عیسائیوں سب کو شامل ہے۔ اس میں زائد لکھنا فضول ہے جماعت قادیانی کے اقوال سے کتب سماویہ سابقہ کا محرفہ اور غیر معتبر ہونا میں نے ثابت کر دیا۔ اگر اور ثبوت درکار ہو اور خان صاحب کے نزدیک جماعت قادیانی اور نیز اپنے اقوال غیر معتبر ہوں تو پھر ہم انشاء اللہ زائد ثبوت دیں گے۔

جماعت قادیانی خاص کر مرزا قادیانی کو میرے سامنے ایسی محرفہ کتابوں سے دلیل پیش کرتے کچھ باک نہ ہوا جن کی تحریف کے خود قائل ہیں اور اس کی لسند کتاب وسنت سے پیش نہ کر سکے۔ فضول بات میں اپنا اور میرا وقت ضائع کیا۔ عوام کے دکھانے اور ان میں علم دار بننے کو

ایک دو ورقہ لمبا چوڑا لکھ دیا مگر سوال سے سرد کار نہیں۔ میرا ارادہ جواب الجواب کا نہ تھا۔ مگر محض اس خیال سے کہ خان صاحب کو در صورت جواب الجواب نہ ہونے کے کہنے کا موقع ملے گا کہ ہمارا جواب گردہ الحمدیث سے نہ ہو سکا۔

اب میں اصل کتابوں سے پیشینگوئیاں نقل کرتا ہوں۔ کتاب ملا کی میں زبان رومن باب ۴ آیت ۵ دیکھو خداوند کہ بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں تم میں ایلیا نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ انجیل متی رومن باب ۱۱ (یوحنا کے شاگردوں سے یسوع مخاطب ہو کر فرماتے ہیں) آیت ۱۰ اے کیونکہ یہ وہی ہے جس کی بابت لکھا ہے کہ دیکھو میں اپنا رسول تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیرے آگے تیری راہ درست کرے گا۔ آیت ۱۴ اور الیاس جو آنے والا ہے یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ اردو انجیل میں بھی قریب قریب یہی لکھا ہے مگر بجائے الیاس کے الیادرج ہے۔ اور فارسی انجیل میں صراحت کے ساتھ لکھی کا نام لکھا ہے۔

اڈل جواب اس کا یہی ہے کہ کتب سماویہ سابقہ محرفہ ہیں۔ قابل حجت نہیں دوسرے یہ کہ اگر کتب مذکورہ بالا صحیح اور قابل حج بھی مان لی جائیں جب بھی تائید مرزا قادیانی کی نہیں کر سکتیں اور وہ ان سے سند پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ پیشینگوئیاں مذکورہ بالا اور دعویٰ مرزا قادیانی میں فرق ہے۔ وہاں ایک نبی نے الہام صحیح سے دعویٰ کیا کہ میں وہی ہوں جس کی بابت توریت میں درج ہے اور دوسرے نبی نے الہام راست سے اس کی تصدیق کی کہ واقعی یہ سچا ہے۔ یہاں مرزا قادیانی کا ایسا شخص جو کہ نبی کا ہم پلہ ہو کون مصداق ہے اور مرزا قادیانی کا الہام کس دلیل سے سچا از جانب خدا مانا جائے؟

اڈل خان صاحب کو ثابت کرنا واجب ہے کہ مرزا قادیانی سچے اور ان کا الہام از جانب خدا ہے۔ دوسرے کوئی شخص ایسا گواہی میں پیش کریں جو نبی بنی اسرائیل کی شہادت کے ہم پلہ ہو اس وقت یہ خبر درست ہو سکے (حالانکہ یہ ثابت ہونا غیر ممکن ہے) لہذا مرزا قادیانی کا معیلت صحیح ہونا محال اور جب تک کتب سابقہ غیر محرفہ ثابت نہ ہوں۔ اس وقت تک یہ تانا بانا تاریک گتوں کی مثال ہے کہ ذرا سے جھٹکے میں الگ۔ الحمد للہ کہ ہم کتب سابقہ کا محرفہ ہونا جماعت قادیانی کے اقوال سے ثابت کر چکے اب اگر زائد ضرورت ہو تو کتاب دست و تواریخ سے بھی دکھا دیں۔ قادیانی سب پکار پکار کر کہتے ہیں کہ کتب مذکورہ محرفہ ہیں قابل سند نہیں۔ اور نیز میری پیش نظر فارسی، اردو، رومن کی کتابیں موجود ہیں۔ ہر ایک میں فرق ہے پھر کیسے ان کی صحبت کا یقین ہو۔ میں انہی انجیلوں سے ان کا محرفہ ہونا ثابت کر سکتا ہوں گو کہ خان صاحب کے پرچہ کا

جواب کافی ہو چکا مگر ان کے ساکت کرنے کو ان کے اقوال نقل کر کے بھی جواب لکھتا ہوں۔
 قولہ..... اب جاننا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود، مہدی مسعود، جماعت احمدیہ کے کسی اور شخص نے
 جہاں کہیں اس واقعہ کا بیان کیا ہے وہ ان میں کتب مقدسہ کے حوالے سے لکھا ہے اور یہی کتابیں
 اس دعویٰ اور بیان کی تائید میں گواہ ہیں۔ آپ ان کتابوں کو دیکھ کر اپنا اطمینان اور اس دعوے کی
 تصدیق کر سکتے ہیں۔

اقول..... آپ ان کتابوں کو تائیدی گواہ اور مقدسہ بھی کہتے ہیں محرف ہونے کے بھی قائل ہیں۔
 دیکھو اپنے قول جو اد پر اوّل ہوئے ان دونوں قولوں میں کونسا آپ کا قول سچا ہے یا آپ کے یہاں
 محرف اقوال سے بھی تائید ہو سکتی ہے۔ بیان فرمائیے۔

قولہ..... اگر ان کتابوں کا دیکھنا بوجہ اہل حدیث ہونے کے مکروہ یا حرام سمجھتے ہوں تو کسی پادری
 صاحب سے..... الخ۔

اقول..... خان صاحب آپ کو اتنا بھی فہم نہیں جب ہم ان کی کتابیں دیکھنا منع سمجھیں گے تو ان
 سے پوچھنا بد رجا، اول منع خیال کریں گے۔ ہمارے یہاں مذہب غیر کی کتابیں دیکھنا منع نہیں اور
 یہ آپ کو کہاں سے ثابت ہوا کہ میں طالب صادق نہیں اور میں نے اصل کتابیں نہیں دیکھیں اور
 ثبوت پر غور نہیں کیا۔ اس کا ثبوت دیجئے یا اگر الہام سے معلوم ہوا ہو تو فرمائیے بغیر تحقیق و تصدیق
 یہ فقرے کیسے تحریر کئے۔ قولہ۔ بلکہ اپنی طرف سے جھٹ ایک ایسا سوال جو انکار کا پہلو اپنے اندر
 رکھتا ہے اور کوتاہ بینیوں کی نگاہ میں مخالفت ظاہر کرتا ہے۔ پیش کر دیا۔

اقول..... جی ہاں! آپ ایسی کوتاہ میں ہوں گے نہ اصل حال پوچھنا غور کیا اور قلم لے کر لکھنے کو
 موجود کاش کہ اپنے پیر بھائی ہی سے دریافت کر لیتے تو ٹھوکر نہ کھاتے۔

قولہ..... شاید آپ کے نزدیک توریث یا انجیل کی آیت آیت نہیں اور حضرت یحییٰ اور حضرت
 عیسیٰ کا قول حدیث نہیں۔

اقول..... ہاں نہیں محرف اقوال کو حدیث و آیت کون کہتا ہے؟

قولہ..... اس جگہ آپ کی مراد آیت سے آیت قرآن شریف اور حدیث سے مراد حدیث رسول
 خدا ﷺ ہے۔ مگر آپ نے قرآن شریف کا نام..... تحریر نہیں کیا اور حضرت ﷺ کا اسم مبارک
 الخ!

اقول..... میں ادھر ثابت کر آیا ہوں کہ علی العموم اہل اسلام کا محاورہ ہے کہ آیت سے آیت قرآنی
 حدیث سے اقوال رسول رحمانی ﷺ مراد لیتے ہیں۔ ہاں جو اسلام سے بے بہرہ اور کون محض

ہیں۔ مصطلحات نہیں سمجھ سکتے۔

قولہ..... اڈل تو جہاں تک مجھ کو معلوم ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس خبر میں کسی آیت قرآن شریف یا حدیث رسول اللہ ﷺ کا حوالہ نہیں دیا گیا اور اگر دیا گیا ہو تو آپ پر فرض ہے کہ اس آیت یا حدیث کو بحوالہ اس کتاب کے پیش کریں اور جب آپ پیش کریں گے تو ہمارا فرض ہوگا کہ ہم اس کو ثابت کر کے آپ کو دکھلا دیں۔

اقول..... یہ کہنے کہ ہے نہیں اگر ہوتا تو آپ سب سے پہلے پیش کرتے اگر بھول گئے تو اب پیش کیجئے میں اپنے وعدہ پر قائم ہوں۔ اور ہم پر فرض کب ہے ہم خود ہی تو آپ سے ثبوت مانگتے ہیں اور انہی وجوہ سے مرزا قادیانی کو کاذب کہتے ہیں۔ اگر کچھ مصالحہ ہو تو مرزا قادیانی کا صدق ظاہر فرمائیے اور جب ہم نے پیش کیا تو آپ کیا ثابت کریں گے۔ ثبوت تو ہم بھی دے دیں گے کیا حقانیت کے یہی معنی ہیں کہ آپ سے کوئی ثبوت یا نشان مانگے آپ کہیں کہ تم لے آؤ ہم ثابت کرویں گے۔

قولہ..... کہ آپ کی یہ بات بخوبی ذہن نشین تھی کہ اس ضد کی بابت کسی آیت قرآن شریف یا حدیث رسول اللہ ﷺ کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ اقول۔ آپ تو یہ امر ظاہر کر چکے ہیں کہ اب کیا دوبارہ ظاہر کریں گے اور جو کہ آپ نے آگے مثالیں لکھی ہیں ان سے منشا کیا ہے۔ کتب سادہ سابقہ کو محرفہ مان چکے۔ یہ مثالیں سب عارت ہوئیں اور میں اپنا وقت مثالوں اور قصوں میں ضائع کرنا نہیں چاہتا ہاں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ سے ثبوت ملنا چاہئے۔ آگے آپ لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کل قوم اور ہر ایک ملت والوں سے ہے۔

پس ہر ایک ملت والوں کو ان کے موافق ثبوت دیا گیا تو جناب یہ مرزا قادیانی سے فرمائیے کہ ازالہ وغیرہ میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے اس خبر سے اپنی تصدیق کیوں چاہی ہے اور ہمارے مہربان مرزا قادیانی سے دریافت فرمائیے کہ انہوں نے یہ خبر پیش کر کے مرزا قادیانی کی تصدیق کیوں کی ہے۔ مسلمان تھا کوئی آیت یا حدیث پیش کی ہوتی۔

قولہ..... لیکن آپ نے ان آیات قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ سے جو اہل اسلام کے مذہب کے موافق پیش کی گئی تھیں۔ کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اقول۔ ہمارے مہربان مرزا قادیانی نے ہمارے سامنے کچھ پیش نہیں کیا اور اگر کیا تو جواب بالصواب پایا۔ اسی خبر میں اُلجھے۔ پس بموجب آپ کے فرمانے کے وہ یہودی یا عیسائی ہوں گے تو صاف کہہ دیا کہ ہم آیت یا حدیث کو مانیں گے چنانچہ ہمارے سوال سے ظاہر ہے اور اب ہم کہتے ہیں کہ (مرزا قادیانی کی تائید میں ایک

حدیث یا ایک آیت نہیں، اگر ہوتو پیش کرو) جو کچھ وہ اپنی تصانیف میں بتاویل رکیکہ پیش کرتے ہیں۔ سب کا جواب پاپکے دیکھو تصانیف مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی و مولوی بشیر احمد صاحب و میر مہر علی شاہ صاحب و مولانا عبداللہ صاحب وغیرہ۔

قولہ..... اب ہم حیرت میں ہیں کہ آپ کو کس مذہب اور کس فرقہ میں شمار کریں تا وقتیکہ ہم کو کوئی دستاویز خاص آپ کے اصل مذہب کی بابت حاصل نہ ہو جائے تب تک ہم آپ کو اپنی رائے سے کسی فرقہ میں داخل نہیں کر سکتے۔

اقول..... حضرت اد پر مجھ کو آپ الہحدیث سے فرما چکے ہیں اب ایسا فرماتے ہیں دونوں قولوں سے کونسا قول صحیح مانا جائے جب آپ میرے مذہب میں تردد ظاہر کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ یہ عاجز کس مذہب کا ہے تو یہ جواب کس بناء پر لکھا گیا اور اد پر اپنی اسی رائے سے کیوں الہحدیث فرمایا۔ آپ کی فہم مبارک پر آفریں ہے۔ لیجئے مذہب کی بھی دستاویز دیکھو اب کیا کریں گے۔ (سنی، محمدی اور کسی امام کی میں تھلید نہیں کرتا کتاب وسنت سے مطلب ہے اور یہ بھی میں کہتا ہوں کہ جو بات کتاب وسنت سے اشارہ یا کنایہ سے بھی نہ ثابت ہو وہ قابل حجت نہیں اور اول کتاب اللہ پھر حدیث رسول اللہ ﷺ پھر اجماع و قیاس صحیح بلا تعین شخص قابل حجت ہے)

باقی رہا دیگر مذاہب کا روہ بغیر ان کی کتابوں کے ہونے نہیں سکتا کیونکہ وہ ہماری کتاب وسنت کو کب مانیں گے؟ لہذا انہیں کی کتابوں سے ان پر حجت پیش کی جائے گی جیسے ہم لوگ سوائے کتاب وسنت کے دوسری چیزوں کو معتبر نہیں مانتے۔ اسی بناء پر آپ سے بحث کی ٹھہری (اور دراصل اجماع و قیاس اس کتاب وسنت کی شاخ ہیں) جناب من آپ کے مرزا قادیانی نے آیات کلام مجید اور احادیث رسول حمید ﷺ میں تاویل بے جا کی ہے اور وہی تاویل شدہ آیات وہ احادیث واقوال میرے سامنے پیش کئے گئے جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی نے روش یہودیانہ اختیار کی ہے۔ اور ان کا کوئی قول قابل تسلیم نہیں۔ آگے آپ نے یہودیوں کی صفات میں الہحدیث کو شامل کیا ہے اس کا جواب بھی سنئے۔

قولہ..... کتب سادہ میں تحریف و تبدیلی کی تھی۔

اقول..... مرزا قادیانی نے ایسا ہی کیا۔ لہذا بقول آپ کے یہودی ہوئے۔

قولہ..... نبیوں کو جھٹلایا تھا تو ہیں و تحقیر کی تھی طرح طرح کی بدزبانوں..... کا فرد لٹھ ٹھہرایا تھا۔

اقول..... مرزا قادیانی نے علماء و صلحاء امت محمدیہ ﷺ کو یہودی عیسائی کا فر کہا۔ عیسیٰ علیہ السلام

کی توہین و تحقیر و تذلیل کی دیکھو ازالہ۔ لہذا بقول آپ کے مرزا قادیانی یہودی ہوئے۔

قولہ یہودی عامل بالحدیث تھے اور الحمدیث کہلاتے تھے۔

اقول ”لعنة الله على الكافرين“ الحمدیث مخالف کتاب و سنت کو مردود کہتے ہیں اگر یہود ایسے ہوتے تو عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی کیا ضرورت تھی (کیونکہ جب تک لوگ کتاب و سنت کو نہیں چھوڑتے ہرگز دوسرا نبی نہیں آتا) جب خدا کا راستہ چھوٹ جاتا ہے۔ اسی وقت نبی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا عیسیٰ علیہ السلام کا آنا بتا رہا ہے کہ یہودی دوسرے مسلک پر تھے اور کیا عجب ہے جو ان کا مسلک ایسی تقلید ہو جیسے احمدی آٹھ بند کئے ہوئے مرزا قادیانی کی تقلید کر رہے ہیں جس کا اشارہ غیر المغضوب علیہم میں ہے اور اگر آپ کو دعویٰ ہو کہ وہ الحمدیث ہی تھے تو ثبوت صحیح پیش فرمائیے ورنہ گریبان میں منڈا لے لے۔ اور شرمائیے۔

قولہ ان غیر مقلدوں نے جن کے فرقہ میں شاید آپ بھی شمار کئے جاتے ہیں۔ تمام مقدسوں کو لفظ مخلوق میں شامل کر کے اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بنا دیا۔

اقول یہ جناب کی دوسری خوش فہمی ہے اپنی رائے سے مجھ کو کسی فرقہ میں کیوں شامل کیا۔ آپ کا یہ اعتراض تقویۃ الایمان پر ہے (اول تو ہمارے مذہب کا مدار کسی عالم کی تصنیف پر نہیں ہے) مگر اتنا یاد رہے کہ یہ وہی کتاب ہے اور یہ وہی مولانا ہیں جن کی تعریف آپ کے مرزا قادیانی اور ان کے داہنے بائیں بازو حکیم نور الدین صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب امر وہی نے کی ہے۔ قطع نظر اس کے میں پوچھتا ہوں کہ انبیاء اور اولیاء مخلوق ہیں یا نہیں اگر ہیں تو اس جملہ کا کیا مطلب ہے کہ (مخلوق میں شامل کر کے) اور اگر مخلوق نہیں تو خالق ہوئے مرزا قادیانی کی تائید میں ایسی آٹھ بندی کی کہ کروڑوں خدا بنا دیئے۔

اور واقعی بات یہ ہے کہ خدا کی شان کے رو برو کوئی ہولاشے محض ہے ”قل انما انا بشر مثلکم۔ انما الہکم اللہ واحد“ ارشاد فرمائیے آگے آپ نے بے جا اور فضول بلا دلیل نبوت جناب عیسیٰ و وجود جلال پر اعتراض کیا ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو یہ اعتراض مخبر صادق ﷺ پر کیجئے ان کو یہودی یا عیسائی فرمائیے اور آپ کو زیبا بھی ہے۔ کیونکہ آپ کے پیر صاحب روز بروز درجہ بڑھاتے جاتے ہیں۔ مجدداً بنے پھر مہدی مثل عیسیٰ و آدم و نوح و موسیٰ و ابراہیم وغیرہ۔ یہاں تک کہ بروزی محمد ﷺ بھی بن گئے۔ ابن اللہ ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہاں خدائی کا دعویٰ باقی ہے جو جلال کرے گا۔

قولہ ایسا نہ ہو جو ان عقائد کی وجہ سے یہودیوں کی طرح تم پر طاعون مسلط ہو جائے۔
 اقول دیکھتے بہت جلد آپ لوگوں کو معہ آپ کے پیر صاحب کے خدا ناپا دیہ میں گرا دے گا اور
 آپ نے اعتراض کیا ہے کہ لفظ اللہ کے آگے صاحب کیوں لکھتے ہیں۔ عم نوالہ: جل شانہ کیوں نہیں
 لکھتے تو عرض ہے لفظ تعظیسی لکھنا چاہئے خواہ کسی زبان کا ہو اور دوسرے لفظ تعظیسی صاحب کا ہے۔ لہذا
 یہی لکھا گیا۔ عم نوالہ: جل شانہ لکھنا واجب شرعی نہیں اگر ہے تو ثابت فرمائیے اور جو آپ تحریر
 فرماتے ہیں کہ چودھویں صدی کی سر سے مجدد کو کھلے کھلے نشانات سے بھیجا۔

جناب وہ کھلے نشانات کون سے ہیں ایک بھی نشان دکھائیے مجھ کو تو امام قادیانی نشانات
 سے دجال معلوم ہوتے ہیں خاص کر اس آخری فقرہ نے تو ان کی تکذیب نقش کا لہجہ کر دی اہل
 ایمان ہرگز فریب میں نہیں آسکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ نجات سے بے بہرہ پھنسیں تو پھنسیں۔ یا جن
 کو شقاوت ازلی ہے وہ اس گمراہی کو خرید کریں۔ سب سے اول جناب مولانا محمد حسین صاحب نے
 دجال قادیانی کے کید ظاہر کر کے اسلام سے الگ اور مسلمانوں کو ہوشیار کر دیا۔ پھر ہمارے شیخ النکل
 فی الکل نے اپنی تصدیق کفر نامہ پر کی اور کل علماء دین نے تصدیق فرمائی۔ جس کو کل علماء دین گمراہ
 کہتے ہوں اور نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہو نہ نشان ہو۔

وہ گمراہ کیونکر نہ مانا جائے مرزا قادیانی نے جو گندے اور بے ہودہ الفاظ علماء دین اور
 صلحاء امت محمدیہ علیہ السلام کی نسبت اپنی تصانیف خاص کر حضرت عیسیٰ کی نسبت درج کئے ہیں۔ ان کو
 دیکھ کر ایمانداروں کی روح کو صدمہ ہوتا ہے۔ علماء نے اس کا عشر عشر بھی جواب نہ دیا۔ ہاں لکھنؤ
 کے مہکلو یا چند خانے کے بھنگڑوے سکتے تھے اور دیتے ہیں۔ علماء کی یہ شان نہیں جو ایسے بے ہودہ
 کاموں کی طرف توجہ کریں جو کچھ منافقان اسلام کرتے چلے آئے وہ پورا مواد مرزا قادیانی نے
 اگل کر ثابت کر دیا کہ میں شیخ کن اسلام ہوں۔

باقی رہا یہ کہ حقانیت کی وجہ سے ان کی جماعت کو ترقی ہوئی یہ بالکل غلط ہے۔ ورنہ آریہ
 عیسائی نیچری سب حق پر ہو جائیں اور ہم بھی کہتے ہیں کہ اب وہ وقت قریب ہے کہ مسیح موعود
 و مہدی مسعود کا ظہور و نزول ہو۔ کیونکہ تیس دجالوں کی حدیث میں پیشین گوئی درج ہے۔ اس میں
 سے چند ہو گئے اور جو باقی ہیں۔ وقت جلد آئے گا اس وقت کل مذاہب ایک ہو جائیں گے اور حق
 ظاہر ہوگا اور رہا یہ اعتراض کہ علیہ السلام انبیاء علیہ السلام کے نام کے بعد کیوں نہ لکھا تو جواب اس
 کا اوپر گزرا۔ مکرر لکھنا فضول ہے حرف () سے مراد علیہ السلام ہی ہے یہ محاورہ معروف و مشہور

ہے۔ اگر خلاف ہو تو ثابت کرو۔ اور آپ یاد رکھیں کہ آپ یا آپ کے پیرو صاحب یا اور آپ کے ہم مشربوں کے پاس اس کا ثبوت ہرگز نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ کو مار کر ان کی گدی پر دجال قادیان کو بٹھادیں۔

بجز اس کے اور کچھ نہیں کر سکتے کہ پھر دین اسلام کی طرف رجوع کریں اور آپ نے جو الفاظ سے بحث کی ہے تو میں۔ زبان اردو کا عالم نہیں جو پہلو بچانے کو فضولیات سے تحریر بڑھا کر جہلاء میں فخر کروں کہ ہم نے اتنا لمبا چوڑا جواب لکھا کہ آپ کی اتنی فضولیات کا جواب بھی آپ کی خاطر سے لکھ دیا گیا۔ آئندہ خارج از بحث کلام نہ کیجئے گا جو میرا سوال ہے اس کو ثابت کیجئے ورنہ بیہودہ کلمہ کا جواب قلم انداز کیا جائے گا۔ جو چیز میرے اور آپ کے زیر بحث ہے اسی میں قلم فرسائی فرمائے گا۔ کسی دوسری بحث کا تاؤ فٹیکہ اس امر کا فیصلہ نہ ہو۔ جواب ہرگز نہ دیا جائے گا اور سخت گوئی سے معاف فرمائیے ورنہ جواب ترکی ہتھی لے گا واصلینا الا البلاغ۔

منت آنچہ حق بود گفتم پیام
تو دانی دگر بعد ازیں والسلام

نقطہ: راقم ابوالسحا محمد رفعت اللہ خان

محلہ ۱۵۵ مکان نمبر ۲۴ متصل چوکی پولیس ضلع شاہجہان پور قسمت ردھیا کنڈ بقلقم خود ناظرین خدارا انصاف میرے سوال کا جواب مختصر اثبات دہنی میں ہو سکتا تھا مگر خان صاحب نے دفع الوقتی کر کے جواب کو طول دیا اور زبان درازی سے کام لیا مگر اس کا گلا ان سے نہیں یہ طریقہ تو وہ اپنے پیرو صاحب سے سیکھے ہیں مگر تعجب ہے کہ ۴، ۵، ۶ ماہ ہو چکے۔ جواب نہ دیا مجبور ہو کر شائع کرو دیا ہاں ہم خان صاحب کی حالت سے واقف ہیں۔ ان کی اتنی لیاقت کہاں جو وہ قلم اٹھا سکیں جو کچھ سید علی نے (جو کہ مختار ایڈیٹر ایڈورڈ گزٹ کے والد ہیں) لکھا یا لکھ دیا۔ اب ان کا ذہن بھی اس جواب الجواب سے کند ہو گیا اور ساکت ہو رہے اور اگر مرد ہیں اور شرم ہے تو بے حیائی کا برقعہ اٹھا کر سامنے آئیں۔ مردوں کا سامنا کریں۔ جواب لکھیں ورنہ کونے میں بیٹھ رہیں۔ آئندہ کسی مرد سے گفتگو نہ کریں مگر یہ کہ فضولیات علاوہ خبر مذکورہ کے اگر کچھ لکھا تو جواب نہیں دیا جائے گا۔

محمد رفعت اللہ!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارف مضامین ضمیرہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۳۹ کے مضامین

.....	اس شمارہ میں مباحثہ شاہجہان پور کی رپورٹ تھی جو شمارہ نمبر ۳۸ کے ساتھ شامل کر دی۔ اس شمارہ ۳۹ کا ایک مضمون باقی بچا۔ ”مدعیان نبوت“ جو مولانا شوکت اللہ میرٹھی کا مرتب کردہ ہے۔ پیش خدمت ہے۔
-------	---

۱ مدعیان نبوت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آزاد ضمیرہ اودھ بیچ لکھنؤ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ: ”مرزا دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت مسیح کی قبر (سرکتے سرکتے) کشمیر میں پختی اور یوزاسف کی قبر کے نام سے مشہور ہو گئی۔ کیوں نہیں ابھی تو حضرت مسیح کی قبر نے رحلت کی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ قادیان سرکتے سرکتے جہنم پہنچ جائے۔ کشمیر تو جنت نظیر کہلاتا ہے مگر قادیان جہنم نشان کہلائے گا۔“

مرزا قادیانی کا وہ خدا جس نے انہیں مبعوث برسالت کیا ہے۔ غالباً وہی ہے جس نے فرعون کو مدعی الوہیت کر دیا تھا (یعنی شیطان) مرزا قادیانی کی زبان سے نابلد ہے مکاشفات انگریزی میں ہوا کرتے ہیں مرزا انگریزی سے ناواقف۔ اب بڑی مشکل یہ ہے کہ مرزا کو مطالب دالہامات کون سمجھائے جو مرض (یعنی جہل) کہ مرزا قادیانی کو ہوا ہے۔ اس کا علاج ابو بکر خوارزمی نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے۔ بے اس علاج کے غیر ممکن ہے کہ مرض زائل ہو۔ اگر مرزا کو الہام ہوتا ہے تو سمجھ جائیں کہ وہ کیا ہے۔ کتب تاریخ کے دیکھنے سے اکثر ایسے اشخاص ملیں گے جنہوں نے قتل و بعد ختم المرسلین روحی لہ الفداء جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور تھوڑے دنوں تک مرہیت رہی پھر زائل ہو گئی یعنی مصور سجاح کذابہ اور مسیلمہ کذابہ جتنی شاعر وغیرہ کا حال مشہور و معروف ہے۔ سمجھنے کی بات ہے کہ انہوں نے عرب میں خاص رسول کی موجودگی میں دعویٰ کیا۔ قرآن تصنیف کئے مگر کچھ نہ ہوسکا اب ان کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ مرزا ایک جہل مجسم ان کو کوئی کب تک یاد رکھے گا اگر یاد رکھے گا بھی تو اسی طرح جس طرح ان کو یاد رکھا۔

زمانہ مامون رشید میں ایک مصری شخص نے دعویٰ نبوت کیا اور گرفتار ہو کے خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے پوچھا تو کون ہے کہا میں پیغمبر ہوں۔ موسیٰ کی روح نے مجھ میں حلول کیا ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ موسیٰ کا عصا اڑدھا ہو جاتا تھا تو بھی یہی معجزہ دکھا۔ کہا کہ فرعون نے انا ربکم الاعلیٰ کہا جب عصا اڑدھا ہوا تم انا ربکم الاعلیٰ کہو تو میں معجزہ دکھاؤں؟ مامون نے کہا اچھا میں چاہتا ہوں کہ ابھی عجم خربوزہ کا بودیا جائے اور ابھی بار آور ہو اور ابھی میں کھاؤں۔ کہا اچھا تین دن کی مہلت دو۔ خلیفہ نے انکار کیا۔ اس نے کہا کہ خدا باوجود اس قدر قدرت کے تین مہینے میں خربوزہ پیدا کرتا ہے تم مجھ کو تین دن کی مہلت نہیں دیتے۔

اسی طرح زمانہ خلیفہ مہدی عباسی میں ایک شخص نے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا کہ (جیسا کہ زمانہ عیسویت میں مرزا نے مہدویت کا) خلیفہ نے کہا مردہ زندہ کر سکتے ہو؟ کہا ہاں اگر حکم ہو تو آپ کے وزیر کی گردن تہ تیغ کر دیں اور پھر زندہ کر دوں گا۔ خلیفہ نے وزیر سے پوچھا کہ راضی ہو۔ اس نے کہا معاف رکھئے بندہ بغیر امتحان ہی آپ کی نبوت پر ایمان رکھتا ہے۔ غرض اس طرح کے صد ہا ایسے واقعات گزر چکے ہیں اور اسلام کو اس سے شہہ برابر نقصان نہ پہنچا۔ مرزا نے بھی اگر چندیں شکل برائے اکل کا مصداق بن کے اپنے جنون قطرب کا اظہار کیا تو کیا کر سکتے ہیں۔ اسلام الحمد للہ ایسا ہی عقلی مذہب ہے کہ اس کے ستون دار کا شرعی بنیاد حکمت ناموس و اخلاق سے مستحکم ہیں۔ اگر عوام جہلاً کو بچانا منظور نہ ہوتا تو اس کے جواب کی ضرورت بھی نہ تھی۔

مرزا قادیانی کے ساتھی ایک شخص تھوڑا زمانہ ہوا کلکتہ میں پیدا ہوئے ناسا تا سائل ان کا نام تھا اور جواد ساہاٹی کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام براہین ساہاٹیہ دکھا تھا اور بزم خود اسے منزل من اللہ جانتے تھے۔ کتاب کیاب ہے اس وجہ سے ان کی لیاقت دکھانے کو ایک چھوٹا سا سورا لکھا جاتا ہے۔

”ہا۔ ہا۔ لام۔ یا۔ وانا قد ارسل الینا کتاب کریم من یحییٰ وانه السجل بلیغ حکیم۔ وان یحییٰ لہوا لسید الشریف ولا امیر الکبیر۔ وانا قد ارسلنا الیک من قبلہ کتاباً عربیاً مبیناً۔ وانا لما فتناہ لم نتخلفہ نصیراً ولا معیناً۔ وما کان جوابنا الا ان عززنا بثالث وکان ساہاٹ علیہ قدیراً۔ ویقولون لایعلمون التکسیر والعروض ان هذا الا شعراً وسحر عظیم۔ قل انما یعلم عند اللہ ساہاٹ وان هذا الا کتاب عربی مبین۔ لو الفقت الملائکة والشیاطین علی ان یحاججو

بمثل هذا الرهان لا يحا حجوبه ولو كان بعضهم لبعض ظهراً نصيراً فإذا جاء
وعبدنا والحقى الجمعان ذلك يوم السرور. يوم يصطف المجنون على المائده
امام انا مير متكئين فيها على كراسي مصفوفه فى حجور القصور تدور عليهم
كهلان مستخدمون بنفائس الاغلبه وفواكه مما يشعشعون ومخندريس عتيق
لا يقابل عنهم المائده ولا هم عنها بمزحزحين ينالك فيغدبر الدين كفروا اى
مرصدير صلون“

اس بے نکلے پن کو دیکھیے اور اس نقالی و جعل کو۔ اس نے قادیانی سے مرعیت بہم
پہنچائی تھی۔ خوب خوب سورے تعنیف فرمائے تھے مگر پھر بھی عربی زبان بخوبی جانتے تھے۔
قادیانی کی طرح کندہ نائراش نہ تھے کہ بے سرو پا ہاتھ ہاتھتے۔ اس نے تفسیر بھی لکھی تھی مگر زبان
درازی کی عادت نہ تھی۔ شراب پیتا تھا آخر ایک روز کاشا لگا اور مر گیا۔

بعض کہتے ہیں گھوڑے سے گرا اور مر گیا مجھے اس کی تحقیق نہیں کہ اصل اس کی کیا تھی۔
لکھنؤ میں بھی ایک شخص محمد ادریس نامی کہ اصلی نام ان کا غلام محمد ہے۔ مدعی نبوت ہیں۔ بعض
مجتہدین لکھنؤ سے انہوں نے عبرانی و عربی پڑھی معقولات و ادب و تواریخ و رجال و سیر میں دستگاہ
کامل حاصل کی۔ بعد کو بے چارے مراق میں مبتلا ہوئے۔ اب گلیوں گلیوں ”کلیسیا حق
والدیہر حق والمسجد حق والوہد والفرقان والکتب العتیقہ حق“ کہہ کے صلح کل کا
جھنڈا گاڑتے پھرتے ہیں۔ سورے تعنیف کرتے اور اپنے مریدوں کو سناتے ہیں۔ مگر عارضہ
مراق نے ان کا ہزار کھوٹا کر دیا ورنہ ادریس (کہ ادریس ہی ہونے کا ان کو دعویٰ ہے) کے بجائے
ابلیس کا کام انجام دیتے۔

تاہم بھد علم و قدرت اگر ہم کو کسی نبی کی ضرورت ہوتی تو ہم یقیناً بجائے غلام احمد قادیانی
کے غلام محمد لکھنوی کو پسند کرتے کیونکہ ان سے ۲۹ حصے علم و فضل میں زیادہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں
قادیانی کا دماغ آخر خشک ہوتے ہوتے اس کو قتل کر دے گا۔ واللہ الحجة البالغہ!

تعارف مضامین ضمیر محمد ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۳ اکتوبر کے شمارہ نمبر ۴۰ کے مضامین

اس شمارہ ۴۰ کے ابتدائی ساڑھے چار صفحے مباحثہ شاہجہان پور کی اس کارروائی کے

تھے جو شمارہ نمبر ۳۸ کے ساتھ شامل اشاعت کر دیے۔ باقی یہ مضامین ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

.....۱	پیشینگوئی اور نشان۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی تصویر پرستی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی کی نسبت پیشینگوئی۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ پیشینگوئی اور نشان

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہتھیار ہاتھ سے چھوٹ گئے۔ ڈھالیں کمر سے کھل پڑیں۔ کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اب تو خالی تیر نکلتے بھی نہ رہے۔ آئے دن کی پیشینگوئیاں غارت غول ہو گئیں۔ ان کی جگہ اب کبھی کبھی کوئی نشان دکھانے کی بھر بھراہٹ ہوتی ہے۔ مگر خوش قسمتی سے یہ تیر بھی نشانے پر نہیں لگتا۔ چونکہ دنیا میں کوئی نہ کوئی واقعہ ہوتا رہتا ہے۔ لہذا دھر کسی کبھی نے چھینکا یا زاوے پر کسی حمار نے ڈھینچوں ڈھینچوں کی۔ یا کسی شتر بے مہار نے گند مارا اور صبح موعود بکارا کہ وہ نشان ظاہر ہوا۔ الغرض دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کو آسمانی باپ اپنے لے پالک کا نشان بتاتا ہے۔ مجدد السنہ شرقیہ کے ضمیرہ کے بارے میں ہر سال پیشینگوئی ہوتی ہے کہ اب بند ہوا اور اب بند ہوا۔

اب تیسرا سال ختم ہو کر چوتھا سال شروع ہونے والا ہے مگر ضمیرہ خدا کی عنایت سے بدستور اپنے دھواں دھار گولوں سے کفر و الحاد اور جعلی نبوت و رسالت کی تعمیر ڈھار ہا ہے۔ اور اس کے گرد و غبار سے مدعیان بروزیت و مسیحیت کی آنکھیں اندھی ہو رہی ہیں۔ خدا نے چاہا تو چند روز میں بالکل چوہٹ ہو جائیں گی۔

حجی پیشینگوئی اسے کہتے ہیں جو مجدد السنہ شرقیہ نے پچھلے سال کی تھی کہ امسال مرزا قادیانی سے کوئی آسمانی یا زمینی مواخذہ ضرور ہوگا۔ چنانچہ ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی پر دارنٹ جاری ہوئے ضمانتیں ہوئیں۔ جھلکے لئے گئے اور سال بھر ہو چکا کہ مقدمات کا شیرہ بہ رہا ہے۔ الحکم نے ضمیرہ کی مخالفت کی تھی وہ بھی مقدمات کی بدولت انیرون بنا ہوا ہے۔ الحکم کی اشاعت میں روڑے انک گئے۔ طوفان کا ریلٹا جو آتا ہے تو مطیع کا مکان دھڑام سے سر نیچے ٹانگیں اوپر۔ لچو! دوڑو!

دمزی دھیلا کوڑی پیسا چندہ دو۔ الغرض اب تک تانا بانا بکھرا ہوا ہے دیکھا! مجدد کی اور مخالفت کرو۔ ہم پھر علی الاعلان پیشینگوئی کرتے ہیں کہ مقدمات متدائرہ حسب مراد فیصل نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ اس کو ابھی سے لکھ رکھو اور پھر مرزا قادیانی اور ان کے تمام حواری کا فرض ہوگا کہ مجدد کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اس پر ایمان لائیں۔ ورنہ یاد رکھو کہ ایسا غضبناک آسانی نشان ظاہر ہوگا کہ کہیں تھل بیڑا نہ لگے گا اور سارا طلسمی کارخانہ ٹوٹ پھوٹ کر ہباءِ منثورا ہو جائے گا۔ اور قانون الہی بھی اس طرح جاری ہے کہ وہ سرکشوں کو زیادہ مہلت نہیں دیتا۔ ”امہلہم رویدا“ (ایڈیٹر)

۲ وہی تصویر پرستی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم مطبوعہ ۳۰ ستمبر گزشتہ میں جہلم کے امام مسجد اور دو مولویوں اور ایک مجمع کے فوٹو کھینچوانے پر جو کسی مسجد کے مقدمے میں داخل کیا گیا۔ بڑی لے دے کی گئی ہے کہ مرزا قادیانی کی تصویر کا کھینچوانا اور شائع کرنا تو کفر گراہنی تصویروں کا کھینچوانا مباح۔

ہم کو اصل مقدمہ کا حال معلوم نہیں کہ تصویریں کیوں اور کس ضرورت سے کھینچوائی گئیں مگر اس میں شک نہیں کہ جہلم کے مسلمانوں نے یہ تصویریں تمیما و تبرکات اور اشاعت دین اسلام کے لئے نہیں کھینچوائی اور نہ انہوں نے گھروں میں رکھ کر ان کی تعظیم کی۔ مرزا قادیانی نے اپنے نئے دین کی اشاعت کا دار و مدار ہی تصویروں پر رکھا ہے چنانچہ مرزائی نامہ نگار لکھتا ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) کا فوٹو کھینچوانا محض اعلاء کلمتہ اللہ کی غرض سے ہے (اس سے ثابت ہے کہ تصویروں کا بنوانا اور شائع کرنا مرزائی مذہب کا پہلا رکن ہے۔ دوم! موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کا کوئی گھر شاذ و نادر ایسا ہوگا جس میں تصویر نہ ہوتا ہم وہ اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔

اور دل میں یقین رکھتے ہیں کہ یہ فعل سراسر گناہ ہے مگر مرزائی اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو اپنے دین کا رکن اعظم سمجھتے ہیں۔ اور خود مرزا قادیانی کی یہی تلقین ہے۔ قطع نظر تصویر کے بہت سے مسلمان میخواری اور حرام کاری وغیرہ جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں مگر معترف بقصور اور اپنی حرکات سے نادم ہیں اور خدائے تعالیٰ سے عفو کے خواستگار ہوتے ہیں۔ سووم! جہلم کے مسلمانوں نے بہت برا کیا کہ تصویریں کھینچوائیں۔ مگر تم بھی اسی طرح اقرار کرو کہ مرزا قادیانی نے بہت برا کیا کہ اپنی تصویر کی اشاعت پر زور دیا ورنہ تمہارا یہ الزامی جواب آداب مناظرہ کے بالکل خلاف ہوگا۔

(ایڈیٹر)

۳ مرزا قادیانی کی نسبت پیشینگوئی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

آریہ گزٹ نے نجومی یا رمال کی پیشینگوئی شائع کی تھی کہ مرزا قادیانی تاریخ مقررہ پر عدالت میں دوبارہ مقدمات موجود نہ جاسکیں گے اور اگر جائیں گے تو عارضی درہم اور پچیس میں جلا ہوں گے۔ اس پر ایڈیٹر الحکم بظلم بجا تا ہے کہ پیشینگوئی غلط نقلی یعنی مرزا قادیانی دندنا تے گوردا سپور گئے اور کودتے اچھلتے آئے۔ پچیس اور درہم تو کجا خدا خواستہ ادنیٰ سی ربح کی بھی سرسراہٹ نہیں ہوئی۔

آریہ گزٹ نے درحقیقت مرزا قادیانی کو ڈرایا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس خوف سے حکم مبارک اور توند مقدس میں ہاؤ کے گولے دوڑے دوڑے پھریں اور مرزا قادیانی کسی طرح تاریخ مقررہ پر عدالت میں حاضر نہ ہوں اور اس کا یہ نتیجہ نکلے کہ ان پروارنٹ جاری ہوا اور تعزیر کا سبق پڑھایا جائے کہ۔

لے پالک بملتب نمیر و دولے برندش

وسلنا۔ آریہ گزٹ کی تو ایک ہی پیشینگوئی پٹ پڑی۔ حالانکہ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی بیسیوں پیشینگوئیاں گوزشتر بن کر ہوا میں اڑ گئیں۔ ان کی نسبت الحکم کو کسی پسینا بھی نہ آیا اور آیا تو پونچھ ڈالا۔ یا بے حیائی کے اسلج نے جذب کر ڈالا۔ (ایڈیٹر)

۴ یکسر الصلیب ویقتل الخنازیر

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس کا مورد اور مصداق میں ہوں۔ ہم پہلے بھی مرزا قادیانی سے پوچھ چکے ہیں کہ یکسر الصلیب سے کیا مراد ہے اور خنازیر کون ہیں۔ کیا یہی عیسائی صلیب مراد ہے اور کیا خنازیر بھی تمام عیسائی ہیں۔ لیکن ہم نے اب تک نہیں سنا کہ مرزا قادیانی نے کسی گرجا کی صلیب کو توڑا ہو یا کسی پادری وغیرہ کو قتل کیا ہو۔ اور اگر تاویلی معنی مراد ہیں۔ یعنی بجائے صلیب پرستی کے مرزا نیت پھیلے گی اور جن لوگوں کے خواص و عادات سوروں کے سے ہیں۔ وہ بدل جائیں گے اگرچہ حدیث میں ”یہ بدل

الخنزیر ویصلح الخنازیر“ نہیں آیا تا ہم مرزا کی اس تاویل کا بھی اب تک ظہور نہیں ہوا۔ صلیب پرستی تو خود الحکم کے اقوال کے مطابق روز بروز بڑھ رہی ہے جبکہ مسیح موعود ہٹا کٹا موجود ہے تو صلیب کیوں مطلوب نہیں ہوتی؟ اور اگر مرنے کے بعد کٹنے کٹنے یا مطلوب ہوگی تو آپ مسیح موعود نہیں۔ اور اگر مرزائی مراد ہیں جو پہلے خنازیر تھے اور اب اصحاب کھف کے قطمیر بن گئے ہیں تو مرزا قادیانی پر جو اقوام و مذاہب اب تک ایمان نہیں لائے سب خنازیر ہیں۔ پس جب تک تمام دنیا ان پر ایمان نہ لائے یا سارے خنازیر یعنی انسان قتل نہ کئے جائیں۔ آپ مسیح موعود نہیں بن سکتے۔

غور سے دیکھئے تو یکسر الصلیب کیا معنی مرزا قادیانی سے بڑھ کر تو عبدالصلیب یا صلیب پرست نہیں۔ وہ ہمیشہ بلا ضرورت صلیب پرست گورنمنٹ کے مندر یا گرجا میں تک گھسنی کرتے ہیں۔ اور بلاوجہ خوشامدی میوریل بھیجتے ہیں کہ میں گورنمنٹ کے غلاموں کا غلام ہوں۔ پھر سوروں کو تو آپ کیا قتل کریں گے۔ جہاد کے نام سے لرزتے ہیں اور جہاد پر نہیں بلکہ خود مذہب اسلام پر لعن و طعن کرتے ہیں کہ یہ ایک ظالمانہ اور قاتلانہ مذہب ہے اور نہ صرف اصحاب کبار بلکہ آنحضرت ﷺ بڑے بھاری قاتل اور جاہل اور ظالم تھے اور اب میں دنیا سے جہاد کی رسم کو اٹھانے آیا ہوں۔ پھر اچھے خاصے مسلمان اور مذہب اسلام کے مجدد۔

اور چونکہ تمام یورپ ضرورت کے وقت جہاد کرتا ہے یعنی باغیوں کو سزا دیتا ہے جس طرح برٹش گورنمنٹ نے پچھلے سال بوئروں کو سزا دی اور اب صومالی ملکا کو سزا دے رہی ہے تو وہ بھی مرزا قادیانی کے نزدیک ظالم اور قاتل اور ملحون ہے۔ پھر آپ اپنے آپ کو قاتل الخنازیر کیوں بتاتے ہیں۔ ذرا جنگل میں شکار کھینے جائیں اور کسی جنگلی سور سے سابقہ پڑے تو روح فنا ہو جائے۔ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی برٹش گورنمنٹ کی آزادی کو دعادیں جس کی بدولت آپ کا بروزی ظلم قائم ہے ورنہ جس طرح عدالت کی ایک ڈانٹ پر آپ نے مہلک اور قاتل پیشینگوئیوں سے توبہ کر لی۔ اسی طرح دوسری ڈانٹ پر مسیحیت و مہدویت کا جتھہ قلعہ اتار کر گورنمنٹ کے حوالہ کر دیں اور یہی کہیں کہ ہندی لٹڈوری ہی بھلی۔ مگر الصلیب اور قاتل الخنازیر بنتے شرم نہیں آتی۔ یہ بزدلی اور چترپن اور مسیحیت و مہدویت کے دعویٰ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ!

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم نومبر کے شمارہ نمبر ۴۱ کے مضامین

اس شمارہ میں ایک مسلمان اور مرزائی کے درمیان طویل مراسلت تھی جو کئی شماروں میں شائع ہوئی۔ اسے آگے بکجا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مضمون امرزا قادیانی کا اسم اعظم۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی اور مرزائیوں کے گورداسپور کے مقدمات نامہ نگار پیسہ اخبار لاہور کے حوالے سے پیش کئے گئے۔

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ مرزا قادیانی کا اسم اعظم

آپ نے تمام مریدوں اور حواریوں کو ہدایت کی ہے کہ مندرجہ ذیل عبارت کا تکرار نماز کے رکوع و سجود وغیرہ اور دوسرے وقتوں میں بکثرت کیا کریں۔ یہ خدا نے اسم اعظم بتایا ہے۔ ”رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی والنصرنی“ (تذکرہ ص ۶۵۴، طبع سوم) کیا کہنا ہے کتنا تازہ بہ تازہ الہام کی کمال کا گھڑا ہوا اسم اعظم ہے۔ ہدایہ انگو اور کافیہ پڑھنے والوں کو اس سے بہتر اسم اعظم الہام ہو سکتا ہے۔ کلام مجید اور فرقان حمید کا لفظ لفظ اسم اعظم ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ کلام مجید میں بعض الفاظ اصغر یعنی کم درجہ کے بھی ہیں۔ حالانکہ تمام کلام مجید یکساں دینی اور کلام الہی ہے۔ چنانچہ ”الہوم اکملت لکم دینکم“ ناطق ہے لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک کلام مجید میں اسم اعظم کیا معنی کوئی اسم اصغر بھی نہیں۔ ان کے نزدیک تو اسم اعظم وہ ہے جو آسمانی باپ بیت الخلاء (اے توبہ) بیت الخلوٰت میں الہام کرتا ہے۔ اسی کے درور کھتے اور نماز میں بجائے آیت قرآنی پڑھنے کے اپنے چیلوں کو ہدایت کرتے ہیں اور بات بھی ٹھیک ہے کیونکہ جب ان کی بروزی نبوت نے تمام نبوتوں کو منسوخ کر دیا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جو صحائف نازل ہوئے تھے وہ بھی منسوخ ہو گئے۔ ”لعنة الله على الكاذبين“ (ایڈیٹر)

۲ مرزائیوں کے گورداسپور والے مقدمات

نامہ نگار اخبار پیسہ لاہور!

پیسہ اخبار کے نامہ نگار نے ان مقدمات کی پیشیوں کی کیفیت حسب ذیل لکھی ہے مگر یہ پرانے حالات ہیں۔ جدید پیشیوں کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے ناظرین منتظر رہیں۔

آج کل گورداسپور میں مرزائیوں کے مقدمات بڑے دھڑلے سے چل رہے ہیں۔ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۳ء کو مرزا قادیانی بحیثیت ملزم اس مقدمہ میں پیش ہوئے جو ان پر اور حکیم فضل دین صاحب پر منجانب مولوی محمد کرم الدین صاحب دائر عدالت ہیں۔ مرزا قادیانی کی طرف سے خواجہ کمال الدین مولوی محمد علی نور احمد صاحبان و کلاء اور منجانب مولوی صاحب شیخ علی بخش بابومولا مل صاحبان و کلاء پیر و کار تھے۔ مرزا قادیانی کے وکلاء نے ملزمان کی طرف سے ایک تحریری درخواست پیش کی کہ جب تک ہمارے استغاثے فیصلہ نہ ہو لیں۔ یہ استغاثہ ملتوی رہے چنانچہ دو روز وکلاء ملزمان نے زور و شور سے بحث کی اور وکلاء مستغیث نے اس کی تردید کی مجسٹریٹ نے اس درخواست کو نامنتظر کیا اور شہادت استغاثہ کے لئے ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔ استغاثہ کی طرف سے حسب ذیل اصحاب شہادت کے لئے معرفت عدالت طلب ہوئے۔

شمس العلماء مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب، شمس العلماء مولوی عبدالحکیم صاحب کلانوری، محمد علی صاحب بی۔ اے منصف بنالہ۔ ملک تاج الدین صاحب واصل ہاتی نوٹس تحصیل جہلم، چودھری عبداللہ خان صاحب رئیس ضلع جہلم ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو مقدمہ حکیم فضل دین صاحب بنام مولوی محمد کرم الدین صاحب زیر دفعہ ۴۳ تعزیرات ہند پیشی ہوا جس میں اصحاب ذیل کی شہادت و بیانیہ میں گزری منشی شمس الدین صاحب شائق مالک شمس الہند پریس لاہور۔ حکیم غلام محی الدین صاحب، پیر منور شاہ صاحب ضلع جہلم، منشی قادر بخش صاحب ایجنٹ شیخ محمد دین صاحب وکیل جہلم اس مقدمہ میں ۱۵ اکتوبر کو مرزائیوں نے پھر ایک درخواست زیر دفعہ ۵۴ رضابطہ فوجداری واسطے طلبی پیر محمد علی شاہ سجادہ نشین گولڑہ دی جو عدالت نے نامنتظر کی۔ اس مقدمہ میں ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔

اور مقدمہ ۴۱۱ تعزیرات ہند میں بھی ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء مقرر ہوئی۔ اور بمقدمہ منشی یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم بنام مولوی محمد کرم الدین صاحب زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند بغرض شہادت استغاثہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء مقرر ہے اور نیز اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ مرزا نظام الدین صاحب نے زیر دفعہ ۱۰۷ رضابطہ فوجداری رپورٹ کی جس پر ڈپٹی انسپکٹر تھانہ بنالہ نے بعد تفتیش رپورٹ کی واقعی احتمال نقض امن ہے۔ اور مرزا ناصر نواب صاحب (خرمچ قادیانی) کی نسبت زیادہ احتمال ہے۔ اس پر مجسٹریٹ علاقہ نے نوٹس بنام مرزا ناصر نواب صاحب جاری کیا۔ کہ تم حاضر عدالت ہو کر وجہ بیان کرو کہ کیوں ضمانت نہ لی جائے۔

۲۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء تاریخ مقرر تھی مگر قبل ازیں مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں نے مرزا نظام الدین صاحب کو راضی کر لیا۔ (نامہ نگار گورداسپور)

یہی کیفیت قادیانی اخبار الحکم حسب ذیل لکھتا ہے جو مذکورہ بالا کیفیت سے ملتی جلتی ہے مگر دونوں کیفیتوں سے یہ نہیں لکھتا کہ منارہ کے کلس پر فتحیابی کے دھونے بجیں گے۔ بہر حال بات آسانی باپ کے ہاتھ ہے اگر لے پالک کی اسے بھڑاس نہیں رہی تو جو کچھ ہو سوتا ہوا ہے۔

مقدمات کے متعلق ۲۳، ۲۴، ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کی تاریخیں مقرر تھیں۔ ۲۳ ستمبر کو مولوی کرم الدین کا استغاثہ جو حکیم فضل دین صاحب کے خلاف ہے۔ پیش ہوا۔ حکیم فضل دین صاحب نے ایک درخواست اپنے وکلاء کی معرفت پیش کی کہ یہ مقدمہ جب تک مقدمہ زید دفعہ ۳۲ فیصلہ نہ ہو لے ملتی رہے کیونکہ اس مقدمہ کا انحصار ایک پہلو سے انہیں واقعات اور دستاویزوں پر ہے۔ وکلاء کی بحث کے بعد مجسٹریٹ نے اس مقدمہ کی تاریخ ۱۷ اکتوبر درخواست نام منظور کر کے مقرر کر دی۔ ۲۳ ستمبر کو ایڈیٹر الحکم کا مقدمہ بنام مولوی کرم الدین و ایڈیٹر سراج الاخبار جہلم پیش ہوا۔ ملزم نے شہادت کے موجود ہونے پر مستغیث پر بھایا جرح کرنی چاہی۔ شہادت استغاثہ چونکہ اس تاریخ پر طلب نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۳ء مکرر اس مقدمہ کی سماعت کے لئے مقرر ہوئی۔

مقدمہ زید دفعہ ۳۲ جس میں مولوی کرم الدین کی شہادت صفائی گزرنی ہے۔ اس کے لئے ۲، ۷، ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء مقرر ہے۔ ۱۷ اکتوبر کے لئے مولوی کرم الدین کو کہا گیا کہ وہ اپنی شہادت استغاثہ بھی طلب کرے۔

۲۸ ستمبر کو مقدمہ سرقہ کے متعلق وکلاء فریقین کی تقریریں ہونے والی تھیں مگر ملزم کی درخواست پر وہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء پر ملتوی ہو گیا۔ اس سے زیادہ مقدمات کے متعلق کوئی اور خبر نہیں ہے۔

تعارف مضامین ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم نومبر کے شمارہ نمبر ۳۱ کے مضامین

<p>اس شمارہ سے جناب رفعت اللہ صاحب کی اپنے چچا جو قادیانی تھے ان سے مراسلت کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوا جو شمارہ ۴۲، پھر شمارہ ۴۳ پھر ۴۵ تک جاری رہا۔ ۳۱ سے ۴۵ تک ماسوائے ۳۳ کے ان تمام اقساط کو یہاں یکجا کر دیا ہے۔</p>

۱ مراسلت مابین محمدی و مرزائی

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ“
 ناظرین! میرے پچا مرزائی ہیں جبکہ وہ سنی پورا آسام میں تھے اس وقت خط و کتابت
 ہوئی تھی۔ اس کو عرصہ ۶۵ سال کا ہوا۔ اب تک پچا صاحب کے خیال سے خطوط شائع نہیں کئے۔
 مگر روز بروز ان کی سختی بڑھتی جاتی ہے۔ مجبور ہو کر شائع کر دیئے۔ امید کہ سلسلہ وار بغور ملاحظہ ہو۔
 زائد لکھنے کی ضرورت نہیں۔ خطوط سے مرزا قادیانی کے مریدوں کی لیاقت معلوم ہو جائے گی۔
 میرے نزدیک ایک صدی میں کئی مجدد بھی ہوئے ہیں۔ خطوط میں مولانا عبدالحئی صاحب کو میں
 نے مجدد اس صدی کا تسلیم کیا ہے مگر اب تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ تجدید حضرت مولانا سید غزیر
 حسین صاحب سے بڑھ کر کسی نے نہیں کی کہ مجھ کو عبدالحئی صاحب کی تجدید کا انکار نہیں۔ وہ بھی ہیں
 اور دوسرے علماء بھی ہوں۔ مگر حضرت مولانا صاحب مرحوم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ آگے خطوط
 ملاحظہ ہو۔
 فقط: از جانب مکتبین رفعت اللہ عفا اللہ عنہ!

جناب پچا صاحب خدا آپ کو ہدایت دے۔ السلام علیکم! خط آیا احوال معلوم ہوا۔
 آپ نے ایک ورق مرزا قادیانی کی تعریف میں سیاہ کیا ہے مگر کوئی دلیل شرعی نہیں لکھی۔ جس کے
 جواب کی طرف توجہ کی جائے مگر میں نے جو کچھ آپ نے خامہ فرسائی کی ہے اس کا جواب صرف
 آپ کی خاطر سے لکھتا ہوں۔

قولہ جو بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے۔ اس کو جناب مولانا اعظم شاہ صاحب اور سید علی سے
 پوچھ لو۔

اقول مرزا قادیانی کی کوئی عبارت دقیق نہیں جو مجھ کو دریافت کرنے کی ضرورت ہو اور اگر
 جناب مولانا مولوی محمد اعظم شاہ صاحب سے دریافت کر لوں تو عیب نہیں گناہ نہیں اور میرے
 استاد ہیں اور ہمارے فرقہ اہل سنت کے ایک معزز مولوی ہیں مگر سید علی سے دریافت کر لینا گناہ بھی
 ہے اور عیب بھی۔ گناہ اس وجہ سے کہ وہ گمراہ ہے اور گمراہ سے مشورہ لینا موجب گمراہی کا ہے اور
 عیب یوں ہے کہ وہ عالم نہیں نہ اس لائق کہ عبارت دقیق بتا سکے۔ پھر جاہل سے دریافت کرنا محض
 حماقت اور کسر لیاقت ہے اور آپ نے جو وظیفہ کا طریقہ لکھا ہے کہ اس طرح کر دو تم پر خواب میں
 حق ظاہر ہوگا۔ میں نے اس کو مانا اور ایسا کروں گا۔ مگر یاد رہے کہ اگر اس وظیفہ کے موافق اثر نہ ہوا
 (اور انشاء اللہ ہرگز نہ ہوگا) تو پھر مرزا قادیانی کی قلعی کھل جائے گی کیونکہ غالباً یہ طریقہ مرزا قادیانی
 کا بتایا ہوا ہوگا۔

قولہ اگر جس راہ پر علماء ہیں اس راہ پر امام آتا تو اتنے بڑے امام کے آنے کی ضرورت نہ تھی۔

اقول آپ کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، ہم مرزا قادیانی کو بڑا امام کیا، چھوٹا امام بلکہ گروہ علماء سے بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اب دلیل شرعی سے ان کی امامت ثابت کریں اور یہ جو آپ کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ امام وقت علماء وقت سے خلاف ہوتا ہے تو ایسے امام کو ہم نہیں مانتے۔ وہ امام نہیں ہوتا بلکہ سرورد ہوتا ہے۔ کیا امام اعظم صاحب و امام شافعی صاحب و امام مالک صاحب و امام احمد صاحب وغیرہ علماء وقت کے خلاف تھے یا انہوں نے کوئی جدید شریعت قائم کی۔ آپ کو لا محالہ ماننا پڑے گا کہ انہوں نے علماء کے خلاف نہیں کیا اور نہ جدید شریعت قائم کی اور یہ امام بھی ہیں۔ پھر آپ کا یہ قاعدہ کلیہ مہمل ہوا کہ امام علماء وقت کے خلاف کرتا ہے۔

قولہ اگر امام ۳۷ فرقوں میں سے ایک فرقہ کا خلاف کرے تو اور فرقے برا کہیں۔

اقول بن آپ کے امام کی قلبی کھل گئی۔ معلوم ہوا کہ وہ ابن الوقت ہیں۔ کل فرقوں کو راضی رکھتے ہیں اور حق پوشیدہ کرتے ہیں۔ ایسا شخص امام نہیں ہو سکتا۔ اس کو دجال اصغر کہہ سکتے ہیں۔ کل اماموں کا قاعدہ ہے کہ خواہ کوئی برا کہے مگر وہ کبھی احناف حق نہیں کرتے ہیں اور مرزا قادیانی نے ایک جدید قاعدہ مقرر کیا۔ کیوں نہ ہو جن کو شیطان الہام ہوتا ہے۔ ان کا یہی حال ہے۔ اس پر دلیل شرعی قائم کریں ورنہ میں تسلیم نہیں کرتا۔

قولہ اور لکھا ہے کہ عالم اس پر کفر کا فتویٰ دیں گے۔

اقول محض بہتان کس کتاب میں لکھا ہے اگر کفر کے فتویٰ سے ایک شخص امام بن سکتا ہے تو سید احمد خان و اندر من وغیرہ کو بھی امام کہئے۔

قولہ اور خدا کی عادت نہیں کہ ایک جسم دار چیز آسمان سے اتارے۔

اقول صریح کذب ہے خدا سے خوف کرو کلام ربانی کے منکر مت بنو میں یہاں پر تو نہیں مگر اپنے ثبوت میں کل آیتیں وحدہ شیں لکھوں گا۔

قولہ ایمان اسی کا نام ہے کہ غیب پر ایمان لائے اور جب سامنے آ گیا تو کافر بھی ایمان لے آئیں گے۔

اقول بے شک ایمان بالغیب ہی معتبر ہے مگر خاص اللہ کے واسطے رسول و امام وغیرہ کے جب تک کمالات ہم بنظر خود یا معتبر روایت سے نہ سن لیں گے۔ ہرگز ایمان نہیں لاسکتے کوئی کمال نہ کہلائے ورنہ یہ دعوے بلا سود ہے۔

قولہ..... اور ہر زمانہ میں جب کوئی نبی یا امام ان کی غلطی نکالنے کو آیا تو وہ ان کی کتابوں پر عمل کرنے کو نہیں آیا بلکہ غلطی نکالنے کو آیا۔

اقول..... چچا صاحب عقل سے کام لیجئے یہ مسلم ہے کہ جب کتاب آسمانی کو کوئی امت رد و بدل کر دیتی ہے۔ اس وقت دوسرے نبی کی ضرورت بڑتی ہے اور جب تک ایک امت راہ ہدایت پر ہے اور کتاب آسمانی کو مضبوط پکڑے ہے اور ایک شخص نے امامت یا نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کتاب آسمانی کے خلاف عقیدے تراشے تو اس کو ہم امام کیسے مانیں گے۔ بلکہ اس کو کاذب کہیں گے اور اگر آپ کا قاعدہ مسلم رکھا جائے تو مسیلہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت کو نبی مرسل ماننا ہوگا۔ امام اور نبی کسی کتاب آسمانی کے خلاف نہیں کرتا۔

یہ ضرور ہوتا ہے کہ ایک نبی دوسرے نبی کی شریعت کا ناسخ ہوتا ہے مگر امام کا یہ بھی مرتبہ نہیں۔ ان کو ضرور کتاب کے موافق عمل کرنا ہوتا ہے ورنہ امام نہیں کاذب ہے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ جب تک ایک نبی کی امت راہ راست پر رہی اور کتاب کو مضبوط پکڑے رہی۔ ہرگز دوسرا نبی نہیں آیا اور اگر آیا ہو تو آپ بتائیں۔ قولہ۔ مولویوں نے راہ راست سے بہکا رکھا ہے۔

اقول..... "لعنة الله على الكاذبين" یہ کیسے معلوم ہوا کہ مولویوں نے راہ راست سے بہکایا ہے۔ آپ برہان قائم کریں ورنہ یہ قول آپ کا مردود ہے۔ بے شک دجال اصغر یعنی مرزا قادیانی نے چند جہلاء کو بہکایا ہے۔

قولہ..... تم تو خدا کے فضل سے دانابو۔

اقول..... مجھ کو جب آپ نے دانائتسلیم کر لیا تو کیوں نہیں میری بات کو مانتے؟

قولہ..... کیا مولوی عرب میں نہیں ہیں؟

اقول..... مگر اس سے آپ کا مطلب؟

قولہ..... اور وہاں بہت زمانہ سے اجماع بھی تھا۔

اقول..... یہ بھی تسلیم مگر اس سے بحث؟

قولہ..... اور دین کو مضبوط پکڑے تھے۔

اقول..... بالکل غلط سب بد دین تھے اور اس وجہ سے ہمارے سردار عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہوئی۔

قولہ..... پھر (دیکھو حضرت ابو بکر صدیق ایمان لائے)

اقول..... بے شک ایمان لائے مگر کیا انہوں کی طرح جھک پڑے جیسے عوام مرزا کی طرف ہرگز

نہیں۔ سرور عالم ﷺ نے طرح طرح کے معجزوں سے ان کو مجبور کیا۔

اس وجہ سے ان کو جو ایمان لانے کے چارہ نہ ہوا اگر مرزا قادیانی میں ایک ادنیٰ بات دکھادیں بخدا میں ابھی بیعت کرتا ہوں۔

قولہ حضرت نے فرمایا تھا کہ دجال کے ہمراہ ۷۰ ہزار یہود ہوں گے۔ اس سے اشارہ یہ ہے کہ نصاریٰ نے ۷۰ ہزار سے زاید مسلمانوں کو عیسائی بنا دیا۔

اقول پچا صاحب حضرت نے فرمایا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کعبہ کی چھت سے اتریں گے۔ اس سے اشارہ یہ ہے کہ رفعت اللہ اپنی چھت سے اترانے اور ایمان لاؤ۔ اگر آپ کہیں کہ یہاں پر کیا طریقہ ہے؟ یعنی ہمارا اعتراض آپ کے قول پر ہے۔ آپ خدا سے ڈریں اور اگر استعاروں پر وین کو محمول کیا جائے گا تو کوئی ایسا طحہ نہیں جو اپنا مطلب نہ نکالے۔ استعارہ سے اس وقت کام لیا جاتا ہے جب کوئی قوی قرینہ ہو۔

قولہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میری امت مثل یہود و نصاریٰ کے ہو جائے گی وہ اب پورا ہوا۔

اقول پچا صاحب آپ کو بھی الہام ہونے لگا۔ ابھی تو قادیان بھی نہیں گئے کیا سنی پور میں فرشتہ آنے لگا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ اب پورا ہوا۔ کیا حدیث میں یہ بھی الفاظ آگئے ہیں کہ ۱۳۱۵ھ میں میری امت یہود و نصاریٰ کے مثل ہو جائے گی اور اگر مرزا قادیانی کو الہام سے معلوم ہوا ہے تو ایسے الہام پر لعنت اور اگر آپ کا قیاس ہے تو یہ وہی قیاس ہے۔ ”خلق قنسی من نار و خلق قنہ من طین“ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ مخبر صادق ﷺ کی مراد یہود و نصاریٰ سے مرزا قادیانی اور ان کے حواریین ہیں اور قرینہ اس پر یہ کہ انہوں نے کتاب اللہ کے معنوں میں مثل یہود و نصاریٰ تحریف و تاویل کی ہے۔ بے شک وہ زمانہ آگیا اور ہمارے نبی ﷺ کی پیشینگوئی صادق ہوئی اور مصداق اس کے مرزا قادیانی اور ان کے حواری ہیں۔

قولہ خوب سمجھ لو کہ آسمان سے کسی مجسم شے کا اترنا۔ بالکل خلاف واقعہ ہے۔

اقول پچا صاحب آگے جا کر ثابت کروں گا مگر انصاف کی نظر سے دیکھنا۔

قولہ یہ بڑی باریک بات ہے کہ عیسیٰ آسمان سے اتریں اور سب ان کو دیکھیں اور اس پر عمل کریں اور جس پر علماء ہوں تو سچی نہیں جھوٹی اور جس فرقہ کے موافق ہوں۔ وہی اچھا کہے باقی ۷۲ فرقہ جھوٹا یہ بڑی نادانی ہے۔

اقول باریک بات ہے بقول آپ کے جب ہی مرزا قادیانی کی سمجھ میں نہیں آیا اور گمراہ

ہو گیا۔ چچا صاحب کل فرقوں اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور جس فرقہ پر وہ ہوں گے وہی حق ہے۔ یہ مرزا قادیانی کی بڑی نادانی ہے کہ اور فرقہ عیسیٰ کو برا کہیں گے۔ کوئی برا نہیں کہے گا۔ یہ سراسر بہتان ہے چچا صاحب کیا علماء اپنے گھر جا کر کہتے ہیں؟ ہرگز نہیں کلام پاک اور حدیث شریف سے استدلال کرتے ہیں۔ مرزا کیوں نہیں مانتا۔ علماء جاہل نہیں جو انہوں کی طرح ایک شعبہ باز کو مثیل مسیح مان لیں۔ خواہ وہ ان کو اچھا کہے یا برا۔

تو لہ وہ تو اس واسطے آئے ہیں کہ قرآن شریف کو اور جو کچھ حضرت نے فرمایا ہے اس کو حق پر کریں اور تم لوگ کہو نہیں جیسا ہم کہیں وہ کرو بڑے غیرت کی بات ہے۔

اقول واہ چچا صاحب ”واکملت لکم دینکم“ کوہ ۱۳۰۰ برس نازل ہوئے ہو گئے مگر ابھی کلام پاک حق پر نہیں ہوا۔ ہزار ہا محدث و امام و فقیہ گزر گئے مگر سب غیروں پر یعنی گمراہ رہے۔ اور نیزاب ہمارے مرزا قادیانی کلام پاک کو کھینچنے اور حق پر کرتے ہیں۔ افسوس علماء تو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح کی یہ علامتیں ہیں اور وہ بقید حیات ہیں اور ان کا نزول آسمان سے ہوگا اور ان کے دلائل قرآن پاک و حدیث شریف سے بیان کرتے ہیں اور مرزا قادیانی صاحب کہتے ہیں کہ ہم تو کلام پاک کو حق پر کرنے آئے ہیں۔

ابھی تک سب گمراہ تھے ہم تو یہ نہیں مانتے بڑے غیرت کی بات ہے چچا صاحب آپ کسی عالم کا قول دکھا دیں جو اس نے یہ لکھا ہو کہ جو کچھ میں کہوں وہی مانو، کلام مجید و حدیث شریف کو نہ مانو تو میں مرزا قادیانی سے بیعت کر لوں۔ کیا مرزا قادیانی کی بیعت کا اصول یہی ہے کہ جھوٹ بولو ”لعنة الله على الكاذبين“ چچا صاحب آپ انصاف کریں اب میں اپنا ثبوت پیش کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی نزول ملائکہ کے منکر ہیں اور آپ کی تحریر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی مجسم شے کا آسمان سے نزول نہیں ہوتا مگر اس عقیدہ فاسد کی سورہ قدر تردید کر رہی ہے۔ ”انما انزلناه فی لیلة القدر وما ادرک ما لیلة القدر۔ لیلة القدر خیر من الف شہر۔ تنزل الملائکة والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتی مطلع الفجر“ ہم نے یہ اتارا شب قدر میں اور تو کیا پوچھا گیا ہے شب قدر شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر امان ہے وہ رات صبح کے لگنے تک ہے۔ ﴿

مرزا قادیانی زمانہ ظلماتی اس شب کو قرار دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کی تعریف میں فرماتا ہے (شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے) تو بموجب عقیدہ مرزا کے اللہ تعالیٰ بواحد کو باز

ہے کہ ایک ظلماتی زمانہ کی تعریف کر کے اپنے بندوں کو آفت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ نعوذ باللہ اب بتائیے کہ مرزا قادیانی کلام کے خلاف کرتا ہے یا علماء اور دیکھئے صاف نزول ملائکہ کا ثابت ہوتا ہے اور مرزا منکر ہے۔ اب بتاؤ کہ ”تنزل الملائكة“ کے کیا معنی ہیں؟ مگر یاد رہے کہ جو کچھ آپ کہیں وہ کلام پاک کے لفظوں سے ثابت کر دیں اور کی تفسیر بے دلیل نہ پکڑیں اور نہ حدیث ضعیف سے، ورنہ بموجب آپ کے پیر صاحب کے قاعدہ کے وہ دلیل مردود ہوگی اور خوان کا نزول آسمان سے ثابت ہے کیا خوان مجسم شے نہیں ہے۔

گو کہ وہ جانعار نہیں ہے مگر مجھ کو مجسم شے کا نزول ثابت کرتا ہے۔ وہ انشاء اللہ ثابت کر دوں گا۔ ”قال الحواریون یا عیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدة من السماء (مائدہ: ۱۱۲)“ جس وقت کہا حواریوں نے اے عیسیٰ بیٹے مریم کے آیا کر سکتا ہے پروردگار تیرا یہ کہ اتارے اوپر ہمارے خوان آسمان سے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ”قال عیسیٰ ابن مریم اللہم ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیذاً لا ولنا واخرنا وایة منک وارضقنا وانت خیر الرازقین (مائدہ: ۱۱۳)“ جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”قال اللہ انسی منزلها علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعدہ عذاباً لا اعدہ احداً من العلمین“ یعنی کہا عیسیٰ علیہ السلام بیٹے مریم نے یا اللہ پروردگار ہمارے اتار اوپر ہمارے خوان آسمان سے کہ ہووے عید ازل ہمارے اور آخر ہمارے کو اور نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہم کو اور تو بہتر رزق دینے والا ہے۔“

جواب اللہ کی طرف سے کہا اللہ نے تحقیق میں اتارنے والا ہوں اور تمہارے پس جو کوئی کفر کرے بعد اس کے تم میں سے پس تحقیق میں عذاب کروں گا کہ نہ عذاب کروں گا وہ کسی کو عالموں سے۔“ چچا صاحب انصاف سے دیکھو اگر مجسم شے کا نزول خلاف قانون قدرت ہوتا تو ایسا جلیل القدر نبی اس کی استدعا نہ کرتا بلکہ اپنے حواریوں کو نہمائش کر دیتا اور اگر بالفرض محال ہم مان لیں کہ عیسیٰ نے نادانگی سے دعا کی تو اگر مجسم شے کا اترا آسمان سے خلاف ہوتا تو اللہ تعالیٰ اتارنے کا وعدہ نہ کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوان ضرور اترا کیونکہ اللہ کا قول سچا ہے۔ معاذ اللہ وہ معبود برحق جھوٹا نہیں۔ جو وعدہ کر کے پورا نہ کرے اور مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ کسی نبی نے آج تک مردہ زندہ نہیں کیا اور عیسیٰ نے مٹی کی چڑیا اصلی بنا کر نہیں اڑائی بلکہ وہ مسمریزم کا اثر یا نظر بندی تھی۔

افسوس آپ کے پیر صاحب کلام پاک کو بالکل نہیں دیکھتے اور اگر دیکھتے ہیں تو اندھے

بن کر۔ یا انہیں سمجھنے کی لیاقت نہیں اور اگر ہے تو ان کو حق بات کہنے کی جرأت نہیں۔ یا ان کو اپنی شہرت منظور ہے خواہ شیطان ہی بن کر ہو۔

دیکھو احیاء الموتیٰ اور معجزات عیسیٰ کے کلام پاک سے ثابت ہیں۔ ”قال الله تعالى انى قد جنتکم بايت من ربکم انى اخلق لکم من الطين كهنة الطير فانفخ فيه فتكون طيرا باذن الله واهرى الاكمه والابرص واحى الموتى باذن الله واولبکم بما تاكلون وما تدخرون فى بيوتکم ان فى ذالک لاية لکم ان کنتم مؤمنين (آل عمران: ۴۹)“ یہ کہ تحقیق آیا ہوں میں تمہارے پاس ساتھ ایک نشانی کے پروردگار تمہارے کی طرف سے یہ کہ بناتا ہوں میں واسطے تمہارے مٹی سے مانند صورت جانور کی پس پھونکتا ہوں میں بیج اس کے پس ہو جاتا ہے جانور ساتھ حکم اللہ کے چنگا کرتا ہوں میں پیٹ کے اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں میں مردہ کو ساتھ حکم اللہ کے، اور خبر دیتا ہوں میں ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو بیج گھروں اپنے کے تحقیق بیج اس کے البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم ایمان والے۔“

دیکھو اس سے مرزا قادیانی کی تردید ہو رہی ہے۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مٹی کا جانور بناتے تھے اور وہ اصلی جانور ہو جاتا تھا۔ اور مرزا اس کا منکر ہے اور مردہ کا زندہ کرنا بھی ثابت ہوتا ہے ورنہ احی الموتیٰ کے کیا معنی ہوئے اور مرزا قادیانی لکھتا ہے ”اگر یہ قول یعنی مسریم معجب نہ ہوتی تو بندہ اعجاز نمائی میں مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“ پھر لکھتا ہے۔

ایک نمم کہ حسب بشارات آدم
عیسیٰ کجاست تلمیذ پا بہ منبرم

(درشین فارسی ص ۷۹)

وہ مردود اپنے زعم باطل میں عیسیٰ سے اپنے کو بڑھ کر جانتا ہے۔ استغفر اللہ بھلا ایک نبی معزز سے مرزا قادیانی بڑھ سکتے ہیں؟ یہ کفر کے کلمہ لکھنا اور ایک نبی معظم کی توہین کرنا اسی دجال اصغر کا کام ہے۔ اور اگر مثل مسیح ہیں تو بتائیں کونسا جانور بنایا کونسا مردہ زندہ کیا کونسا مادر زاد اندھا اچھا کیا۔ کون سے مبروص کو شفا دی کونسی آئندہ کی بات کی خبر دی۔ اگر وہ واقعی مثل مسیح ہے تو نظر بندی ہی کر دکھائے۔ یا اصلی معجزے دکھائے تو میں ایمان لے آؤں۔ مگر مثل مسیح ہو تو ایسا کر دکھائے کہیں فرعون کا چھوٹا بیٹا ایسا کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں خدا آپ کو اس فرعون ثانی سے نجات دے۔ آمین۔ اور مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ بعد مرنے کے روح دوزخ یا بہشت میں فوراً داخل ہو جاتی ہے۔

اور پھر وہاں سے نہیں نکلتی۔

اسی وجہ سے احیٰ الموتیٰ و حیات مسیح کے منکر ہیں۔ مگر میں تعجب کرتا ہوں کہ پھر یوم الحساب کو میدان قیامت میں ارواح کیسے آئیں گی اور حساب کیسے ہوگا۔ نامعلوم آپ کے پیڑ صاحب اس کا کیا جواب دیں گے مگر معلوم ہو کہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ بعد مرنے کے ارواح اعلیٰ علیین یا کھن میں موافق مراتب کے چلی جاتی ہیں۔ ہاں یوم الحساب کو اللہ تعالیٰ حساب کر کے دوزخ یا بہشت میں داخل کرے گا اور پھر وہاں سے نکلنا نہ ہوگا اور ہمیشہ تک رہیں گے۔

ابھی علیین یا کھن سے روح کا واپس آنا شرعاً منع نہیں اور ہمارے اس دعوے کی حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ تائید کر رہا ہے جو کہ کلام پاک میں آیا ہے۔ ”او کالذی مزی علی قریۃ وھی غاویۃ علی عروضا قال انی یحییٰ ہذہ اللہ بعد موتھا فلما تہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ (بقرہ: ۲۵۹)“ یہ ماننا اس شخص کی کہ گزر ۱۰۰ پر ایک گاؤں کے جو گرا ہوا تھا اور اپنی پھوٹوں کے کہا۔ کیونکر زندہ کرے گا ان کو اللہ تعالیٰ بعد موت اس کے پس مار ڈالا اس کو۔ (یعنی عزیر کو) اللہ نے سو ۱۰۰ برس تک پھر جلایا اس کو۔ اگر بعد موت ہی کے بہشت یا دوزخ میں انسان داخل ہوتا تو وہاں سے نکلنا محال ہے۔

پھر حضرت عزیر علیہ السلام بعد موت کے اور سو ۱۰۰ برس گزرنے کے کیسے زندہ ہوئے؟ غالباً مرزا قادیانی کہیں گے کہ عزیر مرے نہیں ہیں بلکہ نوم ہو گئی تھی۔ میں اس اندھے سے پوچھتا ہوں کہ ”فما صاۃ اللہ“ کے معنی موت کے ہیں یا نوم کے کیسے تو بہت لفظ پیش کرتے ہیں۔ لایئے کوئی لفظ دکھائیے اب میں شوٹ حیات مسیح اور ان کے آسمان پر اٹھ جانے کا دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وقولہم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولكن شبه لهم (النساء: ۱۵۷)“ اور بسبب کہنے ان کے کہ تحقیق ہم نے مار ڈالا عیسیٰ بیٹے مریم کو۔ رسول اللہ کا تھا اور نہیں مارا اس کو انہوں نے اور انہیں سولی دی انہوں نے اس کو ولیکن شبہ الا کیا واسطے ان کے۔

دیکھو اس سے حیلے عیسیٰ کی ثابت ہوتی ہے اگر مرزا کہے یہود نے نہیں مارا بلکہ اللہ تعالیٰ نے موت سے مار کر روح کو اٹھالیا تو میں کہتا ہوں کہ اگر عیسیٰ اپنی موت سے مرتے تو یہودیوں کو شبہ کس بات کا تھا اور خود جان لیجئے کہ عیسیٰ سبے شک زندہ اٹھائے گئے اور اسی وجہ سے یہودیوں کو شبہ ہو گیا اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وان الذین اخطئوا لہ لغی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً

اور تحقیق جو لوگ کہ اختلاف کیا۔ انہوں نے ﷺ اس کے البتہ شک کے ہیں۔ اس سے نہیں واسطے اس کے ساتھ اس کی کچھ علم مگر بیرونی کرنا گمان کی اور نہیں مارا اس کو یقیناً بلکہ اٹھالیا اس کو اللہ نے طرف اپنی اور ہے اللہ غالب حکمت والا۔ اگر آپ کہیں بے شک اٹھالیا مگر مار کر روح کو اٹھالیا تو بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وما تلتوه یقیناً بل دفعه الله الیه“ اور نہیں نقل کیا ان کو یقیناً بلکہ اٹھالیا۔ تو کیا روح بھی نقل کی جاتی ہے جو روح کو اٹھالیا اور لفظ نقل جسم پر صادق آتا ہے تو معلوم ہوا کہ مع جسم کے حضرت روح اللہ اٹھالئے گئے۔

پچھا صاحب اور بہت نصوص قرآنی حیات مسیح پر دلالت کرتے ہیں جن کو بخوف طوالت چھوڑ دیا گیا۔ جس وقت اس خط کا جواب آپ کے مذاق صاحب لکھیں گے تو دیکھا جائے گا۔ اب ایک حدیث نزول مسیح کی لکھ کر شتم کرتا ہوں۔ (بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بے شک قریب ہے کہ ابن مریم تم میں اتریں گے۔ حاکم عادل ہو کر تو صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو ماریں گے اور مال کی ایسی کثرت ہوگی کہ اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔ اور ایک سجدہ اس وقت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

پھر ابو ہریرہ بولے اگر چاہو تم کلام پاک سے اس بات کی تصدیق کے لئے اس آیت کو پڑھ لو ”وان من اهل الکتاب الا لیس من به قبل موقه“ اب بتاؤ کوئی حق کا طالب اس مفتری کذاب کو مثل مسیح علیہ السلام کیسے مانے اور حدیث کا خلاف کیونکر کرے۔ دیکھو ہمارے مفسر صادق ﷺ نے ابن مریم فرمایا ہے جس سے مراد وہی نبی مرسل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ مرزا قادیانی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اگر فخر عالم ﷺ کی مراد اس سے مثل مسیح علیہ السلام ہے تو کیوں لفظ مثل نہ فرمایا ابن مریم کیوں فرمایا؟

اگر آپ کہیں سرور عالم ﷺ کی مراد اس سے مثل مسیح علیہ السلام ہے تو اس کی دلیل پیش کرو۔ بلا ضرورت ہم لفظی معنی کیوں تبدیل کریں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن مریم سے مراد ہوں تو کیا آپ مجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہرگز نہیں پھر ہم مرزا پر کیوں ایمان لائیں جو ہات لکھا کرو ہادلیل لکھا کرورنہ مردود ہوگی۔ اگر بالفرض محال مان بھی لیں کہ ابن مریم سے مراد مثل مسیح علیہ السلام ہے اور یہی غلام احمد قادیانی ہیں تو وہ نشانات جو حدیث نبوی میں مذکور ہیں، مرزا قادیانی بتائیے کہاں کے حاکم ہیں۔ کونسا انصاف کیا بلکہ برخلاف اس کے دین پر ظلم کیا کہ ایک خلق

خدا کو گمراہ کر دیا کونسی صلیب توڑی؟ بلکہ برخلاف حدیث کے گورنمنٹ کی جو کہ صلیب کی معاون و مددگار ہے خوشامدانہ تعریف کرتے ہیں اور غلطیہ المسلمین یعنی سلطان روم کی ہجو۔

بتائے کونسا خنزیر قتل کیا وہ بخلاف حدیث کے قوم نصاریٰ جو کہ خنزیر کھاتی ہے ہمیشہ مدح کرتے ہیں۔ اور جہاد کو ایک ظالمانہ فعل بتاتے ہیں اور بتائے ان کے قدم سینت لڑوم سے کونسا افلاس دور ہو گیا کونسا شخص ایسا ہے کہ جس کو روپیہ دیا جائے۔ اور وہ انکار کرے لاجول ولاقوة مرزا قادیانی خود چندہ یعنی بھیک مانگتا ہے پھر دوسروں پر کیا اثر ہوگا۔

چونکہ مرزا قادیانی میں سب اوصاف خلاف حدیث کے پائے جاتے ہیں۔ لہذا ان کو مثل مسیح علیہ السلام کہنا سراسر حماقت ہے اور مثل و جال و شیطان کہنا بہت مناسب ہے۔ جناب چچا صاحب میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس چاہ منلا سے نکلنے بھلا خیال تو فرمائیں کہ اگر یہ شخص پنجابی صاحب کمال اور ملہم ہوتا تو اس کا مریدوں پر اثر نہ پڑتا۔ ضرور پڑتا اور مرید بھی پابند شرع ہوتے ہیں اور لطف یہ کہ مرزا اپنی تصانیف میں اس کا دعویٰ کرتا ہے (میرے توج پابند شرع ہیں) واہ رے مرزا یہ تیری ہی بے حیائی ہے کہ (دروغ گویم بر روی تو) اب میں ان کی قلعی کھولتا ہوں مگر بسبب خوف غیبت کے نام نہیں لکھوں گا۔

ہاں اگر آپ کو یقین نہ ہو تو پھر ثبوت کافی دے دوں گا۔ ایک صاحب ان کے مرید ہیں۔ ان کے ایک مرید نے ایک فاحشہ سے زنا کیا اور پھر اسی عورت سے نکاح کیا۔ اور کوئی صاحب داڑھی اوپر چڑھاتے ہیں کوئی صاحب منڈاتے ہیں۔ کوئی ٹخنے سے نیچے پا جاے پہنتے ہیں۔ کوئی تارک الجماعت کوئی تارک الصلوٰۃ۔ کوئی صحیح بخاری کو رجسٹر سرکاری کہتے ہیں۔ خدا ان بے ادبوں کو عارت کرے۔ غرض کہاں تک لکھوں ایک آپ ہی ہیں کہ انہوں جو شرعاً حرام ہے کھاتے ہیں۔ ان لوگوں پر اور آپ پر ملہم صاحب کا اثر نہیں پڑتا۔

آپ ضرور اعتراض کریں گے کہ یہی اعتراض نبی پر پڑتا ہے۔ ان کی امت بھی طرح طرح کے منہیات شرعیہ میں مبتلا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ہمارے نبی مکرم ﷺ نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میری امت پابند رہے گی۔ بلکہ یہی فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ یعنی قرب قیامت میں میری امت خراب ہو جائے گی تو وہ ہی ہوا تو پھر حضرت کی امت آپ ﷺ کے وفات کے بعد زمانہ دراز کے بگڑی ہے اور آپ کے ملہم صاحب کے چلے تو ان کی موجودگی میں بگڑ گئے اور زبان حال سے کہہ دیا کہ یہ دعویٰ تیرا جھوٹا ہے۔ ہم پابند شرع نہیں۔ اگر ملہم صاحب کو کچھ مادہ ہے تو آجائیں علماء کا سامنا کرے وہ ڈرے نہیں۔ غیر مقلد جو چند مرتبہ اس کی سرکوبی کر چکے ہیں۔ سامنا نہیں کریں

گے۔ مقلدین کا سامنا کرے۔ دہلی یا شاہجہان پور میں آجائے۔

اگر بحث تقریری میں علماء ساکت ہو گئے تو اس کے کل خرچہ کا میں ذمہ دار اور پھر بیعت بھی کر لوں گا اور اگر وہ زک اٹھا کر بھاگا تو ہمارے خرچہ کا وہ ذمہ دار اور اپنے دعوے سے دست بردار ہو۔ مجھ کو خوب یقین ہے کہ آپ اس خط کا جواب لکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ عربی سے ناواقفیت ہے۔ اب وہ نفاق میرے سامنے آجائے۔ میں دیکھوں وہ کیا عالم ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ اس نفاق کو بہت ادب سے لکھا کرو۔ بھلا خیال کرو کہ ہماری طرف کے علماء کو جب آپ برا لکھتے ہیں اور ان کا ادب ملحوظ نہیں رکھتے ہیں تو اس نفاق جاہل کا ادب کیوں کروں۔ خیر مجھ کو اس سے کچھ بحث نہیں۔ وہ مسی اور جیسا آپ نے لکھا ویسا ہی سہی۔ اب اس کا احوال کھل جائے گا۔ اگر عالم ہے تو اس کا جواب آیات و احادیث سے لکھے گا ورنہ خاموش ہو جائے گا۔

اب اتنی عرض خدمت مبارک میں ہے۔ اس کو بغور پڑھنا اور تعصب نہ کرنا اور حق کو قبول کرنا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میں نے اب تک کسی عالم کی کتاب نہیں دیکھی اور نہ تعصب سے لکھا بلکہ جو کچھ مجھ کو کتاب اللہ اور فرمودہ رسول اللہ ﷺ سے تحقیق ہو ادبی لکھ دیا۔ آپ کو خیال ہوگا کہ شاید یہ تقریر مولانا محمد اعظم شاہ صاحب سے صلح کر کے لکھی ہے۔ ہرگز نہیں بھلا آپ کے یا اس نفاق کے مقابلہ میں مولانا صاحب موصوف کی تقریر لکھتا؟ ہاں صاحب اگر آپ کے پیر صاحب کے مقابلہ پر جناب مولانا اعظم شاہ صاحب کٹہرے ہوں تو زیبا ہے۔ اب مجھ کو اس اس فضولیات سے کچھ سروکار نہیں۔

آپ یا وہ نفاق صاحب یا ملہم صاحب جو چاہیں اس کا جواب لکھیں۔ میں دیکھوں کہ آپ لوگ ممت مسیح و دل مسیح کا کیا ثبوت رکھتے ہیں۔ ”وما علینا الا البلاغ“ میں یہ تحریر ختم کر چکا تھا کہ آپ کا دوسرا خط آیا گو کہ اس کی طرف توجہ کرنا بالکل حماقت ہے کیونکہ آپ نے دلیل شرعی نہیں لکھی ہے۔ مگر میں اس کا بھی جواب اس میں لکھتا ہوں کہ آپ یہ نہ کہیں کہ کچھ جواب نہ بن پڑا اور خاموش ہو گئے۔ اب میں ایک التجا کرتا ہوں وہ یہ کہ میرے سخت الفاظ سے ناراض نہ ہونا جیسا آپ نے اور آپ کے پیر صاحب نے ہمارے کو لکھا اسی کا جواب تری ہتر کی دیا جاتا ہے۔

جواب خط دوم

قولہ جو کچھ تم نے لکھا یہ کوئی بات عقل کی نہیں۔

اقول یہ اعتراض شارع علیہ السلام پر کیجئے کیونکہ کوئی قول میرا خلاف کتاب اللہ اور سنت

رسول اللہ کے نہیں ہے۔

قولہ ہم تم کو بہت دور کی بات لکھتے ہیں مگر تم نادانی کرتے ہو۔

اقول بے شک آپ بہت دور کی بات لکھتے ہیں۔ سنی پور قادیان سے بہت دور ہے۔ نادان مرزا ہے جو ہمارے عجز صادق علیہ السلام کے فرمودہ کے سراسر خلاف کرتا ہے۔

قولہ جو بات ہم لکھتے ہیں تمہاری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔

اقول اس کا برعکس سمجھنے بلکہ میں جو لکھتا ہوں آپ کے فہم مبارک میں نہیں آتا۔

قولہ کیا عقل اسی کا نام ہے کہ ایک آدمی آسمان سے اترے جب ایمان لائیں ورنہ نہیں۔

اقول ہاں اسی کا نام عقل ہے جب آپ اس کو خلاف عقل بدلائل معقول ثابت کریں گے تو جواب دیا جائے گا ایسے بے ہودہ سوالوں کا میرے پاس جواب نہیں۔

قولہ ایمان اسی کا نام ہے کہ پوشیدہ بات پر ایمان لاؤ۔

اقول یہ ایمان کی تعریف کس کتاب میں لکھی ہے۔ ثابت کیجئے۔

قولہ یہ کیا بات لکھ دی کہ دہلی سے روکی کتابیں منگالوں۔

اقول افسوس جب آپ ایسی ایک موٹی بات نہ سمجھے تو نکات دیدہ کیا سمجھو گے۔ دیکھنے میں نے لکھا تھا کہ دہلی سے فہم صاحب کے روکی کتابیں منگا لو جو کہ علماء محققین نے لکھی ہیں اور مرزا کی تصانیف اور علماء کے اقوال کا مقابلہ کر لو پھر جو میرے نزدیک حق ثابت ہوگا۔ اس پر بلا تعصب کاربند ہوں گا۔ بتائیے اس میں کیا خرابی ہے۔ مگر شکر ہے اس کریم کارساز کا کہ بلا دیکھے مجھ پر دجالیہ مرزا کی مثل آفتاب نیروز کے کھل گئی اور اللہ نے اپنے کرم سے مجھ کو اس گمراہی سے بچالیا۔ خدا آپ کو بھی ہدایت کرے۔

قولہ رو کوئی نئی بات ہے یہ تو تمام علماء قدیم کا حق چلا آتا ہے۔

اقول سبحان اللہ کیا اچھی آپ کی تقریر ہے آپ بتائیں کہ ایک دوسرے کی تردید میں کیا قباحت ہے۔ شکر ہے اللہ کا کہ آپ کے ہی قول سے تردید مذاہب باطلہ کی مثل قادیانی وغیرہ کی کرنا ثابت ہو گیا۔ کہ آپ حق کہہ رہے ہیں کہ تمام علماء کا حق ہے۔ لہذا آپ کے قول سے اجماع ثابت ہو گیا پھر اجماع سے خلاف کے کیا حق۔

قولہ جو فرقے اہل سنت کے ہیں۔ ایک دوسرے کا بے سمجھے رد کرتے ہیں۔

اقول آپ کا اس سے کیا منشاء ہے؟ کیا رو مذاہب باطلہ کا بند کیا جائے۔ اگر یہی مطلب ہے تو اول اس شیطان قادیانی کو صیحت کیجئے اور اگر یہ خیال ہے کہ علماء بے سمجھے تردید کرتے ہیں تو علماء

مصوف کی کچھ موافق قواعد شریعہ کے ثابت کیجئے۔

قولہ پھر وہ ردِ نحوٰ بذِ اللہ خدا اور رسول پر ہو خواہ دوسرے کے ثبوت آیت وحدیث ہو مگر ان کچھ علماء رد کر دیتے ہیں۔

اقول بے شک یہ سچ ہے کہ بعض علماء تصعب سے رد کھینچتے ہیں مگر سب ایسے نہیں اگر آپ ایسے ہیں تو بھول آپ کے مرزا سے اول کل علماء گمراہ تھے اور جب علماء گمراہ ہوئے تو جاہل بدرجہ اول گمراہ ہوئے مگر جب آپ کے نزدیک سب گمراہ ہیں تو یہ حدیث غلط ہوگی۔ ”قال رسول اللہ ﷺ“ کہ میری امت میں ۷۳ فرقتے ہوں گے۔ ایک ناجی اور سب ناری، جب کل اہل اسلام گمراہ ہو گئے تو ناجی کون رہا۔

قولہ کیا مولوی نذیر حسین و عبدالحی کارڈ نہیں ہوا۔ کونسا مولوی ہے جس کا رد نہیں ہوا۔

اقول کیا ایک عالم کا جبکہ رد ہو جائے تو اس کا قول مردود ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کا یہی عقیدہ ہے تو آپ کے نزدیک کسی کا بھی قول معتبر نہیں نہ اللہ نہ رسول نہ علماء وغیرہ کیونکہ رد سب کا ہو چکا ہے اور آپ کے اس قول سے آپ کے پیر صاحب کی بھی ۷۲ آریٹ کی منڈیا بھی گر گئی کیونکہ ان کا بھی رد ہو گیا۔

قولہ بس جہاں کوئی بات سنی اور پانچامہ اتر پڑا۔

اقول چچا صاحب کیا یہ خبر تحقیق ہے کہ مرزا شیطانی الہام والے کا پانچامہ اتر گیا۔ ہاں ہاں درست ہے۔ دہلی میں مولانا بشیر احمد صاحب کے خوف سے پانچامہ اتر گیا ہوگا اور پھر بے حیا باز نہیں آتا۔ مولوی بشیر احمد صاحب کے مقابلہ سے ایسا ہماگا کہ پھر مقابلہ کا نام نہیں لیا اور ایک خبر مجھ کو اور پہنچی ہے وہ یہ کہ جب مولانا عبدالحق صاحب نے مباحثہ کے واسطے طلب کیا تو مرزا قادیانی خطا ہو گئے۔

نہ معلوم یہ بات کہاں تک درست ہے۔ ایسے ڈر پوک کو لہم کیو کر مانا جائے۔

قولہ کچھ سوچو تو رد کو دڑ پڑے۔

اقول خوب سمجھ لیا کہ مرزا مردود شیطان شعبہ باز مکار ہے۔

قولہ رد تو رسولوں کا ہوتا آیا ہے۔

اقول جناب چچا صاحب جس نبی کا کسی کافر نے رد کیا تو اس کافر کو انبیاء علیہ السلام نے طرح طرح کے معجزات سے ساکت اور معقول کر دیا۔ اگر مرزا قادیانی سچا ہے تو کوئی نشان آسانی کیوں نہیں دکھاتا خوف کے سبب گھر میں کیوں چھپتا پھرتا ہے۔ اگر آپ کہیں کہ چند لوگوں کے مرنے کی

پیشینگوئی مرزا قادیانی نے کر دکھائی تو معلوم ہو کہ یہ سب رطل اور نجوم کا کام ہے اور لطف یہ کہ مرزا اس فن میں بھی کامل نہیں۔

ہمارے یہاں وہ پنڈت جو لگنوٹ کئے در در بھیک مانگتے ہیں۔ وہ مرزا سے اچھا جانتے ہیں۔ مرزا قادیانی چند روز نجوم اور سیکھ لے پھر نبوت اور امامت کا دعویٰ کرے۔ افسوس مرزا قادیانی کا ایک الہام تو سچا ہوتا۔ عبداللہ آتھم دمولونی محمد حسین صاحب کے مرنے کی اور سلطان روم کے یونان کے مقابلہ سے شکست کی پیشینگوئی کی مگر ایک بھی پوری نہ ہوئی نہ یہ لوگ میعاد الہام کے اندر مرے نہ سلطان روم کو شکست ہوئی بلکہ یونان ہارا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ قادیانی خدا سے غلط فہمی ہوئی۔ یہ کیا بات ہے کہ ہر ایک الہام کا الٹا اثر ثابت ہوتا ہے بلکہ مذکور تو اب تک دن کی سرکوبی کر رہے اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں۔

قولہ..... ہم نے حق بات دریافت کرنے کو کتابیں بھیجی تھیں یاد کرنے کو۔
 اقول..... جب مجھ کو مرزا قادیانی حق پر معلوم نہ ہوا تو ان کی تردید کر کے آپ کو آگاہ کیا۔ مگر آپ اس عداغ چیلہ شیطان کے دھوکہ دہی میں ایسے مصروف ہیں کہ حق کی طرف رجوع ہی نہیں کرتے۔

قولہ..... لکھ دیا کہ مرزا قادیانی کی بیعت ترک کر دو اور کچھ دریافت نہیں کیا۔
 اقول..... جب آپ نے اس وجہ اور اصغر کی مجھ کو کتابیں بھیج دیں اور ان سے مرزا کی میرے نزدیک وجہ اہمیت کھل گئی تو کیا دریافت کرتا اور آپ کو ترک بیعت کے بارے میں جو لکھا تو برا کیا۔ اگر آپ کے زعم باطل میں میں نے برا کیا تو اس برائی کو ثابت کیجئے۔
 قولہ..... معلوم نہیں کہ یہودی بغل میں تو توریت اور سر پرچھوڑتھا پر حضرت عیسیٰ کو سولی کیوں دیا؟

اقول..... یہ بات یہود سے دریافت کرو مگر میں اتنا کہنے سے باز رہ نہیں سکتا اگر یہود توریت کو ماننے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہرگز سولی پر چڑھانے کی فکر نہ کرتے۔ اور اگر توریت رو بددل نہ ہوتی تو عیسیٰ کے پیدا ہونے کی ضرورت کیا تھی اور جمہور کے تابع ہونے سے انسان حق پر نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کی تائید کتاب آسمانی نہ کرتی ہو۔ ہاں جبکہ کلیات شرع سے ایک بات نہ معلوم ہو تو اس وقت اجماع بعدہ جمہور کو ماننا فرض ہوگا۔

قولہ..... ارے حدیث حضرت کی موجود ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میری امت یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جائے گی۔ اگر مرزا قادیانی نے یہ حدیث بیان کر دی تو ان کی تردید کیوں کی اور کفر کا

فتویٰ کیوں دیا؟

اقول اسی حدیث کا جواب خط اول کی تردید میں دیکھو اور مرزا کو بسبب اس حدیث بیان کرنے کے کافر نہیں کہا۔ بلکہ انہوں نے دعویٰ نبوت کا کیا ختم نبوت کا انکار کیا۔ مسیح علیہ السلام کی ہجو وغیرہ وغیرہ کے سبب سے کافر کہا۔

قولہ اور ان کو کہا تو کس کو کہا صحابہ اللہ حضرت کو کہا۔

اقول جب آپ کی دلیل مفید اس دعوے کے تھی ٹوٹ گئی تو یہ دعویٰ بھی مہمل ہو گیا۔

قولہ زبان رو کو اور حضرت کو برامت کہو۔

اقول یہ نصیحت بھی اس دلیل پر مبنی ہے جب وہ دلیل ہی اکھڑ گئی تو یہ نصیحت بھی باطل ہو گئی۔

قولہ اور علماء تو کافر بہت جلد کہہ دیتے ہیں کوئی عالم ایسا نہیں جس کو دوسرے فرقہ والوں نے کافر نہ کہا ہو۔ یہاں تک کہ کسی کافر نے نبی تک کو نہ چھوڑا اور ٹٹل تک کیا۔

اقول چچا صاحب جو شخص یا عالم دلائل تو یہ سے کافر بنایا گیا ہو اس کو کافر مان لو اور جس کو تعصب مذہبی سے کافر کہا ہو تو ان کو نہ مانو اور انبیاء علیہ السلام کو جو قتل کیا و ساحر کہا تو دنیا ہی میں اس کا بدل ظاہر ہو گیا۔ اگر مرزا سچا ہے تو اپنے کافر کہنے والوں کو کوئی نشان دکھائیں۔

قولہ اور ابھی علماء کا رد نہیں گیا۔

اقول علماء کا رد ہرگز نہیں جاسکتا۔ اگر علماء اسلام رد نہ کریں تو اسلام کو مرزا ایسے دجال بالکل برہم کر دیں۔

قولہ اگر مرزا قادیانی کا رد کر دیا تو کیا مشکل۔

اقول کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے سچ ہے ایک ٹھڈ کا رد کر دینا چنداں مشکل نہیں شکر خدا کا کہ اس کو آپ نے قبول کر لیا۔

قولہ اور جاہل تو ہمارے رسول مقبول کو کہا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو کہا تو کیا کیا؟

اقول اس کا جواب میں ادھر لکھ چکا ہوں نظر سے گزرا ہو گا کہ رسول مقبول ﷺ جاہل و ساحر کہنے والوں کی آنکھ میں معجزات دکھا کر دھول جمو تک دیتے تھے اور اگر مرزا قادیانی کو ہم بلا دلیل امام مان لیں تو آپ مسیلمہ کذاب وغیرہ مدعیان نبوت کو کیوں نہیں مانتے۔

قولہ مولوی لوگ کہتے ہیں کہ جب حضرت مہدی و مسیح ظہور کریں گے تو علماء کفر کا فتویٰ دیں گے۔ آیا یہ مولوی یہود و نصاریٰ کے ہوں گے یا اسلام کے۔

اقول اذل اپنے دعویٰ پر دلیل لائیے پھر سوال کیجئے بتائیے کسی عالم معتبر نے یہ الفاظ لکھے

ہیں۔

قولہ علماء تو ایسے ہیں کہ خواہ قرآن شریف و حدیث شریف چھوٹ جائیں مگر ان کی لکیر مت چھوٹے۔ اگر ان کی لکیر چھوٹی اور کاٹ کر کہا۔

اقول آپ نے بھی مثل و جال قادیانی کے چھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ بہت جلد امام صاحب سے درجہ شیطانی طے کرائے۔ اول کسی عالم کا قول خلاف شرع ثابت کیجئے۔ بعد کو یہ اعتراض کیجئے۔

قولہ پھر چاہے تمام دنیا ایک طرف ہو۔

اقول ارے چچا صاحب یہ گرگٹ سے رنگ کیوں بدلنے لگے۔ اب جمہور کو کیوں تسلیم کیا میں کہتا ہوں کہ ایک عالم کی تائید کلام پاک کرتا ہے۔ اگر اس کے خلاف تمام جہان کے لوگ کریں وہ سب گمراہ ہوں گے۔

قولہ اور حق کو تو بالکل نہیں جانتے۔

اقول وہ شیطان قادیانی حق کو نہیں جانتا اور میں عطا اول کی تردید میں اس کو ثابت کر آیا ہوں حاجت اعادہ کی نہیں۔

قولہ بس بھاطروں کی طرح تام جھام لاؤ یعنی رو کی کتاب لاؤ۔

اقول سبحان اللہ اچھا صاحب آپ کو ملہم صاحب نے خوب تہذیب سکھائی میں تسلیم کرتا ہوں آپ کے پیر صاحب اعلیٰ درجہ کے نقال ہیں۔ کیا اچھی نقلیں یاد ہیں فلاں مرجائے گا۔ فلاں ذلیل ہوگا اور دہلی سے جو سراویل ہلاتے بھاگے اور قادیان جا کے دم لیا یہ کیا خوب نقل ہے۔ میں بھی اس نقل کی داد دیتا ہوں۔ مگر علماء کو یہ نقلیں دکھانے سے کیا نتیجہ علماء سے بجز جوئی سر پر کھانے کے اور کیا حاصل ہوگا۔ ہاں کسی نواب کے پاس چلے جائیں۔ تو مبلغ علیہ السلام وصول ہوں۔

قولہ پہلے سوچو کہ جو دعویٰ امام مسیح ہونے کا کرتا ہے آخر وہ کیا کہتا ہے؟

اقول چچا صاحب اول تو خیال کیجئے کہ تمام زمانہ کے علماء جو مرزا کو بطلال کہتے ہیں۔ آخر وہ کیا کہتے ہیں۔

قولہ جاہل تو حضرت کو کہتے ہیں کہ جو کچھ مسلمان فارسی بتاتا ہے وہ لکھ دیتے ہیں۔ پھر مرزا کو کہا تو کیا کہا۔

اقول اس کا جواب چند مرتبہ لکھ چکا ہوں۔ لایے کوئی نشان آسانی ورنہ مرزا قادیانی جموٹا۔

قولہ اور جو لکھا ہے کہ فخریر کو ماریں گے صلیب کو توڑیں گے تو کیا دکان رکھیں گے۔

اقول میں ملہم نہیں جو اس کی وجہ بتاؤں۔ ہاں اول اپنے کفر کا اقرار کیجئے۔ پھر اس قسم کی اعتراض کیجئے۔

قولہ اب ہوش کرو کہ خنزیر سے یہ مطلب ہے کہ کفر کو ذبح کریں گے اور صلیب کا یہ مطلب کہ کفر توڑیں گے۔ ورنہ قتل خنزیر اور توڑنے صلیب سے کیا مطلب اور نصاریٰ کا کیا حرج تم توڑو گے وہ اور بتائیں گے تم قتل کرو گے وہ اور خرید لیں گے۔

اقول واہ چچا صاحب آپ کو بھی الہام ہونے لگا۔ ورنہ کسی لغت یا معارف عرب یا کسی حدیث سے اس کی نظیر دکھائے کہ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر کے یہ معنی جو آپ نے کئے ہیں۔ کسی نے کئے ہوں اور اگر آپ دکھائیں گے۔ (اور انشاء اللہ دکھانے کیسے گے) تو آپ کی یہ تفسیر باطل ہے۔

اور یہ لکھا ہے کہ وہ صلیب پھر بتالیں گے اور خنزیر پھر خرید کر لیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو کل جہاں مسلمان ہو جائے گا اور کل صلیبیں اور کل خنازیر قتل کر دیئے جائیں گے۔ جب صلیب و خنازیر جہاں سے معدوم ہو گئے اور کل جہاں مسلمان تو پھر کون صلیب بتائے گا اور کہاں سے خنزیر آئے گا۔

قولہ حضرت آدم سے لے کر رسول مقبول ﷺ تک جتنے نبی اور امام ہوئے۔ سب زمانہ کے علماء و نقل میں آسمانی کتاب اور سر پر جہور رکھے رہے اور سب رکھا رہے گا اور جو نبی اور امام نے کیا وہی صحیح ہوا۔

اقول یہ سب درست ہے اور بے شک اگلی امتوں نے ایسا ہی کیا مگر وہ لوگ برائے نام کتاب آسمانی کے پابند ہیں۔ دراصل ان کو رد و بدل کر دینے میں اور جہور کا اعتبار نہیں۔ یہی وجہ نبی مانی آنے کی ہوتی ہے مگر یہ اعتراض جب صادق ہوں جس وقت آپ ملہم صاحب کی امامت ثابت کر دیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ امامت مرحومہ خصوصاً فرقہ اہل سنت کتاب آسمانی کے خلاف نہیں کرتے۔ پھر جو امام ہمارے دلائل شرعیہ کے خلاف کرے گا۔ کیسے اور اس کا قول راست ہو سکتا ہے۔ وہ مثل سید احمد خان کے مردود ہوگا اور چند جہلاء کے پیر و ہوجانے سے ہرگز ایک شیطان امام نہیں بن سکتا۔

قولہ میں نے تو اس واسطے لکھا تھا کہ اس نازک وقت میں حق ظاہر ہو جائے۔

اقول اچھے محسن بنے اپنے ساتھ مجھ کو بھی چاہے ظلمات میں گرانا چاہا تھا۔

قولہ میں نے یہ نہیں لکھا تھا کہ تم رو مباحثہ شروع کر دو۔

اقول..... مباحثہ سے اگر آپ حق پر ہیں تو اتنا پریشان کیوں ہوتے ہیں؟ مگر سچ ہے جس کا پیر چند مرتبہ پشت دکھا چکا ہے اس کا مرید کیوں نہ ڈوبے۔

قولہ..... اور یہ لکھا کہ مرزا قادیانی جاہل ہیں یہ تو ہم جانتے ہیں۔ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔

اقول..... جب مرزا قادیانی کو جاہل جانتے ہو تو بیعت ترک کیوں نہیں کرتے؟ معلوم ہوا کہ آپ بھی گمراہ بن گئے۔

قولہ..... کیونکہ جو جو صحابہ جب تک حضرت کو نہیں مانتے تھے تو آنحضرت ﷺ انہوں کو جاہل معلوم ہوتے تھے جب انہی صحابہ نے حضرت کو مانا تو سچا جاننے لگے۔

اقول..... یہی دعویٰ بیروان میلہ کذاب وغیرہ کا ہے مگر صرف دعویٰ سے کام نہیں چلتا۔ لائیے آسمانی نشان مرزا قادیانی کا دکھائیے جیسا ہمارے فخر عالم ﷺ دکھاتے تھے۔

قولہ..... اور مجھ کو تو جناب مرزا قادیانی سمجھانے نہیں آتے میں حق دیکھ کر بیعت ہوا ہوں۔

اقول..... بس چچا صاحب یہی غرض ہے کہ وہی حق مجھ کو دکھا دیجئے تاکہ میں بھی بیعت کر لوں۔

قولہ..... مجھ کو بھی اپنے دین کا بڑا خیال ہے۔

اقول..... چچا صاحب مبارک مبارک مگر یہ کیسے دین کا خیال ہوا۔ میری یاد میں کبھی آپ نے نماز تک نہ پڑھی کیا دین کا خیال ایسا ہی تھا کہ ایک ٹھک کی بلا دلیل شرعی پھردی کر لی۔

قولہ..... میں نے تم کو اس واسطے لکھا کہ نماز پڑھ کر حق سے دعا کرو گے۔

اقول..... چچا صاحب دعا میں اس وقت کرتا کہ مجھ کو مرزا قادیانی کا بطلان آیات و احادیث سے ثابت نہ ہوتا اور جب مجھ کو اس پنجابی کا بطلان قطعی طور پر ظاہر ہو گیا۔ یہ دعا کرنا ایسا ہے جیسے میں

دعا کروں کہ اللہ مجھ کو شیطان کی گمراہی میں شک ہے۔ مجھے حق ظاہر کر دے۔ ایسی دعا سے ایمان جانے کا خوف ہے۔

قولہ..... یہ تو میں نے نہیں لکھا کہ کتابوں کو نہ دیکھو اور روڈھو ڈھو۔

اقول..... جب مجھ کو مرزا کی کتابوں کا بطلان ظاہر ہو گیا تو کیوں نہ اس کی تردید دیکھوں اور کیا مذاہب غیر کی کتابیں دیکھنا منع ہے۔

قولہ..... میں رو کو خوب جانتا ہوں اور کتابیں بھی رو کی جانتا ہوں۔

اقول..... آپ علماء کی کتابیں بغور دیکھتے تو ایسی ناغہی نہ کرتے۔ غضب تو یہی ہوا کہ ایک طرف کے بیان پر ڈگری گروی اور دوسروں کا بیان نہ سنا اور اپنے آپ کو لیاقت نہیں کہ ایک طرف کی

مضمون دیکھنے سے حقیقت اور غیر حقیقت ثابت کر سکیں۔ لہذا آپ کو دونوں طرف کا مضمون دیکھنا فرض ہے۔

قولہ..... یہود و نصاریٰ و ہنود اہل اسلام کا رد کرتے ہیں تو کیا دین اسلام رد ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔

اقول..... سچ ہے یہ الہام ہزار ہا بار پانچا ماہ اتار کر رقص کرے اور اسلام کی تردید کرے مگر اسلام رو نہیں ہو سکتا۔

قولہ..... میرا جی اچھا نہیں ورنہ اور لکھتا پھر لکھوں گا۔

اقول..... آپ کا جی اچھا تھا تو اتنے کفر کے کلمہ بولے۔ اگر جی اچھا ہوتا تو نہ معلوم کتنا طوفان اٹھاتے اور اب اگر لکھا تو ثبوت قوی دیجئے گا ورنہ ایسے بے ہودہ کلموں کا آئندہ جواب نہ لکھا جائے گا۔

محمد رفعت اللہ خان و شرافت اللہ خان کے مباحثے پر ریویو

قاسم علی خان!

مولانا شوکت اللہ محمد دالہ مشرقیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ شاہجہانپور کا یہ مباحثہ بذریعہ ضمیمہ شحہ ہند ناظرین کی نظر سے گزرا مگر خان صاحب محمد رفعت اللہ کی جانب سے اس لمبی چوڑی بے محل رام کہانی کا الزامی جواب مختصر سا ہے جس سے خان صاحب معہ خود بدولت مرزا قادیانی عرق فحالت میں غرق ہو کر تحت المٹی کو جاتے۔ شرافت اللہ خان کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کلام آپ کا طبع زاد نہیں سب آدرہ بلکہ بالکل نقل ہے اور محاورات لاف و گزاف طعن و لعن وغیرہ میں مرزا قادیانی کی تقلید کی گئی ہے۔ مرزا قادیانی کا تکیہ کلام (اب جاننا چاہئے)، (یہ بھی یاد رکھنا چاہئے)، (یہ بڑا ہار یک نکتہ ہے) وغیرہ سے تمام تحریریں مملو ہیں۔ مرزا قادیانی نقارے کی چوٹ کہتے ہیں۔

من ہستم رسول دنیا دروہ ام کتاب

(درشمن فارسی ص ۸۲)

مگر حاشیہ نھیناں خود غرض نے اپنے مرغن حلوے ماٹھے کی غرض سے مرزا قادیانی کو منارہ شرقی پر چڑھا دیا۔ اب اتریں تو کس طرح؟ ناچار وہیں قیام پذیر ہونا پڑا۔ ورنہ دراصل اگر مرزا قادیانی سے خلفا تنہائی میں پوچھا جائے تو خود منفعصل ہیں۔ جب مرزا قادیانی کا رتبہ ان کی اپنی تحریرات سے ایک فقیہ سے بھی کمتر ہے۔ تو جو کچھ بنتے ہیں ہاں مجبوری شرافت اللہ خان صاحب

کے ساتھ مرزائی نہیں ہیں جو ذیل کی چند طور سے ثابت ہو سکتے ہیں۔

اول آپ فرماتے ہیں۔ (ایلیانمی یعنی حضرت الیاس علیہ السلام کے آنے کی پیشینگوئی جو ملاکی نبی کتاب باب ۲ آیت ۵ میں درج ہے۔ اس کی تصدیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل متی باب ۱۱ اور س ۷ میں فرماتے ہیں اور اس واقعہ کی تصدیق کے لئے بھی کتاب مقدس کافی ہیں۔ خانصاحب پر کہاں سے ثابت ہوا کہ ایلیانمی کا صعود آسمان پر ہوا۔ جب صعود ہی ثابت نہیں تو آنا کیسا؟ ہاں مرزا قادیانی نے اس کی تردید میں بہت کچھ ہاتھ پیر ہلائے۔ آخر شیطانی جھانک کر رہ گئے۔ مرزا قادیانی تاویلاً فرماتے ہیں کہ (جب حضرت ایلیانمی اوپر اٹھالیے گئے تو کسی بلندی تک پہنچا کر انہوں نے اپنا جسم عنصری چھوڑ دیا اور نیا چولہہ پہن لیا۔ یہ جسم عنصری اوپر سے کپڑے کی چادر بنا کر زمین پر پھینک دیا اور ان کے شاگرد رشید المسیح نبی علیہ السلام نے اٹھا لیا۔ جو اس وقت موجود تھے۔ اور اس جسم عنصری سے جو بھٹکل چادر بن گیا تھا۔ چند مجوزے بھی دکھلائے۔ یعنی وہی چادر دریائے بردون پر ماری۔ جس سے دریا شق ہو گیا۔ اور المسیح علیہ السلام براہ خشکی پارا تر آئے۔

مگر وہ پوشاک جو ایلیانمی کی بروقت صعود زیب تن تھی۔ نہیں معلوم کیا ہوئی کیونکہ اس کا پتہ مرزا قادیانی نے کچھ نہیں دیا شاید کسی مقرب فرشتہ کے سپرد کر دی ہو کہ کسی آئندہ وقت کام آئے۔ ماشاء اللہ کیا خوب تاویل ہے۔ مرزا قادیانی خود قائل ہیں کہ ایلیانمی آسمان پر اٹھائے گئے۔ عام موت سے مرکز زمین میں دفن نہیں ہوئے۔ اور ان کا جسد عنصری چادر بن گیا اور طرہ یہ کہ کارروائی ایلیانمی کی اقتداری طور پر تسلیم کی نہ بلکہ قادر مطلق۔ کیونکہ (چھوڑ دیا) اور (پہن لیا) سے صاف اقتدار پایا جاتا ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تین قبریں تجویز کی ہیں۔ ان کا صعود خلاف نیچر ہے جب یہ امر خلاف سنت اللہ اور قانون قدرت (محدودۃ قادیان) مان لیا تو نیچری اعتقاد جس پر مرزا قادیانی کی عمارت رکھی گئی ہے۔ سب کا لحد ہو گئی۔

اب رہی (کتاب مقدس) اس کی نسبت خود تحریرات مرزا قادیانی شاہد ہیں جن میں مؤلفوں کو احمق نادان جاہل ناخواندہ بتاتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود یہ مجموعہ جمع نہیں کرایا۔ صرف فرقہ پر دستنٹ ڈپلوسی اسے مانتے ہیں اور بقول مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر تو دور کننا ایک معمولی مہذب شخص بھی نہ تھا۔

تعب ہے کہ شرافت اللہ خان صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے اقوال کو جن کی درگت مرزا قادیانی اچھی طرح بنا چکے ہیں۔ ہاں مقابل اسلام حجت پکڑیں جن کی تحریقات کی بھی شہادت قرآن کریم میں موجود ہو۔ افسوس! ہزاروں کتابیں تحریقات کی ثابت

کرنے والیں موجود اور خود شرافت اللہ خان اپنی تحریر میں مقرر۔ یہ مرزا قادیانی سے انحراف نہیں تو کیا ہے؟

دوم..... شاید آپ کے نزدیک توریت وانجیل کی آیت آیت نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قول حدیث نہیں۔ خان صاحب کی اس عبارت نے تو کتب مقدسہ کی خود نفی کر دی۔ انسوس آپ کے کل معاونوں میں کسی کو نہ سوجھی کہ جب کلام الہی اور کتب مقدسہ کو مان چکے ہیں تو اب قول اور حدیث کیسی۔ کیا قرآن شریف میں بھی حضرت رسول ﷺ کی حدیثیں اور قول درج ہیں۔

اگر سب کچھ درج ہے تو سنت و حدیث نبوی کس کا نام رکھ گئے۔ جب کہ انجیل اور توریت کو جو کلام خدا ہے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یا حدیث بنا دیا۔ پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قول سے انجیل کو کیا نسبت؟ کیا کوئی صحیفہ یحییٰ علیہ السلام کا بھی انجیل میں شامل ہے۔ اس سے تو جناب کی لیاقت طشت از بام ہو گئی۔ آپ تو خود توریت و انجیل کو نبیوں کے اقوال اور احادیث کہتے ہیں۔

ہم آپ کے دُعم کے مطابق انہیں اقوال ہی تسلیم کرتے ہیں مگر آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قول چاروں انجیلوں کو مزوجہ حال میں سے نکال دیں کہ آنے والے ایلطانی کی خبر جو کتاب ملا کی نبی میں درج ہے وہ میں ہی ہوں۔ اگر آپ دکھا سکتے تو آپ کی یہ تحریر کہ قول یحییٰ علیہ السلام قول نہیں حدیث نہیں۔ خود آپ کو شرمندہ کر دے گی آپ رفعت اللہ خان صاحب کو ہدایت فرماتے ہیں کہ کتابوں میں دیکھ لو پادریوں سے پوچھ لو۔ یہ تو ہمدردی نہیں کہ دوسرے کو اس قدر تکلیف میں ڈالا جائے۔ آپ کے پاس انجیل ضرور موجود ہوگی۔ جھٹ نکال کر وہ درس پڑھ کر سنا دیتے کہ دیکھو یہ قول یحییٰ علیہ السلام کا ہے۔

سوم..... قرآن کریم۔ پارہ، رکوع، سورت، آیت، سنت، حدیث یہ الفاظ تو مخصوص ہیں۔ دوسری آسمانی کتابوں پر آج کل مردوج نہیں۔ کیونکہ جناب نے تو خود اپنی تحریر میں متی باب ۱۱ دروس لے کر تحریر کیا ہے۔ بڑی عبرت کی بات ہے کہ آپ تماہل عارفانہ سے عبارت کو بے محل طول دے کر آیت کی تشریح طلب کریں۔ عبرانی، لاطینی، یونانی سے جو ترجمہ ہوئے ان میں لفظ درس موجود ہے۔ تو صرف اس شک کو رفع کرنے کے لئے بقول خود کیوں آپ نے عزیز وقت ضائع کیا۔

چہارم..... یہ اعتراض کہ پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد ازاں درود و حمد لکھ کر مطلب

شروع کر دیا۔ اس کا جواب جو رفعت اللہ خان صاحب نے دیا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ وہ ایک پرچہ بطور سوال و جواب تھا۔ کوئی استثناء تھا کہ باقاعدہ اور بے قاعدہ کا جرم رفعت اللہ خان صاحب پر لگایا گیا۔ اور یہودی مشابہت پیدا کی کہ اگر یہودی مشابہت ٹھیک ٹھیک ثابت کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کے حکیم الامت مخزن الحمدیث کی تحریر سے عیاں ہے کہ یہودیت کس میں ہے۔ خاص اپنے استاد کو خط لکھا جو ضمیمہ میں معہ جواب الجواب شائع ہوا۔ اسی بنظر الفت وصدق نیت ملاحظہ فرمائیں۔ تب دوسروں کو یہودی بتائیں۔ مگر آپ ماشاء اللہ افغان ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر آپ یہ کہاں سے ثابت کریں گے کہ قوم یہود سے کون کون ہیں اور مغل تاتاری کس نسل سے ہیں۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی ساڑھے دس تو میں جلاوطن ہو کر انہیں کوہستان میں آکر آباد ہوئے ہیں۔

اول خویش بعدہ درویش

آپ حکیم الامت صاحب کی خدمت میں عرضداشت بھیجیں اور دریافت فرمائیں کہ

یہ طریقہ جو آپ نے اپنے استاد کو خط لکھتے ہوئے اختیار کیا کیسا ہے؟

پنجم..... یہ جو فرمایا ہے کہ کسی کتاب کو سامنے رکھ کر اس سے نقل کرا لیتے۔ جی ہاں یہ عادت تو آپ کی زمرہ کی ہے کہ وہی راگ مالا جو صد ہا مرتبہ مرزا قادیانی کے دل و دماغ سے نکل کر صفحہ قرطاس پر آچکی ہے۔ وہی ہمیشہ نقل ہوتی ہیں۔ عیاں راجہ بیان۔

ششم..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے نام پر اس شکل () کا حرف بنا دیا اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔ ہاں جناب اس کا مطلب آپ کی سمجھ میں کیوں آئے گا۔ اس کا مطلب تو وہ سمجھے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد متبرک لفظ (سلام) کو غصب کر کے اس میں علیہ الصلوٰۃ..... ایسے شخص کے تو صیغی ناموں اور مفروضہ بقیوں کے بعد لگا دیں جو خود مقرر ہوں کہ (من یتسم رسول و نیا درودہ ام کتاب) تو بے چارے اہل اسلام کیا کریں آزادی جو ہوئی۔ جس کا جی چاہے کسی کا مال لوٹ کر مرزا قادیانی کے خزانے میں داخل کر دے اور اگر باز پرس کی جائے تو گالیوں کی وہ بو چھاڑ کہ الامان الامان۔ سامنے کون آئے چونکہ اہل اسلام صلح پسند ہیں۔ ڈر گئے۔ صرف حرف عین کا اشارہ کرنے لگے۔ اس پر بھی صبر نہیں۔ نہیں چاہتے کہ سوائے حضرت اقدس کے کوئی مستحق بنے۔ اب فرمائیے یہودیت کس میں پائی جاتی ہے؟ منکر اسلام آپ ہوئے یا رفعت اللہ خان صاحب جب آپ نے نیانہی گھڑ لیا اور انبیاء علیہم السلام کے کل اعزازی اور مختص کلمے ان کو عطا کر دیئے تو اہل اسلام کے پاس کیا چھوڑا؟ اور پھر تعرض اور غرض۔

ہفتم..... رفعت اللہ خان صاحب کے فقرہ اگر کسی کو دعویٰ ہو تو آیت یا حدیث صحیح قابل اعتبار سے ثابت کیا جائے۔ پھر بھی بہت سی لے دے کی ہے۔ ذرا انصاف تو کیا ہوتا کہ جملہ قابل اعتبار بعد حدیث کیوں لگایا گیا۔ موجد اور بانی مبنائی تو اس کے جناب کے مجدد ومرسل من اللہ اور اعتراض اہل حدیث پر۔ مرسل من اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض ومخالف قرآن وسنت نہ ہو تو خواہ کسی ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر عمل کریں۔ جناب قابل اعتبار کی لم کس نے لگائی۔ تمام صحاح کی حدیثیں خواہ وہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی ہوں اور ثبوت بھی رکھتی ہوں اور تیرہ سو برس سے تمام علماء اور مجتہدین ومجددین انہیں پر عمل کرتے چلے آئے ہوں مگر چودھویں صدی کی روشنی میں ان کے عیوب حسب تفسیر حکیم الامت صاحب اب ظاہر ہو گئے ہوں۔

(جو قبل ازیں عرصہ تک اہل حدیث کی خوش چین رہ چکے ہیں) قابل حجت نہیں اور ادنیٰ درجہ حدیث جس کی تطبیق قرآن اور سنت سے اب حکیم الامت نے بزعم خود قادیان میں بیٹھ کر فرما دی ہو وہ قابل عمل کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ عطیہ خاص حکیم الامت صاحب کو ہی تفویض کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ”جہاں کی تفسیریں حکیم الامت کے دماغ میں کوٹ کوٹ تہہ بہہ بھر دی ہیں۔ جماعت جدیدہ کا فرض ہے کہ اسی کو تسلیم کرے۔ باقی کل احادیث میلے کھیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں جن سے احتمال کذب کس طرح مرفوع نہیں کیونکہ ظن وروغ کے احتمال سے خالی نہیں۔ یہی حال فقہ حنفی کا ہے۔“

کیوں شرافت اللہ خان اب بھی قابل اعتبار کے معنی سمجھ جتنے مجدد گزر چکے وہ تو کالی کوٹھری میں خداوند عالم نے شمار کھے تھے اور تھے بھی ادنیٰ درجہ کے۔ ان کو احادیث نبوی کی صحت اور مصنوعی ستم کس طرح معلوم ہوتے وہاں روشنی تو تھی ہی نہیں۔ اب زمانہ روشنی کا آیا۔ تو یہ تمنغہ حکیم الامت صاحب کو ابن اللہ نے عطا فرمایا۔ کیونکہ ان کو خود اتنی فرصت کہاں کہ حدیثوں کو روشنی میں لاکر دیکھیں۔ تمام مرزائی امت جو بزعم مرزا اولاکہ ہیں ان میں سے صرف صحیح اور قابل اعتبار تمنغہ حکیم الامت کو عطا ہوا ہے باقی صرف زیست خود قابل اعتبار نہیں۔ مرزا ایوب وقت ہے نائب حکیم الامت کے لئے عرضداشت پیش کر لو۔ ورنہ بعد میں کف افسوس ملتے رہ جاؤ گے۔ کیونکہ۔

ہم نے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر نفور کو

مرزا قادیانی مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کو نصیحت فرماتے ہیں کہ حدیثوں کی نفی سے قرآن کریم کی نفی لازم آتی ہے۔ یہ نصیحت صرف اپنی مطلب براری کے لئے ہے کیونکہ مرزا

قادیانی کی ذات کی نفی بھی ساتھ ہی ہوتی ہے۔ جو طریقہ زمانہ روشنی اور آزادی بمقابلہ مرزا قادیانی مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے اختیار کیا ہے۔ اس کو مرزا قادیانی درپردہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی الہمدیٹ پر ڈھالتے ہیں۔ اور الہمدیٹ کے حامی بنتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ہماری قلمی نہ کھلے ان کو تو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ چکڑالوی صاحب نے یہ دامن مرزا قادیانی کی نبوت کے خاتمہ کے لئے بچھایا ہے۔ چند روز میں مرزا قادیانی سے سوال ہوگا کہ جب کل احادیث میلے کھیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں تو فرمائیے آپ کی بغل میں کیا ہے۔ اگر قرآن کریم ہے تو اس میں دکھائیے کہ ایک شخص تاتاری النسل مقیم پنجاب چودھویں صدی میں بمہ صفت موصوف ملقب بہمدی وعلی وشم المرسل پیدا ہوگا۔ جس کی شان میں ہے۔

زندہ کردی دین احمد بلکہ احمد مصطفیٰ

زندہ کردی نور قرآن بلکہ جملہ انبیاء

جب مرزا قادیانی کے پاس اس کا جواب سوائے صفر کے کچھ نہیں تو فرمائیے اب باقی کیا رہ گیا؟ مرزا قادیانی کے بال و پر مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے ایک ہی سوال سے ایسے کٹ گئے جیسے۔

زاغ بریدہ پر راتو جان کاک کٹ

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی بڑے عالی دماغ اور تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے جب دیکھا کہ کسی ڈھنگ سے مرزا قادیانی قابو میں نہیں آتے تو پھر نیا حال گوند چلے۔ اس سے مرزا قادیانی کسی صورت سے بچ نہیں سکتے۔ الہمدیٹ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی چال ملاحظہ فرمائیں کہ صرف بقول (اسپ وپیاہ پیش کن دنکل کشت) بات کا معاملہ باقی رہ گیا۔

من خوب مے شام بھراں پارسارا

راقم قاسم علی خان۔ ہیڈ کلرک دفتر سرہند نہر لودھیانہ

تعارف مضامین ضمیمہ فحشہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ نومبر کے شمارہ نمبر ۴۲ کے مضامین

اس شمارہ کے ص ۱۶ تا ۱۷ میں مسلم قادیانی مراسلت تھی۔ جو یکجا کردی ہے۔ باقی مضامین یہ ہیں:

.....	دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کے ہیں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
-------	-------------------------------------	--------------------------

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کے ہیں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزائی مقدمات بلائے جان ہو گئے۔ بوالبہوی کی ہانڈی میں کچھڑی تو یہ پکانی تھی کہ ہم اپنے مخالفوں کو عدالت میں گھسنے ہی کے لیے بھنبھوڑ کر رکھا جائیں گے۔ ورنہ سب کے سب آسمانی باپ کے لے پالک کے قدموں پر کھٹکھی ہانڈھ کر اور دانت میں تنکے لے کر آڑیں گے مگر وہ لوہے کے چنے لکھے اور معدے کی مزاج چرسی کرنے لگے۔ پورا برس روز ہو گیا کہ تو عذریف میں کھلبلی مچا رکھی ہے۔

ارے یہ کیا ہو گیا؟ جی کچھ نہیں آسمانی باپ اپنے لے پالک کا نشان ظاہر کرے گا۔ الہام تو ہو گیا ہے مگر مفصل نہیں ہوا ابھی تک گول منول اور ڈھول کے اندر پول ہے۔ آسمانی باپ بھی بڑا کایاں شاطر ہے کہ جت بھی لے پالک کی اور پٹ بھی لے پالک کی۔ اب آسمانی نشان کے ظہور کی دو صورتیں ہیں۔ اگر مخالفین تعزیر کی چکی میں دیئے گئے تو آسمان و زمین خصوصاً منارے کی چوٹی پر فتح کے شادیا نے دن دن بکبیں گے اور ایک ایک راسخ الاعتقاد مارے خوشی کے پھول کر فرانس کا بیلون بن جائے گا کہ وہ آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ "صدق الرسول البروزی صدق ابوہ وصدقنا وامننا علی الولد ووالدہ" اور پھر پانچوں سچی اور سرگلوں کی چھن من کرتی کڑاہی میں۔ اور اگر پانسہ خلاف پڑا جب بھی پو بارہ ہیں۔ آسمانی نشان کے ظاہر ہونے میں پھر بھی شک نہیں ہر کہ شک آرد لے پالک گرد۔ لے پالک اپنی شہ نشین میں بیٹھ کر اسپتج دے گا کہ میرے بڑے بھائی ابن اللہ صلی مسیح پر یہودیوں نے کیا کیا ظلم نہیں کئے۔ قتل کیا۔ پھانسی پر چڑھایا۔ میں اس کا چھوٹا بھائی ہوں۔ لہذا جو کچھ ہو تو ہوا ہے۔

حالانکہ عدالت میں نہ پھانسی لگے گی نہ کوئی جلا وطن ہوگا۔ تاہم شکست کی صورت میں یہ یاد رکھئے کہ بہت سے الوجوہام میں پھنسنے ہوئے ہیں۔ ضرور یا بدوح کی بھیا تک اور دشت تا ک آوازیں دیتے ہوئے پھر ہو جائیں گے۔ صرف چند چڑیاں رہ جائیں گی جن کے بال و پر نچے ہوئے ہیں۔

الغرض مقدمات پر بروزی نبوت اور ظلی رسالت اور آسمانی توحید اور والدیت و مولودیت کے قیام و استحکام کا بہت کچھ انحصار ہے۔ عدالتوں میں لوگ ہمیشہ فتح و شکست پاتے ہیں۔ آسمانی نشان کے ظہور کا کوئی بھی مدعی نہیں ہوتا مگر لے پالک کے تمام معاملات میں آسمانی

نشان کا اڑنکا لگا ہے۔

ہمیں تو غریب الحکم کے ساتھ ہمدردی ہے کہ بے چارہ مقدمات کی دم کے پیچھے امیرن بنا ہوا ہے۔ اس کے حق میں آسانی نشان دہا راستارہ یا وساسوں ہو گیا۔ پھر کسی ناکام عاشق کے دل کی طرح غریب کا گھر بیٹھ گیا۔ الحکم کی اشاعت میں روزانہ ایک گیا۔ جملہ عافیت میں جہراڑے لگ گئے۔ بھداتی کھل گئے۔ کہاں کہاں رٹو ہو۔

ہر	بلائے	کز	آسان	بارد
خواہ	بردیگرے	قضا	باشد	
بر زمین	نار	سیدہ	میگوید	
خانہ	النوری	کجا	باشد	

چونکہ سب لے پالک کے آسانی نشان ہیں۔ لہذا بسرو چشم قبول کرنا چاہئے کیونکہ آسانی نشان ہی کے ساتھ اللہ تلے ہیں۔ ورنہ راتب ہے نہ دنیفہ ہے پھر تو پیٹ سے کاٹھ کی روٹی پانہر سی پڑے گی۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے انجیل میں کہا ہے کہ میں آسانی روٹی ہوں۔ مجھے کھاؤ مگر مش اسح ایسا نہیں کہہ سکتا وہ تو یہ کہتا ہے کہ ہاتھی کے روٹ میں سب کا حصہ۔ میں بھی کھاؤں تم بھی کھاؤ۔

۲ گورنمنٹ کی خیر خواہی

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

پانچھ میں کسی نامہ نگار (بی) نے ایک پوری کی کتاب پر جو مرزا قادیانی کے بارہ میں لکھی گئی ہے ریو یو کیا ہے اور مرزا قادیانی کے کیریئر پر بحث کی ہے۔ بحث کیا معنی مضحکہ اڑایا ہے۔ خیر مرزا قادیانی کو ایسے مشکلوں کی تو پروا نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے کہ ہم پانچھ کے کالموں تک پہنچ کر شہرت کے آسان پر چڑھ گئے۔ مگر نامہ نگار کا یہ لکھنا کہ ان کے مریدوں کی تعداد دس ہزار ہے۔ بالکل سفید جھوٹ ہے۔ طوفان ہے، بہتان ہے۔ وہ مرزا قادیانی کی ترقی کا حاسد ہے۔ اور دن دگنی رات چوگنی بڑھتی دولت کو دیکھ نہیں سکتا۔

غضب ہے نا۔ آسانی باپ تو یہ الہام کرے کہ میرے لے پالک کے چیلوں کی تعداد دو لاکھ ہے اور یہ عیسائی کل دس ہزار بتاتے اور پھر مرزا قادیانی کے بڑے بھائی اگر بھگیوں کے لال گرو بنے تھے تو نامہ نگار کے دل میں غبار کیوں ہوا۔ اس نے اپنی سر پر کدورت کی خاک کے ساتھ مرزا قادیانی کا خاکہ کیوں اڑایا اور پانچھ کے صفحات پر کوڑا کرکٹ کیوں پھیلا یا جبکہ آسانی باپ نے انجیل مقدس میں کہہ دیا ہے کہ سچائی جھونپڑوں میں ہے۔ نہ کہ اونچے اونچے عالیشان

ایوانوں میں، خود مرزا قادیانی ہی بھگیوں کے لال گرد بن جاتے تو اس میں کیا بھس مل جاتا اور اب بھی ایک ہی بات ہے۔ کیا معنی کہ مرزا قادیانی اور ان کے بھائی دونوں ایک جھاڑو کی تیلیاں اور باہم ایسے ملے ہوئے ہیں جیسے بول کے ساتھ براز۔

لال بیگی حلال خور اپنے کو اپنے کو مسلمان بتاتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں، مسلمانوں کی طرح مردے کا جنازہ اور تہا اور دسواں بیسواں کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے بھی سب مرید مسلمان ہیں۔ خصوصاً جبکہ آسمانی باپ نے کہہ دیا ہے کہ تمام انسان میرے بیٹے ہیں۔ تو مرزا قادیانی ایسے ناخلف نہیں کہ اس حکم کی مخالفت کریں اور دل میں حلال خوروں سے غبار رکھیں اور جب وہ مرزائی بننے کے لئے آئیں تو ان کے منہ پر جھاڑو مار دیں۔ ان کا عمل تو خانہ دوستاں بردور اور در دشمنان مکوب پر ہے۔ آدمی جھوٹا کھاتا ہے تو بیٹھے کے لالچ۔

اخیر میں نامہ نگار نے لکھا ہے کہ ”مرزا ہمیشہ میوریل بھیج کر اپنے کو گورنمنٹ کا خیر خواہ بتاتا ہے مگر اس کی خیر خواہی منکوک ہے۔“ یہ بھی غلط مرزا قادیانی کے پاس دس ہزار نہیں دس لاکھ والٹیر ہی ہو جائیں تو وہ گورنمنٹ کے کلیسائے جبروت کو سجدہ ہی کریں گے۔
 اول تو کیا پدی کیا پدی کا شور با۔ دوم..... مرزا قادیانی اگر گورنمنٹ کو تھکتے نہ رہیں تو یہ غزے کہاں سے اڑائیں؟ یہ بات تو برٹش جیسے آزاد گورنمنٹ کے عہد میں حاصل ہے۔ شاید نامہ نگار کا یہ خیال ہے کہ اب تک جس قدر مہدی پیدا ہوئے ان کے جم غفیر نے ضرور ہی گورنمنٹ سے بغاوت کی مگر ہندوستان میں یہ ممکن نہیں اور نہ مرزا قادیانی کا ایسا خیال جبکہ تمام مذاہب اس کے خلاف ہیں۔

تعارف مضامین ضمیر شحنتہ ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۱۶ نومبر کے شمارہ نمبر ۳۳ کے مضامین

.....۱	دجالی دعوت کا جواب۔	۲۰۰ ماہ لہد ہیا لوی!
.....۲	فرائسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی اور اس کی دعا کرنے کی کل۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:		

۱ دجالی دعوت کا جواب

میر ناصر نواب، دہلی کے رہنے والے کبھی محکمہ نہر میں نقشہ نویس تھے۔ قادیانی مسیح کی

درخواست پر رد و کد کے بعد اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے بیٹھے۔ اسکے بعد معتبر ذریعہ سے بھید کھلنے پر سخت ناراض ہوئے اور بہت واضح طور سے وہ ناراضگی ظاہر کی کہ اس کو تو دن رات نسخہ جات باہ کی فکر ہے اور کتابوں کے ذریعہ سے روپے ٹھکتا ہے۔ ایسا شخص ملہم من اللہ کب ہو سکتا ہے؟ اپنے فخر کے لئے مجھ کو سچ کج کا نواب مشہور کر رکھا ہے۔ کتاب براہین احمدیہ صرف روپے کمانے کے لئے شروع کی ہے۔ یہ دجال، دعا باز، فریبی ہے۔ ان ایام میں یہ مضمون نظم کے پیرایہ میں آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ ”لہذا بعضہ قال شاکیان من ناس الزمان“

میر ناصر خسر مرزا کے چند اشعار

ہے کہیں نوٹس بزرگی کا لگا	آؤ لوگو ہم یہ ہے فضل خدا
ہو ہمارے فضل میں تم بھی شریک	ہم تمہیں دیں فیض تم دو ہم کو بھیک
مال و دولت اور بیٹے پاؤ گے	گر بجا خدمت ہماری لاؤ گے
تم پھلو پھلو گے دشمن ہوں گے خوار	تم پر رحمت ان پر ہوگی حق کی مار
اور کہیں تصنیف کے ہیں اشتہار	یہی لوگوں نے کیا ہے روزگار
پیشگی قیمت مگر لیتے ہیں وہ	خلق کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار	جیسے آتا تھا کہیں ان کا ادھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے	وہ بڑا طعون اور شیطان ہے
آج دنیا مکر سے لبریز ہے	اب دعا بازی میں ہر ایک تیز ہے
کہہ کے بیٹھا دیتے ہیں کھٹا دہی	کچھ نہیں پر تیت دنیا کی رہی
بدمعاش اب نیک از حد بن گئے	بو میلہ آج احمد بن گئے
عیسیٰ دوران بنے دجال ہیں	ہر طرف مارے انہوں نے جال ہیں

۱۔ جیسے براہین احمدیہ کے پانچ پانچ، دس دس، پچیس پچیس روپیہ لے کر چار ہی جلدیں کل ۳۵ رجز کی کتاب دے کر نکاسا جواب دے دیا کہ بس تو ہدایت کے لئے یہی کافی ہے۔ حالانکہ ۳۰۰ رجز کی کتاب تیار ہوگی کا اشتہار تھا۔

ولد آخر

مہدی وقت ہے کوئی مشہور	کوئی بنتا ہے عیسیٰ دوران
نہ عیاں اس میں عیسوی برکت	نہ ہدایت کا اس میں نام و نشان

جب براہین احمدیہ کی چار جلدیں یعنی صرف ۳۵ جڑ چھپ چکے تو انہیں میر صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ اس سے آگے مضمون ہی نہیں۔ پانچویں جلد کبھی نہ نکلے گی۔ سو فی الحقیقت پانچویں جلد فی یطن مرزا ہی رہی۔ توجیح مہرام کا شور مچ گیا جس سے بالکل ازالہ تجدید و تہذیب و تعلیم ہو گیا اور نبوت و رسالت کے فرضی جلوں میں خاصا دجال نکل کھڑا ہوا۔ میر صاحب نے ایک دفعہ پھر اس کی طرف رجعت کی اور اس کے بعد پھر تائب ہوئے۔ آخر ملازمت سے ناکافی پنشن ہو جانے پر لڑکی کے دروازہ پر جا بیٹھے۔ اور خاص مریدوں میں شامل ہو گئے۔ اندر باہر اب یہی میر صاحب مختار ہیں۔

ان کی اس التالٹلی کو خود مسیح قادیان نے بھی (ازالہ ص ۸۰۵ جزائن ج ۳ ص ۵۳۶) پر قبول کیا اور اس کو ایک اہتمام قرار دیا ہے۔ اب انہیں میر صاحب نے خسرانہ جوش میں آکر اس داماد بقول خود، دجال کے لئے سب مسلمانوں کو خصوصاً اہل دہلی کو دعوت کی ہے اور علماء دین کو بت پرست گدھے، کافر، اندھے، ظالم وغیرہ خطاب عنایت کئے ہیں۔ ختم نبوت محمدی سے بالکل چشم پوشی کر کے داہدہ و دانستہ کوری اختیار کر لی۔ پھر اس خسرانہ جوش کا نام ”دعوت الحق“ رکھا ہے چونکہ دعوت کے لئے اجابت ضروری ہے اس لئے اطلاعاً پیش ہے۔

اجابت دعوت

داہ مسیح کے سرے ناصر	دین میں خاسر عقل میں قاصر
ہو دجال سے تیری بیعت	اس پر کرے تو حق کی دعوت
یاد ہے جب تو گھبراتا تھا	لڑکی دے کر پچھتاتا تھا
تو دجال تھا اس کو کہتا	پاس ہمارے روتا رہتا

نسخہ بازی

نسخہ بازی کا تھا شاکی	تو ہی ڈوباشان خدا کی
تجھ میں نہ تھی تصویر پرستی	لنعت حق تھی یوں نہ برستی
مانتا تھا تو حدیث اور قرآن	ختم نبوت پر تھا ایمان
پہلے خاصا مومن تھا تو	کفر کیا پھر تو نے بدگو
پھر اک بار بنا تو مومن	کافر ہو گیا آخر لیکن
روز بروز اس میں ہے زیادہ	اب مشکل ہے ترا اعادہ

ہوگئی اہمیت سے نفرت	ہوگیا مگر ختم نبوت
بن گیا وہ دجال اب مرسل	سچا ہے آج جو کاذب تھا کل
اس کو نبی اب تو نے بنایا	کچھ بھی خدا کا خوف نہ آیا
سنا ہے تقریریں اس کی	بیچتا ہے تصویریں اس کی
کاغذی اس کے بت ہیں جکتے	چھینتے ہیں دجالی کتے
ایک روپیہ چھ آنے قیمت	ہوتی ہے البدر میں شہرت
اک بت گر اک بیچنے والا	کیا روزی کا ڈھنگ نکالا
ناصر میر تیری تصویر پرستی	اور ابھی تو ہوگی سستی
ہے عمار تو اس کے گھر کا	بھیدی جھوٹے پیغمبر کا
ملک و زمین جو تھی دجالی	بٹی کے نام وہ رہن کرابلی
دعوت حق یہ تو نے کیا کی	دین کی شرم نہ کچھ دنیا کی
لوگوں کو تیرا یہ بلانا	ہے دجال کے دام میں لانا
پنشن ہوگئی تھوڑی تیری	پیٹ کی خاطر ہے یہ دلیری
طبع براہین کے وہ وعدے	سچ کہو جھوٹے تھے یا سچے
تو نے ہی کھولا بھید یہ ہم پر	جھوٹا ہے یہ دجال مگر
مضمون چوتھی جلد سے آگے	لکھا ہے کچھ نہیں جھوٹ ہیں وعدے
تین سو اس کی خبریں بنانا	پیٹ کے بھرنے کا ہے بہانا
لوگو اس کے دم میں نہ آؤ	ہوش کرو دیکھو سچ جاؤ
جب تھا تیرا معقول گزارا	گھر میں ملتا تھا خاصا چارا
اس کی نہیں تھی پرواہ تجھ کو	بلکہ وہ کچھ کھاتا تھا تجھ کو
اب آخر معذور ہوا تو	دین سے اس لئے دور ہوا تو
اس کی لگا تعریفیں گانے	بیٹھا در پر ڈھول بجانے
دہلی میں بھی میر ہی تھا تو	قادیان میں اب میر بنا تو
حلیہ ظاہر ہے کیا حاصل	ظاہر صورت ہے کیا حاصل
وصف ملیں جب دجالوں سے	حاصل رنگت اور بالوں سے

ایسے ہال اور رنگت والے	دنیا میں ہیں بہت منہ کالے
کس کام آئیں ہال اور رنگت	اوپر سے جب برسے لعنت
لعنت بھی منہ مانگی پائی	جس سے ہے آگے ساری خدا کی
جھوٹی پیشین گوئیاں کر کے	ہے دجال بچا مر مر کے
رستا گلے میں اور منہ کالا	ٹوکرا سر پر لعنت والا
چینی کے ہیں کوئی یہ سامان	پر بے شرمی تیرے قربان
جس کے سہارے پر ہیں جیتے	اچھا کھاتے اچھا پیتے
لعنت اس کھانے پینے پر	اس بے شرمی کے چینی پر
کرتا ہے کیا دجال شرارت	دی عیسیٰ نے میری بشارت
نام محمد کا ہے جلالی	میرا ہے احمد نام جمالی
وہ تھا لڑائیاں مارا کرتا	میں ہوں رفیق و مدارا کرتا
ذکر جمالی اور جلالی	ہے یہ ایک نئی دجالی
اب جو بنا ہے آپ محمد	کرتا ہے پہلی بشارت کو رد
اپنی کشتی آپ ڈبو دی	شیطانی تزویر ہے بودی
نام تھا پہلے غلام احمد	پھر لے لیا مقام احمد
بن کے مثیل عیسیٰ مرسل	اب کبخت ہے ان سے بھی افضل
ان کے تو حصے میں ناکامی	اور یہ مثیل ہے مرسل نامی
جو الہام رسولوں کے تھے	یہ سمجھا وہ آپ نہ سمجھے
اس کا تو کن کن ہے خدا کا	شرک ہے لیک اعجاز مسیحا
عیسیٰ بھی تو آنے نہ پائے	ان سے افضل مرسل آئے
ان سے ٹوٹی ختم نبوت	یہ پیدا ہوا کچھ نہیں وقت!
احق پھنس گئے اس کی بڑ میں	ماری کلہاڑی اپنی بڑ میں
دین نبی سے کیا تمرا	خوب دیا دجال نے بھرا
دیکھو کیسی قسمت پھوٹی	ان پر غضب کی بجلی ٹوٹی
ظالم بنا خدا کا بیٹا	عیسیٰ کو بھی ساتھ لپیٹا

پہلے تھے ایک درخت کے دو پھل	اب ہے خالم ان سے افضل
دجل فریب دغا اور دھوکا	دل نہیں ایک بدی سے روکا
ہاں یہ سچ ہے کہ نیوں کی بھی	بعض بڑوں نے ہے بد گوئی کی
لیکن جس کو برا کہہ دینا	کیا ہے ضرور ضرور ہو اچھا
گر یہ سچ ہے تو سب سے بڑھ کر	چاہئے نیک ابلیس ستم گر
اچھا برا کاموں سے عیاں ہے	ظاہر کب محتاج عیاں ہے
ختم رسل کے بعد خمیر	بننے سے کیا کام ہے بدتر
آپ خدا کا بیٹا بنا	چیلوں سے کہلانا آنا
پھر جو مسلمان روکیں اس پر	کافر ان کو بتائے کافر
ناصر میرا بنا دے سچ سچ	ہات کی اپنے مت کچھ سچ
کیا تعلیم مسیح یہی ہے	جس پر تو نے دعوت کی ہے
یا کچھ اور بھی ہے؟ تو کیا ہے	کیا سیکھا ہے تو نے زیادہ
خام طبیعت عقل کے سادہ	عیسیٰ مر گیا مرزا ہے عیسیٰ
کہتے ہیں نیچری طہد کافر	عیسیٰ مر گیا سولی چڑھ کر
تم ہوئے اس میں ان کے مضامی	بکتے ہو یوں وہی تباہی
بڑھ کر کیا ہات اور نکال	ہاں یہ مسیحت دجال
سولی پر لٹکایا ہے عیسیٰ	چوروں کے ساتھ ملا ہے عیسیٰ
نیچری بڑھا لکھ گیا ہے سب	جو تم کو الہام ہوا ہے اب
وہ الحاد الہام تمہارا	کچھ شرماء دل میں خدارا
ماصلوہ صلبو ٹھہرایا	کی تحریف اور خوف نہ آیا
گاہ انہیں شام میں دفاتے ہو	پھر کشمیر میں لے جاتے ہو
جھوٹے ہو جھوٹے کا حافظہ کچا	ہے مشہور مقولہ سچا
یارب ان کے شر سے بچانا	مکاروں کے ضرر سے بچانا
دل سے سنو سعادت مندو	ایک نصیحت رب کے بندو
ختم رسل کا ہے یہ فرمان	جو درمنداں کا ہے درمان

احمد ذی شان مرسل رحمن	جس کا ہدایت نامہ ہے قرآن
مطلبی مدنی اور مکی	جس کی شریعت سب سے مکی
ہے ہر بات یقینی اس کی	حق تعلیم ہے دینی اس کی
ہم پر رؤف رحیم وہ پیارا	جس سے مٹا دکھ درد ہمارا
خیر اندیشی ہے جس کا پیشہ	حق سے صلوة و سلام ہمیشہ
اس پر آل اصحاب پر اس کے	یوں ہم کو آگاہ کیا ہے
سب کے لئے اعلان دیا ہے	پچھلے دن سے پہلے پہلے
سب کے دل میں زعم ہو ایسا	میں ہوں نبی و رسول خدا کا
یاد رہے یہ تم کو لیکن	میرے بعد نبی نہیں ممکن
ختم نبوت ہوگئی مجھ پر	یعنی حق نے کیا ہے مقرر
آپ کے بعد نہ پیدا ہوگا	کوئی نبوت پانے والا
ہوتا کوئی تو اس کے لائق	سب سے عمر فاروق تھا فائق
جب نہ نبوت پائی عمر نے	پھر کون آئے نبوت کرنے
پہلا ہی کوئی آئے تو آئے	جس کو معین حق فرمائے
ختم نبوت نے فرمایا	ہے یہ صحیح حدیث میں آیا
موسیٰ بھی مگر ہوتے چیتے	میرا ہی جام اطاعت پیتے
کمال قیامت صیسی آئیں	اس امت کی شان دکھائیں
اور ان کا آنا پھر ہے ضروری	تاکہ نبوت ہو نہ ادھوری
جیسا ہے ان پر ہمارا ایمان	لائیں یہود و نصاریٰ ایمان
جب خدمت سے فراغت پائیں	یاں سے پھر رحلت فرمائیں
جن کے مبشر بن کے تھے آئے	قبر میں ہوں ان کے ہمائے
ہو صدیق و شہید نبی ﷺ کا	ساہی بندۂ صالح چوتھا
تمیں وہ لعنت پانے والے	جموٹے نبی کہلانے والے
سب سے جموٹا ان جموٹوں کا	کانا دجال آخر ہوگا
جب وہ آئے خدا کہلائے	شعبدے کچھ لوگوں کو دکھائے

جاہل دوڑیں اس کے پیچھے	یارب امن دے اس کے شر سے
کفر ہو لکھا منہ پر ظاہر	جس کو پڑھیں ایمانی ماہر
حشر میں ان پڑھ لوگ بھی جیسے	اپنا عمل نامہ پڑھ لیں گے
عیسیٰ اتریں قتل کو اس کی	چرخ سے فوق منار دمشق
اور ہو امام مسلمانوں کا	ان سے پہلے زیب مصلا
اس کے پیچھے نماز گزاریں	پھر کانے دجال کو ماریں
دیکھ کے ان کو وہ گھٹا جائے	سامنے آنے کی تاب نہ لائے
کھائے آخر ان کا برچھا	ہو کر رہے نوشتہ پورا
یارب ان فتنوں سے بچالے	ہم کو نہ کچھ ہمارے حوالے
ہم ہیں تیرے بندے بچارے	چاہے تو بخشے چاہے مارے
مار سے تیری پناہ ہے تیری	کچھ قبول اک عرض یہ میری
رکھ مجھے اپنے حفظ و امان میں	تجھ سے خوش ہوں دونوں جہاں میں
مجھ میں بل نہیں اور نہ طاقت	کوئی نہ خوبی ہے نہ لیاقت
تو نے وجود عدم سے بخشا	تو نے بنایا میرا نقشہ
پھر ایمان عطا فرمایا	ختم رسل کا بخشا سایہ
بخشی اس کی تابع داری	کیا کروں اس کی شکر گزاری
میں تیرے فرمان کے قربان	اس تیرے احسان کے قربان
ہر دم ہے یہ تمنا جی کی	سنت پر رہوں تیرے نبی کی
گرچہ گناہ خطا اور لسیاں	رکھتا ہوں بے حد بے پایاں
دیکھ کے تجھ کو سب سے ارحم	لب پر ہے رب اغفر وارحم
صادق مومن مجھ کو بنا کر	خاص خزانے میں سے عطا کر
خالص نیت پاک ارادے	بلا تکلف سیدھے سادھے
عرض کی تجھ سے حاجت کیا ہے	دل کا بھید بھی تجھ پر کھلا ہے
ادعویٰ بھی چونکہ ہے فرمان	اور تکبر موجب حرمان
بندگی اس کی ہے متقاضی	مولا چاہئے ہر دم راضی

پس وہ مانگنا مجھ کو سکھا دے	اور طرف کا دھیان چھڑا دے
تو ہی یاد ہو تجھ کو پکاروں	تیرے ہی در پر آہیں ماروں
یوں ہی رہوں جب تک رہوں جیتا	چلوں تو جام شہادت پیتا
میں ہوں اس دم تجھے راضی	تو اے مالک مجھ سے راضی
قبر میں جب رکھ جائیں مجھ کو	میرا مونس وحشت تو ہو
آئیں جب کہ نکیر اور مکر	تجھ کو پکاروں آہٹ سن کر
شکل نبی جب سامنے آئے	سعدی تیرا فدا ہو جائے
جائیں سلا کر جیسے دلہن	غلد ہو تجھ کو میرا مدفن
حشر میں پھر ہو یوں سامان	میرا ہاتھ نبی کا دامان
کوثر کا وہ جام پلا دے	جو دل کی سب پیاس بجھا دے
بندوں میں تیرے ہو کر شامل	جنت میں ہو جاؤں داخل
میں اور سارے لواحق میرے	قرب نبی میں لگائیں ڈیرے
ہوں فردوس میں مہمان تیرے	تیری رحمت سب کو گھیرے
باقی کوئی نہ ہو اندیشہ	ہم سے تو راضی رہے ہمیشہ
جنت غلد میں پائیں بئیرا	ہوتا رہے دیدار بھی تیرا
وان کچھ خوف نہ کوئی غم ہو	تیری حمد و ثنا ہر دم ہو

۲ فرانسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی اور اس کی دعا کرنے کی کل

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ڈاکٹر ڈوئی کی کیریئر سے ناظرین اچھی طرح واقف ہیں۔ ان کا ذکر ضمیمہ میں بمقابلہ قادیانی مسیح بارہا ہوا ہے۔ روزانہ پیسہ اخبار میں ان کی تصویر اور دعا کرنے کی کل کا فوٹو مع کوائف شامل ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح بننے کے سائنس میں ابھی مرزا قادیانی ادھر رہے ہیں۔ گویا فرانسیسی مسیح کے مقابلہ میں پرائمری تعلیم پارہے ہیں۔ بہتر ہو کہ چند روز ڈاکٹر ڈوئی کو اپنا ماسٹریا لیڈر بنائیں۔ پھر دیکھیں کیسا چوکھا رنگ لگتا ہے۔ ڈاکٹر ڈوئی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اپنی دعا کرنے کی کل کے ذریعے سے فی گھنٹہ کئی ہزار آدمیوں کو آسمانی باپ کے اجلاس سے بخشش کا شوق لیت دلا سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے تو ابھی تک ایسی ایک کل بھی ایجاد نہیں کی۔ لے دے کر

صرف ایک مینار کی بنیاد ڈالی۔

اس کی تعمیر بھی ابھی تک ہوا پر ہے۔ بلکہ بدخواہوں کی بدولت اس میں روڑے اٹکے ہوئے ہیں افسوس اور نہایت افسوس۔ وہ حالات یوں ہیں جو شخص (ڈاکٹر ڈوئی) کے نئے مذہب پر ایمان لاتا ہے وہ اس سے آمدنی کا عشر ضرور لے لیتا ہے جب کوئی شخص اس کی کثیر تعداد جمعیت سے اور اس کے سرمایہ پر خیال کرے گا جو ایک معقول رقم ہے تو اس کو تعجب ہوگا کہ اس شخص کے اندر کوئی صفت ہے اور اس کے عقائد میں کیا جادو ہے جس کے اثر سے اتنے آدمی اس کے گرد لوٹ پوٹ ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے مرید ایسے خوش اعتقاد ہیں۔ کہ اپنی آمدنی کا عشر ہمیشہ اسے خندہ پیشانی سے ادا کر کے اس کے سخت قواعد کی پوری تعمیل کرتے اور اس کے جوش انگیز وعظ دل لگا کر سنتے ہیں اور اپنی تندرستی اور آسودگی اس کی دعا کی برکت سے سمجھتے ہیں۔ خواہ یہ دعائی الحقیقت ان کے واسطے کی جائے یا ان کا صرف نام دعا کی مشین میں ہی چھپ جائے۔ ایسی کارروائیوں سے ہم کو خواہ مخواہ بت پرستوں کا زمانہ یاد آ جاتا ہے۔

ڈاکٹر ڈوئی کی مشین ایک زبردست آلہ ہے۔ جب کبھی اس کا کوئی بیمار مرید صحت کا خواستگار ہوتا ہے تو وہ صرف خط میں لکھ دیتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور آپ کی دعا چاہتا ہوں جب نبی صاحب کو فرصت ہوتی ہے تو وہ ایسے خطوط کی ٹوکری پر نظر کرتا ہے اور ہر خط کو ایک منٹ کے لئے اوپر اٹھاتا ہے اور دعا پڑھتا ہے۔ پھر وہ خط کو ایک مشین میں جس میں ربڑ شامپ لگی ہوئی ہے۔ ڈال دیتا ہے اور اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے دستہ کو تھماتا ہے جس سے اس خط پر یہ الفاظ چھپ جاتے ہیں کہ تمہارے لئے تین بچے دعا مانگی گئی۔ بیمار اسی وقت سے اپنی صحت تصور کرنے لگتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر ڈوئی کے لئے ایک بد قسمتی یہ ہے کہ بعض اوقات راسخ الاعتقاد مریدوں کو بھی صحت نہیں ہوتی۔ مگر یہ ایسا چالاک اور فطرتی شخص ہے کہ اپنی ناکامی کو بھی کامیابی کے پیرایہ میں دکھاتا ہے۔

ایک دفعہ اس کی حقیقی بیٹی کوئی چیز سپرٹ کے چولہے پر گرم کر رہی تھی کچھ بھول گئی تو بے رحم والد نے تاحیدی حکم دے دیا کہ اسی سپرٹ سے اس کو جلایا جائے وہ جل کر اسی روز مرگئی اس کی نافرمانی سے مریدوں کو عبرت ہوئی۔ اس نے کہا کہ بعد سزا دہی کے میں نے اس کے تمام بزرگوں نے اس کی جان بخشی کے لئے سفارش کی لیکن قبول نہ ہوئی۔ شہر جنحون میں طبیب اور شراب خانہ اور دو خانہ کا نام تک نہیں۔ یہاں تک کہ سوڈا واٹر بھی نہیں مل سکتا۔ تاہم جعلی پیغبر کار سوخ پھیلا ہوا ہے اور شہر معمولی رفتار سے ترقی کرنا جاتا ہے۔

اس شہر میں لیس کی بڑی تجارت ہے۔ اس لئے کہ ڈوئی بڑا دراندیش تاجر ہے اور ایسا

نہی ہے کہ اپنے ذاتی فائدہ کو پہلے تاڑ لیتا ہے۔ جاننے والے کہتے ہیں کہ اس کی کامیابی فصاحت اور مضبوطی دلائل پر منحصر نہیں بلکہ اس گرم جوشی اور کشش پر ہے جو طے والے کو اس کی صورت دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے جب وہ بولتا ہے تو بعض سامعین کو اس کے الفاظ سنانی نہیں دیتے۔ وہ صرف اپنی نظر اس کے چہرے پر جمائے رہتے ہیں اور اس کی اوضاع چمکدار آنکھوں اور عالمانہ ابروؤں پر فریفتہ ہو جاتے ہیں جب وہ اپنے شاندار کلمات ختم کر کے بیٹھ جاتا ہے تو سامعین بے خودی سے ہوش میں آتے ہیں۔

مگر اس پر اعتراض کرنے کی کسی کو جرأت نہیں پڑتی یا عقل نہیں آتی۔ پچھلے دنوں وہ نیویارک میں معاً اپنے ۳۰۰۰ حواریوں کے بدین غرض آئے تھے کہ خدا کے کام کے واسطے چندہ وصول کریں۔ حواریوں نے میڈیسن کے میدان میں کھانا کھایا اور مختلف ستے بورڈنگ ہاؤسوں میں رہنے کو چلے گئے۔ لیکن خود معاً اپنی بیوی کے ایک فیشن ایبل ہوٹل میں اترے۔ آپ نے پولیس میں اطلاع لکھائی ہے کہ میری بیوی کا بروج جس کی قیمت ساڑھے چار ہزار روپے ہے گم ہو گیا ہے۔ غالباً کسی نے استقبال کے وقت اڑالیا۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء/۲۴ نومبر کے شمارہ نمبر ۴۴/۱ کے مضامین
اس میں مسلم، قادیانی مراسلت کے علاوہ یہ مضامین تھے:

.....۱	ایک پنجابی نبی۔	نامہ نگار کرزن گزٹ!
.....۲	عوام آسمانی باپ کے لے پالک کا شکار کیوں بنتے ہیں؟	ر۔ف۔ہ۔ شاہجہان پوری!

اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:

۱ ایک پنجابی نبی

نامہ نگار کرزن گزٹ!

یاد رہے کہ جس مضمون کا ذکر ہم نے بحمل طور پر کیا تھا کرزن گزٹ میں اس کا پورا ترجمہ حسب ذیل چھپا ہے۔ ”جو لوگ چشم پیمانہ رکھتے ہیں یا اس میں تماشا گاہ کی آنکھ کھول کر سیر کرتے

ہیں۔ ان کو خطہ زمین پر عجائبات نظر آتے ہیں کیا کوئی لکھ سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایک اور نبی کی ضرورت تھی۔ گورنمنٹ کی جانب خیال کیا جائے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر فرانس کی رعایا کی طرح یہاں کے بھی لوگ لاپرواہ یا بے غرض ہوتے۔ یہاں تو ذرا سی مذہبی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسے بکس میں چنگاری۔ یہ بات صرف سربراہ آوردہ یا خاص لوگوں ہی میں نہیں بلکہ عام ہے۔

سوڈانی، شمالی اور سرحدی فرقوں کی زندہ مثالیں موجود ہیں۔ ایم جیولس بولیس، فرانسس، سیاح نے یہاں والوں کی نسبت حسب ذیل رائے قائم کی ہے۔ مذہب کا پاس بالکل نہیں۔ تصوف پھیلا ہوا ہے جس کو وہ اپنے زعم باطل میں مجذوبوں کا عقیدہ کہتے ہیں۔ اکثر لوگ افسی ہیں۔ ان کے خصائل و عادات غیر معمولی بچوں کے سے دیرینہ اور رو بہ تنزل ہیں۔

پانچ لکھتا ہے کہ اس نے یہ مذمت انگریزوں کی کی ہے۔ اور ہندوستانوں کی نسبت عمدہ رائے قائم کی ہے۔ ایم بولیس نے آگے چل کر سب کو ایک لکڑی ہانکا ہے کہ یہ لوگ اس وقت ترقی کر سکتے ہیں جب کہ فشیات سے پرہیز کرنا اور بے غرضی ہم سے سیکھیں۔ منتشر الخیالی چھوڑ دیں اور اپنی طاقت کے موافق مغربی طریقہ اختیار کریں۔ ایک خطرہ ملک میں یہ پھیلا ہوا ہے کہ بے حساب مذہبی تحریکیں ہوتی رہتی ہیں۔ حالانکہ گورنمنٹ ہند نے اپنی حکمت عملیوں سے دینی حرارت یا تعصب کو بہت کچھ دبا دیا ہے۔

آپ بتائیں کہ پنجاب کے علاوہ دوسرے صوبوں میں کتنے انگریزوں کو اس بات کا علم ہے کہ پنجاب میں احمدیہ تحریک ہو رہی ہے۔ حالانکہ مذہب اسلام میں جو دو بڑی تحریک یا رخندہ اندازیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کل ہندوستان میں چار نئے گروہ پیدا ہوئے ہیں۔ ممالک متحدہ اور بنگال میں علی گڑھ والے اور برہم سماجی دو گروہ ترقی کر رہے ہیں۔ یہ دونوں فرقے آزاد منش، بے تعصب، قدرت کے قائل اور گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں جو لوگ ہندوستان کی بہبودی چاہتے ہیں۔ ان کے پرسان حال نہیں ہوتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اور کس رنگ میں ہیں۔

مدت ہوئی کہ آریہ سماج اصلاح کے لئے بمبئی میں قائم کیا گیا تھا مگر اب وہ پنجاب میں ترقی کر رہا ہے اور اپنے کمال عروج پر ہے۔ ہم اس وقت اس کے متعلق بحث کرنا نہیں چاہتے۔ فرقہ احمدیہ نے انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ یہ لوگ بالکل نئے عقائد کے پابند ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم کلی امن کے بدل خواہاں ہیں اور گائے کی طرح غریب اور حلیم الطبع ہیں مگر ان کی حرکتوں پر ایک دو مرتبہ گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑی ہے۔ ہنوز اس فرقے کی تحریک پنجاب تک محدود ہے۔

اس کے پیروؤں کی تعداد پر نظر ڈالنے کی سب سے پہلے ضرورت ہے۔ گزشتہ مردم شماری کی رو سے گیارہ سو جوان مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں۔ گویا دس ہزار کے قریب اس فرقہ کی مجموعی تعداد ہے تو آہستہ آہستہ یہ لوگ ترقی کر رہے ہیں۔ اس کا آرگن تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے ساتھ پچاس ہزار بلکہ ستر ہزار آدمی کا گروہ ہے۔ (نہیں جناب تقریباً دو لاکھ)

حال میں ۲۶ صفحہ کا ایک پمفلٹ شائع ہوا ہے جس کا نام ”مرزا غلام احمد مہدی مسیح قادیانی“ ہے اس کے مصنف لاہور کے پادری۔ ایچ۔ ڈی۔ گریسولڈ صاحب فلسفہ کے ڈاکٹر ہیں۔ اس رسالہ میں معمول سے زیادہ سخت الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے مگر جو کچھ لکھا ہے وہ بادی النظر میں صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے۔

قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہے وہاں ایک پینتیسھ سالہ آدمی رہتا ہے جس کی صورت بزرگوں کی سی ہے۔ چہرہ مسخر القلوب اور عقل تیز ہے۔ یہ مرزا غلام احمد رئیس قادیان ہیں۔ اسی وجہ سے قادیانی کہلاتے ہیں۔ فرقہ احمدیہ کے بانی اور سردار ہیں۔ ذات سے مغل ہیں۔ چار صدی گزریں ہاہر کے عہد سلطنت میں ان کے بزرگ سمرقند سے آئے تھے۔ موروثی پیشہ دو افراد ہی ہے۔

غلام احمد نے اپنے مختصر رسالوں میں یہ لاف زنی اور چٹی پٹی ادویات کے ذرائع سے وہاں کے زمانہ میں بہت کچھ کر ڈالا۔ آخر کار گورنمنٹ نے دست اندازی کر کے اس کی کارروائی کو بند کیا۔ اس کا خاندان عذر میں خیر خواہ تھا۔ چنانچہ سر لیل گریفن نے اپنی کتاب روڈ سائے پنجاب میں بھی ذکر کیا ہے۔

یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا بڑا خیر خواہ ہوں۔ مگر یہ دعویٰ بالکل تسلیم نہیں کیا جاتا۔ یہ کہتا ہے کہ میرا فتویٰ جہاد کے خلاف ہے۔ پانچ سال ہوئے سر سیکور تھریک کو ایک میموریل میں اس نے لکھا تھا کہ جہاد کے مسئلہ سے انکار کرنا ہی مجھ کو مسیح موعود اور مہدی مان لیتا ہے۔

پادری صاحب کہتے ہیں کہ اہل اسلام میں تعصب اور مذہبی جوش کا میلان نہ ہوتا تو یہ مذہب بہت ہی اچھے عقیدہ کا ہوتا جیسا کہ مجھ کو بہت سے معزز و محترم اصحاب کی ملاقات سے معلوم ہوا۔ سبحان اللہ اس مقدس مذہب کی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ پادری صاحب کے قلم سے بے ساختہ اس کی تعریف نکل رہی ہے۔

بدنام کتہہ نیکو نامے چند، ان کو دیکھ کر مذہب اسلام کے حلقہ رائے قائم کر لیتا سخت

غلطی ہے۔) مرزا قادیانی کی تعلیم تعصب کی جہالت کے ہاند کھول رہی ہے اور اس کوشش میں ہے کہ مذہبی جوش جڑ بنیاد سے جاتا رہے۔

کسی تیز طرار مسلمان کا نام احمد ہونا اس کے لئے قیامت ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں آنے والے احمد کی پیشینگوئی درج ہے۔ لکھا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا کہ اے نبی اسرائیل لاریب میں خدا کا رسول ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ خدا کے ان احکام کو مضبوط کروں جو مجھ سے پہلے آچکے ہیں۔ اور اس رسول کا اعلان دوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام احمد ہوگا۔ اس آیت کا اسلامی تاریخ پر کچھ اثر نہیں پڑا۔ بڑا جاہ کن۔ سوڈانی مہدی بھی احمد نامی تھا۔ ہندوستان میں بھی چار احمد مذہبی سردار ہو چکے ہیں۔ ۱..... شیخ احمد سرہندی، ۲..... سید احمد غازی بریلوی جو امام مہدی تھا اور جس نے ۲۷-۸۲۶ھ میں سکھوں کے خلاف جہاد کیا تھا، ۳..... سید احمد خان، ۴..... قادیانی رسول۔ (مگر یہ تو غلام احمد بیگ ہے نہ کہ مرزا احمد تاہم نہ صرف احمد سے بلکہ تمام انبیاء سے اپنے کو برتر سمجھتا ہے)

غلام احمد کے خاندان میں تعصب تو نہیں مگر لالچ ضرور ہے۔ اس کا چچا زاد بھائی امام الدین پنجاب کے مہتروں (حلال خوروں) کا گرد بن بیٹھا۔ اس طرح ایک بھائی دوسرے کے خلاف چلتا ہے۔

اسی موضع قادیان میں مہتروں کا سالانہ ہجوم یا میلہ ہوتا ہے۔ غلام احمد وہاں کا کارکن ہے۔ اس کے اصول چار ہیں۔ تعلیم میٹرلس، مناظرے، مباحثوں کے مطالبے، قادیان میں اس کا ایک کتب خانہ اور ایک مطبع ہے۔ اردو میں الحکم شائع کرتا ہے اور انگریزی میں ریویو آف ریجنس یعنی مذاہب کی تحقیق اس کے بیان کے موافق اس نے گزشتہ بائیس سال میں تخریفات پچاس کتابیں عربی و فارسی، اردو تصنیف کی ہیں۔ جو علاوہ ہندوستان کے ایران، عربستان، کابل، سیریا اور مصر میں بھی شائع کی گئی ہیں۔ اس نے دنیا بھر کے مصنفوں کو ایک کھلی چٹھی میں مخاطب کر کے لکھا ہے کہ میں آپ کو نئی بات بتاتا ہوں کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کشمیر میں مرے تھے اور ان کا مقبرہ آج تک وہاں موجود ہے۔

ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں تصویر کے رنگ و روغن ہیں۔ جماعت خوجہ جا بجا پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں نہ کوئی مذہبی پابندی ہے۔ نہ تعصب اور ڈر کے مارے حج کرنے کو بھی نہیں جاتے کہ کہیں ستیوں کے ہاتھوں جان سے نہ جاتے رہیں۔ دو عجیب مخلوط گروہوں کے پیروؤں کا نام خوجہ رکھا گیا ہے۔ ایک دشن (ہندو) دوسرے علی ہر ہائسن، آغا جان جی۔ سی۔ ایس۔ آئی

ہمارے شاہی خاندان کے جوان دوست کا یہ گروہ معتقد ہے۔ قانون کی رو سے یہ حضرت علیؑ کی اولاد میں سے ہیں اور جیسا کہ ایک مقدمہ میں ثابت ہوا ہے۔

سیریا کے ایک ضعیف پہاڑی کی نسل سے ہیں جس کے نام سے مجاہدین وغیرہ کا نپتے تھے اور جو قزاقوں کا سردار مشہور تھا بغیر کسی ایسی حیثیت کے جیسی آغا جان کی ہے اور بغیر کسی تاریخی واقعہ کے غلام احمد بھی ان کی طرح مشہور ہونا چاہتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مسیح اور مہدی ہونے کا فوراً دعویٰ کر بیٹھا ہے اور ثبوت میں کہتا ہے کہ عیسیٰ صلیب پر نہیں مرے بلکہ فی الحقیقت ہندوستان میں آ کے دس بیس سال کی عمر میں بمقام کشمیر فوت ہوئے۔ ان کا مقبرہ سڑک خان یار کے قریب سری نگر میں موجود ہے۔

مرزا قادیانی اپنی شان میں لکھتا ہے کہ میں ایک سچی بات کے انخفا کا گنہگار ٹھہروں گا۔ اگر میں اس بات کا اظہار نہ کروں کہ نبوت ہاری تعالیٰ نے مجھ کو بخشی ہے وہ تقدس، طاقت اور راسخی میں اس رسالت سے کہیں زیادہ ہے جو مسیح کی مہمل پیشینگوئیوں پر مبنی تھی۔ میں خدائے برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جن الفاظ کا میری شان میں الہام ہوا ہے وہ ان الفاظ سے بہت زیادہ وزنی اور مقدس ہیں جو مسیح کے متعلق انجیل میں مندرج ہیں۔

باد جودان بیہودہ خیالات کے غلام احمد میں ذرا بھی تعصب نہیں۔ خوش عقیدہ اہل اسلام نے اس کو اپنی برادری سے خارج کر دیا ہے اور یہ لقب دیئے ہیں۔ کافر، دجال، لحد، مرتد، کذاب، ہگر اس کو ذرا بھی پردا نہیں کہ۔

کہتی ہے مجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

بلکہ مسلمانوں کے سردار ہام پرستی کی تہمت دھرتا ہے لکھتا ہے کہ تم بیروں کے ہاتھ بک گئے ہو، قبریں پوجتے ہو، جہاد کا عقیدہ رکھتے ہو اور جاہل ملاءوں کے ساتھ ہر جگہ جانے کو رضامند ہو۔ غلام احمد ایشیائی تعلیم سے ناواقف نہیں معلوم ہوتا۔ یہ پہلا تو ہے جس نے عبرانی تعلیم کے قالب میں روح چھوکنے کی کوشش کی ہے۔ اس وقت ہم کو اس سے حجت نہیں وہ جس طرح چاہے مسلمانوں اور عیسائیوں سے جھگڑے مول لیتا پھرے مگر ڈاکٹر ڈوئی کے واقعہ کو خیال کریں تو وہ اپنے طریق کا سچا نمونہ ہے۔ سینکڑوں پیشینگوئیاں اس کی سچ ثابت ہو چکی ہیں۔ اور ہزاروں غلط نکلیں۔ پہلے اکثر اس کی پیشینگوئی اس قسم کی ہوا کرتی تھیں کہ کسی خاص تاریخ سے پہلے فلاں شخص مر جائے گا۔ یا اس کو کوئی سخت صدمہ پہنچے گا۔ آخر کار اسٹنٹ کمشنر نے اس کو مجبور کیا کہ وہ آئندہ ایسا نہ کیا کرے۔

پھر بھی اس نے اس قسم کی ایک سواکیس ۱۲۱ پیشینگوئیاں کیں۔ اس کی شہرت اس پیشینگوئی سے زیادہ ہوگئی۔ جس سے اس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ پنڈت لکھ رام اس کا مخالف مر جائے گا اور اس کے بعد وہ قتل ہوگیا۔ ۱۸۹۳ء میں امرتسر کے عیسائیوں کے مباحثہ میں اس کو چنداں کامیابی نہ ہوئی۔ ضعیف مسٹر آتھم اس کی تاریخ مقررہ سے کچھ دن بعد مرا بہت سی پیشینگوئیاں اس کی تولد فرزند کی بابت تھیں مگر لڑکیاں ہوئیں اور اس کی پیشینگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ فرقہ احمدیہ کا موجودہ سردار بہہ صفت موصوف ہے لیکن اس کی آئندہ ترقی اس بات پر منحصر ہے کہ اس کو آئندہ کیسا افسر مانتا ہے اور غلام احمد کا جانشین قانون کے بچے سے بچنے کی قابلیت رکھتا ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر ریوورلڈ آخر میں یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ پنجابی نبی فریسی نہیں ہے اور نہ فاتر اعلیٰ ہے مگر خود فریب ہے ایک افغانی بکس والے نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت کیا خوب کہا ہے کہ امیر کا بل یہاں کے حاکم ہوتے تو بہت جلد مرزا قادیانی بن سرے ہو جاتے۔ انگریزی راج میں جو جس کے دل میں آئے کرے۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پی رہا ہے۔“

۲ عوام آسمانی باپ کے لے پالک کا شکار کیوں بنتے ہیں؟

ر۔ف۔۔ شاہجہان پوری!

عوام جب دیکھتے ہیں کہ کسی ذی علم عاقل نعیم نے آسمانی باپ کے لے پالک کی حلقہ بگوشی اختیار کر لی ہے تو وہ متعجب ہو جاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اکثر لوگ ایک شخص کی ظاہری وجاہت علمی قابلیت وغیرہ دیکھ کر خود بھی قصر گرائی و ضلالت میں جا رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ لیا ہے۔ چنانچہ شہر کے اکثر عوام مولوی حافظ سید علی میاں خان صاحب کی شرافت خاندانی ذی علمی وغیرہ کا دھوکا کھا کر آسمانی باپ کے لے پالک کی غلامی میں داخل ہو گئے۔ ہم مانتے ہیں کہ حافظ صاحب موصوف ذی علم ہیں وجہ یہ ہیں مگر ساتھ ہی کم کردہ صراط مستقیم ہیں۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی کی ظاہری وجاہت شرافت ذی علمی وغیرہ سے یہ کیوں سمجھ لیا جائے کہ شیطان اس کو نہیں بہکا سکتا اور جو راہ اس نے اختیار کی ہے وہی راہ راست ہے۔ بڑے بڑے ذی علم شیطان کے دام میں آگئے اور مخلوق خدا کی گمراہی وہی کا بھی باعث ہوئے علم کی پوچھنے تو کیا آسمانی باپ کالے پالک جا مل ہے۔ ہرگز نہیں پھر وہ کیوں گمراہ ہوا اور کیوں اس نے مخلوق خدا کو گمراہ کر رکھا ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ کسی کو پڑھا لکھا قابل دیکھ کر یہ سمجھ لینا کہ جو کچھ یہ کہہ رہا ہے صحیح ہے اور جو راہ اس نے اختیار کی ہے۔ راہ راست ہے۔ بالکل خام خیالی ہے۔ جن

لوگوں نے مذہبی معاملات میں اپنی عقل اور سمجھ کو رہنما بنا لیا ہے اور باوجود کم علمی یا بے علمی کے علماء سے سروکار نہیں رکھتے جو جی چاہتا ہے کرتے ہیں وہ کبھی صراطِ مستقیم پر قائم نہیں رہ سکتے۔ معمولی لکھے پڑھے کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی غیر مذہب کے عالم و فاضل اور خوش بیان و خوش تقریر سے باتیں کرے۔ یہ علماء کا کام ہے جو شخص حافظہ سید علی میاں خان سے گفتگو کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ ان کو چاہئے کہ اپنے علماء مستند سے مرزائی عقائد کے متعلق پوچھیں۔ علماء معتدین میں سے اگر تسکین نہ ہو تو دوسرے سے، لیکن جان بوجھ کر کسی ذی علم و قابل گمراہ سے بات چیت کرنی خطرناک ہے۔

آئندہ سے عموماً کل اہل اسلام اور خصوصاً مسلمانانِ شہر شاہجہان پور کو جو کچھ پوچھنا ہو مولانا مولوی ابوبکری محمد صاحب مدظلہ و مولانا مولوی محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ و ایڈیٹر البرہان و مولانا مولوی سید محمد میر اعظم شاہ صاحب، مولانا مولوی محمد ریاست علی خان صاحب وغیرہ میں سے جس سے چاہیں مرزا اور اس کے عقائد کے متعلق دریافت کر لیں۔ اور بس یہاں ایک بات اور کہہ دینے کے قابل ہے۔ سید علی میاں خان (مرزائی) سے تو سمجھدار مسلمان خود ہی علیحدہ رہتے ہیں۔ لیکن ان چھپے رستم سے بہت ہی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ جنہوں نے خدا کا خوف اور مخلوق کی شرم دل سے دور کر دی ہے۔

بظاہر تو یہ کیفیت کہ گویا کموں میں تیل ہی نہیں۔ مسلمانوں کے پیچھے نماز بھی پڑھی جاتی ہے ملنا جلنا خلا بلا بھی ہے۔ لیکن باطن میں بظاہر خوشنما مگر، کانٹے کا منتر نہیں۔ ہر وقت یہی لگ کر کہ کب موقع ملے اور کب چت کروں۔ مسلمانوں کو ایسے فیض سے بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ ہم مسلمانانِ شاہجہان پور سے عموماً اور مولانا مولوی سید محمد نیاز احمد میاں خان صاحب اور مولانا مولوی محمد فخر الدین خان صاحب سے خصوصاً مستعدی ہیں کہ اس فیض کے مکر و فریب سے مخلوق خدا کو بچائیں اور اچھی طرح مطلع کریں کہ یہ دین میں فتنہ گر ہے۔ ہم نے اس مرتبہ بہت خیال کیا ہے۔

اگر آئندہ توبہ نہ کی یا کھلے طور پر اپنے مرتد ہونے کا اقرار نہ کیا تو ہم سارا جمید اور اخبار کی ساری حالت اور یہ امر کہ وہ جیسے جاری ہوا، کیوں جاری ہوا، اور کن کن لوگوں کے ہاتھوں میں ہے؟ سب قوم کے سامنے رکھ دیں گے۔ دیکھو اب بھی باز آؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔

اسلام کے شیدائیوں سے پیار ہے۔ مذہب کے عاشق و ہشیار ہو جاؤ اور ان مرتدوں کو اچھی طرح پہچان لو یہ تمہاری تاک میں ہیں۔ کبھی ان سے خلا ملنا نہ رکھو جو کچھ پوچھنا ہو اپنے علماء سے پوچھو تم ان سے کچھ سروکار نہ رکھو۔ اگر خدا نخواستہ تم ایسا نہ کرو گے اور باوجود کم علمی کے کسی

مخالف ذی علم و مقرر سے گفتگو کرو گے تو بہت نقصان اٹھاؤ گے اور پھر کسی کے بھائی، کسی کے لخت جگر اور کسی کے عزیز اپنے مذہب سے ہاتھ اٹھا کر آسمان کے لے پالک کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو جائیں گے۔ (خداوند وہ دن نڈلائے)

اب میں ایک ضروری بات کہہ کر اس مختصر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ ضمیمہ ششم ہند مرزائی طاعون کے واسطے تریاق ہے۔ مسلمانو اگر تم کو اپنے مذہب سے محبت ہے اگر تم اسلام کے شیدائی ہو، اگر تمہیں مرزائی مذہب کی اشاعت ناپسند ہے تو پوچھو اور خوشی کے ساتھ ششم ہند خریدو جہاں تک ممکن ہو سکے اس کی ترقی اشاعت میں کوشش کرو۔ پھر دیکھو کہ مرزائی مذہب کی اشاعت کس طرح بند ہوتی ہے اگر تم بدل و جان ساسی ہو گئے تو انشاء اللہ بہت جلد کامیابی ہوگی۔

ر۔ ف۔ ہ۔ شاہجہان پوری

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء یکم دسمبر کے شمارہ نمبر ۲۵ء کے مضامین

.....	مرزا قادیانی عدالت میں۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
	اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:	

۱ مرزا قادیانی عدالت میں

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۲، ۱۳، ۱۶ اور ۱۹ نومبر ۱۹۰۳ء کو مرزا قادیانی کا مقدمہ ہوا۔ پہلے روز مستغیث مولوی کرم الدین صاحب جھلمی نے اپنا تمہ بیان دیا کہ میری نسبت مرزانے کذاب اور لٹیم اور بہتان عظیم کے الفاظ لکھے ہیں۔ یہ الفاظ نہایت حقارت آمیز ہیں جن سے میری سخت حقارت ہوئی۔ یہ دعویٰ کتاب مواہب الرحمن پر ہے جو مرزا قادیانی کی معصنہ ہے اور حکیم فضل الدین پر بحیثیت مالک یا مہتمم مطبع قادیان کے۔ پیادے کے آواز دینے پر کہ مرزا غلام احمد حاضر ہے۔ سامعین کی آنکھیں لگ گئیں کہ وہ آتے ہیں یہ آتے ہیں۔

انگلیاں سرو اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

مرزا قادیانی تو حاضر عدالت ہو گئے مگر حکیم فضل دین سخت بیمار تھا اس کی بابت حذر کیا

گیا اور حاضری سے معافی کی درخواست کی گئی مگر عدالت نے منظور نہ کی۔ بلکہ کہا کہ وہ عدالت کے روبرو اپنے وکیل کو سیاہ سفید کا اختیار دے۔ چنانچہ بڑھے میاں کو ایک مصنوعی ڈولی پر بٹھا کر شہر گورداسپور سے حاضر عدالت کیا گیا۔ اس بے چارے کی یہ حالت تھی کہ دستخط بھی نہ کر سکا۔ آخر انگوٹھا لگا کر اپنے سیاہ و سفید کا محتار وکیل کو کر گیا۔ ایسی حالت میں بڑھے کی یہ کیفیت کہ۔

اگر ماند شبے ماند شب دیگر نے ماند
کچھری میں مارا مارا کھینچا پھرے۔ مگر کیا کریں پیر و مرشد کی تابعداری۔

اس کشمکش سے دام کی کیا کام تھا مجھے

اے الفت چمن تیرا خانہ خراب ہو

مستغیث کی طرف سے چار گواہ گزرے۔ پہلا گواہ مستغیث نے بابو محمد علی ایم اے مرزا کے ایڈیٹر کو گزارا جس کی شہادت اس امر کی تھی کہ یہ کتاب مرزا قادیانی کی تصنیف ہے یا نہیں؟ جس کا جواب بابو صاحب نے یہ دیا کہ میرے خیال میں یہ کتاب مرزا قادیانی کی ہے (کیا ہی بچاؤ کی بات ہے) یہ بھی پوچھا گیا کہ ضلع جہلم میں جو مستغیث کا وطن ہے یہ کتاب مرزا قادیانی نے شائع کی یا نہیں؟ بابو صاحب نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ (کیوں بابو جی آیت قرآنی "لا تکتصموا الشہادۃ" (گواہی مت چھپاؤ) کے یہی معنی ہیں؟ صحیح موعود کی تعلیم کا یہی اثر ہے؟) دوسرے گواہ ملک تاج الدین صاحب اہمد ضلع جہلم گزرے جن کی شہادت کا مطلب یہ تھا کہ مستغیث صاحب ثروت و حیثیت رکھیں ہے۔ تیسرے گواہ مولوی فاضل ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری گزرے جن کی گواہی پر مرزا اور مرزائی جماعت کو خاص نظر تھی۔ آپ نے مستغیث کی حیثیت عالمانہ کی گواہی دینے کے علاوہ الفاظ استفادہ کی تشریح کی۔ خاص کر التیم کے معنی کو واضح کر کے بتلایا کہ اس کے معنی ایک اخلاقی کمینہ کے ہیں جو تمام برائیوں کو شامل ہے پھر عربی کا یہ شعر سنایا۔

ولقد مردت علی اللیم یسینی

فمضیت لثمہ قلت لایعیننی

نیز مرزا قادیانی کی (اسی کتاب کے ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۲۲۳) پر دکھایا کہ یہی لفظ انہوں نے خود فرعون کی نسبت لکھا ہے جو مسلمانوں کے علاوہ تمام دنیا میں ذلیل و خوار ہے۔ ان کے بعد مولوی اللہ و تہ صاحب ساکن ضلع گورداسپور اور مولوی عبدالسبحان صاحب ساکن مسانیاں ضلع گورداسپور کی شہادت ہوئی۔ اور مرزا کے وکیل کو کہا گیا کہ جرح کرو۔ اس نے جواب دیا کہ

آج میں تیار نہیں کل جرح کروں گا۔ چنانچہ ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷ تاریخوں میں مستغیث پر جرح ہو کر ۱۵ دسمبر مقرر ہوئی۔

ایک لطیفہ یہ ہوا کہ مرزا کے وکیل نے اخبار کرزن گزٹ دہلی پیش کیا اور کہا کہ مولوی لوگوں کی یہ عزت و حیثیت نہیں ہوتی۔ دیکھئے یہ ایک نامی اخبار ہے جس میں مولویوں کی نسبت کیسے حقارت آمیز الفاظ لکھے ہیں۔ اس کے جواب میں مستغیث نے کہا کہ یہ بھی مرزا ہے اور وہ (ایڈیٹر کرزن گزٹ) بھی مرزا ہے اس لئے دونوں علماء کو برا کہتے ہیں۔ ان دونوں کے سوا اور کوئی علماء کو برا نہیں کہتا۔ علاوہ اس کے اگر سب مولوی اس میں شامل ہیں تو مولوی نور الدین، مولوی حسن امر وی، مولوی عبدالکریم بلکہ خود مرزا قادیانی بھی تو مولوی ہیں۔ تو کیا یہ بھی برے اور بے حیثیت ہیں؟ مگر ہمارے خیال میں کرزن گزٹ جن مولویوں کی مذمت کرتا رہا ہے وہ صرف قادیانی اور اس کی جماعت کے مولوی ہیں۔

اس لئے ایڈیٹر کرزن گزٹ ہمیشہ لکھتا رہا ہے کہ ہماری مراد وہ مولوی ہے جو دین بدنیاء فروش ہیں نہ کہ متقی، صالح اور پرہیزگار جو حقیقی دار ثمان انبیاء کہلانے کے حق دار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی پارٹی نے جب ان قرائن و اشارات کو نہ سمجھا تو آخر ایڈیٹر کرزن گزٹ نے ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کے پرچے میں مرزا قادیانی کو کھلے لفظوں میں مباحثے کا چیلنج دیا اور لکھا کہ لاہور میں آ کر مجھ سے مباحثہ کر لو۔ میں دو ہفتہ تک اس نوٹس کا انتظار کروں گا۔

تعب ہے کہ ایسی صریح اور صاف قرائن کے ہوتے بھی کرزن گزٹ کی تحریروں کو دیگر علماء کی طرف نسبت کر رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ ۱۶ نومبر کو جبکہ مقدمہ پیش تھا۔ مرزا قادیانی بھی بیمار ہو گئے تو وکیل نے عذر کیا کہ مرزا قادیانی کو عدالت کے کمرے سے باہر ٹھہرنے کی اجازت ہو جس پر حکم ہوا کہ باہر کچھری کے حلقے میں حاضر رہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی لحاف لے کر پڑے رہے۔ ہماری بھی دعا ہے کہ خدا مرزا قادیانی کو اختتام مقدمہ تک تو کم از کم بخیریت رکھے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۸ دسمبر کے شمارہ نمبر ۳۶ء کے مضامین

.....۱	دروغ گورا حافظہ نباشد۔	ابوالمنظور محمد عبدالحق!
.....۲	تقلید و انقض۔	ابوالمنظور محمد عبدالحق!

.....۳	غلط الہام۔	- مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	مرزا قادیانی کی نبوت پر خود مزائیں میں مباحثہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزا قادیانی کی غلط کاری۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ دروغ گور حافظہ نباشد

یہ ابوالمنظور محمد عبدالحق!

مرزائی اخبار الہدٰی کی پیشانی پر یہ شعر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

ای جہاں منظر خوش باش کا مددستان

آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

جس کے معنی یہ ہوتے کہ آپ آخری زمانہ کے آخری مسیح و مہدی ہیں۔ مگر بخلاف اس

کے مرزا قادیانی تحریر کر چکے ہیں کہ: "ممکن ہے کہ میرے بعد بہت سے مہدی آئیں۔" اس سے

ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی وجدانی طور پر اپنے آپ کو مہدی موعود مسیح منظر نہیں جانتے۔ چنانچہ

ہمارے سامنے نور الدین بھیروی نے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا تھا کہ ہم نے محض نصاریٰ کے مقابلہ

کے واسطے مرزا قادیانی کو مسیح بنا لیا ہے مگر درحقیقت یہ مسیح منظر نہیں ہیں۔ لیکن نادان مریدوں نے

جو ہانس پرچہ حایا تو مرزا قادیانی کو بھی بخیاں مفاوود نیادی ان کی تقلید کرنی پڑی اور اپنے اقوال کے

خلاف مہدی مسیح تو کیا مسئلہ تنازع کا پہلو لے کر اپنے کو نقل کفر کفر نباشد خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا اوتار بنا دیا۔ یہ تو کوئی بات تھی کہ اپنے کو مہدی مسیح بنا لیا تھا۔

کیونکہ جیسا ادھار کا یہ زمانہ تھا اس کے موافق حکم جیسے منہ دیے تھپڑ دیا ہی مسیح

الہ جاہل، مہدی الی التار شیطانی دلوں کی اتباع کے واسطے مجبوت ہوا، مرزا و حواریں تحریر کے

وقت ہائل آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اپنی تحریرات سابقہ کو مد نظر نہیں رکھتے۔ دروغ گور حافظہ

نباشد کسی پچھلے پرچہ میں متعلق پیشگی کوئی عبداللہ آقہم اپنی جانب کی طرف سے دس روپیہ انعام کا

وعدہ دیا گیا تھا۔ مگر حق کے سامنے سے ہائل کس طرح ٹھہر سکتا ہے۔ مرزا کی ہر ایک تحریر ہاہم

مخالف ہوا کرتی ہے۔

خان صاحب محمد علی خان خلف غلام محمد خان صاحب آنجنابی

اور خطاب نواب صاحب بہادر

الہدرا ۳۱ جولائی میں کسی جگہ بذیل ذکر خان صاحب مذکور لکھا ہے (الحمد للہ کہ نواب

صاحب بہادر دام اقبالہ) اس جگہ یہ بات دریافت طلب ہے کہ آیا خان صاحب مذکور کو نواب صاحب بہادر گورنمنٹ کی جانب سے یاریاست کوٹلہ مالیز کے کاغذات سرکاری میں جہاں کے آپ رئیس ہیں لکھا جاتا ہے یا نہیں۔ اور آپ اس خطاب کے واقعی مستحق ہیں یا نہیں اگر ہیں تو البدر کوئی نظیر پیش کرے اگر نہیں ہیں تو کیوں ایسا لکھا گیا؟ شاید یہ امر پبلک پر ظاہر کرنے کے لئے کہ مرزا قادیانی کے مریدوں میں بعض نواب بھی ہیں جو بمنزلہ شاہوں کے ہیں۔

چلو بادشاہوں کے حاضر آستانہ مرزا قادیانی ہونے کے پیشینگوئی پوری ہوگئی نہیں جیسے مرزا قادیانی مہدی و مسیح خیالی و جعلی ہیں ایسے ہی غالباً یہ مطلب خان صاحب کے لئے مقرر کیا گیا۔ امید ہے کہ صاحب البدر اس کے متعلق ضرور کچھ نہ کچھ خامہ فرسائی فرمائیں گے۔

۲ تقلید و روافض

ابوالمنظور محمد عبدالحق!

البدر مطبوعہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۳ء میں متعلقہ تفسیر قرآن مرزا قادیانی کو ایسا ہی امام لکھا ہے جیسا کہ موسیٰ و عیسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام و خاتم المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ روافض کی شاگردی کی برکات سے امام کو یعنی نبی مانتے ہیں گویا ختم نبوت سے منکر ہیں۔ اسی واسطے مکاشفہ میں آنحضرت ﷺ نے شاہ ولی اللہ کو روافض کے مذہب کے بطلان کا ارشاد فرمایا تھا مگر اتنا فرق رہے کہ روافض نے فقط لفظ امام تراشا تھا مگر مرزا قادیانی نے بالشریح واضح کر دیا۔

گر پدکار خود تمام نہ کرد

پسرا در اتمام خواہد کرد

۳ غلط الہام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی کا ایک مطول خط الحکم ۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں بجواب خط مولوی اصغر علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور شائع ہوا ہے جس میں مرزا قادیانی کو اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کی کتاب حملہ البشریٰ کے بعض مقامات میں صرغی نحوی یا عروسی غلطی ہے اور نیز بعض مضامین یا فقرات یا اشعار چھائے گئے ہیں۔ مرزا قادیانی اپنی ضعف بہری بیماری کثرت اسہال وغیرہ مجبوری کے وجوہ بیان کر کے لکھتے ہیں کہ ان حالات میں ایسی اور اس قدر تصنیف کر لینا غنیمت ہے۔ وہ لکھتے ہیں اس طور کی تحریروں میں کوئی صرغی نحوی غلطی رہ جائے تو بعید کیا ہے مجھے کب یہ دعویٰ ہے کہ یہ غیر ممکن ہے۔

ان کم فرصیتوں اور اس قدر جلدی میں جو کچھ قلم سے گزر جاتا ہے میں اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر غلطی ہے تو میرے نفس کی وجہ سے غرض مرزا قادیانی نے مان لیا ہے کہ ان کی تحریریں غلطیوں سے پاک نہیں ہوتی۔ اس پر بھی انہیں الہامی تحریریں کہتے ہیں۔ ایڈیٹر..... جب الہام غلط ہوا تو نبوت اور اس کا دعویٰ بھی غلط ہو گیا۔ مرزا قادیانی کو چکھوتیاں، یہ اقرار کیوں کرنے دیں گے اور چیلے اپنے گرو سے اب بھی منحرف نہ ہوں گے اور اسے نبی ہی مانیں گے۔

۴ مرزا قادیانی کی نبوت پر خود مرزائیوں میں مباحثہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

پہلا! کیا آپ کو باوصف احمدی ہو جانے کے حضرت اقدس علیہ السلام کی نبوت میں کچھ شک ہے۔ دوسرا! ہاں میں حضرت اقدس کو اپنا پیشوا اور بزرگ سمجھتا ہوں مگر ان کو بھی سمجھنا ایک مشکل اور نازک مرحلہ ہے۔ پہلا! اس اشکال اور نازک مرحلہ کا اتا پتا کھولے۔ دوسرا! اتا پتا کیا معنی ہے۔ پہلے ہی پال کی کھال اور ہندی کی چندی نکل چکی ہے۔ مگر اندھوں کو کیا سوچھے اور مادر زاد گولے بہرے کپائیں۔ پہلا! آپ سوا نکھے اور دانا بیٹا ہیں تو کیوں نہیں بتاتے سکھاتے سمجھاتے۔ بصر اور سچ اور قوت ناطقہ کس دن کے لئے رکھ چھوڑی ہیں ہے۔ دوسرا! نبوت ختم ہو چکی اگر خدا نے آپ کو آنکھیں دی ہیں اور آپ لکھے پڑھے ہیں تو قرآن میں آیہ ”ماکان محمد ابا احمد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ اور حدیث ”لا نبی بعدی“ ملاحظہ فرمائیے۔ پہلا! ہم لوگ زیادہ تر عقل پرورد ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں حدیثیں موضوع ہوئی ہیں اور جب حدیثیں موضوع ہو گئی ہیں تو ازر دئے عقل و قیاس و مشاہدہ ممکن ہے کہ قرآن میں بھی آیات کا الحاق ہو گیا ہو آیہ ختم نبوت کچھ گڈمڈ اور بے جوڑی معلوم ہوتی ہے۔ پہلا! ایوہ کی لٹنی کو ختم رسالت سے کیا تعلق ہے۔ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ مارے گھٹنا پھوٹے بے پتلی کی آنکھ۔

یہ تو قرین قیاس ہے کہ آنحضرت ﷺ کسی کے باپ نہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ رسول ہیں مگر اس آیہ میں خاتم النبیین کا پوایاروں نے لگایا ہے۔ اتنا کٹرا ضرور الحاق کیا گیا ہے کیونکہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ قیامت تک پیغمبر عرب جیسا کوئی نبی پیدا نہ ہو۔ اور تمقاء کے نزدیک اس کی نظیر پیدا کرنے سے خدا بھی عاجز ہو جائے جو خود فرماتا ہے کہ ”وان من ہنسی الا عندنا خزائنه“ یعنی ہمارے پاس ہر شے کے خزانے موجود ہیں۔ پیغمبر عرب بھی ”ہنسی من

الاشیاء“ ہیں پھر خدا کو کیا ضرورت تھی کہ پیغمبر عرب کے پیدا کرنے کے بعد اپنا خزانہ خالی کر کے تادار اور نہ ہتاد م تقدیرہ جاتا بلکہ اپنے کو غشی کھلے کا دیوالا کمال بنوشتا۔ کیونکہ خدا کے پاس جب رسالت ہی نہ رہی تو رہا کیا؟۔

نکا ناچے اجاڑ میں ہے کوئی کپڑے لے

ایسے مفلس اور تادار خدا سے تو ہمارے ملک کے پڑچوٹے بہت اچھے ہیں۔ اور بفرض محال لفظ خاتم النبیین الحاقی نہ سہی۔ الہام اور وحی سہی مگر اس سے قیامت تک ختم نبوت کیونکر لازم آئی۔ النبیین میں الف لام جہد وحی کا ہے یعنی پیغمبر عرب ان انبیاء کا خاتم ہے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں نہ کہ قیامت تک آنے والے انبیاء کا۔ کیا وجہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی نبی کو خاتم نہ بنائے۔ نہ کتب مقدسہ تورہ، انجیل، زبور میں ایسا نادر شاہی حکم صادر کرے۔ جیسا قرآن میں صادر کیا۔ کیا دوسرے اولوالعزم انبیاء اس کے پیچھے ہوئے نہ تھے یا ان پر جو کتابیں اتریں وہ الہامی نہ تھیں۔ انہیں کیا کھٹا تھا اور پیغمبر عرب میں کیا یہ بیٹھا۔ نبی می سب ایک ایک قسم کی روٹی کیا پتلی کیا موٹی۔ تم کیجے ہو کہ قرآن میں ناقص اور اختلاف نہیں اور خود قرآن عدم اختلاف کا مدعی ہے "لنوکان من عند غیر اللہ لوجعلوا لہ اعتلافا کثیرا" لیکن خاتم النبیین کے معنی اگر یہی ہیں جو تم سمجھے بیٹھے ہو تو آپ "لا یسرق من احد من ولسہ" خاتم النبیین کی صریح تعین ہے کیونکہ جب تم نے پیغمبر عرب کو تمام گزشتہ اور آئندہ انبیاء کا خاتم مان لیا تو انبیاء میں تفریق کر دی یعنی یہ نعمت غیر مقررہ اور مہربان لافانی صرف پیغمبر عرب کو ملی اور دوسرے انبیاء اس سے محروم رہے۔ ایسا عقیدہ وہی غرض رکھ سکتا ہے جس کے سر میں گدھے کا بٹھا ہو۔ ہاتھ یہ ہے کہ نہ صرف ہر نبی اپنے سے پہلے انبیاء کا بلکہ ہر انسان اپنے سے پہلے انسانوں کا خاتم ہے۔ یعنی جو صفات اور خصوصیات اس میں موجود ہیں وہ دوسروں میں نہ تھے۔ پس ہر شخص فی نفسہ خاتم ہے پیغمبر عرب کی کچھ تخصیص نہیں۔

دوم..... خاتم کے معنی مہر کے بھی ہیں اور مہر ہر کاغذ کے ختم پر لگائی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جس قدر انبیاء پیغمبر عرب سے پہلے گزرے۔ آپ سب کے اخیر اور سب کے بعد آئے اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی اور نبی نہ آئے گا۔ ایسا عقیدہ بالکل کفر ہے اور خدا کی صفت خلائی کو مٹاتا ہے۔ اس سے توبہ کیجئے۔ دوسرا! آپ کی اس طویل داستان اور طہرانہ بیان سے جو صورت دروسر ہے۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ دراصل خاتم النبیین کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ جو آنحضرت ﷺ کے معرض مدح میں ہے۔ خاتم النبیین کے معنی سب سے آخر کے نہیں ہیں اور نہ یہ اس معنی میں آپ کی مدح ہو سکتی ہے۔ قابل مدح تو اولیت ہے نہ کہ اخرویت۔ ورنہ

لازم آئے کہ اول البشر آدم علیہ السلام کو تمام انبیاء پر فضیلت ہو۔

بلکہ خاتم النبیین کے معنی متم وکمل رسالت کے ہیں جیسا کہ بیضاوی کے تحت آیہ "ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شیء علیما" لکھا ہے اے من یسلیق ان یمتھم بہ النبوة یعنی خدائے تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ ختم نبوت کی لیاقت و صلاحیت کون رکھتا ہے۔ یہ صلاحیت بجز آنحضرت ﷺ کے دوسرے انبیاء میں نہ تھی اور آپ نے حدیث میں اس آیت کی گویا خود تفسیر فرمادی "انا بمعصت لا تمم مکاروم الاحلاق" یعنی میں صرف اسی لئے مبعوث ہوا ہوں کہ انسانی اخلاق کو کامل کروں اور یہ جو آپ نے کہا کہ قرآن میں الحاق ہو گیا ہے تو مذاہب اسلام میں سے اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ یہ فرق اجماع ہے بلکہ میں بے خوف تر دو کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کے مذاہب میں سے کوئی مذہب والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن میں الحاق ہو گیا ہے۔ یہ جیسا منزل من اللہ ہے۔ ویسا ہی آج تک چلا آتا ہے اور قیامت تک ایسا ہی رہے گا ورنہ کتب محرفہ اور قرآن میں کچھ فرق نہ رہے گا ورنہ اہل اسلام اور خود حضرت اقدس کو یہ کہنے کا موقع ملے گا کہ انجیل میں تحریف ہو گئی ہے اور جب آپ الحاق کے قائل ہیں تو حضرت اقدس کی دائرہ بیعت سے خارج ہیں کیونکہ وہ اپنے کو محمد و اسلام بتاتے ہیں نہ کہ محرم و مرم اسلام۔ نہ انکا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن میں الحاق ہو گیا ہے۔ آپ کا یہ فرمانا کہ خدائے عظیم عرب ﷺ کو کیوں خاتم النبیین بنایا؟ خدا کی حکمت و قدرت میں دخل دینا اور اس سے باز پرس کرنا ہے۔ حضرت اقدس سے بھی یہی باز پرس ہو سکتی ہے۔ کہ مجملہ ۳۲ کروڑ مسلمانان دنیا کے خدائے انجیل کو کیوں بروزی نبی بنایا۔ الغرض آپ کے اصول اسلام کے خلاف ہیں۔ ہاں آپ اسلام سے خارج ہو کر ایسے اعتراضات کر سکتے ہیں۔ انہیں خرافات نے ہم کو اسلامی پارٹی میں بدنام کر دیا ہے فقط راوی اس سے نتیجہ تو ضرور نکلتا ہے کہ خود مرزائی مرزا قادیانی کی نبوت میں مذہب اور شہک ہیں۔

۵ مرزا قادیانی کی غلط کاری

مولانا شوکت اللہ میرٹھی

مرزا قادیانی کی بڑی بھاری غلطی یہی ہے کہ قرآن و حدیث کے بعض ان نصوص سے (نہ کہ کل نصوص سے) جو ان کے مطلب کی موافق ہوں اپنا دعویٰ ثابت کرتے ہیں اور تاویلات رکبہ سے جو تئوں کان گانٹتے ہیں جب وہ بروزی نبی ہیں تو جیسے دوسرے انبیاء ویسے ہی وہ بھی اور جیسے دوسرے انبیاء کی صحف ہیں ویسے ہی ان کے الہامات بھی۔ پس وہ دوسرے انبیاء کے حریف اور کلہ توڑ جواب ہیں۔ انہیں قرآن و حدیث سے استدلال کرنے اور ان سے اپنا دعویٰ ثابت کرنے

کی کیا ضرورت۔ قرآن سے تاویل کرنا اور آیات مقدسہ کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے موافق چمکانا کوئی خوش عقیدت مرزائی ہرگز پسند نہ کرے گا۔ کوئی دباؤ کا کواہو نہیں کوئی دباغت کا ہلکھو نہیں۔ کوئی تعزیر کی چکی نہیں جس میں مرزا قادیانی کو اپنے پیلے جانے، پیسے جانے، دھلے جانے کا خوف ہے۔

کوئی پھانسی نہیں کوئی سولی نہیں جس پر پھینچے جانے کا دھڑکا ہو۔ آزادی کا زمانہ ہے ملی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹ پڑا ہے۔ پس یہ بووا پن اور جیز پن مسیح موعود اور امام الزمان اور برازی و میروزی نہیں برودزی نبی کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن کوئی پھیلے نہیں جس کا اتا پاتانے کی ضرورت ہو۔ قرآن کوئی لغز اور چیتان اور معے نہیں جس کے حل کرنے اور تاویلات چھانٹنے کی حاجت ہو۔ اس کی شان تھپانا لکل شئی اور تفصیل کل شے اور بیان للناس ہے۔ پس جب تک مرزا قادیانی قرآن کو طاق لسیان پر نہ رکھ دیں گے۔ اپنے مقاصد میں ہرگز کامیاب نہ ہوں گے۔ اگر چہ دل سے تو انہوں نے ایسا کیا ہے۔

مگر یہ دکھانے کو کہ میں اسلامی مجدد اور نبی ہوں کھلم کھلا اقرار کرتے ہوئے قوت ناطقہ لڑکھڑاتی ہے۔ کیونکہ ان کو اپنے خامکار چیلوں پر ابھی پورا پورا اعتماد نہیں ان پر ابھی گہرا رنگ نہیں چڑھا تا کہ ان سے سرخرو ہوں اور سیروئی کا ڈر جاتا رہے۔ ایک بگلا بھگت منافق مرزائی اکثر ہماری خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور وہ شیر نستان تجدید کا شاگرد بھی ہے۔ بر ملا کہتا ہے کہ حضرت اقدس نبی نہیں ہیں نہ ہم ان کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں مجدد ہیں۔ ہم نے کہا کہ وہ تو اپنے کو نبی اور رسول کہتے ہیں اور آیت ”هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ“ اور ”یاتی من بعدی اسمہ“ کا نزول اپنے حق میں بتاتے ہیں۔

تو یہ یہودی منافق جواب دیتا ہے کہ یہ ان کے اجتہاد کی غلطی ہے یعنی ”ان الشیاطین

لیوحون الی اولیائہم“ کے مصداق ہیں۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ سینکڑوں مرزائی اور بھی ایسے ہوں گے جو مرزا قادیانی کو صرف ابن التواء سمجھتے ہوں گے نہ کہ برودزی نبی اور آسمانی لے پالک۔ یہ لوگ مرزائی نہیں ہیں بلکہ مرزا قادیانی کے یہودی منافق ہیں دم کا لکر اور سم جھاڑ کر ان کو قادیان سے بارہ پتھر باہر کر دینا چاہئے۔ اگر مرزا قادیانی اسلام سے علیحدہ ہو کر اپنا جدا گانہ پنتھ قائم کرنے کا اعلان دیتے تو مزے میں رہتے اور ہمارے علماء اور مشائخ کو ان کا تعاقب کرنے اور تکفیر کے فتوے دینے کی کچھ ضرورت نہ ہوتی چونکہ مرزا قادیانی نے خلاف جمہور اسلام قرآن میں تاویلیں کیں۔ لہذا ان سے مواخذہ کیا گیا۔ اس میں بھی مرزا قادیانی کا فائدہ ہی ہوا بجائے سولی پر چڑھانے کے شہرت کے بانس پر چڑھ گئے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ
سال ۱۹۰۳ء ۱۶ دسمبر کے شمارہ نمبر ۷۷ کے مضامین

.....۱	مرزائی مقدمات۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	وہی ممت مسخ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	مرزا قادیانی کا مسئلہ شفاعت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	من احب شیئاً اکثر ذکرہ۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مسئلہ ختم رسالت۔	مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
	اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں:	

۱ مرزائی مقدمات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس کو دیکھو آسمانی باپ کے لے پالک کا دشمن۔ بھلا اس غریب ناکرودہ گناہ آسمانی بھیڑنے کسی کا کیا باگاڑا کہ سب کی چھری اسی پر تیز ہوتی ہے۔ اگر اس کو عدالت میں بحیثیت ملزم طلب نہیں کراتے۔ تو مٹی خراب کرنے اور جرح قدرح میں پیٹ کی بات اگلوانے کو طلب کرا کے آتوں کا گودا تک نکال لیتے ہیں۔ کیا کہیں ناک میں دم آ گیا۔ پھر بے چارہ امراض سقلیہ و علویہ میں گرفتار، ذیابیطیس ہے، بوا سیر ہے، اختلاج قلب ہے، مانگو لیا اور سودا کا غلبہ، باہ کی کمی ہے۔ ایک آفت ہو تو ہو۔ پھر بھی بد خواہوں، نامرادوں، ناشادوں، جلا دوں، گرد بادوں کو چمین نہیں ہے۔

سانس دیکھی تن بسل میں جو آتے جاتے

اور چ کا دیا جلا د نے جاتے جاتے

لے پالک کا تو کچھ بھی قصور نہیں۔ قصور تو بڑھے خزانے لے پالک کے آسمانی باپ یا شیطانی باپ کا ہے کہ مقدمات کے دائر کرنے کا نفل الہام کیا اور لے پالک کے ساتھ اوروں کو بھی اشجن چھوڑ سٹین میں دھر لیا۔ ہمیں تو ناعاقبت اندیش مسخرے آسمانی باپ پر ایسی جھوٹل آتی ہے کہ قابو چلے تو مٹی اگا کرا چک کر اس کا مجموعہ ڈا پھونک دیں اور کیردینیں تیل جلا کر منہ جھلس دیں۔ ارے یار واس غریب پر آخر رحم کرو گے یا نہیں یہ کوئی بھلا دمنائے گی اور اندھیر مگری

چوہٹ راج کا انصاف ہے کہ کرے تو ہاوا اور دھرا جائے لے پالک۔ کیوں غریب کی جان کے لاگو ہوئے ہو۔ کسی طرح پیچھا بھی چھوڑ دو گے۔ جی ہاں! ایک طرح مہدویت اور موعودیت و بروزیت کا جبہ قلم اتار کر اور منہ میں تنکا لے کر مولانا علم الدین صاحب اور حضرت سید مہر علی شاہ صاحب کی چوکٹ پر تک گھسی کرے اور عنقوت قصیر چاہے اور مجدد السنہ مشرقیہ کو شفاعت کا وسیلہ ٹھہرائے۔ بہت خوب یہ ممکن ہے۔ مجدد السنہ مشرقیہ کو کیا عذر ہے۔ لے پالک اور اس کے وہابی مولیٰ مجدد کے کیسے ہی دشمن ہوں مگر وہ ہر طرح ہوا خواہ ہے اور نہیں چاہتا کہ لے پالک کو عقوبت کی آنج تک آئے۔

اگرچہ حقیقی بیانا (حسب مسئلہ کفارہ) پہر بھردوزخ کی ہوا کھاتا رہا۔ مگر مجدد تو لے پالک کو اصلی اور حقیقی شجاعت کے بہت میں لے جانا چاہتا ہے۔ دیر آید درست آید۔ مگر ہم لے پالک کے سیر نابالغ آسمانی باپ سے ہم کھلے بندوں کہے دیتے ہیں کہ اگر آئندہ غلط الہام کیا جس سے ہمارے معصوم لے پالک کی ننھی سی جان دو بھر ہوئی تو پھر ہم سے برا کوئی نہیں اور پھر پٹھے منہ سے زعفرانی حلوا کھانا ٹیڑھی کبیر ہو جائے گا۔

۲ وہی مہمات مسیح

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی نے یہودی بن کر عیسیٰ مسیح کو جو انکے نزدیک ایک مہذب انسان بھی نہ تھا چہ جائیکہ رسول۔ اس لئے مارا کہ افوہ تمام یورپ ایسے شخص کی پرستش کرتا ہے اور اس کو مسلمان اولوالعزم نبی مانتے ہیں اور میں جو آسمانی باپ کا لے پالک بن کر آیا ہوں اور نہ صرف عیسیٰ مسیح بلکہ سب انبیاء سے افضل ہوں مجھے سب ملعون سمجھتے ہیں۔ ایک عیسائی بھی مجھ پر ایمان نہیں لایا پس جلا جلا کر عیسیٰ مسیح کو گالیاں دیتے ہیں اور ان کی کسی صفت کو ٹھنڈے کلیجے سے نہیں مانتے اور پھر اچھے خاصے مسلمان بلکہ مذہب اسلام کے فدائی؟

ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی کو مانا ہے اور قرآن مجید نے تو تمام انبیاء کو یکساں ماننے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا "شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ" اور فرمایا: "وقال اذا اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح و ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ابن مریم" دیکھو پانچوں اولوالعزم انبیاء کے اسماء معراہد مفصلاً موجود ہیں۔

پھر مکاری تو دیکھتے جب تعرض کیا جاتا ہے کہ تم کلمۃ اللہ عیسیٰ بن مریم کو کیوں گالیاں

دیتے ہو تو جواب دیا جاتا ہے کہ ہم تو نصاریٰ کے یسوع مسیح کو گالیاں دیتے ہیں۔ نہ کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو۔ کوئی پوچھے کہ دو مسیح کون سے ہیں؟ قرآن میں تو اسی عیسیٰ مسیح کا ذکر ہے جس کو یہود نے صلیب پر چڑھا کر قتل کرنا چاہا۔ مگر خدا نے اس کو زندہ اٹھالیا اور مرزا قادیانی بھی اسی یسوع کے ہلاک کرنے پر قلم کا بغدا چلا رہے ہیں۔ جس کے وہ رقیب ہیں اور جس کی عظمت ان کے دل میں کانٹے کی طرح ٹھکتی ہے۔

پھر قرآن میں تو یہ حکم ہے کہ بت پرستوں کو بھی گالیاں نہ دو چہ جائیکہ انبیاء کو "لا تمسبوا الذین یدعون من دون اللہ" لیکن آسمانی باپ نے اپنے لے پالک پر الہام کر دیا ہے کہ عیسیٰ مسیح کو گالیاں دے کیونکہ اس نے اپنے اکلوتے بڑے بیٹے کو چھوٹے لے پالک کی خاطر عاق کر دیا ہے اور قاعدہ بھی ایسا ہی ہے کہ انسان کو چھوٹی اولاد بڑی اولاد سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور لازماً نیچر بھی اسی طرح جاری ہے۔ ورنہ اولاد کی پرورش نہ ہو سکے۔ اب ساٹھا پاٹھالے پالک گہوارے میں ہے اور آسمانی باپ اس کی پرورش کرتا اور بڑے بیٹے کو دور دبک بناتا ہے۔ مرغی بھی تو چھوٹے ہی بچوں کو پرہوں میں لیتی ہے اور بڑے بچوں پر چونچ چلاتی ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ "ہل دفعہ اللہ" میں رفع کے معنی عزت کی موت کے ہیں بھلا جب یہودیوں کا مدعا عیسیٰ مسیح کے قتل اور صلب میں پورا ہوا اور وہ ہلاک کئے گئے تو یہ عزت کی موت ہوئی یا ذلت کی۔ اگر مرزا قادیانی افغانستان جا کر اپنی برویت کا اعلان دیں اور افغانی ان کو پکڑ کر پھانسی پر لٹکا دیں تو یہ عزت کی موت ہوگی یا ذلت کی۔ پھر کیوں نہیں افغانستان جاتے ہندوستان میں تو ان کی زندگی ذلت کی ہے۔ اس ذلت سے کیوں نہیں نکلتے۔

برے حال جیا بھی تو خاک جیا

ترے جینے کا اب تو مزہ ہی نہیں

یہود تو یہ کہیں کہ "انا قتلنا المسیح بن مریم" اور اس پر اچھلیں کو دیں اور خدا نے تعالیٰ "وما فعلوہ وما صلحوہ" سے ان کی تکذیب کرتے مگر مرزا قادیانی یہود کا ساتھ نہ چھوڑیں اور انہیں کے ساتھ بارے خوشی کے بظلمیں بچائیں کہ اچھا ہوا وہ ایسا تھا اور ویسا تھا۔ کوڑھیوں وغیرہ کو اچھا اور مردوں کو زندہ کرنے کا دعویٰ کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے "واذ کلفتم بنی اسرائیل عنک اذا جنتم بالبینت لقال الذین محضروا عنہم ان هذا الالمسحر مبین (مائدہ)" یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائے گا کہ میری نعمتیں یاد کر مجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ تم بنی اسرائیل کے پاس معجزات لائے اور انہوں نے

معجزات دیکھ کر تم پر دست درازی کی تو ہم نے ان کا ہاتھ تم سے روک رکھا۔ یعنی انہوں نے صلیب پر چڑھا کر قتل کرنا چاہا مگر ہم نے تم کو بچایا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام حسب عقائد مرزا قادیانی وفات پا جاتے تو امتنان کس شے کا تھا اور نعمتوں کا گنونا کیسا۔ اس سے خدائے تعالیٰ کا کذب لازم آتا ہے۔ اور ایسا اعتقاد بالکل کفر ہے۔

جس طرح خدائے تعالیٰ نے ”یعسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک“ فرمایا اسی طرح نبی نصیر نے آنحضرت ﷺ کی نسبت بدارادہ کیا تو ان کے شر سے آپ ﷺ کو بچایا اور الٹا انہیں پر وبال جلا وطنی اتارا اور پھر یہ نعمت یوں یوں یاد دلائی ”یا ایہا اللین امنوا ذکرُوا نعمة الله علیکم اذھم قوم ان یسطوا الیکم ایدیھم لکف ایدیھم عنکم“ ﴿یعنی اے مسلمانوں تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو جب کفار نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو ہم نے ان کا ہاتھ تم سے روکا۔﴾

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح اپنی موت مرے مگر یہ نہیں بتاتے کہ واقعہ صلیب سے کتنی مدت بعد۔ پھر اپنی موت تو عیسیٰ اور محمد بھی مر جاتے ہیں۔ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو ایسی موت کی نعمت کا یاد دلانا چہ معنی دارو۔ اس صورت میں تو یہ نعمت یہود کے لئے ہوئی جو عیسیٰ مسیح کے قتل میں کامیاب ہوئے۔

مرزا قادیانی اپنی موعودیت کا دارو مدار مسیح کی موت پر رکھتے ہیں کیونکہ جب خود عیسیٰ زندہ اور وہ تشریف لائیں گے تو مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں بن سکتے۔ حالانکہ یہ ان کی اپنی طفل تسلی اور ”کسر اب بقیعة بحسبہ الظمان ماء“ کی صداق ہے۔ یہ قضیہ لزومیہ یا اتفاقیہ ہے کہ کشمیر میں عیسیٰ علیہ السلام وفات پائیں تو ان کے انیس سو برس بعد مرزا قادیانی قادیان میں مسیح بن کر خروج کریں۔ زید کی موت پر عمر کی حیات کا مترتب ہونا عجیب لزوم ہے۔ پھر اس قدر عرصہ کے بعد کیا لازم و لزوم میں انفکاک انفصال بھی ہو جاتا ہے۔ ”اذا كانت الشمس طالعة فالنهار موجود“ میں تو مقدم و تالی لازم و لزوم ہیں۔

یہ نہیں کہ آفتاب تو آج طلوع کرے اور دن سوا ستائیس روز کے بعد موجود ہو لیکن یہ وہ جانے جو قواعد اور اصول نظر یہ سے واقف ہو۔ یہاں تو لزوم کا تال میل یہ ہے کہ ”اذکسان الغراب نالھا فالحمار من القادیان ناهق“ ﴿خبر یہ تو منطوق کی باتیں ہیں جو بھینس کے آگے بین سے کم نہیں۔ ہم تو وہ باتیں کہیں گے جو مرزا قادیانی اور ان کے چیلے چاڑوں کی فہمید میں اس طرح آجائیں اور سما جائیں جس طرح قادیان میں منارہ اور امرتسر میں گرتھہ جی کاٹھا کروارہ۔﴾

خوب یاد رکھو کہ قرآن کے سیاق و سباق اور نصوص قطعہ اور لغت عرب اور علم بیان و معانی اور فصاحت قرآنی سے تو مرزا قادیانی کا مدعا یعنی مہمات مسیح قیامت تک ثابت نہیں ہو سکتی۔ البتہ تاویل کی لال کتاب ہے جو نہور کے قاضی جی مسخ ماہیت کر کے مبعوث ہوں تو مضائقہ نہیں۔

آیہ ”ما قتلوه وما صلبوه“ بالکل صاف اور صریح قطعہ اور یقینی ہے اور اس کا منکر اور کافر اور جنمی ہے کیونکہ وہ قرآن کا منکر ہے۔ مرزا قادیانی کہیں گے کہ ہم اس کے منکر نہیں بلکہ حیات مسیح کے منکر ہیں۔ ہم کہیں گے کہ قتل اور صلب کا نتیجہ موت ہے۔ جب آپ ایک شے کے نتیجے کے منکر ہوئے تو خود اس شے کے منکر ہو گئے جب کہ عیسیٰ مسیح مقتول اور مصلوب ہی نہیں کئے گئے اور جناب باری نے مکرر تاکید فرمایا ”وما قتلوه یقیناً بل رفعہ اللہ“ تو موت کہاں سے آگھسی؟ آپ کا گھٹنہ مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ رفعہ اللہ کی جگہ امامت اللہ ہوتا حالانکہ عدم قتل پر موت کا مرتب ہونا ایسا ہے جیسے مرزا قادیانی کہیں کہ میں نے اپنی بی بی سے مباشرت تو کی نہیں مگر ایک سال کا سا پورا بچہ ہو پڑا۔ پھر رفع کے معنی موت کے کون سے رمال کی پوتھی یا قرعے سے نکالے گئے ہیں؟

کیا رفع الدرجات کے معنی ہالک الدرجات یا میت الدرجات کے ہیں اور کیا رفعہ اللہ مکاناً علیا کے معنی امامت اللہ مکاناً علیا اور الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه کے معنی العمل الصالح یموتہ کے ہیں۔ مارے گھٹنا سر لنگڑا۔ یہ معنی تو کلام الہی کو مہمل اور بے معنی کرنے والے ہیں۔

مرزا قادیانی اپنے دعوے کی تائید میں آیہ ”متوفیک ورافعک الی“ پیش کرتے ہیں۔ یہ آیہ ان کے دعویٰ کے موافق جب مفید ہوتی کہ مذکورہ بالا آیہ میں ہل توفیہ و رفعہ اللہ ہوتا۔ دوم..... جب آپ ہل رفعہ اللہ میں رفع کے معنی موت کے لیتے ہیں تو متوفیک ورافعک دونوں میں سے ایک کا ضرور حشو لازم آتا ہے اور کلام الہی حشو اور زوائد سے پاک ہے۔ ہذا خلف۔ پھر مرزا قادیانی یہود کے حامی ہیں جو عیسیٰ کا قتل ہونا اور مرنا چاہتے تھے نہ کہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے جن کے وہ موعود و مثیل اور چھوٹے لے پا لک بھائی ہیں۔ یقیناً ایسے ہی بھائی ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائی خوز کے پیارے تھے۔

بھاگ ان بردہ فردشوں سے کہاں کے بھائی
بچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے

جب عیسیٰ مسیح مقتول و معلوب ہو کر مر گئے تو یہود کے کلیجہ میں ٹھنڈک پڑ گئی اور ان کا مقصد پورا ہو۔ خدائے تعالیٰ کی کوئی حکمت و قدرت نہ چلی اور ”مکسروا و مکروا اللہ و اللہ خیر الما کرین“ غلط ہو گیا کیونکہ انہیں کا کمر چلانا نہ خدا کا۔ یہ بات یہ ہے کہ خدائے اسلام اور ہے جو قادر مطلق اور سب پر غالب ہے۔ لے پاک کا خدا یعنی آسمانی باپ اور ہے جو ہر طرح عاجز ہے۔ پس خدائے اسلام کو خدائے جنتی سمجھے ہیں ورنہ یہود کے حامی و معاون ہرگز نہ بنتے۔ پھر آئیے ”کتاب اللہ لا غلبنہ انا و رسلی“ کے خلاف ہوا کیونکہ عیسیٰ مسیح قتل ہو کر مر گئے تو یہودی غالب رہے۔ نہ کہ رسول و عیسیٰ مسیح علیہ السلام اور خدائے تعالیٰ۔

۳ مرزا قادیانی کا مسئلہ شفاعت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱۷/۱۱/۲۳ء کے احکم میں مولوی عبدالکریم کی طرف سے بعنوان ”مسئلہ شفاعت بہت صفائی سے حل ہو گیا“ لکھا ہے کہ محمد علی خان صاحب کا چھوٹا لڑکا عبدالرحیم سخت بیمار ہو گیا اور حکیم الامت المرزا سیہ کی تشفی و معالجہ کی ترکی بھی تمام ہو گئی۔ بالآخر مرزا قادیانی سے شفاعت چاہی آپ نے تہجد کے وقت دعا کی تو وحی نازل ہوئی کہ تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر۔ مرزا قادیانی نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ اس قہری وحی سے مجھ پر حد سے زیادہ حزن طاری ہوا اور میرے منہ سے نکل گیا کہ یا الہی یہ دعا کا موقع نہیں تو شفاعت کا موقع تو ہے۔ لہذا میں شفاعت کرتا ہوں اس پر معافیہ وحی نازل ہوئی۔ ”یسبح لہ من فی السموات و من فی الارض من ذالذی یشفع عنده الا باذنه“ اس جلالی وحی سے میرا بدن کانپ گیا کہ بلا اذن میں نے کیوں شفاعت کی۔ ایک دو منٹ کے بعد پھر وحی نازل ہوئی کہ ”انک انت السمجاس“ (تذکرہ ص ۳۹۵) یعنی تجھے اجازت ہے۔ پھر کیا تھا عبدالرحیم کی صحت کو روز بروز ترقی ہونے لگی۔

جو دیکھتا تھا یہی کہتا تھا کہ مردہ زندہ ہوا ہے۔ اس پر ایڈیٹر احکم عیسائیوں پر برستا ہے کہ ایک ناکو انسان کے پھانسی طے کو شفاعت کی غایت سمجھتے ہیں۔ بس فرمائشی وحی شفاعت کے کیا کہنے ہیں۔ جس نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلے پہلے تو آسمانی باپ نے لے پاک کو ڈانٹ بتائے کہ خیر دار ہو جو پر اسے پھٹے میں پاؤں دیئے اور پھر سخرہ خود ہی رضامند ہو گیا۔ پہلے تو یہ الہام کیا کہ تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر اور پھر خود ہی تقدیر اور مقدر دونوں کو منارے کی جھینٹ میں چڑھا دیا۔

بھلا تقدیر مبرم بھی کہیں بدل سکتی ہے؟ اور اگر بدل سکتی ہے تو مبرم نہیں۔ اب آپ اپنے منہ پر تھپڑ ماریے۔ پھر وحی کیسی تازہ بہ تازہ نوبہ نوال کی ٹوٹی نازل ہوئی۔ کلام مجید میں یہ آئیے جس کو آیت الکرسی کہتے ہیں۔ یوں ہے ”لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذالذی یشفع عنده الا باذنه“ اس سادھو بچے نے پہلی آئیے کی جگہ دوسری آئیے لگائی۔ یعنی ”یسبح لہ ما فی السموات وما فی الارض“ جس سے قرآن کا سیاق و سباق بگڑ گیا اور مطلب خبط ہو گیا۔ یعنی مطلب تو یہ ہے کہ خدا ہی زمین و آسمان کا مالک ہے۔ پس اس کے بلا اذن کون شفاعت کر سکتا ہے اور جب دوسری آئیے اس کے ساتھ لگائی گئی تو مطلب یہ ہوا کہ ہر شے جو زمین و آسمان میں ہے خدائے تعالیٰ کی تنزیہ کرتی ہے فرمائیے تنزیہ سے شفاعت وغیر شفاعت کو کیا تعلق۔ کیا شجر اور حجر اور ذرہ اور قطرہ وغیرہ جو زبان حال سے تسبیح خوان ہیں کسی کی شفاعت کر سکتے ہیں۔ پھر اپنے کئی بچے طعمہ نہنگ اجل ہو گئے۔ ان کی شفاعت نہ کی شاید مرزا قادیانی کے صلب سے نہ تھے کسی رقیب کی صلب سے تھے ایک چیلہ افغانی بغداد کا شکار ہو گیا۔ اس کی شفاعت بھی نہ کی۔ آسمانی باپ بڑا ہی سنگدل ہے کہ لے لے پا لک نے ایڑیاں رگڑیں مگر اس کو نہ اپنے لے پا لک پر رحم آیا نہ اپنے پوتوں پر۔

۴ من احب شیئاً اکثر ذکرہ

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے اکثر اس کا ذکر کیا کرتا ہے۔

سب ہم سے پوچھتے ہیں کہ اخبار الحکم یا البدر میں جو حکیم الامت وغیرہ کے خطبے اور خود مرزا قادیانی کے ارشادات شائع ہوتے ہیں کبھی ان میں آنحضرت ﷺ کی احادیث کا بھی ذکر ہوتا ہے؟ کہ آئیے فلاں فلاں ارشاد فرمایا ہے حضرت اقدس (مرزا) نے یوں فرمایا اور دوں فرمایا۔ پھر تقریر ایسی لچر اور روز بان ایسی غلط اور پریشان اور پیچیدہ جس کو سمجھ کر بے تحاشا تہقیر لگانے کو بھی چاہے اور اگر کسی آئیے کا ذکر ہوتا ہے تو وہی ممت مسخ کی تاویل اور شیئی کہ مرزا قادیانی ان آیات کے مورد و مصداق ہیں اور ان پر یہ آیات مسخ ہو کر یوں نازل ہوئی ہے۔ بھلا یہ کفر نہیں تو کیا ہے؟ ذرا دیکھتے جائیے کہ سارا قرآن ہی مرزا قادیانی پر نازل ہوا جاتا ہے۔ بات وہی ہے جو ہم نے عنوان میں لکھی ہے۔ کہ انسان کو جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے رات دن اسی کا ذکر کرتا ہے۔

اگر روز است دل دیوانہ او

وگر شب گوش برالسانہ او

آنحضرت ﷺ سے محبت کیا معنی دل میں نفرت ہے اور نہیں چاہتے کہ آپ کا نام مبارک بھی کسی کی زبان پر آئے یہاں تک کہ جو قرآن آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا اس کا نزول اپنے اوپر بتاتے ہیں۔ یہ رسول عرب و عجم کی رسالت کا مثانہ نہیں تو کیا ہے؟ مطلب کی حدیثوں کا اقرار و اذکار اور تمیں دجالوں کے آنے کا جن احادیث میں ذکر ہے ان کا انکار۔ ”نؤمن ببعض و نکفر ببعض“ کے اچھے خاصے مصداق لعنت ہے۔ اس دنیا پرستی اور دین فروشی پر۔

نبی امی (فداہ ابی دأمی) فرماتے ہیں ”سركت فيكم البيضاء ليلها ونهارها سواء“ سبحان الله! سبحان الله! ساری خدائی سر سے سر جوڑ کر زور لگائے تو ایسا کلام معجز نظام نہیں لاسکتی۔ یعنی میں تم میں ایک آفتاب چھوڑے جاتا ہوں۔ جس کا رات دن برابر ہے یعنی ظلمت کا نشان تک نہیں نور ہی نور ہے۔ لیکن اندھوں (گمراہوں) کو آفتاب سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ فہم کے معنی پر غور کیجئے۔ تم میں یعنی تمہارے دین اور دنیا کے کاموں میں یہ تم کو گمراہی کی ظلمت سے بچائے گا۔ اگر تم اندھے نہ ہو گے۔ یعنی قرآن کے احکام پر عمل کرو گے۔ اس کے مقابلے میں مرزا قادیانی پر وحی ہوتی ہے۔

”انت منى وانا منك“ (تذکرہ ص ۳۳۲، طبع سوم) یعنی آسمانی باپ کہتا ہے کہ اے لے پالک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ یعنی تو میرا بیٹا میں تیرا بیٹا میں تیرا باپ تو میرا باپ۔ میں سیر تو سوا سیر۔ واہ واہ واہ کیا فصیح اور بلیغ الہام ہے پھر یہ بھی حدیث سے چورایا۔ آنحضرت ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرماتے ہیں۔ ”انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي“ (بخاری ج ۲ ص ۶۳۳، مسلم ج ۲ ص ۲۷۸) ”اس حدیث کا ایک جز تو لے لیا اور دوسرے اجزاء جن سے ختم نبوت ثبوت ہوتی ہے۔ اس حدیث سے نکال ڈالے کیونکہ وہ آپ کی بروزی نبوت کے لئے زہر تھی۔ کورنی کی، یوفائی، خیرگی، نمک حرامی، چھوٹا پن اسی کو کہتے ہیں۔

۵ مسئلہ ختم رسالت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

جس طرح مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے عیسیٰ مسیح کو مارتے ہیں۔ اسی طرح اپنے کو خلاف قرآن و حدیث نبی بتانے کے لئے آئیے ”ولكن رسول الله وخاتم النبيين“ اور اسی مضمون کی احادیث صحیحہ کا صاف انکار کر کے ٹھہرا کر فرماتے ہیں۔ اگرچہ بعض سمجھدار مرزائی (جو مرزا قادیانی کے حق میں منافق یہودی ہیں) مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے مگر

گوٹے کا گڑ کھا کر حق پوش بن گئے ہیں۔ یعنی نہ اپنے پیرومرشد کی واہمی سوسٹے ہیں نہ موچیں اٹھاڑتے ہیں نہ منہ پر پھٹ مارتے ہیں کہ مردود و مطرود تو کیا بک رہا ہے اور بعض مرزائی جو ہاتھی کے روٹ میں اپنا حصہ لگاتے ہیں۔ وہ کھلم کھلا ایمان کو نگل کر بروزی نبوت کی تصدیق اور ختم نبوت کی تکذیب کرتے ہیں۔

امروہی صاحب نے احکم میں منارے سے بھی طویل اور شیطان کی آنت سے بھی گراٹیل اور اصحاب الفیل کے ہاتھیوں کے کانوں سے بھی چوڑا ایک مضمون دیا ہے جس کے اخیر میں آیات و احادیث ختم رسالت کی گنجی اور لنگڑی، لولی، تاویل کر کے مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کی ہے۔

کونسا کلام ہے جس کی تاویل نہیں ہو سکتی اور جس کو حقیقی معنی سے پھیر کر مجازی معنی کی طرف نہیں لے جا سکتے؟ مگر امر حق کو تاویل کی ضرورت نہیں ہوتی اور ایک جھوٹ کے ثابت کرنے کو بہت سے جھوٹ کا ایک سلسلہ تیار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ امروہی صاحب نے کیا ہے کہ ضدین اور نقیضین جمع کر دیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ خاتم النبیین بھی ہیں اور آپ کے بعد دیگر انبیاء بھی آتے رہیں گے۔ یعنی آپ خاتم النبیین ہیں بھی اور نہیں بھی۔ آپ نے کلمہ جمع بحار انوار سے حضرت عائشہ کا قول اور مذہب یوں نقل کیا ہے ”عن عائشہ قو لوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانی بعدہ“ یعنی یہ تو کہو کہ آنحضرت ﷺ کی ان احادیث کا معارض نہیں ہو سکتا جو صحابہ کرام حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علیؓ کی فضیلت کے باب میں آپ نے فرمائی ہیں کہ میرے بعد نبی ہوتے تو فلاں فلاں ہوتے۔ امروہی صاحب فرمائیں۔ کیا حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث، آنحضرت ﷺ کے چند ارشادات کی تاریخ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر المومنین علیؓ کی نسبت فرمایا۔ ”انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ الا انه لانی بعدی“ یعنی تجھ کو مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لانی میں نکرہ تحت الظمیٰ ایسا ہی ہے۔ جیسا لا الہ میں یعنی بجز خدائے تعالیٰ کے کوئی سچا یا جھوٹا معبود موجود نہیں۔

خلفاء اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے تو کبھی کسی نے اپنی نبوت کا دعویٰ نہ کیا نہ ایسی تاویلیں چھانٹیں جیسے مرزا اور ان کے شکم پرست حواری چھانٹتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا مرتبہ خلفاء اور صحابہ سے بھی بڑھ گیا۔ نہیں جناب انبیاء سے بھی۔ صحابہ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہم پر

وحی نازل ہوتی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی پر اٹھتے بیٹھتے کہتے موتے۔ آسانی باپ وحی نازل کرتا ہے اس بے ایمانی دنیا طلبی مکاری سے شرم کرنی چاہئے کیونکہ دنیا روزے چند، آخر کار با خداوند۔ آپ کا یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ نبوت کے انتہائی نقطہ کمال پر پہنچے ہوئے ہیں۔ بالکل منافقانہ اور اپنے کو مسلمان کہلانے کے لئے ہے۔ مرزا اور پکے مرزائیوں کے دل میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کی کوئی وقعت نہیں ورنہ نیامی نہ تراشا جاتا کیونکہ عاشق کے لئے دودی موت ہے۔

تعارف مضامین ضمیمہ ششم ہند میرٹھ

سال ۱۹۰۳ء ۲۴ دسمبر کے شمارہ نمبر ۲۸ کے مضامین

.....۱	حدیث التبعو السواد الاعظم پر امر وہی صاحب۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۲	لم یبق من النبوة الا المبشرات مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۳	امروہی صاحب کو اضافہ تحفہ مبارک۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۴	۱۹۰۳ء کا اختتام۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!
.....۵	مرزائی جماعت۔ مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

۱ حدیث التبعو السواد الاعظم پر امر وہی صاحب

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

الحکم ۱۷، ۲۴، ۲۵ نومبر میں ایک سوال و جواب متعلق حدیث مندرجہ عنوان نظر سے گزرا۔ سوال کا مطلب یہ ہے کہ جب مرزائی جماعت قلیل ہے تو کیوں اس کا اجراع کیا جائے۔ امر وہی صاحب نے جو کچھ جواب دیا ہے اگر کوئی مرزائی کچھ بھی عقل و شعور رکھتا ہے تو ہشتے ہشتے بچھاڑیں کھا کر گرجائے گا لوٹن کبوتر بن جائے گا۔ ہاں نابلدوں کی ہم کہتے ہیں۔

امروہی صاحب ہاں دعویٰ ہمہ دانی و شملہ بمقدار علم مقولہ کیف و کم کی ماہیت سے بھی نادانق ہیں۔ حدیث میں اجمہ السواد الا کثر وار نہیں ہوا بلکہ اجمہ السواد الا عظیم وارد ہوا ہے عظمت مقولہ کیف سے ہے اور کثرت مقولہ کم ہے۔ پس امر وہی صاحب کا آیات ”وقلیل ماہم“ اور ”قلیل من عبادی الشکور“ پیش کرنا صاف بتا رہا ہے کہ آپ قلت و کثرت کے تقابلی سے

بھی محض نا آشنا ہیں۔ یعنی قلت کی سند اس وقت صحیح ہوتی ہے جبکہ حدیث مندرجہ بالا میں لفظ اکثر ہوتا جو کثرت سے مشتق ہے۔ پس جیسا سوال ویسا ہی جواب۔ السواد الاعظم سے مراد سے مراد اعظم درجہ عند اللہ ہے جو کیفاً ہے نہ کہ کما اور وہ کون ہے صحابہ اور تابعین اور جمہور مجتہدین محدثین مفسرین قبعین کتاب و سنت مگر امر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ جماعت مرزا سے ہے جو ترویج کتاب و سنت ہے۔ سبحان اللہ کیا کہنا ہے گویا تیرہ سو برس تک یہ حدیث مطلق رہی اور یہ معنی ہوئے کہ تیرہ سو برس کے بعد جب موضع قادیان میں ایک مدعی نبوت پیدا ہوا تو اس کی امت کے سواد اعظم کا اتباع کرو۔ اور ۱۳ سو برس تک جتنے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور جمہور علماء اسلام گزرے سب گمراہ اور ”من ضل ضل فی النار“ میں داخل رہے۔ ”الامان من ہذا لہتان“ پھر آنحضرت ﷺ نے ایسا حکم دیا جس کی تعمیل تکلیف مالا یطاق تھی۔ کیا معنی کہ حکم تو دیا آج اور قبیل ۱۳ سو برس کے بعد موجود اور معدوم سب اس حکم کی تعمیل سے آزاد اور کورے رہے۔ امر وہی صاحب ایڈی بیڈی چالیس چلے ہیں۔ مگر بالآخر ایک بدست شرابی یا بھنگو کی طرح قدم قدم پر لڑکھا کر گرے ہیں۔ آپ کا مطلب شاید یہ ہو کہ جس طرح صحابہ اور تابعین کتاب و سنت کے متبع تھے۔ مرزائی جماعت بھی ویسی ہی متبع ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ صحابہ اور تابعین میں سے کس نے تصویریں بنا کر فروخت کیں اور کرائیں اور کس نے گھروں میں تصویریں رکھنے اور ان کی عظمت کرنے کی ہدایت کی۔ کس نے دعویٰ نبوت کیا اور کس نے تصویر کو ابلاغ و تبلیغ کا آلہ بنایا۔ حضرت عائشہ نے یہ تو فرمایا کہ ”لا تصولوا لالی بعدہ“ مگر ۱۳ سو برس تک ایک بھی نبی پیدا نہ ہوا۔ نہ صحابہ اور تابعین اور اولیاء اللہ میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر حضرت عائشہ کی حدیث نے کیا فائدہ دیا۔ اب فرمائیے اس صورت میں مرزائی جماعت کیوکر مثل صحابہ و تابعین متبع کتاب و سنت ہوئی۔ صحابہ اور تابعین میں سے کس نے منارہ بنایا کس نے اپنے قصبہ کو مکہ اور مدینہ قرار دیکر حج کا فرض ساقط کرایا۔ کس نے پیشینگوئیاں کیں کس نے غیب دانی کا دعویٰ کیا۔ خود آنحضرت ﷺ نے بھی کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ مجھ پر اس لئے ایمان لاؤ کہ میں غیب دان ہوں اور لوگوں کی موت کی پیشینگوئیاں کرتا ہوں بلکہ غضبناک ہو کر خود ان کو مارتا اور جلاتا ہوں۔

فرمائیے آپ کی جماعت اور آپ کے ولی کھنگلو جو خیالی اور جعلی نبوت کے مندر کے اندر ہیں کیوکر متبع کتاب و سنت اور صحابہ اور تابعین کے سواد اعظم میں داخل ہوئے۔ خاتم النبیین کے یہ معنی کس نے بیان کئے کہ نبوت کاملہ تو ختم ہو گئی مگر نبوت ناقصہ کا وجود تاقیامت ہوتی ہے اور

مسلمان نبوت کاملہ کو چھوڑ کر نبوت ناقصہ پر ایمان لائیں۔ شرم نہیں آتی کہ اپنے کو ناقص اور اسفل اور اول بھی بتاتے ہیں اور مسلمانوں کو اس پر ایمان لانے کا جزل آرڈر بھی سناتے ہیں۔

اتباع کتاب و سنت کے دعویٰ کی یوں درگت ہو رہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن کی رو سے مارا تو جاتا ہے مگر قرآن سے موعود مسیح کا آنا ثابت نہیں کیا جاتا۔ صحیح حدیثیں جو بروزی نبوت کے خلاف ہیں بالکل منسوخ ہیں اور کسی طرح قابل احتجاج نہیں اور ضعیف بلکہ موضوع حدیثیں اور عمر زید کے اقوال جو بروزی مطلب کے موافق ہیں۔ سب صحیح اور آیات کلام الہی کی تاویل بلکہ ایک معنی سے تشبیح قرآن میں تو بت پرستی اور شرک کی ممانعت ہے۔ تصویر پرستی کی ممانعت کہاں ہے بلکہ جو ثابت ہے محاریب و تماثیل وارد ہوا ہے۔ اسلام سلیمانی مذہب ہے نہ کہ محمدی، بات یہ ہے کہ جو آیتیں اور حدیثیں مطلب کے موافق ہیں اور واجب العمل اور باقی منسوخ۔

دجالوں ٹھون والی حدیث بھی غت ریو۔ انکا کبھی ذکر تک نہیں اور کیوں ہو وہ مرزا قادیانی کے ہم جنس بھی ہیں۔ ۳۰۰ دجالوں میں سے اب تک ایک بھی نہیں آیا اور مہدی اور مسیح آکودے دجال تو بھی انگریزی ریلیں ہیں۔ جن کے فنا کرنے کو مرزا قادیانی آئے ہیں۔ دجال تو قیامت تک نہ آئیں گے۔ ہاں نبی آتے رہیں گے۔ حدیثوں کا بھی مطلب ہے اور اسی کا نام عمل بالسنہ ہے۔ مرزا قادیانی دجالوں (جھوٹے مسیحوں اور مہدیوں) کی تکذیب کریں تو خود بھی کاذب بن جائیں کیونکہ کوئی دلیل اس پر قائم نہیں کر سکتے کہ وہ بھی ان کی طرح جھوٹے نہیں۔

پس ان کا ذکر شریعت کی گھونٹ کی طرح ہی جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی گزشتہ دجالوں کو تو کیا جھوٹا کریں گے اپنے ہم عصروں اور ہم پیشوں، ہم کرتوں لندنی مسیح مسٹر بکٹ اور فرانسسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی ہی کو جھوٹا ثابت کر دیں۔ جو یورپ کے مہذب میدان میں خم ٹھونک رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ ان میں سے کوئی نبی نہ ہو اور مرزا قادیانی تیرہ سو برس کے بعد نبی بن کر خروج کریں۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ چھینیں اور نفل چمائیں مگر کوئی ان کا حکم نہ مانے اور نبوت کا خلعت نہ پہننے۔ حالانکہ نبوت کے بری لگتی۔ اس میں دنیا کی بہاریں ہیں۔ مزے ہیں چین چان ہے۔ روغن بادام اور زعفران میں دم کئے ہوئے پلاؤ ہیں۔ مستحقوری اور چند بیدستری مقوی اور مہی معجونیں ہیں۔

شہوات و لذات کے سمندر میں جہاز رانی ہے۔ بروزی نبی کے سوا کے نصیب اور

کس کی ایسی قسمت۔ مگر بچہ جی! دنیا میں تو جو چاہو کر لو نبی، جاؤ، امام الزمان بن جاؤ کوہ الوند سے بھی بلند تو مند منارہ بنالو۔ لیکن چند ہی روز میں دیکھنا کیا ہوتا ہے۔

پردہ داری می کنند ہر قصہ قصہ عنکبوت

چند نبوت میز ندہر گنبد اہر اسباب

مرزا قادیانی کے پاس تو ابھی مسالہ ہی کیا ہے اور مانگا مانگا کچھ ہے بھی تو ابھی ابھی ختم ہو جاتا ہے پھر دیکھنا کیسی مرلیا بجاتی ہے۔ تمام آلو ایک ایک کر کے راتوں رات یا بدوح کی بے ہنگم صدائیں دیتے پھر ہو جاتے ہیں۔ انشاء اللہ اور پھر مر گئے مروو، فاتحہ نہ درود۔

۲ لم یبق من النبوة الا المبشرات

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

معلوم نہیں امر وہی صاحب کیوں تاویل کا لٹھ لے کر اپنے بروزی نبی کی نبوت کے پیچھے پڑے ہیں کیونکہ آیات کلام مجید جو مکرر اب بطور وحی نازل ہوتی ہیں۔ مثلاً ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی“ اور ”یاتی من بعدی اسمہ احمد“ ان سے مرزا قادیانی کے نبی کا مل اور رسول برحق ہونے میں امر وہی صاحب کو کیوں شک ہے کیا وجہ ہے کہ وہ قرآن کو چھوڑ کر حدیثوں کو ٹٹولتے ہیں اور ان کی ٹکڑی لولی گنہی تاویل کرتے ہیں کہ مبشرات سے نبوت نکال کر اپنے بروزی نبی کی نبوت کے جو تینوں کون گانٹھتے ہیں اور گدی کے پیچھے ہاتھ لے جا کر ناک پڑتے ہیں۔ قرآن تو قطعی اور یقینی وحی ہے جب وحی پر ایمان نہیں تو اپنے بروزی کی نبوت پر ایمان نہیں۔

پس امر وہی صاحب آپ اپنی تکفیر کرتے ہیں۔ وہ کیوں غل مچاتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نبی کامل تھے اور ہمارا بروزی نبی ناقص ہے۔ ناقص ہے۔ جبکہ نبی کے لئے ایک ہی قرآنی وحی موجود ہے۔ بھلا خدائے تعالیٰ جس کی شان میں یہ قطعی وحی نازل کرے کہ ”ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی“ تو وہ کیونکر نبی ناقص ہو سکتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ ایک ہی وحی پیغمبر عرب و عجم ﷺ کو تو کامل نبی بنائے اور وہی وحی جب کسی اور پر نازل ہو تو اسے ناقص نبی بنائے؟ کیا قرآنی وحی کی دو قسمیں ہیں ایک ناقص دوسری کامل، پھر وہی ایک آیت جب آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تھی تو کامل تھی اور مرزا قادیانی پر نازل ہوئی تو ناقص ہو گئی۔ اس سماعت آمیز تعارض کا کون جواب دہ ہے۔

اگر امر وہی یا ان کا کوئی پیر بھائی بلکہ خود مرزا قادیانی اس اعتراض کا جواب دیں تو ہم دو سو روپیہ دینے کو تیار ہیں۔ افسوس ہے کہ حقیقہ پھر بھی نہیں سمجھتے اور دین و دنیا کی تباہی خریدتے ہیں۔

بحث اس میں تھی کہ امروہی صاحب نے حدیث مندرجہ عنوان پیش کر کے بھشرات سے نبوت تراشی ہے اور اسٹاشی متصل و منقطع پر بحث کی ہے۔ حالانکہ آپ دونوں سے نااہل ہیں۔ جیسا کہ ہم ثابت کر دیں گے۔ اسٹاشی متصل تو اس لئے نہیں کہ نبوت اور شے ہیں اور بھشرات اور شے۔ ورنہ اسٹاشی اللغی عن نفسه لازم آئے گا۔ یعنی یہ معنی ہوں گے کہ ”لم یبق من النبوة الا النبوة“ حالانکہ امروہی صاحب نے اسٹاشی متصل ہی بنایا ہے اور منقطع مانا جائے گا تو امروہی صاحب کو اپنے ہاتھوں اپنا سیٹا پڑے گا کیونکہ بھشرات نبوت کی جنس سے نہ ٹھہریں گی۔

بھلا جب ہم یہ فقرہ موزوں کریں کہ ”لم یبق من الناس فی القادیان الا لحمہ“ تو کیا یہ معنی ہوں گے کہ آدمیوں میں سے قادیان میں کوئی باقی نہ رہا مگر گدھے رو گئے یا یہ معنی ہوں گے کہ نہ قادیان میں آدمی رہے نہ گدھے دونوں معنی میں سے کوئی معنی قبول کر کے اطلاع دیجئے تاکہ ہم بحث کریں کہ یہاں اسٹاشی متصل ہے یا منقطع۔

اگر امروہی صاحب نے کتاب شرح ملا کسی استاد سے پڑھی ہوتی تو ضرور سمجھ جاتے کہ ”لا الہ الا اللہ“ میں نہ اسٹاشی متصل ہے نہ منقطع۔ بلکہ لام صفت کا بمعنی غیر ہے یہی ترکیب حدیث بالا کی ہے۔ یعنی نبوت میں سے کوئی شے جو ان احکام کے سوا ہو۔ جن میں مؤمنوں کو جنت غلہ اور عیش وودام کی بھارتیں دی گئی باقی نہیں رہی۔ یہ معنی اس صورت میں ہوں گے جب کہ بھشرات اسم مفعول جمع مؤنث سالم ہو اور اگر اسم فاعل مراد لیا جائے گا تو یہ معنی ہوں گے کہ نبوت میں سے کوئی شے جو قرآن و حدیث کے احکام و نصوص کے باقی نہیں رہی جو اعمال صالحہ پر مومنین متقیین کو نعم جنت کی بھارتیں دینے والے ہیں۔ کس کا رویاء صالحہ اور کہاں کی پیشینگوئیاں اور الہامات جن کی آڑ میں ہر ایک مکار معطن یا غیر معطن فاجر و فاسق کہہ سکتا ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ مجھے حمل ہے اور اس حمل سے ہاتھی کا پانٹھالی سو ٹنڈ نکالے پیدا ہوا۔ اور مفقہ دمبر زحمل دیا ہی تنگ اور غیر دستچ ہے جیسا پہلے تھا۔

اور ایک سادھو جو پیشینگوئی کر سکتا ہے کہ مجھ پر فلاں شخص کے مرنے کا الہام ہوا ہے یا جب ملک میں وبا پھیلے تو وہ یا دولائے کہ مجھ پر تو پہلے ہی انکشاف ہو چکا ہے کہ جو لوگ مجھے نہ مانیں گے ضرور دہا سے ہلاک ہوں گے۔ ہر ایک مومن کا اس امر پر یقین و اعتقاد ہے کہ قرآن و حدیث سے بڑھ کر کوئی بھارت دینے والا نہیں۔ خواہ ولی ہو یا قطب ہو۔ یا غوث ہو۔ جو مرزا قادیانی کے نزدیک انبیاء ناقص میں داخل ہیں کیونکہ کامل نبوت ان کے نزدیک بھی ختم ہو چکی ہے۔

حدیث سے ختم نبوت کی جانب اشارہ ہے نہ کہ بقاء نبوت کی جانب، یعنی نبوت باقی نہیں رہی، صرف آیات واحادیث باقی رہ گئیں جو مومنوں کو بشارت دینے والی ہیں۔ ذرا یہ بھی غور سے دیکھنا چاہئے کہ حدیث میں لفظ نبوت وارد ہوا ہے یعنی یوں نہیں فرمایا کہ "لسم یسق من الانبیاء الا المبعثرون" لفظ انبیاء اور نبوت میں بہت فرق ہے۔ نبوت کے لفظ سے مرزا قادیانی کا کھم اکھڑتا ہے۔ ہاں نبوت و ابوت کا منارہ ضرور نصب ہوتا ہے۔ پھر اس حدیث میں المبعثرات۔ ذرا امر وہی صاحب بھی اپنے دعویٰ کے موافق موصوف بیان کریں خدا نے چاہا تو بھاگتے راہ نہ ملے گی۔ محمد کے سامنے نہ کھولنا آسان نہیں۔

۳ امر وہی صاحب کو اضافہ متعجباً مبارک

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ہم تو ہمیشہ سے امر وہی صاحب کے بھلے میں ہیں کہ خوب چکھوتیاں اڑائیں وہ نہ تائیں اصحاب انبیل کے ہاتھی کے روٹ سے حکم سیر حصہ پائیں بڑھتی دولت کی خیر متائیں اور پورا پھل پائیں۔ امر وہی صاحب آج سے نہیں بلکہ نواب صدیق حسن صاحب مرحوم کے زمانے سے ہمارے لنگوٹے پار ہیں۔ پس کھی کہاں گیا؟ کھجڑی میں اور کھجڑی پیاروں کے کچھے میں۔

گرم گرم کھجڑی اور دانہ دار کھی

دو ہاتھ اپنے ماروں جانے میرا جی

یہ سن کر ہماری خوشی کی کوئی حد نہیں رہی کہ امر وہی صاحب کو پہلے جو ساٹھ روپیہ ماہوار ملتا تھا تو اب المضاعف ہو گیا۔ مبارک سلامت مگر ہماری رائے میں ابھی تک ان کی پوری قدر نہیں کی گئی۔ امر وہی صاحب نے تو اپنے کو مرزا قادیانی کے کفارے کی بھینٹ میں چڑھا دیا ہے۔ مرزائی اخباروں میں کھی جنگ وہ کریں۔ علماء و مشائخ اسلام سے لڑتے وہ پھریں چپت وہ کھائیں۔ مرزا قادیانی کے کئی کیوتروہ ہیں۔

الغرض طویلے کی بلا ہر طرح انہیں کے سر ہے۔ ان تمام کھکھیزوں کو اٹھائے اور کڑیاں جھیلے ایک سو روپے ماہوار کچھ بھی نہیں۔ پھر سفر کی ماروھاڑ میں بھی اکثر یہی رہتے ہیں۔ دوسرے حواری تو اباج بنے قادیان میں روٹیاں مروڑ رہے ہیں۔ مجھ نہیں کھا کھا کر سنڈیا رہے ہیں اور ایسے موٹے ہو گئے ہیں کہ آنکھوں تک چربی چھا گئی ہے۔ بن چکی کے دبنے بن گئے ہیں۔ افغانی بقدے سے کالو تو خون تک نہ لکے گا۔ چربی ہی چڑھی ہوگی۔ امر وہی صاحب حق تک تو ادا کر رہے ہیں آپ جانے جس کا کھائے اسی کا گائیے۔

ہماری رائے میں تو قادیان سے تمام خوگیر کی بھرتی چھانٹ دینی چاہئے۔ بھلا یہ انسانی صورتیں جو درحقیقت مٹی کی صورتیں ہیں۔ جب لکھنے پڑھنے چلنے پھرنے کے کام کی نہیں تو کس مرض کی دارو ہیں۔ ان سب کا راتب موقوف کر کے رجسٹر میں صرف امر وہی صاحب کا نام درج کر دینا چاہئے۔ اور اس بچت کا کچھ حصہ غریب ایڈیٹر الحکم کو بھی ملنا چاہئے۔ مقدمات میں مارا مار سر گاڑی پاؤں پہنے بنایہ پھرا۔ مرکز سے اخبار اس کا گرا۔ سیلاب کے ریلے میں گھرا اس کا بہا۔ غضب ہے نا ایسے نمک حلال جان نثاروں کی قدر نہ کی جائے اور مفت خوروں ابا بھوں کو جو زندہ پیر کے مجاور بنے بیٹھے ہیں اور دونے ڈکار رہے ہیں۔ راتب اور سالہ کھلایا جائے۔ غریب ایڈیٹر الحکم پیروی مقدمات کی چھپٹ میں آکر اس کوٹھی کے دہاں اس کوٹھی کرنے سے بھی گیا گزرا۔ کیا معنی کہ وہ شہنہ ہند نعل میں وبا کر امر وہی صاحب ہی کے پاس آتا ہے کہ اس میں آپ کے مضمون کی چٹھاڑ ہے۔ جواب دیجئے وہ ویسے بھی کسی ضرورت کے وقت امر وہی صاحب ہی سے مضمون کی التجا کرتا ہے۔ ملا کی دوڑ مسجد تک۔

الغرض امر وہی صاحب مرزائی مشن کے فرد کامل ہیں جو کچھ ان کی قدر افزائی کی جائے کم ہے۔ ان کے بعد اندھیرا اور چراغ گل، پگڑی غائب، مگر مجدد السنہ مشرقیہ کے سامنے ان کی مٹی بھی گم ہو جاتی ہے۔ کئی روئے فاضل ان پر چڑھے ہوئے ہیں۔ ایک کا بھی جواب نہیں۔ لپچڑ اور پوج جواب دیں گے تو اضافہ کیسا اصلی راتب بھی بند ہو جائے گا۔

۴ ۱۹۰۳ء کا اختتام

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

ارے مریمان و معاونانِ حقہ ہند و ضمیرہ ۳۶۰ ردن جو کوندتی ہوئی بجلی یا ڈھلتی ہوئی چھاؤں کی طرح گزر گئے۔ کوئی نظر فریب تماشا تھا یا عبرت انگیز طلسم یا خواب و خیال ہم کو تو کچھ معلوم نہیں کیا تھا۔

این صورت وہی طلسم امکان

خوابے است کہ در خواب بہ بینی آزا

کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ۳۶۰ ردن جو حوادث و مصائب کا لشکر اپنے ساتھ لے کر آئے تھے اور دنیا میں شادی و غم، موت و حیات کا ہنگامہ گرم کر رکھا تھا۔ انسانوں کی طباع میں تلاطم، خیالات میں تموج۔ نفوس میں تیج۔ سروں میں ہوا دھوس کا سودا۔ دلوں میں نفسانی خواہشوں کے

استیجاب کا غلیان پیدا کر رکھا تھا۔ کسی کو فرما زوائی کے نئے میں چور۔ کسی کو گردن کشی کی تیز براہی میں مخمور بنا رکھا تھا۔ اب وہ عدم کے کس تیرہ تار غار اور فنا کے کس عمیق ظلماتی مفاک میں اتر گئے۔ ان کے ساتھ ہی بڑے بڑے نامیوں کے نشان تک مٹ گئے۔ بڑے بڑے سرکش خاک ہو گئے جن خود سروں، مغروروں کو ہوائے تکبر نے پھلا رکھا تھا وہ سحر فنا میں سر اٹھاتے ہی جبالوں کی طرح بیٹھ گئے۔

آن قصر کہ باہر خ ہی زو پہلو
بردر گہہ اوشہان نہا وندے رو
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاخنتہ
فریاد ہے کرد کہ کو کو کو کو

شررا نگیزوں، فتنہ بیروں، شعلہ ریزوں سے یورپ، ایشیا، افریقہ، خالی نہ رہا، لندن میں مسیح، پیرس میں مسیح، سومالی لنڈ میں مہدی، ہندوستان کے موضع قادیان میں جعلی مہدی اور مسیح، مصنوعی نبی اور رسول ایک ہی ذات شریف میں یوں جمع ہو گئے جیسے طاعون اور ہیضہ۔ لیکن جب ۳۶۰ دنوں کا لشکر ہی دم زدن میں پامال ہو گئے تو یہ اثر الناس کیونکر جلد پامال اور نیست و نابود نہ ہوں گے۔ طرف ہی نہ رہا تو مظروف کیا رہے گا۔ نبوت اور مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کرنے والے کیا رہیں گے۔ جبکہ خدائی کا دعویٰ کرنے والے بھی بہت دنوں نہیں رہے۔ پس ہم کو ان ملعونوں کے خرد و ج پر متعجب نہ ہونا چاہئے۔ برسات میں کس قدر حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں مگر کتنی جلد ان کے وجود سے محن عالم پاک ہو جاتا ہے۔ شحنہ ہند سمیل یمن ہے۔

وینگر موہم وانا سہیل
طلعت لموت اولاد الزنائی

صاحبو کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر شخص اپنے فرائض ادا کرنے آیا ہے مگر انوس ہے کہ ہم نے تو اپنا کوئی فرض ادا نہیں کیا۔ ہم اختتام سال پر آپ کے سامنے معترف بقصور ہیں کہ اولاً خدائے حقیقی جلعت عظمتہ اور ثانیاً خداوندان مجازی یعنی گورنمنٹ اور مریمان و معاونان شحنہ ہند و ضمیر اکثر ہم اللہ تعالیٰ ”وضا عاف در جاتہم فی الدنیا والدین“ کی کوئی خدمت ہم سے ادا نہیں ہو سکی۔ آپ نے بندہ نوازیں کیں۔ آپ نے شحنہ ہند اور ضمیر کو آغوش شفقت میں لیا۔ اس کی غور برداشت کی۔ داسے درے، قلمے سخنے، اس کی مدد کی، مگر ہم سے نہ شحنہ ہند اور ضمیر کی خدمت بن آئی نہ پبلک کی۔

قطرہ گرمانم طراوت از کجا سامان کنم
 در بگوئم ذرہ ام چون ذرہ ام پرواز کو
 شخند اور ضمیر ہم نے جاری نہیں کیا بلکہ آپ نے جاری کیا ہے۔ ہم آپ کے سرمایہ کے
 کفیل اور آپ بتوفیق الہی اس کی بقاء اور ترقی کے کفیل، بلکہ اس کے مالک ہیں۔ کیونکہ خریداری ہی
 ہر شے کے اصلی مالک ہوتے ہیں۔ اگر درحقیقت ہم سے کوئی ایسی خدمت بن پڑی ہے جو آپ کو
 پسند آئی ہے تو ہم خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

ہر عیب کہ سلطان بہ پسند ہنر است
 اور جبکہ خدمت گزاری اور ادائے فرض کی ہمت اور ڈھارس بھی آپ ہی نے بندھوائی
 ہے اور آپ ہی ذمہ دار ہیں تو ہم کیا چیز رہے؟ ہماری تو یہ حالت ہے۔
 نہ شگونہ ام نہ برگم نہ ثمر نہ سلیہ دام
 در حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

حسانۃ احسان آباد ہاد و توفیق آن مستزاد۔ الی یوم التاد بحرمۃ النبی

صاحب الرشاد!

۵ مرزائی جماعت

مولانا شوکت اللہ میرٹھی!

مرزا قادیانی اور تمام مرزائی پھولے نہیں سماتے کہ ہماری جماعت روز بروز بڑھ رہی
 ہے۔ آج اتنے مسلمان مرزائی ہوتے کل اتنے۔ لیکن آج کل کون سے جدید مذہب کی جماعت
 نہیں بڑھ رہی۔ برٹش آزادی کی برکت نے بہت سے مذہب پیدا کر دیئے ہیں۔ جس مذہب
 میں قیود اور پابندیاں ہیں وہ روز بروز تنزل میں گر رہا ہے اور جس مذہب میں ہوائے نفس کو آزادی
 ہے وہ بڑھ رہا ہے۔ لیکن مرزائی مذہب کی تو وہی مثل ہے کہ شیخی اور تین کانے۔ مرزا قادیانی نے
 کونے جیسا کی کو مرزائی بنایا کونے سکھ کو اپنے پتھ پر لگایا۔ کونے آریا کے سر پر مرزائیت کے افسوں
 کا آ رہ چلایا۔ عیسوی مذہب نے ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی کر ڈالا۔ آریا کو دیکھو جو
 مورکھ اور بت پرست تھے اب ایسے چاتر اور دوہیارتی بن گئے ہیں کہ مسلمانوں کو بھی آریا بنانے کا
 انہوں نے گھان ڈال دیا ہے اور جوڑھے چماروں تک کو جو مہا مٹھ ہیں۔ اپنے پتھ میں لانے یا
 یوں کہو کہ منٹش بلکہ دیوتا بنانے کے لئے ٹم ٹھوٹک رہے ہیں۔ بس اگر کسی مذہب کی کثرت جماعت

حقانیت کی دلیل ہے تو عیسوی اور آریا مذہب مرزائی دین سے سو گئے اور ہزار گئے زیادہ حق ہے۔
مرزا قادیانی مسیح موعود بنے تھے تو لازم تھا کہ سب سے پہلے ان کو عیسائی قبول کرتے۔
وہ آسمانی بھیڑوں کے چرواہے تھے تو ضرور تھا کہ تمام بھیڑیں جن کی تاک میں بھیڑیے لگے تھے
قادیان کے رمنہ میں میاقتی آتیں لیکن بھیڑیں تو مرزا قادیانی کو بھیڑیا سمجھ رہی ہیں کہ وہ ان کو
اپنے عیش و عشرت کا حرب لقمہ بنانا چاہتے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی تناجھی اوتار تھے تو ۲۲ کروڑ ہندو
ان کی صورتی کو ڈنڈوت کرتے اور مندر پر موہن بھوگ چڑھاتے۔ لیکن کسی ہندو نے اپنے چوکے
اور رسوئی کا بچا کچا آتش بھی مرزا قادیانی کے ماتھے نہ مارا۔ پھر کس بھروسے پر شکر اور کس برتے پر
تیاپانی۔

بعض باخبر اور خدا ترس مسلمان جو اول اول ان کے دام فریب میں آگئے بالآخر بارگہ
توفیق الہی نے ان کو مرزائی دام سے نکالا۔ شیطانی افسون کو روحانی عزیمت نے کافور کر دیا۔ اگر
مرزا قادیانی حق پر ہوتے تو ایسے سچے مسلمانوں کا ان سے منحرف ہونا اور مرزائی عقیدت و ارادت
اور بیعت پر تمرا بھیجنا کیا معنی رکھتا تھا۔ جو مسلمان یا ہندو عیسائی ہو گئے وہ بدستور عیسائی ہیں۔ انہوں
نے اپنے آخری مرکز سے جنبش نہیں کی۔ کیا وجہ ہے کہ لوگ مرزائی مذہب قبول کرنے کے چند روز
بعد یکا یک اس سے منحرف ہو جائیں۔ یا بعض اخوان ایشیا طین جن بڑی مکھیوں مثلاً بھنوروں یا
تیلیوں پر اپنا مکڑی کا جالہ تیا چاہیں وہ اس کو توڑ پھوڑ کر زناٹے اور جھنھناٹ کے ساتھ اڑ جائیں
وجہ یہی ہے کہ جالا کمزور تھا۔ کمزور مکھیوں کے لئے تو ضرور ہے کہ وہ رزق عنکبوت بنیں۔

مرزائی جماعت میں یا تو کثرت سے جہال ہیں یا اپنے قدح کی خیر منانے والے چند
خود غرض دنیا پرست اپانج ہیں جو گلے میں ڈھول ڈال کر مرزائیت کی ڈونڈی پیٹ رہے ہیں اور
اس کی فیس چکھ رہے ہیں۔ جہال بد مال اور عوام کا لانا عام کسی کنتی میں نہیں۔ ہاں ان سے مرزائیت
کے رجسٹری خانہ پری ضرور ہوتی ہے۔ ان میں سے بھی اگر حقانی علماء سے کسی کا سابقہ پڑتا ہے
اور ان کی تلقین اور نیز توفیق الہی یاد رہتی ہے تو جلد راہ راست پر آجاتے ہیں۔ ضمیمے میں اس کی
بہت سی نظیریں ناظرین کی نظر سے گزر چکی ہیں۔ اور خود ضمیمے نے تین سال کے اندر مرزائیت کا جو
کچھ استیصال کیا ہے اور مذہب یقین والے۔ جس قدر راہ راست پر آئے اس کی تفصیل کے لئے
دفتر درکار ہے اور اس کا اجر محاو میں محمد ہندو ضمیمہ کی قسمت میں لکھا گیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!